

معاضد ابن خلدون کی عظمت اور علمائے یورپ

آسان و محاورہ جدید ترجمہ اضافہ و عنوانات اور حواشی کے ساتھ

# تاریخ ابن خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

روئے زمین کے تمام خطوں سے متعلق مختلف النوع مباحث، نشو و ارتقاء، عمرانیات، تہذیب و تمدن، سلطنت و ریاست، بڑی و بحری تخیل کائنات، معاشیات، اور دنیا کے تمام بنیادی علوم کی تاریخ و حقائق اور دیگر بے شمار تحقیقات پر مشتمل کتاب

دارالاحیاء

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 32631861

تیارخ ابن خلدون



# تاریخ ابن خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

جلد ۶

کا حصہ اول دوم

سابقہ ہفتم

سلاطین سلجوقیہ و خوارزمیہ کا عروج و زوال اور فتنہ تاتار سے انکی معرکہ آرائیاں  
سلاطین زنگی اور صلاح الدین ایوبی کی صلیب پرستوں کے ساتھ جنگ، بلاد اسلامیہ میں ایوبی سلطنت

اردو ترجمہ: علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی (سابقہ ہفتم)

ترجمہ جدید، عنوانات، تہئیل، اضافہ حواشی

مولانا شمس الدین محمد وحید

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی و استاد اسلامیہ کالج کراچی

اڈو بازار ایم ایس جٹ روڈ  
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت



ترجمہ جدید، تکمیلی ترجمہ، تسہیل، عنوانات و حواشی کے جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی  
طباعت : دسمبر ۲۰۰۹ء علمی گرافکس  
ضخامت : 419 صفحات

#### قارئین سے گزارش

اپنی حتی التبع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

#### ..... ملنے کے پتے .....

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور  
بیت العلوم 20۔ نابھ روڈ لاہور  
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور  
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد  
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی  
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی  
بیت القرآن اردو بازار کراچی  
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد  
مکتبہ المعارف محلہ جنگلی۔ پشاور

#### انگلینڈ میں ملنے کے پتے

ISLAMIC BOOK CENTRE  
119-121, HALLIWELL ROAD  
BOXTON, BRISTOL

AZHAR ACADEMY LTD.  
54-68 LITTLE ILFORD LANE,  
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

#### امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA  
182 SOBIESKI STREET,  
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE  
6665 BINTLIFE, HOUSTON,  
TX-77074, U.S.A.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست

## تاریخ ابن خلدون

جلد ششم..... حصہ اول، دوم

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۹	اطلا کیہ پر حملہ اور قبضہ	۳۶	آئمز کا قتل	۳۱	دیباچہ
۳۹	مسلم اور سلیمان کی کشیدگی	۳۶	حلب پر مسلم بن قریش کی حکومت	۳۲	ترک سلجوقی حکمرانوں کے حالات
۳۹	مسلم اور سلیمان کی جنگ	۳۶	طرسوں کی فتح	۳۲	ترکوں کا نسب
۳۹	مسلم بن قریش کا قتل	۳۶	مسلم کی دمشق کی طرف پیش قدمی	۳۲	کومر بن یافت کی اولاد
۳۹	ابن جیشی کی سازش	۳۶	مسلم بن قریش کی شکست	۳۲	ترکوں کی نسلیں
۳۹	سلیمان کی خودکشی	۳۶	مسلم کی واپسی	۳۲	ترکوں کے علاقے
۴۰	تنش کا حلب پر قبضہ	۳۶	تنکش کی بغاوت	۳۲	خانہ بدوش ترک
۴۰	اہل آمد کی ثابت قدمی	۳۶	تنکش اور سلطان ملک شاہ سے صلح اور	۳۳	رومی بادشاہ ارمانوس کی ریشہ دوانیاں
۴۰	دیار بکر پر ابن جیمہ کا قبضہ	۳۶	پھر بغاوت	۳۳	متحد عیسائی لشکر کا حملہ
۴۰	میا فارقین پر فخر الدولہ کا قبضہ	۳۶	تنکش کی دوبارہ بغاوت	۳۳	رومی بادشاہ کی گرفتاری
۴۰	جزیرہ ابن عمر پر فخر الدولہ کا قبضہ	۳۶	ابوالفتوح کی ذہانت	۳۴	ملک شاہ اور تنکین کی صلح
۴۰	فخر الدولہ کی وفات	۳۷	تنکش کا فرار	۳۴	قاروت بک والی کرمان کا ہنگامہ اور قتل
۴۰	تنش کا حلب کا محاصرہ	۳۷	تنکش کا انجام	۳۴	شرف الدولہ اور ملک شاہ
۴۰	حلب پر سلطان کا قبضہ	۳۷	شیخ ابواسحاق شیرازی کی سفارت۔	۳۴	ملک شاہ اور منصور بن دہیس
۴۱	ملک شاہ کی فتوحات	۳۷	شیخ ابواسحاق شیرازی کا استقبال	۳۴	خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات
۴۱	جعفر پر نور الدین زنگی کا قبضہ	۳۷	شیخ ابوالحق شیرازی اور ملک شاہ	۳۴	مقتدی کی ولی عہدی
۴۱	اقسقر کی گورنری	۳۷	فخر الدولہ کی معزولی عمید الدولہ کی وزارت	۳۴	مقتدی بامر اللہ کی خلافت
۴۱	ابن جیشی کی وفات	۳۷	خلیفہ مقتدی کا سلطان کی لڑکی سے نکاح	۳۵	آئمز کی لوٹ مار
۴۱	سلطان دربار خلافت میں	۳۸	عمید الدولہ کی معزولی	۳۵	معلی وحید کی گرفتاری اور موت
۴۱	سلطان کی بیٹی کی رخصتی	۳۸	ابن ارتق کا حملہ	۳۵	شامی علاقوں پر آئمز کا قبضہ
۴۱	خلیفہ کی طرف سے شادی کے انتظامات	۳۸	مسلم بن قریش کی شکست اور فرار	۳۵	آئمز کا مصر پر حملہ
۴۲	رخصتی کی درخواست	۳۸	فخر الدولہ کا موصل پر قبضہ	۳۵	بیت المقدس میں آئمز کی قتل و غارت
۴۲	رخصتی	۳۸	فر دروس عیسائی بادشاہ	۳۵	حلب کا محاصرہ
۴۲	ولیمہ	۳۹	اطلا کیہ کی طرف پیش قدمی	۳۵	بدر جمالی کی دمشق کی طرف پیش قدمی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۱	فخر الدولہ کی وزارت	۴۷	خلیفہ کی تائید اور شرط	۴۲	احمد خان
۵۱	تتش اور برکیارق	۴۷	امام عزالی اور ترکمان خاتون	۴۲	اہل سمرقند کا وفد سلطان کے دربار میں
۵۱	برکیارق کی گرفتاری	۴۷	برکیارق کی گرفتاری	۴۲	سمرقند کا محاصرہ
۵۱	محمود کی وفات	۴۷	ملک شاہ کی حدود سلطنت	۴۲	سمرقند اور کاشغر پر حملہ اور قبضہ
۵۲	مرید الملک کی وزارت	۴۷	برکیارق کی تخت نشینی	۴۳	سمرقند پر حکمیہ کا حملہ ۵۹
۵۲	صدقہ بن مزید کی شکست	۴۷	تاج الملک کا فرار	۴۳	سمرقند پر یعقوب تکین کا حملہ
۵۲	امدان بر تش کا قبضہ	۴۸	برکیارق اور ترکمان خاتون کی جنگ	۴۳	عین الدولہ کا قتل
۵۲	تتش کا قتل	۴۸	برکیارق کی فتح	۴۳	سمرقند کی طرف سلطان کی دوبارہ پیش قدمی
۵۲	فخر الملک کی رہائی	۴۸	عز الملک کی وزارت	۴۳	یعقوب تکین کی بدحواسی
۵۲	رضوان بن تش	۴۸	تاج الملک	۴۳	یعقوب کی نجات
۵۲	کربوقا اور توناش کی رہائی	۴۸	تاج الملک کا قتل	۴۳	یعقوب اور سلطان کی صلح
۵۲	نصیبین کی فتح	۴۸	تاج الملک، سیرت و کردار	۴۳	سلطان کی بغداد آمد اور واپسی
۵۲	محمد کا قتل	۴۸	تتش کی حلب کی طرف پیش قدمی	۴۳	مصر وغیرہ سواحل شام پر تش کا قبضہ
۵۲	امیر چکر مش کی شکست	۴۸	اقسقر کی اطاعت	۴۳	قلعہ قامیہ کی فتح
۵۳	موصل کی فتح	۴۹	رحبہ میں تش کی غارتگری	۴۳	تتش کی طرابلس کے والی کے ساتھ صلح
۵۳	توناش کا قتل	۴۹	علی بن شرف الدولہ	۴۳	حجاز پر سلطان کا قبضہ
۵۳	رحبہ پر قبضہ	۴۹	ابراہیم کی گرفتاری اور قتل	۴۳	بکین اور عدن پر ترشک کا قبضہ اور موت
۵۳	ارسلان ارغو	۴۹	تتش اور گوہر آئین	۴۳	وزیر السلطنت نظام الملک پر حملہ اور قتل
۵۳	خراسان پر قبضہ	۴۹	اقسقر اور یوزان	۴۵	سلطان پر الزام
۵۳	سلطان برکیارق اور ارسلان ارغو	۵۰	تتش کی پسپائی	۴۵	جمال الملک کا قتل اور اس کی وجہ
۵۳	ارسلان کی شکست	۵۰	گوہر آئین کی معزولی	۴۵	عثمان بن جمال اور کردون
۵۳	ارسلان کی ریشہ و انیاں	۵۰	امیر مکر د کا قتل	۴۵	سلطان ملک شاہ اور نظام الملک میں کشیدگی
۵۳	امیر مسعود بن تاجر اور بورسوس کا قتل	۵۰	برکیارق اور اسمعیل بن داؤد	۴۵	نظام الملک کا جواب
۵۴	ارسلان ارغو کی دست درازیاں	۵۰	اسمعیل بن داؤد کی شکست	۴۶	سلطان ملک شاہ کی وفات
۵۴	عماد الملک اور ارسلان ارغو کا قتل	۵۰	اسمعیل بن داؤد کا قتل	۴۶	نظام الملک طوسی
۵۴	نیشاپور اور خراسان پر برکیارق کا قبضہ	۵۰	توران شاہ بن قاروت بک کی وفات	۴۶	سیرت و کردار
۵۴	بلخ پر قبضہ	۵۰	مقتدی کی وفات	۴۶	ایک بری رسم کا قلع قمع
۵۴	ارسلان ارغو کے بیٹے کی سمپری	۵۰	خلیفہ مستظہر کی خلافت	۴۶	مدرسہ نظامیہ کا انتظام
۵۴	خراسان میں سنجری حکومت	۵۱	تتش کا حلب پر حملہ	۴۷	امام عزالی مدرسہ نظامیہ میں
۵۴	امیر امیران کی بغاوت اور انجام	۵۱	اقسقر کا قتل	۴۷	سلطان کی بغداد آمد اور وفات
۵۵	انجی کا قتل اور خوازم پر قبضہ	۵۱	یوزان کا قتل	۴۷	اصفہان پر کروت کا قبضہ
۵۵	امیرانز کی بغاوت	۵۱	امیر قماج کا فخر الدولہ پر حملہ	۴۷	محمود کی تخت نشینی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۶۴	برکیارق سے امیر صدقہ کی بغاوت	۶۰	محمد کی بغاوت	۵۵	بارق قشاش کی گرفتاری
۶۴	محمد اور بنجر کا بغداد میں داخلہ	۶۰	محمد کا رے پر قبضہ	۵۵	امیر قودن کی گرفتاری
	محمد اور برکیاروق کے سپاہیوں کی توتو	۶۰	زبیدہ خاتون کی موت	۵۵	امیر قودن کی وفات اور بارق قشاش کا قتل
۶۵	میں میں	۶۰	سعد الدولہ کی برکیارق سے کشیدگی	۵۵	بنو خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز
۶۵	فرقہ باطنیہ یعنی اسماعیلیہ	۶۰	محمد کی دربار خلافت میں کامیابی	۵۵	ابوشکین
۶۵	اسماعیلیہ باطنیہ کو ملاحدہ کہنے کی وجہ	۶۰	محمد الملک البارسلائی	۵۵	محمد بن ابوشکین
۶۵	اصفہان میں باطنیہ کا قتل	۶۰	عبدالملک کے قتل کے بارے میں مجلس	۵۶	خوارزم پر محمد کی حکومت
۶۵	نیران شاہ کی تبدیلی مذہب	۶۱	مشاورت	۵۶	خوارزم پر ترکوں کا حملہ
۶۶	ارسلان شاہ کا اقدام	۶۱	محمد الملک کا مشورہ	۵۶	ترکوں کی شکست اور فرار
۶۶	برکیارق اور فرقہ باطنیہ	۶۱	محمد الملک کا قتل	۵۶	اتسز بن محمد خوارزم شاہ
۶۶	باطنیہ کا قتل عام	۶۱	امراء حکومت کی بے رخی	۵۶	عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں
۶۶	کیا الہرامی پر الزام	۶۱	بغداد میں برکیارق کا خطبہ	۵۶	ارسلان کی شکست
۶۶	سلطان محمد کی جنگ کے لیے روانگی	۶۱	برکیارق پر حملے کی ترغیب	۵۷	انطاکیہ پر قبضہ
۶۶	برکیارق کی بغداد سے جنگ کیلئے روانگی	۶۱	عمید الدولہ کی گرفتاری	۵۷	مسلمانوں کا اتحاد
۶۷	امیر ایاز کی فوج کا واسطہ میں ظلم	۶۲	محمد کی طرف پیش قدمی	۵۷	عیسائیوں پر سختی
۶۷	لشکر واسطہ کا تسلیم ہونا	۶۲	برکیارق اور محمد کی جنگ	۵۷	عیسائیوں کی چالاکی اور مسلمانوں کا فرار
۶۷	دونوں بھائیوں کی فوجوں کا آمنا سامنا	۶۲	گوہر آئین کاقت	۵۸	شام کے ساحلوں پر عیسائی قبضے کی ابتداء
۶۷	دونوں بھائیوں کی صلح	۶۲	محمد کی کامیابی	۵۸	عیسائیوں کو شام بلانے والے علوی تھے
۶۷	ایک افواہ پر صلح کرانے والوں کا قتل	۶۲	گوہر آئین کا تعارف	۵۸	امیرانز کی تقرری
۶۷	صلح کا خاتمہ	۶۲	بنجر کے مقابلے میں برکیارق کی تیاری	۵۸	امیرانز کی بغاوت
۶۷	چوتھی جنگ	۶۲	ابوقاسم کا قتل	۵۸	امیرانز کا قتل
۶۸	برکیارق کا محمد پر اصفہان میں حملہ	۶۳	بنجر اور برکیاروق کی جنگ	۵۸	بیت المقدس کا محاصرہ
۶۸	اصفہان پر لیثروں کا حملہ	۶۳	برکیارق کی شکست	۵۹	بیت المقدس پر قبضہ
۶۸	وزیر السلطنت کا قتل	۶۳	برکیارق کی پریشانی	۵۹	افضل کا حسن سلوک
۶۸	ابو منصور میندی کی وزارت	۶۳	امیر افسر کا قتل	۵۹	بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ
۶۹	رے پر اسمعیل بن ارسلان کی تقرری	۶۳	برکیارق اور محمد کی دوسری جنگ	۵۹	مسلمانوں کی تباہی
۶۹	بصری کے امیر قجاج سے اسمعیل کی جنگ	۶۳	مؤید الملک کا قتل	۵۹	مسلمان اور خلیفہ مقتدی
۶۹	امدادی فوج کو بھی شکست	۶۳	برکیارق اور محمد کی واپسی	۵۹	مسلمانوں کی ناامیدی
۶۹	اسمعیل کی مزید فتوحات	۶۳	برکیارق کی پریشانی	۵۹	محمد اور برکیارق
۶۹	اسمعیل کی واسطہ پر ناکامی	۶۳	امیر ایاز اور ابن برسق کی طوطا چٹھی	۵۹	گنچہ پر تلکین خادم کی گورنری
۶۹	بصری پر ابوسعید کا محاصرہ	۶۳	امیر ایاز کی حاضری	۵۹	قطون کی بغاوت اور سرکوبی
۷۰	ابوسعید سے اسمعیل کی صلح	۶۳	برکیارق بغداد میں	۶۰	گنچہ پر محمد کی گورنری

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۸۳	رقہ پر جاوولی کا محاصرہ	۷۶	خطبوں میں بادشاہوں کے نام	۷۰	کربوقا کا انتقال سنقر جہ کی جانشینی
۸۴	جاوولی اور ایلغازی	۷۶	امیر ایاز کی اطاعت اور بغداد پر محمد کا قبضہ	۷۰	موسیٰ ترکمانی کا موصل پر قبضہ
۸۴	ملک رضوان اور جاوولی	۷۷	سلطان کا ایاز کی طرف سے مشکوک ہونا	۷۰	چکر مش کا موصل پر قبضہ
۸۴	در بار شاہی میں جاوولی کی آمد	۷۷	امیر ایاز کا قتل	۷۰	قلعہ کیفا پر ستمان بن ارقم کا قبضہ
۸۵	عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ	۷۷	مذاق مہنگا پڑ گیا	۷۰	امیر نیال اور برسق کی رے پر سرکشی
۸۵	۵۰۵ھ میں سلطان محمد نے امیر	۷۷	قلعہ مار دین پر قبضہ کی جنگ	۷۱	امیر نیال بغداد میں
۸۵	تل باشر کا محاصرہ	۷۸	یا قوتی بن ارقم کے کارنامے	۷۱	نیال کا اہل بغداد پر ظلم
۸۵	عیسائیوں کی ریشہ و انیاں	۷۸	مار دین پر یا قوتی کا قبضہ	۷۱	امیر نیال کی گوشمالی
۸۵	الربا کے خلاف امیر مودود کا جہاد	۷۸	یا قوتی کا جنگ میں قتل	۷۱	گمشدگی اور ایلغازی کی جنگ
۸۵	امیر مودود کا قتل	۷۸	ستمان بن ارقم کی دمشق روانگی	۷۱	ایلغازی کا بغداد میں ہلڑ
۸۶	آق سقز برستی	۷۹	ستمان کا انتقال	۷۲	گمشدگی اور بغداد سے اخراج
۸۶	عیسائیوں کی اظہار کیہ روانگی	۷۹	منکمرس کی بغاوت اور تباہی	۷۲	گمشدگی کا واسطہ سے اخراج
۸۶	ایاز کی گرفتاری اور رہائی	۷۹	فخر الملک بن نظام الملک کا قتل	۷۲	امیر غزغلی کا "رے" پر قبضہ
۸۶	ایلغازی کی گرفتاری	۷۹	جاوولی سقاوا کی گورنری	۷۲	سلطان محمد کی مودود کے پاس روانگی
۸۷	ایلغازی کی رہائی	۸۰	چکر مش کی گرفتاری	۷۲	سلطان محمد کی شکست
۸۷	ابوالغازی اور قطغ تلکین کی بغاوت	۸۰	زنگی میں چکر مش	۷۳	محمد بن موید الملک
۸۷	"خامیہ" نامی قلعے کا محاصرہ	۸۰	جاوولی سقاوا کی "رجبہ" کی طرف روانگی	۷۳	شہر عانہ پو ملک ابن بہرام کا قبضہ
۸۷	عیسائیوں کی لوٹ مار	۸۰	قلعہ ارسلان کا موصل پر قبضہ	۷۳	برکیارق اور محمد کی مصالحت
۸۸	امیر برسق کی وفات	۸۰	قلا دروس کا اسلام	۷۳	صلح کی شرائط
۸۸	جیوش بیگ اور مسعود بن سلطان محمد کی	۸۱	رجبہ کا محاصرہ	۷۴	لشکر اصفہان اور برکیارق
۸۸	موصل پر حکومت	۸۱	موصل پر قبضہ	۷۴	ایلغازی کی ناراضگی
۸۸	فارس پر جاوولی سقاوا کی حکومت	۸۱	جزیرہ پر جاوولی کا محاصرہ	۷۴	حران میں حکمرانوں کی لڑائی اور عیسائی محاصرہ
۸۸	قلعہ اصطر پر جاوولی کا قبضہ	۸۱	صدقہ بن مزید کا قتل	۷۴	مسلم حکمرانوں کا اتحاد
۸۸	حسین بن صبارز اور جاوولی	۸۱	ابن عمار والی طرابلس	۷۴	عیسائیوں سے جنگ
۸۸	جاوولی کی فتوحات اور کامیابیاں	۸۱	ابن عمار کی بغداد روانگی	۷۵	کمین گاہ میں چھپے عیسائی
۸۹	دار الجبر کی فتح	۸۲	ذوالمناقب کی وعدہ شکنی	۷۵	فوج میں اختلاف
۸۹	کرمان پر حملہ	۸۲	جاوولی کی شرارت	۷۵	برکیارق کی وفات ملک شاہ کی تخت نشینی
۸۹	جاوولی کی شکست	۸۲	مودود کا موصل پر قبضہ	۷۵	برکیارق کا سخت دور
۸۹	جاوولی کی وفات	۸۲	ایلغازی اور جاوولی	۷۵	موصل پر سلطان محمد کا محاصرہ
۹۰	سلطان محمد کی وفات	۸۳	قمص بردویل کی رہائی	۷۶	موصل پر چکر مش اور سلطان محمد کی کشمکش
۹۰	سلطان محمود	۸۳	قمص، جو سلین اور طنکری کی جنگ	۷۶	چکر مش کی سلطان محمد سے صلح
۹۰	بہروز کی برطرفی	۸۳	جاوولی کی "رجبہ" کی طرف روانگی	۷۶	سلطان محمد کی بغداد آمد



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۴	حلب پر قطفغ ابیہ کا قبضہ	۹۷	محمود اور مسعود کی جنگ	۹۰	دبیس بن صدقہ
۱۰۵	بدرالدولہ اور قطفغ ابیہ کی جنگ	۹۷	محمود اور مسعود کی صلح	۹۰	مستظہر باللہ کی وفات
۱۰۵	حلب پر عمادالدین کا قبضہ	۹۷	جیوش بیگ کی فرما برداری	۹۰	ملک مسعود اور سلطان محمود
۱۰۵	سلطان سنجر کی رے آمد	۹۷	موصل اور واسطہ پر آقسقر برستی کی گورنری	۹۱	مسعود اور برستی کی پیش قدمی
۱۰۵	سلطان محمود کی بغداد آمد	۹۸	جیوش بیگ کا قتل	۹۱	برستی کی واپسی
۱۰۵	سلطان محمود کی وفات	۹۸	جیوش بیگ کی خدمات	۹۱	ملک مسعود اور سلطان محمود میں صلح
۱۰۶	سلطان مسعود	۹۸	وزیر السلطنت ابوطالب سمیری کا قتل	۹۲	امیر منکبرس
۱۰۶	سلطان مسعود اور سلطان داؤد	۹۸	ملک طغرل کی اطاعت	۹۲	ملک طغرل کی سلطان محمود سے بغاوت
۱۰۶	سلجوق شاہ کی بغداد آمد	۹۹	شیرگیر کی گرفتاری	۹۲	محمود کا طغرل پر حملہ
۱۰۶	مستر شد اور مسعود کی صلح	۹۹	وزیر سلطان محمود کے وزیر کا قتل	۹۲	ملک سنجر
۱۰۷	خلیفہ مستر شد کی خاقین کی طرف روانگی	۹۹	کرج اور قچاق میں کشیدگی	۹۲	غزنی پر سنجر کا حملہ
۱۰۷	سلطان سنجر اور سلطان مسعود کی جنگ	۹۹	دبیس کی ریشہ دوانیاں	۹۳	سنجر کا پچھتاوا
۱۰۷	طغرل کی تخت نشینی	۱۰۰	برستی کی برطرفی	۹۳	سنجر اور محمود
۱۰۷	سلطان داؤد اور ملک طغرل کی جنگ	۱۰۰	برستی کا استقبال	۹۳	امیر انز کی روانگی اور واپسی
	سلطان مسعود کی دوبارہ سلطنت اور ملک	۱۰۰	ابتداء عمادالدین زنگی بصری کا گورنر	۹۳	محمود کی ہمدان کی طرف روانگی
۱۰۸	طغرل کی شکست	۱۰۰	حلب پر برستی کا قبضہ	۹۳	سنجر کا محمود پر حملہ
۱۰۸	آذربائیجان کی فتح	۱۰۱	عراق کی طرف ملک طغرل اور دبیس کی روانگی	۹۳	سنجر اور محمود کی جنگ
۱۰۸	ملک طغرل اور مسعود کی جنگ	۱۰۱	دبیس کی نہروان کی طرف روانگی	۹۴	سلطان محمود کی شکست
۱۰۸	ملک طغرل کی شکست	۱۰۱	ہمدان میں طغرل اور دبیس کا ظلم و ستم	۹۴	سنجر کی طرف سے صلح کی پیشکش
۱۰۸	ملک طغرل کی جبل کی جانب واپسی	۱۰۱	برقیش زکونی کی شرارت	۹۴	سنجر اور محمود کی صلح
۱۰۹	سلطان مسعود کی بغداد آمد	۱۰۲	محمود کی بغداد کی طرف پیش قدمی	۹۴	امیر منکبرس کا قتل
۱۰۹	خلیفہ اور سلطان مسعود کی ناراضگی	۱۰۲	مستر شد باللہ اور محمود کی جنگ	۹۴	علی ابن عمر حاجب
۱۰۹	طغرل کی وفات	۱۰۲	سلطان محمود کی بغداد آمد	۹۵	علی ابن عمر کی گرفتاری اور قتل
۱۰۹	سلطان مسعود اور خلیفہ مستر شد باللہ کی جنگ	۱۰۲	خلیفہ اور محمود کی صلح	۹۵	سفر الباکا بصرہ پر قبضہ
	مستر شد باللہ کی سلطان مسعود کی طرف	۱۰۲	وزیر ابوالقاسم کی معزولی اور بحالی	۹۵	علی بن سکمان
۱۰۹	پیش قدمی	۱۰۳	عزالدین ابن برستی کی وفات	۹۵	علی بن سکمان کا بصری پر قبضہ
۱۰۹	خلیفہ اور سلطان مسعود کی جنگ	۱۰۳	عمادالدین زنگی موصل کا گورنر	۹۵	آقسقر بخاری اور ابن سکمان
۱۱۰	خلیفہ کی گرفتاری	۱۰۳	عمادالدین کی موصل آمد	۹۵	کرج کی ریشہ دوانیاں
۱۱۰	خلیفہ اور سلطان محمود کی صلح	۱۰۳	جزیرہ ابن عمر پر عمادالدین کا قبضہ	۹۶	مسلمانوں کی شکست
۱۱۰	خلیفہ کا قتل	۱۰۴	نصیبین کا محاصرہ	۹۶	تفلیس پر کرج کا قبضہ
۱۱۰	راشد باللہ کی خلافت	۱۰۴	نصیبین پر قبضہ	۹۶	سلطان محمود اور برستی
۱۱۰	سلطان مسعود اور خلیفہ راشد	۱۰۴	خابور اور خزان پر قبضہ	۹۶	ابوعلی کی برطرفی



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۳	سلطان سنجر کی گرفتاری اور تخت نشینی	۱۱۷	نیشاپور واپسی	۱۱۲	ابو عبد اللہ اور حسن اقبال کی گرفتاری اور رہائی
۲۳	طوس کی تباہی	۱۱۷	خوارزم شاہ اور سلطان سنجر کی جنگ	۱۱۲	سعد بن داؤد کا خطبہ
۱۲۴	نیشاپور کی تباہی	۱۱۷	خوارزم شاہ اور سنجر کی صلح	۱۱۲	سلطان مسعود کی طرف پشیمانی
۱۲۴	سلطان سلیمان شاہ کی معزولی	۱۱۷	سلطان مسعود اور اتابک زنگی کی صلح	۱۱۲	بغداد کا محاصرہ
۲۴	ہرات کا محاصرہ	۱۱۸	اتابک زنگی کے بیٹے کی واپسی	۱۱۲	خلیفہ راشد کی معزولی
۲۴	موید کا نیشاپور پر قبضہ	۱۱۸	بوزایہ کی بغاوت	۱۱۲	سبحوق شاہ اور سلطان داؤد کی جنگ
۲۵	ایتاخ کا رہے پر قبضہ	۱۱۸	ابوالفتح کی معزولی اور بحالی	۱۱۲	شرف الدین کی برطرفی
۱۲۵	سلیمان شاہ	۱۱۸	عبدالرحمان طغنازک	۱۱۲	سلطان مسعود اور سلطان داؤد کی جنگ
۱۲۵	سلیمان شاہ بغداد میں	۱۱۸	طغنازک کا قتل	۱۱۲	سلطان مسعود کی شکست
۱۲۵	سلیمان شاہ اور مقتدی باندہ	۱۱۸	امیر عباس کی ناراضگی	۱۱۳	سبحوق شاہ کا بغداد پر حملہ
۱۲۶	سلطان محمد پر سلیمان شاہ کا حملہ	۱۱۹	امیر عباس کا قتل	۱۱۳	خلیفہ راشد باللہ عباسی کا قتل
۱۲۶	سلیمان شاہ کی شکست اور گرفتاری	۱۱۹	امیر عباس کی سیرت	۱۱۳	کمال الدین محمد کی وزارت
۱۲۶	سلطان سنجر کا فرار	۱۱۹	والی فارس بوزایہ کا رد عمل	۱۱۳	کمال الدین کا قتل
۱۲۶	سلطان محمد کا بغداد کا محاصرہ	۱۱۹	بوزایہ کا قتل	۱۱۳	بقش سلاجی کا قتل
۱۲۶	سلطان محمد کی ہمدان واپسی	۱۱۹	امراء کی بغاوتیں	۱۱۳	خوارزم شاہ
۱۲۷	امیر شمس اور ملک شاہ کی جنگ	۱۲۰	بغداد کی بربادی	۱۱۳	سلطان سنجر اور آتمز
۲۷	سلطان سنجر کی وفات	۱۲۰	خلیفہ مقتدی اور سلطان مسعود	۱۱۳	خوارزم پر آتمز کا قبضہ
۱۲۷	ایتاخ	۱۲۰	سنجر اور مسعود کی ناراضگی اور صلح	۱۱۳	قراسنقر والی آذربائیجان
۱۲۷	ایتاخ اور موید کی جنگ	۱۲۰	نہروان کی تباہی	۱۱۳	قراسنقر کا فارس پر قبضہ
۱۲۸	ایتاخ کی اطاعت	۱۲۰	محمد بن سلطان محمود	۱۱۳	قراسنقر کی وفات
۲۸	موید اور سنقر عزیزی کی جنگ	۱۲۱	خلیفہ مقتدی اور مسعود کی جنگ	۱۱۳	چہر داگی کا فارس پر حملہ
۱۲۸	ترکوں کا ہنگامہ اور موید سے جنگ	۱۲۱	ملک شاہ کی گرفتاری	۱۱۵	سلطان سنجر کی ترکان خطا کے ساتھ جنگ
۱۲۸	مروہ خس اور طوس میں ترکوں کی غارتگری	۱۲۱	امیر خاص بیگ	۱۱۵	مسعود کا بلداوا
۱۲۸	جلال الدین عمر	۱۲۱	ترکان غز	۱۱۵	سبق قران خان کا اسلام
۱۲۹	محمود کی خراسان بربادی	۱۲۱	ترکان غز اور امیر قماج کی جنگ	۱۱۵	قدرخان کی بغاوت اور قتل
۲۹	طوس کی بربادی	۱۲۱	سلطان سنجر کی گرفتاری	۱۱۵	قارغلیہ کے ترک
۲۹	نیشاپور کا محاصرہ	۱۲۲	خراسان پر ترکان غز کا قبضہ	۱۱۶	سمرقند میں حسن تکیں کی گورنری
۱۲۹	لوٹ مار اور غارتگری	۱۲۲	ترکان غز کا ظلم و ستم	۱۱۶	کوہر خاں کا کاشغر پر حملہ
۱۲۹	ملک شاہ کا خوزستان پر قبضہ	۱۲۲	امیر زنگی اور محتاج میں کشیدگی	۱۱۶	خان محمود اور کوہر خان کی جنگ
۱۳۰	سلطان محمد کی وفات	۱۲۳	سلطان نجر اور حسین غوری	۱۱۶	سلطان سنجر کی کوہر خان کے ساتھ جنگ
۳۰	سلیمان شاہ	۱۲۳	امیر قماج کا قتل	۱۱۷	کوہر خان کی موت
۱۳۰	زین الدین کی بیعت	۱۲۳	ترکوں کی مرو میں قتل و غارت	۱۱۷	خوارزم شاہ کی قتل و غارت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۳	ازبک کامرانہ پر قبضہ	۱۳۷	والی ہرات کا قتل	۱۳۰	خدیفہ مفتی کی وفات اور مستجد کی تخت نشینی
۱۳۳	ایدغمش اور سنکلی	۱۳۷	شاہ مازندران اور سنکلی	۱۳۰	موید اور محمود کی آنکھ چھوٹی
۱۳۳	ایدغمش کا قتل	۱۳۷	شاہ مازندران کی وفات	۱۳۱	اشقیل کی فتح
۱۳۳	سنکلی کی ریشہ دوانیاں	۱۳۷	موید کا محاصرہ نساء اور تاکای	۱۳۱	خر بندہ کا قتل
۱۳۳	سنکلی کی شکست	۱۳۷	آقسفر وایلد کز کی جنگ	۱۳۱	محمود اور موید کی صبح
۱۳۳	سنکلی کی موت	۱۳۸	زنگی اور شملہ کی جنگ	۱۳۱	ترکان بزرگ
۱۳۳	جلال الدین کا قتل	۱۳۸	شملہ کی پسپائی اور واپسی	۱۳۱	ترکوں کی شاہ مازندران کے ساتھ جنگ
۱۳۳	شاہان خوارزم کے حالات	۱۳۸	جنگ ایلد کز وایتاخ	۱۳۲	ایتاخ کا بقراتکین پر حملہ
۱۳۳	محمد ابن انوشکین	۱۳۸	آپس میں اختلاف	۱۳۲	ملک شاہ کی وفات
۱۳۳	ارسلان ارغون	۱۳۸	مستغنی بامر اللہ کی خلافت	۱۳۲	سلیمان شاہ اور شرف الدین
۱۳۵	محمد بن سلیمان کی بغاوت	۱۳۹	خوارزم شاہ کی وفات	۱۳۲	سین شاہ کا قتل
۱۳۵	قودز کی بغاوت اور قتل	۱۳۹	بنو موید کی حکومت کا خاتمہ	۱۳۲	شرف الدین کے ساتھ ناچاقی
۱۳۵	محمد بن انوشکین	۱۳۹	ایلد کز کی وفات اور بہلوان کی جانشینی	۱۳۲	سین شاہ کا قتل
۱۳۵	خوارزم پر قبضہ	۱۳۹	ابن سنگی کا نہاوند پر قبضہ	۱۳۳	ارسلان شاہ کی حکومت
۱۳۵	ارتغر بن محمد	۱۴۰	شملہ کی وفات	۱۳۳	ایلد کز اتابک
۱۳۶	ارتغر اور سلطان سنجر کی جنگ	۱۴۰	بہلوان کا تہریر پر قبضہ	۱۳۳	ایلد کز اور ایتاخ کا معاہدہ
۱۳۶	سلطان سنجر اور ترکان خطا کی جنگ	۱۴۰	ارسلان شاہ کی وفات اور طغرل کی جانشینی	۱۳۳	آقسفر اور ایلد کز کی جنگ
۱۳۶	ترکان خطا اور محمود کی جنگ	۱۴۰	بہلوان کی وفات اور قزل ارسلان کی حکومت	۱۳۴	محمود بن ملک شاہ
۱۳۶	شاہ خوارزم کا سرخس اور مرد پر قبضہ	۱۴۰	سلطان طغرل اور قزل ارسلان	۱۳۴	ایتاخ اور ایلد کز کی جنگ
۱۳۶	مرد کی عوام کا بلوہ اور ان کا قتل عام	۱۴۰	جلال الدین کی شکست	۱۳۴	ایتاخ کی شکست اور صلح
۱۳۷	بہق کی فتح	۱۴۰	قزل کا قتل	۱۳۵	موید کے کارنامے
۱۳۷	مسلم تاتاریوں کی غارتگری	۱۴۱	قتل قزل ارسلان اور قتلغ کی حکومت	۱۳۵	شادباغ کی نئے سرے سے تعمیر
۱۳۷	سنجر کی گرفتاری کے بعد	۱۴۱	ہمدان پر سلطان طغرل کا قبضہ	۱۳۵	خان محمود اور جلال محمد
۱۳۷	ارسلان بن اتغر	۱۴۱	رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ	۱۳۵	شہرستان کی فتح
۱۳۷	ارسلان کے بیٹوں میں اقتدار کی کشمکش	۱۴۱	سلطان طغرل اور خوارزم شاہ	۱۳۵	طوس کی فتح
۱۳۸	نویزایہ (سلطان شاہ کی ماں)	۱۴۱	طغرل اور خوارزم شاہ کی جنگ	۱۳۵	بوخی اور ہرات پر حملہ
۱۳۸	علاء الدین خلج کے ہاتھوں تاتاریوں کا قتل	۱۴۱	خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر	۱۳۶	کرج کی پیشقدمی
۱۳۸	ترکان خطا کے بادشاہ سے خلج کی جنگ	۱۴۲	ازبک کی حکومت	۱۳۶	کرج اور ایتاخ کی جنگ
۱۳۸	سلطان شاہ کا مرد پر قبضہ	۱۴۲	کوچہ کارنے و ہمدان پر قبضہ اور قتل	۱۳۶	قوس پر موید کا قبضہ
۱۳۸	سرخس پر سلطان شاہ کا قبضہ	۱۴۲	ازبک اور والی ارٹل	۱۳۶	ترکان قارغلیہ کا اخراج اور پامالی
۱۳۹	طغان شاہ کی وفات سنجر شاہ کی حکومت	۱۴۲	خوارزم شاہ کا مازندران پر قبضہ	۱۳۷	سنقر کا طالقان اور غرستان پر قبضہ
۱۳۹	نیشاپور پر خوارزم شاہ کا قبضہ	۱۴۲		۱۳۷	والی ہرات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۶۰	یوحانی اور شاہ خوارزم	۱۵۵	محمدوں کی سرکوبی	۱۴۹	سطن شہ کے بارے میں ایک اور روایت
۶۱	شہاب الدین، شاہ خوارزم کی جنگ	۱۵۵	علاء الدین تغش کی وفات قطب الدین	۱۴۹	سطن شہ، غیاث کے علاقوں میں
۱۶۱	ترکان خطا کے حملے	۱۵۵	محمد کی تخت نشینی	۱۴۹	غیاث الدین سے خط و کتابت
۱۶۱	شہاب کی شکست اور موت کی افواہ	۱۵۵	خوارزم شاہ کے حالات	۱۵۰	شہاب الدین کی آمد اور صلح کی گفتگو
۱۶۱	حسن بن حرمل اور شہاب الدین	۱۵۶	علی شاہ بن تغش کی طلبی	۱۵۰	محمد الدین کی مخالفت
۱۶۱	غوری سلطنت میں ہنگامہ	۱۵۶	ہندو خان اور علاؤ الدین ثانی کی جنگ	۱۵۰	محمد الدین کے کہنے پر جنگ اور فتح
۱۶۱	شہاب الدین کی شکست کی وجہ	۱۵۶	مہر بن جربک اور جتھر ترکی	۱۵۰	سطن شہ کی غیاث الدین سے صلح
۱۶۲	ترکان خطا سے صلح کی دلچسپ روداد	۱۵۶	خوارزم شاہ کے علاقوں پر غوری حکمرانوں	۱۵۰	تغش کا سطن شہ کی گرفتاری کا مطالبہ
۱۶۲	حسن بن حرمل کی غداری	۱۵۶	کا قبضہ	۱۵۱	سطن شہ کی حواگی سے انکار
۱۶۲	حسن بن حرمل پر غوری کا حملہ	۱۵۶	مرو کی فتح	۱۵۱	غیاث الدین کی جنگ کے لیے روانگی
۱۶۲	حسن بن حرمل کے مشورے	۱۵۶	طوس اور نیشاپور پر قبضہ	۱۵۱	خوارزم کی پیشکش اور سلطان کی وفات
۱۶۲	گورنر طالقان وغیرہ اور غیاث الدین	۱۵۷	علی شاہ کی گرفتاری	۱۵۱	علاء الدین تغش اور غیاث الدین
۱۶۳	حسن بن حرمل کو خوارزم شاہ سے خطرہ	۱۵۷	فرقہ اسماعیلیہ پر حملہ	۱۵۱	تاتاریوں کا ہنگامہ
۱۶۳	اہل بدایا کی غیاث الدین کو دعوت	۱۵۷	قہستانی قلعے کا محاصرہ	۱۵۲	موید کا تغش کے ہاتھوں قتل
۱۶۳	حسن بن حرمل کی دھوکہ بازی	۱۵۷	شہاب الدین کی واپسی کا حکم	۱۵۲	طغتن شہ کی گرفتاری
۱۶۳	خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ	۱۵۷	خوارزم شاہ کا غیاث الدین کو خط	۱۵۲	قططخ اور خوارزم شاہ
۱۶۳	فقیہ ابن زیاد پر ظلم	۱۵۸	خوارزم شاہ کا مرو وغیرہ پر قبضہ	۱۵۲	خوارزم شاہ کی فتوحات سلطان شاہ کی
۱۶۳	سابقہ والی طالقان کی غداری	۱۵۸	نیشاپور پر خوارزم شاہ کا پھر قبضہ	۱۵۲	وفات
۶۳	خوارزم شاہ کی مزید کامیابیاں	۱۵۸	علاء الدین کی شہاب الدین سے سازش	۱۵۲	سطن طغرل کی شکست اور قتل
۶۴	بلخ پر حملہ	۱۵۸	خوارزم شاہ کی سرخس پر ناکامی	۱۵۳	موید الدین بن قصاب
۱۶۴	صلح کا پیغام اور والی بلخ سے صلح	۱۵۸	سرخس سے پسپائی	۱۵۳	قططخ اور یسہق کی جنگ
۱۶۴	جورجان اور بلخ پر قبضہ	۱۵۹	خوارزم شاہ کی ہرات روانگی	۱۵۳	وزیر السلطنت کا ہمدان پر قبضہ
۱۶۴	خوارزم کا ترند پر قبضہ اور ترکان خطا کے	۱۵۹	ہرات پر حملہ کا سبب	۱۵۳	قططخ کی بغاوت
۱۶۴	حوالہ کرنا	۱۵۹	افشائے راز	۱۵۳	ہمدان پر خوارزم شاہ کا قبضہ
۱۶۴	ترکان خطا کو ترند دینے کا راز	۱۵۹	خوارزم شاہ کی فوج کی تباہی	۱۵۳	اصفہان پر سیف الدین طغرل کا قبضہ
۱۶۵	خوارزم شاہ کا طالقان پر قبضہ	۱۵۹	غوری کمک کی آمد	۱۵۴	رے اور اصفہان پر کوجہ کا قبضہ
۱۶۵	قلعہ کالوین اور مہوار پر خوارزم کی ناکامی	۱۵۹	خوارزم شاہ کی مرو سے پسپائی	۱۵۴	ملک شاہ بن خوارزم شاہ کی وفات
۱۶۵	والی جستان سے بات چیت میں ناکامی	۱۶۰	شہاب الدین کی ہرات واپسی	۱۵۴	ترکان خطا
۶۵	قاضی صاعد اور خوارزم شاہ	۱۶۰	مرو پر خوارزمی فوج کا حملہ اور بدعہدی	۱۵۴	ترکان خطا کی مملکت غوریہ پر چڑھائی
۱۶۵	والی مازندران اور اسکا بھائی	۱۶۰	شہاب الدین کی لاہور روانگی	۱۵۴	خوارزم شاہ اور غیاث الدین کی صلح
۱۶۵	مازندران پر شاہ خوارزم کا قبضہ	۱۶۰	خوارزم شاہ کا ہرات پر حملہ	۱۵۴	ترکان خطا کو شاہ خوارزم کا جواب
۱۶۵	ترکان خطا یعنی تاتاری گروہ	۱۶۰	حسن بن حرمل کا شاہ خوارزم کو دھوکا	۱۵۵	یسہق کی بغاوت اور گرفتاری

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۷۷	ہمدان اور زنجان پر تاتاری یورش	۱۷۱	خوارزم شاہ کا غزنی اور اس کے صوبہ پر قبضہ	۱۶۶	سردان سمرقند اور خوارزم شاہ کا رابطہ
۱۷۷	قزوین پر حملہ اور جنگ	۱۷۱	غدار کا قتل	۱۶۶	شاہ خوارزم کا اطمینان اور تیاری
۱۷۷	کرج قوم کی بربادی	۱۷۱	خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ	۱۶۶	انتظامیہ مملکت
۱۷۸	مرائش کی بربادی	۱۷۱	بہلوان اور ازبک بن بہلوان	۱۶۶	تاتاریوں سے جنگ اور خوارزم شاہ کی گرفتاری
۷۸	اربل پر تاتاری یلغار	۱۷۲	سعد زنگی کی گرفتاری	۱۶۶	خوارزم شاہ کی موت کی افواہ اور حالات
۱۷۸	ہمدان کی تباہی	۱۷۲	ازبک کا خوارزم شاہ سے اظہار اطاعت	۱۶۶	شاہ خوارزم کی رہائی کا دلچسپ واقعہ
۱۷۸	اردبیل اور تبریز پر چڑھائی	۱۷۲	سعد زنگی کا بیٹا	۱۶۷	موقع پرستوں کا فرار اور شاہ خوارزم کا دورہ
۱۷۸	سراو کی اندوہناک بربادی	۱۷۲	خوارزم شاہ کا قبضہ	۱۶۷	ابن حرمل سے شاہ خوارزم کی ناراضگی
۱۷۹	اہل گنجہ سے تاتاری صلح	۱۷۲	خوارزم شاہ کی خطبہ کی درخواست	۱۶۷	ابن حرمل کی گرفتاری
۱۷۹	تاتاری طوفان بلاد کرج میں	۱۷۲	شیخ شہاب الدین خلیفہ کے قاصد	۱۶۷	امیر جندک کے ہاتھوں ابن حرمل کا
۱۷۹	شٹانی کا محاصرہ اور بربادی	۱۷۳	ایک اور روایت	۱۶۷	ذبح ہونا
۱۷۹	در بند میں تاتاری طوفان	۱۷۳	خوارزم شاہ کا اپنے بیٹوں پر ملک کا تقسیم کرنا	۱۶۷	ہرات کے لیے کمک کی روانگی
۱۷۹	قچاق اور لان اور تاتاری	۱۷۳	جلال الدین کے ولی عہد بننے کی وجہ	۱۶۸	ہرات پر شاہ خوارزم کا قبضہ
۱۷۹	لان اور قچاق کی بربادی	۱۷۳	نوبت بچوانے کی اجازت	۱۶۸	وزیر خواجہ کا قتل
۱۸۰	روس سے مقابلہ اور تباہی	۱۷۳	موید الملک قوام الدین	۱۶۸	خوارزم شاہ کا فیروز کوہ اور بلاد خراسان پر
۱۸۰	بلخار میں تاتاری لشکر کا خاتمہ	۱۷۴	موید الملک کا کرمان پر قبضہ	۱۶۸	قبضہ
۱۸۰	شاہ خوارزم کے بعد خراسان کے حالات	۱۷۴	موید الملک کی وفات	۱۶۸	تاتاریوں پر حملہ اور فتح
۱۸۰	چنگیزی فوج کی پانچ اطراف میں روانگی	۱۷۴	ترکمان خاتون	۱۶۸	اوزکند کی فتح
۱۸۰	تاتاریوں کی فتوحات	۱۷۴	نظام الملک کی وزارت	۱۶۸	والی سمرقند کی بغاوت
۱۸۰	طالقان کی فتح	۱۷۴	سلطان اور چنگیز خان کا معاہدہ	۱۶۹	خوارزم کا سمرقند پر قبضہ
۱۸۱	قچاق کے دوست کی فتوحات	۱۷۵	چنگیزی تاجروں کا قتل	۱۶۹	والی سمرقند اور حکمرانان خانیہ کا اختتام
۱۸۱	مرو میں گھسان کی جنگ	۱۷۵	چنگیزی قاصد کا شاہ خوارزم کے ہاتھوں قتل	۱۶۹	تاتاریوں کا ایک گروپ
۱۸۱	الشیرے تاتاریوں کا دولت کی تلاش میں قتل عام	۱۷۵	چنگیز خان کا تعاقب اور جنگ	۱۶۹	تاتاریوں کا ماوراء النہر پر قبضہ
۱۸۲	نیشاپور کی بربادی	۱۷۵	بخارا و سمرقند پر چنگیز خان کا قبضہ	۱۶۹	کوخان کی بیوی اور بیٹا
۱۸۲	ہرات میں آگ و خون	۱۷۶	غدار کی کوشش ناکام	۱۶۹	تاتاریوں پر عظیم مصیبت
۱۸۲	سلطان جلال الدین منکبرس اور تاتاری	۱۷۶	شاہ خوارزم کا خراسان فرار	۱۷۰	کشملی خان اور خوارزم شاہ
۱۸۲	اور اس کا غزنی میں قیام	۱۷۶	خوارزم شاہ کی عراق روانگی	۱۷۰	مختلف علاقوں سے جبری نقل مکانی
۱۸۲	جلال الدین کی اولاغ شاہ کی طرف	۱۷۶	شاہ خوارزم اور چنگیزی فوج کی آنکھ پھولی	۱۷۰	مغل چنگیز خان
۱۸۲	پیش قدمی	۱۷۷	جلال الدین کی ولی عہدی	۱۷۰	امیر ابو بکر تاج الدین
۱۸۳	قندھار میں تاتاریوں کی بربادی	۱۷۷	مازندران کے قلعوں کی چنگیزی فتح	۱۷۰	کرمان پر حکومت کی خواہش اور قبضہ
۱۸۳	قربوشت کا قتل	۱۷۷	ترکمان خاتون کی گرفتاری	۱۷۱	ہرمز کی فتح
۱۸۳		۱۷۷	نظام الملک کا قتل		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۳	تاتاریوں کا خوارزم میں حملہ	۱۸۸	تیرشاہ غیاث الدین کی غفلت کے حالات	۱۸۳	تاتاریوں کا خوارزم میں حملہ
۱۸۳	خوارزم پر قبضہ اور اس کی بربادی	۱۸۸	غیاث الدین، تاتاری اور ترکمان خاتون	۱۸۳	خوارزم پر قبضہ اور اس کی بربادی
۱۸۳	آبنائے گورنر بخارا کے حالات	۱۸۸	جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی	۱۸۳	آبنائے گورنر بخارا کے حالات
۱۸۳	آبنائے کاشغور پر قبضہ	۱۸۸	براق، کوخان	۱۸۳	آبنائے کاشغور پر قبضہ
۱۸۳	خراسان پر قبضہ	۱۸۹	سعد بن زنگی کی اطاعت	۱۸۳	خراسان پر قبضہ
۱۸۳	تاتاریوں سے جنگ اور شکست	۱۸۹	غیاث الدین اور جلال الدین	۱۸۳	تاتاریوں سے جنگ اور شکست
۱۸۳	رکن الدین غورشاہ ابن خوارزم شاہ (والی عراش) کے حالات	۱۸۹	غیاث الدین اور جلال الدین کی صلح	۱۸۳	رکن الدین غورشاہ ابن خوارزم شاہ (والی عراش) کے حالات
۱۸۳	تیرشاہ بن خوارزم شاہ	۱۸۹	غیاث الدین اور نصرت الدین بن محمد	۱۸۳	تیرشاہ بن خوارزم شاہ
۱۸۵	تیرشاہ عراق میں	۱۸۹	نساء پر آبنائے کا قبضہ	۱۸۵	تیرشاہ عراق میں
۱۸۵	امیر بقا بستی	۱۹۰	جلال الدین کی خوزستان روانگی	۱۸۵	امیر بقا بستی
۱۸۵	امیر بقا بستی کے ہاتھوں ازبک خان کا قتل	۱۹۰	دوقا کا محاصرہ	۱۸۵	امیر بقا بستی کے ہاتھوں ازبک خان کا قتل
۱۸۵	تیرشاہ کا بقا بستی پر حملہ اور صلح	۱۹۰	جلال الدین اور مظفر الدین کی صلح	۱۸۵	تیرشاہ کا بقا بستی پر حملہ اور صلح
۱۸۵	بقا بستی کی بغاوت	۱۹۱	وزیر شرف الملک	۱۸۵	بقا بستی کی بغاوت
۱۸۵	آبنائے تیرشاہ کی خدمت میں	۱۹۱	خراسان میں تاتاریوں کی قتل و غارت	۱۸۵	آبنائے تیرشاہ کی خدمت میں
۱۸۶	بقا بستی پر تاتاری حملہ	۱۹۱	بہدان کی تباہی	۱۸۶	بقا بستی پر تاتاری حملہ
۱۸۶	تیرشاہ کی فتوحات	۱۹۱	قچاق شروان میں	۱۸۶	تیرشاہ کی فتوحات
۱۸۶	جلال الدین غزنی میں	۱۹۱	قچاق سرداروں کی غداری	۱۸۶	جلال الدین غزنی میں
۱۸۶	مختلف امراء کا متحدہ لشکر اور تاتاریوں کی شکست	۱۹۱	قچاق کی تباہی	۱۸۶	مختلف امراء کا متحدہ لشکر اور تاتاریوں کی شکست
۱۸۶	مال غنیمت پر جھگڑا اور افتراق	۱۹۱	سرداروں پر قچاق کی قبضہ	۱۸۶	مال غنیمت پر جھگڑا اور افتراق
۱۸۶	چنگیز خان کی نقای کاروائی	۱۹۲	قچاق کا شروان میں اجتماع	۱۸۶	چنگیز خان کی نقای کاروائی
۱۸۷	جلال الدین کی افسوسناک شکست	۱۹۲	قچاق اور ازبک بن بہلوان	۱۸۷	جلال الدین کی افسوسناک شکست
۱۸۷	جلال الدین اور ساتھیوں کی بد حالی	۱۹۲	قچاق اور کرج کی جنگ	۱۸۷	جلال الدین اور ساتھیوں کی بد حالی
۱۸۷	غزنی نیست و نابود ہو گیا	۱۹۲	قچاق کی بربادی	۱۸۷	غزنی نیست و نابود ہو گیا
۱۸۷	جبل جردی کے والی کی شکست	۱۹۲	بہلقان پر کرج کا قبضہ	۱۸۷	جبل جردی کے والی کی شکست
۱۸۷	قباچہ کے ہاتھوں امین الملک کا قتل	۱۹۳	شروان شاہ کو شکست	۱۸۷	قباچہ کے ہاتھوں امین الملک کا قتل
۱۸۷	جلال الدین ہندوستان میں	۱۹۳	تقلیس میں کرج کا قتل عام	۱۸۷	جلال الدین ہندوستان میں
۱۸۷	لاہور کی طرف پیش قدمی	۱۹۳	سلطان جلال الدین مراغہ میں	۱۸۷	لاہور کی طرف پیش قدمی
۱۸۸	سلطان التمش اور جلال الدین	۱۹۳	مراغہ پر قبضہ	۱۸۸	سلطان التمش اور جلال الدین
۱۸۸	ہندی حکمرانوں کا متحدہ لشکر	۱۹۳	جلال الدین اور امیر مغاں طائی	۱۸۸	ہندی حکمرانوں کا متحدہ لشکر
۱۸۸	کرج کے خلاف جہاد	۱۹۳	جلال الدین اور اہل تبریز	۱۸۸	کرج کے خلاف جہاد
۱۸۸	جلال الدین کی تبریز کی طرف واپس روانگی	۱۹۳	تبریز پر جلال الدین کا قبضہ	۱۸۸	جلال الدین کی تبریز کی طرف واپس روانگی
۱۸۸	نظام الملک طغرانی کی گرفتاری اور رہائی	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۸	نظام الملک طغرانی کی گرفتاری اور رہائی
۱۸۹	جلال الدین کا ازبک بیگم سے نکاح	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	جلال الدین کا ازبک بیگم سے نکاح
۱۸۹	جلال الدین کا گنچہ اور اس کے نواح پر قبضہ	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	جلال الدین کا گنچہ اور اس کے نواح پر قبضہ
۱۸۹	ارخان کا قتل	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	ارخان کا قتل
۱۸۹	خلاط کا محاصرہ اور کرج کی ناکامی	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	خلاط کا محاصرہ اور کرج کی ناکامی
۱۸۹	رکن الدولہ کو شکست	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	رکن الدولہ کو شکست
۱۸۹	سلجوقی حکومت اور کرج	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	سلجوقی حکومت اور کرج
۱۸۹	سلطان جلال الدین اور کرج	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	سلطان جلال الدین اور کرج
۱۸۹	کرج کے ساتھ جنگ	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	کرج کے ساتھ جنگ
۱۸۹	کرج کے دارالسلطنت پر جلال الدین کا قبضہ	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	کرج کے دارالسلطنت پر جلال الدین کا قبضہ
۱۸۹	کرج کی شکست کے بارے میں دوسری روایت	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	کرج کی شکست کے بارے میں دوسری روایت
۱۸۹	والی کرمان کی بغاوت	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	والی کرمان کی بغاوت
۱۸۹	سلطان کی کرمان کی طرف روانگی	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	سلطان کی کرمان کی طرف روانگی
۱۸۹	خلاط کا محاصرہ	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	خلاط کا محاصرہ
۱۸۹	خلاط سے پسپائی	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	خلاط سے پسپائی
۱۸۹	ترکمان ایوانیہ کی سرکوبی	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	ترکمان ایوانیہ کی سرکوبی
۱۸۹	کرج کا تغلیس پر حملہ	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	کرج کا تغلیس پر حملہ
۱۸۸	تقلیس میں کرج کی غارتگری	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۸	تقلیس میں کرج کی غارتگری
۱۸۸	خاموش اور سلطان	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۸	خاموش اور سلطان
۱۸۸	خاموش کی موت	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۸	خاموش کی موت
۱۸۸	سلطان جلال الدین اور فرقہ اسماعیلیہ	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۸	سلطان جلال الدین اور فرقہ اسماعیلیہ
۱۸۸	ارحان کا اسماعیلی باطنیوں کے ہاتھوں قتل	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۸	ارحان کا اسماعیلی باطنیوں کے ہاتھوں قتل
۱۸۸	باطنیہ سے تادان کی وصولی	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۸	باطنیہ سے تادان کی وصولی
۱۸۸	باطنیوں کو آگ میں ڈلوادیا	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۸	باطنیوں کو آگ میں ڈلوادیا
۱۸۹	اسماعیلیوں اور تاتاریوں سے جنگ اور فتح	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	اسماعیلیوں اور تاتاریوں سے جنگ اور فتح
۱۸۹	شہر خوانی اور زوجہ سلطان	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	شہر خوانی اور زوجہ سلطان
۱۸۹	سلطان کی بیگم کو وزیر السلطنت کا ہوکہ	۱۹۳	جلال الدین اور ازبک بیگم	۱۸۹	سلطان کی بیگم کو وزیر السلطنت کا ہوکہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۰۸	سلطان کی بہن کی تجویز	۲۰۴	کی کشیدگی	۱۹۹	شہر خوی پر حسام الدین صاحب کا قبضہ
۲۰۸	رکن الدین اور سلطان کی صلح	۲۰۵	اہل تہریز کی شکایات	۱۹۹	اصفہان میں سلطان اور تاتاریوں کی جنگ
۲۰۹	خلیفہ کا پیغام سلطان کے نام	۲۰۵	فرقہ اسماعیلیہ کی شکایات	۲۰۰	اصفہان میں تاتاریوں سے جنگ
۲۰۹	شرف الدین کا پیغام سلطان کے نام	۲۰۵	وزیر السلطنت کی کمپری	۲۰۰	اصفہان میں تاتاریوں کی دوبارہ ناکامی
۲۰۹	بدر الدین	۲۰۵	فتحیاق سلطان کی خدمت میں	۲۰۰	ابن اتابک سعد
۲۰۹	سامان کی تفصیل	۲۰۵	میر جنگش فتحیاق اور سلطان	۲۰۰	اس کے بھائی غیاث الدین میں ناچاقی
۲۰۹	اہل خلاط کی سفارش	۲۰۵	در بند کی فتح	۲۰۰	غیاث الدین اور بہلوان کی قتل
۲۰۹	والی روم کے تحائف کو ضبطی اور واگزاری	۲۰۶	سلطان کا صوبہ کستانخی پر قبضہ	۲۰۱	غیاث الدین کہاں قتل ہوا؟
	سلطان اور غیاث الدین کے درمیان	۲۰۶	جلال الدین اور کرج	۲۰۱	بہلوانیہ کی بغاوت
۲۱۰	کشیدگی	۲۰۶	جلال الدین کی تربیت	۲۰۱	شروان شاہ اور وزیر السلطنت
۲۱۰	سلطان اور الموت کا گورنر علاؤ الدین	۲۰۶	شہزادی رسوداں	۲۰۱	وزیر السلطنت اور بیگم سلطان بنت بہلوان
۲۱۰	جہان بہلوان کی ہندوستان سے واپسی	۲۰۶	شروان شاہ کی بازیابی	۲۰۱	وزیر السلطنت اور والی خلاط کی جنگ
۲۱۰	جہان بہلوان کا قتل	۲۰۶	جلال الدین کا اران پر قبضہ	۲۰۱	صاحب کا بچوان پر قبضہ
۲۱۰	سلطان جلال الدین کی جنگیں	۲۰۶	وزیر السلطنت کی جغلی	۲۰۲	ترکری کا محاصرہ
۲۱۱	جلال الدین کی موقان روانگی	۲۰۶	لیک خان کی شکست	۲۰۲	حاجب والی خلاط کی حکومت کا ختم
۲۱۱	ماہان روانگی اور وہاں سے رخصتی	۲۰۶	سلطان اور کرج کی جنگ	۲۰۲	وزیر کی فتوحات
۲۱۱	قلعہ سنگ سراخ کی تعمیر	۲۰۷	بہران کرچی کی سرکوبی	۲۰۲	قلعہ ہر دو چار مرو پر قبضہ
۲۱۱	وزیر السلطنت کا اظہار وفاداری	۲۰۷	خلاط پر حملے کی تیاری	۲۰۲	سلطان خاموش کی بیگم
۲۱۱	تاتاریوں کا تہریز اور گنچہ پر قبضہ	۲۰۷	علی بن حماد کا قتل	۲۰۲	مزید فتوحات
۲۱۲	وزیر السلطنت کا زوال	۲۰۷	خلاط کا محاصرہ	۲۰۳	امیر مقدی اشرف بن عادل بن ایوب
۲۱۲	وزیر السلطنت کا قتل	۲۰۷	خلاط پر حملہ	۲۰۳	امیر مقدی کا سلطان کی اطاعت کرنا
۲۱۲	گنچہ پر سلطان کا دوبارہ قبضہ	۲۰۷	خلاط پر قبضہ	۲۰۳	وزیر صفی الدین کے حالات
۲۱۲	ملک اشرف اور سلطان جلال الدین	۲۰۷	ابن اشیر کی تحقیق	۲۰۳	خراسان پر تاج الدین کی گورنری
۲۱۳	والی آمد کا پیغام	۲۰۸	سلطان جلال الدین اور اشرف و کیقباد	۲۰۴	مال و اسباب کی تفصیل
۲۱۳	والی آمد کا پیغام ایک چال تھی	۲۰۸	کی جنگ	۲۰۴	صفی الدین کی رہائی
	سلطان پر مصائب اور حالات اتر خان	۲۰۸	سلطان جلال الدین کی ملک اشرف کی	۲۰۴	محمد بن موردی کی وزارت
۲۱۳	کی بے وفائی	۲۰۸	طرف پیش قدمی	۲۰۴	ضیاء الدین کی وزارت
۲۱۳	تاتاریوں کا اچانک حملہ	۲۰۸	جلال الدین اور ملک اشرف کی جنگ	۲۰۴	ضیاء الدین کی معزولی اور موت
	سلطان جلال الدین کی گرفتاری اور	۲۰۸	اور جلال الدین کی پسپائی	۲۰۴	بلبان والی خنئی کے حالات
۲۱۳	شہادت	۲۰۸	خلاط پر ملک الاشرف کا قبضہ	۲۰۴	عزالدین خنئی کی ناکامی
۲۱۳	سلطان کے حالات	۲۰۸	جلال الدین اور ملک الاشرف کی صلح	۲۰۴	منتصر باللہ کی خلافت
۲۱۳	تاتاری طوقان کی تیزی	۲۰۸	ارخان خان کی گرفتاری اور رہائی		وزیر السلطنت شرف الملک سے سلطان



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲۵	طغرکین اور انگریز	۲۲۱	دقاق کا ”رحبہ“ پر قبضہ	۲۱۳	جلال الدین کے لشکر کا حال
۲۲۵	انگریزوں اور طغرکین کی جنگ	۲۲۱	دقاق کی وفات اور توپناش کی حکومت		نجم الدین ایوب کا قیدویوں کو اپنی فوج میں شامل کرنا
	طغرکین کی امداد طلبی اور دمشق پر	۲۲۱	طغرکین کی مستقل حکومت	۲۱۳	
۲۲۶	انگریزوں کا حملہ	۲۲۱	طغرکین اور انگریزوں کی جنگ		تاریخ ابن خلدون
	انگریز فوج کا صفایا	۲۲۱	چکر مش اور رضوان		جلد ششم
۲۲۶	طغرکین کی وفات اور پوری کی حکمرانی	۲۲۲	چکر مش سے صلح کرنے کا مشورہ	۲۱۵	حصہ دوم
۲۲۶	پوری کا اسماعیلی وزیر اور فرقہ کا اثر و نفوذ	۲۲۲	ابوالغازی کی صلح کی مخالفت		پہلا باب
۲۲۶	مزدغانی کا کھیل ختم	۲۲۲	چکر مش سے صلح	۲۱۷	شام میں بنو تیش کی سلطنت و حکومت
۲۲۶	انگریز فوج کی آمد اور پسپائی	۲۲۲	ابن طاعب کا افامیہ پر قبضہ	۲۱۷	تیش کا دمشق پر قبضہ
۲۲۷	دو لہے دیس کی گرفتاری	۲۲۲	ابن طاعب کے قتل کی سازش	۲۱۷	حب پر خونریز جنگ
۲۲۷	زنگی کا دیس سے برتاؤ	۲۲۳	ابن طاعب کا قتل	۲۱۷	مصر پر قبضہ کا پروگرام
۲۲۷	تاج الدولہ پوری کی وفات	۲۲۳	افامیہ پر انگریزوں کا قبضہ	۲۱۷	سطن ملک شاہ کی وفات اور
۲۲۷	شمس الملوک اسماعیل	۲۲۳	مسلمان ریاستوں پر ٹیکس کا اجراء		بادشاہت کا جھگڑا
۲۲۷	شمس الملوک کا اپنے بھائی پر حملہ	۲۲۳	بھری کا محاصرہ	۲۱۷	حاکم موصل کی شکست
۲۲۷	باشاش کی فتح	۲۲۳	طغرکین کی انگریزوں کے خلافت فتح	۲۱۸	آذربائیجان میں تیش کی شکست
۲۲۷	حماد کی فتح	۲۲۳	غزہ کا قلعہ	۲۱۸	آفسر کا قتل
۲۲۷	قلعہ شفیق کی فتح	۲۲۳	طغرکین کی انگریزوں سے شکست	۲۱۸	بوزان کا قتل
۲۲۸	انگریزوں کا غصہ اور پٹائی	۲۲۳	صلیبیوں کا غزہ کے قلعے پر قبضہ	۲۱۸	برکی رقی کی شکست
۲۲۸	شمس الملوک کی بدادھوری	۲۲۳	انگریزوں کو ایک اور شکست	۲۱۸	سطن تیش کا قتل
۲۲۸	لوگوں کا غصہ اور مخالفت	۲۲۴	بیت المقدس کے لئے روانگی	۲۱۸	رضوان بن تیش کی حکومت
۲۲۸	شمس الملوک کا قتل	۲۲۴	انگریزوں کو طبریہ میں شکست	۲۱۹	ابوالقاسم کی بغاوت
۲۲۸	شہاب الدین محمود کی حکومت	۲۲۴	طرابلس اور لاطاکیہ کی فوجوں سے جنگ	۲۱۹	رضوان
۲۲۸	زنگی اور محمود کی صلح	۲۲۴	مودود کی شہادت	۲۱۹	یوسف کا قتل
۲۲۸	حمص پر شہاب کا قبضہ	۲۲۴	ایاز کی رہائی	۲۱۹	یوسف کے قتل کا قتل
۲۲۹	حاجب یوسف کا قتل	۲۲۴	ابوالغازی کی گرفتاری	۲۲۰	دقاق بن تیش
۲۲۹	زنگی کا حمص پر حملہ	۲۲۴	طغرکین کے علاقوں پر سلطان کا قبضہ	۲۲۰	دقاق کا دمشق پر قبضہ
۲۲۹	روی باوشاہ کی فتوحات	۲۲۴	مسلمانوں کا اختلاف اور خانہ جنگی	۲۲۰	رضوان اور دقاق کی جنگ
۲۲۹	زنگی کی شہاب کی والدہ سے شادی	۲۲۵	سلطان رضوان تیش کی وفات	۲۲۰	دقاق کی شکست
	شہاب الدین کا قتل اور جمال الدین کی	۲۲۵	فرقہ باطنیہ پر زوال	۲۲۱	فاطمی خلیفہ کی اہمیت
۲۲۹	حکومت	۲۲۵	لولؤ غلام کا قتل	۲۲۱	انہاکیہ پر انگریزوں کا قبضہ
۲۲۹	بعلبک کی طرف زنگی کی پیش قدمی		حلب سے تیش خاندان کی حکومت کا	۲۲۱	حاکم ”رحبہ“ عفانمر
۲۳۰	دمشق پر حملہ اور محاصرہ	۲۲۵	خاتمہ	۲۲۱	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۳۹	کیکاؤس کے حملے	۲۳۴	قلعہ کی آمد اور جاوہی کا فرار	۲۳۰	جمال الدین کا انتقال
۲۳۹	رحبان اور قل ناشر پر کیکاؤس کی شکست	۲۳۴	قلعہ ارسلان کا موصل پر قبضہ	۲۳۰	مجید الدین کی تخت نشینی
۲۳۹	کیکاؤس کی وفات	۲۳۵	خرت برت کی فتح	۲۳۰	زنگی کی انگریزوں کے خلاف پیش قدمی
۲۳۹	کیقباد کی جانشینی	۲۳۵	قلعہ ارسلان کی انگریزوں سے جنگ	۲۳۰	زنگی کی واپسی
۲۳۹	اشرف کی مدد کے لئے روانگی	۲۳۵	قلعہ ارسلان کی کامیابیاں	۲۳۰	قاسمش انگریزوں کے قبضہ میں
۲۴۰	اشرف سے صلح کا ختم	۲۳۵	رجبہ پر جاوہی کا قبضہ	۲۳۰	جرمنی کی قیدت میں انگریزوں کا دمشق پر حملہ
۲۴۰	”ارزکان“ کی فتح	۲۳۵	جاوہی کی فتح ارسلان سے جنگ	۲۳۰	علامہ یوسف مغربی کی شہادت
۲۴۰	ارزن روم کی طرف پیش قدمی	۲۳۵	قلعہ ارسلان کی موت	۲۳۱	عماد الدین زنگی کی وفات
۲۴۰	انگریزوں پر فتح	۲۳۵	ملطیہ پر مسعود کا قبضہ	۲۳۱	زنگی کے بیٹوں کی مدد
۲۴۰	جلال الدین سے جنگ اور صلح	۲۳۵	قلعہ ارسلان ثانی کی حکومت	۲۳۱	شہ جرمنی کا فرار
۲۴۰	اشرف سے اختلاف	۲۳۶	قلعہ ارسلان اور باغی ارسلان کی جنگ	۲۳۱	نور الدین زنگی کے ارادے
۲۴۱	اشرف اور کامل سے جھڑپیں	۲۳۶	ملطیہ پر قبضہ	۲۳۱	نور الدین کی مجبوری
۲۴۱	غیاث الدین کینسرو بن علاؤ الدین	۲۳۶	نور الدین زنگی کی فتح کی طرف روانگی	۲۳۱	نور الدین کی حکمت عملی
۲۴۱	کیقباد	۲۳۶	نور الدین سے صلح	۲۳۱	نور الدین فتح دمشق
۲۴۱	تاتاری فتنہ اور کینسرو	۲۳۶	قلعہ ارسلان کی بیٹی اور داماد	۲۳۲	تتش سلطنت کا خاتمہ
۲۴۱	تاتاریوں سے شکست	۲۳۶	صلاح الدین ایوبی کی ثالثی	۲۳۲	تتش خاندان کا شجرہ
۲۴۱	تاتاریوں سے صلح	۲۳۷	ارسلان ثانی کا قاصد	۲۳۲	سلطنت قتلش یعنی قونیہ کی سلجوقی
۲۴۱	کینسرو کی وفات اور کیقباد ثانی	۲۳۷	سسر اور داماد کی صلح	۲۳۲	سلطنت کے حالات
۲۴۱	مغل سلطنت	۲۳۷	بیٹوں میں علاقوں کی تقسیم	۲۳۲	قتلمش کے ابتدائی حالات
۲۴۲	مسلم رومی علاقوں پر قبضہ	۲۳۷	ملطیہ کی حکومت کا جھگڑا	۲۳۳	قتلمش کی بغاوت اور قتل
۲۴۲	کیقباد ثانی کی قراقرم روانگی	۲۳۷	بیٹوں کی سرکشی	۲۳۳	سلیمان بن قتلش اور فتح انطاکیہ
۲۴۲	کیکاؤس ثانی	۲۳۷	بیٹوں کی سرکشی کی وجہ	۲۳۳	مسلم بن قریش اور سلیمان کی جنگ
۲۴۲	کیکاؤس کے قاصد کی شرارت	۲۳۷	قلعہ ارسلان کا انتقال	۲۳۳	سلیمان کی شکست اور موت
۲۴۲	کیقباد ثانی کی وفات	۲۳۸	قطب الدین کے ہاتھوں بھائی کا قتل	۲۳۳	قلعہ ارسلان کی حکومت
۲۴۲	سلطنت کی تقسیم	۲۳۸	رکن الدین سلیمان	۲۳۳	انتہا کیہ پر قبضہ
۲۴۲	رومی علاقوں پر تاتاریوں کا حملہ	۲۳۸	تمام علاقوں پر قبضہ	۲۳۳	ہخسپان کا قتل
۲۴۳	بیکو اور کرد چھاپہ مار	۲۳۸	رکن الدین کی موت	۲۳۳	گمشدین بن طبلق
۲۴۳	بیکو کا انجام	۲۳۸	غیاث الدین کینسرو	۲۳۳	گمشدین کے بھائی کی انگریزوں کو
۲۴۳	سلیمان برنواء کا تعارف	۲۳۸	غیاث الدین کا قونیہ پر قبضہ	۲۳۳	شکست
۲۴۳	رکن الدین قلعہ ارسلان کا تسلط	۲۳۸	غیاث الدین کا قتل	۲۳۳	موصل پر چکر مش اور جاوہی کی جنگ
۲۴۳	ترکانوں کے حکمران	۲۳۹	کیکاؤس کی جانشینی	۲۳۳	جاوہی سے مقابلے کی تیاری
۲۴۳	کیکاؤس قسطنطنیہ میں	۲۳۹	حلب پر قبضے کی تیاری	۲۳۳	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۴۳	کیا مس کی وفات	۲۴۸	خلاط میں اوجھ کی حکومت	۲۵۳	بروہیل کا فرار
۲۴۳	قیح ارسن کا قتل	۲۴۸	خلاط والوں کی بغاوت	۲۵۳	مصری فوج سے جنگ
۲۴۳	تاتاریوں کی مدد سے جنگ	۲۴۹	سجوقی سلطنت کا خاتمہ	۲۵۳	شرف المعالی کی آمد اور فتح
۲۴۳	تاتاریوں کی شہادت	۲۴۹	خلاط کے حکمرانوں کا شجرہ	۲۵۳	بعد بن بنی تاکا کا مکوشش
۲۴۳	برنوا کی سلطنت کا خاتمہ	۲۴۹	صلیبی جنگوں کا تذکرہ	۲۵۳	تاج الحکم اور ابن قادوس کی آمد
۲۴۳	تاتاری شہزادے کا بھائی کے ہاتھوں قتل	۲۴۹	سلطنت فرانس	۲۵۳	انگریزوں کے مفتوحہ علاقے
۲۴۵	سلطنت قونیہ کا خاتمہ	۲۴۹	صلیبیوں کی آمد اور اس کی وجوہات	۲۵۳	انگریزوں کی مزید فتوحات
۲۴۵	قونیہ کے حکمرانوں کا شجرہ	۲۴۹	انگریزوں کی تیاری	۲۵۳	مکا پر قبضہ
۲۴۵	خالد و تارینینہ کے بیٹے کی بادشاہ	۲۴۹	قلعہ ارمغان اور انگریزوں کی جنگ	۲۵۳	مسلمانوں کے اختیارات
۲۴۵	سکمان قطبی	۲۴۹	مسلمانوں کی تیاری	۲۵۳	متحدہ مجلس عمل کا قیام
۲۴۵	میاں رفیقین پر قبضہ	۲۴۹	انگریزوں کا محاصرہ اور جنگ	۲۵۳	متحدہ مجلس عمل کا چہرہ دور صلیبی فوج کی شکست
۲۴۵	انگریزوں سے جہاد	۲۴۹	بیت المقدس پر صلیبی قبضہ	۲۵۳	بجگڑے انگریزوں کا قتل
۲۴۵	سکمان کی وفات	۲۴۹	بیت المقدس کی حکومتیں	۲۵۳	بروہیل کی رفاہی
۲۴۵	شاہ رسن کی حکومت	۲۴۹	انگریزوں کا بیت المقدس پر قبضہ	۲۵۳	عیسائی قلعوں پر سکمان کا قبضہ
۲۴۵	آسج قوم سے جنگ	۲۴۹	مسلمان شہداء کی تعداد	۲۵۳	رضوان کو شکست
۲۴۵	صدح الدین ایوبی اور شاہ ارمن	۲۴۹	بغداد میں مسلمانوں کی فریاد	۲۵۳	مصری فوج کی انگریزوں سے جنگ
۲۴۵	شاہ ارمن کی روانگی	۲۴۹	انگریزوں کی کامیابیاں	۲۵۳	غدار مسلمان
۲۴۵	حرث پر قبضہ	۲۴۹	مصری فوج اور صلیبیوں کی جنگ	۲۵۳	بمشق کا شہر انگریز
۲۴۵	سجڑہ کا مدد و فدا داری	۲۴۹	گمشدہ ابن دانشمند	۲۵۳	طغرین کے ہاتھوں پانی
۲۴۵	صبح نہ کرنے پر ندامت	۲۴۹	ابن دانشمند کے ہاتھوں انگریزوں کی شکست	۲۵۳	خلف بن ملاعب
۲۴۵	قلعہ الجزیہ کا محاصرہ	۲۴۹	قلعہ جبلہ	۲۵۳	خلف کی بغاوت
۲۴۵	خلاط میں مکتبر کی حکمرانی	۲۴۹	قلعہ جبلہ کا محاصرہ	۲۵۳	رافضی قاضی کی سازش
۲۴۵	صدح الدین کی آمد	۲۴۹	نداریمانیوں کا قتل	۲۵۳	ابن ملاعب کا قتل
۲۴۵	مکتبر کی وفات	۲۴۹	ابن صلیح کی روانگی	۲۵۳	افامیہ پر صلیبی قبضہ
۲۴۵	مکتبر کے بعد	۲۴۹	ابن عمار کی کامیابی	۲۵۳	طرابلس کا محاصرہ
۲۴۵	محمد بن مکتبر کی حکومت	۲۴۹	صلیبی لشکر القدس پر حملہ	۲۵۳	ابن عمار بغداد میں
۲۴۵	محمد بن مکتبر کی عشرت پسندی	۲۴۹	سروج اور قیساریہ پر قبضہ	۲۵۳	سلطان محمد کی فوجی امداد
۲۴۵	ارتق کی آمد و رفت	۲۴۹	جلیل صلیبی اور طرابلس	۲۵۳	طرابلس کا نیا حکمران
۲۴۵	مدین کا قبضہ	۲۴۹	طرطوس پر قبضہ	۲۵۳	جاوہی کا فرار
۲۴۵	وحد بن مدین ایوبی سے جنگ	۲۴۹	جناح الدولہ کا خاتمہ	۲۵۳	انگریز حکمران سے معاہدہ اور رہائی
۲۴۵	اوحد سے دوبارہ جنگ	۲۴۹	فتمس کی شکست	۲۵۳	قص بروہیل کی رہائی
۲۴۵	بہان کا قتل	۲۴۹		۲۵۳	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۶۷	قابس کا حکمران	۲۶۳	ایلغازی کی فوجی کمک	۲۵۷	بغداد پر قبضہ
۲۶۷	یوسف کا قتل اور افریقہ کا نام	۲۶۳	جوسکین کی شکست	۲۵۷	جوسکین کی شکست
۲۶۸	راجر کا راستہ آسمان	۲۶۳	انگریزوں سے رہائی آزادی کی کوشش	۲۵۸	طغرکین کا صلیبی افواج کے خلاف جہاد
۲۶۸	بحری بیڑہ	۲۶۳	قلعہ خرت برت پر جنگ	۲۵۸	مختلف قلعوں پر قبضہ
۲۶۸	مہدیہ کی فتح	۲۶۳	صلیبی افسروں کا فرار	۲۵۸	صلیبیوں کی کامیابیاں
۲۶۸	حسن بن علی کا حال	۲۶۳	شہر صور	۲۵۸	فخر الدین بن عمر شیرازی میں
۲۶۸	شمسی افریقہ میں مزید صلیبی قبضے	۲۶۳	صور پر فاطمی حکومت کے حالات	۲۵۸	مسیدہ پر صلیبی قبضہ
۲۶۸	اقلیبیہ میں ناباکائی	۲۶۳	صور پر صلیبیوں کا حملہ	۲۵۹	صور کی فتح
۲۶۹	صلیبیوں کے اختلافات	۲۶۳	صور پر صلیبی قبضہ	۲۵۹	عسقلان کے واقعات
۲۶۹	بونہ کی فتح	۲۶۳	امیر برقی کی کوششیں	۲۵۹	شمس الخدافہ حاکم عسقلان
۲۶۹	راجر کی بلاکت	۲۶۳	زنگی خاندان کی حکومت	۲۵۹	مسلمانوں پر ٹیکس کا اجراء
۲۶۹	عسقلان پر قبضہ	۲۶۳	دشوق پر صلیبی حملہ	۲۵۹	حیفہ بغداد کے ہاں فریاد
۲۶۹	ابوالحسین غریانی	۲۶۳	صلیبیوں کا فرار	۲۵۹	سلطان محمد کی تیاری برائے جہاد
۲۶۹	ابوالحسین کی وصیت	۲۶۵	صلیبیوں کا اتحادی لشکر	۲۵۹	مسلمانوں کی متحدہ افواج
۲۶۹	مسلمان علاقوں کی بازیابی	۲۶۵	صلیبیوں کی شکست	۲۶۰	گھسان کی جنگیں
۲۶۹	ابوالحسین کی شہادت	۲۶۵	طرابلس میں لڑائی	۲۶۰	سلمان بن ارقم کی وفات
۲۶۹	اہل زویدہ پر ظلم	۲۶۵	بانیاس مسلمانوں کے قبضے میں	۲۶۰	مسلم فوج میں انتشار
۲۶۹	اہل زویدہ کی فریاد	۲۶۵	شمس الملوک اسماعیل کی فتوحات	۲۶۰	صور کا صلیبی محاصرہ
۲۷۰	سلطان عبدالعزیز میدان میں	۲۶۵	حوران پر حملہ	۲۶۰	طغرکین کی فوجی امداد
۲۷۰	مہدیہ کا طویل محاصرہ	۲۶۶	صلیبی افریقہ میں	۲۶۰	سکری کا انتقال
۲۷۰	صلیبی بحری بیڑے کی شکست	۲۶۶	راجر بن بیفر	۲۶۱	امیر مودود کے حملے
۲۷۰	مہدیہ کی فتح	۲۶۶	سسیلی پر صلیبی قبضہ	۲۶۱	صلیبی مدد کے کا صفایا
۲۷۱	مہدیہ میں حسن کی پھر حکمرانی	۲۶۶	راجر دوم	۲۶۱	امیر مودود کی شہادت
۲۷۱	شیر کوہ کا مصر پر حملہ	۲۶۶	راجر دوم کی پیش قدمی	۲۶۱	سلطان کی فوج کی تیاری
۲۷۱	صلح کی کوشش	۲۶۶	صلیبی قلعوں پر اسماعیل کا قبضہ	۲۶۱	سلطانی متحدہ لشکر کی فتوحات
۲۷۱	دوبارہ جنگ	۲۶۶	عسقلان میں صلیبیوں کی پٹائی	۲۶۲	بسی جنگ کا فیصلہ
۲۷۱	شیر کوہ کی کامیاب حکمت عملی	۲۶۶	مغربی طرابلس کی حکومت	۲۶۲	مسلمانوں کے حملے
۲۷۱	صلح اور اس کی شرائط	۲۶۷	صلیبیوں کی شکست	۲۶۲	رمیہ پر قبضہ کی جنگ
۲۷۱	قاہرہ میں صلیبی معاہدہ	۲۶۷	بجیل پر حملہ	۲۶۲	بغدادین کی بلاکت
۲۷۲	قاہرہ کا صلیبی محاصرہ	۲۶۷	خانہ جنگی کا برا انجام	۲۶۲	طغرکین کے حملے
۲۷۲	مصر میں آگ	۲۶۷	طرابلس صلیبی قبضے کے بعد	۲۶۲	اورعہ پر صلیبی حملہ
۲۷۲	مصر کی صلیبی فتح	۲۶۷	افریقہ میں مسلمانوں کا زوال	۲۶۳	عسقلان پر صلیبی قبضہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۸۱	حلب کا طویل محاصرہ	۲۷۷	مار دین پر قبضہ	۲۷۲	شیہ بوہی مصر صلیبی
۲۸۱	برستی کی حکومت	۲۷۷	چکر مش کی حمایت	۲۷۲	شیہ کوہ کی روٹی
۲۸	ویاربر کے قلعوں کی تسخیر	۲۷۷	ایلغازی کی جہاد میں عدم شرکت	۲۷۲	مصر سے صلیبیوں کا فرار
۲۸۱	طویل عہد حکومت	۲۷۷	مودود کا قتل	۲۷۲	خند زریہ قتل
۲۸۲	تمر تاش کے جانشین	۲۷۷	آقسقر کی تقرری	۲۷۲	تیرہویں ملک مصر
۲۸۲	مار دین کا محاصرہ	۲۷۷	ایلغازی کا فرار	۲۷۳	ومیط کا محاصرہ
۲۸۲	ارتق کی حکومت	۲۷۷	ایلغازی کے بیٹے کی گرفتاری	۲۷۳	محاصرے میں ناکامی
۲۸۲	ارتق کے جانشین	۲۷۸	انگریزوں سے ساز باز	۲۷۳	قسطنطنیہ کی فتح
۲۸۲	ہلاکو خان کی اطاعت	۲۷۸	ایلغازی کی گرفتاری	۲۷۳	صلیبیوں کی فتح کے اسباب
۲۸۳	قلعہ بیفک کا محاصرہ	۲۷۸	ایلغازی کے خلاف جنگ	۲۷۳	انگریزوں کا بھانجہ بادشاہ
۲۸۳	نور الدین محمد	۲۷۸	حمایہ کی تباہی	۲۷۴	انگریزوں کی لوٹ مار اور قبضہ
۲۸۳	قطب الدین ستمن	۲۷۸	امداد کی درخواست	۲۷۴	شہریوں کی بغاوت اور ان کا محاصرہ
۲۸۳	صلاح الدین کی حمایت	۲۷۸	فوجوں کی واپسی	۲۷۴	صلیبیوں کی بغاوتوں کے ہاتھوں صلیبی
۲۸۳	ولی عہد کا تقرر	۲۷۸	مسلمانوں کو شکست	۲۷۴	رومیوں کا قتل
۲۸۳	ناصر الدین محمود	۲۷۸	ایاز کا قتل	۲۷۴	بادشاہت کا جھگڑا
۲۸۳	مسعود کی جانشینی	۲۷۹	لولؤ الحاد کا قتل	۲۷۴	ویاربر میں بنو ارتق کی سلطنت
۲۸۳	مسعود کا محاصرہ	۲۷۹	ایلغازی کی حکومت حلب	۲۷۴	ارتق بن اسک
۲۸۴	قلعہ خرت برت کے حکام	۲۷۹	فرنگیوں سے جنگ	۲۷۴	ارتق کی موت
۲۸۴	خرت برت کا محاصرہ	۲۷۹	ایلغازی کی پیش قدمی کی	۲۷۵	بل مصر و رستمناں
۲۸۴	الجزیرہ و شام کی زرگی سلطنت	۲۷۹	صلیبیوں کو شکست	۲۷۵	بنو ارتق کے حوال
۲۸۵	حلب کی حکومت	۲۷۹	دو بارہ شکست	۲۷۵	قلعہ کیف کی فتح
۲۸۵	عماد الدین زرگی کے بھائی حارث	۲۷۹	سلطان سے مصالحت	۲۷۵	کوٹواہی پر جنگ
۲۸۵	کربوقا کی فتح	۲۸۰	صلیبیوں کا محاصرہ	۲۷۵	مالک بن بہرام
۲۸۵	حکام موصل کی تبدیلی	۲۸۰	طریقہ جنگ	۲۷۵	اتحادی و اختلاف
۲۸۵	دین کی بغاوت	۲۸۰	بیٹے کی بغاوت	۲۷۵	قلعہ مار دین کی فتح
۲۸۵	آقسقر کا تقرر	۲۸۰	نیا حاکم حلب	۲۷۵	یا قوتی کی گرفتاری
۲۸۶	تتیش کی سلطنت	۲۸۰	دشمن کی سفارش	۲۷۶	کردوں سے مقابلہ
۲۸۶	تتیش کی فتوحات	۲۸۰	صلیبی حاکم کی گرفتاری	۲۷۶	یا قوتی کا قتل
۲۸۶	آقسقر کا قتل	۲۸۱	ایلغازی کی وفات	۲۷۶	ستمن کی حکومت
۲۸۶	بغداد کے قریب جنگ	۲۸۱	مالک بن بہرام کی فتوحات	۲۷۶	ستمن کی وفات
۲۸۶	زرگی حکومت کا آغاز	۲۸۱	فتح مسیح	۲۷۶	ایلغازی کا حال
۲۸۶	زرگی کی بہادری	۲۸۱	مالک کی شہادت	۲۷۶	ایلغازی کی معزولی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۸۷	بصری کی حکومت	۲۹۱	محاصرہ موصل	۲۹۷	محاصرہ دمشق
۲۸۷	برستی کا قتل	۲۹۲	شہر حماہ کا محاصرہ	۲۹۷	فرنگیوں کی آمد
۲۸۷	عقیف پوشست	۲۹۲	اہم قلعوں کی تسخیر	۲۹۷	بانیان پر صلیب پر تلوں کا قبضہ
۲۸۷	عراق کا کوئوال مقرر	۲۹۲	زنگی کا وزیر	۲۹۸	اہل دمشق سے مقابلہ
۲۸۷	موصل کی نئی حکومت	۲۹۲	مفسدوں کی سرکوبی	۲۹۸	شہر زور کی فتح
۲۸۷	موصل میں بد نظمی	۲۹۲	برکاریہ اور کواشی کے قلعوں کی تسخیر	۲۹۸	دیگر جنگی قلعوں کی فتح
۲۸۷	زنگی کی حمایت	۲۹۳	جنگی قلعوں پر قبضہ	۲۹۸	سلطان مسعود سے مصدحت
۲۸۷	وزیر سے شنگو	۲۹۳	برکاریہ کے غیر مشنوحہ قلعے	۲۹۹	دیار برکی فتوحات
۲۸۷	زنگی کا انتخاب	۲۹۳	قلعوں کے بارے میں دوسری روایت	۲۹۹	نصیر الدین جہری کا قتل
۲۸۷	زنگی کے تحت حکام	۲۹۳	ایک قلعہ دار کی بحالی	۲۹۹	قالموں کی سرکوبی
۲۸۷	فتح نصیبین	۲۹۳	شکایت کا نتیجہ	۲۹۹	قلعہ جہر اور فنگ کا محاصرہ
۲۸۷	فتح سنجاو و خابور	۲۹۳	دیگر قلعوں کی فتح	۲۹۹	اتابق زنگی کا قاتل
۲۸۷	فتح حران	۲۹۳	دمشق کے حاکم کا قتل	۳۰۰	اتابق زنگی کا رد
۲۸۷	حب کے حکام	۲۹۳	زنگی کا محاصرہ دمشق	۳۰۰	زنگی کی جانشینی کا اختلاف
۲۸۷	اہل حلب کی بغاوت	۲۹۴	حاکم دمشق سے مصالحت	۳۰۰	اہل ارسلان
۲۸۷	صلیبیوں کی فوج کشی	۲۹۴	مسعود کے خلاف متحدہ بغاوت	۳۰۰	سیف الدین کی حکمرانی
۲۸۷	زنگی کی اہمیت	۲۹۴	محاصرہ بغداد	۳۰۰	ربا پر صلیبی قبضہ
۲۸۷	زنگی کا مدد طلب	۲۹۴	خلیفہ راشد موصل میں	۳۰۰	ربانی واپسی
۲۸۷	نئے حاکم کا تقرر	۲۹۴	خلیفہ کی معزولی	۳۰۰	بعلبک پر حاکم دمشق کا قبضہ
۲۸۷	فتح حماہ	۲۹۵	زنگی کی طرف سے تصدیق	۳۰۱	فرزندان زنگی کے حملے
۲۸۷	صلیبیوں کے خلاف جہاد	۲۹۵	عسا کر حلب کا جہاد	۳۰۱	دمشق کے محاصرے پر مقابلہ
۲۸۷	صلیبی قلعوں کی فتح	۲۹۵	حمص کا محاصرہ	۳۰۱	صلیبیوں کے خلاف جہاد
۲۸۷	بنو ارتق کو شکست	۲۹۵	صلیبیوں کو شکست	۳۰۱	غریبہ پر قبضہ
۲۸۷	دبیس کی گرفتاری	۲۹۵	قلعہ بغدادین کی تسخیر	۳۰۱	صلیبی فوج کی ہزیمت
۲۸۷	قاصدوں کی گرفتاری	۲۹۵	دیگر فتوحات	۳۰۱	سیف الدین غازی کی وفات
۲۸۷	محاصرہ بغداد	۲۹۶	فتح حمص	۳۰۲	قطب الدین کی جانشینی
۲۸۷	فریقین میں جنگ	۲۹۶	شاہ روم کے حملے	۳۰۲	سنجاو اور کیفا نور الدین کے قبضے میں
۲۸۷	زنگی پوشست	۲۹۶	فتح مراغہ	۳۰۲	اطھالیک پر نور الدین کا حملہ
۲۸۷	صبح نامہ	۲۹۶	زنگی کی فوجی سیاست	۳۰۲	افامیہ کی فتح اور صلیبیوں سے صلح
۲۸۷	سلطان سنجر کی پیش قدمی	۲۹۶	رومیوں کے خطرات	۳۰۳	صلیبی قلعوں پر چڑھائی
۲۸۷	فرنگیوں کا حملہ	۲۹۶	بغداد میں عوامی احتجاج	۳۰۳	جولین کی گرفتاری
۲۸۷	خلیفہ کا عتاب نامہ	۲۹۶	بعلبک کی فتح	۳۰۳	دمشق کے حالات



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۰۳	سیاحۃ الدین کا ملاقات سے ریز	۳۰۸	مصر پر شیر کوہ کا دوبارہ حملہ	۳۰۳	سیاحۃ الدین کا ملاقات سے ریز
۳۰۶	نجم الدین ایوب کی وفات	۳۰۹	فریقین کی پھر صلح	۳۰۳	دمشق پر نور الدین کا قبضہ
۳۰۶	نور الدین کے مطابقت	۳۰۹	مصر پر صلیبی قبضہ	۳۰۴	مجید الدین کا حوالہ
۳۰۹	سلطان نور الدین کی وفات	۳۰۹	صلاح الدین حاکم مصر	۳۰۴	تل ہاشم، حاکم کے قلعوں کی فتح
۳۰۹	نور الدین کی سیاست	۳۰۹	نور الدین زنگی کے کارنامے	۳۰۴	شیخ کا تعارف
۳۰۹	تعمیری کام	۳۰۹	قلعہ بصر کے احوال	۳۰۴	شام میں زلزلہ
۳۱۰	رفاد عام کے کام	۳۱۰	موصل کے اہم واقعات	۳۰۴	شیز میں زلزلہ اور فتح
۳۱۰	ملک صالح کی جانشینی	۳۱۰	زمین کی خود مختاری	۳۰۴	ابن خلکان کا موقف
۳۱۰	حاکم موصل کی خود مختاری	۳۱۰	نور الدین عہد مسیح کی تقرری	۳۰۴	حاکم شیز کا خط
۳۱۰	سیف الدین کی فتوحات	۳۱۰	نجم الدین ایوب کی روانگی	۳۰۵	۱۰۰۰ نوں رہا ہات کی حیثیت
۳۱۰	الجزیرہ پر قبضہ	۳۱۰	قلعہ کرک کا محاصرہ	۳۰۵	بعلبک کی فتح
۳۱۰	فتح دمشق کا منصوبہ	۳۱۰	صلیبی سردار کا قتل	۳۰۵	بھائی کی بغاوت اور انسداد
۳۱۱	صلاح الدین کا پیغام	۳۱۱	قیامت خیز زلزلے	۳۰۵	حران کی واپسی
۳۱۱	صلیبیوں سے فتح	۳۱۱	موصل میں غازی کی حکومت	۳۰۵	سیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ
۳۱۱	صلیب پرستوں کا خطہ	۳۱۱	نور الدین کے حملے	۳۰۶	سیمان کی خلیفہ کے پاس حاضری
۳۱۱	حلب پر حملے کا خطرہ	۳۱۱	موصل کا محاصرہ	۳۰۶	سیمان شاہ کی پیش قدمی
۳۱۱	گمشدگی کی حکومت حلب	۳۱۱	نور الدین کا موصل پر قبضہ	۳۰۶	سیمان شاہ کی ناکامی اور گرفتاری
۳۱۱	سیف الدین سے مصالحت	۳۱۱	موصل کی جامع مسجد کی تعمیر	۳۰۶	سیمان شاہ کی تخت نشینی
۳۱۱	سلطان صلاح الدین کی فتح دمشق	۳۱۱	دیگر انتظامات	۳۰۶	نور الدین محمود کی جہادی سرگرمیاں
۳۱۱	قلعہ دمشق کی تسخیر	۳۱۱	جہاد کے لئے پیش قدمی	۳۰۶	غریب اور مذہبی طبقے کے جہادی کردار
۳۱۲	صلیبیوں کی پیش قدمی	۳۱۲	صلاح الدین کا اندیشہ	۳۰۶	کا اعتراف
۳۱۲	ایک اور قلعہ کی فتح	۳۱۲	تقی الدین کا مشورہ	۳۰۷	مسلم متحدہ محاذ
۳۱۲	بعلبک کی فتح	۳۱۲	رنجش کا خاتمہ	۳۰۷	صلیبیوں کی اتحادی افواج
۳۱۲	فوجی امداد کی درخواست	۳۱۲	صلیب پرستوں کی سرکوبی	۳۰۷	تجدیدی فوج کی ناکامی
۳۱۲	سیف الدین غازی کی امداد	۳۱۲	فوری خبر رسائی کا انتظام	۳۰۷	کفر کے سرداروں کی گرفتاری
۳۱۲	موصل کی فوج نوشتہ	۳۱۲	صلیبیوں کے ساتھ جھڑپیں	۳۰۷	قلعہ بنیاس کی فتح
۳۱۲	متحدہ فوج کا دوبارہ مقابلہ	۳۱۳	آرمینی سردار ابن لیون کے حالات	۳۰۸	منظیرہ پر صلیبی قبضہ
۳۱۲	پیغام صلح کی ناکامی	۳۱۳	روی علاقے پر قبضہ	۳۰۸	فاطمی حکومت کا زوال
۳۱۲	متحدہ لشکر کی شکست	۳۱۳	روی علاقے کی طرف یلغار	۳۰۸	مصر پر زنگی کا حملہ
۳۱۲	خطبہ بند	۳۱۳	مشروط صلح	۳۰۸	شور کی بدعہدی
۳۱۲	قلعہ بغدادین کا محاصرہ اور فتح	۳۱۳	نور الدین کی بادشاہت	۳۰۸	نور الدین کا خروج
۳۱۳	سیف الدین کی تیسری لڑائی	۳۱۳	الکرک میں ملاقات کی تجویز	۳۰۸	صلیبیوں سے شیر کوہ کی صلح

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۸	مظفر کی حمایت	۳۲۳	محاصرے	۳۱۸	ملک صالح سپہ سالار
۳۲۹	موصل کے حاکم نوٹسٹ	۳۲۳	الجزیرہ کے حکمرانوں کی تبدیلی	۳۱۸	مرانہ ورنج کی فتح
۳۲۹	مظفر الدین کی ممانعت	۳۲۳	قائمان کا مشورہ	۳۱۸	حب کامی صرہ
۳۲۹	عماد الدین کی شکست	۳۲۳	مختلف اطلاعات	۳۱۸	شہر زور کے حمران کا مسئلہ
۳۲۹	نور الدین کی وفات	۳۲۳	ملک عادل کے خلاف پیش قدمی	۳۱۸	قلعہ حارم پر قبضہ
۳۲۹	سلطنت کے گمران	۳۲۳	موصل میں ارسلان شاہ کی حکومت	۳۱۸	ملک صالح کی موت
۳۲۹	موصل پر حملہ	۳۲۳	عماد الدین کی وفات اور بیٹے کی تخت نشینی	۳۱۹	عزالدین کی جانشینی
۳۳۰	ملک کی فوج	۳۲۳	نصیبین پر حملہ	۳۱۹	صدیق الدین کی مخالفت
۳۳۰	سخت مقابلہ	۳۲۵	قائمان کی وفات	۳۱۹	عزالدین اور معاہدے کی پاسداری
۳۳۰	حاکم سنجر کی وفات	۳۲۵	ماروین کا محاصرہ	۳۱۹	عزالدین اور صلاح الدین
۳۳۰	کواشی پر عماد الدین کا قبضہ	۳۲۵	کامل کے خلاف متحدہ محاذ	۳۱۹	صلاح الدین کی کامیاب چال
۳۳۰	اشرف کے خلاف پروپیگنڈ	۳۲۵	کامل کو شکست	۳۱۹	رہا کی فتح
۳۳۰	اشرف کے خلاف سازش	۳۲۵	نور الدین کی واپسی	۳۱۹	نصیبین اور رقہ کی فتح
۳۳۰	سازش کی ناکامی	۳۲۵	الجزیرہ کی طرف پیش قدمی	۳۲۰	موصل پر حملہ
۳۳۱	ابن المشطوب کی شکست	۳۲۶	فریقین کی صلح	۳۲۰	موصل کی جنگ
۳۳۱	تل اخضر کی فتح	۳۲۶	نور الدین کا نصیبین پر حملہ	۳۲۰	صلح کی ایک کوشش
۳۳۱	ماروین کے حمران سے صلح	۳۲۶	نور الدین کی شکست	۳۲۰	سنجر کی فتح
۳۳۱	علاقوں کی تبدیلی	۳۲۶	سنجر شاہ کے مظالم	۳۲۰	فوجوں کا اجتماع اور واپسی
۳۳۱	مظفر سے صلح	۳۲۶	سنجر شاہ کا قتل	۳۲۰	آمد اور دوسرے علاقوں کی فتح
۳۳۱	موصل کے قلعوں پر قبضہ	۳۲۷	محمود بن سنجر کی حکومت	۳۲۱	حب پر سلطان کا قبضہ
۳۳۲	قلعہ شوش کی فتح	۳۲۷	عادل اور نور الدین کی رشتہ داری	۳۲۱	قلعہ حارم کی فتح
۳۳۲	اشرف کا موصل پر قبضہ	۳۲۷	عادل اور نور الدین کا اتحاد	۳۲۱	مجاہد الدین قائمان کا زوال
۳۳۲	اہل عمادیہ کی بغاوت	۳۲۷	ذابورو نصیبین کی فتح	۳۲۱	مجاہد الدین کے عہدے اور اختیارات
۳۳۲	بغاوت کی سرکوبی	۳۲۷	معاہدے کا اختتام	۳۲۲	صلح کی ایک اور ناکام کوشش
۳۳۲	عمادیہ کی فتح	۳۲۷	ظاہر اور سنجر کا اعلان	۳۲۲	سلطان کی دمشق سے روانگی
۳۳۳	جلال الدین کی دوبارہ آمد	۳۲۷	فریقین میں مصالحت	۳۲۲	موصل کا وفد اور اس کی واپسی
۳۳۳	جلال الدین کی پیش قدمی ورواپسی	۳۲۸	ارسلان شاہ کی وفات	۳۲۲	میافرقین کی فتح
۳۳۳	مخالفین کی واپسی	۳۲۸	القابریہ کی وفات اور بیٹے کی جانشینی	۳۲۲	عزالدین سے صلح
۳۳۳	نقشہ نگاری	۳۲۸	دوستانہ تعلقات	۳۲۲	ترکمان اور کرد قوم کی خانہ جنگیاں
۳۳۳	تاریخوں کی واپسی	۳۲۸	نیک سیرت بادشاہ	۳۲۳	زین الدین یوسف کی وفات
۳۳۳	مظفر الدین کی وفات	۳۲۸	عماد الدین کی بغاوت	۳۲۳	مجاہد الدین قائمان اور اہل ارمل
۳۳۳	خوارزم شاہ کی فوج کا انتشار	۳۲۸	عمادیہ پر قبضہ	۳۲۳	سنجر شاہ کا دونوں پان

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۳۳	نور الدین اور صلاح الدین کی صلح	۳۳۸	مصر میں آتش	۳۳۴	صلح سے بعد
۳۳۳	نجم الدین ایوب کی انتقام	۳۳۹	صلح کی درخواست	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۳	طرابلس العرب میں ایوبی حکومت کا قیام	۳۳۹	دس لاکھ صلح	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۳	مسعود ابن زمام کا تر	۳۳۹	فاطمی خلیفہ کا بیجام	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۳	طرابلس الغرب کی فتح	۳۳۹	شیرکوہ کی روانگی	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۳	دیہی فتوحات	۳۳۹	شاہر کی غداری	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۴	ابن غانیہ اور صلاح الدین	۳۳۹	شاہر کا قتل	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۴	نوبہ کے قلعہ کی فتح	۳۳۹	وزارت پر تقرر	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۴	یمن کی طرف پیش قدمی	۳۴۰	فاطمی خلیفہ کا فرمان	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۴	عبداللہ کی گرفتاری	۳۴۰	شیرکوہ کی مصر پر حکومت	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۴	فتح مدین	۳۴۰	شیرکوہ کو خزانہ عظیم	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۴	یمن کے مرکز کی تبدیلی	۳۴۰	مشیر خاص کا عہدہ	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۵	فاطمیوں کی سازش	۳۴۰	شیرکوہ کا انتقال	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۵	مخبروں کی اطلاع	۳۴۰	زنی کے امراء میں اختلاف	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۵	مصر پر عسکریوں کا حملہ	۳۴۰	جوہر کا مشورہ	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۵	فرنگیوں کی شکست	۳۴۰	صلاح الدین پر اتفاق رائے	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۵	نصر الدولہ کی بغاوت	۳۴۱	صلاح الدین کی بحیثیت وزیر مصر	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۶	بغاوت کی سرروبی	۳۴۱	صلاح الدین کی مقبولیت	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۶	نور الدین زنگی کی وفات	۳۴۱	موتمن الخلافہ کی سازش	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۶	الجزمیرہ پر غازی کا تسلط	۳۴۱	سازش کا انکشاف	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۶	حبیب کی خود مختاری	۳۴۱	قرار قوش کی تقرری	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۶	فتح دمشق	۳۴۱	مصر کے سیاہ فام افراد کی بغاوت	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۶	حمص کی فتح	۳۴۱	بغاوت کا خاتمہ	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۷	محاصرہ حلب	۳۴۱	صلیبی جنگی تیاری	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۷	فرنگی حاکم کی رہائی	۳۴۲	حملہ کا مقابلہ	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۷	قلعہ حمص کی تسخیر	۳۴۲	صلیبی حاکموں کی بربادی	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۷	فتح بعلبک	۳۴۲	دمیاط کا محاصرہ	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۷	متحدہ فوجوں کی شکست	۳۴۲	نور الدین زنگی کی امداد	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۷	ابن زعفران کی غداری	۳۴۲	نجم الدین کی مصر روانگی	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۷	زیر کنٹرول علاقوں پر گورنروں کا تقرر	۳۴۲	فاطمی خلیفہ کا ضد کا کردار	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۷	صلاح الدین کی مزید فتوحات	۳۴۲	فاطمی سلطنت کا خاتمہ	۳۳۴	نور الدین کی وفات
۳۳۸	قلعہ عزاز کی فتح	۳۴۲	نور الدین سے ناجاتی کی وجہ	۳۳۴	نور الدین کی وفات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۵۷	آمد کی فتح	۳۵۳	یمن کے حکمرانوں میں اختلافات	۳۳۸	سلطان پر حملہ
۳۵۸	تین دن کی مہلت	۳۵۳	سیف الاسلام کی حکومت	۳۳۸	حلب کا محاصرہ
۳۵۸	سامان کی منتقلی	۳۵۳	خطان کی گرفتاری	۳۳۸	اسماعیلہ فرقوں کے شہروں پر حملے
۳۵۸	معاہدہ کی پابندی	۳۵۳	یمن میں امن وامان	۳۳۸	توران شاہ کا تقرر
۳۵۸	تل خالد اور عتاب کی فتح	۳۵۳	قلعہ البیرہ کی حکومت	۳۳۸	فصیل کی تعمیر
۳۵۸	اللہ تعالیٰ کی مدد کے واقعات	۳۵۳	قلعہ البیرہ کا محاصرہ	۳۳۸	صلیبیوں پر اچانک حملے
۳۵۸	باران رحمت کا نزول	۳۵۳	سلطان کی سفارش	۳۳۹	توران شاہ کی شکست
۳۵۸	ملک صالح کی وفات	۳۵۳	البیرہ کی فتح	۳۳۹	صلاح الدین پر مشکل وقت
۳۵۹	حکومتوں کا تبادلہ	۳۵۳	صلیبی فوج کی بربادی	۳۳۹	دیر اندہ کارنامے
۳۵۹	حلب کا محاصرہ	۳۵۳	قلعہ شقیف کی فتح	۳۳۹	مصر کی صرف واپسی
۳۵۹	حلب کی فتح	۳۵۳	بیسان کی فتح	۳۳۹	سلطان صلاح الدین کا خط
۳۵۹	تاج الملوک کی وفات	۳۵۳	صلیبی افواج سے جنگ	۳۳۹	حماء پر صلیبی حملے
۳۵۹	قلعہ حارم کی تسخیر	۳۵۳	بیروت کا محاصرہ	۳۵۰	فرنگیوں کی پسپائی
۳۵۹	نئے حکام کا تقرر	۳۵۳	فرنگی جہاز کی تباہی	۳۵۰	بعدبک کی حکومت کے لئے جنگ
۳۵۹	حلب کا نیا حکمران	۳۵۵	مظفر الدین کا رابطہ	۳۵۰	مسلمانوں کی فتح
۳۵۹	دوبارہ جہاد کی تیاری	۳۵۵	الجزیرہ کی طرف پیش قدمی	۳۵۰	فرنگیوں کا مزید حملہ
۳۶۰	صلیبی علاقوں کی تباہی	۳۵۵	رہا اور حران کی فتح	۳۵۰	مستحکم قلعہ کا محاصرہ
۳۶۰	الکرک کا محاصرہ	۳۵۵	رقہ اور بلاد خابور کی فتح	۳۵۰	صلیبی امراء کی گرفتاری
۳۶۰	حکام کے تبادلے	۳۵۵	فتح نصیبین	۳۵۱	ایک مستحکم قلعے کی فتح
۳۶۰	الکرک کا دوبارہ محاصرہ	۳۵۵	فرنگیوں کے اچانک حملے	۳۵۱	بیچ ارسان سے جنگ
۳۶۰	فرنگی بستیوں کی تباہی	۳۵۵	جنگی تیاریاں	۳۵۱	حاکم آمد سے ناچاقی
۳۶۰	الجزیرہ کی طرف پیش قدمی	۳۵۶	ناقابل تسخیر شہر موصل	۳۵۱	صلاح الدین کی مداخلت
۳۶۱	موصل پر حملہ کی تیاری	۳۵۶	موصل کی جنگ کا آغاز	۳۵۱	قاصد کی نصیحت
۳۶۱	موصل والوں سے جنگ	۳۵۶	صلح کی کوشش	۳۵۱	دونوں حکام میں مصالحت
۳۶۱	جنگ میں ناکامی	۳۵۶	سجاریہ کا محاصرہ	۳۵۲	قیس بن الہون کی اہمیت
۳۶۱	خلاط کے حاکم کی وفات	۳۵۶	شاہرین کا پیغام صلح	۳۵۲	ابن الہون کا ترکمان قوم پر ظلم
۳۶۱	اہل خلاط کی سیاسی چال	۳۵۶	سلطان اور مخالف افواج کا اجتماع	۳۵۲	مظلوموں کی وادری
۳۶۱	اہل خلاط اور بہلوان	۳۵۷	دشمن کا فرار	۳۵۲	الکرک کی تباہی
۳۶۱	قطب الدین کی وفات	۳۵۷	صلیبیوں کے بحری حملے	۳۵۲	توران شاہ کی یمن سے واپسی
۳۶۱	میا فارقین کا محاصرہ	۳۵۷	صلیبی بیڑے کی تباہی	۳۵۲	توران شاہ کا انتقال
۳۶۲	شہر پر قبضہ	۳۵۷	صلیبی بیڑوں کی تلاش	۳۵۳	یمن کے مزید حالات
۳۶۲	موصل کی طرف روانگی	۳۵۷	فرخ شاہ کی وفات	۳۵۳	حاکم زبید کی گرفتاری

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۷۱	صلیبی بحری افسر اور سلطان	۳۶۶	تسین و صیدا کی فتح	۳۶۲	صلیبی شہ
۳۷۱	صلیبیوں کی فتح	۳۶۶	صیدا اور بیروت کی فتح	۳۶۲	صلیبی تکیوں
۳۷۲	کچھ اور قلعوں کی فتح	۳۶۶	جلیل پر قبضہ	۳۶۲	ایوبی سلطنت کی تقسیم
۳۷۲	بکاس اور شغری کی فتح	۳۶۷	مارکونیس کی آمد	۳۶۲	ناصر الدین کی وفات
۳۷۲	سرین کی فتح	۳۶۷	صور پر مارکونیس کی حکومت	۳۶۲	تقسیم سلطنت کی تفصیل
۳۷۳	قلعہ بزرہ	۳۶۷	عسقلان کا محاصرہ اور جنگ	۳۶۳	نقی الدین کی مخالفت
۳۷۳	زبردست جنگ	۳۶۷	عسقلان پر قبضہ	۳۶۳	شرعی عدالتوں پر تقرر
۳۷۳	قلعہ کی فتح	۳۶۷	بیت المقدس پر صلاح الدین کا حملہ	۳۶۳	صلیبی حکام کے حالات
۳۷۳	نعرہ تکبیر کا رعب	۳۶۷	حملہ کا آغاز	۳۶۳	صلیبی بادشاہ کی تاج پوشی
۳۷۳	قلعہ در بساک کی فتح	۳۶۸	صلیبی فوج کی پسپائی	۳۶۳	صلیبی حکمرانوں کی بغاوت
۳۷۳	قلعہ بغراس کی فتح	۳۶۸	صلح کا صلیبی پیغام	۳۶۳	صلیبی مدقوں پر حملے
۳۷۳	حاکم انطاکیہ سے صلح	۳۶۸	صلح کی شرائط	۳۶۳	حاکم الکرب سے صلح
۳۷۳	اسند کا مقام	۳۶۸	بیت المقدس کی فتح	۳۶۳	صلیبی حاکم کی غداری
۳۷۳	امیر مدینہ قاسم بن مہنا	۳۶۸	صلیبیوں کی تعداد	۳۶۳	حج کے قافلے کی حفاظت
۳۷۳	سلطان کا عزم جہاد	۳۶۸	صلاح الدین ایوبی کی رحلت	۳۶۳	صلیبی عداوتوں کی تباہی
۳۷۴	قلعہ الکرب اور صفد کی فتح	۳۶۹	صلیبی اعظم اور شعائر مقدسہ	۳۶۳	مسلمانوں کی عظیم فتح
۳۷۴	صلیبی کمک کا خاتمہ	۳۶۹	قبۃ الصخرہ میں جمعہ کا خطاب	۳۶۳	سندھ کی نئی مہم
۳۷۴	قلعہ کوبہ پر قبضہ	۳۶۹	صلاح الدین ایوبی امام مسجد	۳۶۳	ایمنڈ کی غداری
۳۷۴	صلیبی کمک کی آمد	۳۶۹	قبۃ صخرہ کا سنگ مرمر	۳۶۳	جہاد کا پروگرام
۳۷۴	قلعہ شقیف کا محاصرہ	۳۶۹	صلیبیوں سے صور پر جنگ	۳۶۳	طبریہ کی فتح
۳۷۴	صور میں صلیبی افواج کا اجتماع	۳۶۹	بحری جنگ کا آغاز	۳۶۵	پیش قدمی
۳۷۵	ارناط کی گرفتاری	۳۶۹	فتح میں مشکلات	۳۶۵	صلیبی افواج سے جنگ
۳۷۵	صلیبی فوج کی شکست	۳۷۰	صور پر قبضہ	۳۶۵	ایمنڈ کا فرار
۳۷۵	غلط فہمی سے مسلمانوں کی شہادت	۳۷۰	کوبہ اور صفد کا محاصرہ	۳۶۵	فرنگی سرداروں کی گرفتاری
۳۷۵	سلطان کا انتقام	۳۷۰	صلیبیوں کا اچانک حملہ	۳۶۵	ارناط کا قتل
۳۷۵	گھات لگانے کا پروگرام	۳۷۰	صلاح الدین کی دمشق واپسی	۳۶۵	ایمنڈ کی ہلاکت
۳۷۵	شہر صور	۳۷۰	جہاد پر روانگی	۳۶۵	قلعہ طبریہ کی فتح
۳۷۵	یورپ میں جنگ کے لئے بھرتی	۳۷۰	منصور بن نیل کی آمد	۳۶۵	صلیبی قیدیوں کا قتل
۳۷۶	صلیبی لشکر کی فوج کشی	۳۷۰	قلعہ طرطوس کی فتح	۳۶۶	عکا کی فتح اور پہلا جمعہ
۳۷۶	سلطان کی دعوت جہاد	۳۷۱	جبلہ کی فتح	۳۶۶	مال غنیمت کی تقسیم
۳۷۶	عکا کا دفاع	۳۷۱	جبلہ میں حاکم کا تقرر	۳۶۶	بذ کی فتح
۳۷۶	جنگی تدبیریں	۳۷۱	لاذقیہ کی فتح	۳۶۶	تابس، علبک و میفہ کی فتح

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۸۷	دوبارہ حملہ	۳۸۲	قیدیوں کا قتل	۳۷۶	سطن کی فوج کے مراکز
۳۸۷	افضل کی کامیابی	۳۸۲	عسقلان روانگی	۳۷۶	خاص مکذروں کی شہادت
۳۸۸	ملک عادل کی ناجاتی	۳۸۳	جھڑپیں	۳۷۷	شہابی خیمہ پر حملہ
۳۸۸	قاضی فاضل	۳۸۳	اسلامی لشکر کی شکست اور دوبارہ حملہ	۳۷۷	انگریزوں کا قتل عام
۳۸۸	سہ بارہ حملہ	۳۸۳	بیت المقدس کی حفاظت	۳۷۷	سطن صدائے مدینہ و پتی
۳۸۸	قلعہ پر قبضہ	۳۸۳	عیسائیوں کے ساتھ رشتہ داری	۳۷۷	حفاظتی انتظامات
۳۸۸	معاہدہ کی تجدید	۳۸۳	بیت المقدس کی طرف روانگی	۳۷۷	مصری فوج کی آمد
۳۸۸	یافا کی تباہی	۳۸۳	برطانوی بادشاہ کا فیصلہ	۳۷۷	دوبارہ جنگ
۳۸۹	بیروت پر قبضہ	۳۸۳	مارکونیس کا قتل	۳۷۸	برجوں کی تباہی
۳۸۹	صیدا اور صور کی تباہی	۳۸۳	کندھری کی حکومت	۳۷۸	جہاد کی دعوت
۳۸۹	تیمین پر حملہ	۳۸۳	سلطانی خلعت	۳۷۸	اہل جرمنی کی آمد
۳۸۹	نئے بادشاہ کا تقرر	۳۸۳	تقی الدین کی وفات	۳۷۸	اہل قونیہ کا تعاون
۳۸۹	سازش اور صلح	۳۸۳	افضل کی حکومت	۳۷۹	عیسائی بادشاہ کی موت
۳۸۹	سلطان کی حکومت یمن میں کردار	۳۸۵	عادل کی دخل اندازی	۳۷۹	مسلمانوں کا مشورہ
۳۸۹	اسماعیل بن سیف الاسلام	۳۸۵	عیسائیوں کی پیش قدمی	۳۷۹	عکا پر حملہ
۳۹۰	ناصر بن سیف الاسلام	۳۸۵	بیت المقدس پر حملہ	۳۷۹	کھانے کی تنگی
۳۹۰	سلیمان کی حکومت	۳۸۵	یافا کی فتح	۳۷۹	انگریزوں کی کمک
۳۹۰	نصیبین پر قطب الدین کا قبضہ	۳۸۵	صلح کی درخواست	۳۷۹	خوراک و رسد کی فراہمی
۳۹۰	مردین کا محاصرہ	۳۸۵	ملک عادل اور دیگر اراکین کی سفارش	۳۷۹	پوپ کا پیغام
۳۹۰	عثمان کی وفات، افضل کی تقرری	۳۸۶	صلح	۳۸۰	سطنی انتظام
۳۹۰	بغاوت	۳۸۶	نئی تعمیر	۳۸۰	خوراک کی کمی
۳۹۱	افضل کی حکومت	۳۸۶	بھائی اور بیٹے سے مشورہ	۳۸۰	لشکروں کی تبدیلی
۳۹۱	دمشق کا محاصرہ	۳۸۶	سلطان کا فیصلہ	۳۸۰	زین الدین کی وفات
۳۹۱	پریشانی	۳۸۶	سلطان صلاح الدین کی وفات	۳۸۱	اہل اربل کی خط و کتابت
۳۹۱	افضل کی واپسی	۳۸۶	نئے حکمران	۳۸۱	تقی مدین کی حکومت
۳۹۱	ملک کامل کی مخالفت	۳۸۶	عزالدین کا حملہ	۳۸۱	محاصرے میں ناکامی
۳۹۱	ملک کامل کی شکست	۳۸۷	دمشق روانگی	۳۸۱	عیسائیوں کی کمک
۳۹۲	معذرت	۳۸۷	نئی اطلاعات	۳۸۱	بحری حملہ کی تیاری
۳۹۲	مصر پر حملہ	۳۸۷	نصیبین کے حکمران کی وفات	۳۸۱	عکا پر حملہ
۳۹۲	مصر کی فتح	۳۸۷	عثمان العزیز کی دمشق روانگی	۳۸۲	اہل عکا کی شکست
۳۹۲	عادل کی حکومت	۳۸۷	عثمان کی ناکامی	۳۸۲	عکا پر عیسائیوں کا قبضہ
۳۹۲	اراکین کی سازش	۳۸۷	صلح	۳۸۲	عیسائیوں کی وعدہ شکنی



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۹۲	سلیمان کی گرفتاری	۳۹۲	الظہری روکی	۳۹۲	الظہری روکی
۳۹۳	مسعود کی حکومت	۳۹۳	سپہ کا جھگڑ	۳۹۳	سپہ کا جھگڑ
۳۹۳	مسعود کی وفات	۳۹۳	حماد بن فتح	۳۹۳	حماد بن فتح
۳۹۳	دمياط کی جنگ	۳۹۳	خلاف	۳۹۳	خلاف
۳۹۳	عیسائیوں کا حملہ	۳۹۳	ناکامی اور معاہدہ	۳۹۳	ناکامی اور معاہدہ
۳۹۳	عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں	۳۹۳	الجزیرہ کی طرف روانگی	۳۹۳	الجزیرہ کی طرف روانگی
۳۹۳	الطور سے واپسی	۳۹۳	مارین روکی	۳۹۳	مارین روکی
۳۹۳	دمياط روانگی	۳۹۳	خابرین شاہ	۳۹۳	خابرین شاہ
۳۹۳	اسلامی فوجوں کی روانگی	۳۹۳	عجم کا تنازع	۳۹۳	عجم کا تنازع
۳۹۳	سمندری مزاحمت	۳۹۳	افضل کی بغاوت	۳۹۳	افضل کی بغاوت
۳۹۳	اختلاف	۳۹۳	محمود کی جد وطنی	۳۹۳	محمود کی جد وطنی
۳۹۳	دمياط پر قبضہ	۳۹۳	نصیبین کا محاصرہ	۳۹۳	نصیبین کا محاصرہ
۳۹۳	ملک عادل کی وفات	۳۹۳	نوشتر روانگی	۳۹۳	نوشتر روانگی
۳۹۳	حکومت کی تقسیم	۳۹۳	عیسائیوں سے دوبارہ جنگ	۳۹۳	عیسائیوں سے دوبارہ جنگ
۳۹۵	بغاوت کا خاتمہ	۳۹۵	ملک عادل سے صلح	۳۹۵	ملک عادل سے صلح
۳۹۵	ملک کامل کا عہد	۳۹۵	رمین	۳۹۵	رمین
۳۹۵	ملک کامل کا دور حکومت	۳۹۵	ارمنوں کی کامیابی	۳۹۵	ارمنوں کی کامیابی
۳۹۵	تقی الدین کی فتوحات	۳۹۵	اوحہ نجم الدین کی فتوحات	۳۹۵	اوحہ نجم الدین کی فتوحات
۳۹۵	ناصر الدین منصور	۳۹۵	بلین کا قتل	۳۹۵	بلین کا قتل
۳۹۵	قلج ارسلان بن منصور	۳۹۵	خراط کی فتح	۳۹۵	خراط کی فتح
۳۹۵	طغرل اور چغلقور	۳۹۵	اہل خراط کی گوشائیں	۳۹۵	اہل خراط کی گوشائیں
۳۹۶	چغلقوروں کی شرارت	۳۹۶	انگریزوں کا حملہ	۳۹۶	انگریزوں کا حملہ
۳۹۶	افضل اور کیاؤس کا اتحاد	۳۹۶	مک عدنی کی روانگی	۳۹۶	مک عدنی کی روانگی
۳۹۶	طغرل حلب کے قلعہ میں	۳۹۶	اہل خراط کی دوبارہ گوشائیں	۳۹۶	اہل خراط کی دوبارہ گوشائیں
۳۹۶	ملک اشرف کی پیش قدمی	۳۹۶	صبح کی شرائط	۳۹۶	صبح کی شرائط
۳۹۶	ملک اشرف کی فتح مندی	۳۹۶	سنجر	۳۹۶	سنجر
۳۹۶	موصل میں خانہ جنگیوں کے احوال	۳۹۶	خابور کی فتح	۳۹۶	خابور کی فتح
۳۹۷	عماد الدین کی بغاوت	۳۹۷	جوابی تیاری	۳۹۷	جوابی تیاری
۳۹۷	ملک اشرف کی کوشش	۳۹۷	صلح	۳۹۷	صلح
۳۹۷	فریقین کی صلح	۳۹۷	اسامہ کی گرفتاری	۳۹۷	اسامہ کی گرفتاری
۳۹۷	مظفر الدین کا الانس	۳۹۷	غازی الظہری کی وفات	۳۹۷	غازی الظہری کی وفات
۳۹۷	ابن مشطوب کی شکست	۳۹۷	بکین	۳۹۷	بکین
۳۹۷	ابن مشطوب کی پٹائی مری صرہ	۳۹۷		۳۹۷	
۳۹۸	ابن مشطوب کا انتقال	۳۹۸		۳۹۸	
۳۹۸	ماروین پر حملہ اور صلح	۳۹۸		۳۹۸	
۳۹۸	سنجار کے حاکم کا رابطہ	۳۹۸		۳۹۸	
۳۹۸	دمياط پر قبضہ کے بعد	۳۹۸		۳۹۸	
۳۹۸	ملک کامل کی امداد طلبی	۳۹۸		۳۹۸	
۳۹۸	مصر کے لئے امداد کی آمد	۳۹۸		۳۹۸	
۳۹۸	صلیبیوں سے جنگ	۳۹۸		۳۹۸	
۳۹۹	صلح کی بات چیت	۳۹۹		۳۹۹	
۳۹۹	صلیبیوں کی شامت	۳۹۹		۳۹۹	
۳۹۹	صلیبیوں کی مجبوری	۳۹۹		۳۹۹	
۳۹۹	دمياط کی عظیم الشان فتح	۳۹۹		۳۹۹	
۳۹۹	خانہ جنگیوں کا دور	۳۹۹		۳۹۹	
۳۹۹	عادل کے بیٹوں کے اختلافات	۳۹۹		۳۹۹	
۳۹۹	معظم کی سازش	۳۹۹		۳۹۹	
۴۰۰	معظم کی دوسری سازش	۴۰۰		۴۰۰	
۴۰۰	دو نوں بھائیوں کی صلح	۴۰۰		۴۰۰	
۴۰۰	جلال الدین سے جنگ	۴۰۰		۴۰۰	
۴۰۰	ناصر بن معظم	۴۰۰		۴۰۰	
۴۰۰	ناصر کا دمشق میں محاصرہ	۴۰۰		۴۰۰	
۴۰۰	بیت المقدس پر صلیبی قبضہ	۴۰۰		۴۰۰	
۴۰۰	مشق پر اشرف کا قبضہ	۴۰۰		۴۰۰	
۴۰۱	حمادہ پر قبضہ	۴۰۱		۴۰۱	
۴۰۱	علاقوں میں رد و بدل	۴۰۱		۴۰۱	
۴۰۱	ناصر کی موت	۴۰۱		۴۰۱	
۴۰۱	بعلبک پر قبضہ	۴۰۱		۴۰۱	
۴۰۱	جلال الدین خوارزمی	۴۰۱		۴۰۱	
۴۰۱	فتح کی اصل وجہ	۴۰۱		۴۰۱	
۴۰۱	حسام الدین کا قتل	۴۰۱		۴۰۱	
۴۰۱	جلال الدین کا خدہ پر قبضہ	۴۰۱		۴۰۱	
۴۰۲	ملک اشرف اور امداد کی فوج	۴۰۲		۴۰۲	
۴۰۲	کامل کی فتوحات	۴۰۲		۴۰۲	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۱۶	بحریہ گروپ کی کامیابی	۴۱۱	کرک کا محاصرہ	۴۰۷	مدینہ کی اشرف سے امداد طلبی
۴۱۶	بحریہ کی گرفتاری	۴۱۲	کرک کی فتح	۴۰۷	جلال الدین کی شکست
۴۱۶	علی بن ایک کی معزولی	۴۱۲	ایوبی سلطنت کا زوال	۴۰۷	شیرز کی فتح
۴۱۶	تاتاریوں کی فتوحات	۴۱۲	صالح ایوب کا انتقال	۴۰۷	محمد بن اعزیز کی وفات
۴۱۷	رومی حکام کی اطاعت	۴۱۲	انگریزوں کی شکست	۴۰۷	کیتھوڈ کی فتح
۴۱۷	نولہ کی وفات	۴۱۲	توران شاہ کی مصر آمد	۴۰۸	ملک کی ناراضگی اور وفات
۴۱۷	ہلاکو خان اور ناصر	۴۱۲	شاہ فرانس کی گرفتاری	۴۰۸	کامل کا دمشق پر قبضہ
۴۱۷	ہلاکو خان کے حملے	۴۱۲	آزاد کردہ غلاموں کی چپقلش	۴۰۸	کامل کی وفات
۴۱۷	غلاموں کی بغاوت	۴۱۳	بحریہ موالی	۴۰۸	شام کی آزاد مملکت
۴۱۷	بھیرن مصر میں	۴۱۳	بھیرن	۴۰۸	ملک صالح کا دمشق
۴۱۷	حماتہ اور حلب پر ہلاکو خان کا قبضہ	۴۱۳	توران شاہ کے خلاف سازش	۴۰۸	یونس جوادی کی موت
۴۱۷	ناصر کا احوال	۴۱۳	توران شاہ کا قتل	۴۰۸	جلال الدین کا قتل اور خوارزمی افواج
۴۱۸	شام پر ہلاکو خان کا قبضہ	۴۱۳	ملکہ شجرۃ الدرء ام خلیل	۴۰۸	صالح ایوب کی مصر روانگی
۴۱۸	قلعوں اور فصیلوں کی بربادی	۴۱۳	فتح دمیاط	۴۰۹	دمشق پر اسماعیل کا قبضہ
۴۱۸	ناصر کی گرفتاری	۴۱۳	ابن مطروح کی لقمہ	۴۰۹	بیت المقدس پر ناصر کا قبضہ
۴۱۸	ہلاکو خان اور ناصر کی ملاقات	۴۱۴	فتح الدین عمر	۴۰۹	مصر کی طرف پیش قدمی
۴۱۸	کنیسہ مریم	۴۱۴	ناصر کی دمشق میں حکومت	۴۰۹	مصر پر صالح ایوب کا قبضہ
۴۱۸	تاتاریوں کو شکست	۴۱۴	مصر میں موسیٰ اشرف کی حکومت	۴۰۹	صالح ایوب اور اس کی حکومت
۴۱۹	سلطان قطر کا قتل	۴۱۴	شامی فوج کا میدان سے فرا	۴۰۹	خوارزمی فتنہ
۴۱۹	ناصر کا قتل	۴۱۴	ایوبی امراء کی میٹنگ	۴۰۹	خوارزمی ورجی افواج
۴۱۹	ایوبی سلطنت کا خاتمہ، ایوبی کی جزوی حکومت	۴۱۵	مصری اور شامی فوج کی جنگ	۴۱۰	حلب کے حکمرانان
۴۱۹		۴۱۵	ایوبی امراء قید میں	۴۱۰	صیہیوں سے امداد طلبی
		۴۱۵	صالح اسماعیل کا قتل	۴۱۰	صالح ایوب کے خلاف متحدہ محاذ
		۴۱۵	ناصر داؤد کا حال	۴۱۰	متحدہ افواج کی شکست
		۴۱۵	اقطاعی کا قتل	۴۱۰	ناصر کا دمشق سے اخراج
		۴۱۵	ایبک کی بادشاہت	۴۱۰	خوارزمی فوج کا شام سے انخلاء
		۴۱۵	ناصر اور خلیفہ	۴۱۱	صالح اسماعیل کا انجام
		۴۱۵	ایبک کا قتل	۴۱۱	عسقدن اور طبریہ کی آزادی
		۴۱۶	بحریہ گروپ کا دمشق سے انخلاء	۴۱۱	وندسے مدقاتیں
		۴۱۶	بحریہ اور مغیث کی شکست	۴۱۱	لہنا کا حصہ پر قبضہ
		۴۱۶	ناصر داؤد کا تذکرہ	۴۱۱	صیہی جنگوں میں فرانس کی شمولیت
		۴۱۶	ناصر داؤد کا انتقال	۴۱۱	شاہ فرانس کا حملہ

ختم شد



## دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صحیحہ بنی امیہ کے بعد نبوت کے سچے جانشینوں کا زمانہ ختم ہو گیا۔ حکومت پر بنو امیہ نے قبضہ کر لیا۔ خلافت اسلامیہ برائے نام باقی رہ گئی۔ حقیقت میں استبدادیت، بادشاہت اور سلطنت ہو گئی۔ اس کے باوجود مرکزی قوت کا تجزیہ نہیں ہوا۔ ایک ہی ذات جس کو خلیفہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے، دنیاۓ اسلام کے چپہ چپہ زمین کا واحد حکمران تھا۔ اسلامی فتوحات کا سیلاب جس تیزی سے بڑھ رہا تھا اسی تیزی اور عالمگیری سے بڑھتا رہا۔ ایشیا، یورپ اور المغرب اقصیٰ تک پہنچ گیا۔ خود غرضی کا براہوں کی پہلی صدی کے خاتمہ پر بنو امیہ کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ پھر حکومت اسلامیہ پر بنو عباس قابض ہو گئے۔ ان کا ابتدائی دور حکومت بلحاظ فتوحات اور انتظامات اگر ستائش کا مستحق نہیں ہے تو الزام کا بھی مستوجب نہیں ہے۔ زمانہ وسطیٰ میں تمدنی حالت کی ترقی اور اصلی، دی قوت کی تنزلی ہوئی۔ عربوں کی جگہ عجمیوں کا دور دورہ ہوا۔ مرکزی حکومت کا اقتدار باقی نہیں رہا۔ چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ ہر شخص نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی، ایک حکومت کی کئی حکومتیں، ایک سلطنت کی متعدد سلطنتیں، ایک حکمران کے عوض سینکڑوں حکمران اپنی اپنی جگہ پر بن گئے۔ صرف سند حکومت دینے کا اختیار خلیفہ کے ہاتھ میں رہا۔ خلیفہ وقت ان حکمرانوں کی خود غرضیوں کا نشانہ اور ان کے ہاتھ کا کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔ وہ جسے چاہتے تھے تخت خلافت پر متمکن کرتے تھے اور جو ان کی خود غرضیوں کی راہ میں رکاوٹ ہوتا تھا اسے معزول کر دیتے تھے۔ برآمدہ سے زیادہ بنو بویہ دہلی نے زور پکڑا۔ آپس کے جھگڑے، باہمی نفاق، شیعہ اور سنی کے جھگڑے انہی بنو بویہ کے عہد میں رونما ہوئے۔

## ترک سلجوقی حکمرانوں کے حالات

سلجوقی حکمرانوں نے اسلامی ممالک پر استیلاء حاصل کر لیا تھا۔ ان کی حکومت کا سکہ تمام مشرقی ممالک میں حدود مصر تک چل رہا تھا۔ انہوں نے خدمت بغداد پر استبداد کی قوت حاصل کر لی تھی۔ خلیفہ قائم بامر اللہ کے دور سے اس زمانہ تک کے حالات اور جو کچھ اور جیسی ان کی حکومت و سطنت قطار عام میں تھی اس کے واقعات ہم تحریر کریں گے۔ اور یہ بھی تحریر کریں گے کہ انہوں نے علماء کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور کس طرح انہیں اپنے فرائض منصبی سے روکا اسی سلسلہ میں ان حکومتوں کا ذکر بھی ہم تحریر کریں گے جو ان کی حکومت و دولت سے نکلی اور پیدا ہوئی تھیں۔

ترکوں کا نسب: ..... ہم اوپر سلسلہ انساب عالم میں ترکوں کا نسب لکھ چکے ہیں کہ یہ کومر بن یافث کی اولاد سے ہیں جو کہ یافث کا ایک بیٹا ن سات بیٹوں میں سے ہے جن کا ذکر توریت میں آگیا اور وہ سات ① یہ ہیں ”ماواق، مازائے، مانوغ، قطوبا، ماش، طیراش، کومر“۔ بن احق نے ان میں سے جو چھ بیٹوں کا ذکر کیا ہے، مازائے کو چھوڑ دیا ہے۔

کومر بن یافث کی اولاد: یہ بھی توریت میں ہے کہ کومر کے تین بیٹے تھے، ”توغرا، اشکان اور ریعاش“ اسرائیلیت میں لکھا ہے کہ فرنی (فرانس) ریعاش کی اولاد میں سے ہیں، صقالہ اشکان کی اور خزرتوغرما کی۔ لیکن نسب اسرائیلیں کے علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خزرتوغرمان ایک ہیں، ترکوں کی تمام شاخیں کومر کی اولاد سے نکلی ہیں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کومر کے تین بیٹوں میں سے کس بیٹے کی نسل سے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ توغرما کی اولاد سے ہیں۔ بعض ماہرین نسب کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ طیراش بن یافث کی اولاد ہیں۔ ابن سعید نے ان لوگوں کو ترک بن نامور بن سویل کی طرف نسب منسوب کیا ہے۔ لیکن بظاہر یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور غامور کتابت کی غلطی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ورسویل کے بارے میں کسی نے یہ نہیں لکھا کہ یہ یافث کی اولاد ہے ان سب باتوں کو ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

ترکوں کی نسلیں: ترکوں کی بہت سی شاخیں اور متعدد جنسیں ہیں۔ ان میں سے روس اور اعلان بھی ہیں۔ اعلان کو بدان بھی کہتے ہیں، خفشیخ (جو قسطنطنیہ کے نام سے مشہور ہیں) ہیاطلہ، خلف اور غز (جن میں سے سلجوقیہ اور خطاہیں جن کی رہائش سرزمین طمنج میں تھی) ایک، تور، ترس، ارکس اور صطر (جن کو طغرغز بھی کہتے ہیں) انہیں ترکوں کی نسلی شاخیں ہیں۔ لیکن روم کی ہمسایہ قوموں نے اس کا انکار کیا ہے۔

ترکوں کے علاقے: ..... سمجھ لو کہ ترکوں کی قوم دنیا کی بڑی قوموں میں سے ہے۔ کوئی قوم ان سے زیادہ نہیں ہے۔ عرب، معمورہ عام میں جانب جنوب میں اور ترک شمال میں آباد ہیں۔ ترکوں نے اقلیم ثلاثہ پانچویں، چھٹے اور ساتویں اقلیم کے نصف طول پر حدود مشرق تک قبضہ کر رکھا تھا اور مالک حکمران بنے ہوئے تھے۔ شروع میں ان کے علاقے مشرق میں لب دریا ملک چین اور اس کے بالائی ممالک میں جنوبا ہند تک اور اس کے نیچے شام، سہل جوج اور جوج تک تھے (بعض مورخین کا خیال ہے کہ یا جوج و ماجوج، ترکوں میں سے ہیں) اور آخر میں انہوں نے اپنے قیام کے لیے مغرب کی جانب بلاد صقالہ، خلیج قسطنطنیہ تک پسند کیا۔ صقالہ کے علاقے افرنج کے قریب اور رومہ سے ملے ہوئے ہیں۔ جانب جنوب ان کا مسکن۔ بدوقورنہر کے قریب اور اس کے بعد خراسان، آذربائیجان اور خلیج قسطنطنیہ تھا اور آخر میں شمالی ممالک میں فرغانہ، شاش اور علاوہ ان کے شہر علاقے جن کے نام سویل فصد ہونے کی وجہ سے معلوم نہیں ہو سکے، اپنے قیام و مسکن کے لیے منتخب کیے۔ اور ان حدود کے زمین غزنی، نہر، جیون، بد و خوارزم، سرحد چین، بلاوچاق، روس اور خلیج قسطنطنیہ شمال غرب میں بھی یہی ترک آباد تھے۔

خانہ بدوش ترک: انہی ترکوں کا ایک بڑا گروہ جن کی تعداد ان کے خالق کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا خانہ بدوشوں کے طور پر ممالک مذکورہ کے

① لکھتا ہے کہ جو نسخے کتاب کے ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں ”یہاں لکھا ہے لیکن یہاں کے خلاف ہے جو جدول کتاب ثانی میں لکھا ہے“ ترجمہ

اطراف و جوانب میں سردی کی شدت کی وجہ سے اونی خیموں میں رہتا تھا ❶ اور اس کا گزر دیار بکر کی طرف سے ہوا۔ دیار بکر کا والی نصر بن مروان شہ سے بہر آیا۔ ورا یک لاکھ دینار شہی دربار میں پیش کیا۔ جب سلطان کے کانوں تک خبر پہنچی کہ والی شہر نے یہ رقم کثیر رعایا سے وصول کی ہے تو اس نے انھیں واپس دیدیئے۔ اس کے بعد آمد پہنچا اور وہاں کے رہنے والوں کو امن دی۔ شہر پناہ کا چکر لگایا۔ اپنے ہاتھوں سے شہر پناہ کی دیوار کو چھوٹا اور سے چنے چہرہ پر مسلمانوں کی سرحد کا تبرک سمجھ کر پھیرتا تھا۔ اس کے بعد الر با کی طرف روانہ ہوا اور اس کا بھی محاصرہ کر لیا۔ اہل الر بانے شہر پناہ سے دروازے بند کر لیے۔ اس کے بعد حلب کی جانب قدم بڑھائے۔ والی حلب محمود نے اپنے سپہ سالار ریعول کو اس کے پاس بھیجی اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ اس کا نام خطبہ میں شامل کرنے کا وعدہ کیا اور حاضری سے معذرت منظور نہ کی۔ اور یہ ارشاد کیا کہ وہ ہمارا نام خطبہ میں کس طرح شامل کر سکتا ہے کیونکہ وہ اذان میں ”حلی علی خیر العملی“ کہتا ہے اُس سے کہہ دو کہ تمہیں بادل ناخوانستہ حاضر ہونا پڑے گا مگر محمود نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا چنانچہ سلطان نے محاصرے میں سختی شروع کر دی۔ والی حلب (محمود) تنگ ہو کر رات کے وقت اپنی ماں منیعہ بنت وثاب نمیری کے ساتھ سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کی بڑی عزت کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور اسے اس کے شہر کی طرف واپس کر دیا۔

رومی بادشاہ ارمانوس کی ریشہ دو انیاں: ارمانوس نامی رومیوں کا بادشاہ ان دنوں قسطنطنیہ پر حکومت کر رہا تھا۔ اس کی طبیعت میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسلامی علاقوں کے سرحدی شہر ہمیشہ خطرے میں رہتے تھے۔ اس نے ۱۱۶۲ھ میں فوج تیار کر کے ملک شام پر چڑھائی کر دی۔ شہر منبج کو جا کر گھیر لیا۔ اور قتل و خون ریزی، لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ محمود بن صالح بن مرداس کلانی اور ابن حسان حالی نے اپنی اپنی قوموں اور ان عربوں کو جو ان کے قرب و جوار میں تھے، جمع کر کے مقابلہ کیا۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ چنانچہ رومی لشکر نے نہایت بری طرح سے انھیں شکست دے دی۔ اور ارمانوس قسطنطنیہ واپس آ گیا۔

متحد عیسائی لشکر کا حملہ: اس کے بعد (۱۱۶۳ھ میں) پھر ارمانوس نے دولاکھ فوج لے کر اسلامی علاقوں پر یلغار کی۔ اس فوج میں رومی، فرانس، روس، کرخ اور وہ عرب بھی شامل تھے جو ان کے ممالک میں یا ان کے ممالک کے قرب و جوار میں رہتے تھے۔ چنانچہ ملزکرد (صوبہ خلاط کے شہر) پہنچ کر زانی کا نیزہ گاڑ دیا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوی (صوبہ آذربائیجان) میں حلب سے واپس آ کر مقیم تھا۔ یہ وحشت ناک خبر سن کر غصہ سے کانپ اٹھا۔ اپنے حرم اور اسباب کو اپنے وزیر السلطنت نظام الملک طوسی کے ساتھ ہمدان بھیج دیا اور خود پندرہ ہزار جنگ جوؤں کو لے کر ارمانوس سے جنگ کرنے کے لیے بڑھا۔

رومی بادشاہ کی گرفتاری: ..... سلطانی مقدمہ الجیش سے ارمانوس کا رومی مقدمہ سامنے آ گیا۔ چنانچہ پہلے ہی حمص میں لشکر، شام نے رومیوں کو شکست دے دی۔ اس کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور بیڑیاں ڈال کر بارگاہ سلطانی میں بھیج دیا۔ سلطان نے اس کی ناک کٹوا دی اور اس کے من و سہب اور آلات حرب وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس روانہ کر دیئے (اور یہ ہدایت کر دی کہ دار الخلافہ بغداد بھیج دینا) ❷

❶ اس مضمون کو مضمین سابق سے کچھ ربط و تعلق نہیں ہے۔ شاید مؤرخ ابن خلدون نے اس مقام پر خالی جگہ چھوڑ دی تھی۔ کاتب نے آجھی خیال نہیں کیا جیسا کہ سمجھ کر پڑھنے والوں پر یہ بات واضح ہو جائے گی۔ یہ خلاصہ اس کلام کا ہے جو شیخ عطار نے لکھا ہے۔ کتب تواریخ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سلطان الپ ارسلان سے متعلق ہے جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں سلطان البرسلاں کے قبضہ حلب کے ضمن میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے (دیکھئے تاریخ کامل جلد ۱۴ صفحہ ۴۴ مطبوعہ لندن)

❷ اسلامی مقدمہ الجیش کی کامیابی کے بعد سلطان کے لشکر کی ارمانوس سے بڑھ بھڑ ہو گئی۔ سلطان نے رومی بادشاہ کے پاس صلح کا پیغام بھیج کر رومی بادشاہ کے جواب دینے کا وعدہ کر دیا۔ سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا۔ فقیہ ابو نصر محمد بن عبد المالک بخاری نے عرض کی ”آپ تو دینی لڑائی لڑتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ سے مدد کا وعدہ فرمادے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی کا سہرا آپ کے سر پہے گا۔ جمعہ کے دن جس وقت خطباء منبروں پر خطبہ پڑھتے جاتے ہیں اس وقت آپ حملہ کیجئے کیونکہ اس وقت وہ لوگ مجاہدوں کی فوج و نصرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ چنانچہ سلطان نے اسی وقت حملہ کی تیاری کی فوج کو جمع کر کے ایک پر جوش تقریر کی۔ تقریر نہایت پر نباش تھی خود بھی رویا اور لشکر بھی دھڑلے سے مار مار کر رونے لگے۔ ان سب نے خشوع خضوع سے دعائیں کیں۔ چنانچہ سلطان نے دعا سے فارغ ہو کر لشکریوں سے مخاطب ہو کر کہا ”جس شخص کا دل واپس جانے لگا ہوتا ہو وہ مارتا مل چلا جائے۔ میں اس وقت بادشاہ نہیں ہوں میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے جنگ کی ٹھان لی ہے“ مگر لشکریوں نے سینہ سپر ہو کر کہا ”ہم لوگ بھی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ)“



ملک شاہ اور تکلیف کی صلح: اس کے بعد سلطان سمرقند کی جانب بڑھا۔ چنانچہ تکلیف (والی سمرقند) شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اور اس کا بیٹا مویہ۔ چنانچہ ملک شاہ نے اس سے صلح کر لی۔ بلخ اور طغارستان کی حکومت اپنے بھائی شہاب الدین کو عنایت کی اور خراسان ہوتا ہوا رے کی طرف روانہ ہوا۔

قاروت بیگ والی کرمان کا ہنگامہ اور قتل: قاروت ① بیگ الپ ارسلان کا بھائی، کرمان کا حاکم تھا۔ جب اس نے اپنے بھائی سلطان الپ ارسلان کے مرنے کی خبر سنی تو اس نے تاج و تخت شاہی پر قبضہ کرنے کی غرض سے ”رے“ کی طرف قدم بڑھائے۔ اتفاق یہ کہ اس سے پہنچنے سے پہلے سلطان ملک شاہ اور نظام الملک وزیر السلطنت رے پہنچ گئے تھے۔ مسلم بن قریش، منصور بن دبیس اور بہت سے کردامر، لشکر سلطانی سے ساتھ تھے۔ (۴ شعبان ۶۱۵ھ میں) قاروت بیگ اور سلطان ملک شاہ کا مقام بہمان میں مقابلہ ہوا۔ جس میں قاروت بیگ کو شکست ہوئی اور وہ رفتی روم ہوا۔ سعد الدولہ گوہر تین کے سامنے پیش کیا گیا۔ امام سعد الدولہ نے اس کا گلا گھونٹ دیا تو وہ مر گیا۔ لیکن کرمان کی حکومت اسی کے بیٹے کو دی گئی۔ جو نر سے اور خدمت ان لوگوں کو سوا کی۔ عربوں اور کردوں کو بھی جاگیریں اور انعام دیا۔ اس لیے کہ انہوں نے موقع جنگ پر نمایاں خدمات نبی مددی تھیں۔

شرف الدولہ اور ملک شاہ: چونکہ سلطان الپ ارسلان شرف الدولہ سے ناراض تھا اس لیے خیفہ نے نقیب النقیب، صراوین محمد دینی کو شرف الدولہ کے پاس موصل روانہ کیا تھا کہ اسے اپنے ساتھ سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں لے جا کر میری طرف سے سفارش کرے۔ آپس میں صفائی کرادو، چنانچہ نقیب النقیب، شرف الدولہ کو اپنے ساتھ لے کر سلطان الپ ارسلان کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں سلطان الپ ارسلان کے مرنے کی خبر ملی تو ان لوگوں نے ملک شاہ کی خدمت میں حاضری دی اور قاروت بیگ کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے۔

ملک شاہ اور منصور بن دبیس: مسلم بن قریش نے ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اس سے پہلے ہی قبول کر لی تھی۔ بہاء الدولہ منصور بن دبیس اس لیے سلطانی شہر میں تھا کہ اس کے باپ نے کچھ مال، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اس کی معرفت بھیجی تھی۔ چنانچہ جب یہ ہارگاہ سلطان میں حاضر ہوا تو اس وقت سلطان جنگ قاروت بیگ پر جا رہا تھا لہذا یہ بھی اس کے رکاب لشکر میں روانہ ہو گیا اور قاروت بیگ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔

خیفہ قائم بامر اللہ کی وفات: ② اس کے بعد ایاز برادر سلطان ملک شاہ نے بلخ میں ۶۱۵ھ میں وفات پائی، سلطان ملک شاہ نے اس کے بیٹے کو اپنی کفالت میں رکھا۔ پھر اسی سال کے پندرہویں شعبان میں خیفہ قائم بامر اللہ نے اپنی خلافت کے پینتالیس برس بعد وفات پائی۔

مقتدی کی ولی عہدی: اور وفات کے وقت اس کا کوئی بیٹا موجود نہ تھا صرف ایک پوتا تھا جو مقتدی بامر اللہ عبد اللہ ابن محمد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کا باپ محمد بن قائم بامر اللہ کو خلیفہ قائم بامر اللہ نے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا، جس کا لقب ذخیرۃ الدین تھا اور کنیت ابو العباس تھی سن ۶۱۸ھ ③ میں وفات پا چکا تھا۔ اس لیے خلافت مآب خلیفہ نے وفات کے وقت اپنے پوتے عبد اللہ محمد کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا۔

مقتدی بامر اللہ کی خلافت: چنانچہ خلیفہ کی وفات کے بعد اراکین حکومت مؤید الملک بن نظام الملک، وزیر السلطنت فخر الدولہ بن جبیر اور ابن ابی عمید الدولہ شیخ ابوالفتح شیرازی، نقیب النقباء طراد اور قاضی القضاۃ دامغانی نے دیار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ قائم بامر اللہ کی وصیت کے مطابق بامر اللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ خلیفہ مقتدی نے تخت خلافت پر بیٹھ کر فخر الدولہ بن جبیر کو بدستور عہدہ وزارت پر قائم رکھا اور اس کے بیٹے

① علامہ ابن اثیر کی (تاریخ، کمال جلد نمبر ۱، صفحہ ۷۸) پر قاروت کے بجائے ”قاروت“ تحریر ہے۔ ② ابن اثیر نے اس واقعہ ۶۱۶ھ کے واقعات میں لکھا ہے (دیکھو تاریخ کمال اثیر جلد ۱ صفحہ ۶۳) (مترجم) ③ یہاں ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کی جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۷ مطبوعہ دارالاسیاء، قاہرہ) میں بھی جگہ خالی تھی جسے (تاریخ کمال جلد ۱ صفحہ ۲۳۹) سے پُر کیا گیا ہے۔

(نقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ ۷۷ آگے) اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرفروشی کے لیے تیار ہیں۔“ ان مختصر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو میدان لشکر اسلام سے ہاتھ رہا۔ بیشمار جسانی مارے گئے اور غنیمت ہاتھ آیا۔ رومی بادشاہ گرفتار ہو کر دربار سلطانی میں پیش کیا گیا۔ پھر دس لاکھ پچاس ہزار دینار فدیہ لے کر سلطان نے اس کو رہا لیا اور یہ شرط کر لی کہ جس قدر مسلمان روم میں قید ہیں سب کے سب رہا کر دیے جائیں اور پچاس سال کے لیے صلح کر لی جائے۔ رومی بادشاہ نے اسے نہایت خوشی سے قبول کر لیا۔ پھر سلطان نے دس ہزار سکودہ سن۔۔۔ یہ دیکھے تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۴۳، ۴۵، مطبوعہ لندن)

عمید الدولہ کو سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت لینے روانہ کر دیا۔ (واللہ الموفق للصواب)

اتسز کی لوٹ مار... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اتسز نے رملہ اور بیت المقدس پر ۳۶۱ھ میں قابض ہو کر دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا۔ محاصرہ کے بعد کچھ سوچ کر واپس آ گیا لیکن اطراف دمشق میں غارتگری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر کے رکھا۔ کوئی سال ایسا نہ تھا کہ جس میں اس نے صراف دمشق میں وٹ مار نہ کی ہو۔ یہاں تک کہ ۳۶۷ھ کا دور آ گیا۔ چنانچہ اس نے ماہ رمضان میں دمشق کا دوبارہ محاصرہ کر لیا اور چند روز کے بعد محاصرہ ٹھہرا دیا۔

معلى وحید کی گرفتاری اور موت: اہل دمشق معلى بن وحید جو خلیفہ مستنصر علوی مصری کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا، دمشق چھوڑ کر بھاگ گیا۔ فوج و رعایا نے اس کے ظلم و زیادتی سے تنگ آ کر اس کے خلاف بغاوت کر دیا۔ معلى، دمشق سے نکل کر بانیاس پہنچا، پھر بانیاس سے نکل کر صور میں جا کر دم لیا۔ پھر صور سے مصر چلا گیا۔ جہاں خلیفہ مصری نے گرفتار کر کے اسے جیل میں ڈال دیا۔ چنانچہ وہ قید میں مر گیا۔

شامی علاقوں پر اتسز کا قبضہ: اہل دمشق نے معلى کے بھاگ جانے کے بعد انتصار بن یحییٰ مصمودی "نصیر الدولہ" کو اپنا واد مقرر کر لیا۔ رسد و غلہ کی کمی نے حالت تنگ کر دی۔ پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ جس سے اتسز کو موقع مل گیا۔ اس نے ماہ شعبان ۳۶۸ھ میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے مقابلہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ امن کی درخواست کی اور انتصار کو دمشق کے بجائے قلعہ بانیاس اور شہر یافہ جو ساحل پر ہے، دے دیا اور ماہ ذیقعدہ میں دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ جامع دمشق میں پڑھا۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" کہنے کی ممانعت کر دی۔ اور رفتہ رفتہ شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔

اتسز کا مصر پر حملہ: ۳۶۹ھ میں اتسز نے مصر پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی پھر روزانہ کی جنگ سے اہل مصر کو تنگ کرنے لگا۔ خلیفہ مستنصر صوی نے بادیہ نشینان عرب سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے امداد کا وعدہ کر لیا۔ ادھر سے بدر جہاں عسب کر قہر کی فوج کے کرمقہ پہنچا۔ اسے بادیہ نشینان عرب حسب وعدہ کمک پر آ گئے۔ چنانچہ اتسز کو شکست ہوئی۔ اور وہ بڑی مشکل سے جان بچ کر بیت المقدس کی طرف بھاگا۔

بیت المقدس میں اتسز کی قتل و غارتگری: اہل بیت المقدس اس کی عدم موجودگی میں خوب کھل کھیلے تھے جن لوگوں کو اتسز، بیت المقدس میں چھوڑ گیا تھا ان کو محراب داؤد میں محصور کر رکھا تھا اور انھیں طرح طرح کی تکالیف اور مسیبتوں میں مبتلا کر رکھا تھا۔ اہل بیت المقدس، اتسز کی آمد کی خبر سن کر محفوظ مقامات میں چھپ گئے۔ مگر اتسز نے طاقت کے زور پر ان کو زیر کر لیا۔ ان کے مال و اسباب لوٹ لیے۔ ہزاروں افراد تیغ جل کی نذر ہو گئے جو لوگ مسجد اقصیٰ میں چھپ گئے تھے وہ بھی اس قتل و خون ریزی سے زندہ نہ بچ سکے۔

اتسز کے نام صحیح ہم اوپر کر چکے ہیں۔ اہل شام اس کو انیسس (۱) (یانیسس) کہتے تھے لیکن صحیح اتسز ہے، یہ ترکی نام ہے۔

حبیب کا محاصرہ: القصد سلطان ملک شاہ نے ۳۷۲ھ میں اپنے بھائی نکش بن الپ ارسلان کو بلاد شام کی حکومت عنایت کی اور اس کے علاوہ ان شہروں کی حکومت بھی دے دی جنہیں وہ اس اطراف میں اپنے بازو کے زور سے فتح کرے۔ چنانچہ نکش نے پہلے تو حلب کا رخ کیا اور حبیب پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس کے لشکر میں ترکمانوں کا بہت بڑا گروہ تھا۔

بدر جہالی کی دمشق کی طرف پیش قدمی: انہی دنوں بدر جہالی نے جو کہ مصر پر حاوی ہو رہا تھا، ایک بڑی فوج محاصرہ دمشق کے لیے روانہ کی تھی۔ اتسز نے اس خبر سے مطلع ہو کر تنش سے جو کہ حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ تنش محاصرہ حبیب سے دست بردار ہو کر

① ایک دوسرے نسخہ میں انیسس کے بجائے "انیس" تحریر ہے جیسا کہ یہاں بھی فاضل مترجم نے کوہن میں تحریر کیا ہے۔ بہر حال یہ درست نہیں ہے۔ (دیجھو تاریخ کامل

اتسز کی مدد کے لیے پہنچ گیا۔ چنانچہ مصری لشکر مقابلہ نہ کر سکا اور دمشق سے بھاگ گیا۔

اتسز کا قتل۔ جس وقت تکش دمشق کے قریب پہنچا اتسز نے استقبال نہیں کیا۔ دمشق میں تکش کے آنے کا منتظر رہا حتیٰ کہ شہر پناہ کے قریب تکش سے ملاقات کی۔ تکش کو اتسز کی یہ بدتمیزی ناگوار گزری۔ لہذا غصہ کا اظہار کیا اس لیے اتسز نے بادل ناخواستہ معذرت کی۔ تکش نے اسی وقت اس کو قتل کر دیا اور دمشق اور تمام ممالک شام پر قابض ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ تکش کا لقب تاج الدولہ تھا۔

حلب پر مسلم بن قریش کی حکومت۔ اس کے بعد تنس نے ۴۷۲ھ حلب کا دوبارہ محاصرہ کیا اور چند دنوں کے بعد ہی صرہ اٹھ کر مراغہ اور یہہ کی طرف بڑھا اور ان پر قبضہ کر کے دمشق کی جانب دوبارہ چلا گیا، تکش کی طرف محاصرہ ختم ہونے کے بعد مسلم بن قریش، حلب آیا اور ملک بن بیٹھا جیسا کہ مسلم بن قریش کے حالات میں ہم لکھ چکے ہیں۔ اس کامیابی کے بعد مسلم بن قریش نے سلطان ملک شاہ کو اس کی خبر بھیجی چنانچہ سدرن ملک شاہ نے اپنی طرف سے اس کو حلب کی سند حکومت عطا کر دی۔

طرسوس کی فتح: ۴۷۴ء کے آخر میں مسلم بن قریش نے دمشق کا محاصرہ کیا لیکن چند دنوں کے بعد محاصرہ اٹھ لیا۔ مسلم بن قریش کی واپسی کے بعد تنس نے دمشق سے خروج کیا اور ساحل شام کی طرف قدم بڑھائے۔ چنانچہ طرسوس فتح کر کے دمشق واپس آ گیا۔

مسلم بن قریش کی دمشق کی طرف پیش قدمی: پھر ۴۷۵ء میں تاج الدولہ تکش نے رومی شہروں پر جہاد کی نیت سے حملہ کیا چنانچہ مسلم بن قریش کو اس کی خبر مل گئی۔ خلی میدان دیکھ کر اس نے دمشق پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں مسلم بن قریش کے ساتھ عربوں اور کردوں کی بہت بڑی تعداد بھی تھی۔ ضیفہ مصر نے بھی امداد کا وعدہ کیا تھا مگر یہ امداد فوج، مسلم بن قریش کے واپس آنے کے بعد پہنچی۔

مسلم بن قریش کی شکست: تکش کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے رومی شہروں پر حملے سے ہاتھ کھینچ لیا اور نہایت تیزی سے سفر طے کرتا ہوا مسلم سے پہلے دمشق پہنچ گیا۔ مسلم نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ تکش اپنی فوجوں کو مرتب کر کے محاصرہ اٹھا دینے کے لئے شہر سے باہر نکلا اور خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ مسلم کو اس واقعہ میں شکست ہو گئی۔

مسلم کی واپسی: ... اسی دوران مسلم کو یہ خبر ملی کہ اہل حران نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ چنانچہ وہ پریشان ہو کر مرج الصفر سے اپنے دار الحکومت لوٹ گیا اور اس کے بعد امیر جیوش نے مصر سے فوجیں مرتب کر کے ۴۷۸ھ میں دمشق پر یلغار کی اور محاصرہ کر لیا۔ مگر اہل دمشق نے قلعہ بندی کر لی۔ امیر جیوش اپنا سامنہ لے کر واپس ہو کر سلطان کے بھائی تکش سے جا ملا۔

تکش کی بغاوت: ... اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ مروالروذ اور مروالشاہجان وغیرہ پر قبضہ کر کے قبضہ خراسان کے لئے نیش پور کی طرف روانہ ہو گیا، دھر سلطان کو اس کی خبر مل گئی ترندینچ کر قلعہ نشین ہو گیا چنانچہ سلطان نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

تکش اور سلطان ملک شاہ سے اور پھر بغاوت: تکش نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی اور شاہی فوج سے جو سپاہی اس کے یہاں قید تھے آزاد کر دیئے اور ترند سے نکل کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کی عزت کی اور گلے لگایا۔

تکش کی دوبارہ بغاوت: اس نے چند دنوں کے بعد ۴۷۹ھ تکش کے دماغ میں بغاوت کی ہوا پھر سا گئی۔ اس نے مروالروذ پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور بڑھتے بڑھتے سرخس کے قریب پہنچ گیا اور سرخس کے قریب اس قلعے کا محاصرہ کر لیا جو مسعود ابن امیر فاخر کے قبضہ میں تھا۔

ابوالفتوح کی ذہانت: مسعود میں مقابلے کی طاقت نہ تھی قریب تھا کہ قلعہ تکش کے حوالے کر دیتا۔ اتفاق سے ابو الفتوح طوسی (یہ نظام ملک وزیر اسطنت کا مصاحب تھا) کو ترکیب سوجھ بوجھ گئی اور غضب کی سوجھی۔ یہ ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ اس نے ایک خط نظام الملک طوسی کی طرف سے مسعود کو اس مضمون کا لکھا کہ ”تم گھبراؤ نہیں، پورے دم و خم سے مقابلہ پر جے رہو میں بہت جلد سلطانی لشکر کے ہمراہ تمہاری مدد کو پہنچنے

والا ہوں اور دشمنوں کو مار کر بھگا دوں گا، یہ خط ایک سائنڈنی سوار کو دیا اور یہ ہدایت کردی کہ تم تنکش کی فوج کے قریب سے گزرنا، وہ اجنبی سمجھ رہے تھے۔ گرفتار کر لیں گے جب تم پر تشدد زیادہ ہو اور قتل کی دھمکی دی جائے تب یہ خط انھیں دینا اور پوچھنے پر کہہ دینا کہ ”سلطان ملک شہ بڑی فوج سے کر رہے سے مسعود کی امداد کے لئے روانہ ہو گیا ہے۔“

تنکش کا فرار: چنانچہ سائنڈنی سوار نے ایسا ہی کیا۔ چونکہ ابوالفتح کی تحریر نظام الملک وزیر السلطنت کی تحریر سے بے حد مشابہت تھی اس لئے تنکش کو یقین ہو گیا کہ یہ خط ضرور نظام الملک کا ہے۔ اب خیر نہیں لہذا فوراً محاصرہ اٹھا کر انتہائی بے سرو سامانی سے قلعہ رنج کی طرف بھاگ گیا اس کے تے بھی ہوش و حواس بجا نہ رہے کہ یہ خیموں اور سامان کو اٹھا لیتا۔ چوٹھے پر ہانڈی بھی چڑھی ہوئی چھوڑ گیا۔ اہل قلعہ نے دوسرے دن قلعہ سے نکل کر جو پچھ اس کی لشکر گاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

تنکش کا انجام: اس کے تین مہینے کے بعد سلطان ملک شاہ آیا اور اس نے تنکش کا محاصرہ کر لیا اور بزور تلوار فتح کر کے تنکش کو اپنے بیٹے احمد کے حوالے کر دیا۔ احمد نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں اور جیل میں ڈال دیا۔ مختصر یہ کہ اس طریقہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے وعدے اور قسم کو نہ توڑا ❶۔

شیخ ابواسحاق شیرازی کی سفارت: چونکہ عمید العراق ابوالفتح بن ابواللیث (والی عراق) خلیفہ بغدادی بامر اللہ کے ساتھ ہمدون لگی اور راجہ ادنیٰ سے پیش آتا تھا اس لئے خلیفہ نے (ماہ ذی الحجہ ۴۶۵ھ میں) شیخ ابواسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت بھرا خط دے کر اصفہان روانہ کیا۔ شیخ کے ساتھ اس سفارت میں امام ابو بکر شاشی جیسے نامی گرامی علماء بھی تھے۔

شیخ ابواسحاق شیرازی کا استقبال: جن شہروں کی طرف سے شیخ موصوف کا گذر ہوتا تھا اس جوش و مسرت سے وہاں کے رہنے والے استقبال کرتے تھے کہ احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتا لوگوں کے اژدھام کی یہ حالت تھی کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔ شیخ کی سواری کو چھوتے، وزن کے گھوڑے کے قدم کی مٹی تبر کا لیتے تھے اور جو کچھ ان کے پاس دراہم، دنانیر چاندی سونے کے سکے موجود تھے، شیخ پر نچھاور کرتے تھے، صنعت و حرفت اور تجارت پیشہ والے بھی اپنی مصنوعات اور تجارتی سامان نہایت کشادہ پیشانی سے بے دریغ لٹا رہے تھے۔ شیخ اس جوش اور مسرت کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور دل ہی دل اللہ تعالیٰ کا شکر و حمد کر رہے تھے۔

شیخ ابواسحاق شیرازی اور ملک شاہ: یہ وفد کوچ و قیام کرتا ہوا سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلیفہ کا پیغام پہنچایا۔ سلطان ملک شاہ نے جتنے مطالبات تھے سب قبول و منظور کر لیے اور عمید العراق کا تعلق جتنا خلیفہ سے تھا، سارا منقطع کر دیا۔ اس کے بعد شیخ، وزیر نظام الملک کے دربار میں حاضر ہوئے جہاں امام الحرمین سے مناظرہ ہو گیا جس کے واقعات معروف و مشہور ہیں۔

فخر الدولہ کی معزولی عمید الدولہ کی وزارت: ۴۶۱ھ میں نظام الملک نے فخر الدولہ ابونصر بن جبیر کو خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وزارت سے معزول کر دیا تھا۔ چنانچہ عمید الدولہ بن فخر الدولہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کے دربار میں حاضر ہو کر معذرت کی چنانچہ نظام الملک اس سے راضی ہو گیا اور خلیفہ سے اس کی معافی اور دوبارہ عہدہ وزارت پر مقرر کئے جانے کی سفارش کی۔ چنانچہ خلیفہ نے عمید الدولہ کو قندھار وزارت مرحمت فرمایا اور اس کے باپ کو بدستور معزول رکھا جیسا کہ اس سے پہلے خلفاء بغداد کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

خلیفہ مقتدی کا سلطان کی لڑکی سے نکاح: ۴۶۴ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ (وزیر) کو سلطان ملک شاہ کے پاس اس کی بیٹی سے

❶ ملک شاہ نے تنکش سے وعدہ کیا تھا اور حلف اٹھایا تھا کہ میں تم کو کسی قسم کی ایذا نہ دوں گا۔ چنانچہ تنکش نے اسی عہد و اقرار کی بناء پر خود کو سلطان کے حوالے کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان کو تنکش کی تکلیف دینے اور قید کرنے کی فکر ہوئی۔ فقہاء نے فتویٰ دیا کہ آپ اسے اپنے بیٹے احمد کو دے دیجئے وہ اس کے ساتھ سب کچھ کر سکے گا۔ آپ بری لزمہ ہیں گے۔ چنانچہ سطر نے ایسا ہی کیا۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۸۹)۔

پنی منشی رہنے کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ فخر الدولہ، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان پہنچا اور خلیفہ مقتدی کا پیغام سلطان کو دیا۔ سلطان نے اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ پہچان بنا کر دینا مہر معجل پر کر دیا۔ اس کے بعد فخر الدولہ بغداد واپس چلا گیا۔

عمید الدولہ بن معتمد بن ہشامؒ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ کے بیٹے عمید الدولہ کو وزارت کے عہدہ سے معزول کر دیا۔<sup>①</sup> تفاق یہ کہ جس نے عہدہ سے معزول کیا وہی وہی سلطان اور نظام الملک کا خط بنہ جیر (عمید الدولہ وغیرہ) کی طلبی کے بارے میں صادر ہو۔ چنانچہ بنہ جیر نے اہل میرزاہیت سے اس کے پاس چلے گئے۔ جہاں سلطان بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور فخر الدولہ کو دیار بکر کی حکومت سونپ دی۔ اور ایک فوج فخر الدولہ کے ساتھ دیا۔ عمرہ ان کے قبضہ سے چھیننے کے لیے روانہ کی اور اس بات کی اجازت دی کہ ”تم اس کے محل کو اپنے خرمین میں، نسبتاً بنانا، اور اس کا بھی اپنے ہی نام کا بنانا“ چنانچہ فخر الدولہ بڑے کروفر کے ساتھ شاہی لشکر لیے ہوئے دیار بکر کی طرف بڑھا۔

بن ارق با تملہ بن مروان والی دیار بکر کو اس کی خبر ملی تو گھبرا گیا اور مسلم بن قریش سے امداد کی درخواست کی۔ اور اس صے میں یک خاص بات (حد ۱۰۱۰) کا وعدہ کیا چنانچہ دونوں نے قسمیں کھائیں اور ابن جیر سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے۔ ابھی جنگ کا آغاز نہیں ہو تھا کہ سلطان نے ابن جیر کو مہر ارق کی کمان میں بن اکس ایک فوج اور بھیج دی۔ لیکن اس کے باوجود ابن جیر، ابن مروان سے صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ رقیہ کو یہ بات شک گزری فوراً تملہ کر دیا۔

مسلم بن قریش کی شکست اور فرار: لڑائی چھڑ گئی عربوں اور کردوں کو شکست ہو گئی۔ ان کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی، مسلم بن قریش کی طرف جان بچ کر تملہ پہنچ گیا۔ مگر فوج مند گروہ نے تعاقب کیا اور چاروں طرف سے آمد کا محاصرہ کر لیا۔ مسلم بن قریش نے یہ بات محسوس کر کے کہ اب میں گرفتار ہونے والا ہوں، امیر رقیہ کے پاس کہلایا کہ مجھ سے جتنا مال چاہو لے لو مگر مجھے راستہ دے دو تا کہ میں نکل جاؤں۔ امیر ارق اس بات پر راضی ہو گیا۔ مسلم بن قریش آمد کو خیر آباد کہہ کر رقیہ کی طرف چلا گیا۔ اور ابن جیر میاں فار قین چلا گیا۔ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا صدقہ، ابن جیر سے عید ہوا و رخصت کی جانب واپس چلے گئے۔

فخر الدولہ کا موصل پر قبضہ: سلطان کو جب اس بات کی اطلاع ملی کہ مسلم بن قریش کا آمد میں محاصرہ کر لیا گیا ہے تو اس نے عمید الدولہ کو بڑی فوج کے ساتھ موصل پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اسی مہم میں عمید الدولہ کے ساتھ افسنقر قسیم الدولہ بھی تھا۔ جسے سلطان نے اس کے بعد حسب حکومت عطا کی تھی۔ قصہ مختصر عمید الدولہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ راستے میں اسے امیر ارق ملا، اور وہ بھی عمید الدولہ کے ساتھ موصل کی مہم پر واپس ہو گیا۔ جس وقت شاہی لشکر موصل پہنچا۔ عمید الدولہ نے اہل موصل کے پاس ترغیب اور دھمکیوں کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ اہل موصل نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے صلح کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

مسلم بن قریش کی اطاعت: سلطان بنفس نفیس اپنا لشکر ظفر پیکر لے کر مسلم بن قریش کے علاقوں کی طرف بڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم بن قریش کو محاصرے سے نجات مل گئی تھی اور وہ جبہ کے قریب مقیم تھا۔ سلطان نے چھیڑ چھاڑ کر نا مناسب نہ سمجھا۔ مؤید الملک بن نظام الملک کو خط لے کر مسلم بن قریش کے پاس بھیجا۔ مسلم نے شاہی خط کو سر اور آنکھوں سے لگایا۔ اور وفد مقام بوازج میں اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کو خلعت خوشنودی سے سرفراز کیا اور اسے اس کے علاقوں پر بحال رکھا اور خود اپنے بھائی نکیش سے جنگ کرنے (خراسان کی طرف) روانہ ہو گیا جس کا ذکر بھی آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

فردوروس عیسائی بادشاہ: سلیمان بن قطلش بن اسرائیل بن سلجوق (والی قونیہ و اقصر) نے بلاد روم سے ملک شام کی طرف تباہی مچانے کے لیے قدم بڑھایا۔ اس وقت اناطولیہ، رومی بادشاہ کے قبضہ میں ۴۵۸ھ سے تھا، اور فردوروس نامی عیسائی بادشاہ اس کا حکمران تھا۔ فردوروس کا اخلاق پھ

① خلدون کی معزولی کے بعد وزارت عظمیٰ ابو الفتح مظفر بن رئیس الروم کو مرحمت ہوئی۔ یہ حکم تعمیرات کا وزیر تھا۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۸۳) ② یہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۸۶ (مترجم)

نہ تھا۔ نہایت درجہ کا ظالم اور بداطوار شخص تھا۔ رعایا اور لشکری اس سے نالاں تھے۔ اس نے اپنے لڑکے کو بھی قید کر رکھا تھا۔ اس نے افسر اعلیٰ یوہس سے جو فردوس کی طرف سے اٹھا کیہ کی حفاظت پر مامور تھا، تعلق پیدا کیا۔

انطاکیہ کی طرف پیش قدمی: چنانچہ دونوں نے متحد ہو کر ۱۱۷۷ھ میں سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا۔ یہاں تین ہزار سواروں اور بہت سے پیادوں کے ساتھ دریا کے راستے قریب تر ساحل سے انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ دریا کا سفر طے کر کے قسطنطنیہ پر اتر، اور دشوار گزار راستوں اور پہاڑی دروں سے گزرتا ہوا انطاکیہ کی شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ افسر اعلیٰ پولیس نے موقع دیا۔

انطاکیہ پر حملہ اور قبضہ: چنانچہ سلیمان کے سپاہی سیڑھیاں لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور شہر میں داخل ہو کر قتل اور خونریزی کا باز رہ کر دیا۔ تھوڑی دیر تک اہل شہر نے مقابلہ کیا بلا آخر ان کو شکست ہو گئی۔ ایک بڑا گروہ کام آ گیا باقی لوگوں کو سلیمان نے معاف کر دیا اور قلعہ اور شہر پر قابض ہو گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا جنگ کے بعد اہل انطاکیہ کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا اور جنگ کے وقت جتنا حصہ قلعہ اور شہر کا خراب اور مسر ہو گیا تھا اس کی تعمیر کا حکم صادر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا خط روانہ کیا۔ انطاکیہ کی فتح کے بعد مسلم بن قریش (وائی حسب) نے سلیمان بن قطلمش کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور اس سے اس کے مال کا مطالبہ کیا جو فردوس عیسائی (بادشاہ انطاکیہ) مسلم بن قریش کو سارا نہ ادا کیا کرتا تھا اور بصورت عدم ادائیگی سلطان کی شاہی سطوت کی دھمکی دی۔

مسلم اور سلیمان کی کشیدگی: سلیمان نے جواب دیا ”سلطان کی اطاعت میرا شعار ہے، خطبہ میں اسی کا نام ہے، سکہ پر بھی اسی کا نام ڈھلویا ہوا ہے، باقی رہا سالانہ خراج جو فردوس دیتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر تھا اور میں بفضلہ تعالیٰ مسلم ہوں اور مسلم جزیہ اور خراج نہیں دیتا۔“ مسلم بن قریش کو اس جواب سے ناراضگی پیدا ہو گئی اور وہ جیس مرتب کر کے اطراف انطاکیہ کی طرف بڑھا اور مارگری شہر وں کر دی۔

مسلم اور سلیمان کی جنگ: سلیمان نے بھی یہ رنگ دیکھ کر حلب پر یلغار کر دی اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد مسلم بن قریش عرب اور ترکمانوں کو متحد کر کے انطاکیہ فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس مہم میں مسلم بن قریش کے ہمراہ ساتھی گرامی ترکمان مائندہ تھے۔ ان میں سے حق امیر ترکمان بھی تھا۔ سلیمان بن قطلمش نے بھی فوجیں تیار کیں اور انطاکیہ کی حفاظت پر کمر باندھ کر میدان جنگ میں آ گیا۔ صفر ۱۱۷۸ھ کے آخر میں انطاکیہ کے باہر ایک کھلے میدان میں فریقین کی جنگ ہوئی۔

مسلم بن قریش کا قتل: جنگ کے دوران حق امیر ترکمان، سلیمان بن قطلمش سے مل گیا۔ اس سے مسلم کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ عرب شکست اٹھا کر بھاگ نکلا اسی دوران مسلم بن قریش مارا گیا۔ مسلم بن قریش کی شکست اور قتل کے بعد سلیمان نے حلب کا محاصرہ کیا۔ اہل حلب نے قلعہ بندی کر لی ابن حیشی عبسی (سردار حلب) نے سلیمان بن قطلمش کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجے۔ اور یہ درخواست کی کہ مجھے چند دنوں کی مہلت دے دیجئے تاکہ میں سلطان ملک شاہ سے خط و کتابت کر لوں۔ اگر وہ اجازت دے دیں گے تو میں حلب آپ کے حوالہ کر دوں گا۔

ابن حیشی کی سازش: ..... سلیمان اس جھانے میں آ گیا اور ابن حیشی نے تاج الدولہ تیش سے ساز باز کر لی اور اس کو حلب پر قبضہ کرینے کے لیے بوالہا۔ چنانچہ تیش، حسب پر قبضہ کرنے آیا۔ امیر ارسوس ① اسک بھی اس کے ساتھ تھا۔ امیر ارسوس سے کوئی بات خلاف مزاج سلطان ملک شاہ سرزد ہو گئی تھی۔ جس سے اسے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس لیے تاج الدولہ تیش کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ مزیں ہو گیا تھا۔ تیش نے اسے بیت المقدس کی حکومت پر مقرر کر دیا۔ چنانچہ اسی تعلق کی وجہ سے امرا ترقی اس مہم میں تاج الدولہ کے ساتھ آیا تھا۔

سلیمان کی خودکشی: سلیمان کو اس کی خبر ملی تو اس نے تیش کی روک تھام کے لیے لشکر مرتب کیا اور خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ امیر ارسوس نے

① کتابت کی غلطی ہے ارسوس نام نہ تھا بلکہ ارسوس نام تھا۔ یہ وہی ہے جس نے معرکہ آمد میں شرف الدولہ مسلم بن قریش کو کچھ لے کر نکل جانے دیا تھا۔ یہی کام سلطان ملک شاہ کے مروج کے خلاف ہوا تھا۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۶) مترجم



ن لڑائی میں بہت بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ کئی بار نرغہ میں آیا۔ آخر کار سلیمان کو شکست ہوئی۔ اس نے خنجر سے خود اپنا گلہ کاٹ لیا اور مریم۔ تنش نے اس کی خراگہ اور کمپ کو لوٹ لیا۔ جنگ سے فارغ ہو کر ابن حشیش سے حلب پر کرنے کا مطالبہ کیا مگر ابن حشیش نے جواب دیا کہ ”اگر اصرار ہے تو میں مدینہ منک شہ سے مشورہ کر لوں اگر اجازت دیدیں گے تو میں بغیر کسی عذر کے شہر پر آپ کو قبضہ دے دوں گا۔“

تنش کا حلب پر قبضہ۔ تنش نے جواب صاف پا کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ابن حشیش نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے قلعہ بندی کر لی۔ نرغہ میں نے بعض دنوں تنش سے ساز باز کر لی اور تنش کو شہر میں داخل ہونے کا موقع دے دیا۔ چنانچہ تنش نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ دوران حشیش نے میر ارتق سے پاس بھر دیا۔ امیر ارتق نے اس کو امن دے دیا اور پوری حفاظت سے اپنے پاس رکھا۔

اہل آمد کی ثابت قدمی۔ ۸۷۱ھ میں ابن جہیر (فخر الدولہ) نے اپنے بیٹے زعیم الروسا ابوالقاسم کو آمد کا محاصرہ کرنے بھیج دیا۔ جنت مدینہ سے رنجی میں مہم میں تھا۔ زعیم الروسا نے آمد پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس کے گرد و فواح کے بار آور درختوں کو کاٹ دیا کھیتوں کو برباد کر دیا۔ اہل آمد بھڑوں مرنے لگے۔ مگر اس پر بھی اہل آمد کی پیشانی پر شکن نہ آئی اور وہ مقابلہ پر اڑے رہے۔

دیار بکر پر ابن جہیر کا قبضہ۔ اس دوران عوام الناس میں سے ایک شخص نے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر سلطانی شعریں آواز گادی چونکہ عوام اس عیسائیوں کے غم سے بہت تنگ آئے تھے اس لیے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ چنانچہ بلرچ گیا۔ اس سے زعیم الروسا کو موقع مل گیا۔ اس نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۸۷۱ھ کا ہے۔

میاہ رقیقین پر فخر الدولہ کا قبضہ۔ انہی دنوں زعیم الدولہ کا باپ فخر الدولہ، میاہ رقیقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ گوہر آئین (شخصہ بغداد) ایک تازہ و مہم فوج سے کرس کی کمک پر آ گیا۔ جس سے فخر الدولہ کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے حصار میں سختی شروع کر دی۔ چھ جمادی الاول کو شہر پناہ کا ایک بڑا ٹکڑا گر پڑا۔ اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ نے شہر اور نیز ابن مروان کے سارے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اور ماہ و اسباب اپنے بیٹے زعیم الروسا کی معرفت سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور زعیم الروسا گوہر آئین کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ رفتہ رفتہ دونوں بغداد پہنچ گئے۔ گوہر آئین تو بغداد میں رہ گیا اور زعیم الروسا، بغداد سے روانہ ہو کر سلطان کی خدمت میں اصفہان پہنچ گیا۔

جزیرہ ابن عمر پر فخر الدولہ کا قبضہ۔ مہم میاہ رقیقین کی مہم کے ختم ہونے پر فخر الدولہ نے ایک بڑی فوج جزیرہ ابن عمر فتح کرنے کے لیے بھیجی۔ جزیرہ ابن عمر اس وقت تک مروان کے قبضہ میں تھا۔ فخر الدولہ کی فوج نے جزیرہ ابن عمر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ جس سے لڑائی چھڑ گئی۔ اہل شہر میں سے بعضوں نے سلطان ملک شہ کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پناہ کے اس دروازے کو جو ان کے قریب تھا، کھول دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ کا لشکر گھس گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ جزیرہ ابن عمر فتح ہو جانے سے بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے ختم ہو گئی۔ (وابقاء لدود حده)

فخر الدولہ کی وفات۔ اس کے بعد سلطان ملک شہ نے دیار بکر کو فخر الدولہ جہیر سے چھین لیا۔ فخر الدولہ، موصل چد گیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ ۸۸۳ھ میں دنیا فانی سے کوچ کر گیا۔

تنش کا حلب کا محاصرہ۔ جب تاج الدولہ تنش نے شہر حلب پر قبضہ کیا تھا ان دنوں سالم بن ملک بن مروان جو مسلم بن قریش کا چچا زاد بھائی تھا، حلب میں تھا۔ شہر فتح ہو گیا تھا لیکن قلعہ حلب اسی کے قبضہ میں تھا۔ تنش قلعہ کا بھی سترہ دن تک محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ سلطان ملک شہ کے بھائی کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی۔

حلب پر سلطان کا قبضہ۔ ابن حشیش نے جب تنش کی بڑھی ہوئی قوت سے خطرہ محسوس کیا تو سلطان ملک شہ کو لکھ بھیجی تھا کہ آپ تشریف لے آئیں میں حلب پر قبضہ دے دوں گا۔ اس بناء پر سلطان ملک شہ نے ماہ جمادی الاول ۸۷۹ھ میں اصفہان سے حلب کی طرف کوچ کیا۔ مقدمہ انجیش پر برحق اور بدران وغیرہ نامی رومی سردار تھے۔ ماہ رجب میں موصل پہنچا۔ پھر موصل سے روانہ ہو کر حران میں داخل ہوا۔ چنانچہ ابن شامی (والی حران)

نے شہر سلطان کے خادموں کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو مرحمت فرمایا ساکنی اس کے دربار اس کے مضافات سمیت سرحد، رقبہ اور خابور کی بھی حکومت دے دی۔ اور اپنی بہن زلیخا خاتون سے اس کا نکاح کر دیا۔

ملک شاہ کی فتوحات : اس کے بعد ارباب کی طرف بڑھا اور اسے رومیوں سے چھین لیا۔ رومیوں نے اس کو ابن عطیہ سے خرید لیا تھا جیسے کہ اوپر ہم تحریر کر چکے ہیں۔ ارباب فتح کر کے قلعہ بھمبر پہنچا اور اسکو بھی فتح کر لیا۔ جتنے بوقشہ اس تھے سب کو موت کا ڈانقہ چکھایا۔ ان دنوں اس قلعہ کا ایک بنیا شخص جعفر والی تھا اس کے دو بیٹے تھے۔ دن و ہاڑے یہ لوگ مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ ہر آنے جانے والے کو ان سے خطرہ رہتا تھا۔ سلطان نے اس قلعہ کو فتح کر کے انکی ایذا اور ضرر رسانی سے عوام الناس کو بچا لیا۔ بھمبر کے بعد منج کو فتح کیا اور دریائے فرات کو حلب کی طرف سے عبور کیا۔ تنش نے میراتق کے ساتھ سلطان کی آمد کی خبر سن کر شہر حلب سے روانہ ہوا۔ (اور نشیب و فراز میدانوں کو طے کرتا ہوا ۱۰) دمشق پہنچ گیا۔

جعفر پر نور الدین زنگی کا قبضہ : سلطان نے پہلے شہر حلب پر قبضہ کیا اور اس کے بعد قلعہ حلب کو سالم بن ملک سے چھین لیا اور اسے اس کے بجائے قلعہ بھمبر عنایت کیا۔ اس وقت سے قلعہ بھمبر، سالم کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ سلطان نور الدین زنگی شہید نے قلعہ بھمبر کو سالم کی اولاد سے چھین لیا۔

اقسقر کی گورنری : اس کے بعد نصر بن منقذ کنانی (والی شیراز) کا خط علم شاہی کی اطاعت کا سلطان کی خدمت میں آیا اور اس نے لالہ ذوقیہ کفر حلب اور فامیہ کو سلطان کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے نصر کو ان شہروں کی حکومت پر بدستور قائم رکھا اور شیراز پر حملہ سے روک دیا۔ ابن حبیش کی وفات : حلب پر قبضہ کرنے کے بعد فہیم الدولہ آقسقر کو حکومت حلب پر مقرر کیا۔ اہل حلب نے آقسقر سے ابن حبیش کو نکال دینے کی درخواست کی۔ چنانچہ آقسقر نے اس کو حلب سے دیار بکر بھیج دیا اور وہیں اس نے وفات پائی۔

سلطان دربار خلافت میں : ان مہمات سے سلطان ملک شاہ نے فراغت حاصل کر کے دار الخلافت بغداد کی جانب لوٹا اور اسی سال کی ماہ ذی الحجہ میں بغداد پہنچ کر دار السلطنت میں ٹہرا۔ خلیفہ کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کیے۔ رات میں خلیفہ کے دربار خاص میں حاضر ہوا۔ دن کو مجلس عام میں شرف نیاز حاصل کیا۔ خلیفہ نے سلطان کو خلعت عنایت کی اور اس کے بعد امراء سلجوقیہ اور نظام الملک وزیر السلطنت، خلیفہ کی دست پوشی کے لئے پیش کئے گئے۔ ہر ایک خلیفہ کے پاس پیش ہوتا اور نظام الملک ان کو خلیفہ سے متعارف کراتا جاتا تھا۔ اس کے بعد خلیفہ نے سلطان کو حکومت تفویض کی، عدل و انصاف کرنے کی ہدایت دی چنانچہ سلطان نے خلیفہ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا اور بسر و چشم اس کی ہدایتوں کو منظور و قبول کیا۔ اسی سلسلے میں خلیفہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کو بھی خلعت سے سرفراز کیا پھر دربار عام برخاست ہو گیا پھر نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ میں آیا، حدیث شریف کی سماعت کی اور چند احادیث لکھیں۔

سلطان کی بیٹی کی رخصتی : ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ خلیفہ مقتدی کا سلطان کی دختر نیک اختر کے ساتھ ۴۷۲ء میں وزیر السلطنت فخر الدولہ کے ذریعہ سے نکاح ہو گیا تھا۔ محرم ۴۷۸ء میں رخصتی ہوئی جہیز کا سامان ایک سو تیس اونٹ، چوتھوئیں چروں پر لا کر دار الخلافت کی طرف روانہ کیا گیا۔ اونٹوں پر دیباے رومی کی جھولیں تھیں جن پر طلائی اور نقرئی (سنہرا اور سفید) کام کیا ہوا تھا۔ ٹخروں پر دیباے عسکی کی جھولیں پڑی تھیں۔ سب کے گردنوں میں طلائی اور نقرئی حمیدیں اور گھنٹیں لٹک رہی تھیں۔ لگام بھی سونے اور چاندی کی تھی۔ تیس عماریاں تھیں چھ اونٹوں پر بارہ صندوقیں چاندی کی لدی تھیں جنہیں ایک سے ایک قیمتی جواہر اور زیورات بھرے ہوئے تھے ایک بہت بڑا فرش سنہرا یا سونے کا تھا۔ اس ساز و سامان کے آگے آگے سعد الدولہ گوبر آئین اور امیراتق وغیرہ نامی گرامی علماء موجود تھے۔ عوام ان پر اشرفیاں اور روپیہ بچھا کر رہی تھی۔

خلیفہ کی طرف سے شادی کے انتظامات : خلافت مآب نے بھی بڑے ساز و سامان سے رخصتی کرانے کے لئے اپنے وزیر ابو شجاع

وسطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ظفر خادمہ ایک قیمتی محاذ سے ہوئے ہمراہ تھی جس کو زندہ کی گئیں۔ یہ تھا۔ تیس سو شمع موبیہ ۱ اور اتنی ہی مشعلیں آگے آگے تھیں۔ حریم خلافت میں کوئی کمر نہ تھا کہ جس میں شمعیں روشن نہ کی گئیں ہوں۔

رخصتی کی درخواست وزیر السلطنت ابوشجاع نے ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سیدنا میرا ہومنین خلیفہ محترم رشا فرماتے ہیں ان اللہ یا مہرکم ان توذوالامانف الی اھلھا (ترجمہ، بیشک اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگ رانیتیں ان کے اہل کے سپرد کرو) اب وہ وقت آ گیا ہے کہ خلیفہ کی وعدیت دار الخلافت میں بھیج دی جائے (یعنی رخصتی کر دی جائے) ترکمان خاتون نے کہا میں بہر چشمہ منظر رکرتی ہوں۔

رخصتی چنانچہ سندان کی لڑکی کی رخصتی کی گئی۔ آگے آگے سرداران دولت تھے۔ ہر سردار کے ساتھ بے شمار شمعیں اور مشعلیں تھیں جنہیں سرداران مرکب سے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے خاتون پاکلی میں تھیں جس کا محاذ سونے سے طمع تھا۔ جواہرات کی جھالریں تھیں، پاکلی سے اردشیر اور سوتر کی وندیں زرق برق پوشا کیں زیب تن کئے گھوڑوں پر سوار تھیں۔

ولیمہ رخصتی کے دوسرے دن خلیفہ نے دعوت ولیمہ کی۔ تمام کمانڈر، امراء حکومت اور شہر کے رؤساء دسترخوان پر حاضر تھے۔ چار سو ہزار من تو صرف چینی خرچ ہوئی اس سے دوسرے اخراجات کا اندازہ کر لینا چاہئے۔ دعوت ولیمہ کے بعد خلیفہ نے کمانڈروں اور تمام حاشیہ نشینوں کو خدمتیں عنایت کیں۔

احمد خان: ان دنوں سمرقند کا والی خاندان خانہ میں سے احمد خان بن خضر خاں تھا جو شمس الملک کا بھائی لگتا تھا۔ یہ شمس الملک وہی ہے جو اس سے پہلے سمرقند کا حکمران تھا۔ اس کی پھوپھی بھی، سلطان ملک شاہ کی بیوی تھی۔ احمد خان نہایت ظالم اور بد اخلاق شخص تھا۔

اہل سمرقند کا وفد سلطان کے دربار میں: اہل سمرقند نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں وفد بھیجا کہ حکومت سمرقند کو آپ اپنے علم حکومت کے سائے میں لے بیجئے یہ وفد، احمد خان سے چھپ کر آیا تھا۔ اس وفد کا سردار فقیہ ابوطاہر شافعی تھا۔ حج کی روانگی ظاہر کر کے سمرقند سے یہ وفد روانہ ہوا تھا۔ چنانچہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر اہل سمرقند کا پیغام پہنچایا۔ چنانچہ سلطان ۳۸۲ھ میں سمرقند کے ارادے سے صفہاں سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس مہم میں رومی بادشاہ کا ایلچی بھی تھا۔ یہ رومی بادشاہ کی طرف سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں خراج لے کر حاضر ہوا تھا۔ نظام الملک وزیر اسطنت نے اس کو بھی اپنے لشکر میں لے لیا اور اس کامیابی میں بیا ایلچی بھی شریک ہوا۔

سمرقند کا محاصرہ: خراسان پہنچ کر شاہی لشکر کو جمع و مرتب کیا گیا۔ بے انتہا فوج کے ساتھ سلطان ملک شاہ نے نہر کو عبور کیا۔ راستے میں جتنے شہر مے سب کو فتح کرنا گیا۔ کوچ دقام کرتا ہوا بخارا پہنچ گیا اور اس پر اور اس کے گرد و نواح کے سارے شہروں پر قبضہ کر کے سمرقند پہنچ گیا۔ درچروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔

سمرقند اور کاشغر پر حملہ اور قبضہ۔ شہر پناہ کے بحروں کو توڑنے کے لیے کوہ شکن منجیقیں نصب کرائیں۔ چنانچہ لڑائی چھڑ گئی، رات دن شہر پناہ کی دیواروں اور برجوں پر سنگ باری ہونے لگی۔ آخر کار ایک طرف کی شہر پناہ کی دیوار ٹوٹ گئی شاہی لشکر نے اسی طرف سے شہر میں گھس کر قبضہ کر لیا۔ احمد خان روپوش ہو گیا۔ لیکن اسے ایک ترکی سپاہی گرفتار کر لیا۔ مگر سلطان ملک شہ نے اسے رہا کر کے اصفہان بھیج دیا اور سمرقند کی حکومت پر خوارزمی سردار ابوطاہر کو مامور کر کے کاشغر کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ شہر بوزک پہنچا اور والی کاشغر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے نام کا خطبہ نہ سنو، اسے اپنے علاقوں میں جاری کر دو اور میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لو تو میں تمہارے ملک سے چھیڑ چھاڑ نہیں کروں گا۔ چنانچہ والی کاشغر نے یہ سن کر طاعت قبول کر لی۔ دربار شاہی میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کی عزت کی، خلعت دی اور اسے اس کے ملاقوں پر بدستور رہا۔ اس کے بعد

سلطان خراسان واپس چلا گیا۔

سمرقند پر حکمیہ کا حملہ۔ سمرقند میں فوجیوں کا حکمیہ نامی ایک گروپ رہتا تھا۔ جو نہایت سرکش اور متمرد شخص تھا۔ اس نے ابوطاہر پر جو کہ سمرقند کی طرف سے سمرقند کا حکم تھا، یورش کی۔ مگر ابوطاہر نے نرمی و ملاطفت سے ان کو روکنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ جب ابوطاہر نے انکارنگ اچھ نہ دیکھ تو سمرقند کو خیر آباد کہہ کر خوارزم چلا گیا۔

سمرقند پر یعقوب تکمین کا حملہ۔ سمرقند میں افواج حکمیہ کا سردار عین الدولہ نامی ایک شخص تھا۔ علم بغاوت بلند کرنے کے بعد اسے سمرقند کی سطوت سے خوف و خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اس نے یعقوب تکمین (والی کاشغر کے بھائی) سے خط و کتابت کی اور اسے سمرقند بڑا کر قبضہ دیدیا۔ چنانچہ یعقوب نے لشکر گزاری کے ساتھ سمرقند پر قبضہ کر لیا۔

عین الدولہ کا قتل۔ اور چند دنوں کے بعد لوگوں کو عین الدولہ کے خلاف ابھار دیا جن کو اس سے دشمنی اور عداوت تھی۔ ان لوگوں نے اس پر اپنے اعزہ و اقربائے خون کا دعویٰ کر دیا۔ یعقوب نے فقہاء سے استفتا کیا تو فقہاء نے عین الدولہ کے قتل کا فتویٰ دیدیا۔ چنانچہ یعقوب، عین الدولہ کو قتل کر کے سمرقند کا خود مختار حاکم بن گیا۔

سمرقند کی طرف سلطان کی دوبارہ پیش قدمی۔ ان واقعات کی اطلاع بارگاہ سلطان میں ہوئی۔ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ ۳۸۱ھ میں فوجیں تیار کر کے سمرقند کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر جب شاہی لشکر بخارا پہنچا، یعقوب، سمرقند چھوڑ کر فرغانہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں سے کاشغر کا راستہ یہ اس کی فوج کا ایک گروپ علم شاہی کا مطیع ہو کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا چنانچہ مقام طوادیس (بخارا کے ایک گاؤں) میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ سلطان ملک شاہ نے سمرقند پر قبضہ کر کے امیر اتز کو اس کا والی مقرر کیا اور یعقوب کی گرفتاری اور تعاقب پر فوجیں بھیجیں اور بادشاہ کاشغر کو بھی یعقوب کی تلاش کا حکم دیا۔

یعقوب تکمین کی بدحواسی۔ اتفاق سے یعقوب کے لشکر میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ اور لشکر نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ یعقوب پریشان ہو کر اپنی جان بچ کر بھاگ گیا۔ ورنہ اپنے بھائی کے پاس کاشغر میں جا کر پناہ لی مگر اس کی خبر سلطان ملک شاہ کو مل گئی۔ اس نے بادشاہ کاشغر کو لکھ بھیجی کہ ”یعقوب باغی کو فوراً بھیج دو“ چنانچہ بادشاہ کاشغر کو سخت تردد کا سامنا ہوا۔ ادھر سلطان ملک شاہ کا خوف بھی اپنی ڈراؤنی صورت دکھا رہا تھا اور بھائی کی محبت بھی دل میں جوش، رہا ہی تھی۔ آخر کار خوف غالب آ گیا اور اس نے اپنے بھائی یعقوب کو گرفتار کر کے اپنے بیٹے اور چند مصاحبوں کے ساتھ سلطان کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ اور یہ ہدایت کر دی کہ راستے میں یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادینا۔ اگر سلطان ملک شاہ کا غصہ اس سے ختم جائے تو بہتر ورنہ اسے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دینا۔

یعقوب کی نجات۔ چنانچہ جب یہ لوگ سلطانی خرگاہ کے قریب پہنچے اور یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھرنا چاہا تو ان کو یہ خبر ملی کہ طغریں بن نیال نے بے شرف فوج کے ساتھ کاشغر پر حملہ کر کے بادشاہ کاشغر کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ خبر سن کر وہ لوگ بدحواس ہو گئے اور یعقوب کو چھوڑ دیا۔

یعقوب اور سلطان کی صلح۔ اس واقعہ کی اطلاع سلطان ملک شاہ کو ملی تو سلطان کو بھی طغراب نیال کی اس بڑی فوج سے خطرہ پیدا ہو گیا اور وہ اپنے علاقوں کو بچانے کے لیے واپس لوٹ گیا۔ اور تاج الملک کو یعقوب سے دوستانہ مراسم پیدا کرنے کے لیے مقرر کیا۔ چنانچہ تاج الملک نے اس خدمت کو جیسا کہ چاہیے تھا، انجام دیا۔ لہذا سلطان ملک شاہ اور یعقوب کے دوستانہ مراسم ہو گئے۔ اسے فوجیں دے کر طغریں بن نیال کے مقابلہ پر کاشغر روانہ کر دیا۔ طغرل نے یہ سن کر کاشغر سے کوچ کر دیا اور سلطان ملک شاہ خراسان واپس چلا گیا۔

سلطان کی بغداد آمد اور واپسی۔ اور دوبارہ ۳۸۴ھ میں دار الخلافہ بغداد آیا۔ اس کی آمد کی خبر سن کر اس کا بھائی تاج الدولہ تیش (والی شرم) قسیم الدولہ اقسقر (والی حلب) یوزان (والی الرہا) اور مختلف صوبوں کے بہت سے حکمران دار الخلافہ بغداد میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ سلطان ملک

شاہ نے بڑی دھوم سے محفل میلاد منعقد کی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اس مرتبہ اپنے وزیر السلطنت اور دوسرے اراکین خدمت کو حکم دیا کہ اپنی پنی رہائش کے لیے دارالخلافہ بغداد میں مکانات بنوالو۔ چنانچہ مکانات کی تعمیر شروع ہو گئی اور وہ چند دن قیام کر کے اصفہان لوٹ گئے۔

مصر وغیرہ سواحل شام پر تنش کا قبضہ:۔ جب سلطان، دوبارہ ۴۸۴ھ میں دارالخلافہ بغداد آیا اور امراء شام وفد لے کر دربار شہی میں حاضر ہوئے جیسا کہ ہم ور پر تحریر کر چکے ہیں چنانچہ جب ان لوگوں نے اپنے اپنے ممالک زیر کنٹرول کی جانب واپسی کی تو سلطان نے اپنے بھائی تاج الدولہ تنش کو حکم دیا کہ شامی ساحل پر یلغار کر کے دولت علویہ کے قبضہ سے اسے نکال لو۔ پھر آقسقر اور بوزان کو تنش کی امداد کی ہدایت کی۔ چنانچہ جب تنش دمشق واپس آیا تو فوجوں کو آراستہ و مرتب کر کے حمص پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں حمص میں ابن ملاعب حکومت کر رہا تھا۔ یہ نہایت ظالم اور بداخلاق شخص تھا۔ جیسا یہ تھا ویسا ہی اس کے بیٹے ظلم اور ایذا رسانی میں طاق اور ماہر تھے۔ رعایا کو ان سے سخت تکلیف تھی۔ تنش نے حمص پہنچ کر مرعی صرہ کر یہ ورا سے فتح کر کے قلعہ عرقہ کی جانب بڑھا۔

قلعہ اقامیہ کی فتح:۔ وہ بھی ایک سخت لڑائی کے بعد فتح ہو گیا۔ اس کے بعد قلعہ اقامیہ کا محاصرہ کیا حاکم قلعہ، خلفیہ مصری کا ایک خادم تھا۔ اس نے خداداد قوت سے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ لہذا امن کی درخواست کی اور قلعہ کی کنجیاں، تنش کے حوالہ کر دیں۔ چنانچہ تنش نے اس کو بھی مسخر کر کے طرابلس پر پہنچ کر رڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔

تنش کی طرابلس کے والی کے ساتھ صلح:۔ والی طرابلس میں مقابلے کی طاقت نہ تھی۔ لہذا ساز باز سے کام لینے کی کوشش کی۔ تنش کے ساتھی امراء کے پاس صلح کر دینے کا پیغام دیا اور اس بدلے میں بڑا انعام دینے کا وعدہ کیا۔ مگر ان لوگوں نے سختی سے انکار میں جواب دیا۔ تب والی طرابلس نے آقسقر کے وزیر کو ملایا، تیس ہزار دینار نقد کی تھیلیاں پیش کیں اور اتنے ہی دیا اس سے زیادہ قیمت کے تحائف ور ہدایا دیئے۔ اس نے اپنے آقا آقسقر کو والی طرابلس سے صلح کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ آقسقر اور تنش کی والی طرابلس سے صلح کرنے پر بحث و تکرار ہو گئی۔ حتیٰ کہ سخت کلامی تک نوبت پہنچ گئی۔ چنانچہ آقسقر اپنی فوجوں سمیت وہاں سے روانہ ہو گیا۔ باقی لوگ بھی مجبوراً واپس چلے گئے۔ غرض کہ والی طرابلس کا کام بن گیا اور سلطان ملک شاہ کی مجوزہ اس کی پوری نہ ہو سکی۔

○ حجاز پر سلطان کا قبضہ:۔ دارالخلافہ بغداد میں ان امراء میں سے جو دربار شہی میں وفد لے کر آئے تھے، عثمان حق ۱ امیر ترکمن (دون قرمیسس) بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اس کو حجاز اور یمن کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین (افسر پولیس بغداد کو) اس مہم کا فرائض مقرر کیا۔ سعد الدولہ نے ترشک نامی ایک شخص کو اس فوج کی کمان دے دی۔ چنانچہ ترشک نے حجاز پر یلغار کی اور اس پر قبضہ ہو گیا۔

یمن اور عدن پر ترشک کا قبضہ اور موت:۔ قبضہ کرنے کے بعد ترشک نے بدافعالی شروع کر دی۔ اس کے فوجی بھی اس کے دیکھ دیکھی برے افعال کرنے لگے۔ امیر حاجز محمد بن ہاشم ان لوگوں کی زادتوں اور ظلم کی شکایت لے کر دربار شاہ میں حاضر ہوا اس کے بعد ترشک نے ۴۸۵ھ میں یمن پر حملہ کیا اور اس کے گرد و نواح میں لوٹ مار کر کے عدن پر بھی قابض ہو گیا۔ یہاں بھی ان لوگوں نے وہی حرکات کیں۔ مگر عدن پر قبضہ کرنے کے ساتویں دن ترشک مر گیا۔ پھر اس کے ساتھی اسے دارالخلافہ بغداد اٹھالائے اور دفن کر دیا۔

وزیر السلطنت نظام الملک پر حملہ اور قتل:۔ ۴۸۵ھ میں سلطان ملک شاہ دارالخلافہ بغداد کی جانب واپس آ رہا تھا۔ ۱۰ رمضان میں اصفہان پہنچا۔ وزیر السلطنت نظام الملک افطار کے بعد اپنے خیمہ سے نکل کر اپنے حرم سرا میں جا رہا تھا باطنی فریقے کا ایک شخص فریادی صورت بنائے سامنے گیا۔ وزیر السلطنت جیسے ہی اس کی فریاد سننے اس کے قریب گیا باطنی نے وزیر السلطنت کے پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ اور بھاگا مگر خیمہ کی جانب میں الجھ کر گر پڑا، گرفتار کر لیا گیا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

نظام الملک کو اس کے خیمہ میں اٹھلائے۔ زخم کاری لگا تھا اس لیے زندہ نہ بچ سکا۔ جان بحق تسلیم کر دیا۔ اس نے تیس سال سلطان ملک شاہ کی وزارت کی۔ اس واقعہ سے فوج میں بیجانی کیفیت پیدا ہوئی۔ سلطان ملک شاہ یہ واقعہ سن کر وزیر السلطنت کے خیمہ کی طرف آیا۔ چنانچہ اس کو دیکھ کر لوگوں کا جوش ختم ہو گیا۔

سلطان پر الزام۔ چونکہ حکومت نظام الملک کے قبضہ میں تھی، سارے احکام اس کے اور اس کے بیٹوں کے جاری و نافذ ہوتے تھے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ سلطان ملک شاہ نے باطنی قاتل کو نظام الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔

جمال الملک کا قتل اور اس کی وجہ: سلطان ملک شاہ کے اشارے اور حکم سے جمال الملک بن نظام الملک ۵۷۵ھ میں را گیا تھا۔ سبب یہ تھا کہ سلطان ملک شاہ کے ایک خواص کی شکایت جمال الملک سے کی گئی۔ جمال الملک نے اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ چنانچہ سلطان ملک شاہ کو اس سے براہی پیدا ہو گئی، اس نے عمید خراسان کو حکم دیا کہ اگر تجھے اپنا سر عزیز ہے تو جمال الملک کا سر کسی ترکیب سے اتار لے۔ عمید خراسان یہ حکم سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ لیکن چارہ کار کچھ نہ تھا۔ ترساں اور خانف باہر آیا اور تدبیریں کرنے لگا۔ آخر کار جمال الملک کے خادم کو تیار کیا، جس نے جمال الملک کو زہر دے کر قتل کر دیا۔ عمید خراسان نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعمیل حکم کی رپورٹ پیش کی۔ اسی وقت سلطان ملک شاہ نظم الملک کے پاس گیا اور اسے جمال الملک کے مرنے کی خبر دی اور تعزیت کی۔

عثمان بن جمال اور کردن: قصہ مختصر سلطان ملک شاہ کا دل نظام الملک اور اس کی اولاد کی طرف سے میلا ہوتا گیا اور لگانے بچھانے والے لگاتے بچھاتے گئے۔ یہاں تک کہ نظام الملک کا پوتا عثمان بن جمال الملک، مرد کا والی مقرر کیا گیا۔ سلطان ملک شاہ نے کسی ضرورت سے کردن نامی پولیس افسر کو عثمان کے پاس بھیجا۔ کردن کی عزت سلطان ملک شاہ کی آنکھوں میں بہت زیادہ تھی اور یہ اس کے خادموں اور امراء میں ایک اہم شخص تھا۔ اتفاق یہ کہ اس کی عثمان سے ان بن ہو گئی۔ عثمان کو اپنے اداد نظام پر غرہ تھا۔ اس نے سلطان ملک شاہ کا کچھ خیال نہ کیا اور کردن کو ذلیل کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اور کچھ عرصے بعد رہا کر دیا۔

سلطان ملک شاہ اور نظام الملک میں کشیدگی: کردن پریشان ہو کر سلطان ملک شاہ کی خدمت میں پہنچا۔ اور عثمان کی زیدتیوں کی شکایت کی۔ چنانچہ سلطان ملک شاہ کا غصہ بھڑک اٹھا۔ فخر الملک اپ ارسلان اور تاج الدولہ وغیرہ امراء حکومت کو نظام الملک کے پاس بھیجا اور یہ کھلوا دیا "اگر تم میرے مطیع اور میرے وزیر ہو تو اپنے حد اور مرتبہ پر رہو اور اگر میری حکومت میں شریک اور حصہ دار ہو تو جو تمھاری سمجھ میں آئے اس پر عمل کرو۔ تمھارا پوتا عثمان کتنا سرچڑھ گیا ہے۔ اس نے شاہی سطوت و جلال کا ذرا بھی خیال نہ کیا۔ میرے افسر پولیس (کردن) کے ساتھ برابر تاؤ کیا۔ اسی طرح تمھارے سارے بیٹے بڑی بڑی ریاستوں کے مالک بنے ہوئے ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔" چونکہ فخر الملک وغیرہ نظام الملک کا پائل و لیڈ کرتے تھے، اس وجہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے ایک معتمد خواص نلبر ذ (یلبرد) کو بھی ان کے ساتھ نظام الملک کے پاس بھیجا۔ کہ کوئی بات یہ دگ نہ چھپا سکیں اور شاہی پیغام بھی لفظ بلفظ پہنچائیں۔

نظام الملک کا جواب: نظام الملک یہ پیغام سن کر بھرا اٹھا۔ زبان کھل گئی اپنے احسانات ایک ایک کر کے گنوائے۔ دشمنان حکومت سے دفرار اراکین حکومت کو متفق الکلمہ کرنے اور فتوحات ملکی کو بہت بڑی تقریر سے ظاہر و ثابت کیا اور یہ کہا کہ یہ سب میری ہی وجہ سے ہوا ہے۔ جس وقت سلطان کے والد محترم کا انتقال ہوا تھا، اس وقت سلطان کو کون جانتا تھا۔ میں ہی نے فلاں فلاں مخالفوں کو زیر و زبر کیا تھا اور وہ اس وقت بھی میرے قبضہ میں ہیں۔ اور اب جبکہ دور دراز اور قریب کے علاقے فتح ہو گئے اور چھوٹے بڑے سب لوگوں نے اطاعت قبول کر لی ہے تو دلوں نے گانے بچھانے پر خیال کرنے لگے ہیں۔ جاؤ! یہ کہہ دو کہ حضور کی حکومت اور حضور کا تاج اسی قلمدان کی بدولت ہے۔ جس دن یہ نہیں ہوگا تو تاج و حکومت ان بھی خبر نہ ہوگی۔ جب تک یہ دونوں متفق ہیں اسی وقت تک حکومت، فتوحات اور سطوت کا دور دورہ ہے۔ اگر آپ کا کچھ اور ارادہ ہو تو مجھے مطلع کیجئے اور آئندہ کی اپنی تدبیر کیجئے۔ مختصر یہ کہ اسی قسم کی نہایت لمبی تقریر کی اور یہ کہا جاؤ اس میں سے جو جو چاہو سلطان سے کہہ دو۔ نلبر ذ نے سلطان کی خدمت



میں حاضر ہو کر جو کچھ نظام الملک نے کہا تھا، لفظ بلفظ سلطان کے کانوں تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد فخر الملک وغیرہ حاضر ہوئے اور انہوں نے اسے جواب پھپھنے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ تکبر نے نظام الملک کا جواب پورا پورا گوش گزار کر دیا تھا۔ مجبوراً ان لوگوں کو اسے قتل کی تدبیر چاہی۔ سلطان ملک شاہ کی وفات... اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد نظام الملک کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔ تقریباً ایک مہینہ بعد سلطان ملک شاہ بھی اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

نظام الملک طوسی: نظام الملک، طوس کا روہنے والا تھا۔ اس کا باپ ابوعلی حسن بن علی بن اسحاق، طوس کا ایک زمیندار تھا۔ ماں، دوست اور صحبت جو کچھ تھی وہ سب اس کے باپ کے زمانہ میں ختم ہو گئی تھی اور وہ بھی مر گیا تھا۔ یتیمی کی حالت میں اس نے آشوبنما پائی۔ پڑھ لکھ علوم اور فنون میں کافی دسترس حاصل کی۔ خراسان غزائی اور بلخ کے حاکموں سے تعلقات بڑھائے۔ مراسم پیدا کیے اور اس کے بعد ابوعلی بن شاذان (سلطان الب اسلان کا وزیر تھا) کے پاس ملازم ہو گیا۔ آدمی کفایت شعار، مستعد اور ہوشیار تھا۔ لہذا تھوڑے ہی زمانہ میں ابوعلی کا بااعتماد بن گیا۔ پھر جب بوش کا زمانہ وفات قریب آ گیا تو ابوعلی نے سلطان الب اسلان سے اس کی کفایت شعاری، دانائی، سیاست کی تعریف کی اور یہ وصیت کی کہ آپ سے اپنی خدمت میں رکھ لیجئے۔ چنانچہ ابوعلی کے مرنے کے بعد سلطان الب اسلان نے نظام الملک کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ چونکہ نظم، کفایت شعار، دور رسیت سے واقفیت رکھتا تھا۔ سلطان الب اسلان سے اسے قلمدان وزارت کا مالک بنادیا۔ پھر جب سلطان الب اسلان نے وفات پائی اور یہ اس کا وزیر تھا تو سلطان ملک شاہ نے بھی اسے عہدہ وزارت پر قائم رکھا۔

سیرت و کردار: نظام الملک، بہت بڑا عالم، بخ، عادل، حلیم شخص تھا۔ لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرتا تھا۔ علماء دین اور اہل اللہ کی بے حد عزت اور توقیر کرتا تھا۔ ان کی خدمت میں رہنے کا گویا عادی تھا۔ اس کے دربار میں یہی لوگ رہتے اور انہی کی عزت اور آؤ بھگت تھی۔ مختلف شہروں میں بے شمار مدرسے قائم کئے اور ان کے اخراجات کے لیے بڑی رقم مقرر کی۔ بغداد، خراسان وغیرہ جیسے بڑے بڑے شہروں میں حدیث پڑھانے کی درسگاہیں کھولیں۔ صوم صلوٰۃ کا پابند تھا۔ اوقات صلوٰۃ کا بہت لحاظ رکھتا تھا۔ اس نے اپنے عہد وزارت میں بہت سے ٹیکس اور محصور معاف کر دیئے تھے۔ فرقہ اشعریہ پر منبروں پر لعن کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔

ایک بری رسم کا قلع قمع: ایک مدت سے یہ رسم قبیح چلی آرہی تھی کہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے ہوئے منبروں پر اعلانیہ اشعریوں اور رافضیوں پر سنت کی جاتی تھی اصل محرک اس کا وزیر السلطنت عمید الملک کندری تھا۔ اس نے سلطان طغرل بیگ سے روافض پر لعنت کرنے کی تحریک کی تھی۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے روافض پر لعنت کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ یارنویں نے روافض کے ساتھ اشعریوں کو بھی شامل کر دیا۔ اس سے کثیر عظماء، آئمہ دین، اہم حرمین اور ابوالقاسم قشیری وغیرہ نے جلاوطنی اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ جب سلطان الب اسلان حکمران بنا اور قلمدان وزارت کا نظام الملک طوسی، ملک بن تو اس نے سلطان الب اسلان سے کہہ کر لعنت کرنے کی قطعی ممانعت کرا دی۔ علماء اور فضلاء جو ترک وطن کر کے دوسرے مقامات پر چلے گئے تھے۔ یہ خبر سن کر اپنے اپنے وطن واپس آ گئے۔

قصہ مختصر اس شخص میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ اس کے مناقب بی شمار ہیں۔ تم اسی سے اندازہ کر لو کہ اس کی مجلس علماء فقہاء اور محدثین سے بھری رہتی تھی۔ امام الحرمین وغیرہ جیسے نامی فضلاء اپنی تصانیف کو اس کے نام نامی سے موسوم کرتے تھے

مدرسہ نظامیہ کا انتظام: اس نے دارالخلافت بغداد میں بہت بڑا مدرسہ بنوایا جس کا نام نظامیہ تھا۔ شیخ ابواسحاق شیرازی اس سے مدرسہ اعلیٰ تھے ۶۷۷ھ میں اس نے وفات پائی تب مؤید الملک ابن نظام الملک نے شیخ ابواسحاق شیرازی کے بجائے ابوسعید کو مقرر کیا لیکن یہ تقرری نظام الملک کو پسند نہ آئی۔ اس نے امام ابو نصر صباغ صاحب شامل کو یہ خدمت سپرد کی۔ اسی سال کے ماہ شعبان میں امام ابو نصر نے بھی یہ دنیا فانی چھوڑ دی۔ تب نظام الملک نے ابوسعید کو ۶۷۸ھ میں اس خدمت پر متعین کیا اس کے بعد شریف علوی ابوالقاسم دیوبی، نظامیہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۶۸۲ھ میں ان کا بھی انتقال ہو گیا تو ابو عبد اللہ طبری اور قاضی عبدالوہاب شیرازی باری باری نظامیہ میں درس دینے لگے۔

امام عزالی مدرسہ نظامیہ میں: ۴۸۴ھ سے امام ابو حامد غزالی سند درس و تدریس پر متمکن ہوئے۔ جو ایک مدت تک اس خدمت پر رہے۔ نظام الملک کے عہد وزارت میں تعلیم و تعلم کا بے حد چرچا ہوا چونکہ اس کا نتیجہ اچھا دیکھتے تھے اس لیے لوگوں کی توجہ علم دین کے حاصل کرنے کی طرف زیادہ تھی۔ واللہ اعلم

سلطان کی بغداد آمد اور وفات: نظام الملک طوسی کے قتل کے بعد سلطان ملک شاہ دارالحکومت واپس چلا گیا ۴۸۵ھ رمضان کے آخر میں بغداد پہنچا۔ ابوالفضل ہرستمائی سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون جلالیہ کا وزیر تھا۔ یہ اس وقت ماروا انہر میں تھا۔ یہی سلطان ملک شاہ سے نظام کی چغلی سب سے زیادہ کرتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے دارالخلافہ بغداد میں پہنچتے ہی ارادہ کر لیا تھا کہ قلمدان وزارت اسی کو سپرد کیا جائے۔ لیکن ایک اتفاقی حادثہ نے سلطان ملک شاہ کو اس ارادے سے باز رکھا اور وہ یہ تھا کہ عید الفطر کے تیسرے دن سلطان ملک شاہ علیل ہوا اور پندرہویں شوال ۴۸۵ھ کو انتقال کر گیا۔

اصفہان پر کروت کا قبضہ: ترکمان خاتون جلالیہ، سلطان کے ساتھ بغداد میں موجود تھی۔ اور اس کا بیٹا محمود اصفہان میں تھا۔ ترکمان خاتون نے مصیبتاً سلطان کی موت کو چھپایا اور اس کی نعش لے کر اصفہان کی طرف روانہ ہو گئی۔ تاج الملک وغیرہ امراء اس کے قتلے میں تھے۔ تو امراء دوہ امیر کر بوقا (جو آئندہ والی موصل بن گیا) بھی آ گیا۔ پھر کیا تھا سونے پر سہاگہ ہو گیا۔ اس کو سلطان ملک شاہ کی انگلی دے کر والی قلعہ اصفہان کے پاس بھیجی۔ والی قلعہ نے سلطان کی انگلی دیکھ کر قلعہ کی کنجیاں امیر کر بوقا کو دے دیں۔ امیر کر بوقا نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

محمود کی تخت نشینی: اس کے بعد ہی ترکمان خاتون پہنچ گئی۔ امراء لشکر اور نیز اسلامی فوج کو جائزے اور انعامات دیئے اور اپنے بیٹے محمود کی تخت نشینی کی تحریک کی۔ محمود کی عمر اس وقت چار سال کی تھی۔ چنانچہ امراء لشکر اور فوج نے محمود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی۔

خلیفہ کی تائید اور شرط: محمود کی بیعت سلطنت کے بعد خلیفہ مقتدر کی خدمت میں درخواست کی کہ ”محمود کی باضابطہ تخت نشینی ہو گئی ہے اور اکیس سلطنت نے بیعت کر لی ہے۔ خطبوں میں اس کا نام داخل کرنے کی اجازت دی جائے۔“ چنانچہ خلیفہ نے اس شرط سے منظور فرمایا کہ باغ ہونے تک امیرانہ امور سلطنت کا نگران و منتظم رہے گا اور مجد الملک صیغہ مال، اور عزل و نصب عمال کا مختار ہوگا۔ مگر ترکمان خاتون (محمود کی ماں) نے اس کو منظور نہ کیا۔

امام عزالی اور ترکمان خاتون: امام ابو حامد غزالی نے جو خلیفہ کا پیغام لے کر گئے تھے، ترکمان اتون کو سمجھایا کہ شرعاً تمہارا بیٹا بالغی کی وجہ سے حکومت و سلطنت کی باگ ڈور نہیں سنبھال سکتا اگر تم ان شرائط کو قبول و منظور نہ کرو گے تو سلطان ملک شاہ کا دوسرا بیٹا تخت نشین کر دیا جائے گا۔ مجبوراً ترکمان خاتون نے شرائط مذکورہ منظور کر لیں۔ اور محمود کے نام کا خطبہ ماہ شوال ۴۸۸ھ میں پڑھا گیا۔

برکیارق کی گرفتاری: جب ترکمان خاتون کو اس سے فراغت ہوئی تو اس نے چند امراء کو برکیارق (یہ سلطان ملک شاہ کا بڑاڑکا تھا) کو گرفتار کرنے کے لیے اصفہان روانہ کیا۔ چنانچہ برکیارق گرفتار ہو کر بکے جیل میں ڈال دیا گیا۔

ملک شاہ کی حدود سلطنت: سلطان ملک شاہ، سلاطین سلجوقیہ میں بڑے پائے کا بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت کا سکہ چین سے شام تک اور اقصائے شام سے یمن تک چل رہا تھا۔ رومی بادشاہوں نے اس کو جزیرہ دیا، اس کے مناقب بے شمار اور مشہور ہیں۔

برکیارق کی تخت نشینی: برکیارق سلطان ملک شاہ کا بڑا بیٹا تھا۔ اس کی ماں کا نام زبیدہ تھا۔ یاقوتی بن داؤد، سلطان ملک شاہ کا چچا تھا۔ زبیدہ اس کی بیٹی تھی۔ برکیارق کی گرفتاری پر اس کی ماں نے نظام الملک کے غلاموں سے سازش کر لی۔ ان سب کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ نظام الملک کے اسلحہ خانے پر جو کہ اصفہان میں تھا، قبضہ کر لیا اور جیل سے برکیارق کو نکال لائے۔ تخت سلطنت پر بٹھایا اور اس کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا۔

تاج الملک کا فرار: ان دنوں ترکمان خاتون اپنے بیٹے محمود کے ساتھ دارالخلافہ بغداد میں تھی۔ یہ خبر سن کر بغداد سے اصفہان کی طرف روانہ

ہوئی۔ دھڑ فوج نے تاج الملک سے اپنی تنخواہ اور روزینہ کا مطالبہ کیا تو تاج الملک نے کہا ”ذرا صبر کرو میں قلعہ برجین جا کر قمر راؤں کا اور تمہیں تمہاری تنخواہ اور روزینہ دے دوں گا۔ فوج یہ سن کر خاموش ہو گئی اور تاج الملک قلعہ میں جا کر بیٹھ گیا۔ چوتھے فوج نے اس کا خزانہ لوٹ لیا، راضیہ بن کی طرف بڑھی۔

برکیارق اور ترکمان خاتون کی جنگ: برکیارق اور نظامیہ کے خدام نے ”رے“ پر حملہ کیا تھا۔ ارغش نظامی نے اپنی فوج سمیت حاضہ ہور احاطت قبول کر لی۔ ارغش کے ٹل جانے سے برکیارق کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے قلعہ طبرک کی طرف قدم بڑھایا اور اسے فتح کر لیا۔ ترکمان خاتون وان واقعات کی اطلاع ملی تو آگ بگولا ہو گئی اور برکیارق سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ (یزدجرد کے قریب) دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔

برکیارق کی فتح: ترکمان خاتون کے بغض امراء جن میں سکرود (یا بلرود) اور کمسکن جاندار کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے، برکیارق سے مل گئے۔ اس سے ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور اصفہان جا کر دم لیا۔ برکیارق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

عز الملک کی وزارت: عز الملک (ابو عبد اللہ حسین) بن نظام الملک، خوارزم کا والی تھا۔ اپنے باپ کے قتل سے پہلے کسی ضرورت سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان آ گیا تھا۔ یہ اصفہان میں موجود تھا کہ اس کے باپ کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا اور اس کے بعد سلطان ملک شاہ کی بھی وفات ہو گئی۔ سلطان کی وفات کے بعد بھی عز الملک اصفہان میں ٹھہرا رہا۔ جب برکیارق نے اصفہان کا محاصرہ کیا تو عز الملک اپنے بھائیوں، عزیزوں اور فوج سمیت جو زیادہ تر نظامی غلام تھے، برکیارق کے پاس آ گیا۔ چنانچہ برکیارق بڑی آؤ بھگت سے ملا اور تمام امور سلطنت کے سپرد سفید کا اختیار دے دیا جیسا کہ اس کا باپ سلطان ملک شاہ کے زمانے میں تھا۔

تاج الملک: ابو الغنا م مرزبان بن خسرو فیروز جو تاج الملک کے لقب سے مشہور تھا، ترکمان خاتون کا وزیر تھا۔ یہ لشکریوں کے خوف سے قلعہ برجین چلا گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ اس کے بعد ترکمان خاتون نے اصفہان پر قبضہ کر لیا تاج الملک کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی ”مجھے والی قلعہ نے گرفتار کر لیا تھا اس لیے واپس نہیں آ سکا“ ترکمان خاتون نے اس معذرت کو منظور و قبول کر کے اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر برکیارق سے جنگ کے لیے روانہ کیا۔ پھر جب ترکمان خاتون کی فوج پسپا ہوئی اور تاج الملک گرفتار ہو کر برکیارق کی خدمت میں پیش کیا گیا تو برکیارق نے اس کو قید سے آزاد کر دیا اور چونکہ برکیارق تاج الملک کی کفایت شعاری اور اس کی سیاست سے واقف تھا، اس لیے اس کو اپنی وزارت دینے کا تہیہ کر لیا۔

تاج الملک کا قتل: مگر نظامیہ فوج کو تاج الملک سے منفرت اور کشیدگی تھی۔ نظام الملک کے قتل کا الزام اسی کے سر تھوپا جاتا تھا۔ برکیارق نے نظامیہ فوج کو نقد و جنس دے کر راضی کرنا چاہا لیکن وہ راضی نہ ہوئی۔ اور اس کو ماہِ محرم ۶۲۳ھ میں ماری ڈالا۔

تاج الملک، سیرت و کردار: تاج الملک کے حسن اخلاق اور مکارم عادات کم نہ تھے لیکن اس کی ساری خوبیاں نظام الملک کے قتل سے مہیا میٹ ہو گئی تھیں۔ اسی نے شیخ ابواسحاق شیرازی کی تربت بنوائی تھی اور اس کے احاطے میں ایک مدرسہ شروع کیا تھا۔ جس کا مدرس اعلیٰ ابو بکر شری تھا ❶

نقش کی حلب کی طرف پیش قدمی: تاج الدولہ تیش (سلطان ملک شاہ کا بھائی اور والی شام) اپنے بھائی سے ملنے کے لیے دارا خلافت بغداد آ رہا تھا۔ ہیئت پہنچ تو اسے سلطان ملک شاہ کی موت کی اطلاع ملی۔ چنانچہ ہیئت پر قبضہ کر کے دمشق واپس آ گیا۔ فوجیں تیار کیں۔ فوجیوں کو درپردہ سے نقد و جنس دیا اور حکومت و سلطنت حاصل کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ چنانچہ حلب پہنچا۔

اقسمتقر کی احاطت: قسیم الدولہ اقسقر والی حلب نے اس بات کو محسوس کر کے کہ اس کے آقائے نامدار سلطان ملک شاہ کے بیٹوں میں جھگڑ پڑ

❶ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۶) پر ایک عنوان اور ایک سطر کا اضافہ ہے جو مندرجہ ذیل ہیں

محمود کی وفات: پھر سلطان محمود اپنی حکمرانی کا ایک سال مکمل کر کے اصفہان کے محاصرے کے دوران وفات پا گیا اور برکیارق کی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔ (نئی) (مسند جدید) اس کی تفصیل آگے محمود کی وفات کے عنوان کے ذیل میں آ رہی ہے

ہوا ہے اور طرہ یہ ہے کہ وہ ابھی چھوٹے ہیں، تاج الدولہ تنش کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے لشکر میں اپنی فوج سمیت روانہ ہو گئے۔ باغی بسار (باغی سین) (والی انطاکیہ) اور بوزان (والی الرہا و حران) کے پاس اپنی بھیجا اور ان لوگوں کو اسی بات کا مشورہ دیا جس پر خود کار بند رہا تھا۔ ان لوگوں نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ اور اپنے اپنے علاقوں میں تاج الدولہ تنش کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

رحبہ میں تنش کی غارت گری: تنش ان سب کو اپنے لشکر میں لے کر رحبہ پہنچ گیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے نصیبین کی طرف بڑھا۔ والی نصیبین نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی آخر کار طاقت کے زور پر فتح ہو گیا۔ تنش نے اردھان شروع کر دی اور جی کھول کر پامال کیا اور پھر محمد بن شرف اندوسہ مسم بن قریش کو نصیبین کی حکومت پر مقرر کر کے موصل پر یلغار کر دی۔

اسی دوران کافی بن فخر الدولہ بن جبیر، جزیرہ ابن عمر سے تنش کے پاس آ گیا۔ تنش نے اسے اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔

علی بن شرف الدولہ: موصل پر علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کا قبضہ تھا۔ اس کی ماں کا نام صفیہ تھا۔ یہ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی تھی ترکمن خاتون نے علی بن شرف الدولہ کے چچا ابراہیم ۱ کو قید سے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابراہیم قید سے رہا ہو کر موصل پہنچا اور علی کے قبضہ سے موصل کو نکال لیا جیسا کہ بنو مقلد کے حالات میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔

ابراہیم کی گرفتاری اور قتل: تنش نے ابراہیم کے پاس اپنا اپنی بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ”تم اپنے مقبوضہ علاقوں میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دار الخلافہ بغداد جانے کا سامان سفر مہیا کرو“ مگر ابراہیم نے انکار میں جواب دیا۔ چنانچہ تنش نے حملہ کر دیا۔ جس میں عرب کو شکست ہوئی۔ ابراہیم کو چند سرداران عرب سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ تنش نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ تنش نے موصل اور اس کے علاوہ دوسرے شہروں پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ان شہروں کی حکومت پر مقرر کیا۔

تنش اور گوہر آئین: اس کامیابی کے بعد تنش نے دار الخلافہ بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیغام بھیجا۔ گوہر آئین افسر پوپیس بغداد نے اس سے موافقت کی اور کہلوا یا کہ میں نے شاہی فوج کو لکھ دیا ہے جواب آ جائے تو تعمیل کی جائے۔

اس کے بعد تنش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ کر آذربائیجان پر حملہ ہوا برکیارق کو ان واقعات کی خبر ملی تو فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تنش کی روک تھام کے لیے نکلا۔

اقسنقر اور بوزان ۲: جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تقسیم الدولہ اقسنقر نے بوزان (والی الرہا و حران) سے کہا ”تم لوگوں نے اس کی (یعنی تنش کی) اطاعت اس لیے کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار سلطان ملک شاہ کے بیٹوں میں جھگڑا پڑا ہوا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ ابھی بچے ہی سلطنت کا کام انجام دے سکیں گے۔ اب بفضل تعالیٰ سلطان برکیارق نے ہاتھ پاؤں سنبھال لیے ہیں اور حکومت و سلطنت کا دعویدار ہوا ہے۔ لہذا ہم لوگوں پر لازم یہ ہے کہ سلطان برکیارق سے جا ملیں۔ بوزان نے اقسنقر کی رائے سے موافقت کی چنانچہ یہ دونوں سردار تنش کی اعانت سے علیحدہ

۱ تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ابراہیم بن قریش بن بدران امیر بنی عقیل کو سلطان ملک شاہ نے ۴۸۲ھ میں حساب نمبی کے لیے دربار شاہی میں بلایا تھا۔ جب برہیم حاضر ہوا تو سلطان نے اس کو نظر بند کر لیا اور اس کی جگہ فخر الدولہ بن جبیر کو موصل کا حکمران مقرر کر کے بھیج دیا۔ ابراہیم اس وقت سے سلطان کی خدمت میں رہا اس کے ساتھ ساتھ سمرقند گیا وہاں سے بغداد واپس آ گیا۔ چنانچہ جب سلطان کا انتقال ہوا تو ترکمان خاتون نے ابراہیم کو رہا کر دیا۔ چنانچہ ابراہیم موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ خاتون کو موصل جاگیر میں عنایت کیا تھا۔ یہ شرف الدولہ کی زوجہ تھی۔ اس سے ایک بیٹا علی پیدا ہوا۔ شرف الدولہ کی وفات کے بعد صفیہ خاتون نے اس کے بھائی ابراہیم سے نکاح کر لیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد صفیہ خاتون نے موصل کا رخ کیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا علی بھی تھا۔ ادھر محمد بن شرف الدولہ بھی یہ خبر پا کر موصل پر چڑھ آیا چنانچہ علی اور محمد میں لڑائی ہوئی۔ محمد کو شکست ہوئی اور علی نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ پھر جب ابراہیم موصل کے قریب پہنچا تو یہ سن کر کہ میرے بھائی شرف الدولہ کا بیٹا علی قابض ہے دریں سے ہاتھ اس کی ماں صفیہ خاتون بھی ہے، پڑاؤ کر دیا اور یہ کہلوا دیا کہ تم موصل میرے حوالہ کر دو۔ خط و کتابت اور نامہ و پیام کے بعد صفیہ خاتون اور اس کے بیٹے علی نے موصل کو برہیم کے حوالہ کر دیا اور اس کے بعد بحکم دہر فرعون نے ساموسی تنش کا واقعہ پیش آیا۔ اس واقعہ میں ابراہیم کے ساتھ تیس ہزار فوج تھی اور تنش کے رکاب میں دس ہزار (دیکھئے تاریخ کامل بن شہر جلد ۱ صفحہ ۱۵۰-۱۳۹) مترجم۔ ۲ بریکٹ کی عبارت میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے اخذ کر کے لکھی ہے۔ تاکہ ربط مضمون باقی رہ جائے اور مطلب واضح ہو جائے (مترجم ۲)

ہو کر اپنی فوجوں سمیت سلطان برکیارق کی لشکرگاہ میں چلے گئے۔

تتش کی پسپائی تاج الدولہ تتش نے یہ رنگ دیکھ کر بہت ہار دی اور بغیر جنگ و جدال شام واپس چلا گیا۔ تاج الدولہ تتش کی واپس سے برکیارق کے قدم حکومت سلطنت پر استحکام کے ساتھ جم گئے۔

گوہر آئین کی معزولی۔ گوہر آئین افسر پولیس بغداد سے محسوس کر کے حکومت سلطان برکیارق کے قبضہ میں آ گئی ہے۔ برکیارق کی لشکرگاہ میں آیا اور تتش سے موافقت کرنے کی معذرت کی۔ امر برقی نے ہاں میں ہاں ملائی۔ کھستکن جاندار نے باشارہ قسیم الدولہ برکیارق سے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کی شکایت کر دی۔ اسی شکایت کی بناء پر برکیارق نے گوہر آئین کو بغداد کی پولیس سے معزول کر کے امیر مکرود کو افسر پولیس بنایا اور گوہر آئین کی ساری جائیداد ضبط کر کے امیر مکرود کو دے دی۔

امیر مکرود کا قتل۔ امیر مکرود بغداد کی طرف روانہ ہوا اور قوقا تک پہنچ گیا تھا کہ سلطان برکیارق کو امیر مکرود کی ان حرکات کی اطلاع ہوئی جو اس سے سرزد ہوئی تھیں۔ چنانچہ برکیارق نے اسے قوقا سے واپس بلا کر قتل کر ڈالا۔ اور اس کی جگہ کھستکن کو بغداد پولیس کا افسر مقرر کیا۔

برکیارق اور اسمعیل بن داؤد: اسمعیل بن داؤد (ملک شاہ کے چچا کا پوتا اور برکیارق کا ماموں) آذربائیجان کا والی تھا۔ ترکمن خاتون نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ ”تم برکیارق سے لڑ کر ملک پر قبضہ کر لو اور تمہارے لیے مشکل نہیں ہے۔ اگر تم اس پر عمل پیرا ہو گے تو میں تم سے نکاح کر لوں گی“ اسمعیل اس بہکاوے میں آ گیا۔ ترکمانوں کو جمع کر کے فوج آراستہ کی اور برکیارق سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا۔ مقام کرخ میں جنگ ہوئی۔

اسمعیل بن داؤد کی شکست: جنگ کے دوران اسمعیل کے بعض کمانڈر برکیارق سے مل گئے۔ جس سے اسمعیل کو شکست ہوئی اور اس نے اصفہان میں جا کر دم لیا۔ ترکمان خاتون نے اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور اپنے بیٹے محمود کے نام اور اس کا نام سکھ پڑھوایا۔ نکاح بھی کرنے کا ارادہ کر لیا مگر امیر انز نے جو وزیر اعظم اور سپہ سالار لشکر بھی تھا اس کی مخالفت کی اور لشکر کی بغاوت کی دھمکی دی۔ جب اس پر بھی ترکمان خاتون نے اپنی بہت دھرمی نہ چھوڑی تو وہ اس سے علیحدہ ہو گیا۔

اسمعیل بن داؤد کا قتل۔ اس کے بعد اسمعیل کی بہن زبیدہ خاتون برکیارق کی والدہ نے اسمعیل سے خط و کتابت شروع کی اور سے برکیارق سے صلح کر لینے پر تیار کر لیا۔ چنانچہ اسمعیل برکیارق کے پاس آیا۔ برکیارق نے عزت و احترام سے اس کا استقبال کیا۔ سردارن لشکر کھستکن جاندار، اقسقر اور بوزان وغیرہ نے متفق ہو کر اسمعیل کے اس راز کو کہ یہ حکومت و سلطنت کا خواہش مند ہے، افشاء کر دیا اور اسے قتل کر کے برکیارق کو مطلع کر دیا۔ چنانچہ برکیارق نے اس کا خون معاف کر دیا۔

توران شاہ بن قاروت بک کی وفات: توران شاہ بن قاروت بک فارس کا حکمران تھا۔ ۴۸۷ھ میں خاتون جلیہ (ترکمن خاتون) نے امیر انز کو فارس فتح کرنے پر مامور کیا۔ امیر انز نے ابتدا توران شاہ کو شکست دیدی۔ لیکن کامیابی کے بعد لشکریوں کے ساتھ کج ادائی اور بداخلاق سے پیش آیا۔ جس سے اس کے سپاہی اس سے بد دل ہو کر بوزان شاہ کے پاس چلے گئے۔ ادھر توران شاہ نے امیر انز پر حملہ کر دیا۔ امیر انز اس واقعہ میں شکست ہوئی اور توران شاہ نے اپنا ملک امیر انز سے واپس لے لیا۔ جنگ کے دوران توران شاہ کو ایک تیرا لگا تھا جس کی وجہ سے دو مہینہ کے بعد مر گیا۔

مقتدی کی وفات: ماہ محرم ۴۸۷ھ میں خلیفہ مقتدی بامر اللہ نے سلطان برکیارق کو اس کے چچا تتش کی شکست کے بعد دارا خلافت بغداد بدیا خلافت دی، اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔ امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دے دیا۔ سلطان برکیارق نے نہایت مسرت سے اس کو زیب تن کیا اس کے بعد اسی سال پندرہویں محرم کو خلیفہ مقتدی کی اچانک وفات ہو گئی۔

خلیفہ مستظہر کی خلافت: خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مستظہر باللہ تخت خلافت پر بیٹھا۔ امراء حکومت اراکین سلطنت نے بیعت کی، خلیفہ مستظہر نے سلطان برکیارق کو خلعت دی اور جو جو اختیارات اسے مرحوم خلیفہ نے دیئے تھے وہ سب اس نے بھی سلطان کو دیئے۔

سلطان سے خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

تتش کا حلب پر حملہ۔ تتش آذربائیجان میں شکست کے بعد دمشق پہنچا اور فوجوں کی فراہمی اور اسباب جنگ مہیا کرنے میں مصروف ہو گیا۔ چند دنوں میں بڑی فوج جمع ہو گئی۔ پھر ۶۸۷ھ میں دمشق سے حلب پر یلغار کی۔ قسیم الدولہ آقسنقر اور بوزان متحد ہو کر مقابلہ پر آئے امیر کر بوق بھی سلطان برکیہ رق سے امداد فوج لے کر حلب پہنچانے کے لیے آیا ہوا تھا۔ حلب سے نوکوس کے فاصلہ پر دونوں فریق کی ٹھبھٹھ ہوئی۔

آقسنقر کا قتل۔ تتش نے ان لوگوں کو شکست دے دی، آقسنقر گرفتار ہو گیا جسے تتش نے قتل کر ڈالا۔ امیر کر بوق اور بوزان نے حلب میں جا کر دم دیا۔ تتش نے تعاقب کیا اور حلب پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ آخر کار حلب بھی تلور کے زور سے فتح ہو گیا۔ امیر کر بوق اور بوزان بھی گرفتار ہو گئے۔ تتش نے بوزان کو بیڑیوں میں ڈال کر حران اور الہرا کی طرف روانہ کیا (یرن اور الہرا بوزان کے قبضہ میں تھے)۔

بوزان کا قتل۔ حران اور الہرا کے باشندوں نے اطاعت سے انکار کیا چنانچہ تتش نے بوزان کا سر اتار کر اہل حران اور الہرا کے پاس بھیج دیا۔ حران اور الہرا کے رہنے والے بوزان کا سر دیکھ کر تھرا گئے اور اطاعت قبول کر لی اور ان علاقوں پر تتش نے قبضہ کر لیا۔ اور امیر کر بوق نے اس کو جمہور کی جیل میں ڈال دیا۔

امیر قباچ کا فخر الدولہ پر حملہ۔ اس کامیابی کے بعد تتش جزیرہ دیار بکر، خلاط اور آذربائیجان پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر کے ہمدان کی جانب چلا۔ اس وقت ہمدان میں اتفاق سے فخر الدولہ ابن نظام الملک موجود تھا۔ فخر الدولہ، خراسان سے سلطان برکیہ رق سے ہٹنے آ رہا تھا۔ امیر قباچ یعنی محمود کے سپہ سالار سے اصفہان میں سامنا ہو گیا۔ امیر قباچ نے فخر الدولہ پر شب خون مارا۔ اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ کسی طرح سے بچ بچ کر ہمدان پہنچ گیا۔ یہاں تتش سے ٹھبھٹھ ہو گئی۔

فخر الدولہ کی وزارت۔ تتش نے اسکو گرفتار کر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر امیر باغی یسار نے سفارش کی اور یہ رائے دی کہ عوام کا میلان خاطر فخر الدولہ کے خاندان کی طرف زیادہ ہے لہذا اسے اپنا وزیر بنا لیجئے۔ چنانچہ تتش نے فخر الدولہ کو قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔

تتش اور برکیہ رق۔ برکیہ رق اس وقت نصیبین میں تھا۔ یہ سن کر کہ اسکا چچا تتش آذربائیجان کی طرف بڑھ رہا ہے، نصیبین سے کوچ کر دیا اور دریا سے دجہ کو باغی موصل سے عبور کر کے اوہل پہنچ گیا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، تتش کی فوج سے امیر یعقوب بن اتق نے برکیہ رق پر شب خون مارا۔ چنانچہ برکیہ رق کو شکست ہو گئی۔ امیر یعقوب نے برکیہ رق کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ برکیہ رق کے دوسرے ساتھی تتر ہتر ہو گئے۔ صرف امیر برسق، کسٹکن چنار اور الیہ رق لشکر میں رہ گئے۔ اور وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر اصفہان پہنچا۔ اصفہان میں ترکمان خاقان، محمود بن سلطان ملک شہ کیوں کی حکومت تھی۔ لیکن اس وقت اس کا انتقال ہو چکا تھا۔

برکیہ رق کی گرفتاری۔ شروع میں محمود فریب دینے کے لیے برکیہ رق کو لے گیا اور نظر بند کر لیا۔ محمود کے حامیوں نے برکیہ رق کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا اتفاق سے محمود بیمار ہو گیا۔ اس لیے برکیہ رق کو قتل نہ کیا۔

محمود کی وفات۔ محمود بن سلطان ملک شاہ نے ۲۹ شوال ۶۸۷ھ میں ایک سال حکومت کر کے وفات پائی۔ اس کے مرنے سے برکیہ رق اصفہان پر قابض ہو گیا۔ اور اس کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت و سلطنت پر جم گئے۔

مرید الملک کی وزارت۔ مؤید الملک بن نظام الملک نے سلطان برکیہ رق کی خدمت میں باریابی حاصل کی۔ سلطان برکیہ رق نے عز الملک ابن نظام الملک کی جگہ اسے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ (عز الملک کا اس سے پہلے مقام نصیبین میں انتقال ہو چکا تھا)۔

مؤید الملک نے امراء سلجوقیہ اور سلطنت کے حامیوں سے خط و کتابت کر کے سلطان برکیہ رق کی طرف مائل اور اس کا حامی بنالیا۔ جس سے برکیہ رق کی شان و شوکت بڑھ گئی اور اس کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔



صدقہ بن مزید کی شکست: تیش نے برکیارق کی شکست کے بعد یوسف بن ارق ترکمانی افسر پولیس کو ترکوں کو متحد کرنے کی غرض سے دارالخلافہ بغداد روانہ کیا تھا۔ اہل بغداد نے بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا اس عرصہ میں صدقہ بن مزید والی حملہ اہل بغداد کی آمد پر پہنچ گیا۔ مقدم یعقوب میں مذکور بھیڑ ہو گئی۔ مگر صدقہ شکست کھا کر حملہ چلا گیا اور یوسف بن ارق دارالخلافہ بغداد میں داخل ہو گیا اور قیام کر دیا۔

ہمدان پر تیش کا قبضہ: تیش نے برکیارق کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کر کے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل ہمدان نے قلعہ بندی کر دی۔ لیکن اس بات کو کہ ہم میں مقابلہ کی قوت نہیں ہے، محسوس کر کے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ تیش نے ان کو امان دیدیا۔ ہمدان پر قبضہ ہو کر اصفہان اور مردکارخ گیا۔ امراء اصفہان کے پاس اپنی بھیجے اور ان کو ملانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اطاعت اور حاضری کا وعدہ کر دیا۔

تیش کا قتل: برکیارق ان دنوں بستر علالت پر پڑا ہوا یہ سب واقعات دیکھ رہا تھا پھر جب اسے بیماری سے افادہ ہو تو اس نے جربہ ذوق کی جانب خروج کیا۔ دوات سلجوقیہ کے حامی یہ خبر سن کر جوق در جوق برکیارق کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ بات کی بات میں تیس ہزار فوج جمع ہو گئی۔ پھر اس نے اپنے چچا تیش سے جنگ کی وراسے شکست فاش دی۔ پکڑو دھکڑ میں آقسنقر کے کسی دوست نے اپنے دوست آقسنقر کے بدلہ میں تیش کو مار ڈالا۔

فخر الملک کی رہائی: تیش کی شکست اور قتل سے سلطان برکیارق کا میدان حکومت زیادہ وسیع ہو گیا۔ بظاہر کوئی مزاحم اور مخلف نہ رہا۔ اس واقعہ کی خبر یوسف کو بھی ملی۔ فخر الملک بن نظام الملک جو ایک مدت سے تیش کے یہاں قید تھا، آزاد کر دیا گیا۔

رضوان بن تیش: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ تیش نے قوام الدولہ ابوسعید کر بوقا کو آقسنقر بوزان کے قتل کے بعد حلب کی جیل میں ڈال دیا چنانچہ اس وقت سے کر بوقا حلب کے جیل میں مصیبتیں جھیلتا رہا یہاں تک کہ رضوان ابن تیش، حلب کا حکمران بنا۔

کر بوقا اور توتناش کی رہائی: سلطان برکیارق نے رضوان کے پاس امیر کر بوقا کو رہائی کا حکم بھیجا چنانچہ رضوان نے امیر کر بوقا اور اس کے بھائی امیر التوتناش کو قید سے رہا کر دیا۔ کر بوقا اور التوتناش کارہا ہونا تھا کہ ہر طرف سے مڈی دل فوج آ کر جمع ہو گئی۔ اس وقت موصل کی حکومت کی باگ ڈور علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کے ہاتھ میں تھی (اس کو تیش نے جنگ و قبضہ موصل کے بعد موصل کی حکومت پر مقرر کیا تھا) اس کا بھائی محمد بن شرف الدولہ بن مسلم، نصیبین کی حکومت پر تھا، مروان ابن وہب اور ابوالجبار وئی اس کے دائیں اور بائیں بازو تھے۔

نصیبین کی فتح: محمد کا موصل پر حملے کا ارادہ تھا۔ علی کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر مل گئی۔ اس نے امیر کر بوقا کو یہ واقعہ مکھ بھیجا اور اسے اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ کر بوقا علی کی امداد پر آیا۔ نصیبین سے دو منزل کے فاصلے پر محمد سے مذکور بھیڑ ہوئی چنانچہ کر بوقا اسے گرفتار کر کے نصیبین کی طرف بڑھا اور چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا آخر کار طاقت سے فتح ہو گیا۔

محمد کا قتل: اس کامیابی کے بعد کر بوقا نے موصل کی جانب قدم بڑھائے مگر اہل موصل قلعہ بند ہو گئے۔ کر بوقا نے اس سے اعراض کر کے اور محمد کو قتل کر کے دریا میں ڈال دیا۔ اور موصل کے محاصرے کی نیت سے واپس آیا اور ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا۔

امیر چکر مش کی شکست: علی نے امیر چکر مش (والی جزیرہ ابن عمر) سے امداد کی درخواست کی، امیر چکر مش لشکر تیار کر کے علی کی کمک پر روانہ

① اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ رشمہ تھا کہ ابھی کل ہی کا ذکر کیا کہ تیش نے اپنے چچا تیش سے شکست کھا کر گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ اصفہان جاتا ہے کوئی شخص اس کا تعاقب نہیں کرتا۔ اگر میں سو رہی تعاقب کرتے تو یقینی گرفتار ہو جاتا کیونکہ چند دنوں تک اصفہان کے باہر پڑا رہا تھا۔ پھر جب کسی طرح سے اصفہان میں داخل ہوا تو امراء اصفہان نے اسے قتل کر کے کوشش کی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اتفاق سے اس کا بھائی محمود بیمار ہو گیا۔ امین الدولہ ابن التمیمید طیب نے امراء اصفہان کو برکیارق سے قتل سے یہ خبر نہ پڑھا کہ محمود کی حالت اچھی نہیں ہے اگر یہ مر گیا تو کیا تم لوگ تیش کی حکومت پسند کرو گے برکیارق کوئی اہل قتل نہ کرو۔ اگر محمود تندرست ہو گیا تو برکیارق سے قتل کا تمہیں اختیار ہوتا ہے۔ جئے قتل کر دینا اور اگر حالت بگڑ گئی تو اسی کو تخت حکومت پر بٹھا دینا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت دیکھئے کہ محمود ۲۹ شوال کو انتقال کر گیا اور برکیارق صہران بن گیا۔ پھر یہ بھی بیمار ہو کر مر گیا۔ میں مبتلا ہوا، چار ماہ تک بیمار رہا اس دوران اس کے چچا تیش نے ذرا بھی حرکت نہ کی۔ یہ موقع اس کی کامیابی کا اچھا تھا مگر اسے نہ سوجھی۔ یہ سب قدرت کا رشمہ تھا کہ برکیارق کے زمانہ خلافت میں ذرا بھی کوشش کرتا تو تیش کو یہ برادری دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ واللہ اعلم (مترجم) ② اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم)

ہو گیا۔ امیر التونتاش نے آگے بڑھ کر تگواروں سے استقبال کیا۔ لڑائی ہوئی۔ جس میں آخر کار امیر التونتاش نے شکست کے بعد کربوقا کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ موصل کا محاصرہ کرنے آیا اور جیسا چاہے تھا مدد کی۔

موصل کی فتح: جب محاصرے کی سختیاں زیادہ ہوئیں تو نو ماہ کے محاصرے کی تکلیف برداشت کر کے علی (والی موصل) بھاگ گیا۔ اور صدقہ بن مزید کے پاس حصہ میں جا کر چاہ لی۔ کربوقا کامیابی کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔

تونتاش کا قتل: التونتاش نے اطراف موصل میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا شہر کے مالداروں سے تادیب اور جرمانے وصول کرنے لگا۔ کربوقا کو التونتاش کا یہ فعل ناگوار گذر لہذا اس نے موصل میں داخل ہونے کے تیسرے دن التونتاش کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ واقعات ۶۸۹ھ کے ہیں۔

رجبہ پر قبضہ: موصل پر قبضے کے بعد، کربوقا نے رجب پر یلغار کی۔ چنانچہ اہل رجب مقابلہ پر آئے، لڑے مگر کامیاب نہ ہو سکے کربوقا نے اس پر قبضہ کر کے موصل کی جانب معاودت کی۔ اہل موصل کے ساتھ نرمی اور ملاحظت سے پیش آیا اور عدل و انصاف سے کام لیا جس کی وجہ سے اہل موصل راضی ہو گئے اور اس کی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔

ارسلان ارغو: ارسلان ارغو ۱ اپنے بھائی سلطان ملک شاہ کے پاس بغداد میں مقیم تھا۔ پھر جب سلطان ملک شاہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اس کے بیٹے محمود کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی گئی تو اس وقت ارسلان ارغو اپنے ساتھ غلاموں کے ساتھ خراسان چلا گیا اور خراسان پہنچ کر ہاتھ پاؤں نکالے چنانچہ ایک گروہ جمع ہو گیا اس نے نیشاپور پر حملہ کیا۔ اہل نیشاپور مقابلہ پر آئے تو مرد کی طرف لوٹ مرو میں سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر فرد (فردن) ۲ شہنہ نامی حکومت کر رہا تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے نظام الملک کے قتل کی سازش کی تھی۔ امیر فرد نے ارسلان ارغو کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پر قبضہ دے دیا۔

خراسان پر قبضہ: ارسلان ارغو کی قوت، ہمت اور جرأت اس سے بڑھ گئی۔ چنانچہ بلخ کی طرف بڑھا۔ فخر الملک بن نھام الملک حاکم بلخ مقابلہ نہ کر سکا اشتر بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا اور ہمدان میں جا کر پناہ لی ادھر تاج الدولہ تیش کا وزیر مرگیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ارسلان ارغو نے بلخ، ترمذ، نیشاپور اور سارے خراسان پر قبضہ کر لیا۔

سلطان برکیارق اور ارسلان ارغو: سلطان برکیارق اور اس کے وزیر السلطنت مؤید الملک کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ مجھے خراسان کی حکومت عطا کی جائے اور مجھے اس کا واحد حکمران تسلیم کیا جائے جیسا کہ میرے دادا "داؤد" تھے۔ چونکہ برکیارق اپنے بھائی محمود اور اپنے چچا تیش کے جھگڑوں میں مصروف تھا۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر جب برکیارق نے مؤید الملک کو عہدہ وزارت سے معزول کر کے اس کے بھائی فخر الملک کو قلعہ ان وزارت عطا کیا اور مجد الملک بارسلان، امور سلطنت کا ذمہ دار بناتا تو ارسلان ارغو نے سلطان برکیارق سے خط و کتابت کا سلسلہ بند کر دیا۔

ارسلان کی شکست: چنانچہ برکیارق کو یہ بات ناگوار گذری، اس نے اپنے چچا بورسوس ۳ (بور برس) کو افواج شاہی دے کر ارسلان ارغو کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ارسلان ارغو شکست اٹھا کر بلخ پہنچ گیا۔ پھر بورسوس نے ہرات میں پڑاؤ ڈالا۔

ارسلان کی ریشہ دوانیاں: اس کے بعد ارسلان ارغو نے فوجیں مرتب کر کے مرو کی جانب قدم بڑھایا۔ اور اسے فتح کر کے ویران کر دیا۔ مرو جیسے شہر کو کشت و خون کا میدان بنا دیا۔ بورسوس کو اس کی اطلاع ملی تو ہرات سے ۶۸۸ھ میں ارسلان ارغو کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ ہوا۔ اس لشکر میں مسعود بن تاجر (جو اس کے باپ داؤد کا سپہ سالار تھا) اور امیر ملک شاہ نامی گرامی امراء و سردار بھی تھے۔

امیر مسعود بن تاجر اور بورسوس کا قتل: ارسلان ارغو نے امیر ملک شاہ کو نامہ و پیام کر کے ملا لیا۔ اور امیر مسعود بن تاجر کو اس کے بیٹے سمیت

۱ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۹) پر "ارغو" کے بجائے "ارغون" تحریر ہے۔ ۲ تاریخ کامل میں بجائے فردن لکھا ہے (تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۱) (مترجم) ۳ (دیکھئے تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۱) (مترجم)

ارسلان ارغوی ساریش سے کسی نے اسی کے خیمے میں قتل کر ڈالا۔ ان واقعات سے بورس کی کمرلوٹ گئی اور لشکر میں بھی پھوٹ پڑ گئی۔ شرت سے مخالف پیدا ہو گئے تاہم مقابلے پر جبار ہا۔ بالآخر گرفتار ہو کر اپنے بھائی ارسلان ارغوی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ارسلان ارغوی نے سے ترمذ کی جیل بھیج دیا اور ایک سال کے بعد بحالت قید قتل کر ڈالا۔

ارسلان ارغوی دست درازیاں۔۔۔ ارسلان ارغوی کا اب کوئی مزاحم اور رقیب باقی نہ رہا تھا۔ برکیارق نے اس کو زیر کرنے کے لئے جو مہم بھیجی تھی وہ تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ اس لئے اس نے خراسان کے امراء و ساء کے قتل پر کمر باندھ لی۔ اور خراسان کے شہروں کی شہر پنہ کو مسمر کر دیا، سبزوار، مرو، شاہجان، سرخس، نہاوند اور نیشاپور کے قلعوں کو مہندم کر کے زمین دوز کر دیا۔

عماد الملک اور ارسلان ارغوی کا قتل۔ وزیر السلطنت عماد الملک بن نظام الملک نے تین لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا اور اس پر بھی جب اس کے دل کو تسکین نہ ہوئی تو قتل کر دیا۔ قصہ مختصر جس سے اس کو ذرا بھی خطرہ مخالفت کا خیال پیدا ہوا اس کا سر کچل دیا۔ پھر خراسان پر استبدادی حکومت کرنے لگا۔ یہ نہایت بے رحم و بے حد غصہ والا شخص تھا۔ اپنے غلاموں سے بھی درگزر نہ کرتا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر بھی سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ تفاق سے ایک روز تنہائی میں اپنے غلام سے کسی معمولی بات پر ناراض ہو گیا۔ اسے سخت و سست کہا اور مارا۔ اس سے غلام کو اشتعال پیدا ہو گیا اس نے کمر سے خنجر نکال کر اس کے پیٹ میں بھونک دیا۔ جس سے یہ مر گیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۹۰ھ کا ہے۔

نیشاپور اور خراسان پر برکیارق کا قبضہ۔ ارسلان ارغوی کے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اس کے ایک چھوٹے بیٹے کو اپنا امیر بنایا۔ سلطان برکیارق نے ایک فوج، خراسان کی طرف ارسلان ارغوی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی تھی۔ اتنا بک قنوج اور اس کا وزیر علی حسن طغرائی بھی اس فوج میں تھے۔ جس وقت یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی دامنغان پہنچی ارسلان ارغوی کے قتل کی خبر سن کر وہیں قیام کر دیا یہاں تک کہ سلطان برکیارق کا شہی لشکر آ گیا۔

پھر سلطان برکیارق نے نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے چنانچہ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۰ھ میں بغیر جنگ و قتال کے نیشاپور اور سرے خراسان پر قابض ہو گیا۔

بلخ پر قبضہ: اس کے بعد بلخ پر حملہ کیا۔ ارسلان ارغوی کے ساتھی اس لڑکے کے ساتھ جس کو انہوں نے ارسلان کے قتل کے بعد حکومت کی کرسی پر بٹھایا تھا۔ طغرائی رستان کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ اور سلطان برکیارق کی خدمت میں امن کی درخواست بھیجی۔ چنانچہ برکیارق نے درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ ارسلان ارغوی کے ساتھ دس ہزار کے لشکر کے ساتھ اس لڑکے سمیت دربار شاہی میں حاضر ہو گئے۔

ارسلان ارغوی کے بیٹے کی کسمپرسی: برکیارق نے ارسلان ارغوی کے بیٹے کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور سلطام ملک شاہ کے دور میں جتنے شہر ارسلان ارغوی کے قبضہ میں تھے ان سب کی حکومت اسے عنایت کی۔ لیکن زیادہ زمانہ نہ گزرنے نہ پایا تھا کہ وہ سارا لشکر جو اس کے ساتھ آیا تھا اس سے علیحدہ ہو کر جن امیروں سے ربط و تعلق تھا ان کے پاس چلا گیا۔ ارسلان ارغوی کا لڑکا اکیلا رہ گیا۔ چنانچہ سلطان برکیارق کی ماں نے اس کو اپنی آغوش شفقت میں لے لیا اور اس کی تربیت اور نگہداشت کے لئے خدام مقرر کر دیئے۔

خراسان میں سنجر کی حکومت: اس کے بعد سلطان برکیارق نے ترمذ کی طرف کوچ کیا۔ اہل ترمذ نے اطاعت قبول کر لی پھر سر قند میں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ قرب و جوار کے امراء نے اطاعت و فرمانبرداری کے پیغامات بھیجے۔ سات مہینہ بلخ میں قیام کر کے وٹ آیا اور اپنے بھائی سنجر کو حکومت خراسان پر چھوڑ آیا۔

امیر امیران کی بغاوت اور انجام: جس وقت سلطان برکیارق، خراسان میں خیمہ زن تھا۔ اسی زمانہ میں ایک شخص محمود بن سلیمان نے جو سلطان برکیارق کا قرابت مند تھا اور امیر امیران کے لقب سے مشہور تھا علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور بلخ کی طرف بڑھا وراہ

غزنی بنو سبکتگین سے امداد کی درخواست کی۔ والی غزنی نے اس شرط سے امداد دی کہ مملکت خراسان سے جو شہر فتح ہوں ان میں والی غزنی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ محمود کی شان و شوکت اس سے بڑھ گئی۔ دماغ عرش پر چڑھ گیا۔ ملک سخر کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ ایک دستہ فوج کاے کر ہیلت غفلت محمود کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور محمود گرفتار ہو گیا۔ سخر نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر دوائیں۔

اکنجی کا قتل اور خوارزم پر قبضہ: سلطان برکیارق کی خراسان واپسی کے بعد اکنجی نائب خوارزم بھی اپنا لشکر لے کر سلطان سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن مرد پینچ کر لہو و لعب اور عیاشی میں مصروف ہو گیا امیر قودن (قودن) سلطان برکیارق سے بیماری کا بہانہ کر کے مرد میں رہ گیا تھا، اس نے یہ رنگ دیکھ کر امیر بارق قشاش ساز باز کر لی اور دونوں نے اکنجی گورنر خوارزم کے قتل کا مشورہ کیا۔ چنانچہ پانچ سو سواروں کے ساتھ امیر قودن و امیر بارق قشاش نے اکنجی پر رات کے وقت حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ پھر کیا تھا میدان صاف ہو گیا۔ فوجیں لے کر خوارزم کی طرف بڑھے۔ اور یہ ظاہر کر کے کہ سلطان برکیارق نے ان دونوں کو خوارزم کی حکومت عطا کی ہے خوارزم پر قبضہ کر لیا۔

امیرانز کی بغاوت: سلطان برکیارق کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی۔ اسی دوران یہ خبر ملی کہ امیرانز نے فارس میں بغاوت کر دی ہے۔ یہ سن کر سلطان برکیارق نے عراق کا ارادہ ترک نہیں کیا بلکہ داؤد جہشی بن التونطاق کو سردار لشکر بنا کر امیر قودن و امیر بارق قشاش کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور خود بنفس نفیس عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

بارق قشاش کی گرفتاری: داؤد جہشی، عراق سے ہرات کی طرف چلا اور عسا کر شاہی کے جمع ہونے کے انتظار میں ہرات کے قریب پہنچ کر قیام کیا۔ امیر قودن اور امیر بارق قشاش نے داؤد جہشی کی آمد کی خبر سن کر حملہ کی تیاری کی داؤد جہشی کی فوج کم تھی اس لئے بھاگ گیا۔ اور نہ جون کو عبور کر کے دم لیا۔ ابھی امیر قودن نہیں آنے پایا تھا کہ امیر بارق قشاش نے داؤد جہشی پر حملہ کر دیا۔ برابر کا مقابلہ تھا داؤد جہشی بھی دم ٹھونک کر میدان میں آ گیا اور امیر بارق قشاش کو مار بھگا گیا۔ اور پکڑ دھکڑ کے دوران امیر بارق قشاش گرفتار کر لیا گیا۔

امیر قودن کی گرفتاری: جیسے ہی یہ خبر امیر قودن کے لشکر میں پہنچی۔ ساری فوج باغی ہو گئی۔ اور امیر قودن کے مال و اسباب اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ امیر قودن بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگ کر سنجاہ پہنچا۔ جہاں والی سنجاہ نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

امیر قودن کی وفات اور بارق قشاش کا قتل: کچھ عرصے بعد رہا کر دیا۔ پھر جیسے تیسے ملک سخر کی خدمت میں بلخ پہنچا، ملک سخر نے بڑی ڈبھگت سے لیا، امیر قودن بھی اطاعت فرمانبرداری سے خدمات انجام دینے لگا۔ اندرونی اور بیرونی انتظام درست کیا فوجیں باقاعدہ مرتب کیں۔ وقت قریب آ گیا تھا۔ لہذا تھوڑے دنوں کے بعد مر گیا۔ امیر بارق قشاش، داؤد جہشی کے یہاں مقید رہا یہاں تک کہ داؤد جہشی نے اس کو قتل کر دیا۔

## بنو خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز

ابوشکین: ابوشکین امراء سلجوقیہ میں سے ایک امیر (بلکباب) کا زرخیر غلام تھا۔ اس نے ابوشکین کو خراسان کے ایک شخص سے خریدا تھا۔ اسی مناسبت سے ابوشکین غزنی کے نام سے مشہور ہوا۔ ابوشکین نے اسی امیر کے یہاں نشوونما پائی، یہیں بڑا ہوا، ہوشیار اور بیدار مغز انسان تھا۔ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق کام کرتا تھا۔ جوانمرد اور دلیر بھی تھا۔

محمد بن ابوشکین: اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابوشکین کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام محمد رکھا تھا۔ ابوشکین نے نہایت خوبی سے تعلیم و تربیت دی۔ فنون جنگ بھی سکھائے، سیاست کی بھی اعلیٰ تعلیم دلائی۔ عنایت الہی سے محمد ایک قابل قدر انسان بن گیا۔ پھر جب امیر داؤد جہشی، خراسان کی طرف روانہ ہوا تو محمد بھی دوسرے لوگوں کے علاوہ اس کے ہمراہ تھا۔ بغاوت خراسان ختم ہونے کے بعد امیر داؤد جہشی کو یہ فکر مل گئی کہ خوارزم کا گورنر کس کو بنایا جائے۔ اکنجی نائب خوارزم کو امیر قودن وغیرہ نے قتل کر دیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ کر آ چکے ہیں۔ انتہائی غور و فکر کے بعد اس نے محمد بن

ابوشمین کو منتخب کیا اور یہی اس کی نظروں میں خوارزم کے لئے مناسب معلوم ہوا۔

خوارزم پر محمد کی حکومت: ..... چنانچہ امیر داؤد حبشی خوارزم کی حکومت محمد کو عطا کی اور خوارزم شاہ کا لقب عطا کیا۔ محمد نہایت کفایت شعار، منتظم مدبر، دل اور خلیق شخص تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا ذکر خیر پھیل گیا۔ ملک سنجر نے بھی اس تقرری کو اچھا سمجھا اور محمد کو اس عہدے پر بحال رکھا اور اس کی لیاقت اور کارکردگی کے مطابق عزت افزائی کی۔

خوارزم پر ترکوں کا حملہ: محمد نے کسی ضرورت سے کچھ دنوں کے لئے خوارزم چھوڑ دیا تھا۔ جس سے ترکوں کو موقع مل گیا۔ ان کا ایک بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ ادھر طغرل تکین محمد بن انجی سابق گورنر خوارزم بھی ترکوں سے مل گیا۔ چنانچہ اس کی خبر محمد بن شکین کو مل گئی، وہ سب کاموں کو چھوڑ کر خوارزم کو پہنچنے کے لئے بڑھا اور ملک سنجر سے امداد کی درخواست کی، ملک سنجر ان دنوں نیشاپور تھا، وہاں سے اپنی فوجوں کو لئے کر رہا ہوا۔

ترکوں کی شکست اور فرار: محمد بن ابوشکین ملک سنجر کا انتظار کئے بغیر ترکوں کے مقابلے پر آ گیا۔ ترکوں کو جان کے لئے پڑ گئے۔ چنانچہ انتہائی بدحواسی سے نقشہ راج کی طرف بھاگ گئے۔ طغرل تکین نے بھی جرجان کی جانب کوچ کر دیا۔ اس واقع سے ملک سنجر کی کھوں میں محمد کی وقعت مزید بڑھ گئی۔

اتسز بن محمد خوارزم شاہ: پھر جب محمد خوارزم نے وفات پائی، تو اس کا بیٹا اتسز حکمران بنا۔ یہ بھی نہایت نیک مزاج، مدبر و درباری شخص تھا۔ اس نے اپنے باپ کے زمانہ میں اکثر لڑائیوں میں کمان کی تھی۔ فنون جنگ سے پوری واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے شہر منقلاش کو ترکوں سے چھین لیا۔ ملک سنجر اس کو بے حد عزیز رکھتا تھا۔ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتا۔ لڑائیوں میں اسی کو فوج کا افسر اعلیٰ بناتا تھا اسی زمانہ سے حکومت اور ریاست محمد بن ابوشکین کے خاندان میں آ گئی۔ یہی ان کی حکومت کی ابتداء تھی پھر ان پر تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں یورش کی اور ان کی حکومت اور سلطنت کا خاتمہ کر دیا انہی سے تاتاریوں نے ملک پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلے میں بیان کیا جائے گا۔

عیسائیوں کی ریشہ و انیاں: اسی زمانے سے عیسائیوں میں اسلامی ممالک پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہو گئی۔ انہوں نے (۱۰۷۱ھ) میں صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر انہوں نے ملک شام اور بیت المقدس کے ارادے سے حرکت کی اور خلیج قسطنطنیہ عبور کر کے خشکی کے راستے روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ تو بادشاہ قسطنطنیہ کو خط لکھا اور اس سے اس کے ملک سے گزرنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ بادشاہ قسطنطنیہ نے اجازت تو دیدی لیکن یہ شرط لگا دی کہ اٹھائیے فتح کر کے مجھے دیدینا۔

ارسلان کی شکست: عیسائی کروسیڈوں نے اس شرط کو منظور کر لیا اور خلیج قسطنطنیہ کو ۱۰۹۰ھ میں عبور کر کے ارسلان بن سیمان بن فطش (وائقونیہ و ہادروم) کے علاقوں کی طرف بڑھے۔ ارسلان ان کی آمد کی خبر سن کر مقابلے کے لیے اٹھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی اور ارسلان کی فوج میدان جنگ

۱ کروسیڈ یعنی صیسی جنگ کی ابتداء، عیسائیوں کا خروج و ظہور اور بعض ممالک اسلامیہ پر قبضہ ۱۰۹۸ھ سے شروع ہوتا ہے۔ پہلے انہوں نے اندلس کے علاقوں میں صلیب کو سہا جب اس سے مسلمانوں کے کان پر جون تک نہ رہی تو ۱۰۹۸ھ میں جزیرہ صقلیہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی طاقت کے ذریعے قبضہ ہو گئے۔ اس کے بعد ان کے دریائے کے دانت تیز ہو گئے۔ انہوں نے افریقہ پر ہاتھ مارا اور اس کے بعض شہروں پر قابض ہو گئے۔ ادھر مسلمان حکمران آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف تھے۔ مذہبی جوش، خوت اسلامی، ہمدردی اور مت کی خیر خواہی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس لیے عیسائیوں کا حکومت کرنے کا شوق مذہبی لہر میں بڑھ گیا۔ پھر یہ قتل و خورزی کا دروازہ کھل گیا۔ انہوں نے ۱۰۹۰ھ میں ملک شام پر چڑھائی کر دی اور بیت المقدس لینے کی بنیاد ڈالی۔ برودیل عیسائی بادشاہ نے بڑی فوج جمع کر کے رجا فرانسسی کو طاع دئی (جس نے صقلیہ پر قبضہ کر لیا تھا) کے میں ایک بڑی فوج لے کر افریقہ پر چڑھائی کر رہا ہوں اور اس کو قریب فتح کر کے تمہارا اہم سایہ بن جاؤں گا۔ رجا نے اپنے ارکین و سبطین کو ایک مجلس میں جمع کر کے ان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ چنانچہ ان سب نے برودیل کے ارادے کی تعریف کی۔ رجا نے کہا تم لوگ عقل سے خالی ہو اس نے فریقہ پر قبضہ کر لیا تو ہر اس مسئلہ منقطع ہو جائے گا۔ اور اگرنا کام واپس آیا تو ہم کو اس کی ہمدردی کرنا ہوگی اور اس میں ہم کو تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا۔ بہت یہ کہ اسے فتح بیت المقدس کی رہائی دے دیں اور مسلمانوں کے خلاف جہاد کرنے کا مشورہ دیا جائے۔ چنانچہ حاضرین مجلس نے اس رائے کو پسند کیا چنانچہ یہی رائے برودیل کو لکھ بھیجی۔ برودیل نے بھی اسے پسند کیا۔ اور فتح بیت المقدس کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ (مترجم غفری عنہ)

سے بھاگ گئی۔ عیسائیوں نے ابن لیون ارسی کے مقبوضہ علاقوں کی طرف قدم بڑھایا اور اناطلیہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا پھر نو مہینہ تک محاصرہ کیا۔

انطاکیہ پر قبضہ باغی سیان (والی انطاکیہ) نے نہایت مردانگی سے مدافعت نہ جنگ کی۔ عیسائیوں نے شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک محفظہ کو بہت بہت سارے دے کر بلا لیا۔ چنانچہ طے شدہ مشورے کے مطابق عیسائی فوج شہر پناہ کے قریب آئی تو اس دعا باز محافظ نے شہر پناہ کا خفیہ دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ عیسائی فوج شہر میں داخل ہو گئی اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر بگل بجا دیا۔ اس سے باغی سیان گھبرا گیا۔ اسے کچھ نہ سوچا تو بھاگ کر پانچ چھ کوس دور نکل گیا۔ پھر جب ہوش و حواس بجا ہوئے تو خود کردہ پرندامت ہوئی اور بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر گیا ایک ارمنی عیسائی نے پہنچ کر سر اتار لیا اور اناطلیہ میں عیسائی سپہ سالار کے پاس پہنچا دیا۔ یہ واقعات ۱۰۹۱ھ کے ہیں۔

مسلمانوں کا اتحاد: اس واقعہ کی مسلمانوں کو خبر ملی تو اناطلیہ واپس لینے کے لیے ہر طرف دوڑ پڑے۔ قوام الدولہ کر بوقاش مرکی طرف چلا اور مرج وابق تک پہنچتے پہنچتے ایک عظیم لشکر جمع ہو گیا۔ وقاق بن تیش، طغرل تکین اتابک، جناح الدولہ والی حمص، ارسلان تاش (والی سنجار) اور سقمان ارتق وغیرہ جیسے نامی گرامی امراء اپنی اپنی فوجیں لے کر پہنچ گئے۔ اور اناطلیہ کی طرف بڑھے، محاصرہ کر لیا۔ اتفاق سے اسامی، مرء میں پھوٹ پڑ گئی۔ امیر کر بوقاشی بگھارنے لگا اور دوسرے امیروں کو یہ ناگوار گزارا۔ ان کے دلوں میں اس کی طرف سے کدورت پیدا ہو گئی۔

عیسائیوں پر سختی: چونکہ عیسائیوں کو رسد و غلہ حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اس لیے محاصرے کی تکلیف سے بچد پریشان ہونے لگے۔ چنانچہ امیر کر بوقاش سے امن کی درخواست کی مگر امیر کر بوقاش نے امن دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ عیسائیوں پر نہایت مصیبت اور سختی کا وقت آ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون تھا۔ ان عیسائی کروسیڈروں کے ساتھ عیسائی بادشاہوں میں سے بردویل، صنجیل، مکدمری، قوط (والی الرہا) اور ہمند (والی انطاکیہ) بھی محصور تھے۔

عیسائیوں کی چالاکی اور مسلمانوں کا فرار: عیسائی فوج کا کامن افر بھی ہمند تھا۔ محاصرہ کی شدت سے پریشان ہو کر شہر پناہ کے دروازے سے متفرق طور سے دو دو چار چار آدمی امن کا جھنڈا لیتے ہوئے نکلے۔ جب سارے عیسائی کروسیڈر اناطلیہ سے باہر آ گئے تو لڑائی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسلیم امرائی میں نفق تو پیدا ہی ہو گیا تھا اور ان کے دلوں میں امیر کر بوقاش کی بد اخلاقی سے کدورت پیدا ہو گئی تھی اس لیے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سب سے آخر میں امیر سقمان بن ارتق میدان جنگ سے فرار ہوا۔ عرب کا ایک گروہ اس معرکہ میں کام آ گیا۔ عیسائی کروسیڈروں نے مسلمانوں کے کیمپ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا ①

① ابن اثیر نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔ عیسائی کروسیڈروں کو اناطلیہ پر قبضہ کئے ہوئے بارہ دن ہو گئے تھے۔ رسد و غلہ کا کوئی سامان نہیں کرنے پائے تھے کہ امیر کر بوقاش وغیرہ آ گئے۔ عیسائی کروسیڈر بھوکے مرنے لگے۔ امراء نے اپنی اپنی سواری کے جانوروں کو کھانا شروع کر دیا۔ غریب اور سپہی درخت کے پتوں سے پیٹ بھرنے لگے۔ امیر کر بوقاش کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمیں امن دے دیجئے ہم شہر خالی کر دیتے ہیں۔ امیر کر بوقاش نے جواب دیا ”تمہیں ہرگز امن نہیں دیا جائے گا تمہیں تلوار کے ذریعہ سے نکالیں گے“ اس جواب سے کروسیڈروں کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ ایک پادری نے جس پر ان عیسائیوں کا زیادہ اعتقاد تھا ان لوگوں سے کہا ”گھبراؤ نہیں اسی اناطلیہ میں مسیح کی صلیب فلاں جگہ دفن ہے تلاش کرو، اگر مل گئی تو تمہاری فتح ہوگی ورنہ تمہاری تباہی اور ہلاکت یقینی ہوگی“۔ پادری نے اس سے پہلے صلیب کو اس جگہ دفن کر دیا تھا۔ عیسائی کروسیڈر صلیب کے تلاش کرنے پر تیار ہو گئے۔ پادری نے کہا کہ وہ یوں نہیں ملے گی غنم دن روزہ رکھو، دعا کرو، گناہوں کی مغفرت مانگو۔ چوتھے دن تلاش کی کوشش کر دو۔ کامیاب ہو گئے تو پھر کیا کہنا ورنہ موت ہے“ عیسائی کروسیڈروں نے اس پر عمل کیا اور جیسا کہ پادری نے کہا صلیب تلاش کر کے ڈھونڈ لی پادری نے کہا ”اب یہاں ہے“ خوشیاں منائی شہر پناہ کا دروازہ کھول کر پانچ پانچ چھ آدمی امن کا جھنڈا لے کر نکلے، جب سب کے سب اناطلیہ سے باہر آ جاؤ تو جنگ کا قارہ بجا دو۔ کامیاب ہو جاؤ گے۔ جس وقت عیسائی کروسیڈر اناطلیہ سے متفرق طور پر نکلنے لگے۔ مسلمانوں نے امیر کر بوقاش سے عرض کیا ”ان عیسائیوں کو مہلت مت دیں بلکہ جیسے جیسے یہ نکلتے جائیں ہم انہیں قتل کرتے جائیں“ مگر امیر کر بوقاش نے جواب دیا ”نکل آئے دو، ہم انہیں لڑ کر پسا کر دیں گے“ لیکن مسلمانوں کے بعض امراء نے اس کی مخالفت کی اور عیسائیوں کے ایک گروپ کو قتل کر دیا۔ امیر کر بوقاش نے خود چکران کو اس سے روکا۔ پھر جب سارے عیسائی کروسیڈر شہر اناطلیہ سے نکل آئے تو انہوں نے صف آرائی کی۔ چونکہ کر بوقاش نے مسلمانوں کے ساتھ ناگوار برتاؤ کیا تھا اور عیسائیوں کے قتل سے روکا تھا اس لیے بھاگ گئے اور کسی نے لڑائی کے لیے ایک ساتھ بھی نہیں چلایا۔ (ملخصاً از ابن اثیر)



شام کے ساحلوں پر عیسائی قبضے کی ابتداء: اس کامیابی کے بعد عیسائیوں نے معرہ نعمان کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی قبضہ کرنے نہایت بے رحمی اور سفاکی سے اہل معرہ نعمان کو پامال کیا۔ اس کے بعد غزہ پر یلغار کر دی۔ چار مہینہ تک محاصرہ کئے رہے۔ اہل غزہ نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے۔ ابن منفہ (والی شیراز) نے خط و کتابت کر کے صلح کر لی۔ پھر حمص کا محاصرہ کر لیا۔ جناح الدولہ نے صلح کا پیغام بھیجی تو مصالحت ہوئی پھر عکا کی طرف بڑھے۔ اہل عکا نے قلعہ بندی کر لی ناکام واپس ہو گئے۔ اسی زمانہ سے شام کے ساحلوں پر عیسائی کروسیڈروں کا قبضہ شروع ہوتا ہے۔

عیسائیوں کو شام بلانے والے علوی تھے: بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۰ خلفاء علویں نے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کرنے کا تہرہ دیا تھا۔ اور انہی کی ترغیب سے وہ انتہائی جرات سے حملہ آور ہوئے تھے۔ سبب یہ تھا کہ خلفاء علویہ کو سلجوقی حکمرانوں کی بڑھی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے ملک شام کو غزہ تک دبا لیا تھا اور ان کے امیروں میں سے انیس نامی ایک امیر نے مصر پر حملہ کیا تھا اور عرصے تک سے مصر میں رہا تھا۔ خلفاء علویہ نے اس بات کو محسوس کر کے کہ سلطان سلجوقیہ مصر پر قبضہ کر لیں گے، عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کر لینے کا اشارہ کر دیا تا کہ سلاطین عیسائی حاکم رہیں اور رکاوٹ بنیں۔ (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

امیر انز کی تقرری: جب سلطان برکیارق خراسان کی جانب روانہ ہوا تھا تو اس نے اسی زمانہ میں امیر انز کو فارس کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ فارس کے ملک پر شوانکار کے قبائل قبضہ ہو گئے تھے اور ایران شاہ بن قاروت بک (والی کرمان) کی پشت پناہی اور امداد سے فارس پر حکومت کر رہے تھے۔ پھر جب امیر انز نے فارس پر فوج کشی کی تو شوانکار نے مقابلہ کیا۔ جس میں امیر انز کو شکست ہوئی اور امیر انز، اصفہان واپس آ گیا۔ سلطان برکیارق کو اس سے مطلع کیا۔ اور خراسان حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ مگر سلطان برکیارق نے اصفہان میں ٹھہرنے کا حکم دیا عراق کی اجازت سند بھیج دی۔ اور جتنی فوجیں عراق اور اس کے اطراف و جوار میں تھیں، ان کا بھی امیر انز کو افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

امیر انز کی بغاوت: مؤید الملک بن نظام الملک دار الخلافہ بغداد سے ”حلقہ“ پہنچ کر امیر انز سے ملا اور اسے سلطان برکیارق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ شاہی سطوت اور جبروت کی دھمکی دی، سلطان کے غصہ اور انتقام سے ڈرایا اور یہ رائے دی کہ محمد بن ملک شاہ سے خط و کتابت کر کے سازش کرے۔ محمد بن ملک شاہ ان دنوں گنچہ میں تھا اس مشورے کے مطابق امیر انز نے عمل کیا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ پھر امیر انز کا خوف و خطرہ زیادہ ہو گیا۔ اس نے فوجیں فراہم کیں۔ اصفہان سے ”رے“ روانہ ہوا اور کھلم کھلا سلطان کی مخالفت کرنے لگا۔ اور پھر سلطان برکیارق سے فخر الملک البارسلان کی واپسی اور حوالگی کا مطالبہ کر دیا۔

امیر انز کا قتل: ابھی یہ معاملہ طے نہیں ہوا تھا کہ تین افراد رکوں کے جو امیر انز ہی کے لشکر کے تھے اور خوارزم کے رہنے والے تھے، رات کے وقت اس پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر دیا۔ لشکر میں ہلڑ ساج گیا۔ مال، روپیہ اور اسباب سب لشکریوں نے لوٹ لیا۔ بعد کو اصفہان آئے اور فتنہ کر دیا۔ امیر انز بڑا پابند صوم و صلوة، کثیر المناقب اور بخشنے والا انسان تھا۔ امیر انز کے قتل کی خبر سلطان برکیارق کو اطراف رے میں ملی۔ سلطان امیر انز سے جنگ کرنے آ رہا تھا یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ فخر الملک البارسلان کی تو باچھیں کھل پڑیں۔ یہ واقعہ ۶۹۲ھ کا ہے۔ اصنبر صابر، امیر انز کے قتل کے بعد دمشق چل گیا۔ مدتوں وہیں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد ۵۰۱ھ میں سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا اور اسے وجہ کی حکومت عطا کر دی۔

بیت المقدس کا محاصرہ: تاج الدولہ تنش نے بیت المقدس کو خلفاء علویہ (والیان مصر) سے چھین لیا تھا اور اپنی طرف سے میر سقمان بن ارتق کو اس کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ جس وقت ترکوں کو اطلاع دی کہ بیت المقدس میں شکست ہوئی تو مصری خلیفہ کو بیت المقدس واپس لینے کا شوق اور جوش پیدا ہوا۔ چنانچہ افضل بدر جمالی دولت علویہ کا کمانڈر فوجیں مرتب کر کے بیت المقدس کی طرف بڑھا۔ اور بیت المقدس کا

۱ اصل کتاب میں اس مقدم پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۲۲) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں لکھنے سے کچھ رہ گیا ہے۔

محاصرہ کر لیا۔

بیت المقدس پر قبضہ۔ اس وقت بیت المقدس میں امیر سقمان اور ایلغازی میں ارتق، یاقوتی (ان دونوں کا بھتیجا) اور سونچ انہی دونوں کا چچا زاد بھائی) موجود تھے۔ محصوروں نے جی توڑ کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ افضل بن بدر جمال کی مخیقوں نے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ دیا۔ محصوروں نے محاصرے کے چالیس دن کے بعد ہتھیار ڈال دیئے۔ اور امان حاصل کر کے بیت المقدس فتح مند گروہ کے حوالے کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۸۹ھ کا ہے۔

افضل کا حسن سلوک افضل نے کامیابی کے بعد محصور امراء کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ کیے۔ امیر سقمان اور ایلغازی کو ان کے ساتھیوں سمیت زوراء دے کر رخصت کیا۔ امیر سقمان نے ”الربا“ میں جا کر قیام اختیار کیا۔ ایلغازی عراق چلا گیا اور افضل نے اپنے سرداروں میں سے افتخار الدولہ کو بیت المقدس کی حکومت پر مقرر کر کے مصر واپس چلا گیا۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ۔ عیسائیوں نے عکا سے واپس آ کر بیت المقدس کی طرف قدم بڑھایا۔ اور چالیس دن نہایت سختی سے محاصرہ کیے رہے۔ بالآخر ماہ شعبان ۵۹۴ھ کے آخر میں شہر پناہ کی شمالی دیوار توڑ کر گھس گئے۔ اور بہت بڑی خونریزی و غارتگری کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ محراب داؤد علیہ السلام میں تین دن تک پناہ گزین رہا۔ آخر کار عیسائیوں سے امن حاصل کر کے رات کے وقت عسقدن چلا گیا۔

مسلمانوں کی تباہی:۔۔۔ پھر مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار سے زیادہ مسلمان شہید کئے گئے۔ جن میں علماء، زہاد، مہاجرین اور روساء شہر تھے۔ چالیس چاندی کی بڑی قندیلیں (ہر ایک کا وزن تین ہزار چھ سو درہم مطابق وزن رائج الوقت میں بیس سیر کا تھا) ایک سو پچاس سمنے کی چھوٹی قندیلیں ایک سو نو قندیلیں ورنی چالیس رطل شامیاتیق (مطابق وزن رائج الوقت ایک من) اور اس کے علاوہ بہت سامان و اسباب جو کہ حد و شمار سے باہر تھا، لوٹ لیا۔<sup>①</sup>

مسلمان اور خلیفہ مقتدی:۔ مسلمان فریادی صورت بنائے پریشان حال دارالخلافہ بغداد پہنچے۔ خلیفہ مقتدی نے ان کو ابو محمد و امغانی، ابو بکر شاشی، ابوالقاسم زنجانی، ابوالوفاء بن عقید، ابوسعید حلوانی اور ابوالحسین بن سماک کے ساتھ سلطان برکیارق کے پاس روانہ کر دیا اور عیسائیوں سے اس جرأت و سفاکی کے انتقام لینے کی ہدایت کی۔

مسلمانوں کی ناامیدی:۔۔۔۔۔۔ یہ وفد حلوان تک پہنچا تھا کہ ان لوگوں کو محمد الملک البارسلان کے قتل اور سلطان برکیارق اور سلطان محمد کے جھگڑنے اور جنگ کی خبر معلوم ہوئی۔ چنانچہ بے نیل مرام واپس آ گئے اور عیسائیوں نے سرزمین شام پر استقلال کے ساتھ قدم جما لیا۔

محمد اور برکیارق:۔۔۔۔۔۔ محمد اور سخر حقیقی بھائی تھے۔ سلطان برکیارق نے سخر کو حکومت خراسان پر متعین کیا تھا۔ ۵۸۸ھ میں محمد سلطان برکیارق کے پاس جس وقت کہ یہ اصفہان کا محاصرے کئے ہوئے تھے، آ گیا تھا۔ برکیارق نے محمد کو گنجہ اور اس کے متعلقات کی حکومت عطا کی اور چونکہ محمد کی عمر کم تھی امیر قطنغ تکبیں اتابک کو وزیر کے طور پر اس کے ساتھ روانہ کیا۔

گنجہ پر تکبیں خادم کی گورنری:۔۔۔۔۔۔ شہر گنجہ صوبہ اران کے مضافات میں سے تھا۔ قطن (فضلوں بن ابوالاسوار) اس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اس صوبہ کو قطن سے لے کر سرہنا ساد تکبیں خادم کو عنایت کیا اور قطن کو اس کی جگہ استر آباد کی حکومت عطا کی۔ لیکن چند دنوں کے بعد صوبہ اران کی حکومت دوبارہ قطن کو ضمانت لے کر دے دی گئی۔

قطن کی بغاوت اور سرکوبی:۔۔۔۔۔۔ پھر جب قطن کی مالی اور فوجی حالت ذرا درست ہو گئی تو اس نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے امیر بوزان کو اس کی سرکوبی پر روانہ کیا۔ چنانچہ امیر بوزان نے اسے شکست دے کر گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور اس کے علاقوں پر قابض ہو گیا۔

① ان وقت کی تفصیل دیکھنا چاہیں تو سلطان صلاح الدین ایوبی کی سوانح عمری کا مطالعہ کیجئے (مترجم)

سultan ملک شہ نے صوبہ اران کو امیر بوزان، باغی سیان والی اٹھا کیا اور ان کے افسران فوج پر تقسیم کر دیا۔ اور پھر ۴۷۲ھ میں قسطنطنیہ میں بندہ میں مر گیا۔

گنچہ پر محمد کی گورنری۔ باغی سیان کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اپنے باپ کے زیر کنٹرول ممالک کی طرف چلا گیا۔ تب سلطان برکیارق نے ۴۸۸ھ میں گنچہ اور اس کے متعلقات کی محمد کو حکمرانی کی سند دے دی جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

جب محمد کی قوت بڑھی اور حکومت میں استحکام و استقلال پیدا ہوا تو اس نے اپنے وزیر اتابک قتلغ تکین کو قتل کر دیا اور پورے صوبہ اران پر مستولی ہو گیا۔ انہی دنوں مؤید الملک عبید اللہ ابن نظام الملک اپنے آقا امیر انز کے قتل کے بعد محمد کے پاس چلا گیا تھا۔ محمد نے اسے اپنے تقرب کی عزت دی اور وزارت کے عہدے سے سرفراز کیا۔

محمد کی بغاوت: مؤید الملک نے حکومت و سلطنت کی دعویداری کی رائے دی چنانچہ محمد نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر کے اپنے عداوتوں میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد ہی مجد الملک البارسلان کے مارے جانے کا واقعہ پیش آیا جو کہ برکیارق کے قلم رو میں استبدادی حکومت کر رہا تھا۔ امراء لشکر کو اس سے منفرت پیدا ہو گئی۔ اور وہ برکیارق کا ساتھ چھوڑ کر محمد کے پاس چلے گئے۔ (اور ۱ مرتب ہو کر رے کی طرف بڑھے) برکیارق ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ”رے“ میں داخل ہو گیا تھا۔ اہم اہم امراء سلجوقیہ امیر نیال بن انوشکین حسامی اور عز الملک بن نظام الملک وغیرہ بھی حضر ہو گئے۔

محمد کا رے پر قبضہ: ... برکیارق نے یہ خبر سن کر کہ اس کا بھائی محمد جنگ کے لیے روانہ ہو گیا ہے، ”رے“ سے اصفہان کی طرف واپس چلا گیا۔ مگر اہل اصفہان نے اصفہان میں داخل نہیں ہونے دیا تب اس نے خوزستان کا راستہ اختیار کیا اور محمد نے ماہ ذیقعدہ ۴۹۲ھ میں ”رے“ پر قبضہ کر لیا۔

زبیدہ خاتون کی موت: زبیدہ خاتون برکیارق کی والدہ اپنے بیٹے کے ساتھ نہیں گئی تھی بلکہ رے میں ٹھہری ہوئی تھیں۔ چنانچہ مؤید الملک نے اسے گرفتار کر کے قلعہ میں بند کر دیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو مال و اسباب ضبط کر لیا۔ جب اس سے بھی اس کے دل کو تسلی نہیں ہوئی تو ایک دن اس کا گلا گھونٹ دیا جس سے وہ مر گئی۔ اس کے مصاحبوں نے اسے اس فعل سے بہت منع کیا تھا۔ مگر اس نے ایک کی بھی نہ سنی اور اپنی خباثت کے ظہار سے باز نہ آیا۔

سعد الدولہ کی برکیارق سے کشیدگی: سعد الدولہ گوبر آئین افسر پولیس بغداد کو برکیارق سے ناراضگی و نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ یہ امیر کر بوقا (والی موصل) چکر مش (والی جزیرہ ابن عمر) اور سرخاب بن بدر (والی نکسون) وغیرہ سے ملا اور ان سب کو برکیارق کی مخالفت پر آمادہ و تیار کر لیا۔ چنانچہ یہ سب اپنی فوجوں کے ساتھ سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہو گئے۔ سلطان محمد اس وقت قم میں مقیم تھا۔ سلطان محمد نے ان سب کو خلعتیں دیں، انعامات اور جائزے سے سرفراز کیا اور سعد الدولہ گوبر آئین کو اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی ہدایت کر کے واد الخلافت بغداد واپس چلا گیا۔

محمد کی دربار خلافت میں کامیابی: سعد الدولہ گوبر آئین نے بغداد میں پہنچ کر خلیفہ کی خدمت میں بازیابی کی عزت حاصل کی اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوانے کے بارے میں عرض کیا۔ چنانچہ خلیفہ نے منظور فرمایا اور سلطان محمد کو غیاث الدین والدین کا خطاب عنایت کیا۔ امیر کر بوقا اور چکر مش وغیرہ سلطان محمد کے ساتھ اصفہان کی طرف روانہ ہو گئے (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

مجد الملک البارسلانی: ابوالفضل سعد البارسلانی (البارسلان) ”مجد الملک“ سلطان برکیارق کی ناک کا بال بن گیا تھا۔ پورے کاروبار سلطنت کے سبب وہ سفید کا۔ مک تھا۔ اس کا ایسا اثر تھا کہ کسی کی دال نہیں گلتی تھی۔ چنانچہ جب امراء برکیارق، فرقہ باطنیہ کی سازشوں کا شکار ہونے لگے اور یکے بعد دیگرے قتل ہو گئے تو برکیارق کے امراء کو یہ خیال آیا کہ ہونہ ہو یہ مجد الملک البارسلانی کا کام ہے۔ چنانچہ امیر برشق کے قتل کئے جانے کے بعد اس کے

بیٹوں روٹی اور قبوری کو یہی خیال آیا۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے باپ کے قتل کا الزام مجد الملک کے سر تھوپ دیا۔ اور برکیارق سے عظیمہ ہو گئے۔

عبدالملک کے قتل کے بارے میں مجلس مشاورت: اس سے کمانڈروں کو مخالفت کا موقع مل گیا۔ چنانچہ ایک مجلس میں سب جمع ہوئے ان میں حیرہ الکابک اور ”طغابریک بن الیزن“ پیش پیش تھا۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر امیر برق کے خون کا انتقام لینے کی تحریک پیش کی اور اسی مقصد سے اس کے بیٹوں کو بوالیا۔ ہمدان کے قریب دوسری مجلس ہوئی۔ ساری فوج نے اس سے اتفاق کیا۔ تب ان لوگوں نے برکیارق سے مجد الملک کی حوالگی کا مطالبہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ ”اگر مجد الملک کو آپ ہمارے حوالہ کر دیں گے تو ہم آپ کے تابعدار و خادم ہیں ورنہ ہمیں آپ علم حکومت کے خلاف تصور فرمائیے۔“

مجد الملک کا مشورہ: برکیارق نے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا۔ لیکن مجد الملک البارسلان نے یہ رائے دی کہ ”بلحاظ مصلحت وقت آپ ان کے جذبات اور خواہش کے مطابق مجھے قتل کر دیجئے۔ تمام امراء دولت اور کمانڈر آپ کے مطیع بن جائیں گے ورنہ انہوں نے مجھے زبردستی گرفتار کر کے قتل کیا تو اس سے سلطنت کا رعب ختم ہو جائے گا“ مگر سلطان برکیارق اس پر راضی نہ ہوا بلکہ انتقام مانگنے والوں سے مجد الملک کو نہ مارنے کی قسم لے کر مجد الملک کو ان کے حوالہ کر دیا۔

مجد الملک کا قتل: ... مجد الملک ان باغیوں کے سرداروں کے پاس پہنچے بھی نہ پایا تھا کہ غلاموں نے اسے قتل کر دیا۔ چنانچہ شورش اور فرقہ ہو گئی اور اس کا سرتار کر مؤید الملک کے پاس بھیج دیا گیا۔

امراء حکومت کی بے رخی: اس واقعہ سے امراء حکومت اور کمانڈروں کو برکیارق سے اور زیادہ نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اس کو کہہ دیا کہ آپ ”رے“ چمے جائیں۔ ہم لوگ آپ کے بھائی محمد سے نپٹ لیں گے۔ چنانچہ برکیارق بادل ناخواستہ ”رے“ کی جانب لوٹ گیا۔ ان لوگوں نے اس کی خرگاہ کو لوٹ لیا اور اس کے بھائی محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیارق کوچ اور قیام کرتا ہوا اصفہان پہنچ گیا۔ پھر اصفہان سے رشتہ چلا گیا۔

بغداد میں برکیارق کا خطبہ: ... برکیارق اور اس کا امیر لشکر نیال بن انوشکین اپنی فوج کے ساتھ خوزستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور خوزستان سے واسطہ کا راستہ اختیار کیا۔ جہاں صدقہ بن مزید (والی حله) آ ملا۔ اس کے بعد ان سب نے دار الخلافہ بغداد کا رخ کیا۔ اس وقت بغداد میں سعد ابوہریرہ آئین افسر پولیس موجود تھا اور سلطان محمد سے علم حکومت کا مطیع تھا۔ برکیارق کی آمد کی خبر سن کر اس نے بغداد چھوڑ دیا۔ ایلغازی بن ارتق وغیرہ جیسے امراء بھی اس کے ساتھ بغداد سے نکل آئے۔ برکیارق چند روزیں صفر ۴۹۳ھ کو بغداد پہنچا اور اپنے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔

برکیارق پر حملے کی ترغیب: ... سعد الدولہ نے سلطان محمد اور مؤید الملک کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور برکیارق کے مقابلہ پر لشکر بھیجنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ سلطان محمد اور اس کے وزیر مؤید الملک نے امیر کر بوقا (والی موصل) اور چکر مش (والی جزیرہ ابن عمر) کو برکیارق سے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ چکر مش نے سعد الدولہ سے یہ ظاہر کیا کہ میرے مقبوضہ علاقوں میں بے حد بتری پھیلی ہوئی ہے لہذا مجھے آپ واپسی کی اجازت دیجئے۔ سعد الدولہ یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا اور بادل ناخواستہ اجازت دے دی۔ سعد الدولہ اور اس کے مصاحبوں کو سلطان محمد کی امداد سے ناامیدی ہو گئی۔ برکیارق کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ برکیارق بغداد سے نکل کر ان لوگوں کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے نہایت جوش سے استقبال کیا۔ برکیارق روق خندہ پیشانی سے مل اور خوشی و مسرت کے ساتھ بغداد کی جانب ان لوگوں سمیت واپس چلا گیا۔

عمید الدولہ کی گرفتاری: اس کے بعد عمید الدولہ بن جمیر (خلیفہ کا وزیر تھا) کو گرفتار کر لیا۔ دیار بکر اور موصل کی اس آمدنی کا مطالبہ کیا جو اس نے۔ اور اس کے باپ نے دیار بکر کی گورنری کے دور میں اور موصل میں وصول اور حاصل کی تھی۔ ردو کد کے بعد ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار پر معاملہ سٹے

① مجد الملک: محمد نیک مزاج، صوم و صلوة کا پابند، تہجد پڑھنے کا عادی اور بخئی تھا۔ علویوں کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ اور داد و بخش سے پیش آتا تھا۔ حمزہ بن علی سے اسے غرت تھی۔ تنبیت مزاج میں تھی مگر اس کے باوجود صحابہ کی عزت کرتا تھا اور ان سے تمنا کرنے والے کو ملعون کہتا تھا (دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۷) (مترجم)

ہو گیا۔ پھر دربار خلافت کا عہد وزارت اعزاز ابو الحسن عبد الجلیل بن علی بن محمد ہستانی کو عطا کیا گیا۔ خلیفہ نے برکیارق کو خلعت عنایت فرمائی۔

محمد کی طرف پیش قدمی: برکیارق دار الخلافت بغداد سے اپنے بھائی محمد سے جنگ کے لیے روانہ ہوا اور شہر زور سے ہولر زور۔ تین دن شہر زور میں قیام پذیر رہا۔ ترکمانوں کا بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ رئیس ہمدان نے ہمدان حوالہ کر دینے کی درخواست پیش کی۔ برکیارق نے اس طرف التفات نہ کیا اور محمد سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر جنگ ہونا طے پایا۔ برکیارق کے میمنہ پر سعد الدولہ و ہر آئین، عزالدولہ بن صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر وغیرہ نامی گرامی امراء تھے۔ میسرہ میں امیر کر بوقا تھا۔ محمد کے میمنہ کا سردار امیر اضرا اور اس کا بیٹا ایاز تھے۔ اس کے میسرہ میں موید الملک فوج لیے موجود تھا۔ قلب لشکر میں خود محمد تھا تختہ اصفہان امیر سرخو اس کے لشکر میں تھا۔

برکیارق اور محمد کی جنگ: چنانچہ برکیارق کے میمنہ نے جس کا سردار سعد الدولہ گوہر آئین تھا، موید الملک اور لشکر نظامیہ پر حملہ کیا۔ موید الملک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ فتح مند گروہ لڑتا بھڑتا منہزم گروہ کے خیموں تک پہنچ گیا اور اسے لوٹ لیا۔ اسی دوران محمد کے میمنہ نے برکیارق کے میسرہ پر حملہ کیا۔ جس میں برکیارق کے میسرہ کو شکست ہوئی۔ محمد نے یہ رنگ دیکھ کر برکیارق پر حملہ کر دیا۔ برکیارق کی فوج بے قیامت ہو کر بھاگ نکلی۔ ورمحمد نہایت مردانگی سے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھتا رہا۔

گوہر آئین کا قتل: سعد الدولہ گوہر آئین منہزم گروہ کے تعاقب سے واپس آ رہا تھا۔ اتفاق سے اس کا گھوڑا پھسل کر گر پڑا ایک خراسانی سپاہی نے پہنچ کر سعد الدولہ کا سر اتار لیا۔ اعزاز ابو الحسن یوسف (برکیارق کا وزیر) گرفتار ہو کے موید الملک کے رو برو پیش کیا گیا۔ موید الملک عزت و توقیر سے پیش آیا اور اس کے رہنے کے لیے خیمہ نصب کرایا۔

محمد کی کامیابی: جنگ کے بعد موید الملک نے اعزاز ابو الحسن یوسف کو دار الخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تحریک کرنے روانہ کیا۔ اعزاز ابو الحسن یوسف نے بغداد میں پہنچ کر حسب ہدایت موید الملک عمل درآمد کیا۔ چنانچہ پندرہویں رجب کو جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

گوہر آئین کا تعارف: سعد الدولہ گوہر آئین کا ابتدائی حال یہ ہے کہ سعد الدولہ ملک ابو کاہل بن سلطان الدولہ بن بویہ کا خادم تھا۔ ملک ابو کاہل نے اسے اپنے بیٹے ابونصر کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ جب ابونصر کو طغرل بیگ نے گرفتار کیا تو سعد الدولہ اس کے ساتھ قلعہ طبرک میں چلا گیا۔ پھر ابونصر کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں رہنے لگا۔ کفایت شعار اور منتظم شخص تھا۔ اس لیے سلطان الپ ارسلان نے اس کو واسطہ کی حکومت دے دی۔ دار الخلافت بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا۔ سلطان الپ ارسلان کے قتل کے بعد اس کے بیٹے سلطان ملک شاہ نے سعد الدولہ کو سفیر بنا کر دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ سعد الدولہ نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ جس پر دار الخلافت سے خلعت ملی۔ دار الخلافت بغداد کے نظم و نسق کی خدمت عطا ہوئی اور قدرت کی جانب سے جو عزت سعد الدولہ کو حاصل ہوئی تھی کسی خادم کو نصیب نہیں ہوئی۔ ارکین حکومت اسی کے قبضہ میں تھے۔ کمانڈر حضرات اس کی اطاعت کو اپنی خوش نصیبی سمجھتے تھے۔ المختصر اپنی زندگی کے دن پورا کر کے اس معرکہ میں کام آ گیا پھر اس کی جگہ ایلغازی بن ارتق بغدادی پولیس افسر مقرر ہوا۔

سنجر کے مقابلے میں برکیارق کی تیاری: برکیارق نے اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر کنتی کے چند جاں نثروں کے ساتھ رہے میں جا کر دم لیا۔ اس کے حامیوں کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو چاروں طرف سے آ کر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ برکیارق نے سب کو مرتب کر کے خراسان کی جانب روانہ ہوا اور اسفرائین پہنچا۔ امیر داؤد حبشی بن التوتاق کو دامغان سے بلوایا۔ طبرستان۔ جرجان و خراسان کا زیادہ حصہ اسی کے قبضہ و حکومت میں تھا۔ اسے امیر داؤد نے کہلویا کہ ”میں جب تک حاضر نہ ہوں اس وقت تک آپ نیشاپور میں جا کر قیام اختیار فرما میں۔“

ابوقاسم کا قتل: چنانچہ برکیارق اسفرائین سے روانہ ہو کر نیشاپور پہنچا۔ ابو محمد اور القاسم بن امام الحرمین نے امیر نیشاپور کو گرفتار کر کے جیل میں

ڈال دی۔ کچھ عرصے کے بعد ابوالقاسم کو بحالت قیدز ہر دیا گیا۔ جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

سنجر اور برکیارق کی جنگ:۔ اس کے بعد سنجر نے امیر داؤد جیشی پر فوج کشی کی۔ امیر داؤد نے برکیارق کو اس کی اطلاع دی اور اپنی مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ برکیارق فوجوں کو مرتب کر کے روانہ ہوا اور ابوشیخ کے باہر ایک میدان میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی۔ سنجر کے مہم پر میر برغش، میسرہ پر امیر کوکر اور قلب شکر میں امیر رستم تھا۔ چنانچہ برکیارق نے رستم پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ اس سے قلب شکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ برکیارق نے سنجر کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ برکیارق کے ساتھی لوٹ اور فراہی مال غنیمت میں مشغول و مصروف ہو گئے۔

برکیارق کی شکست:۔ امیر برغش اور امیر کوکر نے اس بات کا احساس کر کے برکیارق پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ عنوان جنگ تبدیل ہو گیا اور برکیارق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ پکڑ دھکڑ کے دوران امیر داؤد جیشی گرفتار ہو گیا اور پھر امیر برغش کے رو برو پیش کیا گیا۔ امیر برغش نے قتل کر دیا۔

برکیارق کی پریشانی:۔ برکیارق بھاگ کر جرجان پہنچا۔ پھر جرجان سے وامغان چلا گیا۔ جب وامغان میں بھی اس کے مضطرب دل کو سکون نہ ملا تو وامغان کے دیہاتوں میں چلا گیا اور وہیں سے اہل اصفہان کو بلاوے کے خطوط لکھے۔ امیروں کا ایک گروپ یہ خبر سن کر حاضر ہو گیا۔ جن میں جاہلی ستادہ بھی تھا۔ پھر یہ اصفہان کی طرف بڑھا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی محمد اصفہان میں داخل ہو گیا تھا۔ اس لیے برکیارق عسکر مکرم کی طرف واپس چلا گیا۔

امیر افسر کا قتل:۔ جب برکیارق کو سنجر سے ۴۹۳ھ میں شکست ہوئی اور وہ شکست کھا کر اصفہان گیا تو محمد اس کی روانگی سے مطلع ہو کر اصفہان میں پہلے سے داخل ہو گیا تھا۔ مجبوراً خراسان کی جانب لوٹ پڑا اور عسکر مکرم میں قیام پذیر ہو گیا۔ ۴۹۴ھ میں امیر زنگی و امیر الہکی بن برسق، برکیارق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی جانب روانہ ہوئے۔ اسی دوران امیر افسر مر گیا تھا۔ امیر ایاز کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ موید الملک کی سازش سے امیر نصر کے وزیر نے امیر افسر کو زہر دیا ہے۔ امیر ایاز اور امیر افسر میں گہرا اتحاد تھا۔ ایک دن موقع پا کر امیر ایاز نے امیر نصر کے وزیر کو قتل کر دیا اور انتقام کے خوف سے پانچ ہزار فوج کے ساتھ برکیارق کی خدمت میں بھاگ گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد سرخاب بن کخسرد (والی آدھ) بھی محمد سے متفق ہو کر برکیارق کے پاس چلا گیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ پچاس ہزار سوار برکیارق کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

برکیارق اور محمد کی دوسری جنگ:۔ چنانچہ محمد نے پندرہ ہزار کے ساتھ برکیارق پر تیسری جمادی الاخریٰ ۴۹۴ھ میں حملہ کیا۔ دونوں بھائیوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جنگ کے دوران محمد کے اکثر امراء محمد کا ساتھ چھوڑ کر برکیارق کی خدمت میں یکے بعد دیگرے اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ چلے گئے۔ جس کی وجہ سے محمد کو شکست اٹھانا پڑی۔

موید الملک کا قتل:۔ اس جنگ میں موید الملک گرفتار ہو گیا۔ پھر اسے برکیارق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیارق نے سخت و درشت کلمات سے اس سے بات کی اور اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ موید الملک ایک بداخلاق حلیہ ساز، چال باز شخص تھا اور امراء و اراکین دوست کے ساتھ کج ادا، بد عہد، بخیل اور نہایت درجہ کا چلتا پرزہ تھا۔

کامیابی کے بعد اعزاز ابوالحسن وزیر برکیارق نے ابوالبراء ہیم استرآبادی کو موید الملک کا مقبوضہ مال و اسباب اور خزانہ ضبط کرنے کے لیے دارالخلافہ بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ موید الملک کا مال و اسباب اندازے سے زیادہ ہاتھ لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ دارالخلافہ بغداد کے علاوہ کئی عداوتوں میں جو موید الملک کا خزانہ ہاتھ آیا تھا اس میں یا قوت کا ایک گنیزہ بھی تھا جس کا وزن چالیس مثقال تھا۔ اس کے قتل کے بعد محمد نے خطیب الملک ابوالمنصور محمد بن حسین کو اپنا وزیر بنایا۔

برکیارق اور محمد کی واپسی:۔ محمد کے مسئلے سے فراغت حاصل کر کے برکیارق رے چلا گیا۔ امیر کر بوقا (والی موصل) اور ویش ابن صدقہ (ان دنوں صدقہ جند کا والی تھا) وفد لے کر مبارک باد دینے کے لیے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے۔



محمد شکست کھا کر جرجان پہنچا اپنے بھائی سخر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سخر نے محمد کی خواہش کے مطابق مال و اسباب و آلات حرب بھیج دیئے۔ اور اپنے بھائی کے دل کی تسلی کے لیے خراسان سے روانہ ہو کر جرجان پہنچ گیا۔ پھر دونوں متفق ہو کر وامغان پہنچے اور اسے ویران کر کے ”رے“ جا کر مقیم ہو گئے۔ نظامیہ افواج یہ سن کر جمع ہو گئی اور رفتہ رفتہ ان کی تعداد بڑھ گئی۔

برکیارق کی پریشانی: برکیارق نے کامیاب ہو کر رسد کی کمی کی وجہ سے اپنی فوج کو منتشر کر دیا تھا۔ دبیش بن صدقہ اپنے باپ کے پاس حد چد گیا تھا، آذربائیجان میں داؤد بن اسمعیل بن یاقوتی نے علم بغاوت بلند کیا تھا اس کی سرکوبی کے لیے قوام الدولہ امیر کر بوق دس ہزار فوج کے ساتھ آذربائیجان بھیج دیا گیا تھا۔ امیر یاز اجازت حاصل کر کے ہمدان چلا گیا تھا۔ اور عید الفطر کے بعد واپس جانے کا وعدہ کر آیا تھا۔ غرض سی صور پر فوج کا بڑا حصہ ادھر ادھر ہو گیا تھا۔ تھوڑی سی فوج برکیارق کے لشکر میں باقی رہ گئی تھی۔ جب اسے محمد اور سخر کے اتحاد کی خبر ملی اور ان کی کثرت فوجوں کے اجتماع کی اطلاع ملی تو بہت پریشان ہو گیا۔

امیر یاز اور ابن برسق کی طوطا چشتی: برکیارق کو کچھ سمجھ نہ آیا تو ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا تاکہ امیر یاز سے مل کر اپنی منتشر قوت کو سنبھالے۔ مگر راستے میں یہ خبر بد سنی کہ امیر یاز نے خط و کتابت کر کے محمد کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ پھر کیا تھا اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ چنانچہ قوز شستان کی جانب لوٹ گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا منتشر پہنچا۔ پھر امیر ابن برسق کو طلی کا خط لکھا چونکہ امیر ابن برسق، یاز کا ساتھی تھا، اس لیے برکیارق کے بلانے پر حاضر ہوا۔ برکیارق پریشان ہو کر عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

امیر یاز کی حاضری: جب وہ حلوان پہنچا تو امیر یاز نے حاضر ہو کر قدم بوسی کی۔ امیر یاز نے محمد سے اپنی اطاعت کے بارے میں خط و کتابت کی تھی لیکن محمد نے منظور نہیں کی۔ اور اپنی فوجیں ہمدان فتح کرنے کے لیے بھیج دیں۔ امیر یاز نے گھبرا کر ہمدان چھوڑ دیا۔ محمد کے سپاہیوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ جو مال و اسباب امیر یاز چھوڑ گیا تھا۔ اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ امیر یاز نے مصاحبوں اور حامیوں سے تاوان جنگ وصول کیا اور ہمدان کے ایک رئیس ۱ سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔

برکیارق بغداد میں: برکیارق کے امیر یاز سفر کرتے ہوئے ۱۵ ذی قعدہ ۴۹۳ھ کو دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوئے۔ تنگدستی میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس نے خلیفہ سے خرچ کے لیے رقم مانگی۔ خلیفہ نے رد و کد کے بعد پچاس ہزار دینار سے مدد کی۔ مگر اس رقم سے برکیارق کا کام نہ چل۔ چنانچہ اس کے ساتھیوں نے عوام الناس کے مال پر ہاتھ بڑھایا۔ جو کچھ اور جہاں پایا لوٹ لیا۔ ابو محمد عبد اللہ بن منصور بمعروف یہ ابن صبیحہ قاضی جیدہ سواصل شام سے فرانس کے عیسائیوں سے شکست کھا کر دار الخلافہ بغداد بھاگ آیا تھا۔ اس کے پاس بہت سا مال اور زرق نقد بھی تھا۔ برکیارق کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ اس سے زبردستی لے لیا۔ قاضی ابن صبیحہ کے حالات خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

برکیارق سے امیر صدقہ کی بغاوت: اس کے بعد برکیارق نے اپنے وزیر اعز ابو الحسن کو امیر صدقہ بن منصور بن دبیش بن مزید والی حد کے پاس بھیجا اور یہ مطالبہ کیا کہ دس لاکھ دینار خراج تمہارے ذمہ باقی ہے دو درہم تم سے زبردستی وصول کیا جائے گا اور ملک بھی تم سے چھین لیا جائے گا۔ امیر صدقہ یہ سن کر آگ بگول ہو گیا اور برکیارق کی اطاعت چھوڑ دی۔ اور سلطان محمد کے علم حکومت کا مطیع ہو کر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیارق کو اس کی اطلاع ملی تو صبی کا خط لکھا اور اس سے درگزر کرنے کا وعدہ کیا۔ امیر یاز نے سارے مطالبات کی ذمہ داری لی لیکن امیر صدقہ نے ایک بھی نہ سنی اور اسی امر پر اصرار کرتا رہا کہ وزیر السلطنت اعز ابو الحسن کو میرے حوالہ کر دیا جائے۔ قصہ مختصر امیر صدقہ برکیارق کی مخالفت پر ققم رہا اور اس کے عامل کو کوفہ سے نکال کر کوفہ کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں ملحق کر لیا۔

محمد اور سخر کا بغداد میں داخلہ: سلطان محمد اور سخر نے ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد برکیارق کے تعاقب میں حلوان کی طرف کوچ کیا۔ حلوان میں ایلغازی بن ارتق اپنی فوج کے ساتھ حاضر ہوا اور اپنی خدمت کو سلطان محمد کے دربار میں پیش کیا۔ اس سے محمد کی فوج بہت زیادہ ہو گئی چنانچہ وہ بغداد

ن جانب رونہ ہو گیا۔ برکیارق اس وقت بستر علالت پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کے آنے کی خبر سن کر برکیارق اور اس کے ساتھی خیرا گئے۔ بادل ناخواستہ بغداد کو خیر آباد کہہ کر مغربی جانب سے عبور کر گئے۔ چنانچہ سلطان محمد ۴۹۴ھ کے آخر میں بغداد میں داخل ہوا۔

محمد اور برکیارق کے سپاہیوں کی تو تو میں میں: بڑھ رہا تھا۔ دجلہ دونوں حریفوں میں بچاؤ کر رہا تھا۔ ایک کنارے پر سلطان محمد کی فوج تھی اور دوسرے کنارے پر اس کے سامنے برکیارق کا لاکھ لشکر تھا۔ احک نے دوسرے پر تیر باری کی۔ آپس میں سخت کلامی اور گائیوں کا تبادلہ ہوا۔ محمد کے فوجی، برکیارق کے لشکریوں کو باطنی باطنی کہہ کر پکار رہے تھے۔ سوائے تو، تو، میں، میں، کے کوئی نتیجہ نہ نکل سکا پھر برکیارق نے واسطی صرف کوچ کیا اور اس کے لشکر نے ٹوٹ مار شروع کر دی۔ راستہ میں جو شہر، قصبہ یا گاؤں ملے، لوٹ لٹے۔

سلطان محمد نے دار الخلافت بغداد میں داخل ہو کر قصر سلطنت میں قیام کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ نے خط کے ذریعے خوش آمدید کہا اور اس کے نام و خطبہ میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ سبزوہ، گوبرائین پولیس افسر بغداد کے مکان میں ٹہرا۔ امیر صدقہ (والی حلب) مبارک باد دینے کے لئے محمد ۴۹۵ھ میں دربار شاہی میں حاضر ہوا۔

فرقہ باطنیہ یعنی اسماعیلیہ فرقہ باطنیہ کا ظہور (سلطان ۱) ملک شاہ سلجوقی کے دور میں (عراق، فارس اور خراسان میں ہوا۔ یہ فرقہ کوئی نیا فرقہ نہ تھا بلکہ یہ فرقہ درحقیقت فرقہ قرامطہ ہے فرقہ باطنیہ اور قرامطہ کا طریق عمل اور اعتقادات متحد ہے لیکن اس دور میں وہ فرقہ باطنیہ، اسماعیلیہ، ملاحدہ اور فدائیہ کے ناموں سے مشہور ہوئے۔ ناموں کا انقلاب کسی نہ کسی اعتبار و لحاظ سے ہے، ہر ایک کے نام کی وجہ الگ ہے۔ ”باطنیہ“ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے اعتقادات کو اپنی دعوت کو دوسروں سے مخفی اور پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسماعیلیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ اسماعیل امام بن ابی جعفر صادق کا منبج تھا۔

اسماعیلیہ باطنیہ کو ملاحدہ کہنے کی وجہ: انہیں ملاحدہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کوئی عقیدہ الحاد سے خالی نہیں ہے، فدائیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس کے قتل پر یہ مسلط اور مقرر کئے جاتے تھے اس کو قتل کرنے میں یہ اپنی جان و مال کی پروا نہ کرتے تھے اور خود کو اپنے شیخ کے حکم پر فدا کر دیتے تھے۔ اور چونکہ ان کی یہ دعوت اور ان کے مذہب کا مبداء و منشاء قرامطہ تھا اس لئے اس کی طرف منسوب کر کے قرامطہ کے نام سے موسوم کیا۔

اصفہان میں باطنیہ کا قتل: تیسری صدی ہجری میں اور اس کے بعد اس مذہب کی بنیاد بحرین میں پڑی اس کے بعد مشرق میں سبھان ملک شاہ کے دور میں اس مذہب نے نشوونما پائی۔ اصفہان نے پہلے پہل اس مذہب والوں کا ظہور ہوا۔ برکیارق اپنے بھائی محمود اور اس کی ماں خاتون جلالیہ کا اصفہان میں محصرہ کئے ہوئے تھا۔ آپس کے جھگڑوں نے کسی کو اس کی بیخ کنی کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔ برکیارق کا محصرہ سے دست کش ہو کر واپس ہونا تھا کہ اس فرقہ نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ چنانچہ اصفہان کے باشندے مذہبی پیشواؤں قضاۃ اور فقہاء کے اشارے اور حکم سے اس فرقہ پر ٹوٹ پڑے چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ گرفتار کر کے زندہ آگ میں ڈال دیا۔ چنانچہ بہت سوں نے عدم کاراستہ یہ باقی ہوئے منتشر و متفرق ہو گئے۔ اور محمی عداقوں کے اکثر قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ اوپر ان کے حالات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

نیران شاہ کی تبدیلی مذہب: نیران شاہ بن بداران شاہ بن فاروٹ بیگ (والی کرمان) نے ابو زرعہ کاتب کے کہنے پر (جو کہ خوزستان کا رہنے والا تھا) مذہب باطنیہ کو اختیار کر لیا۔ ابو زرعہ کے پاس ایک حنفی فقیہ ”امد بن حسین بلخی“ رہتا تھا۔ کرمان کے اکثر باشندے اس کے معتقد تھے۔ ابو زرعہ نے اس فقیہ کو قتل کر دیا۔ نیران شاہ کا سر عسکر جو کو قوال شہر تھا، اس واقعہ سے محقق اور کشیدہ خاطر ہو کر سلطان محمد اور وزیر سلطنت نوید ملک کے پاس چلا گیا۔ سر عسکر کے جانے کے بعد فوج نے نیران شاہ کے خلاف بلوہ کر دیا اور خزانہ لوٹ لیا اور اس کو شہر سے باہر نکال دیا۔ بھان پریشانی کی حالت میں قلعہ سہدم (سیرم) میں پہنچا اور والی قلعہ محمد بھستوں سے اجازت حاصل کر کے پناہ گزین اور قیام پذیر ہو گیا۔

ارسلان شاہ کا اقدام۔ ارسلان ۱ شاہ نے یہ خبر پا کر ایک فوج قلعہ مندہم کے محاصرے کے لیے بھیج دی۔ محمد ہستو ہر پہاڑی وقت یہ شاہ کو باہر نکال دیا۔ سپہ سالار نے اسے اور ابو زرعد کا تب کو گرفتار کر کے ارسلان شاہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ارسلان شاہ نے دونوں کو قتل کر کے ملوثوں پر قبضہ کر لیا۔

برکیارق اور فرقہ باطنیہ: چونکہ برکیارق اکثر انہی باطنیوں کو ان لوگوں پر متعین کر دیتا تھا جن کو قتل کرانا اس کے مد نظر ہوتا تھا (انز فسر پوس عفتہان اور غش وغیرہ اسی کے اشارے سے باطنیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے) اس لیے برکیارق کے حمایتی باطنیوں کے دسترس سے محفوظ رہتا۔ بین فرقہ باطنیہ کا عمل برکیارق کے لشکر میں ہو گیا۔ فوج میں بہت سے لوگوں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ کثرت کی وجہ سے جس کو چاہتے قتل و غارت کی ہمتی دیتے تھے۔ سرادارن لشکر بھی خائف ہو گئے۔ اس لیے لوگوں نے برکیارق کو باطنیہ مذہب کی طرف مائل ہونے کا الزام لگایا۔ کدہ برکیارق فرقہ باطنیہ سے اپنے دشمنوں کے مقابلے کا کام لیتا تھا۔ چنانچہ اراکین دولت اور کمانڈر متحد ہو کر برکیارق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور موجودہ معاملات کو پیش کر کے فرقہ باطنیہ کے قتل کی رائے دی۔

باطنیہ کا قتل عام۔ برکیارق نے ان کے مشوروں کو بغور سن کر اس پر عمل شروع کر دیا، اور فرقہ باطنیہ کے قتل کا حکم دیدیا۔ چنانچہ چاروں طرف سے اس فرقہ پر ہر دھار شروع ہو گئی۔ جہاں پر جو شخص فرقہ باطنیہ کا ملا، بے تامل مار ڈالا گیا۔ ابوالبراہیم استرآبادی پر (جسکو وزیر اسطنت عز، بودی سن نے مؤید الملک کے واسطے ضبط کرنے کے لیے دار الخلافہ بغداد بھیجا تھا) بھی اسی مذہب کی پابندی کا الزام تھا۔ برکیارق نے اس کے قتل کا بھی حکم بغداد بھیج دیا۔ شاہی فوج میں امیر محمد بن دشمنز یار بن ملاؤ الدولہ بن کا کو یہ اسی الزام میں قتل کر دیا گیا۔ یہ شہریز و کا والی تھا۔

کیا الہر اسی پر الزام: لگانے بھانے والوں نے کیا الہر اسی مدرس جامعہ نظامیہ پر بھی یہی الزام لگا دیا۔ چنانچہ سلطان برکیارق نے اسے گرفتار کر لینے کا حکم صادر کیا۔ خلیفہ مستظہر نے اس کی برأت، تقدس اور عالی مرتبے کی گواہی دی۔ تب کہیں غریب کیا الہر اسی کی جان بچی، ورنہ سے رہا کیا گیا۔ قصہ مختصر اسی فرقہ باطنیہ کا مادہ فاسد عوام الناس سے منقطع اور دور کر دیا گیا۔ لیکن جن قلعوں کے وہ مالک ہو گئے تھے وہاں پر سی طریقہ سے ان کے مذہب کا کام جاری رہا۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا جیسا کہ ان کے حالات اوپر تفصیل سے تحریر کیے گئے۔

سلطان محمد کی جنگ کے لیے روانگی: جب برکیارق نے بغداد سے واسطہ کی جانب کوچ کیا۔ سلطان محمد، بغداد میں داخل ہو۔ ۱۵ محرم ۶۹۵ھ تک قیام پذیر رہا پھر وہاں سے سنجہ کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ محمد نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا اور سنجہ نے خراسان کی طرف کوچ کر دیا۔ محمد اور سنجہ روانگی کے بعد خلیفہ مستظہر تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ برکیارق بغداد کے ارادے سے روانہ ہونا چاہتا ہے۔ اس خبر کے بعد وہ برکیارق کی طرف سے ان نامناسب کلمات اور افعال قبیحہ کی بھی اطلاع دی گئی جو اس نے خلیفہ کے خادموں کے بارے میں کہے اور منسوب کیے تھے۔ خلیفہ نے سلطان محمد کو ہمدان صوبہ کے ارشد فرمایا "میں تمھارے ساتھ برکیارق سے لڑنے چلوں گا" سلطان محمد نے گزارش کی "محمّد خلیفہ تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سے جنگ کرنے کے لیے میں تنہا کافی ہوں" خلیفہ اس جواب سے بیحد خوش ہوئے اور ارادہ ترک کر دیا۔ سلطان محمد ابو لعدن مفضل بن عبدالرزق کو تختی بغداد پر مقرر کر کے برکیارق کی روک تھام کے لیے روانہ ہو گیا۔

برکیارق کی بغداد سے جنگ کے لیے روانگی: برکیارق بغداد سے روانہ ہو کر واسطہ پہنچا۔ روءاء شہر اس کی فوج کی بدکرداری سے خائف ہو کر نہ ہمدان کی طرف بھاگ گئے۔ چنانچہ برکیارق نے واسطہ میں قیام کر دیا۔ جب اس کو مرض میں ذرا موت محسوس ہوئی وہ ایک گوندہ افاقہ ہو۔ دریا کو جانب مغرب سے جانب مشرق کی طرف عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر وہاں نہ تو کوئی گشتی تھی نہ اور کوئی سامان عبور کرنے کا تھا۔ عوامانہ جان اور آبرو کے خوف سے اپنے اپنے گھروں کے دروازے بند کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ کاروبار سب بند تھا۔ کوئی شخص کسی ضرورت سے بھی باہر نہیں نکلتا تھا۔ چنانچہ

۱ کہان کی فوج نے بیرون شاہ کے بعد ارسلان شاہ بن کرمان شہزادہ بن قروت شاہ بیگ کو کرسی قدرت پر بٹھایا تھا۔ یہ بیرون شاہ کا چچا زاد بھائی تھا (یہی ہے تاریخ کا بیرون شاہ)۔  
جدہ ۱۰۹۹ھ مطبوعہ لندن (مترجم)

قاضی ابوعلی فاروقی شہی شکر میں آیا۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت سے ملاقات کی۔ اہل شہر کے ساتھ نرمی و ملاحظت برتنے کی درخواست کی اور اس کی بھی استدعا کی کہ اہل شہر کی حفاظت کے لیے پولیس اور شہنشاہ مقرر کیا جائے۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت نے یہ درخواست منظور کر دی اور شہریوں کی حفاظت کے لیے پہرہ لگا دیا، چوکیاں مقرر کر دیں۔

امیر ایاز کی فوج کا واسطہ میں ظلم:۔۔ اس کے بعد ان دونوں نے قاضی سے مزدور اور کشتی مہیا کرنے کی فرمائش کی۔ قاضی نے بہت سے مزدور اکڑ حاضر کر دیئے جن کی مدد سے وہ اپنے سواری کے جانوروں سمیت دریاعبور کر کے مشرقی کنارہ پر پہنچ گئے۔ ادھر فوجیوں نے شہر کو بوٹا شروع کر دیا۔ جس کی جو چیز پائی وٹ لی۔ اس لیے غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ قاضی امیر ایاز اور وزیر السلطنت کے پاس گیا ورنہ ان سے رحم و غفوری درخواست کی۔ لشکریوں کی زیادتی اور ظلم کی داستان سنائی۔ چنانچہ امیر ایاز نے فوج کو غارتگری سے منع کر دیا۔

لشکر واسطہ کا تسلیم ہونا:۔۔ اس کے بعد لشکر واسطہ نے اطاعت قبول کر لی اور امن کی درخواست کی۔ برکیارق نے سے من عطا کیا۔ ورس شکر کے ساتھ بنو برسق (اہواز) کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی اہواز نہیں پہنچے پایا تھا کہ اسے بغداد سے حمد کی روانگی کی خبر ملی۔

دونوں بھائیوں کی فوجوں کا آمنا سامنا:۔۔ چنانچہ اہواز کا خیال چھوڑ کر اس کے تعاقب میں نہاوند کی جانب روانہ ہو گیا۔ جہاں دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہو گیا۔ دونوں نے صف آرائی کی لیکن شدت سرما کی وجہ سے جنگ نہیں ہوئی لہذا اپنے اپنے کیمپ میں واپس آ گئے۔ دوسرے دن پھر صف آرائی کی۔ دونوں فوجوں کے جنگ آور صف لشکر سے نکل کر میدان میں آتے تھے، مصافحہ کرتے، باتیں کرتے اور واپس چھپتے جاتے۔ کمانڈروں نے فوج کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر باہم گفت و شنید شروع کی۔

دونوں بھائیوں کی صلح:۔۔۔ سلطان محمد کی فوج میں سے امیر بکراج، امیر ایاز اور وزیر السلطنت اعز ابوالمحسن کے پاس آئے اور صلح کی گفتگو کی۔ چنانچہ دونوں فوجوں میں اس بات پر مصالحت ہو گئی (۱) برکیارق کو سلطان کے لقب سے یاد کیا جائے اور محمد کو ملک کے خطاب سے مخاطب کیا جائے (۲) ملک محمد کے لیے تین ضرب سلامی دی جائے (۳) حیرہ اپنے مضامات سمیت آذر بایجان، دیاربکر، جزیرہ اور موصل ملک محمد کو دیئے جائیں (۴) برکیارق، محمد کو ان والین شہر کے مقابلہ میں امداد دے جو محمد کی مخالفت کریں۔ صلح نامہ لکھا گیا، دستخطوں سے مرتب ہو، دونوں بھائیوں نے صف، ٹھہری اور اپنے اپنے زیر کنٹرول علاقوں کی طرف لوٹ گئے۔ چنانچہ برکیارق سادہ چلا گیا اور محمد استر آباد کی جانب لوٹا۔ مصالحت اور صلح نامہ کی تکمیل ۱۰ ربیع الاول ۷۹۵ھ میں ہوئی۔

ایک افواہ پر صلح کرانے والوں کا قتل:۔۔ استر آباد میں محمد کے واپس آنے پر یہ افواہ اڑ گئی کہ جن امراء نے کوشش کر کے صلح کرائی ہے، انہوں نے فریب اور دھوکہ دیا ہے۔ محمد کے کانوں تک یہ آواز پہنچی تو استر آباد سے قزوین چلا گیا۔ رئیس قزوین کو بلایا اور اسے یہ سکھایا کہ ”تم اپنی طرف سے میری اور میرے امراء کی دعوت کرو۔ اس وقت مجھے موقع مل جائے گا میں ان امراء سے فریب کا انتقام لوں گا“ رئیس قزوین نے اس مشورے کو بھلا کر مطابق محمد اور اس کے امراء کی دعوت کی۔ محمد اپنے امیروں کے ساتھ دعوت میں آیا۔ رئیس قزوین نے محمد کے اشارے سے امیر یشمع اور انکسین کو گرفتار کر لیا جو کہ اہم امراء تھے۔ اور صلح کرانے میں پیش پیش تھے۔ شہک کو اس وقت قتل کر دیا اور انکسین کی آنکھوں میں نیل کی سلا میں پھروا دیں۔

صلح کا خاتمہ:۔۔ اسی دوران امیر نیال بن انوشکین حسامی برکیارق سے علیحدہ ہو کر (سلطان محمد کی خدمت میں آیا۔ سلطان محمد کی قوت امیر نیال کے دل سے بڑھ گئی۔ چنانچہ اس نے معاہدہ صلح کو بالائے طاق رکھ دیا اور جنگ کرنے کے لیے خیم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ برکیارق بھی اس سے مطلع ہو کر پہنچ گیا۔

چوتھی جنگ:۔۔ دونوں فوجوں نے ”رے“ کے قریب صف آرائی کی۔ سرخاب بن کنجسرو ویلیسی والی سادہ نے برکیارق کی طرف سے امیر نیال پر حملہ کیا۔ امیر نیال شکست کھا کر بھاگا۔ چنانچہ ساری فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور محمد کی ساری فوج بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلی۔ بعضوں نے

طہرستان میں جا کر دلیا، بعض بھاگ کر قزوین پہنچ گئے۔ یہ چوتھی ① جنگ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۵ھ میں صلح اور جنگ سوئم کے چوتھے مہینے میں ہوئی تھی۔  
 محمد ② چند جاں نثاروں کے ساتھ اصفہان پہنچا۔ امیر نیال بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اس وقت تک اصفہان کی حکومت محمد کے قبضے میں تھی۔ شہر ③ پنہ کی مرمت کرنی۔ شہر پنہ کے ارد گرد گہری خندق کھدوائی، امراء لشکر کو شہر پنہ کی فصیلوں اور دروں پر متعین کیا۔ موقع موقع پر مختلف نصب کیں۔ غرض کہ ہر طرح سے اصفہان کو برکیارق کے حملوں سے بچانے کے خیال سے مضبوط و مستحکم کر لیا۔

برکیارق کا محمد پر اصفہان میں حملہ: برکیارق نے چند ہزار فوج کے ساتھ اصفہان پر حملہ کیا اور مدت دراز تک محاصرہ کرتے رہا۔ حویل محاصرے کی وجہ سے اصفہان کا غنہ ختم ہو گیا، محمد کی مالی حالت بھی ناگفتہ بہ ہو گئی۔ رؤساء شہر سے کئی مرتبہ مصارف جنگ اور فوج کے لئے قرض کیا۔ مین جب قرض بھی نہیں ملنے لگا اور محاصرے کی وہی کیفیت رہی تو بادل ناخواستہ اصفہان کو خیر آباد کہہ کر رات کے وقت شہر سے امیر نیال سمیت نکل پڑے۔ باقی امراء لشکر اور راءین دولت کو اصفہان میں چھوڑ دیا۔ برکیارق نے امیر یاز کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلطانی محمد کے عقب و رفقہ کی طرف سے روانہ کیا مگر محمد ہاتھ سے نکل گیا، ہاتھ نہ آیا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ امیر یاز نے محمد کو گرفتار کر لیا تھا۔ محمد نے کہا "امیر یاز تمہاری گردن میں میری بیعت کا طوق اب تک پڑا ہوا ہے۔ میں نے تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی ہے۔ امیر یاز یہ سن کر واپس آ گیا اور رفقہ کی طرف سے ہاتھ چھینچا۔ عام، چھتر اور تین اونٹ مال و اسباب لدے ہوئے لیکر واپس آ گیا۔"

اصفہان پر لیسروں کا حملہ: جس وقت محمد نے اصفہان چھوڑا تو گرد و فواج کے مفسدوں اور لیسروں نے شہر پر دست درازی شروع کر دی اور ایک لاکھ کے قریب جمع ہو گئے۔ میٹھیاں اور کندیں لیکر دوڑ پڑے، خندق کو خس و خاشاک سے پُر کر کے شہر پنہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اہل شہر نے ان سے مقابلہ کیا مگر چنانچہ باوجود کثرت کے ناکام واپس لوٹ گئے۔

ذی القعدہ ۴۹۵ھ کے آخر میں برکیارق بھی محاصرہ اٹھا کر اصفہان سے ہمدان کی طرف ٹوٹ پڑا۔ پرانے شہر پر جسے طہرستان کہتے ہیں مرشد الہر اس کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ مامور کیا اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو بھی وہیں چھوڑ آیا۔

وزیر السلطنت کا قتل: محاصرے کے زمانے میں وزیر السلطنت اعز ابو الحسن عبد الجلیل دہستانی کو ایک باطنی نوجوان نے قتل کر دیا۔ وزیر السلطنت اپنے خیمہ سے سوار ہو کر شاہی دربار میں جا رہا تھا۔ راستے میں فرقہ باطنیہ کا ایک نوجوان لڑکا سامنے آ گیا اور اسے چند مرتبہ نیزہ مارا جس سے وزیر السلطنت نے جان بحق تسلیم کر دی۔

وزیر السلطنت نہایت کریم، خوش خلق اور تخی انسان تھا۔ یہ اس زمانہ میں ہمدان وزارت سے سرفراز کیا گیا تھا جس وقت نھ مشرق میں خندہ پیدا ہو گیا تھا، ماں حالت کمزور ہو گئی تھی۔ اس لیے اس نے لوگوں سے زبردستی روپیہ وصول کرنا شروع کیا۔ جس سے لوگوں کو نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے قتل کے بعد اس کے غلام بھی کسی نے اپنے آقا کے خون کے عوض قتل کر دیا۔ یہ ٹیکس وصول کرنے پر مقرر تھا۔

ابو منصور میندی کی وزارت: اعز ابو الحسن عبد الجلیل کے قتل ہو گئے بعد برکیارق نے خطیر ابو منصور میندی کو ہمدان وزارت عطا کیا۔ خطیر، سلطان محمد کا وزیر تھا۔ سلطان محمد نے اسے زمانہ حصار میں شہر پنہ کے کسی دروازے کی حفاظت پر مامور کیا تھا۔ طہیل محاصرہ سے جب تشدد شروع ہوئی تو محمد نے نیال بن انوشمین کو خطیر کے پاس بھیجا اور فوج کی تنخواہ ادا کرنے کے لیے روپیہ مانگا۔ خطیر روپیہ ادا نہ کر سکا اور رات کے وقت شہر پنہ سے نکل کر اپنے شہر چل گیا۔ اور قلعہ نشین ہو گیا۔ برکیارق نے اس کے محاصرے پر بھی فوجیں بھیج دیں۔ چنانچہ خطیر نے امانت قبول کر دی اور امن کی درخواست کر دی۔ برکیارق نے اس کی درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ خطیر، جس وقت وزیر السلطنت اعز قتل کیا گیا تھا اور بادشاہ حاضر ہو۔ چنانچہ برکیارق نے اعز کی جگہ اس کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بغیرہ۔

① اس نثری میں محمد کے شہر میں دس ہزار سوار تھے (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ لندن) (مترجم) ② سرفراز سادات تھے (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لندن) (مترجم) ③ اس شہر پنہ کو علاء الدولہ کا کوہ نے ۳۲۹ھ میں بنوایا تھا (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لندن) (مترجم)

رے پر اسمعیل بن ارسلان کی تقرری:۔ ان دنوں بصرہ کی حکومت اسمعیل بن ارسلان کے قبضہ میں تھی۔ سلطان ملک شاہ کے دربار میں ”رے“ والوں نے سرکشی، بدمعاشی کا وطیرہ اختیار کر لیا تھا۔ رے کا جو شخص افسر پولیس مقرر کیا جاتا تھا۔ اس کو اہل ”رے“ اس قدر ٹٹ مار پریشان کرتے تھے کہ وہ بھاگ جاتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسی زمانہ میں اسمعیل کو ”رے“ کا افسر پولیس مقرر کیا۔ چنانچہ اسمعیل نے رات ۱۰ شمندی ور ہوشیاری سے کام لیا۔ جو زیادہ بدمعاش تھے ان کی گوشالی کی۔ اور جو ذرا بھلے مانس تھے ان کو سمجھایا، بچھایا۔ غرض یہی نرمی اور نرمی۔ یہ کہ جس سے اہل رے سیدھے ہو گئے۔ مگر اس کے بعد اسے معزول کر دیا گیا۔

بصری کے امیر قماج سے اسمعیل کی جنگ:۔ پھر برکیارق نے بصری کی حکومت پر امیر قماج کو مقرر کیا اور چونکہ برکیارق میر قمان علیحدگی ناپسند کرتا تھا۔ اس لیے اسمعیل کو امیر قماج کا نائب بنا کر بصری بھیج دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد امیر قماج، برکیارق سے میٹھہ ہو کر خراسان چلا گیا۔ اسمعیل کے دماغ میں حکومت بصری کی ہوسا گئی۔ چنانچہ خود سر ہو گیا، مہذب الدولہ بن ابوالنجر نے بطیمہ سے اور معتقل بن صدوقہ بن حسین اسدی نے جزیرہ سے جنگی کشتیاں اور بے شمار فوجیں لے کر بصری پر چڑھائی کر دی۔ دونوں فوجوں کی ملٹاری میں جنگ ہوئی۔ جنگ کے دوران معتقل بن صدوقہ کو ایک تیرگا جس کے صدمہ سے معتقل مر گیا۔ مہذب الدولہ گھبرا کر بطیمہ لوٹ آیا اور اسمعیل نے کشتیوں پر قبضہ کر لیا جو کچھ پایا وٹ لیا۔ یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

امدادی فوج کو بھی شکست:۔ چنانچہ مہذب الدولہ نے گوبر آئین سے امداد کی درخواست کی۔ گوہر آئین نے ابوالحسن ہروی اور عباس بن ابو ظہر کو مہذب الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ مگر اسمعیل نے ان کو بھی شکست دے دی۔ ابوالحسن اور عباس کو گرفتار کر لیا۔ مگر کچھ عرصے بعد عباس کے باپ نے کچھ روپیہ دے کر عباس کو چھڑوا لیا۔ اور ابوالحسن ہروی بدستور قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ ایک مدت کے بعد پانچ ہزار دینار سے کرا سکو بھی رہا کر دیا۔

اسمعیل کی مزید فتوحات:۔ ان واقعات سے اسمعیل کی جرأت بڑھ گئی۔ مالی حالت بھی قوی ہو گئی۔ بصری کی حکومت پر قدم جم گئے۔ اس نے ایک قلعہ، ایلہ میں تعمیر کرایا۔ دوسرا قلعہ شاطعی میں مطاری کے سامنے بنوایا۔ بہت سے ٹیکس موقوف کر دیئے۔ چونکہ سلاطین سلجوقیہ آپس کے جھگڑوں میں مصروف تھے اس لیے اسمعیل کا دارہ حکومت وسیع ہو گیا اس نے مبار (مشان) پر بھی قبضہ کر کے اپنے علاقوں سے جمع کر لیا۔

اسمعیل کی واسط پر ناکامی:۔ ۴۹۵ھ کے دور میں اسمعیل کو واسط پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ اہل واسط سے خط و کتابت شروع کی اور چند آدمیوں کو بہکا کر ملا لیا۔ فوج کو مرتب کر کے جنگی کشتیوں پر سوار ہو کر واسط کی طرف بڑھا۔ نہر آبان پہنچ کر اہل واسط کو شہر حوالہ کرنے کا پیم دیا۔ اہل شہر نے انکار میں جواب دیا، تب اسمعیل نے نہر آیان سے کوچ کر کے جانب مشرقی پڑاؤ ڈالا۔ چند دنوں تک ٹھہرا رہا۔ اہل شہر نے مقابلہ کیا مجبوراً واپسی کا حکم دے دیا۔ لیکن پھر یہ خیال کر کے کہ شہر واسط اپنے مدگاروں اور محافظوں سے خالی ہو گیا ہے، لوٹ آیا اور جن لوگوں نے اسمعیل سے سازش کر لی تھی انہوں نے بھی اسمعیل کو واپس بلانے کے لیے آگ روشن کی۔ اسمعیل کے ہمراہی سا بھی جیسے ہی شہر میں داخل ہوئے، اہل شہر نے چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ چنانچہ اسمعیل شکست کھا کر بصری کی جانب واپس چلا گیا۔

بصری پر ابوسعید کا محاصرہ:۔ اسمعیل نے بصری کے قریب پہنچ کر دوسرا گل کھلا، ہوا پایا اور وہ یہ ہے کہ امیر ابوسعید محمد بن نصر بن محمد (والی عمان)، جناب، سیراف اور جزیرہ بنی نفیس، بصری کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

اسمعیل اور ابوسعید میں چھیڑ چھاڑ پہلے سے چلی آرہی تھی، اسمعیل نے بیس جنگی کشتیاں ابوسعید کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کی تھیں۔ ابوسعید نے پچاس کشتیوں کا ایک بیڑہ مقابلہ پر بھیجا۔ دریائے دجلہ میں دونوں حریف لڑ پڑے۔ جس میں ابوسعید کو کامیابی ہوئی۔ اور اسمعیل کے چند آدمی گرفتار کر لیے گئے۔ اس کے بعد اسمعیل اور ابوسعید کی مصالحت ہو گئی۔ ابوسعید نے اسمعیل کے آدمیوں کو رہا کر دیا۔ پھر اسمعیل نے عہد شکنی کی۔ ابوسعید موقع کا منتظر رہا۔ جب اسمعیل نے واسط پر چڑھائی کی تو ابوسعید نے ہاتھ پاؤں نکالے اور سو کشتیوں کا بیڑہ لے کر بصرہ کو سخیہ کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ نہر ایلہ کے دہانہ پر کچھ فوج خشکی پر اتار دی اور بصرہ کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا۔



ابوسعید سے اسمعیل کی صلح۔۔۔ اس دوران اسمعیل اہل واسطہ سے شکست اٹھا کر بصری کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے قہار تھ کے طے اڑے۔ یہاں سے اپنے سے رین نکل گئی۔ اسمعیل نے دیکھا دربار خلافت کو ان واقعات سے مطلع کیا اور ابوسعید سے صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ اسمعیل دربار خلافت نے بیچ بچہ کر کے دونوں میں صلح کرا دی۔ ابوسعید اپنے دارالخلافت کی طرف واپس آیا اور اسمعیل بصرہ پر مستقل طور پر حکومت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ صدقہ بن مزید نے پانچویں صدی ہجری میں بصری پر قبضہ کر لیا جیسا کہ صدقہ بن مزید کے حالات میں ہم لکھ چکے ہیں۔

کربوق کا انتقال سنقرجہ کی جانشینی۔ سلطان برکیارق نے امیر کربوقا کو ۴۹۴ھ میں آذربائیجان کی طرف مدد دینے کے لیے اسمعیل بن یاقوتی ہوانی سے جنگ کرنے سے بے جیہ تھا۔ چنانچہ امیر کربوقا نے صوبہ آذربائیجان کے اکثر شہروں کو مدد سے چھین لیا تھا۔ ماہ ذیقعد ۴۹۵ھ کے نصف میں امیر کربوقا کا انتقال ہو گیا۔ اصہبذ صبادہ بن خمارنگیں اور سنقرجہ امیر کربوقا کے پاس موجود تھے۔ امیر کربوقا نے وفات کے وقت سنقرجہ کو اپنی جانشینی بنیہ ورتوں کو اس کی طاعت و فرمانبرداری کی وصیت کی چنانچہ اس جانشینی کی بناء پر سنقرجہ نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

موسیٰ ترکمانی کا موصل پر قبضہ:۔ اہل موصل کو اس کی اطلاع نہ تھی پھر انہوں نے امیر کربوقا کی وفات سے مطلع ہو کر موسیٰ ترکمانی کو قلعہ سیف سے بلایا۔ موسیٰ ترکمانی امیر کربوقا کی طرف سے قلعہ مذکور کا قلعہ دار اور امیر کربوقا کا نائب تھا۔ موسیٰ ترکمانی سفر طے کر کے موصل پہنچا۔ سنقرجہ نے اس خیر سے کہ موسیٰ ترکمانی ظہر اطاعت کی غرض سے آ رہا ہے، اس کا استقبال کیا بغلیں ہوا۔ پھر دونوں کا باتوں باتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ سنقرجہ نے کہا ”ہمارا تمھارا جھگڑنا فضول ہے، یہ مسئلہ سلطان کے اختیار میں ہے جسے وہ چاہے گا امیر بنائے گا“ مگر موسیٰ ترکمانی نے کوئی جواب معقول نہ دیا۔ طعن و تشنیع اور سخت کلامی ہونے لگی۔ اس وقت منصور بن مروان یادگار امراء دیار بکر، موسیٰ ترکمانی کے ساتھ تھا۔ اس نے سنقرجہ کو مارا جس سے سنقرجہ کا سر کھل گیا اور موسیٰ ترکمانی نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

چکرمش کا موصل پر قبضہ:۔ چکرمش (والی جزیرہ ابن عمر) کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو فوجیں آراستہ کر کے نصہین پر چڑھ آیا اور قبضہ کر لیا۔ موسیٰ ترکمانی کو اس کی خبر ملی تو غصہ سے کانپ اٹھا۔ انتقام لینے کے لیے جزیرہ کی جانب کوچ کر دیا۔ چکرمش نے بڑھ کر سے روکا۔ دونوں کی ٹرٹی ہوئی تو موسیٰ ترکمانی شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگ گیا۔ چکرمش نے تعاقب کیا اور موصل پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ موسیٰ ترکمانی نے سقمان بن ارتق (والی دیار بکر) سے امداد کی درخواست کی اور اسے قلعہ کیفا دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سقمان نے فوجیں مرتب کر کے موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ چکرمش نے محاصرہ اٹھایا پھر موسیٰ ترکمانی سقمان سے ملنے آیا۔ مگر اس کے کسی غلام نے موسیٰ کو قتل کر دیا۔ سقمان نے قلعہ کیفا کی طرف کوچ کیا اور چکرمش نے موصل کا پھر محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ اہل موصل نے صلح کے ساتھ موصل پر قبضہ دیدیا۔ چکرمش نے قبضہ موصل کے بعد موسیٰ کے قتل کو گرفتار کر کے قصاص لیا۔ اس کے بعد خابور پر قبضہ و متصرف ہو گیا۔ عربوں اور کردوں نے اطاعت قبول کر لی۔

قلعہ کیفا پر سقمان بن ارتق کا قبضہ:۔ سقمان بن ارتق نے موصل کے قتل کے بعد قلعہ کیفا پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ سے اس قلعہ کی حکومت سقمان بن رتق کے خاندان میں رہی۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ اس وقت یعنی ۶۲۵ھ میں قلعہ کیفا کا والی محمود بن قراا سلطان بن داؤد بن سقمان بن رتق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امیر نیاں اور برسق کی رے پر رسہ کشی:۔ برکیارق کے محاصرے کے زمانے میں چوتھی جنگ کے بعد ۴۹۵ھ میں امیر نیاں بن اوشسین حسنی، سلطان محمد کے ساتھ اصفہان میں تھا۔ جب سلطان محمد، محاصرہ سے نکلا تو امیر نیاں نے رے میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ شروع کرنے کی غرض سے رے جانے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ امیر نیاں اور اس کا بھائی علی ماہ صفر ۴۹۶ھ میں رے پہنچے۔ والی رے نے جو برکیارق کی طرف سے تھا، طاعت قبول کر لی۔ اور امیر نیاں نے رے پر قبضہ کر لیا اور اہل رے کے ساتھ پیرحمی اور ظلم سے پیش آیا، تاوان وصول کئے۔ پھر برکیارق نے امیر برسق بن برسق کو، ربیع الاول ۴۹۶ھ میں امیر نیاں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ امیر نیاں مقابلہ پر آیا لیکن شکست کھا کر بھاگ گیا اور امیر برسق نے رے پر قبضہ کر لیا۔

امیر نیاں بغداد میں: علی اس شکست کے بعد قزوین جو کہ اسکا دار الحکومت تھا، چلا گیا اور نیاں نے پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ اس کے بہت سے ساتھی راستے میں مر گئے۔ سات سو پیدل فوجیوں کے ساتھ دار الخلافہ بغداد پہنچا۔ جہاں خلیفہ مستظہر نے آؤ بھگت سے لیا، اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ امیر نیاں نے سلطان محمد کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا

اس کے بعد امیر نیاں، ایلغازی اور سقمان بن ارتق نے ایک خاص مجلس منعقد کی۔ اور سلطان محمد کی حمایت کرنے کا حلف اٹھایا۔ اور سب سے سب امیر صدقہ بن مزید (والی حلب) کے پاس حلف گئے۔ اس سے بھی اسی قرارداد پر حلف لیا۔

نیاں کا اہل بغداد پر ظلم امیر نیاں نے دار الخلافہ بغداد پر قدم جمالینے کے بعد اہل بغداد سے ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیے۔ استبدادی حکومت کرنے کا عمل پر جرمانہ کیا۔ سوداگران اور رئیسوں سے تاوان لیا۔ چنانچہ اہل بغداد متحد ہو کر ایلغازی بن ارتق کے پاس گئے۔ (امیر نیاں نے ایلغازی کی بہن سے جو کہ تاج الدولہ تنش کی زوجہ تھی، عقد کر لیا تھا) امیر نیاں کے ظلم و چیرہ دستی کی شکایت کی، سفارش کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ مستظہر نے بھی امیر نیاں کے ظلم و تعدی سے مطلع ہو کر قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو امیر نیاں کے پاس ظلم و ستم کرنے سے منع کرنے بھیجا۔ امیر نیاں نے عہد و پیمان کیا، حلف اٹھایا کہ آئندہ میں اہل بغداد کے ساتھ نرمی و ملاحظت سے پیش آؤں گا۔ کسی قسم کا ظلم نہیں کروں گا۔ لیکن یہ سب عہد و پیمان پانی پر تحریر تھی وہ اپنے برے کاموں سے باز نہ آیا۔

امیر نیاں کی گوشمالی: خلیفہ مستظہر نے امیر نیاں کے جو روستم کی روک تھام کرنے کے لیے امیر صدقہ بن مزید کو حلب سے ہوا۔ وہ شوال میں امیر صدقہ دار الخلافہ بغداد پہنچا۔ امیر نیاں سے بغداد چھوڑ دینے کا وعدہ لے کر حلب واپس آیا اور اپنے بیٹے دبیش کو امیر نیاں کے ظلم کی روک تھام کے لیے بغداد میں ٹھہرایا۔ امیر نیاں پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور اس نے غارتگری، خون ریزی، رہزنی، آتش زنی اور زبردستی روپیہ وصول کرنے کا شیوہ بدستور جاری رکھا۔ امیر نیاں کی یہ غارتگری دار الخلافہ بغداد تک محدود نہیں تھی۔ قرب و جوار کی بستیاں بھی اجڑ گئیں، راستے بند ہو گئے، امن کا نام معدوم ہو گیا۔ چنانچہ خلیفہ نے دوبارہ امیر صدقہ کو ان واقعات سے مطلع کیا تو امیر صدقہ نے ایک ہزار سوار بھیج دیے امیر ایلغازی بن ارتق اور چند مراد دربار خلعت بھی کر باندھ کر امیر نیاں کے غصے کو ختم کرنے نکلے۔ امیر نیاں اس سے مطلع ہو کر آذر بایجان کی طرف بھاگ گیا اور یہ مہم واپس آ گئی۔

گمشدگی اور ایلغازی کی جنگ: سلطان محمد نے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کے قتل کے بعد ایلغازی بن ارتق کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا تھا۔ چنانچہ جب سلطان برکیارق کو سلطان محمد کے مقابلے میں محاصرہ اصفہان میں کامیابی حاصل ہوئی اور سلطان برکیارق، اصفہان سے ہمدان آ گیا تو گمشدگی نصیری کو ماہ ربیع الاول ۶۹۶ھ میں افسر پولیس مقرر کر کے بغداد روانہ کیا۔ ایلغازی نے گمشدگی کی آمد کی خبر پا کر اپنے بھائی سقمان بن رتق (والی قلعہ کیفا) کو طلبی اور مدد فراہمی کا خط لکھا، امیر صدقہ بن مزید (والی حلب) کے پاس خود گیا اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی دونوں نے قسمیں کھائیں۔ واپس بغداد آیا۔ اس دوران سقمان بھی راستے کے دیہاتوں اور قبصوں کو تاراج کرتا ہوا پہنچ گیا۔ اور گمشدگی کو قیام کرتا ہوا قریب ۱۰ پہنچ گیا اور جہاں برکیوں روق کے حامیوں کا ایک گروہ گمشدگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ گمشدگی ان لوگوں کے ساتھ بغداد کی طرف بڑھا۔ ایلغازی اور سقمان نے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے بغداد چھوڑ دیا اور کنارہ دجلہ کے دیہاتوں کو لوٹا شروع کر دیا گمشدگی کا بشکر کچھ دور تک تعقب کر کے واپس آ گیا۔

ایلغازی کا بغداد میں ہلڑا: اس کے بعد گمشدگی نے امیر صدقہ (والی حلب) کے پاس برکیارق کی اطاعت کا پیغام بھیجا۔ مگر امیر صدقہ نے انکار میں جواب دیا۔ اور حلب سے صرصر چل گیا۔ اور برکیارق کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ پھر دجلہ عبور کر کے بغداد پہنچا، اور خطیبوں کے پاس شہر حکم بھیج دیا کہ ”منبروں پر سوائے خلیفہ کے کسی کا نام نہ لیا جائے“ ایلغازی اور سقمان کو بھی اپنے آنے کی خبر کر دی یہ دونوں اس وقت جرنی میں تھے۔ چنانچہ ایلغازی اور سقمان، دخیل کو تاراج کرتے ہوئے بغداد کی جانب چلے۔ راستے میں جتنے چھوٹے یا بڑے گاؤں ملے سب کو لوٹ لیا، اور بغداد پہنچ کر وہ دھوم مچائی کہ توبہ

تجربہ۔ مہنگائی بے حد بڑھ گئی، لوگوں کو اپنی عزت اور اپنے مال و اسباب کا سنبھالنا دشوار ہو گیا۔ کاروبار بند ہو گیا۔ راستہ چننا دشوار تھا۔ فتنہ و فساد کی فوجیں ابھی بے یغری، قہر و غلبہ میں قیام اختیار کیا۔ بغداد کے عوام الناس ان سے مقابلہ پر آئے لیکن بے سود تھا۔

مشکین کا بغداد سے اخراج: خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاہ، ابوالحسن و امغانی اور تاج الروساء ابن رحلات ① کو صدقہ بن مزید کے پاس بھیج دیا، اس کا پیغام دیا۔ صدقہ بن مزید نے یہ شرط پیش کی کہ آپ مشکین کو بغداد سے نکال دیجئے، ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار رہیں۔ چنانچہ صدقہ بن مزید نے مطابق خلیفہ نے مشکین و بغداد سے نہروان کی جانب نکال دیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ اور صدقہ، حلقہ واپس چلا گیا۔ اور پھر نہروان میں داخل کیا گیا۔

مشکین کا واسطہ سے اخراج: مشکین، بغداد سے نکل کر واسطہ پہنچے، اور برکیارق کے نام سے خطبہ پڑھوا دیا۔ اس کے شہر وادب نے سب کو واسطہ وونہ شروع کر دیا۔ چنانچہ صدقہ اور ایلغازی کو اس کی خبر ملی گئی۔ فوجیں مرتب کر کے مشکین کے سر پر پہنچ گئے، واسطہ سے بھی نکال دیا۔ مشکین نے نہروان و جدہ پر قبضہ بندی کر لی۔ صدقہ نے جارحانہ حملہ کیا۔ مشکین کے ساتھی بھاگ نکلے، مشکین نے صدقہ سے امن کی درخواست کی، چنانچہ صدقہ نے امن دے دیا، اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ مشکین برکیارق کی خدمت میں واپس آیا۔ اور سلطان محمد کا نام خطبہ واسطہ میں پڑھا گیا۔ سلطان محمد کے نام کے بعد صدقہ، ایلغازی اور ان کے بیٹوں کا نام بھی خطبہ میں تھا۔ پھر ایلغازی، بغداد کی جانب واپس گیا۔ اور صدقہ حد کی طرف ہٹ گیا۔

صدقہ نے حد میں پہنچ کر اپنے بیٹے منصور کو ایلغازی کے ساتھ دربار خلافت میں بھیجا۔ اور خلیفہ مستظہر سے فتویٰ تصدیق درخواست کی۔ خلیفہ مستظہر واقعہ مذکورہ پیش آنے کی وجہ سے ناراض تھا۔

امیر غزنوی کا ”رے“ پر قبضہ: سلطان محمد کی طرف سے گنچہ اور اراں کے علاقوں پر امیر غزنوی مقرر فوج کا تھا۔ ایک دستہ اس کے رکاب میں تھا۔ صوبہ گنچہ میں آذربائیجان سے رنجان تک اس کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ جس وقت اصفہان میں یہ محصور ہوا، امیر غزنوی، منصور بن نظام الملک اور اس کا بھتیجا محمد بن مؤید الملک محاصرہ اٹھانے کے لئے روانہ ہوئے، ”رے“ پہنچے چنانچہ برکیارق کے لشکر نے ”رے“ چھوڑ دیا۔ امیر غزنوی نے قبضہ کر لیا۔ یہ ۴۹۵ھ کے آخر کا واقعہ ہے۔

سلطان محمد کی مودود کے پاس روانگی: پھر امیر غزنوی نے یہ خبر سن کر کہ سلطان محمد، محاصرہ اصفہان سے نکل کر آ رہا ہے۔ ”رے“ سے کوچ کر دیا۔ ہمدان میں سلطان محمد سے سامنا ہو گیا، سلطان محمد کے ساتھ امیر نیال بن انوشکین اور اس کا بھائی علی بھی تھا۔ سب نے چند دن آرام لینے کی غرض سے ہمدان میں قیام کیا۔ سفر کی تکان دور نہیں ہونے پائی تھی کہ سلطان برکیارق کی روانگی کی خبر آ گئی، سلطان محمد، شیروان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا آذربائیجان پہنچا، مودود ② ابن اسمعیل بن یاقوتی کا پیام آیا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے میں ہمدان و سلطان برکیارق آپ کی مدد کرونگا۔ چنانچہ سلطان محمد، مودود کی طرف روانہ ہو گیا۔

برکیارق اور محمد کی پانچویں: اتفاق یہ کہ جیسے ہی سلطان محمد، مودود کے پاس پہنچا، مودود کا انتقال ہو گیا، لیکن مودود کی فوج نے متفق ہو کر سلطان محمد کی حمایت پر کمر باندھ لی، اس فوج میں عثمان قبطی، محمد بن باغی (اس کا نائب والی اظہار کیا تھا) اور قزل ارسلان بن سبعی احمر موجود تھا۔ سلطان برکیارق کو اس اجتماع اور اتفاق کی خبر ملی تو قضائے مہرم کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ خراسان کے قریب دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔

سلطان محمد کی شکست: برکیارق کے لشکر سے ایاز نے ایک دستہ فوج لے کر سلطان محمد پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ چنانچہ سلطان محمد کی فوج میدان

① کتبہ کی نسطی ہے تاج الروساء کے باپ کا نام موصلا یا تھا (دیکھیے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۲۲۲) (مترجم) ② چونکہ مودود کے باپ اسمعیل و سلطان برکیارق نے قتل کر دیا تھا اور اس کی بہن سلطان محمد کے نکاح میں تھی، اسی لیے اس نے برکیارق کے خلاف سلطان محمد کو لہذا کا وعدہ کیا تھا۔ صوبہ آذربائیجان کا ایک بڑا حصہ اس کے قبضہ میں تھا۔

جنگ سے بھاگ گئی۔ سلطان محمد نے مع چند اپنے ہمراہیوں کے ارقیس (صوبہ خلاط) میں جا کر دم لیا۔ جہاں امیر علی والی اردن (روم) آمد، پھر ارقیس سے صفہان کی جانب روانہ ہوا۔ ان دنوں منوچہر قبطون روادیکا بھائی اصفہان میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر اصفہان سے ہرمز کی طرف چلا گیا۔ محمد بن مؤید الملک بھی اس جنگ میں شریک تھا۔ شکست کے بعد پریشان ہو کر دیار بکر کی طرف بھاگ گیا۔ جب وہاں بھی سکون کی صورت نظر نہ آئی تو جزیرہ ابن عمر چلا گیا اور جزیرہ ابن عمر سے بغداد میں جا کر دم لیا۔

محمد بن مؤید الملک: محمد بن مؤید الملک اپنے باپ کے زمانہ میں مدرسہ نظامیہ کے قریب رہا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کے باپ سے اس کی زیدتیوں کی شکایت کی تو مؤید الملک نے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کو اس کی (محمد) گرفتاری کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ محمد نے دار خلافت میں پناہ لی۔ ۶۹۲ھ میں مجد الملک البارسلانی کے پاس چلا گیا۔ اس وقت محمد کا باپ (مؤید الملک) زندہ تھا اور سلطان محمد کے پاس گئے میں تھا۔ جس وقت سلطان محمد نے سلطنت کا دعویٰ کیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا تو مؤید الملک کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ محمد اس سے مطلع ہو کر اپنے باپ (مؤید الملک) کے پاس آ گیا۔ پھر جب اس کا باپ (مؤید الملک) مارا گیا تو یہ (محمد) سلطان محمد کے پاس رہنے لگا اور اس کے خاص مصاحبوں میں داخل ہو گیا۔

شہر عانہ پر ملک ابن بہرام کا قبضہ: ملک ابن بہرام بن ارق یلغازی بن ارق کا بھتیجا شہر سروج کا مالک تھا۔ عیسائیوں نے شہر سروج ملک ابن بہرام کے قبضہ سے نکال لیا۔ چنانچہ ملک ابن بہرام نے شہر سروج چھوڑ کر شہر عانہ پر یلغار ❶ کر دی۔ بنو یعیش بن عیسیٰ بن خلط مقابلہ نہ کر سکے اور عانہ کو خیر آباد کہہ کر مدد حاصل کرنے صدقہ بن مزید کے پاس چلے گئے۔ صدقہ نے ان کی مدد کی اور ان کے ساتھ عانہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ملک ابن بہرام کو اس کی اطلاع مل گئی۔ بہرام کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور حملہ کی طرف واپس چلا گیا۔ اس سے ملک ابن بہرام کو موقع مل گیا وہ ہزار ترکمانوں کے ساتھ عانہ پر حملہ کر دیا اور ایک بلکی سی جنگ کے بعد عانہ پر قبضہ کر لیا۔ اہل عانہ کو اس کے ہاتھوں بیکار مصائب اٹھانا پڑے۔ اس نے مردوں کو قتل کیا، عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیا بنالیا تھا۔ اس کے بعد ہیبت کی طرف گیا اور پھر وہاں سے واپس آ گیا۔

برکیارق اور محمد کی مصالحت: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ دونوں سلطانوں برکیارق اور محمد کے درمیان ایک مدت سے لڑائیوں کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے۔ فتنہ و فساد کی کوئی حد نہیں رہی، جانوں کا نقصان، مال کا ضیاع، لشکریوں کا بجا دباؤ، دشمنان اسلام کی یورش، مملکت کی ویرانی، بے ضبطگی، بے قاعدگی اور قوانین اسلامیہ کی بے حرمتی کا کوئی دقیقہ باقی نہ رہا۔ سلطان برکیارق نے ان باتوں کا احساس کر کے صلح کی تحریک کی۔ دو نامور ❷ مقتدائے قوم مفتیوں کو پیغام صلح دے کر سلطان محمد کے پاس روانہ کیا۔ ان دونوں فقہاء نے سلطان محمد کو سمجھا بھجا کر صلح کرنے پر آمادہ و تیار کیا۔ چنانچہ ان دونوں فقہاء کے ساتھ صلح کے دوسرے ایلچی بھی آئے۔

صلح کی شرائط: گفت و شنید کے بعد آپس میں صلح ❸ ہو گئی۔ شرائط و رج ذیل طے ہوئیں۔

۱۔ سلطان محمد کے قبضہ میں صلح کی رو سے جو شہر دیئے جائیں۔ ان کا مستقل حکمران سلطان محمد تسلیم کیا جائے۔ سلطان برکیارق کو ان میں دست اندازی کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

۲۔ سلطان برکیارق سلطان محمد کے ظلم و طبل سے چھینڑ چھاڑ نہیں کرے گا۔

۳۔ خط و کتابت وزیروں کے درمیان ہوگی۔

❶ واقعہ ۶۹۷ھ کا ہے (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❷ قاضی ابوالمظفر جرجانی حنفی اور ابوالفرج احمد بن عبد الخضر بھائی معروف ”بہ صاحب قرآلکین“ صلح کا پیغام لے گئے تھے (دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❸ صلح رے میں ہوئی تھی۔ صلح رے سے پہلے جہاں طبرستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ بعض حصص بطایح، ترکیت اور حرین شریفین پر سلطان برکیارق قابض تھا۔ آذربائیجان، بلاد دارا، آرمینہ، اصفہان، عراق و مدوہ کمریت و ربیعہ کا کچھ حصہ، سلطان محمد کے قبضہ میں تھا۔ بصرہ میں دونوں سلطانوں کا علم لہرا رہا تھا۔ ملک خراسان، جرجان سے ماوراء النہر تک ملک بنجر دباے ہوئے تھا، جس میں اس کے بھائی سلطان محمد کا خطبہ دستہ جاری تھا۔ بہرحمہ اللہ (مترجم)

- ۴۔ لشکریوں کو اختیار ہے جس سلطان کی خدمت میں چاہیں فوجی خدمت انجام دیں۔
- ۵۔ سلطان محمد کو نہر استرد (سبز رود) سے باب الابواب تک اور دیار بکر، جزیرہ موصل، شام اور عراق میں امیر صدقہ بن مزید کا علاقہ دیا جا۔۔۔ باقی ممالک اسلامیہ، سلطان برکیارق کے مقبوضہ متصور ہو گئے۔
- ن شرائط کی بنیاد پر صلح نامہ لکھا گیا۔ فریقین نے دستخط کئے اور پابندی شرائط کا حلف اٹھایا۔ سارے جھگڑے رفع دفع ہو گئے اور منظر کام ہوئے گا۔
- لشکر اصفہان اور برکیارق: سلطان محمد نے لشکر اصفہان کو اصفہان خالی کرنے اور سلطان برکیارق کو حوالہ کر دینے کا حکم بھیجا۔ لشکر اصفہان نے ابھی اصفہان خالی نہ کیا تھا کہ سلطان برکیارق پہنچ گیا اور اپنی اطاعت کا حکم دیا۔ مگر لشکر نے انکار میں جواب دیا اور سلطان محمد کی بیہمتی و بے عظمت و اہتمام سے کراصفہان سے سلطان محمد کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان برکیارق نے لشکریوں اور بیگمات کی حد سے زیادہ عزت کی۔ مال و سبب دے کر سلطان محمد کے پاس مکمل احترام سے پہنچا دیا۔

مصالحات کے بعد ایلغازی دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ مستنصر سے سلطان برکیارق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت حاصل کی۔ چنانچہ ۶۹۷ھ میں سلطان برکیارق کا خطبہ جامع بغداد اور واسط میں پڑھا گیا۔

ایلغازی کی ناراضگی: صلح سے پہلے ایلغازی سلطان محمد کا مطیع اور حامی تھا۔ صدقہ یہ سن کر کہ ایلغازی نے برکیارق کے خصبہ کی تحریک کی ہے، غصہ ہو گیا۔ اور خلیفہ کو لکھ بھیجا کہ ”مجھے صدقہ کی یہ حرکت پسند نہیں آئی میں اس کو دار الخلافت بغداد سے باہر نکالنے آ رہا ہوں۔“ ورنہ فوج مرتب کر کے دار الخلافت بغداد پہنچ گیا۔ ایلغازی بغداد چھوڑ کر یعقوب چلا گیا اور امیر صدقہ کے پاس معذرت کا پیغام بھیجا۔ خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا ”برکیارق اور محمد کی صلح ہو گئی ہے دونوں میں یہ بات طے پا گئی ہے کہ بغداد برکیارق کو دیا جائے۔ میں اس کی طرف سے بغداد کا افسر پولیس ہوں، میرے مقبوضہ علاقے سلطان برکیارق کے علم حکومت کے زیر اثر متصور ہو گئے۔ ایسی صورت میں کیا یہ ممکن تھا کہ میں برکیارق کی مخالفت کر سکتا“ امیر صدقہ نے اس عذر کو قبول کر لیا۔ اور حلہ واپس آ گیا۔ ماہ ذیقعدہ ۶۹۷ھ میں خلیفہ نے سلطان برکیارق، امیر آواز اور وزیر السلطنت خطیر کو خلعت مرحمت فرمائی۔ احاطت و فرمانبرداری کا حلف لیا اور بغداد واپس آ گیا۔ (واللہ سبحانہ ولی التوفیق)

حاران میں حکمرانوں کی لڑائی اور عیسائی محاصرہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلاطین اسلام کی باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے عیسائیوں نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان کے لالچی دانت ممالک اسلامیہ پر لگ گئے تھے۔ حران پر ملک شاہ کا غلام ”قرجہ“ حکمرانی کر رہا تھا۔ یہ ہجو لعب، سیرشکار کا عادی اور ظالم شخص تھا۔ اپنے ساتھیوں میں سے محمد اصفہانی نامی ایک شخص کو حران میں اپنا قائم مقام مقرر کر کے کسی ضرورت سے نہیں چلا گیا تھا۔ واپس آیا تو محمد اصفہانی نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ اہل شہر نے قرجہ کے ظلم کی وجہ سے محمد اصفہانی کا ساتھ دیا۔ محمد اصفہانی نہایت ہوشیار اور چلتا پڑھتا تھا۔ اس نے سارے ترکمانوں کو حران سے نکال دیا۔ صرف ایک غلام ترکی جاوولی نامی باقی رہ گیا۔ محمد اصفہانی نے اسے اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا اپنے خاص ہمنشیوں میں داخل کر لیا۔ ایک روز موقع پا کر جاوولی نے محمد اصفہانی کو قتل کر دیا اور حران پر قہر بٹھایا۔ عیسائیوں کو ان واقعات کی خبر مل گئی۔ فوجیں لے کر حران پہنچ گئے اور محاصرہ کر لیا۔

مسلم حکمرانوں کا اتحاد: چکر مش (والی جزیرہ ابن عمر) اور سقمان والی کیفا (کعبیر) میں جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ سقمان اپنے بھتیجے کے قتل کا مطہ بہ کر رہا تھا۔ لیکن ان دونوں اسلامی حکمرانوں نے اس بات کا کہ عیسائی بلاد اسلامیہ کو زیر کر رہے ہیں، احساس کر کے آپ کی مخالفت و جنگ و بالائے طاق رکھ دیا اور مقام خابور میں جمع ہوئے۔ مسلمانوں کی امداد کا بیڑہ اٹھایا۔

عیسائیوں سے جنگ: چنانچہ سقمان اور چکر مش اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے اور حران امی صرہ ختم کرنے کے لیے بڑھے۔ سقمان کے لشکر میں سات ہزار ترکمانی تھے۔ اور چکر مش کے ساتھ تین ہزار ترک، عرب اور کرد تھے۔ نہر پلیج پر عیسائیوں سے مذہب بھینز ہوئی۔ سقمان اور چکر مش کی فوجیں کچھ دیر تک لڑ کر پیچھے ہٹیں۔ عیسائیوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کو ہر شکست ہو گئی تعاقب کیا اور وہ کوس تک لشکر اسلامی

بھاگتا چلا گیا اور عیسائی فوجیں تعاقب کرتی گئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں نے پلٹ کر عیسائیوں پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرنے ہوئے عیسائیوں کے کیمپ تک پہنچ گئے۔ بیشمار غنیمت ہاتھ آئی۔ قمص بردویل (والی الرہا) کو ایک ترکمانی نے جو کہ ستمان کی فوج کا تھا، گرفتار کر لیا۔

کمین گاہ میں خچے عیسائی: ۱۰۰ ہیمند (والی اٹلاکیہ) اور ہنگری والی ساحل جنگ سے پہلے پہاڑ کے پیچھے کمین گاہ میں تھے غرض یہ تھی کہ عین معرکہ کے وقت مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کریں گے۔ لیکن جب ان دونوں نے عیسائیوں کی شکست دیکھ لی تو پورے دن کمین گاہ میں روپوش رہے، شام ہوتے ہی نکل کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو معلوم ہو گیا تو تعاقب کیا۔ چنانچہ بہت سے عیسائی مارے گئے۔ ایک بڑی جماعت گرفتار کر لی گئی۔ ہیمند اور ہنگری بری مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ اور ہاتھ نہ آئے۔

فوج میں اختلاف: فتحیابی کے بعد چکر مش کی فوج بگڑ گئی اور یہ کہنے لگی کہ قمص بردویل، ستمان کے قبضہ میں ہے۔ مار غنیمت بھی ہم سے بہت زیادہ اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگا ہے۔ لوگوں کے نظروں میں ہماری عزت کچھ بھی نہ ہوگی۔ چنانچہ چکر مش ان کے مجبور کرنے پر ستمان کے خیمہ سے قمص بردویل کو پکڑ لیا۔ یہ امر ستمان کو ناگوار گزرا۔ اس کے لشکر کی فوج نے قمص کو چھین لینے کے لیے ۱۰۰ قتال کا ارادہ کیا۔ ستمان نے اس خیر سے کہ مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو جائے گا، اپنی فوج کو اس فعل سے باز رکھا اور اسی وقت کوچ کر دیا۔ راستے میں عیسائیوں کے متعدد قلعے فتح کیے۔ چکر مش نے حران کی جانب قدم بڑھایا اور اسے فتح کر کے الر ہانچ گیا۔ پندرہ دن تک محاصرہ کئے رہا۔ سولہویں دن موصل لوٹ آیا۔ پینتیس ہزار دینار بطور فدیہ قمص بردویل سے وصول کیے اور ایک سو ساٹھ مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے، رہا کر لیا۔

برکیارق کی وفات ملک شاہ کی تخت نشینی: سلطان برکیارق اصفہان سے (بعارضہ سل و بوا سیر) علیل ہو کر بغداد کے لیے روانہ ہوا۔ اور یزدجرد پہنچا مگر مرض میں شدت ہو گئی۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو جس کی عمر اس وقت پانچ سال تھی، اپنا ولی عہد بنایا۔ خلعت دی امیرایہ کو اس کی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ ملک کے نظم و نسق کا اختیار دیا، ذمہ دار بنایا، اراکین دولت اور کمانڈروں کو ملک شاہ کی اطاعت اور امیرایہ کی موافقت کی ہدایت کی اور ان سب کو بغداد کی طرف روانہ کر دیا۔ یہ لوگ بغداد نہ پہنچے پائے تھے کہ ۲ ربیع الآخر ۶۹۸ھ کو سلطان برکیارق نے اپنے حکومت کے بارہ سال چھ مہینے پورے کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ امیرایہ، وفات کی خبر سن کر واپس آیا اور اصفہان میں برکیارق کو دفن کر دیا۔ سراوقات، خیمے، چھتر، شمشیر، اور کل وہ چیزیں جو شاہی لوازمات سے تھیں گئیں، ملک شاہ ابن برکیارق کے لیے مہیا کر دیں۔

برکیارق کا سخت دور: ۱۰۰۰ برکیارق نے اپنے زمانہ حکومت میں اتنی تکالیف، مصائب اور جھگڑے دیکھے کہ اس سے پہلے سلاطین سلجوقیہ میں سے کسی نے نہ دیکھے تھے۔ لیکن جب اس کی حکومت (مستقل) ہو گئی اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا اور چاروں طرف سے خوش نصیبی کے آثار نمایاں ہو چلے تو موت کا زمانہ آ گیا اور زمین نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

برکیارق کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ کے نام کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ ایلخازی، بغداد میں تھا۔ بغداد سے برکیارق کے پاس اصفہان گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آ رہا تھا۔ پھر جب برکیارق کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیرایہ کے ساتھ بغداد واپس آیا۔ وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر نے گرم جوشی سے ملک شاہ کا استقبال کیا۔ ایلخازی اور امرطغاک دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ چنانچہ خلیفہ نے اجازت مرحمت فرمائی اور اس کو وہی خطاب دیئے جو اس کے دادا ملک شاہ کو دیئے تھے۔

موصل پر سلطان محمد کا محاصرہ: ۱۰۰۰ برکیارق اور محمد نے صلح کے بعد اپنے اپنے مختص علاقوں پر اپنے اپنے نائبوں کو قبضہ کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ آذربائیجان بروئے مصالحت محمد کے حصہ میں آیا تھا۔ چنانچہ محمد چند دن تبریز میں قیام کر کے آذربائیجان چلا گیا۔ سعد الملک ابوالجاسن، محمد کی طرف سے اصفہان کا حاکم تھا۔ اس نے برکیارق سے پورے طور سے مقابلہ کیا تھا لیکن مصالحت کے بعد اصفہان برکیارق کے نائب کو حوالہ کر کے محمد کی

① تصحیح و استدراک مفتی ثناء اللہ محمود ② یہ لفظ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۳۳) میں لکھنے سے رہ گیا تھا جس کو (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۵) سے ناشر نے پر کر دیا ہے۔ ③ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۳۵) پر یہ جگہ خالی تھی کس جس کو ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۵) سے پر کیا ہے۔



خدمت میں آذربائیجان آگیا۔ محمد نے اسے قلمدان وازرت سپرد کر دیا۔ ماہ صفر ۴۹۸ھ تک محمد کا آذربائیجان میں قیام رہا۔

موصل پر چکر مش اور سلطان محمد کی کشمکش: اس کے بعد قبضہ موصل کے ارادے سے مراغہ کے راستے روانہ ہوئے۔ چکر مش کو اس کی خبر ہو گئی، مقابلے پر تیار ہو گیا۔ مضافات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں بلا لیا۔ شہر پناہ درست کرائی اور قلعہ بندی کر لی۔ محمد نے موصل کے قریب پہنچ کر چکر مش کے پاس موصل حوالہ کرنے کا پیغام بھیجا اور یہ کہلوا دیا کہ میری اور میرے بھائی برکیارق کی مصالحت ہو گئی ہے اور بروئے صبح نامہ موصل اور جزیرہ مجھے ملے ہیں، ساتھ ہی اس کے محمد نے برکیارق کا دستخطی خط بھی پیش کیا اور اس بات کا اقرار و پیمان کیا کہ میں تمہیں تمہارے مقبوضہ علاقوں پر بحال و قائم رکھوں گا۔ چکر مش نے ایک بھی نہ سنی جو بلا کہلوا دیا "سلطان برکیارق نے صلح کے بعد مجھے آپ کے دعوے کے خلاف لکھ ہے میں آپ کو موصل پر قبضہ نہیں دوں گا" محمد کو اس جواب سے طیش آ گیا۔ لہذا اس نے محاصرے میں سختی کی، اور اہل موصل بھی دفاع میں سختی و مستعدی سے پیش آئے۔ چونکہ چکر مش نے شہر کا انتظام معقول کر لیا تھا اس لئے محصورین کو اشیاء خوردنی کی گرانی اور عدم دست یابی کی تکلیف نہیں ہوئی ہر چیز سستی تھی، اس کے علاوہ چکر مش کی فوج کا ایک دستہ موصل کے قریب ایک ٹیلہ (یعنی) پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی رست کو روکتا اور لوٹ لیتا تھا۔

چکر مش کی سلطان محمد سے صلح: اس دوران دسویں جمادی الاولیٰ کو برکیارق کی وفات کی خبر موصل میں پہنچ گئی، چکر مش نے اہل شہر کو مجتمع کر کے اس واقعہ کا نیکہ سے مطلع کر کے آئندہ کے بارے میں مشورہ کیا تو اہل شہر نے جواب دیا کہ "ہماری جانیں، ہمارا روپیہ اور مال خدمت کے لئے حاضر ہے مصیبت وقت کو آپ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں اس لئے کمانڈوں سے رائے طلب کیجئے"۔ چکر مش نے سرداران لشکر و مشورہ کی غرض سے بدلیہ، کمانڈوں نے سلطان محمد کی اطاعت کی رائے دی، چکر مش نے سلطان محمد کی خدمت میں اطاعت کا پیغام بھیجا اور وزیر السلطنت سعد الملک کو شہر حوالہ کرنے کے لئے بھجوا دیا۔ چکر مش، سعد الملک کی رائے سے اہل شہر کی مرضی کے خلاف سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان محمد عزت و احترام سے پیش آیا۔ اہل شہر کے اطمینان اور ان کے اضطراب کو دور کرنے کے خیال سے چکر مش کو فوراً واپس کر دیا۔

سلطان محمد کی بغداد آمد: سلطان برکیارق اور اس کے بھائی محمد سے صلح کا حال ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ برکیارق اور محمد کی رو سے اپنے اپنے عداوتوں پر تنہا قابض ہو گئے۔ اس کے بعد ہی برکیارق کی وفات ہو گئی۔ اور اس کا بیٹا ملک شاہ بغداد آ گیا۔ محمد کو ان واقعات کی اس وقت اطلاع ملی جب کہ وہ موصل کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چکر مش نے برکیارق کی وفات کی وجہ سے صلح کر لی اور اطاعت کی بیعت کر دی۔ محمد بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ چکر مش اور عثمان قطبی (قطب الدولہ اسمعیل ۱) بن یاقی بنداد کا غلام) وغیرہ ہمارا راق فتنے میں تھے۔ صدقہ (دون حصہ) نے بہت سی فوج تیار کر کے اپنے بیٹوں بدران اور دہیس کو سلطان محمد کی خدمت میں بغداد آنے کی تحریک کرنے کے لئے بھیج دیا تھا۔ یہ دونوں بھی سلطان محمد کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز (ملک اشہ کا اٹا بک) مقابلے پر مستعد و آمادہ ہو گیا۔ بغداد کے باہر خمیہ نصب کیا۔ کمانڈروں نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کی رائے دی۔ مگر وزیر السلطنت ابوالحسن ضعی (صفی) نے اس رائے کی مخالفت کی۔ اور سلطان محمد کی اطاعت کے حد سے زیادہ فوائد بتائے۔ امیر ایاز کمانڈروں اور وزیر السلطنت کے مختلف مشوروں سے حیرت میں پڑ گیا۔

خطبوں میں بادشاہوں کے نام: سلطان محمد نے بغداد پہنچ کے مغربی جانب پڑاؤ ڈالا۔ اس سمت میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بعض جامع مسجدوں میں دونوں سلطانوں یعنی سلطان محمد اور سلطان ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا، دو ایک جامع مسجدوں میں کسی کا نام خطبہ میں نہیں پڑا گیا۔ امام نے صرف سلطان العالم کہنے پر اکتفا کیا۔

امیر ایاز کی اطاعت اور بغداد پر محمد کا قبضہ: امیر ایاز نے سرداران لشکر اور اعیان حکومت کو دوبارہ مشورہ کے لیے ایک مجلس میں بلایا اور ان لوگوں سے پھر حلف اٹھانے کو کہا۔ بعض نے تو اس کی تعمیل کی لیکن بعض نے دوبارہ حلف لینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ بار بار حلف اٹھانے سے فائدہ نہیں ہے۔ امیر ایاز کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ وزیر ابوالحسن کو صلح کرنے کے لیے سلطان محمد کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابو محسن سلطان محمد کے کیمپ

میں پہنچ کر سعد الملک ابوالحسن بن محمد (سلطان محمد کا وزیر تھا) سے ملا۔ صلح کی درخواست کی، پھر اس کے ساتھ سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہو۔ سلطان محمد نے درخواست صلح منظور کر لی۔ اور جن جن باتوں کی ابوالحسن نے استدعا کی سب کو قبول کرتا گیا۔ دوسرے دن قاضی القضاۃ اور مفتی ابوالحسن کے ساتھ سلطان محمد کے دربار میں آئے۔ امیر ایاز اور ان امراء کو جو اس کے ساتھ رہے ہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دینے کا سلطان محمد سے حلف لیا۔ ملک شاہ کے بارے میں حلف لینے کو کہا گیا تو سلطان محمد نے کہا ”وہ میرا بیٹا ہے اور میں اس کا باپ ہوں“ امیر نیال حامی کو اس دہینے اور ایذا نہ دینے کا ”کیا اہر اس“ مدرس مدرسہ نظامیہ نے حلف لیا تھا۔

اس کے دوسرے دن امیر ایاز دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ ادھر امیر صدقہ بن مزید بھی پہنچ گیا۔ چنانچہ سلطان محمد ان دونوں سے عزت و احترام سے پیش آیا۔ درباری آؤ بھگت سے ملا۔ یہ واقعہ آخری ماہ جمادی الاول ۴۹۸ھ کا ہے۔

سلطان کا ایاز کی طرف سے مشکوک ہونا: صلح کے چند دنوں کے بعد امیر ایاز نے اپنے مکان (جو درحقیقت گوبر آئین فسر پور میں بغداد کا مکان تھا) میں سلطان محمد کی دعوت۔ بیشمار ہدایا اور بہت سے تحائف پیش کیے ان میں کوہ بخش بھی تھا۔ جسے امیر ایاز نے مؤید الملک بن نفیہ الملک کے ترکہ سے لے لیا تھا۔ سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے امیر ایاز نے اپنے غلاموں کو رزق و برقی دریاں پہنا کر آلات حرب سے مصحح کیا تھا۔ ان غلاموں میں ایک شخص رہا کرتا تھا جس سے یہ سب مذاق کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مذاق کے طور پر اس شخص کو بھی زورہ بکتر پہنا کر اوپر سے جبہ و عبا پہنا دیا اور چھیڑ چھاڑ، مذاق کرنے لگے، یہ شخص بھاگا تو امیر ایاز کے غلام تالیاں بجاتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑے۔ یہ شخص سلطان محمد کے حاشیہ نشینوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ سلطانی خدام نے اس کا جبہ و عبا کو الٹ کر دیکھا تو اس کو زورہ بکتر پہنے ہوئے پایا۔ سلطانی خدام کو اس سے شبہ پیدا ہو گیا تو سلطان محمد کی خدمت میں عرض کر دیا۔ سلطان محمد اٹھا اور اپنے محل میں چلا گیا۔ اسی وقت سے سلطان محمد کے دل میں امیر ایاز کی طرف سے بغض پیدا ہو گیا۔

امیر ایاز کا قتل: اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد سلطان محمد نے اراکین حکومت اور کمانڈروں کو دربار خاص میں بلایا۔ جن میں امیر ایاز بھی تھا۔ اور یہ خط ہر کیا کہ ارسلان بن سلیمان بن قنقش نے دربار بکر پر یلغار کی ہے کس کو اس کے مقابلہ پر بھیجنا چاہیے۔ سب نے بالاتفاق امیر ایاز کو بھیجنے کی رائے دی۔ امیر ایاز نے گزارش کی ”اس مہم پر میرے ساتھ امیر صدقہ بن مزید کو بھی روانہ فرمائیے۔“ چنانچہ سلطان محمد نے منظور فرمایا اور توقع تھنے کی غرض سے دونوں امیروں کو قصر سلطانی میں حاضر ہونے کی ہدایت کی۔ سلطان محمد نے مخلصرا کے ایک کونے میں چند لوگوں کو امیر ایاز کے قتل کے لیے چھپا رکھا تھا۔ جیسے ہی امیر ایاز ان کی طرف سے گزرا انکواریں تول کر امیر ایاز پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ امیر صدقہ یہ منظر کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ وزیر اسطنت نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ ایاز کا لشکر اس واقعہ کو سن کر نکل پڑا اور اس کا مکان لوٹ لیا۔ سلطان محمد نے ان کے مقابلے پر اپنی فوج کو مامور کیا۔ ہلڑ ختم ہو گیا اس کے بعد سلطان نے بغداد سے اصفہان کی جانب کوچ کر دیا۔

مذاق مہنگا پڑ گیا: امیر ایاز سلطان ملک شاہ کے غلاموں سے تھا۔ سلطان ملک شاہ کے انتقال کے بعد امیر کے مصاحبوں میں شامل ہو گیا۔ اس امیر نے امیر ایاز کو بیٹوں کی طرح رکھا۔ منتظم، مدیر، سیاست سے واقف اور لڑائیوں میں صائب الرائے تھا۔ مذاق کی بدولت، ایک لحظہ میں امیر ایاز کی عزت، عظمت، شان و شوکت اور آبرو خاک میں مل گئی۔

ابوالحسن ضعی (امیر ایاز کا وزیر) چند ماہ تک ردپوش رہا۔ اس کے بعد گرفتار ہو کر سعد الملک وزیر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ۵ رمضان ۴۹۸ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اس وقت اس کی عمر چھتیس سال تھی۔ ہمدان کے خاندان ریاست سے تھا۔

قلعہ ماروین پر قبضے کی جنگ: قلعہ ماروین دیار بکر کا ایک مشہور قلعہ تھا۔ سلطان برکیارق نے اپنے ایک معنی (گویا) کو عنایت کیا تھا۔ اس قلعہ کے گرد و نواح میں کردوں کا ایک بہت بڑا گروہ رہتا تھا جس کا کام لوٹ مار اور غارتگری تھا۔ قافلوں کا صحیح سلامت گزر جانے دشوار تھا۔

وقت بے وقت موقع پا کر قلعہ ماروین پر بھی ہاتھ صاف کر دیا کرتا تھا۔ اتفاق سے امیر کر بوقا نے موصل سے ”آمد“ کے محاصرے کے لیے حرکت

کی۔ اس وقت آمد ایک ترکمان کے قبضہ میں تھا۔ والی قلعہ نے سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی، سقمان اپنی فوجیں لے کر اس کی مدد پر آ گیا۔ پھر کیا تھا اہل قلعہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ عماد الدین گنگاہن اقسنقر اور اس کے باپ کے بہت سے سردار بھی اسیر ہو کر اس کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے انتہائی مردانگی سے لڑائی میں حصہ لیا۔ لڑائی کے نازک نازک مواقع پر ثابت قدم رہے۔ آخر کار سقمان و شہست مار دین میں قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

یاقوتی بن ارتق کے کارنامے: جب گرد و نواح کے گرد قتل و غارتگری بہت زیادہ کرنے لگے اور اہل مار دین ان کے آئے دن کی لوٹ مار سے تنگ آ گئے تو یاقوتی نے مغنی (والی قلعہ) کو کہلوایا ”اگر تم مجھے قید سے رہا کر دو تو میں ان لٹیرے کر دوں گی غارتگری سے اہل قلعہ کو نجات دلا دوں گا۔ ریف میں میرا قیام ہوگا، ممکن نہیں کہ اہل قلعہ کو کر دوں سے کسی قسم کی ایذا و تکلیف پہنچ جائے“ مغنی نے نہایت خوشی سے یاقوتی کو رہا کر دیا۔ چنانچہ یاقوتی نے انتہائی مردانگی اور دانائی سے ان لٹیرے کر دوں کی غارتگری کا انسداد کیا۔ اطراف خلاط تک کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا۔ یاقوتی کے ساتھیوں کے دیکھ دیکھی قلعہ کے بعض سپاہی بھی کر دوں پر شب خون مارنے لگے۔ یاقوتی نے ان سے چٹری چھاڑ نہیں کی بلکہ ان کی خاطر داری کرتا رہا۔

مار دین پر یاقوتی کا قبضہ: ..... ادھر چند دنوں کے بعد یاقوتی کے دماغ میں قلعہ پر قبضہ کر لینے کا خیال سما گیا۔ ادھر قلعہ کی ساری فوج نے سوٹ مار کا شیوہ اختیار کر لیا۔ ایک روز قلعہ کے فوجی لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے کہ یاقوتی نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے قلعہ کے فوجیوں کو گرفتار کر لیا۔ پھر یاقوتی سوار ہو کر قلعہ کے قریب گیا اور اہل قلعہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر تم قلعہ ہمارے حوالہ نہ کر دو گے تو میں تم سب کو قتل کر دوں گا۔ اہل قلعہ یہ سن کر تھرا گئے۔ کسی نے دم تک نہ لیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ کنجیاں حوالہ کر دیں، یاقوتی نے قبضہ کر لیا۔

یاقوتی کا جنگ میں قتل: قبضہ مار دین کے بعد یاقوتی نے فوجیں فراہم کیں۔ نصیبین اور جزیرہ ابن عمر کی طرف بڑھا۔ یہ دونوں مقامات چتر مش کے مقبوضات میں تھے۔ چکر مش اور اس کے ساتھیوں نے یاقوتی سے مقابلے پر کمر باندھی۔ جنگ کے دوران یاقوتی کو ایک تیر آگ جس کی وجہ سے مر گیا۔ چکر مش اس کو مرا ہوا دیکھ کر رو پڑا۔

یاقوتی کی زوجہ اس کے چچا سقمان ❶ کی لڑکی تھی۔ اپنے شوہر کے مارے جانے پر اپنے باپ سقمان کے پاس چلی گئی اور اور اس کو سارے واقعات بتائے اور ترکمانوں کو جمع کر کے اپنے شوہر کا بدلہ لینے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سقمان بھی اس کے ساتھ نصیبین کی طرف چھا۔ چکر مش کو اس کی خبر مل گئی تو گھبرا گیا۔ درمصلحت کا پیغام بھیجا اور بہت سامان اور رد پیدے کر سقمان کو راضی کر لیا۔ سقمان لوٹ آیا۔

مار دین میں یاقوتی کے بعد اسکا بھائی ”علی“ زیر اثر علم حکومت چکر مش حکمرانی کرنے لگا۔ علی کسی ضرورت سے کہیں چھا گیا تھا۔ اس کی غیر حاضری کے زمانہ میں اس کے نائب نے سقمان کو یہ لکھ کر بھیجا کہ تمہارا بھتیجا ”علی“ قلعہ مار دین چکر مش کو دینا چاہتا ہے۔ سقمان یہ سن کر سخت ناراض ہوا۔ چنانچہ علی کی واپسی نہ ہونے پائی تھی کہ اس نے مار دین پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور قلعہ مار دین کے بدلے اپنے بھتیجہ ”علی“ کو وہ جو رعیت یہ۔ اس زمانہ سے قلعہ مار دین، سقمان کے قبضہ میں آ گیا۔ قلعہ کیفا تو پہلے ہی سے قبضہ میں تھا اس کے ساتھ نصیبین کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں لے لیا۔

سقمان بن ارتق کی دمشق روانگی: اس کے بعد فخر الملک بن عمار (والی طرابلس) نے عیسائیوں کے مقابلہ پر سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی فخر الملک، خلفاء عبیدین مصر کا ایک گورنر تھا۔ لیکن ان کی کمزوری کی وجہ سے خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا۔ عیسائیوں نے شام کے حصوں پر قابض ہونے کے بعد طرابلس کی طرف قدم بڑھایا۔ فخر الملک نے سقمان کو ۴۹۸ء میں اپنی امداد کے لئے بلوایا جیسا کہ آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ سقمان نے امداد کا وعدہ کر لیا اور لشکر کی تیاری میں مصروف ہو گیا اتنے میں طغٹکین (والی دمشق) کا (یہ تاج الدولہ تیش کا خدم اور زاء حکمران تھا) صبی کا خط پہنچا، اس میں لکھا تھا، میں بیمار ہوں، زندگی کی کوئی امید نہیں ہے، لہذا جتنی جلد ممکن ہو دمشق آ جاؤ، ایسا نہ ہو میں مرجاؤں اور

میسائی دمشق پر قبضہ ہو جائیں،

سقمان کا انتقال سقمان نے یہ خط پڑھ کر نہایت عجلت سے طرابلس اور اس کے بعد بارادہ دمشق کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ قرہ-تین پہنچے۔ اس وقت طغتمشین کو افاقہ ہو گیا تھا۔ سقمان کو بلانے پر پریشان ہو رہا تھا۔ اپنے مشیروں سے سقمان کو واپس بھیجنے کا مشورہ کر رہا تھا کہ سقمان کا قرہ-تین میں انتقال ہو گیا۔

جس وقت سقمان قرہ-تین میں بیمار پڑا اور اس کے ساتھیوں نے اس کے مرنے کا یقین کر لیا تو قلعہ کیفا کی جانب واپس جانے کی رائے دی۔ مگر سقمان نے جواب دیا ”میں اب واپس نہیں جاؤں گا کیونکہ میں عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے نکلا ہوں اگر میں مر گیا تو شہیدوں کا ثواب مجھے ملے گا۔“

منکبرس کی بغاوت اور تباہی: منکبرس بن یورش بن الپ ارسلان (سلطان محمد کا چچا زاد بھائی) اصفہان میں تھا، اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ سلطان محمد سے اس کے تعلقات منقطع ہو گئے۔ خود سری کی ہوا سا گئی۔ چنانچہ اصفہان سے نہادند آیا اور خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔ امراء بنی برسق (حکمرانان خوزستان) کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام دیا۔ مگر سلطان محمد کو اس کی اطلاع مل گئی، لہذا زنکین بن برسق کو گرفتار کر لیا۔ زنکین نے اپنے بھائیوں کو لکھ بھیجا کہ ”جس طرح ممکن ہو منکبرس کو گرفتار کر کے سلطان محمد کے حوالے کر دو ورنہ خیر نہیں ہے“ اس بناء پر امراء بنی برسق نے منکبرس کے پاس اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کا خط روانہ کیا اور خوزستان بلوایا۔ چنانچہ جیسے منکبرس خوزستان پہنچا امراء بنی برسق نے گرفتار کر کے سلطان محمد کے پاس بھیج دیا۔ سلطان محمد نے اصفہان میں اپنے چچا زاد بھائیوں کو تنہا کے ساتھ قید کر دیا۔ اور زنکین بن برسق کو قید سے رہا کر کے بدستور اس کے عہدہ پر بحال کیا۔ نشتر، شاپور، خوزستان وغیرہ اہواز اور ہمدان کا درمیانی علاقہ امراء بنی برسق کے قبضہ میں تھا۔ سلطان محمد نے ان علاقوں کو بنی برسق سے یہاں سے ان کے بجائے دینور عنایت کیا اور اس طرف سے انھیں نکال کر دینور کی طرف بھیج دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فخر الملک بن نظام الملک کا قتل: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ فخر الملک بن نظام الملک تاج الدولہ تمش کا وزیر تھا۔ کسی بات پر ناراض ہو کر تمش نے نظام الملک کو جیل میں ڈال دیا۔ پھر جب سلطان برکیارق نے تمش کو شکست دی تو برکیارق نے فخر الملک کو قید سے رہا کر دیا۔

فخر الملک کا بھائی موید الملک برکیارق کا وزیر تھا۔ مجد الملک البارسانی کی کوشش اور سفارش سے ۶۸۸ھ میں برکیارق نے قلمدان وزارت فخر الملک کو عنایت کیا۔ کچھ عرصہ بعد فخر الملک عہدہ وزارت سے مستعفی ہو کر سلطان سنجر بن ملک شاہ کی خدمت میں خراسان چلا گیا۔ سلطان سنجر نے اس کی قدر افزائی کی اور اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ پانچویں صدی کے آخر میں ایک باطنی فریادی صورت بنائے ہوئے ایوان وزارت کے دروازے پر حضر ہوا۔ فخر الملک نے فریاد سننے کے لیے باطنی کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور درخواست لے کر پڑھنے لگا۔ باطنی کو موقع مل گیا اس نے پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ چنانچہ فخر الملک نے تڑپ کر دم توڑ دیا۔ اور باطنی کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر سلطان سنجر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ باطنی نے چند آدمیوں کے نام بتائے کہ انہوں نے مجھے فخر الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔ یہ اس کی محض شرارت تھی اور مقصد یہ تھا کہ ان لوگوں کو بھی فخر الملک کے خون کے بدلے قتل کئے جائیں لیکن اس کا یہ مقصد حاصل نہ ہو سکا اور اسے مار ڈالا گیا۔

جاولی ستقاوا کی گورنری: ... جاولی ستقاوا خوزستان اور فارس کے درمیانی شہروں پر قابض ہو گیا تھا۔ متعدد قلعے تعمیر کرائے، اکثر شہروں کی شہر پنہ بنوائی۔ کچھ دنوں کے بعد رعایا کے ساتھ ظلم کرنے لگا۔ جس وقت سلطان محمد، مستقل طور پر حکومت کرنے لگا تو اس وقت جاولی کو سلطان محمد سے خطرہ پیدا ہوا۔ سلطان محمد نے امیر مودود بن اتوئیس کو جاولی کو زیر کرنے پر مامور کیا۔ مگر جاولی نے قلعہ بندی کر لی۔ چنانچہ امیر مودود آٹھ مہینے تک محاصرہ کیے رہا پھر جاولی نے سلطان محمد کے پاس کہلوایا ”میں امیر مودود کی دہمکی اور جنگ سے علم حکومت کی اطاعت قبول نہ کروں گا۔ اگر حضور وال کسی دوسرے امیر کو بھیج دیں گے تو میں قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا اور اطاعت قبول کر لوں گا۔“ چنانچہ سلطان محمد نے اپنی انگوٹھی دوسرے امیر کو دی اور اس کو جاولی کے پاس بھیجی۔ چنانچہ جاولی نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور سلطان محمد کے پاس اصفہان چلا گیا۔ سلطان محمد نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ عسکر اسلامیہ کا

مانڈر بن کر عیسائیوں سے مذہبی جنگ کرنے اور اسلامی علاقوں کو واپس لینے کے لیے شام کی طرف روانہ کیا۔ چونکہ چکر مش (والی موصل) نے یہ داکر نہ بند کر دیا تھا اس لیے سلطان محمد نے موصل، دیار بکر اور جیزہ کی حکومت جاوہلی کو عطا کر دیا۔

**چکر مش کی گرفتاری:** جاوہلی نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ بغداد ہوتا ہوا بوازرج ① پہنچ گیا چار روزہ کے قتل و خون ریزی کے بعد بوازرج پر قبضہ کر لیا۔ اور اہل بوازرج کو امن دیا۔ پھر اہل کی طرف بڑھا۔ ابوالہیجا، بن برشلہ، کردی ہذبانی (والی اہل) ② نے چکر مش کو یہ افواہات بھیجے اور جاوہلی سے مقابلہ پر چکر مش کو ابھارا، چنانچہ چکر مش موصل کی فوجیں لے کر جاوہلی کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ اور اہل کے قریب ابو ہیجا کا بیٹا ریش کی فوج کے لیے ہوئے ملا۔ اتنے میں جاوہلی بھی آ گیا۔ دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ چنانچہ چکر مش کی فوج میدان جنگ سے ہٹ گئی۔ چونکہ چکر مش عیسائی کی وجہ سے پاکلی پر سوار تھا اس لیے بھاگ نہ سکا۔ غلاموں نے حق نمک ادا کیا جب تک ان کے دم میں دم رہا کسی کو چکر مش کی پاکلی کے پاس آئے نہ دیا۔ احمد بن قاروت بیگ بھی چکر مش کی پاکلی کی حفاظت میں نہی ہوگا اور موصل کی جانب شکست کھا کر چل گیا اور وہیں مر گیا۔ چکر مش کو گرفتار کر لیا گیا اور جوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ جاوہلی نے اسے قید کر دیا اور موصل پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

**زنگی میں چکر مش:** دوسرے دن اس واقعہ کی خبر موصل پہنچی۔ اہل موصل نے زنگی ③ بن چکر مش کو امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ غزنوی (چکر مش کا غلام) امور سلطنت کا نگران و منتظم بنا۔ روپیہ، مال، آلات حرب اور گھوڑے لشکریوں کو دیئے۔ موصل کی قلعہ بندی کی شہر پناہ درست کرنی۔ چاروں طرف خندقیں کھدوائیں اور قلعہ ارسلان (والی بلاد روم) سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ قلعہ ارسلان بلاد روم سے فوجیں لے کر موصل کی طرف روانہ ہو گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا نصیبین پہنچا۔ جاوہلی کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو موصل کا خیال دل سے نکال کر چتا پھرتا نظر آیا۔ جوں کی روٹی کے بعد برستی (افسر پولیس بغداد) موصل پہنچا۔ برستی نے اہل موصل کو بہت اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر وہ مخاطب نہ ہوئے۔ ناچار اسی دن بغداد کی جانب ہٹ کر اہوا۔ اس کے بعد قلعہ ارسلان نصیبین سے موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔

**جاوہلی سقاوا کی ”رجب“ کی طرف روانگی:** جاوہلی، موصل سے سنجار چلا آیا تھا۔ ایلغازی بن ارتق اور لشکر چکر مش کا یہ گروہ کئی جوں کے پاس آ گیا تھا۔ چار ہزار سواروں کی فوج بن گئی تھی۔ اسے موصل کے قبضہ کا خیال آ رہا تھا کہ ملک رضوان بن تیش کا خط شام سے آ گیا تھا کہ ”عیسائیوں نے بیحد دست درازی شروع کر دی اور مسلمانان شام میں ان کے مقابلے کی تاب نہیں ہے تمھاری مدد کی ضرورت ہے جدو“ جاوہلی اس خط کو پڑھ کر رجب کی جانب روانہ ہو گیا۔

**قلعہ ارسلان کا موصل پر قبضہ:** اہل موصل اور چکر مش کے کمانڈروں نے قلعہ ارسلان کی خدمت میں صلح کا یہ پیغام بھیجا۔ امن کی درخواست کی قلعہ ارسلان نے امن دینے کا صاف لیا۔ چنانچہ اہل موصل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا اور قلعہ ارسلان نے موصل میں داخل ہو کر پندرہویں رجب ۵۵۰ھ میں قبضہ کر لیا۔ چکر مش کے بیٹے کو خلعت دی۔ خطبہ میں خلیفہ کے بعد اپنا نام پڑھوایا اور سلطان محمد کا نام خطبہ سے نکلوا دیا۔ لشکر کے ساتھ چھے سلوک کئے۔ قلعہ کو غزنوی سے لے لیا۔ اپنی طرف سے اسے حاکم مقرر کیا۔ قاضی ابو محمد عبداللہ بن قاسم شہر زوری کو عہدہ قضا پر بھیجا۔ رہا اور حکومت بوالبرکات محمد بن محمد بن خمیس کو عنایت کی۔

**قلا دروس کا اسلام:** قلعہ ارسلان کے ساتھیوں میں سے امیر ابراہیم بن نیال ترکمانی (والی آمد) اور محمد بن جہن ترکمانی (والی قلعہ زیاد (خرتبرت) کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا مناسب ہے۔ ابراہیم بن نیال کو آمد کی حکومت پر تاج الدولہ تیش نے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ سے آمد نے قبضہ کر لیا۔ محمد بن جہن کا قبضہ قلعہ زیاد پر اس طرح ہوا کہ قلا دروس (ترجمانی بادشاہ روم) قلعہ زیاد، الربا اور انطاکیہ کا ملک تھا۔ جب سیدمان بن قطلمش (تاج روم کا باپ تھا) نے انطاکیہ کو قلا دروس رومی سے لے لیا اور فخر الدولہ بن جہیز نے دیار بکر پر قبضہ کر لیا تو قلا دروس رومی کمزور پڑ گیا۔

① تاریخ بن خلدون جلد ۵ صفحہ ۳۸ پر ”بوازرج“ تحریر ہے۔ ② ایک نسخہ میں ہذبانی کے بجائے ہربانی تحریر ہے۔ جو درست نہیں ہے۔ دیکھیں (تاریخ

کامل جلد ۶ صفحہ ۴۸) ③ زنگی کی عمر اس وقت ۱۰ سال تھی۔ (دیکھئے کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ لندن) (مترجم)

قلعہ زیاد کو رسد و غلہ نہ پہنچا سکا۔ اس سے محمد بن جیق کو موقع مل گیا۔ قلعہ زیاد کو قلا دروس سے چھین لیا۔ صرف الرہان قلا دروس کے قبضہ میں رہ گیا۔ اس کے بعد قلا دروس، سلطان ملک شاہ کے دست مبارک پر اسلام لایا۔ سلطان ملک شاہ نے الرہان کی حکومت پر اسے بحال رکھا۔

رجبہ کا محاصرہ: آپ کو یاد ہوگا کہ جس وقت قلیج ارسلان نصیبین پہنچا تھا، اسی وقت جاوہی نے موصل بخارا کا راستہ اختیار کر لیا تھا۔ پھر سنجہ سے ملک رضوان کا خط پا کر رجبہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ کوچ و قیام کرتا ہوا ماہ رمضان ۵۰۰ھ کے آخر میں رجبہ پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رجبہ میں بنو شیبہ سے محمد بن سباق نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ محمد بن سباق کو حکومت رجبہ پر ملک و قاق نے مقرر کیا تھا۔ ملک و قاق کے مرنے کے بعد وہ خود سرحد کم بن گیا۔ حکمرانان دمشق کی اطاعت ترک کر کے قلیج ارسلان کا مطیع ہو گیا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ جاوہی نے جب اس کا محاصرہ کیا تو ملک رضوان کو طلبی کا خط لکھا اور یہ شرط لگائی کہ حربہ فتح کرنے کے بعد عیسائیوں سے مقابلہ کیا جائے گا۔ ملک رضوان اس تحریر کے مطابق رجبہ کے محاصرے کے لیے پہنچ گیا اور محاصرے میں شریک ہو گیا۔ شہر پناہ کے محافظوں سے ایک گروہ نے جاوہی سے سازش کر لی اور اس کے مطابق آدھی رات کے وقت دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ جاوہی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا۔ محمد سباق نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت کی گردن جھکا دی اور اس کے ساتھ عیسائیوں سے مقابلہ کے لیے روانہ ہو گیا۔

موصل پر قبضہ: قلیج ارسلان نے موصل پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے ملک شاہ کو جسکی عمر گیارہ سال کی تھی، حکومت موصل پر مقرر کیا۔ حفاظت و انتظام کی غرض سے ایک فوج بھی دی اور ایک امیر کو نظم و نسق کے لیے بطور تالیق متعین کیا۔ اس کے بعد جاوہی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ لیکن جاوہی کی فوج کی کثرت اور قوت سے قلیج ارسلان کے ساتھی متاثر ہو گئے۔ ابراہیم بن نیال، خابر سے اپنے دارالحکومت آمد لوٹ آیا۔ قلیج ارسلان نے اپنے دارالحکومت سے مزید فوجیں طلب کیں۔ جاوہی نے قلیج ارسلان کی فوج کی کمی کا احساس کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ وہ ذی قعدہ میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور قلیج ارسلان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ جاوہی نے موصل میں داخل ہو کر اپنی حکومت کا جھنڈ گاڑ دیا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا۔ چکر مش کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے تاوان وصول کیا۔

جزیرہ پر جاوہی کا محاصرہ: اس کامیابی کے بعد جاوہی نے جزیرہ کی طرف قدم بڑھایا۔ جمیش بن چکر مش مع غزنوی وہاں موجود تھا۔ اور اس کے باپ کے بہت سے غلام سرفروشی کرنے کے لیے تیار تھے۔ ایک مدت تک جاوہی محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر چند ہزار دینار پر صلح کر کے موصل و پس آیا۔ ملک شاہ بن قلیج ارسلان نے یہ رنگ دیکھ کر سلطان محمد کی خدمت میں نامہ نیاز مندی روانہ کیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

صدقہ بن مزید کا قتل: جب صدقہ بن مزید والی حملہ اور سلطان محمد کے درمیان کشیدگی اور نفرت پیدا ہوئی۔ اسی وقت سلطان محمد نے صدقہ بن مزید پر فوج کشی کر دی۔ صدقہ مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی اور میدان سلطان محمد کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ صدقہ شکست کھا کر بھاگا اور پکڑ دہکڑ کے دوران مارا گیا۔ جیسا کہ ہم حد کے حکمرانوں کے حالات میں اس واقعہ کو لکھ چکے ہیں۔ پھر سلطان محمد نے اس کے سارے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

ابن عمار والی طرابلس: فخر الدلہ ابو علی بن عمار (والی طرابلس) عبیدیوں کے مقابلہ میں خود مختار حکومت کا مدعی ہو گیا تھا اور ان سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اسی زمانہ عیسائیوں نے شام کے ساحلوں پر دست درازی شروع کر دی اور آئے دن اسلامی علاقوں پر حملہ آور اس کا محاصرہ کرنے لگے۔ فخر الدلہ ابو علی ان سے مقابلہ نہ کر سکا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس وجہ سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ سلطان محمد کی حکومت مستقل ہو گئی ہے۔ دشمنان حکومت زیر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ فخر الدلہ ابو علی نے اپنے چچا زاد بھائی یا بھتیجے ذوالمنقب کو طرابلس کی حکومت پر اپنا نائب مقرر کیا۔ لشکریوں کو چند مہینہ کی تنخواہیں اور روزینہ دیئے۔ شہر کی حفاظت کا انتظام کیا۔ جگہ جگہ پہرہ، چوکی مقرر کی۔ غرض ہر طرح سے طرابلس کو عیسائیوں کے حملے سے مطمئن و بے خطر کر کے دربار سلطانی میں باریاب ہونے کے لیے دمشق کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابن عمار کی بغداد روانگی: طغتمکین (والی دمشق) نے گرم جوش سے استقبال کیا۔ دمشق کے باہر خیمے نصب کئے گئے۔ جہاں عزت و احترام



سے ٹھہرایا گیا۔ چند دن قیام کر کے بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔ سلطان محمد اور خلیفہ نے اراکین دولت کمانڈروں اور روساء شہر کو اس کے استقبال کا حکم دیا۔ اور انتہائی عزت و احترام سے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ فخر الدولہ ابوعلی نے بھی قیمتی قیمتی تحائف اور ہدایا دربار خلافت اور بارگاہ سلطانی میں پیش سے دور عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ فوج کے اخراجات کی ذمہ داری لی۔ چنانچہ سلطان محمد نے امداد کا وعدہ کیا اور فخر الدولہ بڑی بڑی رقمیں قیام کر دیا۔ اس کے بعد امیر حسین بن اتابک طغشکین نے سلطان محمد سے ملاقات کی۔ سلطان محمد نے اسے حکم دیا تھا کہ شاہی فوج کے ساتھ امیر مودود کے ہمراہ جاؤلی سقاوا کی سرکوبی کے لئے پہلے موصل جاؤ اور اس کے بعد فخر الدولہ ابوعلی کے ہمراہ عیسائیوں کے خلاف جہاد کے لئے شام کی طرف کوچ کرو۔ چنانچہ سلطان محمد ۵۰۱ھ میں دار خلافت بغداد سے جاؤلی سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ اور نہروان پہنچ کر فخر الدولہ ابوعلی کو ہدیہ خدمت دی، اور بہت سامان و اسباب دیکر رخصت کیا، امیر حسین سلطان کے حکم پر افواج دمشق کو لے کر فخر الدولہ کے ہمراہ دمشق کی جانب روانہ ہو گیا۔

ذوالمناقب کی وعدہ شکنی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ فخر الدولہ ابوعلی طرابلس سے روانہ ہونے کے وقت اپنے بھتیجے ذوالمناقب کو طرابلس کی حکومت پر مقرر کر آیا تھا۔ ذوالمناقب نے فخر الدولہ کی روانگی کے بعد بد عہدی کی، اور اہل طرابلس سے متفق اور ان کے ساتھ مل کر دوست عویہ مصریہ کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ افضل بن امیر الجیوش کے پاس اطاعت و نیاز مندی کا خط بھیجا۔ امداد اور رسد کی درخواست کی، افضل بن امیر الجیوش، خلیفہ مصر کا وزیر تھا، ان دنوں حکومت و سلطنت پر اسے قوت حاصل ہو رہی تھی۔ اس نے شرف الدولہ بن ابوالطیب کو طرابلس کا والی مقرر کر کے روانہ کیا، خزانہ، مال، غنہ اور بہت سا اسباب اس کے ساتھ کر دیا چنانچہ شرف الدولہ نے طرابلس پہنچ کر فخر الدولہ ابوعلی کے اہل و عیال اور حمیوں کو گرفتار کر کے ان کے مال و ذخائر کو ضبط کر لیا۔ اور سب کو کشتیوں پر لاد کر مصر روانہ کر دیا۔

جاؤلی کی شرارت: جاؤلی کا قلعہ ارسلان اور ابن چکر مش سے موصل چھیننے اور ان دونوں کے اس کے ہاتھوں ہلاک ہونے کے وقت، مودود پر کچے ہیں۔ ان دونوں کے مارے جانے سے جاؤلی کی حکومت موصل پر مستعمل ہو گئی، چونکہ سلطان محمد نے جاؤلی کو ن عداوت کی حکومت بھی دے دی تھی جس کو اس نے فتح کیا تھا یا آئندہ فتح کرتا۔ اس لئے اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ ایک بڑی تعداد بھی فوج کی حاصل ہو گئی۔ خزانہ بھی بھر گیا۔ پھر کیا تھا جاؤلی کا دماغ پھر گیا، سلطان محمد کو جو کچھ سالانہ دیا کرتا تھا بند کر دیا، طرہ اس پر یہ ہوا کہ سلطان نے اسے صدقہ سے جنگ کے لئے ہو یہ تو نہ گیا، اس پر ستم تو یہ کیا کہ سلطان محمد کے خلاف، صدقہ سے ساز باز کر لی اور اس کے ساتھ مل کر سلطان سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔

مودود کا موصل پر قبضہ: پھر جب سلطان محمد کو ہم صدقہ سے فراغت ہوئی تو امیر مودود کو عساکر سلطانی کے ساتھ موصل کی سند حکومت عطا کر کے جاؤلی کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ امراء ابن بریق، سقمان قطبی، آقسقر بریقی، نصر بن مہاہل بن ابی الشوک گردی ابو ہیجا (والی رمل) کو امیر مودود کی مدد پر مقرر کیا، رفتہ رفتہ شاہی فوج، موصل پہنچ گئی، اور موصل کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ جاؤلی نے لڑائی کی پوری تیاری کی ہوئی، شہر پناہ پر پہرہ اور چوکی بنادی تھی ان رؤساء شہر کو جن سے خطرہ محسوس ہو رہا تھا قید کر دیا تھا۔ شہر میں اپنی بیوی (دختر بریق) کو پندرہ سو جنگجوؤں کے ساتھ ٹھہرا کر شہر چھوڑ دیا۔ اس کی بیوی بھی نہایت مدبرہ اور ہوشیار عورت تھی، اس نے بھی بہت سے لوگوں سے تاوان وصول کیا، منتقل و جرأت سے مقابلہ کرتی رہی، محاصروں کی دال نہیں گل رہی تھی، اتنے میں محرم ۵۰۲ھ کا دور آ گیا۔ چونکہ جاؤلی کی بیوی کی سخت مزاجی اور ظلم سے اہل شہر کا ذکر ہے خود اس کی فوج والے بھی تنگ و بددل ہو گئے تھے۔ اس لئے بعض محافظین شہر پناہ نے امیر مودود سے ساز باز کر کے دروازہ کھول دیا۔ امیر مودود اپنی فوج سمیت شہر میں داخل ہو گیا، زوجہ جاؤلی نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، اور آٹھ روز تک قلعہ نشین رہی، پھر نویں دن امیر مودود سے امن حاصل کر کے اپنے بھائی یوسف بن بریق کے پاس قیمتی قیمتی مال و اسباب لے کر چلی گئی امیر مودود نے موصل اور اس کے سارے علاقے پر قبضہ کر لیا۔

ایلغازی اور جاؤلی: جاؤلی نے موصل سے روانہ ہوتے وقت قمص کو ساتھ لیا (یہ قمص وہی ہے جس کو سقمان نے رفته رکھا تھا۔ اور چکر مش نے سقمان سے لے لیا تھا) جب نصیبین پہنچا تو ایلغازی بن ارق (والی نصیبین) سے سلطان محمد کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی مگر ایلغازی نے انکار میں جواب دیا اور اپنے بیٹے کو فوج کے ساتھ نصیبین میں چھوڑ کر مار دین کی طرف روانہ ہو گیا۔ جاؤلی کو اس کی خبر مل گئی وہ بھی ایلغازی نے جاؤلی کی موفقت

کی اور اس کے ساتھ نصیبین آ گیا۔ پھر نصیبین سے روانہ ہو کر سنجار کا محاصرہ کر لیا۔ اہل سنجار نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور مقدمہ پر ٹپل گئے۔ اس کے بعد ایک دن ایلاغازی کو موقع مل گیا تو وہ جاوہی کو محاصرے پر چھوڑ کر رات کے وقت نصیبین بھاگ گیا اور جاوہی سنجار کا محاصرہ ٹھہ کر دہ چلا گیا۔

قص بردویل کی رہائی: رجبہ کے قریب پہنچ کر جاوہی نے قص بردویل کو پانچ سال کے بعد ایک بڑی رقم لے کر ان شرائط پر رہا کیا (۱) جتنے مسلمان قیدی ہوں وہ رہا کر دیئے جائیں (۲) بوقت ضرورت جس وقت طلب کیا جائے امداد کے لیے آجائے۔ جب جاوہی اور قص کی آپس میں مفاہمت اور مصالحت ہو گئی تو جاوہی نے قص کو سالم بن مالک (والی قلعہ بھر) کے پاس بھیجا اور قلعہ حوالے کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سالم نے قلعہ حوالہ کر دیا۔ اتنے میں قص کا خالہ زاد بھائی ”جوسلین“ والی تلبارش جو کہ مسیحی سرداروں میں سے ایک نامور شخص تھا، آ گیا۔ یہ بھی قص کے ساتھ گرفتار ہو گیا تھا۔ لیکن بیس ہزار دینار فدیہ دے کر رہا ہو گیا تھا۔ اس کے آتے ہی قص، انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گیا اور جوسلین بطور ضمانت قلعہ بھر میں رک گیا۔ اس کے بعد جاوہی نے قلعہ بھر کو جوسلین سے لے لیا اور جوسلین کے بجائے اس کے اور قص کے سالوں کو ضمانت میں لے کر جوسلین کو بقیہ شرائط رہائی پوری کرنے کے لیے قص کے پاس روانہ کر دیا۔

قص، جوسلین اور طنکری کی جنگ:..... جس وقت قص انطاکیہ پہنچا، والی انطاکیہ طنکری نے تیس ہزار دینار گھوڑے، اور بیس ہزار رات حرب پیش کئے۔ رہا اور سروج وغیرہ قص کے قبضہ میں تھے۔ لیکن جب قص گرفتار کر لیا گیا تھا تو طنکری نے رہا وغیرہ کو قص کے عمال سے چھین لیا تھا۔ قص نے واپسی کا مطالبہ کیا مگر طنکری نے ٹکا سا جواب دیدیا اس پر قص ناراض ہو کر تلبارش چلا گیا۔ اتنے میں جوسلین پہنچ گیا۔ عیسائیوں کو اس سے بیحد مسرت ہوئی۔ سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔ طنکری نے یہ خیال کر کے کہ اگر ان دونوں کو قوت حاصل ہو جائے گی تو سخت خطرہ کا سامنا ہوگا۔ قص اور جوسلین کا محاصرہ کر لیا۔ چند دنوں تک محاصرہ کئے رہا۔ پھر قص اور جوسلین نے موقع پر کر طنکری (والی انطاکیہ) کے مقبوضہ قلعوں پر حملہ کر دیا۔ بوسہیل ارمنی (جو کہ رعیان کیسوم شمالی قلعوں اور حلب کا والی تھا) سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ بوسہیل ارمنی نے ایک ہزار سوار، قص کی امداد پر بھیج دیئے۔ پھر قص، جوسلین اور طنکری میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی اور خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ پوپ اور پادریوں کی ایک جماعت نے درمیان میں پڑ کر جنگ کرنے سے دونوں کو روکا۔ ہمید (طنکری کا ماموں) بھی آ گیا۔ پوپ نے طنکری کے خلاف فیصلہ کیا یہ حکم دیا کہ رہا وغیرہ واپس دیئے جائیں۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ۹ صفر ۵۰۲ھ میں رہا وغیرہ قص کو واپس دیئے گئے۔

اس فیصلہ کے بعد قص نے فرات عبور کیا اور حسب شرائط رہائی، مال مقررہ کا زیادہ حصہ اور مسلمانوں قیدیوں کو جاوہی کے پاس بھیج دیا۔

جاوہی کی ”رجبہ“ کی طرف روانگی: جمص کو رہا کر کے جاوہی رجبہ کی طرف چلا گیا۔ ابوالنجم بدران اور ابوباکل منصور بن صدقہ اپنے باپ کے قتل کے بعد سے سالم بن مالک کے پاس مقیم تھے۔ ان دونوں نے جاوہی سے امداد کی درخواست کی۔ جاوہی نے ان کی پشت پناہی کے لیے ان کے ساتھ چلنے کا وعدہ کیا اور سب کے سب ابوالغازی تکین کو اس مہم کا سردار بنانے پر متفق ہو گئے۔ پھر ابھی روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اصبہ صبا در پہنچ گیا۔ سلطان محمد نے اسے رجبہ کی حکومت عطا کی تھی۔ اس نے جاوہی کو رائے دی کہ ”تم عراق کی طرف بڑھنے کے بجائے شام کا رخ کرو۔ اس وقت شام، لشکر اسلام سے خالی ہو گیا ہے۔ اور عیسائیوں کی چیرہ دستی روز بروز ترقی پذیر ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں سلطان محمد سے آئندہ کسی خطرہ کا اندیشہ نہ رہے گا“ جاوہی نے اس رائے کو پسند کیا۔ سامان جنگ درست کر کے رجبہ سے روانہ ہو گیا۔

رقہ پر جاوہی کا محاصرہ:..... اس کے بعد جاوہی کے پاس سالم بن مالک (والی قلعہ بھر) کا قاصد پہنچا۔ سالم نے بنی نمیر کی زیادتی کی شکایت لکھی تھی اور امداد کا خواستگار ہوا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ بنی نمیر نے بصرہ سے علی بن سالم (والی رقعہ) پر یلغار کی تھی اور علی بن سالم کو قتل کر کے رقعہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ملک رضوان یہ خبر پا کر حلب سے رقعہ کی طرف روانہ ہوا لیکن بنی نمیر نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ ملک رضوان واپس آ گیا۔ چنانچہ جاوہی نے ملک شام جانے کے بجائے بنی نمیر کی سرکوبی کے لیے رقعہ کی طرف کوچ کر دیا۔ ستر دن تک بنی نمیر کا رقعہ میں محاصرہ کیے رہا۔ بنی نمیر نے تنگ ہو کر صلح کی درخواست کی اور بہت سامان و اسباب اور گھوڑے دے کر جاوہی سے صلح کر لی۔ جاوہی نے محاصرہ اٹھ لیا اور سالم کو معذرت نامہ لکھا۔

جاولی اور اینغازی۔ اسی دوران حسین بن اتابک قطع تکین مع فخر الدولہ ابن عمار کے پاس جاولی پہنچ گیا۔ حسین کا باپ گنج میں سطان محمد کا اتایق تھا۔ سطان محمد نے کسی بات پر ناراض ہو کر قطع تکین کو قتل کر دیا۔ حسین سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس کی اشک شوقی کی اور اپنے خاص ہم نشینوں میں داخل کر لیا۔ پھر جب عیسائیوں کی چیرہ دستی کی خبر ملی تو فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ جاولی کو پاس بھیجا تا کہ جوں کے تعذبات دربار شاہی کے ساتھ خوشگوار ہو جائیں اور شاہی لشکر کو جو کہ موصل کا محاصرہ کئے ہوئے ہے، عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ روانہ کر دے۔ جاولی نے خوشی کے ساتھ اس کو منظور کر لیا اور حسین سے کہا ”تم موصل جا کر لشکر موصل کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کے لیے روانہ کرو میں اپنے بیٹے کو بطور ضمانت کے تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ ملک کا نظم و نسق اس شخص کے قبضہ اقتدار میں رہے گا جو سلطان محمد کی طرف سے مقرر ہوگا“ حسین جاولی سے رخصت ہو کر موصل فتح ہونے سے پہلے موصل پہنچ گیا۔ شاہی لشکر کو عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے کوچ کا حکم دیا۔ تم مکہ نڈروں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ لیکن امیر مودود نے تعمیل سے انکار کر دیا۔ اور یہ کہنا کہ ”میں بغیر اجازت سلطان محمد موصل سے کوچ نہیں کروں گا“ چنانچہ امیر مودود موصل کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ موصل کو فتح کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

حسین ابن قطع تکین، سلطان کی خدمت میں واپس آیا۔ اور جاولی کی طرف سے نہایت خوبی سے نیاز مندانہ بات کی جس سے سطان محمد کا دل صاف ہو گیا۔

اس کے بعد جاولی نے شہر مالس کی طرف کوچ کیا۔ ملک رضوان تنش کے ملازموں سے چھین لیا۔ شہر مالس کے رہنے والوں کے ایک گروپ کو قتل کیا۔ جس میں قاضی محمد بن عبدالعزیز بن الیاس نامی مشہور فقیہ بھی تھا، یہ نہایت نیک مزاج اور متقی شخص تھا۔

ملک رضوان اور جاولی: ... اس واقعہ کی خبر ملک رضوان بن وفاق کو ملی تو آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں مرتب کر کے جاولی سے جنگ کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا اور طنکری (والی انطاکیہ) کو یہ واقعہ لکھ بھیجا، امداد کی درخواست کی۔ طنکری اپنی فوجیں لے کر رضوان کی کمک پر آ گیا۔ جاولی نے بھی قص کے پاس امداد و اعانت کا پیغام بھیجا اور جتنا زور فدیہ اس کے ذمے باقی تھا، اسے معاف کر دیا۔ چنانچہ قص اپنی فوج کے ساتھ جاولی کی کمک پر پہنچ گیا۔ جاولی اس وقت مینج میں تھا۔ اتنے میں یہ خبر پہنچ گئی کہ موصل پر امیر مودود اور شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ جاولی کا سارا کارخانہ نظام درہم برہم ہو گیا۔ اکثر ساتھیوں نے اس کی رفاقت کو ترک کر دیا۔ زنگی بن آقسنشر اور بکتاش نہاوندی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ اصہد صباد، بدر بن بن صدقہ اور ابن چکر مش باقی رہ گیا۔ اتفاق سے رضا کاروں کا ایک گروہ جاولی کی کمک پر آ گیا جس سے جاولی کے قدم میدان جنگ میں جم گئے۔ اس نے تل باشر پر پڑاؤ ڈالا۔ ملک رضوان بھی طنکری سمیت آ گیا، لڑائی چھڑ گئی، عنوان جنگ ایسا تھا کہ ملک رضوان کو شکست ہوتی نظر آ رہی تھی، سوئے اتفاق سے جاولی کے لشکر کی فوج، ملک رضوان کے منظم گروہ کے تعاقب میں بڑھی۔ جاولی نے اسے واپس کرنا چاہا، ہلچل مچا ہوا تھا۔ جاولی کی کوشش رائگاں چلی گئی۔ ناچار میدان جنگ سے قدم ڈمگ گئے۔ شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ اصہد صباد و اشام کی طرف چلا گیا۔ بدر بن صدقہ نے قلعہ جبر کا راستہ لیا۔ ابن چکر مش نے جزیرہ ابن عمر میں جا کر دم لیا۔ بہت سے مسلمان مارے گئے۔ والی انطاکیہ نے جاولی کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ قص اور جوسلین تل باشر کی طرف بھاگ گیا۔ ان دونوں عیسائی امراء نے مسلمانوں سے اچھے سلوک کیئے۔ جو مسلمان شکست کھا کر ان کے پاس آتا تھا، اس کی عزت کرتے تھے، زخمی ہوتا تھا تو اس کا علاج کراتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، تنگوں کو کپڑے پہناتے اور زور اور ادب و مکران کے وطن پہنچا دیتے تھے۔

دربار شاہی میں جاولی کی آمد: اس شکست کے بعد جاولی، رجب چلا گیا۔ گنتی کے چند سواریوں کے رکاب میں تھے۔ اتفاق یہ کہ امیر مودود (ولی موصل) کا ایک دستہ فوج رجب کے گرد و نواح پر شب خون مارنے آ گیا۔ اس سے جاولی کو اپنی گرفتاری کا خطرہ پیدا ہوا۔ اس نے یہ رائے قائم کی کہ سوائے بارگاہ سلطانی کے مجھے کہیں پناہ نہ ملے گی اور حسین بن قطع تکین سے میرے مراسم اتحاد قائم ہیں وہ سلطان سے میری سفارش ضرور کرے گا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے سفر طے کر کے اصفہان کے قریب خرگاہ سلطان میں حاضر ہوا۔ حسین بن قطع تکین کے یہاں مقیم ہوا۔ غم سے بھری ہوئی اپنی داستان سنائی۔ حسین جاولی کو اپنے ہمراہ لے کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اس سے بکتاش بن تنکش کو لے کر اصفہان میں قید کر دیا۔

عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ: ۵۰۵ھ میں سلطان محمد نے امیر مودود (والی موصل) کو عیسائیوں کی جنگ پر مقرر کر دیا۔ سقمان قطبی (وان دیار بکر و آرمینیا) ابا کی (ایٹلی) وزنگی بن بریق (والیان ہمدان) امیر احمد بیگ (والی مراغہ، ابوالہیجا) (والی اربل) اور امیر ابو الغازی (وان مار دین) کو امیر مودود کی امداد کا حکم دیا۔ امیر ابو الغازی بذات خود اس جنگ پر نہیں گیا تھا۔ بلکہ اپنے بیٹے ”ایاز“ کو اپنے بدلے بھیج دیا تھا۔ چنانچہ مجاہدین اسلام سیلاب کی طرح بخارا کی طرف بڑھے اور عیسائیوں کے چند قلعے فتح کر لیے شہر الرہا پر ماصرہ کر لیا۔ مدقوں می صرہ کئے رہے۔ الرہا والے مسلسل مقابلہ کرتے رہے۔ قرب وجوار کے عیسائی امریہ بن کراہی اپنی فوجیں لے کر دوڑ پڑے اور فرات عبور کر کے الرہا کو پیچھے کی کوشش کی۔ لیکن لشکر اسد سام کے سیراب اور سطوت نے انھیں فرات کو عبور کرنے سے روک دیا۔ چنانچہ وہ فرات پر رک گئے۔ مسلمانوں نے اس خیال سے کہ عیسائی فرات کو عبور کر کے میدان میں آجائیں ”الرہا“ چھوڑ کر حران کی طرف کوچ کر دیا۔ جیسے ہی مسلمانوں نے الرہا کا محاصرہ اٹھایا، عیسائی امراء الرہا میں داخل ہو گئے۔ رسد و غلہ اور روزمرہ کی تمام ضروریات کا کافی ذخیرہ الرہا میں جمع کر کے فرات کی جانب واپس چلے گئے اور اسے جانب شامی سے عبور کر کے حلب کے مضافات پر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔

تل باشر کا محاصرہ: .... اسلامی فوجوں نے الرہا کا محاصرہ اٹھانے میں سخت غلطی کی۔ اہل الرہا میں طویل حصار کی وجہ سے مقابلے کی تاب باقی نہ رہی تھی اور نہ ان کے پاس غلہ کا ذخیرہ باقی رہا تھا۔ صبح و شام میں فتح ہو جاتا لیکن ماشاء اللہ کان و الم یشار لم یکن“ کا مضمون ہو گیا۔ عیسائیوں کی واپسی الرہا اور فرات کو عبور کرنے کی خبر سن کر عساکر شامی نے الرہا کی طرف رجعت قہقری کی اور پہنچتے ہی اسے گھیر لیا۔ اب کیا تھا الرہا اب وہ الرہا نہ رہا تھا شہر پناہ کی فصلیوں پر جنگی سپاہیوں کا پورا غلہ اور ضروریات کا کافی ذخیرہ موجود ہو گیا تھا۔ فوج بھی کثرت سے موجود تھی چونکہ کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ لہذا محاصرہ اٹھا کر قلعہ تل باشر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ پینتالیس دن تک قلعہ تل باشر کا محاصرہ کئے رہے۔ مگر کامیابی ہوتی نہ دکھائی دی۔ مجبوراً قلعہ تل باشر سے بھی ماصرہ اٹھا لیا۔ پھر حلب میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ ملک رضوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیے اور مینے سے انکار کر دیا۔ سقمان قطبی کا یا بش میں انتقال ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس کا تابوت لے کر اس کے شہر واپس ہوئے۔ راستے میں ایلغازی بن رقی نے ان لوگوں سے چھینر چھاڑ کی۔ چنانچہ فریقین میں دودو ہاتھ چل گئے۔ ان لوگوں نے ایلغازی کو شکست دے دی اور ایلغازی اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں: .... ان واقعات کے بعد ابن بریق بیمار ہو گیا۔ امیر احمد بیگ (والی مراغہ) سلطان محمد کی خدمت میں سقمان قطبی کے علاقے حاصل کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ قطنخ تکین (والی دمشق) نے امیر مودود سے میل جول پیدا کر لیا اور امیر مودود اس کے ساتھ نہر عاصی پر پہنچ گیا۔ اس سے لشکر اسلام متفرق و منتشر ہو گیا۔ عیسائیوں کو اس کی اطلاع ملی تو مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے فوجوں کو مرتب کیا اور اسد سامی علاقوں کو فتح کرنے کے لیے قادیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ سلطان بن منقذ (والی شیراز) ایہ خبر سن کر امیر مودود اور قطنخ تکین کے پاس پہنچا۔ دونوں کو نصیحت و ملامت کی۔ عیسائیوں سے جہاد پر ابھارا۔ چنانچہ امیر مودود، قطنخ تکین اور سلطان بن منقذ شیراز آ گئے اور ڈیرے ڈال دیئے، مورچے قائم کئے۔ عیسائیوں کے لشکر نے بھی ان کے مقابلے پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ لیکن مسلمانوں سے کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ بغیر جنگ و قتال قادیہ کی جانب ہٹ گئے۔

الرہا کے خلاف امیر مودود کا جہاد: .... ۵۰۶ھ کے آخر میں بغداد والی بن بادشاہ بیت المقدس نے اطراف دمشق پر کئی مرتبہ حملے کئے۔ اس سے قطنخ تکین (والی دمشق) کی تحریک سے امراء اسلام میں پھر ایک جوش پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ۵۰۷ھ میں امیر مودود (والی موصل) نمیرک (والی سنجاہ) امیر آ یاز بن ایلغازی اور قطنخ تکین (والی دمشق) متفقہ و متحدہ قوت سے عیسائیوں کے زیر کنٹرول علاقوں کی طرف جہاد کے لیے قدم بڑھایا۔ فرات کو عبور کر کے بیت المقدس کو فتح کرنے کے لیے کوچ کیا۔ بغدادین کو اس کی اطلاع ہوئی۔ جو سلیم (والی تل باشر) بھی اس کے ساتھ تھا۔ اروون میں عیسائیوں نے پڑاؤ ڈالا اور طریقہ کے قریب دونوں فریق نے میدان جمایا۔ معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ عیسائیوں کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ ایک بڑا گروہ کام آ گیا۔ بہت سے لوگ دریائے طبریہ اور نہرواں میں ڈوب گئے، لشکر اسلام نے ان کے کمپ اور کمبریٹ کو لوٹ لیا۔

امیر مودود کا قتل: عیسائیوں کا شکست خوردہ لشکر طرابلس اور اطاکیہ کے عیسائی لشکر سے جا ملا اور اپنی غم بھری داستان انھیں سنائی۔ امداد و اعانت کی

درخواست کی۔ انہوں نے نہایت جوش اور مسرت سے شکست خوردہ عیسائیوں کی درخواست قبول کی اور سب کے سب متحد ہو کر جنگ کرنے واپس ہوئے اور جبل طریہ کے دامن میں صفیں مرتب کیں۔ چنانچہ عساکر اسلام نے عیسائی لشکر کا محاصرہ کر لیا اور رسد و غلہ کی آمد بند کر دی (جھبیس ۵۰ دن تک محاصرہ کئے رہے مگر کوئی عیسائی سورا کھلے میدان میں جنگ کرنے کے لیے نہیں نکلا) اسلامی فوجوں نے محاصرہ اٹھا کر عیسائی علاقوں میں عکاز سے بیت المقدس تک غارتگری شروع کر دیا۔ گاؤں، قصبوں اور شہر کو تاراج کر دیا۔ جو عیسائی مقابلہ پر آیا، مار ڈالا۔ مگر کسی عیسائی سردار کے کانوں پر جوں تک نہ رہی اور شہر سلام کامیابی کے ساتھ دمشق پہنچ گیا۔ امیر مودود نے فوجیوں کو آرام کرنے کے لیے ان کے گھروں کی طرف جانے کی اجازت دے دی اور جہاد کے لیے آئندہ سال واپسی کا حکم دیا اور خود قطائع تلکین کے پاس دمشق میں ٹھہر گیا۔ ایک مرتبہ جامع دمشق میں جمعہ پڑھنے کیا جمعہ پڑھ کر صفیہ تلکین کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے جیسے ہی مسجد کے صحن میں آیا ایک باطنی نے چار زخم کاری لگائے۔ جسکے صدمہ سے اسی دن شام ہوتے ہوتے یہ مہاجل کو بیہوش کر سفر آخرت اختیار کیا۔ قاتل اسی وقت گرفتار کر لیا گیا تھا۔ قطائع تلکین نے اسی دن امیر مودود کے قصاص میں اسے بھی قتل کر دیا۔

آقسقبر برستی۔ سلطان محمد کو اس واقعہ فاجعہ کی اطلاع ملی تو موصل اور اس کے صوبہ پر آقسقبر برستی کو ۵۰ھ میں مامور کیا۔ سپنے بیٹے ملک مسعود کو ایک عظیم فوج کے ساتھ آقسقبر برستی کے ساتھ موصل روانہ کر دیا۔ اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ اور اسلامی فوجوں کے حکمرانوں کو آقسقبر برستی کی اطاعت و مدد کی ہدایت و تاکید کی۔ آقسقبر برستی کوچ و قیام کرتا ہوا موصل پہنچ گیا۔ فرمان شاہی کے مطابق چاروں طرف سے اسدی فوجیں آ کر مجتمع ہو گئی۔ عماد الدین زنگی بن آقسقبر (سلطان نور الدین محمود فاح جزیرہ و شام کے والد) اور نمیر (والی سنج) بھی آ گیا۔ آقسقبر برستی نے حسب کرمہ سلمیہ و مرتب کر کے جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ ہوا۔ چنانچہ امیر مودود کے باپ نے اطاعت قبول کر لی اور شہر حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد آقسقبر برستی ہار دین پہنچا۔ بو لغازی (وی یار دین) نے سلطان کے کہنے کے مطابق اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے بیٹے ایاز کو فوج کے ساتھ آقسقبر برستی کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ آقسقبر برستی نے اندرونی ماعملات سے فراغت حاصل کرے الہا کا محاصرہ کر لیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ محاصرہ کے دوران عیسائیوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں لیکن کوئی نتیجہ خیز جنگ نہ ہو سکی۔ رسد کی کمی کی وجہ سے آقسقبر برستی کو محاصرہ اٹھالینا پڑا۔ شمشاط کی طرف چل گیا۔

ان لڑائیوں اور زمانہ محاصرہ الہا میں الہا، سروج اوق شمشاط کے مضافات و اضلاع لشکر اسلام کی غارتگری کی نذر ہو گئے۔ دیہات، قصبے اور شہر جڑ گئے۔

عیسائیوں کی اٹھ کئیہ روانگی: اسی دوران کراسک عیسائی بادشاہ مرعش، کیسوم اور رعیان کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کی بیوہ شکر اور حکومت پر قابض ہو گئی تھی۔ اس نے برستی کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ چنانچہ برستی نے بھی اپنا سفیر روانہ کیا۔ کراسک کی بیوہ نے برستی کے سفیر کی عزت کی، ہدایا اور تحائف دے کر برستی کی خدمت میں واپس بھیجا۔ اس واقعہ سے بہت سے عیسائی ترک وطن کر کے اٹھ کئیہ چلے گئے۔

ایاز کی گرفتاری اور رہائی: اس کے بعد برستی نے ایاز بن ابوالغازی کو اس جرم میں کہ ابوالغازی نے برستی کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی، گرفتار کر لیا۔ چنانچہ ابوالغازی کو اس کی اطلاع مل گئی اس نے فوجیں مرتب کر کے برستی سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کر دیا۔ چنانچہ ابوالغازی اور برستی کی جنگ ہوئی۔ جس میں برستی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابوالغازی نے اپنے بیٹے ایاز کو قید سے چھڑالیا جیسا کہ آپ ابوالغازی کے سمسد حکومت کے تذکرے میں پڑھیں گے۔

ایلغازی کی گرفتاری: سلطان محمد نے ابوالغازی کو اس حرکت پر عتاب آموز خط لکھا۔ عواقب امور اور سطوت شاہی کی ذہنی دی۔ ابوالغازی سلطان کے خوف سے قطائع تلکین (والی دمشق) کے پاس چلا گیا۔ والی دمشق اور عیسائی امراہ شام نے آپس میں ایک دوسروں کی مدد کرنے کی قسمیں کھائیں۔ پھر ابوالغازی نے دیار بکر کی طرف لوٹ آیا۔ ادھر قزجان بن قراچہ (والی حمص) کو اس کی خبر مل گئی۔ قضاے برم کی طرح ابوالغازی کے سر پر



پہنچ گیا۔ ابوالغازی کے ساتھی چند دن آرام کرنے کے لیے اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے تھے۔ چند سوار اس کے لشکر میں باقی رہ گئے تھے۔ چنانچہ قزجان کو اس مہم میں کامیابی ہو گئی۔ اس نے ابوالغازی کو گرفتار کر لیا قتلغ تکین (والی دمشق) اس خبر سے آگاہ ہو کر اپنی فوج کے ساتھ دڑ پڑا۔ اور قزجان کو ابوالغازی کی رہائی کا پیغام بھیجا۔ مگر قزجان نے انکار میں جواب دیا اور کہلوا بھیجا ”اگر قتلغ تکین اٹھے پاؤں واپس نہیں جائے گا تو میں ابوالغازی کو قتل کر دوں گا“ آئندہ جو کچھ ہونا ہوگا ہو جائے۔ چنانچہ قتلغ تکین نے دمشق واپس چلا گیا۔

ابوالغازی کی رہائی قزجان نے ان واقعات کی دربار شاہی میں اطلاع کر دیا تھی اور حکم کا انتظار کر رہا تھا۔ اتفاق سے جو ب آنے میں تاخیر ہو گئی۔ اس لیے ابوالغازی سے قسم لے کر اور اس کے بیٹے ایاز کو بطور ضمانت اپنے قبضہ میں رکھ کر رہا کر دیا۔ چنانچہ ابوالغازی قید سے رہا ہو کر صبر گیا اور ترکہ نوں کو جمع کر کے قزجان کا محاصرہ کر لیا اور اپنے بیٹے ایاز کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اتنے میں شاہی لشکر بھی آ گیا۔

ابوالغازی اور قتلغ تکین کی بغاوت: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالغازی اور قتلغ تکین (والی دمشق) نے سلطان محمد کے خد ف عم بغاوت بلند کر دیا تھا اور عیسائیوں کی قوت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ گئی تھی۔ سلطان محمد نے اس کا احساس کر کے ایک بڑی فوج جس کا سپہ سالار ”امر بسق“ (والی ہمدان) تھا، ابوالغازی، قتلغ تکین کو ہوش میں لانے اور عیسائیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اس مہم میں امیر جیوش بیگ، میر کشغرہ، موصل اور جزیرہ کا شاہی لشکر بھی شریک تھا۔ ماہ رمضان ۵۰۸ھ میں یہ لشکر روانہ ہوا اور دریائے رات کو ”رقہ“ کے قریب سے عبور کر کے ”صب“ پہنچا۔ لولو خادم (والی حلب کا خادم) اور لشکر حلب کا کمانڈر شمس الخواص سے حلب حوالے کرنے کا مہم بہ کیا۔ شاہی فرمان دکھایا تو خادم اور شمس الخواص نے بطاہر بہانوں سے ٹالا اور خفیہ طور پر ابوالغازی اور قتلغ تکین کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ امداد کے لیے بلا گیا۔ چنانچہ ابوالغازی اور قتلغ تکین دو ہزار سواروں کے ساتھ آ گیا۔ چنانچہ اہل حلب نے شہر حوالہ کرنے اور شاہی فرمان کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ برسق نے شاہی افواج کو حماۃ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حماۃ ”قتلغ تکین“ کے دائرہ حکومت میں تھا۔ برسق نے طاقت کے ذریعے سے فتح کر کے حسب فرمان ۱۰ سہن قزجان (والی حمص) کو دیدیا۔ یہ بات امراء لشکر کو ناگوار گزری۔

”خامیہ“ نامی قلعے کا محاصرہ: چنانچہ جب ”حماۃ“ قزجان کو دیدیا گیا تو ایاز ابن ابوالغازی نے اپنے بیٹے کو ضمانت کے طور پر قزجی کے حوالہ کر دیا۔ ابوالغازی، قتلغ تکین اور شمس الخواص شاہی لشکر کیم قابلہ میں امداد حاصل کرنے کے لیے انطاکیہ چلا گیا اور بردویل (والی انطاکیہ) سے امداد طلب کی۔ اسی دوران اتفاقاً سے بغداد بن (والی قدس شریف اور (والی طرابلس) وغیرہ عیسائی سلاطین میں انطاکیہ میں آ گئے۔ لشکر اسلام سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ ہوا۔ یہ رائے طے پائی اور فی الحال مسلمانوں سے جنگ نہ کی جائے اور قلعہ فامیہ میں چل کر قیام کیا جائے۔ جب جوہم سرہاج آجائے اور لشکر اسلام موسم سرما کی وجہ سے متفرق ہو جائے تو مسلمانوں پر حملہ کر دیا جائے۔ دو ماہ تک اس قرارداد کے مطابق قلعہ فامیہ میں ٹھہرے رہے۔ موسم سرما آ گیا لیکن اسلامی فوج موسم سرما میں منتشر نہ ہوئی۔ اس سے عیسائیوں کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ چنانچہ اپنے ارادوں اور تمناؤں کا خون کر کے اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔ ابوالغازی، ماردین کی جانب اور قتلغ تکین دمشق کی جانب واپس چلے گئے۔ عسکراہلہ فامیہ نے کفر طاب (عیسائی علاقوں) کی طرف حرکت کی اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اور اس پر قبضہ کر کے (والی کفر طاب) کو گرفتار کر لیا۔ باقی عیسائی جنگ جوؤں کو قتل کر دیا اور اس کے بعد قلعہ فامیہ پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ والوں نے دروازہ بند کر لیا۔ قلعہ نہایت مضبوط تھا کسی طرف سے حملہ کرنے کا موقع نہ ملا۔

عیسائیوں کی لوٹ مار: قلعہ والوں نے دروازہ بند کر لیا۔ قلعہ نہایت مضبوط تھا کسی طرف سے حملہ کرنے کا موقع نہ ملا۔ چنانچہ فامیہ سے بے نیل مرام معرہ کی طرف واپس چلا گیا۔ معرہ بھی عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ جیوش بیگ عسکراہلہ فامیہ سے علیحدہ ہو کر مراغہ کی طرف گیا اور زکرائی پر قبضہ کر لیا۔ باقی اسلامی لشکر معرہ سے حلب چلا گیا اور حسب دستور سارے اسباب اور خیموں کو آگے روانہ کر لیا۔ تھوڑی ہی فوج حفاظت کی غرض سے ساتھ تھی۔ باقی فوج متفرق طور پر بے خوف و خطر سفر کر رہی تھی کہ بردویل (والی انطاکیہ) کفر طاب کے محاصرے کی خبر سن کر پانچ سو سواروں اور دو ہزار پیدل فوجیوں



سے ساتھ کفر کا بکریہ کی امداد کے لیے روانہ ہو گیا تھا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ انہوں نے بردویل ہی کے لشکر کے قریب پڑاؤ کر دیا۔ اس سے بردویل کو موقع مل گیا۔ فوراً حملہ کر دیا اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ محافظوں اور غلاموں کو قتل کر دیا اور جیسے جیسے اسلامی لشکر متفرق طور پر آتا گیا اسے تہ تیغ کرتا گیا۔ انہی واقعات کے دوران ”امیر برسق“ بھی پہنچ گیا وہ مسلمانوں کو خاک و خون پر لوٹا ہوا دیکھ کر بھرا اٹھا۔ شمشیر بکف ہو کرڑنے پر تیار ہو گیا۔ یمن اپنے بھائیوں کے اصرار پر مجبور ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگ سے اعراض کر کے روانہ ہو گیا۔ عیسائیوں نے ایک کوس تک تو قب یہ مگر جب ”مر برسق“ ہاتھ نہ آیا تو واپس آ گئے۔ اور چاروں طرف سے مسلمانوں پر ماروھاڑ شروع کر دی اور بیگناہوں کو قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔

**امیر برسق کی وفات** ایاز بن ابوالغازی کے مسلمان محافظوں نے یہ رنگ دیکھ کر ایاز کو قتل کر دیا۔ حلب اور دیگر اسلامی علاقوں کے رہنے والے لشکر اسلام کا یہ حال سن کر جان و آبرو کی وف ترک وطن کر کے اسلامی شہروں میں چلے گئے۔ کامیابی اور امداد سے ناامید ہو گئے۔ بقیہ عسکر اسلامیت شکست کھا کر اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گیا۔ برسق اور اس کا بھائی زنگی اپنی امیدیں اور تمناؤں میں اپنے اپنے سینوں میں لئے ہوئے ۵۱۰ھ میں ملک مدین کو روندہ ہو گئے۔ (یعنی مارے گئے)

**جیوش بیگ اور مسعود بن سلطان محمد کی موصل پر حکومت:** ان واقعات کے ختم ہونے پر سلطان محمد نے موصل اور ان شہروں کی حکومت امیر جیوش بیگ کو عنایت کی جو آتسفر برسی کی حکومت کے ماتحت تھے۔ اور اپنے بیٹے مسعود کو اس حکومت میں شریک کر کے امیر جیوش کے ساتھ روانہ کیا۔ برسی نے رحمہ میں قیام اختیار کیا۔ یہ بھی اس کے مقبوضات میں تھا۔ تا آنکہ سلطان محمد نے وفات پائی۔

**فارس پر جاولی سقاوا کی حکومت:** آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جب جاولی سقاوا سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد اس سے راضی ہو گیا اسے ملک فارس کی سند حکومت عطا کی۔ اپنے خیر خواہ بیٹے جعفری بیگ کو جس نے حال ہی میں دودھ پینے کا زمانہ پورا کیا تھا، اس کے ساتھ روانہ کیا اور وعدہ کیا کہ ملک فارس کی ہر طرح سے اصلاح کی جائے گی، مفسدوں اور باغیوں کی سرکوبی کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا جائے۔

**قلعہ اصطخر پر جاولی کا قبضہ:** ... جاولی سقاوا سلطان سے رخصت ہو کر فارس کی طرف روانہ ہو گیا۔ امیر بلداجی کے مقبوضہ علاقوں سے ہو کر گزر، امیر بلداجی، سلطان ملک شاہ اول کے اہم غلاموں سے تھا۔ کلیل، سراہ اور قلعہ اصطخر وغیرہ پر قابض ہو رہا تھا۔ جاولی سقاوا نے جعفری بیگ سے اپنے کے لیے بلداجی کو ہوا لیا۔ پھر جیسے ہی بلداجی جعفری بیگ کی خدمت میں حاضر ہو گیا جعفری بیگ جیسا کہ جاولی نے اسے سکھا رکھا تھا، بول پڑا۔ اس کو پکڑو۔ چنانچہ جاولی سقاوا نے اسی وقت بلداجی کو گرفتار کر لیا اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ بلداجی کا بہت بڑا ذخیرہ اور خزانہ اس کے اہل و عیال سمیت کے قلعہ اصطخر میں تھا۔ قلعہ اصطخر کی حفاظت پر اس کا وزیر نجی مامور تھا۔ بلداجی کی گرفتاری کا سن کر باغی ہو گیا۔ بلداجی کے اہل و عیال کو قلعہ سے نکال کر بلداجی کے پاس بھیج دیا اور قلعہ پر خود قابض ہو گیا۔ چنانچہ جب جاولی سقاوا نے ملک فارس پر تسلط حاصل کر لیا تو قلعہ اصطخر کو بھی نجی کے قبضہ سے نکال لیا۔ اپنے خزانہ اور ذخیروں کو اس میں رکھا۔

**حسین بن صبارز اور جاولی:** اس کے بعد جاولی سقاوا نے حسین بن مبارز شوانکارہ کردوں کے امیر والی نساء کو طلبی کا خط روانہ کیا۔ حسین نے جواباً لکھا ”میں سلطان کا خادم ہوں، مجھے حاضری میں عذر نہیں ہے لیکن جو برتاؤ آپ نے امیر بلداجی کے ساتھ کیا ہے وہ مجھے معلوم ہے اس خطرے کے خیل سے میں حاضری سے معذور ہوں“ جاولی سقاوا نے اس کا خط دیکھ کر واپسی کا حکم دیدیا۔ قاصد نے واپس جا کر حسین کو جاولی کی واپسی سے مطلع کیا۔ حسین سے بے حد خوشی منائی مگر جاولی تھوڑی دور چل کر لوٹ پڑا اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے حسین کے سر پر پہنچ گیا۔ حسین سے کچھ بنائے نہ بنی۔ چنانچہ بھاگ نکلا اور قلعہ عمارج میں جا کر پناہ لی۔

**جاولی کی فتوحات اور کامیابیاں:** جاولی نے اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور مال و اسباب پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد شہر نساء کی طرف روانہ ہو گیا۔ اہل نساء نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیے اور شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ جاولی نے نساء پر قبضہ کر کے ملک فارس کے اکثر شہروں کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ ان میں سے جہرم بھی تھا۔ پھر حسین کا قلعہ عمارج پر جا کر محاصرہ کر لیا۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ

آئی تو شیرازی کی جانب لوٹ گیا۔ چند دن قیام کر کے گازرون پر یلغار کی اور اس پر بھی بزور تلوار قبضہ کر کے امیر ابوسعید بن محمد کے قلعہ کا محاصرہ کر دیا۔ دو سال تک محاصرہ کیے رکھا۔ محاصرے کے دوران ابوسعید نے دو مرتبہ صلح کا پیغام بھیجا۔ مگر جاوہی نے دونوں بار ابوسعید کے قاصدوں کو قتل کر دیے۔ اور محاصرے میں شدت کی۔ ابوسعید نے امن کی درخواست کی اور قلعہ حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ جاوہی نے قلعہ پر قبضہ کر کے ابوسعید کو امن دے دیا۔ اس کے چند دنوں کے بعد ابوسعید کو جاوہی سے ناراضگی پیدا ہو گئی تو موقع پر کر بھاگ گیا۔ جاوہی نے اس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا۔ اتفاق سے ابوسعید کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جاوہی نے قتل کر دیا۔

دارالجبرد کی فتح: اس مہم کو سر کر کے جاوہی نے دارالجبرد کی طرف قدم بڑھایا۔ ابراہیم والی دارالجبرد میں مقابلے کی طاقت نہ تھی اس کے ساتھ ہی صبح کا نتیجہ بھی کچھ اچھا نظر نہیں آیا۔ اس لیے شہر چھوڑ کر ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن ارسلان بیگ بن قاروت بیگ والی کرمان کے پاس چلا گیا۔ جاوہی نے دارالجبرد کا محاصرہ کر دیا۔ اہل دارالجبرد قلعہ نشین ہو گئے۔ جاوہی کی دال نہ گئی محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا اور کرمان کے راستے سے دارالجبرد کی طرف لوٹا۔ اہل دارالجبرد نے یہ خیال کر کے والی کرمان کی امداد کی فوج آ رہی ہے، جاوہی کی فوج کو قلعہ میں داخل کر لیا۔ پھر کیا تھا قیامت برپا ہو گئی، قتل عام کا بازار گرم ہو گیا، مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ گنتی کے لوگ زندہ بچے۔

کرمان پر حملہ: اس کامیابی کے بعد جاوہی نے کرمان کا رخ کیا۔ حسین شوانکار کردوں کے سردار کو کرمان پر یلغار کرنے کے لیے بھرایا۔ حسین نے گلو خلاصی کی کوئی صورت نہ دیکھی تو مجبوراً قبیل حکم میں حاضر ہو گیا اور جاوہی کے ساتھ کرمان چلا گیا۔ جاوہی نے (والی کرمان) کے پاس (قاضی بو اطاہر عبد اللہ بن طاہر قاضی شیرازی معرفت) یہ پیغام بھیجا کہ شوانکارہ سلطانی رعایا ہیں تم ان کو میرے پاس واپس کر دو ورنہ میں تم پر حملہ کروں گا۔ مگر والی کرمان نے جواب دیا کہ ”مجھے شوانکارہ کردوں کو واپس کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے لیکن چونکہ میں نے ان کو پناہ دے دی ہے، لہذا میں ان کی سفارش کرتا ہوں۔ انکو آپ کسی قسم کی تکلیف مت دیجئے گا“ جاوہی نے والی کرمان کے قاصد کی بیحد عزت کی، انعام دیا، خلعت دی اور اسے اس کے آقا والی کرمان کی طرف سے بدظن کر کے اپنا جاسوس بنا کر واپس بھیجا۔ والی کرمان کا قاصد واپس جا کر لشکر کرمان کو جو والی کرمان کے وزیر کی کن میں سیر جان میں ٹھہرا تھا ہوا، ایسا جھانسا دیا کہ وزیر نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا۔ بات کی بات سیر جان اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا۔ جاوہی اسی وقت کا منتظر تھا۔ اس نے فوراً اپنی فوج کو کرمان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اور ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس سے والی کرمان کو قاصد کی طرف سے بدظنی پیدا ہو گئی، گرفتار کر لیا۔ حالات دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ قاصد جاوہی سے مل گیا ہے۔ والی کرمان نے قاصد کو قتل کر کے اس کے مال و اسباب اور مکان کو لوٹ لیا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ والی قلعہ (جس کا جاوہی محاصرہ کئے ہوئے تھا) بھی والی کرمان سے آ ملا۔

جاوہی کی شکست: چنانچہ والی کرمان چھ ہزار سواروں کے ساتھ جاوہی کی جنگ پر روانہ ہو گیا۔ اور والی قلعہ کی رائے سے عام راستہ کو چھوڑ کر اجنبی راستہ کو اختیار کیا۔ چنانچہ جاوہی کو اس کی خبر لگ گئی۔ ایک کمانڈر کو خبر لانے کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ اس کمانڈر نے معمولی راستہ پر کسی کو نہ دیکھا تو جوں کے پاس آ گیا۔ اور یہ اطلاع دی کہ لشکر کرمان میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اس لیے واپس چلا گیا ہے۔ جاوہی مطمئن ہو گیا۔ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ لشکر کرمان نے جاوہی کے لشکر پر چھاپہ مارا (یہ واقعہ شوال ۵۰۸ھ کا ہے) چنانچہ جاوہی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ بہت سے گرفتار کر لیے گئے۔ اسی دوران خسرو اور ابن ابی سعد جس کے باپ کو جاوہی نے قتل کیا تھا، آ گیا۔ جاوہی ان کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر ان دونوں نے جاوہی کو تشفی دی۔ اور پوری حفاظت سے شہر نساء پہنچا دیا۔ اس کا بقیہ لشکر بھی جو کسی طرح اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا، آ گیا۔ والی کرمان نے بھی جاوہی کے قیدیوں کو رہا کر کے زادسفر دے کر رخصت کر دیا۔ یہ بھی جاوہی کے پاس آ گئے۔ جاوہی والی کرمان سے بدلہ لینے کی تیاری کر رہی رہا تھا کہ جعفری بیگ ابن سلطان محمد کا ماہ ذی الحجہ ۵۰۹ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر پانچ سال تھی۔ جاوہی کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ تمناؤں کا خون ہو گیا۔ اس کا والی کرمان سے بدلہ لینے کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

جاوہی کی وفات: والی کرمان نے سلطان محمد کی خدمت میں خط بھیجا اور جاوہی کی دست درازی کی شکایت کی اور یہ درخواست کی کہ جاوہی آئندہ

جنگ و قتال سے اسے روک دیا جائے۔ سلطان محمد نے جواب دیا ”مناسب ہے کہ جاولی کو تم خود راضی کرو اور وہ سرحد کی قلعہ جس کا اس نے محصرہ کر رکھا ہے۔ اسے دید و تقصد کے واپس آنے کے بعد ہی ربیع الاول ۵۱۰ھ میں اپنی تمناؤں کو اپنے سینہ میں لئے ہوئے جاولی چل بس اس سے وہی فرمان کو اطمینان حاصل ہو گیا (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

سلطان محمد کی وفات آخری (۲۳) ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں سلطان محمد نے اپنی حکومت کے بارہویں سال سفر آخرت اختیار کیا اور اپنی موت سے دس دن پہلے اپنے بیٹے محمود کے حق میں ولی عہدی کی وصیت کی اور پورے کاروبار سلطنت اس کے حوالے کرنے کی ہدایت فرمائی۔ پس جب سلطان محمد نے وفات پائی تو حسب وصیت سلطان محمد اس کا بیٹا محمود حکمران بنا۔ اور اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ محمود اس وقت قریب بلوغ پہنچ گیا تھا۔

سلطان محمد نہایت شجاع، عادل، خوش خلقی تھا۔ فرقہ باطنیہ کے استحصال میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا۔ جسے آپ فرقہ باطنیہ کے حارت میں پڑ چکے ہیں ❶۔

سلطان محمود: سلطان محمود نے سر پر حکومت پر متمکن ہو کر قلمدان وزارت وزیر السلطنت ابو منصور کو سپرد کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ کی خدمت میں خط بھیجا اور خطبہ میں نام داخل کرنے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ نصف محرم (تیرہویں محرم جمعہ کے دن) محمود کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا اور پولیس افسر بغداد پر طہرون (مجاہد الدین بہروز) کو بحال رکھا گیا۔ سلطان محمد نے اسے اس عہدہ پر ۵۰۳۲ھ میں مامور کیا تھا۔

بہروز کی برطرفی: آقسقر برستی، وجہ میں رہتا تھا۔ سلطان محمد نے آقسقر برستی کو جاگیر میں رجب عنایت کیا تھا۔ آقسقر برستی، رجب میں اپنے بیٹے عزادین مسعود کو اپنا نائب مقرر کر کے سلطان محمد کی وفات سے پہلے جاگیر بڑھانے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں آ رہا تھا۔ مگر راستے میں یہ معصوم ہوا کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ چنانچہ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ بہروز افسر پولیس بغداد کو اس کی اطلاع ملی تو برستی کو بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ برستی سلطان محمود کی خدمت میں باریازت ہوا۔ چونکہ امراء و اراکین سلطنت بہروز سے ناراض تھے، اس وجہ سے بات چیت کر کے بغدادی پولیس افسر پر برستی کی تقرری اور بہروز کی مغزولی کا فرمان شایع لیے ہوئے داخل ہوا۔ بہروز بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے بغدادی پولیس افسر پر امیر عماد الدین منکبرس کو مقرر کیا۔ امیر منکبرس نے اپنے بیٹے حسین بن ازہک کو اپنا نائب بنا کر بغداد روانہ کیا۔ برستی کو اس کی خبر ملی تو فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آ گیا۔ لڑائی ہوئی تو حسین کو شکست ہو گئی اور وہ مارا گیا۔ باقی لوگ سلطان محمود کے پاس بھاگ گئے۔ یہ واقعہ خلیفہ مستظہر کے انتقال سے پہلے کا ہے۔

دبیس بن صدوقہ: دبیس بن صدوقہ اسی زمانہ سے سلطان محمد کی خدمت میں تھا جبکہ اس کا باپ صدوقہ مارا گیا تھا جیسا کہ اوپر آپ پڑھ چکے ہیں۔ سلطان محمد نے اسے جاگیریں دی تھیں اور بیحد عزت افزائی کی تھی، اس نے حلقہ پر اپنی طرف سے سعید ابن حمید عمری کو مقرر کر رکھا تھا۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمود سمیت حلقہ چلا گیا۔ یہ خبر سن کر عرب اور کردوں کا گروہ کثیر جمع ہو گیا۔

مستظہر باللہ کی وفات: ان واقعات کے بعد خلیفہ مستظہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ نے ماہ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا مسترشد باللہ تخت خلافت پر بیٹھا، اس کا نام فضل تھا۔ ابو منصور کنیت تھی۔ خلافت عباسیہ کے سلسلہ میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔

ملک مسعود اور سلطان محمود: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ سلطان محمود نے اپنے بیٹے مسعود کو موصل کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اس کا تابق

❶ سلطان محمد کی وفات ۵۱۱ھ میں ہوئی تھی۔ سینتیس سال چار ماہ اور چھ دن کی عمر پائی۔ ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں سلطنت کا حویلیہ جامع بغداد میں کی مرتبہ اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور موقف کیا گیا۔ اسکو بہت سے مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر جب اس کے بھائی سلطان برکیارق نے وفات پائی تو حکومت و بادشاہت دور مستطی طور پر اس کے قبضہ میں آ گئی۔ بڑی شان و شوکت اور رعوب و ادب والا بادشاہ تھا (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ لندن) (مترجم)

جیوش بیگ اس کے ساتھ تھا۔ چنانچہ جب سلطان محمد کی وفات کی خبر ملک مسعود کو ملی تو ملک مسعود نے موصل سے حلقہ کے لئے کوچ کر دیا۔ اتالیق جیوش بیگ وزیر السلطنت فخر الملک ابوعلی بن عمار (والی طرابلس) قسیم الدولہ زنگی بن آقسقر (والی سنجار) ابوالہیجا (والی اربل) اور کرپادی بن خراسان ترکمانی (والی بوازرج) وغیرہ اپنی فوجوں کے ساتھ لشکر میں تھے۔ دہیس نے ان لوگوں سے مقابلہ پر کمر باندھی۔ مجبور ہو کر دار الخلافہ کی جانب واپس ہو گئے۔ برستی افسر پولیس بغداد ختم ٹھوک کر میدان میں آیا۔ اور اسے دار الخلافہ بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ملک مسعود نے یہ رنگ دیکھ کر جیوش بیگ کو برستی کے پاس بھیجا اور کہلوا یا کہ ”ہم لوگ تم سے لڑنے نہیں آئے بلکہ دہیس والی حلقہ کے مقابلے میں تم سے امداد و اعانت طلب کرنے آئے ہیں، آؤ! ہم اور تم مل کر دہیس پر حملہ کریں“ چنانچہ برستی اس پیغام سے راضی ہو گیا اور آپس میں عہد و پیمان بھی ہو گیا۔ چنانچہ ملک مسعود نے بغداد پہنچ کر دار الملک میں قیام کیا۔

مسعود اور برستی کی پیش قدمی: برستی نے امیر منکبرس کے بیٹے حسین کو شکست دے کر مارڈالا تھا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔ چنانچہ امیر منکبرس فوجیں مرتب کر کے برستی کی گوثالی کے لیے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب اسے اس بات کی اطلاع ملی کہ ملک مسعود بغداد میں داخل ہو گیا ہے تو نعمانیہ کی جانب سے دجلہ عبور کر کے دہیس کے پاس پہنچ گیا اور امداد کی درخواست کی۔ امیر منکبرس کی آمد اور واپسی کی خبر ملک مسعود کو ملی تو لڑائی کا جھنڈا لے کر خروج کر دیا۔ جیوش بیگ برستی وغیرہ کا امراء رکاب میں تھے۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مدائن پہنچا۔ مگر امیر منکبرس اور دہیس کی فوج کی کثرت نے ان کی ہمت توڑ دی۔ چنانچہ آگے بڑھنے کی جرات نہ ہوئی اور بغیر جنگ و قتال واپس چلا گیا۔ اور نہر صرصر عبور کر کے چاروں طرف غارتگری شروع کر دی۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور برستی کو (ان کی ۱۰ زیادتیوں اور لوٹ مار کی شکایت لکھ بھیجی) اور آپس میں مصالحت کر لینے کی ہدایت کی۔ اس دوران یہ خبر ملی کہ امیر منکبرس اور دہیس نے منظور بردار دہیس اور امیر حسین بن ازبک کی سرکردگی میں ایک عظیم لشکر دار الخلافہ بغداد کو بچانے کے لیے روانہ کیا ہے۔

برستی کی واپسی: ... برستی یہ سنتے ہیں اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنے لشکر پر نائب مقرر کر کے رات کے وقت بغداد کی جانب لوٹ پڑا۔ پس (دیالی نامی مقام پر) بڑھ بھڑ ہو گئی اور لشکر منکبرس کو عبور کرنے سے روک دیا۔ دو دن تک دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرے رہے۔ تیسرے دن عزالدین مسعود کا خط پہنچا جس میں لکھا تھا کہ ”فریقین (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں صلح ہو گئی ہے“ اس خبر سے برستی کا سارا نشہ اتر گیا۔ بدل نا خواستہ جانب مغربی سے عبور کر گیا۔ اس کے بعد ہی منصور اور حسان بھی اپنا لشکر لیے ہوئے بغداد میں داخل ہو گئے اور جامع مسجد سہنی کے قریب قیام کیا۔ برستی کا خیمہ قطرہ قبلہ (عقیقہ) پر نصب کیا گیا۔ مسعود اور جیوش بیگ نے بیمارستان کے قریب قیام کیا۔ دہیس اور منکبرس رقبہ کے نیچے مقیم ہوا۔ عزالدین مسعود بن برستی نے اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس کے پاس قیام اختیار کیا۔

ملک مسعود اور سلطان محمود میں صلح: سبب صلح یہ بنا کہ جیوش بیگ نے سلطان محمود کی خدمت میں خط بھیجا تھا کہ میری جاگیر اور نیز ملک مسعود کی جاگیر میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سلطان محمود نے آذربائیجان میں ان دونوں کی جاگیروں میں اضافہ کر دیا۔ اس کے بعد یہ خبر ملی کہ یہ دونوں جیوش بیگ اور ملک مسعود بغداد کی جانب جا رہے ہیں۔ اس سے سلطان محمود کو ان دونوں کی بغاوت کا خطرہ پیدا گیا۔ چنانچہ شاہی فوجوں کو موصل کی جانب بڑھنے کا حکم دے دیا۔ جیوش بیگ کے قاصد نے جو سلطان محمود کے دربار میں خط میں لے کر آیا تھا، یہ واقعات لکھ بھیجے۔ اتفاق سے یہ خط منکبرس پولیس افسر بغداد کے ہاتھ لگ گیا۔ منکبرس نے اس خط کو جیوش بیگ کے پاس بھیج دیا اور سلطان سے اس کی اور نیز ملک مسعود کی صفائی کرانے کا ذمہ دار ہو گیا۔ چنانچہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر دونوں بھائیوں میں صلح کرادی۔ پھر دونوں بھائیوں کو یہ اندیشہ دامن گیر ہوا کہ ہمیں برستی صلح میں رخنہ انداز نہ ہو اس لیے دونوں نے اتفاق کر کے برستی کو لشکر اور دار الخلافہ بغداد سے علیحدہ کر دیا۔ امیر منکبرس پولیس افسر بغداد مقرر ہوا۔

① بریکٹ میں موجود عبارت ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۴۶) پر بھی لکھنے سے رہ گئی تھی جس کا ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۰) سے اضافہ کیا۔

② اصل کتب میں اس جگہ کچھ نہیں لکھا (مترجم)۔ جبکہ بریکٹ میں موجود عبارت ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۴۶) پر بھی لکھنے سے رہ گئی تھی جس کا ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۱) سے اضافہ کیا۔

امیر منکبرس چونکہ امیر منکبرس ملک مسعود کی ماں سے جس کا نام سر جہاں تھا، نکاح کر لیا تھا اس لیے ملک مسعود پر امیر منکبرس کا اثر زیادہ تھا اور اسی کے مشورے سے ملک مسعود سارا کام انجام دیتا تھا۔ امیر منکبرس نے بغداد کی پولیس افسری پر مقرر ہونے کے بعد رعایا کے مال و عزت پر دست درازی شروع کر دی۔ ظلم و تعدی کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ ان واقعات کی خبر سلطان محمود کے کانوں تک پہنچی تو طلبی کا فرمان بھیجا۔ امیر منکبرس حیدر حوالہ سے نالتا رہا۔ بار خرمکبرس نے اہل بغداد کے خوف سے بغداد چھوڑ دیا (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

ملک طغرل کی سلطان محمود سے بغاوت: ملک طغرل بن سلطان محمد اپنے باپ کی وفات کے وقت قلعہ سر جہاں میں مقیم تھا۔ ۵۰۴ھ میں اس کے باپ نے ساوہ، آوہ اور زنجان جاگیر میں دیئے تھے اور امیر شیرگیر کو اس کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ امیر شیرگیر وہی ہے جس نے اسماعیلیہ کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسماعیلیہ کے حالات میں بیان کیا گیا۔ ملک طغرل کی عمر اس وقت دس سال تھی سلطان محمود نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد کسعدی (کشغری) کو اپنے بھائی (ملک طغرل) کا اتالیق اور اس کی حکومت کا مدبر اور منتظم مقرر کر کے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جتنی جلد ممکن ہو ملک طغرل کو شاہی دربار میں لے آئے۔ چونکہ امیر کسعدی کا دل سلطان محمود کی طرف سے صاف نہ تھا۔ پہنچتے ہی ملک طغرل کو بغاوت پر ابھار دیا اور شاہی دربار میں حاضری سے روک دیا۔ یہ خبر سلطان محمود تک پہنچی تو سلطان محمود نے تالیف قلوب کے خیال سے خلعت، تہ تکف اور تیس ہزار دینار سرخ نقد روانہ کئے ① اور جاگیریں دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس پر بھی ملک طغرل کا دل اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر ہونے پر رکن نہ ہوا۔ امیر کسعدی نے جواب میں خط بھیج دیا کہ ”ہم لوگ شاہی اطاعت کا غاشیہ اپنے گردن پر رکھے ہوئے ہیں۔ جس طرف شاہی لشکر کا رخ ہوگا سر و چشم اس طرف چلنے کے لیے حاضر ہیں۔“

محمود کا طغرل پر حملہ: ..... محمود تاز گیا کہ اس میں کچھ راز ہے مگر کسی سے اپنا خیال ظاہر نہ کیا اور فوجیں ② لے کر اپنے بھائی پر حملہ کرنے کی غرض سے قلعہ شہران ③ کی جانب روانہ ہو گیا جہاں پر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب تھا۔ شدہ شدہ اس کی خبر طغرل اور امیر کسعدی تک بھی پہنچ گئی۔ دونوں نے پوشیدہ طور سے فوج لے کر شہران کو پہنچانے کے لیے کوچ کیا۔ لیکن راستہ بھول گئے۔ قلعہ شہران کے بجائے قلعہ سر جہاں پہنچ گئے۔ اور سلطان محمود نے قلعہ شہران میں جتنا ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب کا ذخیرہ تھا، لے لیا اسی قلعہ میں وہ تیس ہزار دینار بھی تھے جو سلطان محمود نے تحائف و خدمت کے ساتھ ملک طغرل کو بھیجے تھے۔ سلطان محمود چند دن زنجنا میں قیام کر کے ”رے“ چلا گیا۔ ملک طغرل اور امیر کسعدی نے قلعہ سر جہاں سے بچے میں جا کر قیام کیا۔ رفتہ رفتہ اس کے خیر خواہ اور ساتھی اس کے پاس آ گئے۔ اس واقعہ سے دونوں بھائیوں کی کشیدگی اور نفرت بڑھ گئی۔

ملک سنجر: جب سلطان محمد کی وفات کی اطلاع اس کے بھائی ملک سنجر کو خراسان میں ملی تو اس نے اس قدر رنج و غم کا اظہار کیا کہ بیان سے باہر ہے، عزاداری کے لیے زمین پر بیٹھا۔ سات دن تک شہر اور بازار بند رکھے۔ پھر جب اپنے بھتیجے کے حکمران بننے کی خبر سنی تو بگڑ گیا اور ہمدان جبل اور عراق کا رخ کر لیا اور اپنے بھائی کی جگہ خود حکومت و سلطنت کا دعویدار ہوا۔

غزنی پر سنجر کا حملہ: ۵۰۸ھ میں ملک سنجر نے غزنی پر فوج کشی کی تھی اور اسے فتح کر لیا تھا۔ فتح غزنی کے بعد ملک سنجر کو یہ خبر ملی کہ وزیر اسطنت ابو جعفر محمد بن فخر الملک ابوالمظفر بن نظام الملک نے (دالی غزنی) سے ملک سنجر کو قصہ غزنی سے باز رکھنے اور صلح کر دینے کے لیے رشوت دی ہے اور اسی قسم کی حرکت کا ارتکاب اس نے ماوراء النہر میں بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سا مال و اسباب اہل غزنی سے زبردستی حاصل کیا ہے۔ روپیہ حاصل کرنے کے لیے اہل غزنی پر طرح طرح کے مظالم کئے ہیں اور امراء و اراکین دولت کی توہین کی ہے۔ اسی قسم کی اور بھی شکایتیں ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک سنجر نے بیخ واپس آ کر وزیر اسطنت کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ اس کے خزانہ میں ماں و اسباب اور جواہرات کے علاوہ دو کروڑ نقد موجود تھا۔

① یہ تحائف اور خلعت شرف الدین نوشیرواں نے لے کر لیا تھا (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ لندن) (مترجم) ② ماہ جمادی۔ ۵۱۳ھ میں دس ہزار روپوں کے ساتھ روانہ ہوا تھا (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ لندن) (مترجم) ③ تاریخ کامل میں بجائے شہران، کیمرن اور نوٹ میں شہران لکھا ہے۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ لندن) (مترجم)



سنجر کا بچھڑتا ہوا: ابو جعفر وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت شہاب الاسلام عبدالرزاق جو کہ نظام الملک معروف بہ ابن الفقیر کا بھتیجا تھا، کے سپرد کیا گیا۔ لیکن یہ اس پائے کا نہ تھا اور نہ اس میں مقتول وزیر کی طرح محنت کا مادہ تھا۔ چنانچہ جب ملک سنجر کو اپنے بھائی سلطان محمد کی وفات کی خبر ملی اور سلطنت کی وعیداری میں اپنے بھتیجے سلطان محمود پر خروج کرنے کا ارادہ کیا تو سابق وزیر کے قتل پر اس کو بچھڑتا بنا پڑا۔

سنجر اور محمود: سلطان محمود نے ملک سنجر کے ارادے سے مطلع ہو کر شرف الدین، نوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغرل کو تنہا نف و ہدایا دے کر اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ عرض کی ”میں آپ کا بچہ ہوں، دو لاکھ سالانہ حاضر کیا کرونگا اور مارزندران بھی میں آپ کو دیتا ہوں آپ مجھ پر حملہ کرنے کی زحمت مت اٹھائیے۔“ مگر ملک سنجر نے دونوں قاصدوں کو جواب دیا ”یہ نہیں ہوگا میرا بھتیجا محمود ابھی بچہ ہے۔ اس کا وزیر اور اس کا صاحب ”علی ابن عمر“ اس پر حاوی ہو چکے ہیں سوائے حملہ کرنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے“ چنانچہ شرف الدین اور فخر الدین یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اور بے نیل مرہم واپس آ گئے۔

امیر انز کی روانگی اور واپسی: ... ملک سنجر نے سلطان محمود کے خلاف فوجیں مرتب کیں امیر انز کو مقدمہ الجیش کا سردار بنا کر جرجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر سن کر مقابلے پر کمر باندھی، اور اپنے حاجب علی ابن عمر کو جو کہ اس کے باپ کا بھی حاجب رہا تھا، فوجیں دے کر روک تھام کی غرض سے روانہ کیا۔ جس وقت علی ابن عمر، امیر انز کے لشکر کے قریب پہنچا (امیر انز اس وقت جرجان میں پڑاؤ ڈالے تھا) تو اس کو کہلوا دیا ”امیر انز! تم کو شرم نہیں آتی، کیا تمہیں مرحوم سلطان محمد کی وصیت یاد نہیں ہے، کیا تمہیں یہ یقین ہے کہ ملک سنجر کی نیت اچھی ہے؟ اور وہ اپنے بھتیجے سلطان محمود کے ملک کی حفاظت کی غرض سے یہ تکلیفیں اٹھا رہا ہے، ہوش کہ ناخن لو، وہ سلطنت و حکومت کا وعیدار بن کر آیا ہے، بہتر یہ ہے کہ تم لڑائی سے دست بردار ہو جاؤ“ چنانچہ امیر انز اس پیغام سے ایسا متاثر ہوا کہ جرجان سے واپس چلا گیا۔

محمود کی ہمدان کی طرف روانگی: ..... اتفاق سے سلطان محمود کے لشکر کا ایک دستہ امیر انز کے لشکر پر پہنچ گیا تھا۔ اور اس نے اُس سے کچھ حاصل کر لیا تھا۔ قصہ مختصر علی ابن عمر حاجب، سلطان محمود کے خدمت میں ”رے“ واپس آ گیا۔ سلطان محمود نے علی ابن عمر کی اس خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے لشکر و اتقان کا اظہار کیا۔ اور چند دن رے میں قیام کر کے کرمان کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب کرمان میں عراق سے امدادی فوجیں امیر منکبرس اور منصور بن صدقہ برادر دہیس وغیرہ امراء کی قیادت میں آ پہنچیں، جب سلطان محمود نے ہمدان کی طرف روانگی کا ارادہ کیا۔ اور ہمدان پہنچ کر اس کا وزیر السلطنت ① رہیب انتقال کر گیا ابو طالب سمیری ② کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔

سنجر کا محمود پر حملہ: ... ملک سنجر نے امیر انز کی شکست کے بعد بیس ہزار فوج، اٹھارہ جنگی ہاتھیوں کے ساتھ اپنے بھتیجے سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ امراء کبار میں سے امیر ابو الفضل والی سجستان کا لڑکا، خوارزم شاہ محمد، امیر انز، امیر قماج اور علاء الدولہ کرشاسف بن قرامرز بن کا کو یہ واں یزدامراہ تھا۔ علاء الدولہ کرشاسف، سلطان محمد اور ملک سنجر کی بہن کا داماد تھا اور سلطان محمد کے خاص الخواص امراء میں سے تھا۔ سدھان محمود نے اس کو پھرایا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد ملک سنجر نے بھی علاء الدولہ کو ملانے کی کوشش کی۔ طلبی کا خط لکھا تھا اس لیے علاء الدولہ نے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کی۔ سلطان محمود نے اس کی جاگیر اور مقبوضہ شہر امیر قرامرز ساقی کو دے دیئے۔ چنانچہ علاء الدولہ ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔

سنجر اور محمود کی جنگ: ... سدا کے قریب تیرہویں جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ سلطان محمود کی فوج نے اس دریا پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا جو ساوہ اور خراسان کے درمیان تھا۔ سلطان محمود کے لشکر میں تیس ہزار فوج تھی۔ بڑے امراء سے حاجب علی بن عمر، امیر منکبرس، اتالیق غزلی، مہر بریق کے بیٹے آقسفر بخاری اور قرامرز ساقی تھے۔ سات سوانٹ آلات حرب کے تھے۔ جیسے ہی دونوں حریف صف آراء ہوئے

① اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم) یہاں اگر چہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۲۸) میں بھی جگہ خالی تھی لیکن جو کمی رہ گئی تھی وہ بہت معمولی تھی، اور اس کا ترجمہ فاضل مترجم کے ترجمے ہی میں آ گیا ہے۔ لہذا اضافے کی ضرورت نہیں۔ بہر حال اس کی کوہارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن کے ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۵ صفحہ ۵۵۱) سے دور کیا ہے۔ ② ایک نسخہ میں یہاں ”سمیری“ کے بجائے ”الشیری“ تحریر ہے جو درست نہیں (دیکھیے تاریخ الکامل جلد ۵ صفحہ ۵۵۱)



فوجیں میمنہ میسرہ میں تقسیم ہوئیں۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ کی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ گئیں۔ لیکن ملک سنجر قصبہ لشکر کے ساتھ ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ سلطان محمود سامنے سے حملے پر حملے کر رہا تھا۔ چنانچہ ملک سنجر نے جنگ کا یہ رنگ دیکھ کر اس نے ہاتھی کو بڑھایا۔ ملک سنجر کے ہاتھی کا بڑھنا تھا کہ ساری کالی بھجنگ پہاڑیاں جو تعداد میں اٹھارہ تھیں۔ اچانک حرکت میں آ گئیں۔ اور سلطان محمود کا لشکر بھاگ گیا۔ اتالیق غزنوی ۱۰ رفتہ ہو گیا۔ اتالیق غزنوی ملک سنجر کو ہمیشہ یہی لکھا کرتا تھا کہ میں آپ کے بھیجے کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا۔ جس وقت اتالیق غزنوی ملک سنجر سے سامنے پیش ہوا۔ ملک سنجر نے اس وعدے پر جو وہ کیا کرتا تھا، سخت برہمی کا اظہار کیا۔ اتالیق غزنوی نے معذرت کی۔ مگر ملک سنجر نے اس کی ایک بھی نہ مانی جہاد کو حکم دے کر اس کا سراٹا رو دیا۔

سلطان محمود کی شکست: سلطان محمود کسی نہ کسی طرح سے جان بچا کر نکل گیا۔ پھر ملک سنجر نے سلطان محمود کے خیمہ میں قیام کیا۔ مہندروں نے حاضر ہو کر مبارک باد دی۔ ہارسے ہوئے گروپ کو بھی بلا دیا گیا۔ دہیس ابن صدقہ نے خلیفہ مسترشد کی بارگاہ میں اس فتح کی خبر دی اور ملک سنجر کے نام کو خطبہ میں داخل کئے جانے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ جمادی الاولیٰ مذکور کے آخری جمعہ میں ملک سنجر کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا ۱۱۔

سنجر کی طرف سے صلح کی پیشکش:..... فتحیابی کے بعد ملک سنجر ہمدان چلا آیا اور اپنی فوج کی قلت اور سلطان محمود کی فوج کی کثرت کو محسوس کر کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ ملک سنجر کی والدہ، سلطان محمود کی دادی، ملک سنجر کو سلطان محمود کی مخالفت اور اس سے جنگ کرنے سے روکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ملک سنجر نے سلطان محمود کا شکست کے بعد تعاقب نہیں کیا اور اسی کی ہدایت اور تعمیل حکم کی وجہ سے سلطان محمود کو صلح کا پیغام دیا۔ برقی ملک مسعود کے پاس آذربائیجان میں اس وقت سے مقیم تھا جبکہ یہ بغداد سے نکلا تھا۔ اس واقعہ کے بعد ملک مسعود کی رفتار ترک کر کے ملک سنجر کی خدمت میں آ گیا۔

سنجر اور محمود کی صلح: اس کے بعد ملک سنجر ہمدان سے کرخ کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں ملک سنجر کا قاصد جو صلح کا پیغام لے کر سلطان محمود کے پاس گیا تھا، واپس آ گیا۔ سلطان محمود نے یہ شرط پیش کی تھی کہ کرخ کو مت آپ اپنے قبضہ میں رکھے۔ لیکن اپنے بعد مجھے اپنا ولی عہد مقرر فرما دیجئے۔ ملک سنجر نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ چنانچہ دونوں نے اس شرط پر قسمیں کھائیں چنانچہ صلح ہو گئی۔ ماہ شعبان میں سلطان محمود بہت سے قیمتی تحائف لے کر اپنے چچا سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی دادی کے پاس قیام کیا۔ ملک سنجر نے اس کے تحائف اور ہدایا کو قبول کر کے پانچ راس عربی گھوڑے اپنے بھتیجے کو دیئے، وریک گشتی حکم ایسے ممالک محدودہ کے حکمرانوں کے پاس بھیج دیا کہ میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام خطبوں میں داخل کیا جائے، ورمیرے بعد یہی تاج و تخت کا وارث و مالک سمجھا جائے۔ اسی مضمون کی درخواست دار الخلافہ بغداد میں بھی بھیج دی اور سوئے "رے" کے ان تمام شہروں کو جن پر جنگ کے دوران قبضہ کر لیا تھا، سلطان محمود کو واپس کر دیا۔ سلطان محمود نے بھی اطاعت قبول کر لی۔

امیر منکبرس کا قتل: امیر منکبرس سلطان محمود کی شکست کے بعد بغداد کی طرف لوٹا اور لوٹ مار کرتا ہوا بغداد کے قریب پہنچ گیا۔ دہیس بن صدقہ نے ایک فوج بھیج دی جس نے امیر منکبرس کو بغداد میں داخل نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ اپنا سامنہ لے کر واپس چلا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملک سنجر اور سلطان محمود صلح ہو گئی تھی۔ بدلہ خواستہ ملک سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ ملک سنجر نے سلطان محمود کے حوالہ کر دیا۔ چونکہ سلطان محمود اس سے اس کے استبداد اور بلا اجازت بغداد جانے کی وجہ سے ناراض تھا، اس لیے قتل کر ڈالا۔

علی ابن عمر حاجب: حاجب علی ابن عمر کی قدر و منزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں اس قدر بڑھی کہ امراء و اراکین دولت و لشکر و حسد کی نظروں

۱۱ اتالیق غزنوی ایک ظالم اور سفاک شخص تھا۔ اہل ہمدان پر بیحد ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سزائے موت دلا کر اہل ہمدان کو اس کی خدائے حرکات سے نجات دیدی۔ (۱۰) یہی تاریخ کاظمی، ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ لندن

۱۲ جہینویں تاریخ قس (مترجم) سلطان محمود شکست کے بعد وزیر السلطنت ابو طالب شمیری علی ابن عمر حاجب اور قرچاہ ساقی کے ساتھ صفہاں میں جا رقیہ مایا۔ (مترجم)

سے دیکھنے لگے۔ لگانے بچھانے والے، لگانے بچھانے لگے۔ اس سے سلطان محمود کے آئینہ دل میں غبار آ گیا، اس لیے اس کے قتل کی تدبیریں کرنے لگا۔ کسی ذریعے سے علی ابن عمر کو اس کی خبر مل گئی۔ ایک دن خفیہ طور سے بھاگ نکلا قلعہ برجیں میں جا کر پناہ لی۔ جہاں پر اس کا مہ واس باب تھا اور اہل و عیال رہتے تھے۔ لیکن اسے یہاں بھی آرام سے بیٹھنا نصیب نہ ہو سکا۔ جان کے خوف سے خوزستان روانہ ہو گیا۔ بددین زنگی، قبوری بن برسق اور اسکا بھتیجا غلی ۱۰ بن ملکنی خوزستان پر حکمرانی کر رہا تھا۔

علی ابن عمر کی گرفتاری اور قتل: ... ان لوگوں نے علی ابن عمر کی آمد کی خبر پا کر روک تھام اور اپنے مقبوضہ شہروں میں داخل نہ ہونے دینے کے لیے چند دستہ فوج روانہ کی۔ چنانچہ تشر کے قریب مذبھٹڑ ہو گئی۔ جس میں علی ابن عمر کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اور بیڑیاں ڈال کر خوزستان لایا گیا۔ حکمرانان خوزستان نے سلطان محمود کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ سلطان نے قتل کا حکم بھیج دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسے قتل کر کے حکم شاہی کے مطابق سر اتار کر دربار شاہی میں بھیج دیا۔

اس کے بعد ملک سنجر نے مجاہد الدین بہروز کو پولیس افسری بغداد پر واپس جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ مجاہد الدولہ بہروز دارالخلافہ بغداد واپس چل گیا اور دہیس بن صدقہ کے نائب کو معزول کر دیا گیا۔

سنقر البہا کا بصری پر قبضہ: سلطان محمد نے امیر آقسنقر بخاری کو حکومت بصری پر مامور کیا تھا۔ امیر آقسنقر نے اپنی جانب سے سنقر شامی کو متعین کیا۔ سنقر شامی نہایت رحم دل اور نیک سریت شخص تھا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد غزلی (سردار ترکان اسماعیلیہ) جو دو سال سے لوگوں کو حج کرانے جا رہا تھا، اور سنقر البہا نے سنقر شامی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بصری پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۵۱۱ھ کا ہے۔ سنقر البہا نے سنقر شامی کے قتل کا ارادہ کیا مگر غزلی نے روک دیا۔ سنقر البہا اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور سنقر شامی کو قتل کر ڈالا۔ عوام میں تھوڑی سی شورش پیدا ہوئی پھر غزلی نے امن و سکون کی منادی کرادی تو خاموش ہو گئے۔

علی بن سکمان: ... ان دنوں بصرہ میں ایک اور امیر رہتا تھا جس کا نام علی بن سکمان تھا۔ اس سال یہی امیر حج بن کراہل بصرہ کو حج کرانے گیا تھا۔ اس واقعہ میں یہ موجود نہ تھا اس سے غزلی کو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں حج سے واپسی کے بعد علی بن سکمان سنقر البہا کے خون کا بدلہ مجھ سے نہ لے۔ اس وجہ سے غزلی نے بدویان عرب کو ابھار دیا۔ چنانچہ بدویان عرب نے قافلہ حجاج پر چھاپا مارا۔ علی بن سکمان نے ان کی ان کے مقابلے پر کمر بندھی اور جنگ شروع ہو گئی۔ لڑتا بھڑتا بصرہ کے قریب پہنچ گیا۔

علی بن سکمان کا بصرہ پر قبضہ: ... عرب بدو متواتر حملے کر رہے تھے۔ ادھر غزلی نے علی بن سکمان کو بصرہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ علی بن سکمان ان دیہاتوں کی طرف چلا گیا۔ جو نشیبی دجلہ میں تھے اور جب وہاں پہنچ گیا تو عرب بدوؤں پر اچانک حملہ کر دیا۔ اس سے عرب بدوؤں کے پاؤں اکھڑ گئے اور شکست کھا کر بھاگے۔ غزلی نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو مرتب کر کے میدان کا راستہ کیا۔ دونوں کی لڑائی ہونے لگی۔ اتفاق سے غزلی کو یک پتھر آگیا۔ جس کے صدمہ سے زندہ بچ نہ سکا اور مر گیا۔ علی بن سکمان کامیابی کا جھنڈا لیے ہوئے بصرہ میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

آقسنقر بخاری اور ابن سکمان: علی بن سکمان نے بصرہ پر قبضے کے بعد آقسنقر بخاری (والی عمان) کے عمال کو بشرط اطاعت ان کے عہدوں پر بحال و برقرار رکھا اور آقسنقر بخاری کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور حکومت بصرہ کی درخواست کی اس وقت آقسنقر بخاری سلطان محمود کی بارگاہ میں تھا اس نے انکار میں جواب دیا۔ چنانچہ علی ابن سکمان نے خود مختار حکومت کا اعلان کر کے آقسنقر کے عمال کو نکال دیا۔ پھر سلطان محمود نے آقسنقر بخاری کو ۵۱۲ھ میں بصرہ روانہ کیا اور اس نے علی بن سکمان سے قبضہ لے لیا۔

کرج کی ریشہ دوانیاں: ... کافی عرصے سے کرج نامی گروہ آذربائیجان اور بلاد اران کو اپنی غارتگری کی جولانگاہ بنا رکھا تھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے

کہ کرج اور خزر یک ہی گروہ کو کہتے ہیں۔ لیکن صحیح وہ ہے جو ہم اوپر انساب عالم کے سلسلہ میں بیان کر چکے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خزر ① اور ترکمان ایک ہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کرج ان کی کوئی شاخ ہوں۔ قصہ مختصر جس وقت سلاطین سلجوقیہ کی حکومت مستقل ہوئی اس وقت کرج، غارتگری سے رک گئے اور جو اسلامی علاقے ان کے قرب و جوار میں تھے، ان کے شر و فساد سے محفوظ ہو گئے۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر ہاتھ پاؤں نکالے اور اسلامی علاقوں پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ امیر اور قچاق کے سرایا ② بلاد اسلامیہ کو تباہ کرنے لگے۔ بلاد اران اور فوجان، سرس تک جس کی سرحد کرج کے علاقوں سے ملتی تھی، ملک طغرل کے قبضہ میں تھے اور یہی کرج کی غارتگری کا میدان بنا ہوا تھا۔ عراق بھی جو سلطان بغداد کا مقبوضہ تھا ان کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکا۔

مسلمانوں کی شکست: سرحدی حکمرانان اسلام نے کرج اور قچاق کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر آپس میں خط و کتابت کر کے فوجیں جمع کیں اور دبیس بن صدقہ کے پاس مجمع ہوئے۔ ملک طغرل، اتابک کنتندی اور ابوالغازی بن ارق بھی اپنی فوج لے کر آیا ہوا تھا، لشکر سلاطین بزرگوں کے ساتھ کرج اور قچاق کی طرف بڑھا۔ اتفاق یہ کہ لشکر اسلام میں اضطراب پیدا ہو گیا جس سے اس کو ③ شکست ہوئی۔ بڑی تعدد میدان جنگ میں کام آگئی۔ بیس میل تک کفار تعاقب کرتے چلے گئے۔

تقلیس پر کرج کا قبضہ: اس کے بعد واپس آ کر شہر تقلیس ④ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک سال تک محاصرہ کئے رہے۔ ۵۱۵ھ میں لڑکر شہر میں گھس گئے۔ قتل و غارتگری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ۵۱۶ھ میں اہل تقلیس کا ایک وفد کرج کے مظالم کی داستان سنانے کے لیے سلطان محمود کی خدمت میں ہمدان میں حاضر ہوا۔ سلطان محمود نے ان کی حفاظت کے لیے تیاری کی اور شہر تبریز میں پہنچ کر ٹھہرا اور کرج کی سرکوبی کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ اس کا نتیجہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ملک مسعود اپنے باپ سلطان محمد کی وفات کے وقت عراق میں تھا۔

سلطان محمود اور برستی: دونوں بھائیوں (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں صلح ہونے، ملک مسعود کے موصل واپس جانے اور سلطان محمود کا ملک مسعود کو آذربائیجان دینے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

تقسیم الدولہ برستی بغداد کی پولیس افسری سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے دربار میں حاضر ہوا۔ ملک مسعود نے مراغہ کو بھی اس کی جاگیر (رجب) پر اضافہ فرمایا۔ دبیس بن صدقہ کو یہ ناگوار گزرا۔ جیوش بیگ (ملک مسعود کے اتالیق) کو لکھنا شروع کیا کہ تقسیم الدولہ برستی نے سلطان محمود سے ساز باز کی ہوئی ہے۔ جس طرح ممکن ہوا سے جلد گرفتار کر لو میں تمہیں بچد مال و زر دونگا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ تحریک بھی پیش کر دی کہ تم ملک مسعود کی حکومت و سلطنت کا اعلان اور دعویٰ کرو میں تمہارا ہاتھ بٹانے کے لیے تیار ہوں۔ ان کاموں سے غرض یہ تھی کہ دونوں بھائیوں (ملک مسعود اور سلطان محمود) میں جھگڑا پڑ جائے اور لڑائی کا نیزہ گڑ جائے تاکہ اس کی قدر و منزلت بڑھ جائے۔ جیسا کہ برکیارق اور سلطان محمد کے جھگڑوں میں سن کے ہاپ صدقہ کا جاہ و جلال بڑھا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس لگانے بھانے کی خبر تقسیم الدولہ برستی کو مل گئی۔ چنانچہ وہ گرفتاری کے خوف سے سلطان محمود کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، قدر افزائی کی۔

ابوعلی کی برطرفی: اس کے بعد استاد ابو اسمعیل ⑤ بن علی اصفہانی طغرانی ملک مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا۔ استاد ابو اسمعیل کا بیٹا (بواولید

① صحیح یہ ہے کہ من کرج کی ایک شاخ ہے خزر۔ ترکوں میں شمار کئے جاتے ہیں لیکن اب یہ سب علاقوں اور نسب کے قریب ہونے کی وجہ سے ہم میں مل جل گئے (خط شاہ) (مترجم) ② سرایا، سریہ کی جمع ہے۔ سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شیخون (یعنی رات میں چھاپا) مارا کرتی ہے (مترجم) ③ یہ لڑائی تقلیس کے قریب ہوئی تھی۔ فریقین کی جٹ کے بعد قچاق کے دوسو سوار لشکر اسلام کی طرف چلے۔ لشکر اسلام نے یہ خیال کر کے کہ اس حاصل کرنے آ رہے ہیں کچھ تعرض نہیں کیا۔ حتیٰ کہ لشکر اسلام میں داخل ہو گئے ورنیزہ بازی کرنے لگے۔ لشکر اسلام کی صفوف درہم برہم ہو گئی۔ چند لوگ یہ خیال کر کے کہ لشکر اسلام کو شکست ہوگی اور بھاگ گئے۔ ان کتنی کے چند کا بھاگنا تھا کہ یہ نے دوسرے کی بھاگنے میں اتباع کی۔ سرے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ ایک دوسرے پر گرتا پڑتا بھاگ نکلا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۹ مطبوعہ لندن) (مترجم) ④ تقلیس جس زمانہ میں فتح ہوا تھا۔ مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ کرج نے اس پر مسلمانوں سے قبضہ لے کر اسے اپنا دار الحکومت بنالیا (خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ بن خلدون جلد ۵ صفحہ ۳۹ مطبوعہ مصر) (مترجم) ⑤ استاد ابو اسمعیل امیر کا منصف ہے، لامیہ نجم بڑے پائے کا قصیدہ ہے۔ حکمت اور امثال سے کلو ہے۔ عمدہ ترین فصاحت میں شمار کیا جاتا ہے۔

محمد بن ابواسمعیل) ملک مسعود کا طغرانیوں سے تعلق تھا۔ اس تعلق سے ملک مسعود نے وزیر السلطنت ابوعلی بن عمار (والی طرابلس) کو معزول کر کے ستاد ابواسمعیل کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ یہ واقعہ ۵۱۳ھ کا ہے۔

محمود اور مسعود کی جنگ: استاد ابواسمعیل نے دیس کی تحریک کی تائید شروع کی۔ حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ ایک قلیل مدت میں ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کی مخالفت پر ابھار دیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ملی لکھ بھیجا ”اگر تم میری اطاعت اور فرمانبرداری میں رہو گے تو میں جاگیریں دوں گا، تمہارے عہدے بڑھاؤں گا، تمہارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا، اور اگر کسی کے منہ سننے سے سرتابی کرو گے تو یاد رکھو کہ تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن ملک مسعود کے کان پر جوں تک نہ رہی۔ خوشامدیوں نے اسے سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا، بنجوفتہ نوبت بجتے لگی۔ ان نا عاقبت اندیشوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سلطان محمود کے لشکر کی کمی کا احساس کر کے ملک مسعود کو سلطان محمود پر حملہ کرنے پر تیار کر دیا۔ چنانچہ پندرہ ہزار فوج لے کر مسعود اپنے بھائی سلطان محمود سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بمقام عقبہ استرآباد پندرہویں ربیع الاول ۵۱۳ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمہ اکبیش پر قسیم الدولہ برستی تھ۔ صبح سے شام تک نہایت سختی سے لڑائی ہوتی رہی۔ بالاخر قسیم الدولہ برقی نے ملک مسعود کے لشکر کو شکست دے دی۔ کئی کمانڈر گرفتار کر لیے گئے۔ ان میں استاد ابواسمعیل وزیر السلطنت تھا۔ اسے پایہ زنجیر سلطان محمود کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان محمود نے کہا کہ اس کی بداعتقادی اور الحی دیرے سامنے ثابت ہو گئی ہے اس کو ہر حیات سے سبکدوش کر دو۔ چنانچہ اسے (وازر ت کے ایک سال کے بعد) قتل کر ڈالا گیا۔

استاد ابواسمعیل اعلیٰ درجہ کا شاعر تھا۔ کیمیا کا بے حد شائق تھا۔ اس فن میں اس کی بہت سی مصنفہ کتابیں ہیں (جو ضائع ہو گئیں)۔

محمود اور مسعود کی صلح: ملک مسعود، شکست کے بعد ایک پہاڑ پر چلا گیا جو میدان جنگ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا اور وہیں روپوش ہو گیا۔ اس کی ساری فوج اور کمانڈر تو منتشر و متفرق ہو گئے۔ محض چھوٹے چھوٹے چند چھوکرے اس کے ساتھ تھے۔ بڑھ کر اس نے اپنے بھائی سلطان محمود کی خدمت میں صبح اور امن کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ سلطان محمود نے آقسقر برستی کو امان نامہ دی کہ ملک مسعود کو لانے کے لیے ملک مسعود کے پاس بھیجا۔ آقسقر برستی پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ چند فتنہ پرواز اور مفسد امراء پہنچ گئے اور یہ سمجھایا کہ آپ اپنے بھائی سلطان کے پاس مت جائیں بلکہ موصل یا آذربائیجان میں قیام فرمائیں۔ دیس بن صدقہ سے خط و کتابت کر کے فوجیں حاصل کیجئے اور خرم ٹھوک کر میدان جنگ میں آجائیے۔ سلطنت و حکومت کا پھر دعویٰ کیجئے۔ ملک مسعود اس جھانے میں آ گیا اور ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد آقسقر برستی پہنچ تو ملک مسعود کو نہ پایا۔ چنانچہ سراغ لگاتا ہوا چلا اور ۳۰ کوس پر جا کر ملک مسعود سے ملا اور سلطان محمود کے خیالات سے آگاہ کیا۔ امان نامہ دکھلایا۔ ہر طرح سے تسلی دی۔ چنانچہ ملک مسعود اپنا ارادہ فسخ کر کے آقسقر برستی کے ہمراہ سلطان محمود کے پاس روانہ ہو گیا۔ سلطان محمود کے حکم سے کمانڈروں نے استقبال کیا۔ سلطان محمود نہایت مہربانی سے پیش آیا اور اسے اپنی والدہ کے پاس ٹھہرایا۔ معاف کیا۔ گذشتہ واقعات پر رویا اور اپنے ساتھ رکھا۔ سلطان محمود کے یہ مکارم اخلاق تھے ملک مسعود کے نام کا خطبہ آذربائیجان اور بلاد موصل میں ۱۸ دن پڑھا گیا تھا کہ یہ واقعات پیش آئے۔

جیوش بیگ کی فرمانبرداری: جیوش بیگ معرکہ سے فرار کر کے موصل پہنچا اور اس کے قرب و جوار سے رسد و غلہ جمع کیا۔ فوجیں حاصل کیں پھر جب اسے یہ خبر ملی کہ دونوں بھائیوں میں صلح ہو گئی ہے اور سلطان محمود نہایت اطلاق و مہربانی سے پیش آیا ہے تو یہ خیال کر کے کہ اب میں موجودہ حالت پر نہیں رہ سکتا، شکار کھینے کے بہانے زاب کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے سلطان محمود کی خدمت میں ہمدان میں حاضر ہوا۔ سلطان محمود نے اسے امن دیا حسن اخلاق سے پیش آیا۔

اس شکست کی خبر دیس کو عراق میں ملی تو اس نے لوٹ مار شروع کر دی اور افعال قبیحہ کا ارتکاب کرنے لگا۔ دیہات قصبوں اور شہروں کو ویران کر دیا۔ سلطان محمود نے اسے ان افعال سے باز رہنے کو لکھا لیکن دیس نے توجہ نہ کی۔

موصل اور واسط پر آقسقر برستی کی گورنری:..... جیوش بیگ کو سلطان محمود نے اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل اور

اتنی سختی کی طرف فوجیں دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ جیوش بیگ گنچہ کی طرف روانہ ہوا اور موصل بغیر کسی حکمران کے رہ گیا۔ چونکہ آقسنقر برستی نے اس جنگ میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں اور وہ فنون جنگ سے بھی پوری پوری واقفیت رکھتا تھا ہر کام میں مناسب مشورہ دیتا تھا اور اس سے بہت سی مدد حاصل ہوئی۔ بعد سمجھا بجھا کرواپس لایا تھا اس لیے سلطان محمود پر اس کا ایک خاص اثر تھا اور اس کی قدر افزائی کو وہ اپنا فرض سمجھتا۔ چنانچہ موصل کی گورنری خالی ہونے پر آقسنقر برستی کو اس کی سند حکومت عطا کی سباز اور جزیرہ کو موصل کے صوبہ میں ملحق کر دیا۔ ۵۱۵ھ میں آقسنقر موصل کی جانب سے روانہ ہو گیا۔ اس کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے اپنے تمام کمانڈروں اور گورنروں کے نام آقسنقر برستی کی اطاعت، عیسائیوں سے جنگ کرنے اور ان سے اسلامی علاقے واپس لینے کا گشتی فرمان بھیجا۔ ادھر آقسنقر برستی موصل پہنچ کر نظم و نسق کی درستی اور آبادی کی تدابیر کرنے لگا۔

۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے واسطہ اور اس کے صوبے کی حکومت بھی آقسنقر برستی کو عنایت کی۔ عراق کا پونیس امر مقرر کیا اور آقسنقر برستی نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو ان علاقوں کا اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ ماہ شعبان میں عماد الدین زنگی عراق کی طرف روانہ ہوا۔

**جیوش بیگ کا قتل**۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان محمود نے جیوش بیگ کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل سے جنگ کے لیے روانہ کیا تھا۔ اسی سلسلہ میں آذربائیجان کی حکومت بھی عنایت کی۔ امراء اور اراکین دولت کو جیوش بیگ کی ترقی مراتب ناگوار نہ تھی۔ چنانچہ سلطان محمود سے اس کی چغلی کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ، اس کے قتل پر سلطان محمود کو آمادہ و تیار کر دیا۔ چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے اس کو باب تبریز پر ہار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

**جیوش بیگ کی خدمات**۔ جیوش بیگ ترکی الاصل تھا۔ سلطان محمود کا آزاد غلام تھا۔ عادل اور نیک سیرت انسان تھا۔ جس وقت سے موصل کی سند حکومت دی تھی اس وقت اصل صوبہ میں کردوں کا بہت زور شور تھا۔ دوسارے صوبے میں پھیلے ہوئے تھے۔ انہوں نے بہت سے قلعہ ہوائے تھے۔ ان کے شروفسد سے رعایا کا حال بہت تنگ تھا۔ قافے صحیح و سلامت نہیں گزر سکتے تھے۔ جیوش بیگ نے ان کے استحصال اور زیر کرنے پر کمر باندھی و کردوں کے اکثر قلعوں کو فتح کر لیا۔ ہکاریہ، زوزان، نکوسہ اور تحشیہ کا قلعہ فتح کر لیا اس کے خوف سے کردوں نے ہند پہاڑیوں اور دروں میں جا کر پناہ لی۔ امن و امان قائم ہوا۔ قافلے سلامتی کے ساتھ آنے جانے لگے۔ ①

**وزیر السلطنت ابوطالب سمیری کا قتل**۔ کمال ابوطالب سمیری وزیر السلطنت سلطان محمود کے ہمراہ ہمدان جانے کو ساتھ روانہ ہوا۔ اپنے حشم خدم کے ساتھ جا رہا تھا۔ راستہ تنگ اور سوار اور پیادوں کا اثر دھام تھا، ناچار رکنا پڑا۔ اتنے میں ایک باطنی ② نے پہنچ کر اسے چھرا گھونپ دیا اور بھاگ گیا۔ غلاموں نے اس کا تعاقب کیا تو وزیر السلطنت تنہا رہ گیا۔ اتنے میں ایک دوسرا باطنی پہنچ گیا۔ اس نے وزیر السلطنت کو گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرا لیا اور چند زخم لگا دیئے۔ رکاب کے سوار اور پیادے لوٹ پڑے اور دونوں باطنیوں نے ان کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ مگر یک تیسرے باطنی نے پہنچ کر وزیر السلطنت کا کام تمام کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے چوتھے سال کا ہے۔ ③

کچھ ابوطالب نہایت بدخلق، بیحد اور بے انتہا نادان اور جرمانہ کرنے والا شخص تھا۔ اس کے مارے جانے کے بعد سلطان محمود نے اس کے لگائے تمام ٹیکس موقوف کر دیئے۔

**ملک طغرل کی اطاعت**۔ ... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ملک طغرل نے بمقام ”رے“ (مرجھان) ۵۱۳ھ میں سلطان محمود سے بغاوت کی اور مخالفت کا اعلان کر دیا تھا۔ سلطان محمود نے اسے زیر کرنے کی غرض سے فوج کشی کی اور قلعہ شہران پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل نے گنچہ اور ہمدان میں جا کر پناہ لی۔ اس کے ساتھ اس کا اتالیق کسغدی (کنغدی) بھی تھا۔ رفتہ رفتہ ملک طغرل کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ فوج بھی تیار ہونے لگی۔ چنانچہ اس

① یہ واقعہ اور اس کے بعد کا واقعہ ۵۱۶ھ کے ہیں (دیکھئے تاریخ اکمال جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۲، ۴۲۶ مطبوعہ لندن) (مترجم) ② باطنی ایک فرقہ تھا جس کو فرقہ شیعیہ بھی کہتے ہیں۔ حسن بن صباح اس فرقہ کا بانی ہے سلاطین اور اکابرین اسلام کا قتل کرنا، مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ان کا فرض اولین تھا۔ اس فرقہ کا بہت زور و شور ہوا بہت سے قلعے کے قلعہ میں تھے (مترجم) ③ یہ واقعہ اور اس کے بعد کا واقعہ ۵۱۴ھ کے ہیں (دیکھو تاریخ اکمال جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۲، ۴۲۶ مطبوعہ لندن) (مترجم)



کے دماغ میں آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی ہوس سما گئی اس دوران اتالیق کسعدی ماہ شوال ۵۱۵ھ میں مر گیا۔ آقسقر ارمنی (والی مراغہ) کو کسعدی کی موت کی خبر سن کر اتالیق کے عہدے کی خواہش پیدا ہو گئی۔ ملک طغرل کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے سلطان محمود سے جنگ کرنے پر ابھارنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ملک طغرل آقسقر ارمنی کے ہمراہ مراغہ کی جانب روانہ ہو گیا اور اردنیل پہنچا مگر اہل اردنیل نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا ورنہ شہر پناہ کے دروازے بند کر دیتے۔ ناچار تبریز کی طرف کوچ کیا۔ تبریز پہنچ کر اسے یہ خبر ملی کہ سلطان محمود نے امیر جیوش بیگ کو آذربائیجان روانہ کیا ہے اور ان علاقوں کی سند حکومت عطا کی ہے اور امیر جیوش بیگ کوچ و قیام کرتا ہوا بڑا لشکر لے کر مراغہ پہنچ گیا۔ یہ سن کر ملک طغرل کے ہوش جاتے رہے ورنہ تبریز سے (خونج ۱۰) کی جانب روانہ ہو گیا۔ حوصلے پست ہو گئے اور عزم میں تذبذب پیدا ہو گیا۔ امیر شیرگیر کے پاس قابضہ بھیجی، امانت و امداد کی درخواست کی۔ امیر شیرگیر سلطان محمد کے دور میں ملک طغرل کا اتالیق تھا۔ اتالیق کسعدی (کسعدی) نے سلطان محمد کی وفات کے بعد امیر شیرگیر کو گرفتار کر لیا تھا۔ پھر سلطان سنجر نے اسے قید سے نجات دی۔ امیر شیرگیر قید سے رہا ہو کر اپنے مقبوضہ علاقے ابہر اور زنجان چلا گیا۔

شیرگیر کی گرفتاری: امیر شیرگیر نے ملک طغرل کے خط کا جواب دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ابہر کی طرف چلا لیکن ان لوگوں کا جو قصد و ارادہ تھا پورا نہ ہو سکا۔ اراکین دولت نے متحد ہو کر سلطان محمد کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور ملک طغرل نے سلطان محمد کا غشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھ لیا اور سور مزاجی دور ہو گئی اور فتنہ و مناقشہ ختم ہو گیا۔

وزیر السلطنت محمود کے وزیر کا قتل: جمہور السلطنت شمس الملک بن نظام الملک کی قدر و منزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں بے حد بڑھی ہوئی تھی۔ اس لیے اراکین دولت محمودی ہمیشہ لگانے بھانے میں لگے رہتے تھے۔ اتفاق یہ کہ شمس الملک کا چچا زاد ابھائی شہاب ابو محسن یعنی سلطان سنجر کے وزیر کا انتقال ہو گیا۔ اور سلطان سنجر نے اس کی جگہ ابوطاہر قتی کو عہدہ وزارت عطا کیا جو نظام الملک کے خاندان کا جانی دشمن تھا۔ چنانچہ ابوطاہر نے شمس الملک وزیر السلطنت مخالفت پر سلطان سنجر کو کہہ سن کر ابھار دیا۔ سلطان سنجر نے سلطان محمود کو وزیر السلطنت شمس الملک کی سرزنش کرنے کا حکم بھیج دیا۔ چنانچہ سلطان محمود نے اسے گرفتار کر کے طغائرک کے حوالہ کر دیا۔ طغائرک نے قلعہ حلجال میں قید کر دیا اور چند دنوں کے بعد مار ڈالا۔

مقتول وزیر شمس الملک کا بھائی نظام الدین احمد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا وزیر تھا۔ خلیفہ مسترشد نے شمس الملک کی معزولی کی خبر پا کر نظام الدین احمد کو معزول کر کے جلال الدین ابوعلی ابن صدقہ کو عہدہ وزارت عطا کیا۔

کرج اور قفقاز میں کشیدگی: ۵۱۷ھ میں ایک وفد اہل (در بند ۵) شروان کا سلطان محمود کی بارگاہ میں فریادی صورت بنائے حاضر ہوئے۔ اور اس سے کرج کے مظالم، لوٹ مار کی شکایت کی۔ حمایت اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان محمود نے جیسے آراستہ و مرتب کر کے ان کی مدد کے لیے روانہ ہوا۔ اور کرج کے لشکر کے قریب پہنچ گیا۔ مگر لشکر کرج کی کثرت سے گھبرا گیا۔ وزیر السلطنت شمس نے واپس چلنے کی رائے دی۔ مگر اہل شروان نے دست بستہ عرض کی ”کرج کے بغیر زیر کئے اگر لشکر شاہی چلا گیا تو مسلمانوں کی شامت آجائے گی اور ان کے دل کمزور ہو جائیں گے۔ لہذا سلطان اپنے لشکر گاہ میں قیام فرمائیں ہم لوگ سینہ سپر ہو کر لڑیں گے۔ چنانچہ سلطان محمود نے کرج کا خیال چھوڑ دیا۔ اور خوف و خطر کی حالت میں رات گزری۔ مشیت الہی سے اسی رات کرج اور قفقاز میں چل گئی وہ آپس ہی میں کٹنے مرنے لگے۔ صبح نہ ہونے پائی کہ لشکر کفار یہ خیال کر کے کہ حریف کے مقابلہ میں ہمیں شکست ہو گئی ہے اور وہ ہم پر آ پڑا ہے، بھاگ نکلا۔ اس طرح سلطانی لشکر دشمنوں کے مقابلہ میں بلا جدوجہد کامیابی حاصل کرے ہمدان و پس آ گیا۔

دہیس کی ریشہ دوانیاں: خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور دہیس بن صدقہ (والی حلب) کی مقام مبارکہ (اطراف عانہ) میں معرکہ آرائی ہوئی تھی۔ برقی خیفہ کے لشکر میں تھا۔ اس واقعہ میں دہیس کو شکست ہوئی تھی جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا۔ دہیس شکست کھا کر غزیہ (بحد) پہنچا اور اہل غزیہ (عرب بحد) سے امداد و اعانت کی درخواست کی۔ مگر جواب صاف ملا۔ چنانچہ متفق کے ہاں پہنچ گیا اور یہی سوال پیش کیا۔ متفق نے امداد کا وعدہ

۱۔ تاریخ ابن خلدون میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا۔ میں نے یہاں تاریخ کمال ابن اثیر سے نقل کیا ہے (مترجم)

۲۔ صحیح لفظ ”در بند شروان“ ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن جلد ۵ صفحہ ۵۲، مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی، بیروت)



کر لیا۔ چنانچہ وہیں ان کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ ہو گیا اور پہنچتے ہی بصرہ کو لوٹ لیا۔ اہل بصرہ کو قتل و پامال کیا۔ سلمان (حاکم بصری) کو مار ڈالا۔ خلیفہ مسترشد کو اطلاع ملی تو اس نے برستی پر بیحد ناراضگی کا اظہار کیا اور تہدیدآموز فرمان بھیجا کہ ”تمہاری سستی و غفلت سے اہل بصرہ اس برس حال کو پہنچے، منہ سب ہے کہ اب بھی تم ان کی حمایت کے لیے تیار ہو جاؤ ورنہ میری ناراضگی کی کوئی حد نہ ہوگی۔ چنانچہ برستی فوجیں لے کر بصرہ کی حمایت پر روانہ ہو۔ دھردیس بصری چھوڑ کر بھاگ گیا اور عیسائیوں کے پاس پہنچ گیا اور ان کے ساتھ حلب کے محاصرہ پر آیا۔ بل حلب کی مستعدی سے عیسائیوں کے لاپچی دانت کھٹے ہو گئے اور وہ بے نیل و مرام واپس ہوئے۔ وہیں ان سے علیحدہ ہو کر ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس پہنچ گیا۔ اس سے فحشاء نہ بیٹھا گیا۔ لہذا عراق پر حملے اور قبضہ کی ترغیب دینے لگا۔ جیسا کہ آپ ان واقعات کو اوپر پڑھ چکے ہیں۔

**برستی کی برطرفی** ان واقعات اور اسی قسم کی دوسری شکایات سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے آئینہ دل میں برستی کی جانب سے غبر پیدا ہو گیا۔ اس نے سلطان محمود کو لکھ کر بھیجا کہ ”برستی کو افسری پولیس عراق سے معزول کر دو“ سلطان محمود نے اس حکم کے مطابق برستی عراق کی پولیس افسری سے برطرف کر دیا اور عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے موصل جانے کا حکم دیا برقیش زکونی کو عراق کی پولیس افسری عطا ہوئی۔ برقیش زکونی کا نائب دارالحکومت بغداد پہنچا اور برستی سے چارج لے کر بغداد میں قیام پذیر ہو گیا۔

**برستی کا استقبال:** سلطان محمود نے اپنے چھوٹے بیٹے کو برستی کے پاس کام سیکھنے کی غرض سے بھیج دیا۔ برستی سلطان محمود کے بیٹے کو اپنے ساتھ لے کر موصل پہنچا تو اہل موصل نے نہایت جوش و مسرت سے استقبال کیا اور پھر برستی گورنری کے فرائض انجام دینے لگا۔

**ابتداء عماد الدین زنگی بصری کا گورنر:** جس وقت سلطان محمود کے دربار سے برستی کو واسطہ کی حکومت عطا ہوئی برستی نے عماد الدین زنگی کو نائب مقرر کر کے واسطہ رو نہ کیا۔ چنانچہ ایک عرصے تک عماد الدین زنگی واسطہ کا حکمران رہا۔ پھر جب برستی وہیں کی گوشالی کے لیے بصری آیا اور وہیں بصری چھوڑ کر چل گیا تو برستی نے عماد الدین زنگی کو واسطہ سے بلا کر بصری کی حکومت پر مامور کیا۔ عماد الدین زنگی نے نہایت خوبی سے بصرہ کا نظم و نسق درست کیا اور اسے عرب کے لٹیروں کی دست برد سے محفوظ رکھا۔ پھر جب برستی موصل کا گورنر بنا تو منتظم اور کفایت شعار ہونے کی وجہ سے عماد الدین زنگی کو موصل بدیا۔ عماد الدین زنگی کو بار بار کی تبدیلی و تقرری ناگوار گزری۔ چنانچہ مستغنی ہو کر سلطان محمود کے دربار میں اصفہان میں حاضر ہوا۔ چنانچہ سلطان محمود عزت و احترام سے پیش آیا اور بصرہ کی گورنری عطا کی۔ عماد الدین زنگی کی دلی خواہش یہی تھی۔ لہذا ۵۱۸ھ میں بصرہ کی حکومت پر واپس آ گیا۔

**حلب پر برستی کا قبضہ:** عیسائیوں نے شہر صور<sup>۱</sup> کی فتح کے بعد دوسرے اسلامی علاقوں کو فتح کرنے کیلئے بہت بڑی تعداد کے ساتھ خروج کیا۔ وہیں کے پہنچ جانے اور سازش کرنے کے لیے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ (یہ آپ کو یاد ہو گا کہ وہیں شکست کے بعد عیسائیوں کے پاس بصرہ چل گیا تھا اور ان کو حلب کی فتح کی ترغیب دے کر حلب کے محاصرے میں ان کے ساتھ آ گیا تھا) چنانچہ عیسائی فوجیں حلب پہنچ گئیں۔ اہل حلب نے مقابلے پر کمر باندھی، تاش<sup>۲</sup> بن ارقط (والی حلب) نے برستی (والی موصل) سے امداد طلب کی۔ برستی نے اس شرط پر امداد کا وعدہ کیا کہ قلعہ میرے

① شہر صور میں خلیفہ مرہاکام اللہ علوی مصری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا۔ عز الملک وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل کا اہم حاکم تھا۔ عیسائی سپاہیوں نے کئی بار اسے ہرا دیا اور تاراج کیا۔ ۵۰۹ھ میں بادشاہ فرانس نے ”صور“ فتح کرنے کے لیے بہت بڑی فوج روانہ کی۔ عز الملک نے اتالیق طغشکین (والی دمشق) سے مدد طلب کی۔ اتالیق طغشکین نے امیر مسعود کو بل صور کی کمک پر مامور کیا چنانچہ عیسائی فوجیں امیر مسعود کی آمد کی خبر سن کر بغیر کسی لڑائی کے واپس چلی گئیں۔ امیر مسعود ”صور“ میں داخل ہو کر حکومت ہاتھ سے لے لی۔ لیکن خطبہ اور سکہ خلیفہ علوی مصری ہی کا جاری رکھا۔ خلیفہ آخر مصری اور امی الجیوش افضل کو اس خبر سے بیحد مسرت ہوئی۔ ۵۱۶ھ تک مسعود، صور میں حکمرانی کرتا رہا۔ امیر الجیوش افضل کے قتل کے بعد خلیفہ مصری نے مسعود کو فریب دے کر معزول کر کے دمشق واپس کر دیا اور ایک دوسرے شخص کو ”صور“ کی حکومت پر مامور کیا۔ عیسائیوں کو اس کی خبر ملی تو فوجیں تیار کر کے ماہ ربیع الاول ۵۱۸ھ میں ”صور“ کا محاصرہ کر لیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کر دی۔ اتالیق طغشکین (والی دمشق) نے صور کی حمایت پر کمر باندھی اور ہانیس کی طرف بڑھا لیکن عیسائیوں نے ذرا بھی پروانہ کی چنانچہ طغشکین نے خلیفہ مصری کو اس سے مطلع کیا اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ صدائے نہ برخاست کا مضمون ہو گیا۔ ۲۳ جمادی الاولیٰ اسی سال عیسائیوں نے صور پر قبضہ کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۷، ۴۳۸ مطبوعہ لندن ② اصل کتاب میں یہی لکھا ہے (مترجم) جبکہ یہاں صحیح لفظ تاش بن ارقط ہے۔ دیکھیں تاریخ الکامل

نائب کے سپرد کیا جائے، تاش نے اس شرط کو منظور کیا۔ برستی فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہو گیا۔ عیسائی فوجیں برستی کی آمد کی خبر سن کر محاصرہ اٹھ کر بھاگ گئیں۔ برستی بغیر جنگ و جدال کامیابی کے ساتھ حلب میں داخل ہو گیا ① اور قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد کفر ص ب ② کو بھی عیسائیوں سے چھین لیا اور پھر قلعہ اعزاز پر حملہ کیا۔ قلعہ اعزاز جو سلیم (عیسائی بادشاہ) کے قبضے میں تھا، برستی نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ عیسائیوں کو اس کی خبر ملی تو چاروں طرف سے عیسائی سوما جھرمٹ باندھ کر قلعہ اعزاز بچانے کے لیے آ گئے۔ چنانچہ ایک سخت ③ اور خون ریز جنگ نے فیصلہ کیا۔ برستی کو مخیصرہ میں ناکامی ہوئی تو حسب واپس آ گیا۔ مسعود نے اپنے بیٹے کو حلب کا نائب مقرر کیا اور دریا سے فرات عبور کر کے موصل پہنچ گیا۔

عراق کی طرف ملک طغرل اور دبیس کی روانگی: حلب سے عیسائی فوج کی واپسی پر دبیس ان سے ملیدہ سہ کر ملک طغرل کی خدمت میں پہنچ گیا۔ ملک طغرل نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اسے اپنے ہم نشینوں میں داخل کر لیا۔ دبیس من چلا انسان تھا۔ اس سے خاموش نہ بیٹھ سکا۔ اسے قبضہ عراق کی ترغیب دی اور قبضہ دلانے کا ذمہ لیا۔ چنانچہ ۵۱۹ھ میں دونوں عراق کی طرف روانہ ہو گئے اور قوقا پہنچے۔ مجاہد بدین ④ بہرہ منے کرتے ہوئے عیسائیوں کو ملک طغرل اور دبیس کے ارادے سے مطلع کیا۔ خلیفہ عباسی یہ سن کر آگ بگوما ہو گیا۔ تاریخ ۵ صفر ۵۱۹ھ ⑤ مقابلے کے لیے دار الخلافہ بغداد سے روانہ ہوا۔ برتقش زکونی کو موکب ہمایوں کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ خالص میں پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ ملک طغرل اور دبیس اس سے مطلع ہو کر خراسان کا راستہ چھوڑ کر جلوہ پہنچے۔ اور خلیفہ خالص سے و سکرہ آ گیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ خیفہ کے مقدمہ انجش کا سردار تھا۔

دبیس کی نہروان کی طرف روانگی: ملک طغرل اور دبیس میں یہ طے پایا کہ دبیس جلد سے جلد نہروان پہنچ کر نہروان کا پل توڑ دیں، اور خیفہ کے لشکر کو عبور سے روکیں۔ اور جب ملک طغرل آ جائے تو اس کے بعد بغداد پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھے۔ اس وعدے کے مطابق نہروان کی جانب دبیس روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ ملک طغرل بیمار ہو گیا اور پانی بھی زور کا برسنا، لہذا نعل و حرکت سے مجبور ہو گیا۔ دبیس تھکا ماندہ، بھوکا بارش اور سردی سے کانپتا ہوا نہروان پہنچ گیا۔ تیس اونٹ کپڑے اور اشیاء خوردنی سے لدے دار الخلافہ بغداد سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے پاس جا رہے تھے، دبیس نے ان کو لوٹ لیا۔ آسودہ ہو کر کھایا، ترکپڑے اتار ڈالے، دوسرے کپڑے پہنے اور دھوپ میں پاؤں لے کر سو گیا۔

ہمدان میں طغرل اور دبیس کا ظلم و ستم: خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دبیس کے ارادے کا پتہ چلا تو لشکر کو روانگی کا حکم دیا اور بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔ راستے میں نہروان کی مغربی جانب دبیس ہوتا ہوا مل گیا۔ دبیس آنکھیں ملتا اٹھا اور زمین بوسی کر کے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔ چنانچہ خلیفہ نے قصور معاف کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ خیفہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور خیفہ کی رائے کی تعریف کی نہروان کے پل کو قلعہ بل عبور بنانے میں مصروف ہو گیا۔ دبیس برتقش زکونی سے باتیں کرنے لگا۔ اور خلیفہ اور وزیر السلطنت کو غافل پا کر چلتا پھرتا ہوا ملک طغرل سے چلا پھر خیفہ بغداد کی جانب چلا گیا اور ملک طغرل اور دبیس ہمدان پہنچ گئے۔

ملک طغرل اور دبیس نے ہمدان پہنچ کر دند مجادی اور لوٹ مار اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ دیہات قصبوں اور شہروں کو لوٹ لیا۔ تاوان اور جرمانے سے رعایا کو پریشان کیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ملی تو گوشالی کی غرض سے لشکر لے کر بڑھا۔ ادھر ملک طغرل اور دبیس سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے اور خراسان میں سحر کے پاس پہنچ گئے اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور برتقش زکونی کی الٹی شکایت کر دی۔

برتقش زکونی کی شرارت: خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو برتقش زکونی افسر پولیس بغداد سے نفرت پیدا ہو گئی تو دہم کا یہ تہدید کی برتقش زکونی ماہ

① یہ واقعہ ۵۱۸ھ کا ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ لندن) (مترجم) ② کفر طاب شام کا ایک شہر ہے ۵۱۹ھ میں برستی نے اس کو عیسائیوں سے چھینا تھا۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ لندن) (مترجم) ③ قلعہ اعزاز کے معرکے میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ لندن) (مترجم) ④ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۳) میں بہرام کے بجائے بہرہ منی تحریر ہے ⑤ ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۳) پر یہاں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا تھا جس کا ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۶۲۶) سے اضافہ کیا۔ لیکن یہاں متن میں فاضل مترجم نے جو ترجمہ دیا ہے اس میں اس غیر تحریر شدہ لفظ کی وضاحت بھی ہو گئی ہے۔ لہذا مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

رجب ۵۲۰ھ میں جان کے خوف سے بغداد چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی طرف سے اس کے کان بھرنے شروع کئے۔ اور یہ مغالطہ دیا کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بے شمار فوج جمع کر لی ہے اور قوت مالی بھی بڑھالی ہے۔ وہ زمانہ قریب معلوم ہوتا ہے کہ حضور واپس سے کوئی حید و بہانہ ڈھونڈ کر کشیدگی کا اظہار کرے اور جنگ و جدال کا دروازہ کھول دے۔ اس وقت بادشاہ سلامت کے لیے مقہور بادشاہ ہو جائے گا۔ سلطان محمود کو یہ سن کر تاؤ آ گیا اور عراق کی روانگی کا عزم کر لیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے نرمی اور ملامت سے روکنا چاہا اور کہہ دیا کہ ”فی الحال آپ عراق کا مزاحمت کر رہے ہیں۔ اس کے اطراف کی ویرانی اور بربادی بیکار ہو گئی ہے۔ جب ویرانی آبادی سے اور مہنگائی ارزانی سے تبدیل ہو جائے تو اس ارادے کو پورا کیجئے گا۔“

محمود کی بغداد کی طرف پیش قدمی: سلطان محمود نے نفس الامر کا خیال نہ کیا بلکہ برقعش زکوئی کے پیدا کئے ہوئے خیال کی س سے تصدیق کر دی اور نہایت جلد بازی میں بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اپنے اہل و عیال اور اولاد کے ساتھ پیدل دارالخلافہ بغداد دسمبر ذی القعدہ ۵۲۰ھ میں مغربی بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر اہل بغداد اور خلیفہ ماب کی جدائی کی تاب نہ اس کے زار زار رونے لگے۔

مسترشد باللہ اور محمود کی جنگ۔ یہ خبر سلطان محمود کو ملی تو بے حد شاق گذرا۔ چنانچہ خلیفہ کی خدمت میں دارالخلافہ میں واپس جانے کا پیغام بھیجا۔ مگر خلیفہ نے وہی شرط پیش کی۔ سلطان محمود کو یہ شرط پیش کرنے سے غصہ آ گیا۔ لہذا تیزی سے بغداد کی جانب بڑھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ مغربی بغداد میں قیام پذیر ہو گیا۔ اور خادمہ عقیفہ کو فوج دیکر سلطان محمود کے نائب السلطنت کو روکنے کی غرض سے واسطہ روانہ کیا۔ سلطان محمود کی طرف عماد الدین زنگی (والی بصرہ) مقہور پر آیا اور عقیفہ کو شکست دے دی۔ عقیفہ کا لشکر بری طرح پامال ہوا۔ بہت لوگ قتل اور قید کئے گئے۔ خلیفہ مسترشد نے کشتیاں جمع کر لیں اور قصر خلافت کے دروازے بند کر دیئے اور دربان ابن صاحب کو محسرات کی حفاظت پر متعین کر دیا۔

سلطان محمود کی بغداد آمد: ۲۰ ذی الحجہ کو سلطان محمود اپنے جاہ و حشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہو گیا اور باب شامیہ میں قیام کیا۔ خلیفہ مسترشد سے واپسی اور صلح کی خط و کتابت کرنے لگا۔ مگر خلیفہ مسترشد انکار میں جواب دے رہا تھا۔ چنانچہ دونوں فوجوں میں ایک دن چل گئی اور سلطان محمود کی فوج کا ایک دستہ محسرات کی خلافت میں گھس گیا اور تاج خلافت لوٹ لیا۔ یہ واقعہ یکم محرم ۵۲۱ھ کا ہے۔ اہلیان بغداد کو اس سے سخت غصہ اور شغب پیدا ہو گیا اور وہ جہاد جہاد چلا اٹھے، بچے، جوان اور بوڑھے تلواریں نیام سے کھینچ کر نکل پڑے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی بھی پردے سے نکل آیا اور ہند آواز سے ”یا آل ہاشم“ ”یا آل ہاشم“ پکارنے لگا۔ طبل اور بگل بجنے لگے۔ دجلہ پر فوراً پل بنادیا گیا۔ ایک ہلہ میں سب کے سب پار ہو گئے۔ سلطان محمود کا لشکر محسرات کی خلافت، امراء اور وزراء کے گھروں کو لوٹنے میں مصروف ہو گیا۔ محسرات کی خلافت کے تہ خانے میں ایک ہزار سپاہی چھپے تھے، ان سے ضبط نہ ہو سکا۔ چنانچہ نکل پڑے اور سلطان محمود کے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ عوام الناس نے سلطان محمود کے ذریعوں، امیروں اور حاشیہ نشینوں کے گھروں کو بوٹ لیا۔ ایک بڑا گروہ کام آ گیا۔ اس کے بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بغداد کے تیس ہزار سوار سپاہیوں کے ساتھ مشرقی بغداد کے ارد گرد دھند قیس کھدوائیں اور سلطانی لشکر پر شب خون اور حملہ کا تہیہ کیا۔ مگر ابوالہجیا کر دی (والی اربل) نے مخالفت کی۔

خلیفہ اور محمود کی صلح: اسی دوران عماد الدین زنگی بصرہ سے عظیم لشکر لئے ہوئے خشکی اور دریا کے راستے سلطان محمود کی کمک پر پہنچ گیا۔ اس سے اہل بغداد کے چھکے چھوٹ گئے۔ ان کے حملہ اور شب خون کے منصوبے ہوا ہو گئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ پھر آپس میں صلح ہو گئی۔ سلطان محمود نے اہل بغداد کی خطائیں معاف کر دیں اور پھر ۱۰ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں قیام پذیر رہا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ہتھیار تھوڑے اور بہت سامان ہدیہ سلطان محمود کو دیئے۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسقر کو کفایت شعار اور سیاست دان ہونے کی وجہ سے بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا اور ہمدان کی جانب واپس چلا گیا۔

وزیر ابوالقاسم کی معزولی اور بحالی: چونکہ وزیر السلطنت ابوالقاسم علی بن ناصر نے شادی کی امراء دولت نے سلطان محمود سے جہیج شکایتیں کیں، دوسرے الزامات کے علاوہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے ساز باز کرنے کا الزام بھی لگایا تھا کیونکہ وہ سلطان محمود اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی صلح

کرانے میں زیادہ کوشش کر رہا تھا۔ اس لیے سفر ہمدان کے دوران سلطان محمود نے وزیر السلطنت ابوالقاسم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ تبرہ آمد وہ انوشیروں بن خد کو بغداد سے بلوایا۔ چنانچہ وہ ماہ شعبان میں بمقام اصفہان حاضر ہوا۔ سلطان محمود نے اسے عہدہ وزارت عطا کیا۔ اس نے دس مہینہ وزارت کی مگر پھر معزول کر دیا گیا۔ لہذا بغداد واپس آ گیا۔ اس تبدیلی کے بعد بھی سابق وزیر ابوالقاسم قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ پھر جب سلطان سنجر نے آیا تو اس نے سابق وزیر ابوالقاسم کو جیل سے نکال کر سلطان محمود کی وزارت پر ۵۲۲ھ کے آخر میں مقرر کیا۔

عزالدین ابن برستی کی وفات: صوبہ موصل پر قابض ہونے سے عزالدین ابن برستی کا رعب داب اور جاہ و جلال بڑھ گیا۔ قوت اور شوکت جیسا کہ چاہیے تھی، حاصل ہو گئی۔ اور پھر بلا و شام پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہو گئی۔ چنانچہ سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے دمشق کی طرف روانہ ہو گیا اور جبہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا پھر اس پر قابض ہو گیا مگر حکومت کی ثبوت نہ آئی قبضہ کے فوراً بعد ہی مر گیا، اس کا سارا لشکر تتر بتر رہ گیا۔ تجہیز، تکفیل سے بھی غافل ہو گیا اس کے بعد فن کیا گیا اور لشکر موصل واپس آ گیا۔

عمادالدین زنگی موصل کا گورنر: عزالدین کی وفات کے بعد حکومت اس کے غلام جاوی کے قبضہ میں آئی۔ اس نے عزالدین کے چھوٹے بھائی کو عزالدین کے بعد کرسی، امارت پر بٹھادیا اور سند حکومت حاصل کرنے کے لیے قاضی بہاء الدین ابوالحسن علی شہر زوری اور صلاح الدین محمد باغسیبی امیر صاحب برستی کو خط دے کر سلطان محمود کے دربار میں بھیجا۔ یہ دونوں مشورہ کے لیے نصیر الدین جعفر (یہ عمادالدین زنگی کا غلام تھا) کے پاس گئے (صلاح الدین اور نصیر الدین کا رشتہ ”مصابرت“ کا تھا) نصیر الدین نے کہا ”تم لوگ بڑے نا سمجھ ہو، کیا تم جاوی کی حرکات سے ناواقف ہو، وہ بڑا چلتا پرزہ ہے، کیا تم اس کی اطاعت خوشی سے منظور کر لو گے۔ بہتر یہ ہے کہ عمادالدین زنگی کو بلا کر صوبہ موصل کی گورنری پر متعین کئے جانے کی درخواست کرو۔“ چنانچہ اس مشورے کے مطابق دونوں وزیر السلطنت شرف الدین نو شیرداں بن خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ”جزیرہ اور شام پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ حدود ماردین سے عریش مصر تک عیسائیوں کے قبضہ میں ہے، برستی ایک شجاع اور بہادر شخص تھا، وہ عیسائیوں کے فریب اور مکاریوں سے خوب واقف تھا اور ان کی روک تھام کے لیے کافی تھی۔ اب اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور اس کی جگہ جسے مقرر کیا گیا ہے وہ چھوکر اسما ہے۔ حالانکہ صوبہ موصل کی حکومت کے لیے ایک تجربہ کار، جنگ آزمودہ اور سیاسی امور سے واقف شخص ہونا چاہیے، جو عیسائیوں کو ان شہروں سے مار کر بھگا دے۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں یہی عرض کرنے آئے ہیں۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔“ وزیر السلطنت نے ان دونوں کی معروضات بارگاہ سلطانی میں پیش کر دیں۔ سلطان نے ان دونوں کو حاضر ہونے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ حاضر ہوئے اور مشورہ ہونے لگا۔ اراکین حکومت میں سے ایک گروپ نے عمادالدین زنگی کے حق میں رائے دی، قاضی بہاء الدین اور صلاح الدین نے خوشنودی کے لیے عمادالدین زنگی کی طرف سے بطور نذر بڑی رقم شاہی خزانہ میں داخل کی۔ سلطان نے کفایت شعاری اور شجاعت کی وجہ سے عمادالدین زنگی کو صوبہ موصل کا گورنر مقرر کر دیا۔ اور اس کی جگہ افسری پولیس عراق مجاہد الدین بہروز والی ترکیت کو عنایت کی۔

عمادالدین کی موصل آمد: عمادالدین زنگی منشور شاہی لے کر موصل روانہ ہو گیا۔ پہلے بوازرتج پہنچا اس پر قبضہ کیا اور پھر موصل کی طرف روانہ ہوا۔ جاوی کو اس کی خبر ملی تو اس نے ذرا بھی چوں و چرا نہ کی۔ اور اطاعت کے اظہار کے لیے شہر سے نکل کر اس کا استقبال کیا اور اس کے قافلے کے ساتھ موصل واپس آیا۔ عمادالدین زنگی ماہ رمضان ۵۲۱ھ میں موصل میں داخل ہوا۔ اور موصل کا نظم و نسق کرنے لگا۔ جاوی کو وجہ کی حکومت دے کر وجہ روانہ کر دیا۔ نصیر الدین جعفر کو قلعہ موصل پر دوسرے قلعوں سمیت حاکم بنایا۔ صلاح الدین محمد بانعبان کو امیر صاحب کا عہدہ عنایت کیا اور قاضی بہاء الدین شہر زوری کو اپنے تمام زیر کنٹرول علاقوں کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ قاضی بہاء الدین کو مال و زر کے علاوہ جائیداد دی۔ مناصب دیئے اور ہر کام میں اس سے مشورہ لیتا۔ غیر مشورہ کوئی چھوٹا بڑا کام نہ کرتا تھا۔

جزیرہ ابن عمر پر عمادالدین کا قبضہ: موصل کے انتظام سے فارغ ہو کر قبضہ کے لیے جزیرہ ابن عمر کی طرف قدم بڑھایا۔ برستی کا خادم جو کہ جزیرہ کا حاکم تھا، مقابلہ پر آیا۔ جنگ چھڑ گئی۔ لیکن دونوں فریق کے درمیان میں وجہ حائل تھا جس سے عمادالدین زنگی کو کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ عماد

امدین زنگی کو یہ نواز نزارا تو لشکر کو حکم دیا کہ ”گھوڑے و جملہ میں ڈال دو اور انتہائی تیزی سے دجلہ عبور کر کے حریف سے میدان لے لو“ چنانچہ امدین زنگی اور اس کے لشکر نے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیئے۔ رکاب سے رکاب ملائے ذرا سی دیر میں دجلہ عبور کر کے زلاقہ ❶ پر قبضہ کر لیا۔ حریف کی ایک نہ چلی اور ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حریف کو شکست ہو گئی۔ اس نے جزیرہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ محمد گروہ نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے حملہ شروع کر دیا۔ بالآخر محصورین نے امان کا جھنڈا بلند کیا۔ امن کی درخواست پیش کی اور قلعہ کی کنجیوں حوالہ کر دیں۔ چنانچہ امدالدین زنگی نے قبضہ کر لیا۔

نصیبین کا محاصرہ۔ اس مہم سے فارغ ہو کر امدالدین زنگی نے نصیبین فتح کرنے کے لیے کوچ کیا۔ نصیبین حسام الدین ترمذی بن بوغازی (۱۰ مار دین) کے قبضہ میں تھا۔ امدالدین زنگی نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ حسام الدین نے اپنے چچا زاد بھائی رکن الدولہ و دود بن سکنان (سکنان) بن رقی و دقلعہ بیغا کو ن واقعات سے مطلع کیا۔ امداد کی درخواست کی، رکن الدولہ نے خود امداد و حمایت پر کمر باندھی، فوجیں حاصل کرنے لگا۔ حسام امدین ترمذی نے، اردین سے اہل نصیبین کو قتی اسود خط لکھا اور امید دلائی کہ پانچ دن کے اندر تمہاری کمک پر بڑا لشکر پہنچ جائے گا۔ امدالدین زنگی کا لشکر نصیبین کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ قاصد جان نہیں سکتا تھا۔ اس وجہ سے یہ خط ایک پرندے ❷ کے بازو میں باندھ کر نصیبین کی طرف چھوڑ دیا۔ اتفاق سے امدالدین زنگی کی فوج میں سے کسی سپاہی نے اس پرندے کو پکڑ لیا۔ بازو میں خط بندھا پایا۔ تو اپنے سردار امدالدین زنگی کے پاس سے آیا۔ امدالدین زنگی نے پڑھا و رقم خاص سے لکھ دیا ”بجائے پانچ دن کے بیس یوم تک مہلت ہے“ اور پرندے کے بازو میں باندھ کر چھوڑ دیا۔

نصیبین پر قبضہ۔ اہل نصیبین نے حسام الدین کا خط پڑھا اور امدالدین زنگی کا لکھا ہوا دیکھ کر بدحواس ہو گئے۔ بیس دن امداد کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ اس دوران امدالدین زنگی نے بھی کوئی حملہ نہ کیا۔ اکیسویں دن اہل نصیبین نے اس کی درخواست کی۔ چنانچہ امدالدین زنگی نے امن کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

خابور اور حران پر قبضہ۔ نصیبین پر قبضے کے بعد امدالدین زنگی نے سنجان کا رخ کیا۔ مگر اہل سنجان نے صلح کر لی۔ امدالدین زنگی نے سنجان پر قبضہ کر کے خابور کو فتح کرنے کے لیے ایک لشکر روانہ کیا۔ خابور بھی فتح ہو گیا تو حران کی طرف بڑھا۔ اہل حران نے حاضر ہو کر طاعت کی گردن جھکا دی۔ ارہ، سروج بیرہ اور اس کے ملحقات عیسائی حکمرانوں کے قبضہ میں تھے۔ جو سلین (والی الرہا) ان مقامات کا حاکم تھا۔ امدالدین زنگی نے اس سے خط و کتابت کر کے رضی صلح کر لی تاکہ مفتوحہ علاقوں کا انتظام درست کر کے باطمینان تمام اس مہم کو پورا کرے جس کا قصد اس نے کیا تھا اور جس غرض کے لیے اسے موصل کی گورنری عطا ہوئی تھی ❸۔

حلب پر قتلغ ابہ کا قبضہ۔ ماہ محرم ۵۲۲ھ میں امدالدین زنگی نے فرات کو حلب کی جانب سے عبور کیا۔ عزالدین مسعود بن آقسنقر برستی جس وقت حلب سے اپنے باپ کے قتل کے بعد موصل روانہ ہوا تو اپنے امراء دولت سے فرمان نامی ایک امیر کو مقرر کیا تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمان کو معزول کر کے قتلغ ابہ ❹ کو مامور کیا۔ قتلغ ابہ، عزالدین کا منشور لے کر حلب پہنچا مگر قشمان نے چارج نہیں دیا اور یہ کہا کہ میرے عزالدین سے کچھ اشارے طے ہوئے ہیں۔ جب تک میں انھیں اس کے منشور میں نہ دیکھ لوں گا حلب کی حکومت سے دستبردار نہیں ہوں گا۔ قتلغ ابہ دوا اشارے کو حاصل کرنے کے لیے عزالدین مسعود کی خدمت میں واپس گیا۔ رجب پہنچا تو عزالدین مسعود کا انتقال ہو چکا تھا۔ چنانچہ حلب کی جانب پھر لوٹا، فضل بن

❶ زلاقہ اس میدان کا نام ہے جو دریائے دجلہ اور جزیرہ کے درمیان میں تھا۔ اہل جزیرہ نے حملہ آور فریق کو انتہائی جدوجہد سے عبور کرنے سے روکا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ عبور کے بعد زلاقہ میں جنگ ہوئی۔ چنانچہ شکست کھا کر شہر میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ (کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ لندن) (مترجم) ❷ پرندے کا نام کسی مورخ نے نہیں لکھا غالباً کبوتر ہوگا۔ یہی جانور اس زمانہ میں نامہ بری کا کام دیتا تھا۔ (مترجم) ❸ امدالدین زنگی نے ان مقامات کو مسلمان حکمرانوں سے اس لیے چھینا کہ وہ جیسائیوں کو ملک شام اور جزیرہ سے اس وقت تک نہیں نکال سکتا تھا جب تک کہ یہ مقامات اور علاقے اس کے قبضہ میں نہ آجاتے۔ اس نے علاوہ ان مدعی حدود کا مدعا، دو، دونوں برابر تھے۔ یہ جیسائیوں سے دے ہوئے کمزور اور کچھ تو ان کو خراج دیتے تھے اور ان کی اطاعت کو کامیابی کا باعث سمجھتے تھے۔ ❹ ہمارے پاس موجود یہ عربی نسخہ (جلد ۵۱ صفحہ ۵۱) پر ”قتلغ ابہ“ تحریر ہے۔



بدیع اور سرداران حلب نے قتلغ ابہ کی اطاعت قبول کر لی اور فرمان کو ایک ہزار دینار دے کر برطرف کر دیا۔ قتلغ ابہ نے قلعہ حلب پر نصف (۵۰) جہادی (۵۲)ھ میں قبضہ کر لیا۔ قبضہ کرنا تھا کہ دماغ پھر گیا۔ ظلم، تعدی، بداخلاقی شروع کر کے لوگوں کے اموال پر دستدرازی شروع کر دی۔ اوباشوں اور مفسدوں کی بن آئی۔ یہی اس کے درباری اور ہم نشین بنے۔ اس لیے عوام اور خواص کے دل برہم ہو گئے۔

بدرالدولہ اور قتلغ ابہ کی جنگ:۔ بدرالدولہ سلیمان بن عبد الجبار بن ارق حلب کا سابق حاکم جس نے حکومت ترک کر دی تھی، موجود تھا۔ اہل شہر اس کے پاس گئے۔ قتلغ ابہ کے مظالم کی شکایت کی اور اس کے ہاتھ امارت کی بیعت کر کے قتلغ ابہ پر حملہ کر دیا۔ قتلغ ابہ قلعہ بند ہو گیا۔ اہل حلب نے محاصرہ کر لیا۔ مہیار (والی مینج) اور حسن (والی مراغہ) اہل شہر اور قتلغ کی صلح کرانے آیا لیکن صلح نہ ہو سکی۔ عیسائیوں کو اس کی خبر ملی تو منہ میں پانی بھر آیا، حلب پر قبضہ کی کج پیدا ہوئی۔ انہوں نے حلب اور قتلغ ابہ کے باہم جھگڑے سے فائدہ اٹھانا چاہا جو سلیمان (والی رہا) فوج نظام اور عیسائی فوجیوں کو لے کر حلب پہنچ گیا۔ اہل حلب نے تاوان دے کر جو سلیمان کو واپس بھیجا تو اٹاکیہ کا عیسائی بادشاہ اپنی فوج لئے پہنچ گیا۔ اور سال کے آخر تک حلب کا محاصرہ کئے رہا اور اہل حلب قلعہ حلب کا محاصرہ کئے رہے

حلب پر عماد الدین کا قبضہ:۔ پھر جب عماد الدین زنگی موصل جزیرہ اور شام کا حکمران بنا تو اہل حلب مطیع ہو گئے۔ بدرالدولہ سلیمان اور قتلغ ابہ عماد الدین کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے موصل روانہ ہوئے۔ حسن قراقوس حلب کا عارضی حکمران مقرر ہوا اور چند دنوں کے بعد عماد الدین زنگی کی طرف سے صلاح الدین باغیسیانی ایک فوج لے کر حلب آیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ شہر کا انتظام درست کیا، اس کے بعد عماد الدین زنگی اپنے لشکر ظفر پیکر کے ساتھ حلب کی طرف روانہ ہوا۔ سفر کے دوران مینج اور مراغہ پر قبضہ حاصل کرتا ہوا حلب پہنچا۔ امراء لشکر اور سپاہیوں کو جاگیریں دیں۔ قتلغ ابہ کو گرفتار کر کے بدرالدولہ سلیمان کو حوالہ کر دیا۔ بدرالدولہ سلیمان نے قتلغ ابہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیں پھروادیں۔ چنانچہ قتلغ ابہ مر گیا۔ پھر بدرالدولہ سلیمان، عماد الدین زنگی سے متوحش و متفر ہوا اور چھپ کر قلعہ بھرا گیا۔ عماد الدین زنگی نے حکومت حلب پر ابو الحسن علی بن عبد ارزاق کو مقرر کر دیا۔

سلطان سنجر کی رے آمد:۔ ملک طغرل اور دیس سلطان سنجر کی خدمت میں خراسان میں حاضر ہوا۔ دیس نے عراق پر قبضہ کی ترغیب دی (اور کہا کہ عراق پر قبضہ کرنا بہت آسان ہے) اور یہ ذہن نشین کیا کہ مسترشد باللہ عباسی خلیفہ بغداد اور سلطان محمود آپ کی روک تھام اور مزاحمت پر متفق ہو گئے ہیں۔ سلطان سنجر اس بہکاوے میں آ گیا اور عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ رے پہنچ کر سلطان محمود کو طلبی کا خط لکھا (سلطان محمود اس وقت ہمدان میں تھا) سلطان محمود نہایت جلدی سے مسافت طے کر کے سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان سنجر نے اپنی فوج کو استقبال کا حکم دیا اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ آخری ۵۲۲ھ تک سلطان سنجر کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد سلطان سنجر خراسان کی جانب اور سلطان محمود ہمدان کی طرف لوٹ گئے۔ واپسی کے وقت سلطان سنجر نے سلطان محمود کو ہدایت کی کہ دیس کو اس کے شہر کی طرف واپس بھیج دینا۔

سلطان محمود کی بغداد آمد:۔ اس کے بعد سلطان محمود، عراق روانہ ہوا اور رفتہ رفتہ بغداد کے قریب پہنچا۔ جہاں وزیر السطنت نے استقبال کیا۔ ۹ محرم ۵۲۳ھ میں دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوا۔ دیس نے حاضر ہو کر ایک لاکھ دینار پیش کئے اور گوزری موصل کی درخواست کی۔ عماد الدین زنگی تک یہ خبر پہنچی تو ایک لاکھ دینار اور بہت سے ہدایا و تحائف لے کر حاضر ہوا۔ اور شاہی دربار میں پیش کیے۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی کو خلعت دی۔ اور موصل واپس جانے کا ارشاد فرمایا۔ اسی سال ماہ جمادی الاخر میں بغداد سے روانہ ہوا۔ مجاہد الدین بہروز کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا۔ حلب کی حکومت عنایت کی۔

سلطان محمود کی وفات:۔ سلطان محمود نے اپنی وفات سے پہلے چند اراکین حکومت کو جس میں عزیز الدین ابونصر احمد بن حامد مستوفی، امیر انوشکین

① رے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۶) پر یہ عبارت جو بریکٹ میں ہے اور آگے جہاں تک ”مسترشد باللہ“ کا نام ہے موجود نہ تھی جس کا اضافہ تاریخ الکامل جلد ۱۰ صفحہ ۶۵) سے کیا گیا۔ اور فاضل مترجم کے پاس صرف وہ عبارت نہ تھی جو بریکٹ میں ہے۔ شاء اللہ محمود



معروف بہ شہرہ اور اس کا بیٹا عمر بھی تھا، وزیر السلطنت ابوالقاسم الشاہازی کے کہنے سے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بعد بیمار ہوا اور انتقال فرمایا۔<sup>①</sup>

**سلطان مسعود** وزیر السلطنت ابوالقاسم اور اتالیق آقسنقر احمد ملی نے متفق ہو کر سلطان محمود کے بیٹے ”داؤد“ کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ بیعت کی جب اور آذربائیجان کے صوبوں میں سلطان داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔<sup>②</sup> (ہمدان اور جبل کے تمام علاقوں میں فتنہ پھیل گیا۔ پھر کچھ ہی عرصہ بعد فتنہ فساد ختم ہو گیا اور وزیر سلطان کے پاس پناہ لینے کے لیے رتی کی طرف بھاگ گیا اور وہاں اس کو امن<sup>③</sup> دے دی گئی)

**سلطان مسعود اور سلطان داؤد:** سلطان محمود کے مرنے کے بعد اس کا بھائی سلطان مسعود جرجان سے تہریز آیا اور قبضہ کر لیا۔ سلطان داؤد کو اس کی اطلاع ملی تو ماہ ذیقعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے روانہ ہوا۔ ماہ محرم ۵۲۶ھ میں تہریز پہنچ کر محاصرہ کیا۔ لڑائی ہوئی پھر دونوں نے صلح کر لی۔ سلطان داؤد نے محاصرہ اٹھ لیا اور سلطان مسعود تہریز سے ران چلا گیا۔ عماد الدین زنگی گورنر موصل سے خط و کتابت شروع کی اور مدد مانگی۔ عماد الدین زنگی نے مدد کا وعدہ کیا اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دربار خلافت میں خط بھیجا اور بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ سلطان داؤد نے بھی اس پر دست پر ہے اسی قسم کی درخواست دربار خلافت میں پیش کی تھی۔ چنانچہ خلیفہ نے دونوں کی درخواست کو نامنظور کر دیا اور یہ تحریر یہ کہ خطبہ میں صرف سلطان سنجر کا نام پڑھا جائے گا۔ اور خلیفہ دربار سلطان سنجر کو لکھ بھیجا کہ تم کسی کے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کی اجازت مت دینا۔ صرف تمہارے ہی نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ سلطان سنجر کو اس تحریر کی وجہ سے ایک بہترین موقع انکار کا مل گیا۔

**سلجوق شاہ کی بغداد آمد:** سلطان مسعود کو عماد الدین زنگی کے امداد کے وعدے سے بہت بڑی تقویت ملی۔ اس نے شکر فرماہم کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا بھائی سلجوق شاہ دارالحکومت بغداد پہنچ گیا اور شاہی مجلس میں قیام کیا۔ اتالیق قرچاق ساقی (وہ فرس و خوزستان) بری فوج کے ساتھ رکاب میں تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور اس سے اپنی حمایت و مدد کا وعدہ ور حلف لیا۔

**مسترشد اور مسعود کی صلح:** سلطان مسعود نے بغداد روانگی کے وقت عماد الدین زنگی کو بغداد آنے کو لکھا تھا۔ چنانچہ عماد الدین زنگی موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اور سلطان مسعود کو قیام کرتا ہوا عباسیہ پہنچا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلجوق شاہ کی فوجیں اس کے مقابلہ پر آئیں اور قرچاق ساقی عماد الدین زنگی سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ مقام معشوق میں مذکور ہوئی جس میں قرچاق ساقی نے عماد الدین زنگی کو شکست دی اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ عماد الدین زنگی شکست کھا کر تکریت کی طرف بھاگا۔ نجم الدین ایوب<sup>④</sup> (ملوک ایوبیہ کا مورث اعلیٰ) حاکم تکریت نے عبور کے لیے کشتیاں حاصل کیں۔ چنانچہ عماد الدین زنگی دجلہ عبور کر کے موصل چلا گیا۔ سلطان مسعود، عباسیہ خالص سے ملکیہ پہنچا۔ سلجوق شاہ کا مقدمہ انجیش سلطان مسعود کے مقدمہ انجیش سے بھڑ گیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ سلجوق شاہ کی طلبی پر قرچاق ساقی نہایت تیزی سے سفر طے کر کے آیا۔ سلطان مسعود عماد الدین زنگی کی شکست سے مطلع ہو کر بہت بار گیا اور لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی خدمت میں کہلویا کہ میرا چچا سلطان سنجر ”رے“ پہنچ گیا ہے۔ غنقریب بغداد پہنچنے والا ہے۔ اگر مجھے حکم دیں تو میں اس سے مقابلہ کرنے کے لیے عراق روانہ ہوں“ کامیابی کے بعد عراق خلیفہ کا مقبوضہ قرار پائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ سلطنت میرے قبضہ میں رہے اور سلجوق شاہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک ہوگا“ چنانچہ خلیفہ نے ان شرائط کو منظور فرمایا۔ فریقین نے قسمیں کھائیں۔ سلطان مسعود خوشی سے اچھلتا کودتا دارالخلافہ میں داخل ہو گیا۔ مجلس اے شاہی میں قیام کیا اور سلجوق شاہ دارالشہ (انسپکٹر جنرل پولیس) کے مکان میں ٹھہرا۔

① سلطان محمود کی وفات کے وقت ۲۹ سال کی تھی۔ ۱۲ برس ۵ مہینہ ۲۰ یوم حکمرانی کی۔ شوال ۵۲۵ھ میں وفات پائی۔ حلیم، کریم اور مظنہ تھا، ناگوار باتیں گفت و بہار جو قدرت کے سرانہ دینا تھا۔ حاجی نہ تھا، متقی تھا۔ امراء دارا کین حکومت کو رعایا کے مال پر دست درازی سے روکتا تھا (کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۱ مطبوعہ لندن) (مترجم) ② بریت میں مسعود، عبارت کا اضافہ ہم نے تاریخ بن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۷) سے کیا ہے (صحیح جدید، ثناء اللہ محمود) ③ ایک نسخے میں یہاں امن کے بجائے امیر کا خط ہے (یعنی اسے وہاں میر بنا دیا گیا) جو درست نہیں ہے۔ صحیح وہی ہے جو ہم نے تحریر کیا ہے۔ ④ نجم الدین ایوب سلطان صلاح الدین یوسف خان بیت المقدس کا باپ ہے۔ اسی حسن کی خدمت سے عماد الدین زنگی نے محمد بن ایوب کو اپنے اراکین دولت میں شامل کر لیا۔ جس سے آئندہ اس کے بیٹے صلاح الدین یوسف کو ملک مصر و شام پر قبضہ کا موقع ملا (مترجم)

خلیفہ مسترشد کی خاقین کی طرف راوگی:..... بعد انتقال سلطان محمود، سلطان سنجر خراسان سے جبل کے صوبوں کی طرف روانہ ہوا ملک طغرل (اسکا بھتیجہ سلطان محمد کا بیٹا) اس کے ساتھ تھا۔ رفتہ رفتہ ”رے“ پہنچا۔ ذرا دم لے کر رے سے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے بھی رے کو تھما۔ مقابہ کی غرض سے کوچ کیا۔ قراجاساقی اور سلجوق شاہ اس کے ساتھ تھے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ان لوگوں کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اس لیے راوگی میں تاخیر کی۔ سلطان مسعود اور سلجوق شاہ خلیفہ کی خدمت میں قراجاساقی کو روانہ کیا۔ چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی خاقین کی طرف روانہ ہوا اور خاقین پہنچ کر قیام کیا۔ پھر سلطان سنجر کے نام کا خطبہ عراق سے موقوف کر دیا گیا۔

سلطان سنجر اور سلطان مسعود کی جنگ: چونکہ سلطان سنجر نے دیس اور عماد الدین زنگی کو ملا لیا تھا۔ دیس کو حد اور عماد الدین زنگی کو بغداد کی پوپیس افسری دینے کا وعدہ کیا تھا، اس لیے دیس اور عماد الدین زنگی میدان خالی دیکھ کر بغداد پر قبضہ کرنے کو بڑھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ ان دونوں سے میل جول کی غرض سے بغداد کی طرف لوٹ گیا۔ سلطان مسعود اور اسکا بھائی سلجوق شاہ۔ مدین سنجر سے جنگ کو روانہ ہوئے۔ لیکن سلطان سنجر کی کثرت فوج نے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ سلطان سنجر ایک شب دروز کی مسافت طے کر کے قریب پہنچ گیا۔ اور سلطان مسعود دینور واپس آیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے انتظار میں جنگ کو بہانوں سے ٹال رہا تھا۔ لیکن جب کوئی موقع جنگ ملنے کا باقی نہیں رہا تو تنہا یرمقابلہ پر آیا۔ عوران، نواح دینور میں دونوں حریف آگئے۔ قراجاساقی نے سلطان سنجر پر حملہ کیا، معرکہ کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا۔ قراجاساقی کو کئی زخم لگے، سلطان سنجر کی فوج نے اچانک حملہ کر کے قراجاساقی کے لشکر کو گھیر لیا۔ اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے اور قراجاساقی گرفتار ہو گیا۔ سلطان مسعود کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سردار و اکابرین دولت کام آگئے سلطان مسعود کے ساتھیوں میں سے قزل نامی ایک سردار میدان جنگ سے پہلے بھاگ گیا۔ اسکا بھانجا دیکھ کر فوج بھی بھاگ نکلی۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۲۶ھ کا ہے۔

طغرل کی تخت نشینی:..... کامیابی کے بعد سلطان سنجر نے سلطان مسعود کے خیمہ میں قیام کیا اور قراجاساقی کو بیڑیاں ڈال کر پیش کیا گیا جسے سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود حاضر ہوا۔ سلطان سنجر نے گلے سے لگایا، عزت کی اور گنجہ کی حکومت پر واپس بھیج دیا۔ تمام ممالک سلجوقیہ میں ملک طغرل بن سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور یہ حکومت و سلطنت پر فائز ہو گیا۔ سلطان محمود کے وزیر، بوالقاسم الشاہازی کو قلعہ ان وزارت سپرد ہوا۔ ماہ رمضان ۵۲۶ھ کے آخر میں چچا اور بھتیجے نیشاپور کی جانب کامیابی کے ساتھ لوٹ گئے۔

سلطان داؤد اور ملک طغرل کی جنگ:..... آپ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ سلطان سنجر نے کامیابی کے بعد اپنے بھتیجے ملک طغرل کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ ملک طغرل نیشاپور سے ہمدان چلا گیا اور سلطان سنجر یہ سن کر والی ماہدار انہر احمد خان باغی ہو گیا ہے۔ اصلاح و سرکوبی کے لیے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور چند دن اس کو ان معاملات کے سلجھانے میں مصروف رہنا پڑا۔ چنانچہ ملک داؤد کو موقع مل گیا۔ آذربائیجان اور گنجہ میں حکومت خود مختاری کا جھنڈا بلند کیا۔ فوجیں حاصل کیں۔ ملک گیری کا حوصلہ بڑھا۔ لہذا ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ برتقش زکوئی اتالیق آقسنقر احمد بی اور طغرل بن برسق اپنی اپنی فوجیں بے رکاب میں تھے۔ ملک طغرل کو اس کی اطلاع ملی تو فوج مرتب کر کے میدان میں آیا۔ ملک داؤد کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ سبب یہ ہوا کہ برتقش زکوئی کی حرکات اور بیجا کاروائیوں کا فوج کو احساس ہو گیا۔ ترکمانوں نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آقسنقر اتالیق بھاگ گیا اور ملک داؤد کو یہاں پہنچا۔

یہاں یہ لفظ ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۸) پر لکھنے سے رہ گیا تھا جس کا اضافہ ناشر نے (تاریخ اکال جلد ۱۰ صفحہ ۶۷) سے کیا ہے۔ ② اس نثری میں سلطان سنجر کے میمنہ میں ملک طغرل (سلطان سنجر کا بھتیجا قماج اور امیر امیران میسرہ میں خوارزم شاہ اسز بن محمد اور چند امراء لشکر اور قسب لشکر میں خود سلطان سنجر تھا۔ ایک لکھ سوار لشکر سے تھے جس سے دس ہزار سوار قلب میں تھے۔ کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھی) کا ایک جھنڈا آگے تھا۔

ملک مسعود کیمینہ میں قراجاساقی اور امیر قزل، میسرہ میں برتقش زکوئی اور یوسف جاش تھا۔ قراجاساقی نے سلطان سنجر کے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ ملک طغرل اور خوارزم شاہ سرداران میسرہ نے چکر کاٹ کر قراجاساقی کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی اور قراجاساقی محاصرہ میں آ گیا۔ ہاتھ پاؤں بہت مارے مگر کامیاب نہ ہو۔ کا۔ (تاریخ اکال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۷۷ مطبوعہ لیدن) (مترجم)

③ بریکٹ میں موجود عبارت ہمارے پاس موجود (تاریخ ابن خلدون) کے جدید عربی ایڈیشن میں موجود نہیں ہے (مصلح جدید)

شکست ہو گئی۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۶ھ کا ہے۔

ملک داؤد شکست کے بعد ماہ ذیقعدہ میں دارالخلافہ بغداد پہنچا۔ اتالیق آقسقر ساتھ تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے عزت و احترام سے شاہی مجلسِ رائے میں ٹھہرایا۔

سلطان مسعود کی دوبارہ سلطنت اور ملک طغرل کی شکست سلطان مسعود کا اپنے چچا سلطان سنجر سے شکست کھانے، سلطان مسعود کا جذبہ و پس چلنے، ملک طغرل کی تخت نشینی، سلطان داؤد کی لڑائی اور شکست اور اس کے بعد سلطان داؤد کے بغداد جانے کے واقعات ہمراہ پر لکھ چکے ہیں۔

جس وقت سلطان مسعود کو سلطان داؤد کی شکست اور بغداد ورائگی کا حال معلوم ہوا تو سامانِ سفر درست کر کے بغداد کا رستہ یہ۔ سلطان داؤد نے اس سے مطلع ہو کر بغداد سے نکل کر بڑے تپاک سے استقبال کیا گھوڑے سے اتر کر زمین بوسی کی۔ چنانچہ ماہ صفر ۵۲۷ھ میں سلطان مسعود دارالخلافہ بغداد میں داخل ہوا۔ شاہی مجلسِ رائے میں قیام کیا۔ سلطان مسعود اور سلطان داؤد کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ پھر دونوں نے متحد ہو کر آذربائیجان پر حملہ کا تہیہ کر لیا اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امداد حاصل کرنے اور فوج بھیجنے کی درخواست کی۔ خلیفہ نے درخواست منظور کر دی۔

آذربائیجان کی فتح:۔۔۔ چنانچہ سلطان مسعود اور سلطان داؤد بڑی فوج کے ساتھ آذربائیجان کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئے اور مراغہ پہنچے۔ آقسقر احمد بلی نے مال و زر اور بہت سی خرگاہ سفر نذر کیں۔ سلطان مسعود نے بغیر جنگ و قتال صوبہ آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔ حاکم آذربائیجان اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ شہر آذربائیجان ۱ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا اور سلطان مسعود اور سلطان داؤد نے محاصرہ کر لیا۔ پھر لڑائی ہوئی و رہا خرسطن مسعود کو فتح نصیب ہوئی ایک جماعت محصورین کی کام آگئی باقی لوگ بھاگ گئے۔

ملک طغرل اور مسعود کی جنگ:۔۔۔ آذربائیجان سے فارغ ہو کر سلطان مسعود ملک طغرل سے جنگ کرنے ہمدان روانہ ہوا۔ چنانچہ اسے شکست دیکر ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل ”رے“ چلا گیا۔ پھر ”رے“ سے اصفہان واپس آیا اس کے بعد آقسقر احمد بلی کو ہمدان میں فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے قتل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان مسعود نے آقسقر احمد بلی کو قتل کرایا تھا۔

ملک طغرل کی شکست:۔۔۔ سلطان مسعود یہ سن کر ملک طغرل اصفہان میں ہے، محاصرے اور جنگ کی غرض سے اصفہان روانہ ہوا تو ملک طغرل اصفہان چھوڑ کر فارس چل گیا اور سلطان مسعود نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ پھر ملک طغرل کے تعاقب میں بیضا تک پہنچ گیا۔ ملک طغرل نے بعض کمانڈروں نے تنگ آ کر سلطان مسعود سے امن حاصل کر لیا۔ اس سے ملک طغرل کو اپنے ساتھیوں سے خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں مجھے دھوکا دیکر سلطان مسعود سے نہ چلیں، رے کا راستہ اختیار کیا۔ سفر کے دوران شوال میں امیر شیرگیر کے غلاموں نے وزیر السلطنت ابو قاسم لشہازی کو قتل کر ڈالا۔ ملک طغرل بحکم ”ہر کہ بہ تنگ آید جنگ آید“ لوٹ آیا اور سلطان مسعود کے مقابلہ میں صف آرائی کی۔ چنانچہ شدید لڑائیاں ہوئیں پھر ملک طغرل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ حاجب تنگی، ابن بقر اور اکثر کمانڈر گرفتار ہو گئے۔ سلطان مسعود کے سامنے حاجب تنگی اور ابن بقر کو پیش کیا گیا سلطان مسعود نے رہا کر دیا اور ہمدان واپس آ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ملک طغرل کی جبل کی جانب واپسی: ملک طغرل کے خلاف کامیاب ہونے کے بعد سلطان مسعود کو سلطان داؤد بن سلطان محمود کی بد عہدی اور بغاوت کی اطلاع ملی۔ چنانچہ فوراً فوج مرتب کر کے آذربائیجان پہنچ گیا اور سلطان داؤد کا قلعہ آذربائیجان میں محاصرہ کر لیا ۲ ملک طغرل نے فوجیں حاصل کر کے سلطان مسعود کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا۔ کمانڈروں کو انتقام کی غرض سے ان شہروں کی حکومت پر متعین کیا۔ سلطان مسعود یہ سن کر آگ بگور ہو گیا، در کوچ کا حکم دے دیا۔ قزوین میں مقابلہ ہوا۔ مقابلہ کے وقت ملک طغرل کے وہ کمانڈر جو سلطان مسعود سے مل گئے تھے، ملک

① تاریخ کامل ابن خیر میں آذربائیجان کے بجائے ”اردبیل“ لکھا ہے اور غالباً یہی صحیح ہے کیونکہ وہ منقول ہے (دیکھئے تاریخ کامل ابن خیر جلد ۴ صفحہ ۴۸۴ مطبوعہ لندن) (مترجم) ② کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا (مترجم) جبکہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۵۹) پر بھی قلعہ کا نام لکھنے سے روک گیا تھا۔ جس کا اضافہ ناشر نے (تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۲) سے کیا ہے۔ قلعہ کا نام ”روئین دژ“ تھا۔

طغرل کے لشکر میں آئے۔ اس وجہ سے ملک مسعود کو شکست ہو گئی۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۸ھ کا ہے۔

سلطان مسعود کی بغداد آمد: شکست کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے بغداد واپس آنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ خلیفہ نے اجازت دیدی اس وقت سلجوق شاہ (سلطان مسعود کا بھائی بقش سلاجی نائب السلطنت کے ساتھ اصفہان میں قیام پذیر تھے۔ سلطان مسعود کی شکست کی خبر پا کر نہایت تیزی سے سفر طے کر کے سلطان مسعود سے پہلے ہی بغداد پہنچ گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے شاہی محسراتے میں ٹھہرایا، خدمت و انعام سے سرفراز کیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود اور اس کے اکثر مصاحبین پریشان حال بغداد پہنچے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے انہیں لباس گھوڑے، آلات حرب اور رقم عطا کی۔ سلطان مسعود اشوال کو محسراتے شاہی میں داخل ہوا اور ملک طغرل نے ہمدان میں قیام کیا۔

خلیفہ اور سلطان مسعود کی ناراضگی: چند دنوں کے بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے سلطان مسعود کو ملک طغرل سے مقابلے اور جنگ کے لیے ہمدان جانے کا حکم دیا اور بنفس نفیس اس مہم میں شریک ہونے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن سلطان مسعود نے کسی وجہ سے اس حکم کی تعمیل میں تاخیر سے کام لیا۔ بعض امراء اور کما نڈر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے۔ بعض پر سلطان مسعود کو ملک طغرل سے سازش کا شبہ ہوا۔ چنانچہ سلطان مسعود نے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے مال و اسباب لوٹ لئے۔ اس سے اوروں کو خوف پیدا ہو گیا۔ لہذا سلطان مسعود کی رفاقت ترک کر کے بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود کو ان لوگوں کو واپس لانے کا حکم دیا۔ مگر سلطان مسعود نے توجہ نہ کی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ اس طرح دونوں میں کدورت آ گئی، کشیدگی اور رنجش بڑھ گئی۔ خلیفہ مسترشد نے امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔

طغرل کی وفات: اس دوران ماہ محرم ۵۲۹ھ کو ملک طغرل کی وفات کی خبر پہنچی۔ چنانچہ سلطان مسعود بغداد سے ہمدان روانہ ہو گیا اور شرفالدین ابو شیروں بن خالد کو قہمدان وزارت سپرد کیا۔ وہ شرفالدین کو بغداد سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔ رفتہ رفتہ فوجیں آ گئیں اور یہ ہمدان اور جبل پرق بعض ہو گیا۔

سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد باللہ کی جنگ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلطان مسعود میں قیام بغداد کے دوران ان امراء کی بدولت رنجش پیدا ہو گئی۔ جو سلطان مسعود کی رفاقت ترک کر کے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے تھے۔ پھر جب سلطان مسعود ملک طغرل کی وفات کے بعد ہمدان روانہ ہوا تو امراء حکومت کا ایک گروپ جن میں برتقش زکوئی، قزل، قراسنقر خمار تکمین (والی ہمدان) عبدالرحمن بن طغترک اور دبیس بن صدقہ کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔ سلطان مسعود سے علیحدہ ہو کر خوزستان والی خوزستان "برسق بن برسق" نے ان لوگوں کی رائے سے موافقت کی اور ان کا ہمدان بن گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امن کی درخواست کی۔ اور دربار خلافت میں حاضری کی اجازت چاہی۔ چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے باستبناء دبیس بن صدقہ سارے امراء کو امان دے دی اور نامہ امان لکھ کر سدید الدولہ بن انباری کی معرفت بھیج دیا۔ اسی لیے دبیس بن صدقہ کو اپنے رفقاء سے خطرہ محسوس ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مجھے گرفتار کریں۔ لہذا علیحدہ ہو کر سلطان مسعود کی خدمت میں واپس چلا گیا۔ باقی امراء بغداد گئے اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو سلطان مسعود کی جنگ پر پیٹھ ٹھونک کر تیار کر رہے۔

مسترشد باللہ کی سلطان مسعود کی طرف پیش قدمی: خلیفہ مسترشد باللہ عباسی ان خود غرض امیروں کے کہنے میں آ گیا۔ ان لوگوں کی عزت و توقیر بڑھائی۔ رجب ۵۲۹ھ کے آخر میں سلطان مسعود سے جنگ کے لیے بغداد سے کوچ کیا۔ والی بصرہ سفر کے دوران بصرہ بھاگ گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے امان دینے کا وعدہ کیا، طلبی کا فرمان بھیجا۔ لیکن والی بصرہ واپس نہ آیا۔ اس سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی روانگی میں تاخیر کرنے لگا۔ غرض کمانڈروں نے پھر ابھارا، طرح طرح کے سبز باغ دکھائے۔ چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی تیار ہو کر اس سال ماہ شعبان میں روانہ ہو گیا۔ برسق بن برسق اپنی فوج لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ اس وقت خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کی تعداد سات ہزار سے تجاوز ہو گئی۔ عراق میں تین ہزار فوج کے ساتھ اپنے خادم "اقبال" کو چھوڑ کر آگے بڑھا۔ اطراف کے علاقوں کے حکمرانوں نے دربار خلافت میں فدویت نامے روانہ کئے اور اطاعت و فرمانبرداری سے پیش آئے۔

خلیفہ اور سلطان مسعود کی جنگ: ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کو ملی تو پندرہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد

باندہ عباسی کے لشکر کا ایک گروپ یہ سن کر علیحدہ ہو گیا۔ سلطان داؤد بن سلطان محمود نے آذربائیجان سے کہلوایا کہ ”آپ دیور میں جا کر قیام فرمائیے۔ یہ جانبز فوج لے کر آجائے۔ تو مقابلہ کیجئے گا۔“ مگر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے توجہ نہ کی اور جنگ کے لیے روانہ ہو گیا۔ عماد الدین زنگی نے مہمل سے خلیفہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں مگر اتفاق سے پہنچ نہ سکیں اور لڑائی چھڑ گئی۔

خلیفہ کی گرفتاری ۱۰ رمضان کو دائر جرج کے مقام پر دونوں حریف صف آراء ہوئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کا میسرہ سلطان مسعود سے مل گیا اور میمنہ کو شکست ہو گئی۔ مگر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے جنگ سے حرکت نہ کی اور گرفتار ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے ساتھ وزیر (شرف الدین علی بن طرہ اور زین الدین) قاضی القضاۃ بغداد خلیفہ کا سراپچی (ابن طلحہ) ابن ناباری، خطباء، فقہاء اور شہباز گرفتار ہوئے۔ خلیفہ کو ایک خیمہ میں ٹھہرایا گیا اس کی لشکر گاہ کوٹ لیا گیا۔ وزیر اور چند امراء باندہ کر قلعہ سر جہان بھیج دیئے گئے، باقی کو بغداد واپس بھیج دیا گیا۔ پھر سلطان مسعود نے ہمدان کی جانب دست بیا اور امیر بک ابہ کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔ ماہ رمضان کے آخر میں بغداد پہنچا۔ شاہی غلاموں کا ایک گروہ اس کے ساتھ تھا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ بغداد کے عوام الناس کو اس سے صدمہ پہنچا، لہذا مجمع ہو کر ہنگامہ کر دیا، بہت سے لوگ مارے گئے۔

خلیفہ اور سلطان محمود کی صلح اس کے بعد سلطان محمود ماہ شوال میں ہمدان سے مراغہ روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نصر بند ہوا تھے۔ صبح کا نامہ وہیں پہنچا ہوا تھا۔ ہوا خزان شرائط پر صلح ہو گئی (۱) خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، فوج حاصل نہ کرے، (۲) خانہ نشین رہے اور جنگ کے لئے محسّرئے خلافت سے باہر قدم نہ نکالے۔

خلیفہ کا قتل: پھر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سلطان مسعود سے رخصت ہوا۔ سلطان مسعود نے اظہار قدویت کے لئے عاشریہ اہل عت گردن پر رکھ۔ حفاظت کے لئے جو لوگ مقرر تھے وہ علیحدہ ہو گئے، پھر فرقہ باطنیہ کا ایک گروپ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے خیمہ میں گھس گیا، کئی زخم کاری گادیئے اور سے قتل کر کے مثلہ ۱ کر دیا اور برہنہ چھوڑ دیا۔ مقتول خلیفہ کے ساتھ چند مصاحبین بھی قتل ہوئے۔ باطنیہ تک قتلوں کا تعداد کیا ہے۔ اور سب کے سب مار ڈالے گئے۔ یہ واقعہ نصف سترہ ذیقعدہ ۵۲۸ھ کا ہے۔ اس نے تقریباً ۱۸ سال خلافت کی، فصیح، بیغ، شجاع، عدل بہت انسان اور مٹھی تھ (۳۴ سال ۳ ماہ کی عمر پائی)۔

راشد باللہ کی خلافت: خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے بک ابہ پولیس افسر بغداد کو لکھا کہ مقتول خلیفہ کے بیٹے ابو جعفر منصور کو ویرجہدی کے مطابق خلیفہ بنا کر رسم بیعت انجام دو، چنانچہ واقعہ قتل کے آٹھویں دن ابو جعفر منصور تخت نشین ہو گیا، راکین خدمت، ہمہ بدن خاندان خلافت اور بواجیب واعظ نے بیعت کی، اس نے الراشد کا لقب اختیار کیا۔ اقبال (خادم خلیفہ مسترشد باللہ عباسی) کو جب خلیفہ مقتول کے قتل کی خبر ملی، قبال اس وقت بغداد میں مقیم تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں، تو دریائے دجلہ کو مغربی جانب کی طرف عبور کیا، تکریت پہنچ کر مجاہد لدین بہروز کے پاس قیام پذیر ہوا۔

سلطان مسعود اور خلیفہ راشد: خلیفہ راشد باللہ عباسی کے تخت نشین ہونے کے بعد سلطان مسعود بر نقش زکوئی کو خلیفہ کے پاس بھیجے، صلح کی شرائط کے مطابق جو خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے کی تھی۔ چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا، خلیفہ راشد باللہ عباسی نے جواب دیا ”میرے پاس اب کچھ نہیں ہے۔ بہت زرخند تھے وہ مقتول خلیفہ مسترشد کے ساتھ تھا اور دو لوٹ لیا گیا، اس کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے فوج حاصل کی، کجرا یہ کو اس کا کمانڈر بنایا، ویرشہر پڑہ کی تعمیر میں مصروف ہو گیا۔ چنانچہ بر نقش زکوئی اور بک ابہ نے اتفاق کر کے محسّر اے خلافت پر یلغار کر دی، خلیفہ راشد کا لشکر مقدمہ پر آیا، اھمدین بغداد نے راشدی لشکر کا ساتھ دیا لڑائی ہوئی، تو بر نقش زکوئی اور بک ابہ کو شکست ملی چنانچہ شہر بغداد سے طریق خراسان کی طرف نکال

۱۔ ایک کتابت میں ہے تاریخ کامل سے نقل کی ہے (دیکھئے جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۵۰) (مترجم)

۲۔ عرب میں، تو تھیں جس مقتول کی بے عزتی کرتے تھے اس کے کان، ناک اور عضو تاسل کاٹ دیتے تھے۔ اسی کو ”مثلہ“ کرنا کہتے ہیں (مترجم)



دیئے گئے، بگ اب واسطہ چلا گیا اور برتقش زکوئی نے سرخس کا راستہ لیا۔

ابو عبد اللہ اور حسن اقبال کی گرفتاری اور رہائی: واقعات بالا کا مشہور ہونا تھا کہ سلطان داؤد، ماہ صفر ۵۳۰ھ میں آذربائیجان سے بغداد پہنچا اور محسّر اے شاہی میں قیام کیا۔ اس کے بعد ہی عماد الدین زنگی موصل سے صدقہ بن دہیس حملہ سے عسکری عسکر جاوانی منتظم امور سلطنت صدقہ، برتقش بازدار (وان قزوین) نقش کبیر (والی اصفہان) ابر برسق اور ابن احمد بلی بغداد میں داخل ہوئے۔ لشکر بغداد سے کجرا یہ اور طرظائی منے و آئے۔ اقبال (خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا خادم) تکریم سے بغداد آ گیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے اسے اور ناصر الدولہ ابو عبد اللہ حسن بن جھیر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس سے اراکین دولت کو ناراضگی پیدا ہو گئی۔ وزیر السلطنت جلال الدین ابوالراضی بن صدقہ سوار ہو کر عماد الدین زنگی سے ملنے آیا۔ در اجازت لے کر ٹھہر گیا۔ بدولہ خیال کیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی اور عماد الدین زنگی کے معاملات کو سلجھادیا جس سے صلح ہو گئی۔ اس کے بعد قاضی القضاۃ زبیدی بھی عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوا اور پناہ لی۔ اور اس وقت سے عماد الدین زنگی کے ساتھ رہا۔ بغداد سے موصل چلا گیا۔ اقبال خوارزمیہ عماد الدین زنگی کی سفارش پر قید سے رہا کر دیا گیا۔ یہ بھی عماد الدین زنگی کے پاس آ گیا۔

سلطان داؤد کا خطبہ: معاملات کی صفائی کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے شہر پناہ کی تعمیر دوبارہ شروع کی۔ سلطان داؤد، عماد الدین زنگی اور خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ایک دوسرے کی اعانت اور حمایت کی قسمیں کھائیں۔ سلطان مسعود کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔ سلطان داؤد کا نام خطبہ میں شامل ہوا۔ سلطان داؤد نے برتقش بازدار کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا اور فوجیں مرتب کر کے سلطان مسعود نے جنگ کے لیے بغداد سے روانہ ہو گیا۔

سلطان مسعود کی طرف پیش قدمی: اس کے بعد سلجوق شاہ (سلطان مسعود کے بھائی) نے واسطہ پر یلغار کی اور قبضہ کر کے میر بک ابہر گرفتار کر لیا۔ اس کا ماں و اسباب لوٹ لیا۔ عماد الدین زنگی سلجوق شاہ کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ مگر جنگ کی نوبت نہیں آئی اور آپس میں صلح ہو گئی۔ چنانچہ بغداد واپس آ گیا۔ اور سلطان داؤد سے ملنے کے لیے طریق خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ لشکر کی فراہمی اور آلات حرب جمع کرنے کی طرف سلطان مسعود بھی فوج تیار کر کے سلطان داؤد اور زنگی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ عماد الدین زنگی نے سلطان داؤد سے علیحدہ ہو کر مرافقہ کا رخ کیا اور سلطان داؤد ہمدان کی جانب چلا گیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی یکم رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے نکلا اور خراسان کی طرف چلا۔ تین دن کے بعد پھر بغداد واپس آیا اور قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا تہیہ کر لیا۔ سلطان داؤد کی طلبی پر وہ کمانڈر جنگ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ خلیفہ کے ساتھ بغداد میں قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے واپس آ گئے۔ ادھر سلطان مسعود کا دار الخلافہ میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ پہنچا۔ ساتھ ہی اس کے ان امراء کو بھی دھمکی بھرا خط لکھا تھا جو خلیفہ راشد باللہ عباسی کے پاس جمع تھے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے امراء کی وجہ سے سلطان مسعود کے خط پر توجہ نہ کی (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

بغداد کا محاصرہ: اس کے بعد سلطان مسعود نے محاصرہ بغداد کے لیے کوچ کیا اور ملکیہ پہنچا۔ زین الدین علی (عماد الدین زنگی کا مصاحب) مقدمہ پر آیا۔ ٹرائی ہوئی مگر سلطان مسعود کے بڑھتے سیلاب کو روک نہ سکا لہذا واپس آ گیا۔ سلطان مسعود نے بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ اوباشوں کی ہن آئی۔ بغداد کے محموں میں غارتگری کرنے لگے، فوج نے بھی کوچ کھسوٹ میں اوباشوں کا ساتھ دیا۔ تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود محاصرہ کئے رہا۔ مگر جب کوئی کامیابی نہ ہوئی تو اصفہان کے ارادے سے محاصرہ اٹھا کر نہروان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اتنے میں طرظائی والی واسطہ بہت سی جنگی کشتیاں لے کر پہنچ گیا۔ چنانچہ سلطان مسعود بغداد کی جانب لوٹ گیا اور وجہ کو مغربی کنارہ کی طرف سے عبور کیا۔ لشکر بغداد نے روکا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس سے حامیان بغداد میں ہل چل مچ گئی اور آپس میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ سب آذربائیجان واپس چلے گئے۔

خلیفہ راشد کی معزولی: عماد الدین زنگی مغربی بغداد میں تھا خلیفہ راشد باللہ عباسی عماد الدین زنگی کے پاس آ گیا۔ اور اس کے ساتھ موصل چلا گیا۔ جب بغداد اپنے حامیوں سے خالی ہو گیا تو ۱۵ ذی قعدہ ۵۳۰ھ کو سلطان مسعود اپنے جاہ و چشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔ فتنہ و فساد ہو گیا۔ عوام الناس کو جمعیت خاطر حاصل ہوئی، فقہاء، قضاۃ اور علماء شافعی دربار میں طلب کئے گئے۔ اس نے خلیفہ راشد باللہ عباسی کی معزولی کا استفتاء کیا۔ قضاۃ



اور علماء نے وجہ معلوم کی تو سلطان مسعود نے خلیفہ راشد باللہ عباسی کا دستخطی خط پیش کیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے قلم خاص سے بحکم لکھ دیا "اے سلطان مسعود کے مقابلے میں فوج حاصل کروں یا سلطان سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤں یا سلطان کے کسی میر یا سردار سے برسرِ پیکار ہو جاؤں تو میں خود کو باخلافت سے سبکدوش کر لوں گا"۔ اس پر فقہاء اور فضا نے خط پڑھا اور معزولی کا فتویٰ دے دیا۔ اراکین خلافت نے بھی خلیفہ راشد باللہ عباسی کے عیوب ظاہر کئے اور معزولی سے اتفاق کیا۔ یہ اراکین خلافت وہ ہیں جو خلیفہ مسترشد باللہ کی قید کے دور میں خلیفہ کے ساتھ قید کئے گئے اور خلیفہ کی عدم اہلیت کی وجہ سے سلطان مسعود کے پاس رکھے گئے۔ جیسا کہ خلافت عباسیہ کے تذکرے میں خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے تذکرے میں ہم لکھ چکے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ راشد باللہ عباسی کی معزولی کے بعد ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ مستظہر باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی اور اے اہل مکتفی الامر اللہ کا خطاب دیا گیا۔ ان حالات کو نہایت تفصیل سے آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

سلجوق شاہ اور سلطان داؤد کی جنگ:۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے شاہی فوج دے کر قراسنقر کو سلطان داؤد کے تعاقب پر روانہ کیا۔ مراغہ کے قریب مد بھیڑ ہوئی اور سخت لڑائی ہوئی۔ جس میں سلطان داؤد کا لشکر ہرا گیا۔ پھر قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور سلطان داؤد نے خوزستان میں جا کر دم لیا۔ ترکمانوں کا ایک گروپ جمع ہو گیا۔ سلطان داؤد نے انھیں مرتب و مسلح کر کے تشرکاء محاصروں پر بھیجا۔ اس کا چچا سلجوق شہان دونوں واسطوں میں تھا۔ سلطان مسعود کے حکم سے سلجوق شاہ نے سلطان داؤد سے جنگ کے لیے تشرکاء پر حملہ کیا۔ جس میں سلطان داؤد نے سلجوق شاہ کو شکست دی۔

شرف الدین کی برطرفی:۔ ۵۳۰ھ میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت شرف الدین نوشیرواں بن خالد کو معزول کر دیا۔ مال امین ابواسبرکات بن سلامہ خراسانی کو قلعہ ان و وزارت عطا کیا۔ پھر یہ خبر پا کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے موصل چھوڑ دیا ہے۔ شاہی فوج کے ماموروں کو جو اس کے لشکر میں بغداد میں موجود تھے، اپنے اپنے شہروں واپس جانے کی اجازت دے دی۔ صدقہ بن دہیس والی حلقہ سے اپنی بیٹی کا عقد کیا۔ اس دوران بقیہ سلاوی، برحق بن برحق (والی تشرکاء) اور سنقر حمد تکین افسر پولیس ہمدان اور ان کمانڈروں کا ایک گروپ حاضر ہوا جو سلطان داؤد کے ساتھ تھے، سلطان مسعود نے ان لوگوں سے خوشنودی ظاہر کی۔ بقیہ کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا اور ۵۳۱ھ میں ہمدان کی جانب ہٹ گیا۔

سلطان مسعود اور سلطان داؤد کی جنگ:۔ چونکہ امیر بوزایہ (والی خوزستان) امیر عبدالرحمن طغرل بیگ خلجی و سلطان داؤد ابن سلطان محمود، سلطان مسعود کی جانب سے مطمئن نہ تھا۔ جنگ کا خطرہ پیش نظر تھا اور امیر منکبرس (والی فارس) بھی اس خطرہ و بے اطمینانی میں حصہ لے رہا تھا۔ اس لیے فارس میں یہ سب مجتمع ہوئے۔ متفق اور متحد ہو کر سلطان مسعود کے مقابلہ و جنگ کا عہد و پیمان کیا۔ پھر ان لوگوں نے یہ خبر پا کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، موصل سے مراغہ چلا گیا ہے۔ معزول خلیفہ کو خط لکھا اور سلطان مسعود کے مقابلے میں اتفاق و اتحاد کا پیغام دیا۔ دوبارہ تخت خلافت پر متمکن کرنے کا وعدہ کیا۔ معزول خلیفہ نے اس رائے کو پسند کیا اور درخواست قبول کر لی۔ یہ خبریں سلطان مسعود تک پہنچیں تو غصہ سے کانپ اٹھا اور ۵۳۲ھ میں روانہ ہو گیا۔ امیر منکبرس سامنے آ گیا۔ چنانچہ جنگ چھڑ گئی آخر کار سلطان مسعود کو فتح نصیب ہوئی۔ امیر منکبرس رفتاریہ ہو گیا جسے سلطان مسعود نے مزائے موت دے دی اور فتح مند گروپ نے لوٹ مار شروع کر دی، غارتگری کے لیے لشکر متفق ہو گیا۔

سلطان مسعود کی شکست:۔ امیر بوزایہ اور عبدالرحمن طغرل بیگ تشرکاء کے قریب تھے ان کو موقع مل گیا۔ دونوں نے متحد ہو کر سلطان مسعود پر حملہ کر دیا۔ سلطان مسعود کے لشکر میں اس وقت نہایت کم لشکر رہ گیا تھا۔ اس لیے شکست ہوئی اس کے کمانڈروں کا ایک گروپ جس میں صدقہ بن دہیس و ابن حصہ، عنتر بن ابوالعباس، بدر التالیق قراسنقر (والی آذربائیجان) بھی تھے، گرفتار ہو گیا۔ امیر بوزایہ نے ان سب کو جیل میں ڈال دیا پھر جب اسے امیر منکبرس کے قتل کی خبر پایا یہ تصدیق کو پہنچ گئی تو ان سب کو مار ڈالا۔

شکست کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان میں جا کر دم لیا اور سلطان داؤد نے ہمدان پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ ادھر معزول خلیفہ راشد بھی آ گیا۔ امیر بوزایہ نے جوان میں بڑا اور ان سب کا سردار تھا، اسے فارس جانے کی رائے دی۔ چنانچہ سب کے سب امیر بوزایہ کے ساتھ فارس پہنچ گئے اور

امیر بوزایہ نے فارس پر قبضہ کر لیا۔

سجوق شاہ کا بغداد پر حملہ: سجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا، جب اسے یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی سلطان مسعود آذربائیجان سے تواتر اخل فنت پر قبضے کے لیے بغداد روانہ ہوا۔ بغداد کے افسر پولیس بقش اور نظر خادم امیر الحاج نے مقابلے پر کمر باندھی۔ ادبش اور بدمعشوں کی بن آئی۔ انہوں نے کھلم کھلا لوٹ مار اور غارتگری شروع کر دی۔ جس کو جہاں پایا لوٹ لیا۔ بقش افسر پولیس بغداد سجوق شاہ سے مدافعت سے فارغ ہو کر بغداد آیا اور لٹیریں کوسزائیں دیں۔ بہت کو قید اور قتل کیا۔ یہاں تک کہ ان کی جڑا کھاڑ دی۔ اس کے بعد خود بقش نے ظلم اور سفاکی شروع کر دی۔ امراء اور روس کو بدمعاشی اور غارتگری کا الزام لگا کر گرفتار کرنے لگا (جیسا کہ پولیس کا دستور ہے) غلہ کی گرانی ہوئی، لوگوں کو اپنی عزت کی پڑ گئی، اکثر اہلیان بغداد جلاوطن ہو کر موصل وغیرہ چلے گئے۔ صدقہ بن دبیس کے مارے جانے کے بعد حلب کی حکومت پر سلطان مسعود نے اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مقرر کیا۔ مہملہ بن ابوالعسا کر عسکر کے بھائی کو محمد بن دبیس کا نائب بنایا۔ جیسا کہ اس کے حالات میں اوپر ہم لکھ چکے ہیں۔

خلیفہ راشد باللہ عباسی کا قتل: امیر بوزایہ فارس پر قبضہ کر کے خوزستان کی جانب واپس لوٹا۔ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، ملک داؤد اور خوارزم شاہ نے جزیرہ کا رخ کیا اور جزیرہ پہنچ کر مار دھاڑ اور غارتگری شروع کر دی۔ سلطان مسعود اس سے مطلع ہو کر عراق کو ان کی دست برد سے بچانے کے لیے فوجیں لے کر روانہ ہوا۔ ادھر ملک داؤد سلطان مسعود کی روانگی سے مطلع ہو کر فارس لوٹ آیا اور خوارزم شاہ اپنے دار الحکومت واپس چلا گیا۔ اور معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے عجمیوں کی امداد سے مایوس ہو کر تنہا اصفہان کا راستہ لیا۔ چند خراسانی غلاموں نے جو معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی کی خدمت میں تھے، ۲۵ رمضان ۵۳۲ھ میں اس کا کام تمام کر دیا۔ اسے اصفہان کے باہر دفن کیا گیا۔

کمال الدین محمد کی وزارت: ... اس سال کے آخر میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت ابوالبرکات بن سلامہ خراسانی (ارکزی) کو معزول کر کے کمال الدین محمد بن خازن کو عہدہ وزارت عطا کیا۔ کمال الدین عادل، خوش خلق اور عالی ہمت شخص تھا۔ اس نے بہت سے ٹیکس معاف کر دیے۔ جو رو ظلم کی بنیاد منہدم کر دی۔ سلطان مسعود کی تنخواہ معین کی۔ خزانہ بھرا، عمال کی دست درازی روکی، خائن اور نمک حرام گورزوں کو سزائیں دی۔ اور بہت سی خفیہ مدات کو ظہور کر دیا جس کو عمال ہڑپ کر چکے تھے۔ اس سے سلطان مسعود کی نظروں میں وزیر السلطنت بیحد عزیز ہو گیا۔ مگر یہ امور خائن عمال کو ناگوار گزرے۔ وزیر السلطنت اور اراکین حکومت میں لگا بچھا کر رنجش پیدا کر دی۔

کمال الدین کا قتل: کمال الدین وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابوالعزظاہر بن محمد یزدجردی وزیر قراقرق کے حوالے کیا گیا۔ اسے عز الملک کا خطاب عطا ہوا۔ تبدیلی وزارت سے امور سلطنت میں بد نظمیاں پیدا ہو گئیں۔ سلطان مسعود ان کے دور نہ کر سکا۔ لہذا صوبوں کے گورنروں نے ملک کو دبا لیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ شہر نج کی طرح سلطان مسعود نام کا بادشاہ رہ گیا۔

بقش سلاجی کا قتل: اس کے بعد سلطان مسعود کے حکم سے بقش سلاجی افسر پولیس کو قتل کر دیا گیا۔ یہ بہت بڑا ظلم کینہ پرور اور غاصب شخص تھا۔ سلطان مسعود نے اسے گرفتار کر کے مجاہد الدین بہروز کی زیر نگرانی تکریت کی جیل میں قید کر دیا اور چند دنوں کے بعد قتل کا حکم صادر کر دیا۔ مگر بعد جیسے ہی قتل کے لیے تلوار اٹھا کر بقش سلاجی کے پاس پہنچا۔ بقش سلاجی دجلہ میں کود پڑا اور ڈوب کر مر گیا۔ چنانچہ اس کا سر تار کر سطح سلطان مسعود کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا۔ سلطان مسعود نے مجاہد الدین بہروز کو تکریت سے طلب کر کے بغداد کی تختگی (انسپیکٹ جنرل پولیس کا عہدہ) عطا کیا۔ مجاہد الدین بہروز نے نہایت خوش اسلوبی سے اس عہدے کے فرائض انجام دیے۔ ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود نے اسے معزول کر دیا۔ قزل امیر اخور سلطان محمود کا غلام (یزدجرد) اور بھرہ کا حاکم اس خدمت پر مامور کئے گئے۔ (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بغیبہ)

خوارزم شاہ: سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی جنگ سے حکمرانان خوارزم کی حکومت کی داغ بیل پڑ گئی اور اسی زمانہ سے ان کی حکومت و سلطنت کا آغاز ہوتا ہے۔

محمد خوارزم شاہ کی ابتدائی حکومت کا حال ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ محمد بن انوشکین اس کا نام تھا اور خوارزم شاہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس

زمانہ میں سلطان برکیارق نے امیر داؤد چشتی کو خراسان کا گورنر بنایا تھا اور انکی نے اسے مارڈالا تھا تو سلطان برکیارق نے محمد بن انوشکین کو اس خدمت پر مامور کیا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا آتمز خراسان کا والی بنا۔ یہ نہایت کفایت شعار اور منتظم شخص تھا۔ اس لیے سلطان سنجر کی نظروں میں اس کی عزت بڑھ گئی۔ اس نے اپنے سرداران لشکر میں داخل کر لیا۔ اکثر لڑائیوں میں اس کی مردانگی و جرات سے سلطان سنجر کو فتح یابی ہوئی۔

سلطان سنجر اور آتمز: چنانچہ سلطان سنجر کے دربار میں اس کی بہت بڑی عزت و توقیر ہونے لگی اور خوارزم میں اس کی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔ پھر لگانے بچانے والوں نے سلطان سنجر سے لگانا بچانا شروع کیا۔ موقع پا کر کہنے لگے کہ ”آتمز کا دماغ اب آسمان پر ہے، اور وہ خود مختار حکومت کا دعویٰ دار ہو گیا ہے۔ سلطان کی وقعت اس کے دل میں ذرہ بھر نہیں ہے“ سلطان سنجر کا دل سنتے سنتے بھرا آیا اور فوج تیار کر کے محرم ۵۳۳ھ میں جنگ کے لیے روانہ ہو گیا۔ آتمز بھی مقابلہ کی غرض سے میدان میں آیا، لڑائی ہوئی تو آتمز مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا، شکست کھا کر بھاگ گیا اور اس کی فوج کا ایک گروہ بھی کام آ گیا۔ آتمز کا بیٹا بھی مارا گیا جس سے آتمز کو بے حد صدمہ ہوا۔ پھر سلطان سنجر نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی سلطان محمد کے بیٹے ”غیاث الدین سلیمان شاہ“ کو حکومت عطا کی۔ وزیر اتالیق اور حاجب مقرر کیے۔ چند دن قیام کر کے ماہ جمادی الاخر میں مرو واپس آ گیا۔

خوارزم پر آتمز کا قبضہ: جیسے ہی سلطان سنجر نے حدود خوارزم سے قدم باہر نکالا، آتمز کو موقع مل گیا وہ خوارزم پہنچ گیا۔ چونکہ اہل خوارزم سنجر کی فوج سے ناراض تھے، نہایت خوشی سے آتمز کے مطیع ہو گئے۔ سلیمان شاہ نے ان لوگوں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے، سلطان سنجر کی خدمت میں جا کہ دم لیا اور آتمز نے انتہائی اطمینان سے بلاد خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ حکمرانی کرنے لگا، اس کے حالات آئندہ لکھے جائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ

قراسنقر والی آذربائیجان: اس کے بعد اتالیق قراسنقر نے اپنے باپ ”والی آذربائیجان“ کا بدلہ لینے کے لیے فوجیں جمع کر کے خروج کیا جو کہ جنگ بوزایہ میں مارا گیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اور جب سلطان مسعود کے قریب پہنچا تو اسے وزیر اسطنت مامدین کے قتل کا حکم بھیجی اور قتل نہ کرنے کی صورت میں مخافت اور بغاوت کی دھمکی دی۔ چنانچہ سلطان مسعود نے کمال الدین وزیر کو قتل کر دیا۔ ان واقعات کو بھی آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔

قراسنقر کا فارس پر قبضہ: وزیر اسطنت کے قتل کے بعد اتالیق قراسنقر نے بلاد فارس پر یلغار کی۔ امیر بوزایہ قلعہ بیضاء میں قلعہ بند ہو گیا۔ اتالیق قراسنقر نے بلاد فارس پر بغیر کسی مزاحمت کے قبضہ کر لیا۔ اس سرے سے اس سرے تک چھان ڈالا لیکن کسی وجہ سے ٹھہر کر حکومت نہ کر سکا۔ سلجوق شاہ ابن سطن محمود (سلطان مسعود کے بھائی) کو فارس کی حکومت سپرد کر کے آذربائیجان واپس آ گیا۔ اور میدان خالی پا کر امیر بوزایہ نے ۵۳۴ھ میں قلعہ سے نکل کر سلجوق شاہ پر حملہ کیا۔ جس میں سلجوق شاہ کو شکست ہو گئی اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔ امیر بوزایہ نے فارس کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور بلاد فارس پر دوبارہ قابض ہو گیا۔

قراسنقر کی وفات: اس واقعہ کے بعد اتالیق قراسنقر (والی آذربائیجان) نے شہر اردنیل میں وفات پائی۔ اتالیق قراسنقر ملک طغرل کا غلام تھا۔ چنانچہ اس کی جگہ جادلی طغرل کو آذربائیجان کی حکومت عطا ہوئی۔

چہاردانگی کا فارس پر حملہ: ۵۳۵ھ میں سلطان مسعود نے اسیر اسماعیل چہاردانگی بڑی فوج دے کر امیر بوزایہ کی سرکوبی اور فارس پر قبضہ کرنے کے لیے روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ چہاردانگی فارس کے لیے روانہ ہو گیا۔ مجاہد الدین بہروز نے روکا مگر چہاردانگی نے اس کی نہ سنی اور دجہ کے عبور کا تہیہ کر لیا۔ مجاہد الدین نے بعض کشیوں کو خراب کر دیا اور بعض کو دجلہ میں ڈبوادیا۔ چنانچہ چہاردانگی نے مجبوراً حملہ کی طرف قدم بڑھایا۔ ولی حد نے بھی مقابلہ پر کمر باندھی پھر واسطہ کی جانب بڑھا۔ طرنتائی مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، طرنتائی کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ چہاردانگی نے واسطہ میں داخل ہو کر لوٹ مار کی اور نعمانیہ اور اس کے قرب وجوار کے علاقوں کو لوٹ لیا۔

شکست کے بعد طرنتائی بطیمہ پہنچا۔ اور حماد (والی بطیمہ) نے امداد پر کمر باندھی۔ ادھر چہاردانگی کی فوج چہاردانگی سے علیحدہ ہو کر طرنتائی سے مل گئی اس سے چہاردانگی کمزور پڑ گیا اور مقابلہ سے جان چھڑا کر تشر چلا گیا۔ پھر سلطان مسعود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا۔ جسے سلطان مسعود نے قبول کر لیا۔

سلطان سنجر کی ترکان خطا کے ساتھ جنگ:۔ ان واقعات کا جو تاریخ ابن اثیر میں ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ آتمز بن محمد نے خوارزم پر قبضہ کرنے کے بعد ترکان خطا کو (جو اس وقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور ماوراء النہر کے ترکوں کے بڑے جرگہ میں سے تھے) سلطان سنجر کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کرنے کی تحریک کی، ملک کی سرسبزی کا لالچ دیا۔ سلطان سنجر کی کمزوری کو ظاہر کیا اور انہیں مدد اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ قصہ مختصر ترکان خطا تین لاکھ سواروں کے ساتھ سلطان سنجر کے ملک کو تسخیر کرنے روانہ ہو گئے۔ سلطان سنجر بھی بڑی فوج لے کر مقابلہ پر نکلا اور نہر عبور کر کے ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے جنگ کی، گھمسان کی لڑائی ہوئی، خونریزی کی کوئی حد نہ رہی، آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہو گئی۔ ایک لاکھ فوج کٹ گئی۔ جس میں چار ہزار عورتیں بھی تھیں، سلطان سنجر کی بیگم کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا۔ سلطان سنجر پریشان ہو کر ترمذ پہنچا اور ترمذ سے بچ کر راستہ لیا۔ سلطان سنجر کی شکست کے بعد آتمز نے شہر مرو پر حملہ کیا اور اندر گھس کر غارتگری اور پامالی شروع کر دی، فقہاء، علماء و درویش شہر کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔

مسعود کا ہلاوا:۔ سلطان سنجر کو اس شکست سے بیحد صدمہ ہوا اس وقت تک کسی لڑائی میں اس کا علم سرنگوں نہیں ہوا تھا۔ اپنے بھتیجے سلطان مسعود کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی فوج کے ساتھ رے میں آ کر قیام کرو تا کہ امداد حاصل کیجائے۔ چنانچہ عباس (والی رے) بغداد چل گیا اور سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر کے حکم کے مطابق بغداد سے رے آ گیا۔

سبق قراخان کا اسلام:۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ بلاد ترکستان میں کاشغر، بلاد سانغون، خٹین اور طراز وغیرہ جو کہ ماوراء النہر کے نواح میں ہیں، داخل ہیں۔ ان مقامات پر حکمرانان خانہ ترکہ حکمران تھے۔ حکمرانان خانہ ترکہ مسلمان بادشاہ ترک اور افراسیاب ”بادشاہ ترک“ کی نسل سے تھے۔ جو فارس کے مشہور کیدیہ بادشاہوں میں گزرا ہے۔ حکمرانان خانہ ترکہ کا جد اعلیٰ سبق قراخان دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا۔ سبق قراخان نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ شخص آسمان سے اتر اور سبق قراخان سے ترکی زبان میں کہا جس کا مفہوم و معنی یہ تھا ”اسلام قبول کر لے اور آخرت میں مجھے سلمتی ملے گی۔ چنانچہ سبق قراخان نے خواب ہی میں اسلام قبول کر لیا اور جب بیدار ہوا تو اپنے اسلام کو ظاہر کیا۔ سبق قراخان کے مرنے پر اس کے بیٹے موسیٰ بن سبق قراخان نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ نسلًا بعد نسل اسی کے خاندان میں ترکستان کی حکومت ارسلان خان بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن بقراخان بن ابراہیم الملقب بطغاج خان بن لیلک القب یہ نصرارسلان بن علی بن موسیٰ بن سبق قراخان تک قائم رہی۔

قدرخان کی بغاوت اور قتل:۔ ارسلان خان کے زمانہ میں قدرخان نے خروج کیا اور ارسلان خان کے قبضے سے حکومت ترکستان نکال دی۔ ۴۹۴ھ میں سلطان سنجر کی امداد سے ارسلان خان ترکستان کا دوبارہ حکمران بنا اور قدرخان کو سلطان سنجر نے مار ڈالا۔ اس کے بعد خوارزم نے ارسلان خان پر خروج کیا اور ترکستان کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان سنجر نے دوبارہ اس کی اعانت و امداد پر کمر باندھی اور اسے ترکستان کا قبضہ وادیا۔

قارغلیہ کے ترک:۔ ارسلان خان کی فوج میں ترکوں کا ایک جرگہ تھا جسے قارغلیہ اور اتراک غزیہ کہتے ہیں۔ یہ وہی ترک ہیں جنہوں نے خراسان کو تاراج کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ ان کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ حق کے نام سے مشہور تھا۔ ان کا سردار طوطی بن وادیک تھا۔ دوسرے گروہ کا نام برق تھا برغوث بن عبد الحمید اس کا سردار تھا۔ اہل سمرقند میں شریف ❶ اشرف ابن محمد بان ابی شجاع علوی نامی ایک شخص، ارسلان

❶ تفصیل اس جہاں کی یہ ہے کہ جب ذات شریف علوی نے ارسلان خان کے بیٹے کی بیٹھ ٹھونک کر اس کے مقابلہ پر کھڑا کیا تو ارسلان خان نے شریف اشرف اور اپنے بیٹے کو بھی مار ڈالا۔ اس سے قارغلیہ کو منفرت پیدا ہوئی۔ بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کیا حکومت و سلطنت کے انتزاع کے طالب ہوئے۔ ارسلان خان سے سلطان سنجر سے قارغلیہ کی زیادتی اور بغاوت کی فریاد کی اور امداد مانگی۔ چنانچہ سلطان سنجر اپنی فوج ظفر موح لے کر ارسلان خان کی مدد کے لیے سمرقند پہنچا۔ (ارسلان خان، سلطان سنجر کا بہنوئی تھا) قارغلیہ نے مقابلہ سے جی چرا کر میدان خالی کر دیا۔ ایک دن سلطان سنجر شکار کے لیے نکلا۔ اتفاق سے چند سوار نظر آئے سلطان سنجر نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ تشدد کیا دریافت کرے پر ان لوگوں نے خبر کیا ”ارسلان خان نے ہمیں آپ کے قتل پر مامور کیا ہے“۔ سلطان سنجر غصہ میں سمرقند واپس آیا اس وقت ارسلان خان قلعہ میں تھا، اس نے محصور رہے رقتار کیا۔ بیڑیا پہنا کر بیچ بیچ دیا۔ (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۵۴، ۵۵ مطبوعہ لندن)

خان جس کا نصب بقراخان کے دربار میں رہتا تھا، اس نے ارسلان خان کے بیٹے کو حکومت و سلطنت کی لالچ دے کر باپ سے نزع سلطنت پر آمادہ کیا۔ باپ اور بیٹے میں فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا۔ ارسلان خان نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان سنجر ۵۲۴ھ میں آیا۔ جبکہ عبور کر کے سمرقند پہنچا۔ چنانچہ قارغلیہ نے میدان خالی کر دیا۔ سلطان سنجر سمرقند واپس گیا۔ اور ارسلان خان کو گرفتار کر کے بچ کی جیل میں ڈال دیا۔ چنانچہ جیل ہی میں ارسلان خان نے وفات پائی۔

سمرقند میں حسن تلکین کی گورنری: سلطان سنجر نے بجائے ارسلان خان، سمرقند کی حکومت پر قلیچ طمغان ابو المعانی حسن بن علی بن عبدالمومن معروف حسن تلکین کو متعین کیا، حسن تلکین خاندان سلطنت خانیہ سے تھا ارسلان خان نے اس کو شہر بدر کر دیا تھا۔ اس کا زمانہ حکومت دراز نہیں ہو، تھوڑے دنوں کے بعد مر گیا۔ سلطان سنجر نے محمود بن ارسلان خان سابق حکمران سمرقند کو سریر حکومت پر متمکن کیا۔ یہ ارسلان خان وہی ہے جس کے قبضے سے سہان سنجر نے سمرقند کو نکال تھا۔ اور محمود بن ارسلان، سلطان سنجر کی بہن کا لڑکا تھا۔

کوہر خاں کا شغریہ پر حملہ: اس سے پہلے ۵۲۲ھ میں کوہر خاں چینی بادشاہ، چین سے ملک گیری کے شوق میں فوج عظیم لے کر حدود کا شغریہ میں آیا۔ زبان چین میں ”کوہر“ کے معنی ”اعظم“، ”خان“ کے معنی ”ملک“ پس کوہر خاں کے معنی ہوئے ”اعظم الملک“ یعنی شہنشاہ۔ غرض والی کا شغریہ ”حمد بن حسن خاں“ مقابلہ و مدافعت کو میدان جنگ میں آیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد کوہر خاں کو شکست ہوئی، اس کے ساتھیوں کا ایک بڑا گروپ کام آ گیا۔

خان محمود اور کوہر خاں کی جنگ: اس واقعہ سے پہلے ترکان خطا کا ایک گروہ چین سے نکل کر ملک خانیہ حکمرانان ترکستان کی خدمت میں آ گیا تھا، ارسلان خاں محمد بن سلیمان نے ان کو چینی سرحد پر محافظت کی غرض سے ٹھہرا رکھا تھا، اس حسن خدمت کے عوض جاگیریں دی تھیں و وظائف مقرر کئے تھے۔ اتفاق سے ارسلان خاں محمد بن سلیمان ان سے کسی بات پر ناراض ہو گیا، سزا دی، اس سے ان کو کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی، سکونت کے لئے ایک کشادہ اور سرسبز زمین تلاش کرنے لگے تاکہ آئندہ ارسلان خاں کے ساتھ مل کر روز کی جنگ سے محفوظ رہیں۔ کسی نے ان سے بل و سامان کی تعریف کر دی چنانچہ یہ سب بیوی بچوں سمیت بلا و سامان چلے گئے۔ پھر جب دوبارہ ”کوہر خاں“ شاہ چین نے، سامان علاقوں کی طرف قبضہ اور لوٹ مار کے لئے قدم بڑھایا تو ترکان خطا جو ارسلان خاں سے ناراض ہو کر بلا و سامان میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ ”کوہر خاں“ سے مل گئے، اس طرح اس کے لشکر کی تعداد بڑھ گئی، پھر یہ سیلاب کی طرح ماوراء النہر کی طرف بڑھا۔ خان محمود بن ارسلان خان محمد ماہ رمضان ۵۳۱ھ میں اس طوفان کو روکنے کے لئے مقابلہ پر آیا، شدید جنگ کے بعد خان محمود کو شکست ہو گئی، سمرقند واپس آ گیا، اس سے کوہر خاں کا رعب داب بڑھ گیا۔ ماوراء النہر و بل نجران کے مظالم کا شکار ہونے لگے۔

سلطان سنجر کی کوہر خاں کے ساتھ جنگ: خان محمود نے سلطان سنجر کی خدمت میں خط بھیجا، سب واقعات لکھے اور امداد کی درخواست کی، سلطان سنجر کو اس سے سخت صدمہ ہوا، چنانچہ فوراً لشکر کی فراہمی اور اسباب جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا، خراسان، بختان (خاندان بنی خلف) غرانی (موک غور) اور زندران کے حکمران اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے سلطان سنجر کے پاس جمع ہو گئے، فوج کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ گئی۔ ۵۳۹ھ کے آخر میں نہر عبور کر کے چینی بادشاہ سے لڑنے کے لئے بڑھے۔ محمود خان نے ترکان قارغلیہ کے مظالم اور زیادتیوں کی شکایت کی۔ سلطان سنجر نے ان کی گوشلی کا قصد ارادہ کیا۔ ترکان قارغلیہ نے کوہر خاں بادشاہ چین کے پاس جا کر پناہ لی۔ کوہر خاں نے سلطان سنجر کو ترکان قارغلیہ کی سفارش کا خط لکھا، مگر سلطان سنجر نے توجہ نہ دی، دھمکی بھرا خط ملا۔ اسلام کی دعوت دی، اور اسلام نہ قبول کرنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ خط لکھ کر وہ کوہر خاں سخت برہم ہوا۔ اور دھکے دے کر سلطان سنجر کے اچھی کو دربار سے نکلوا دیا اور لشکر مرتب کر کے سلطان سنجر سے جنگ کے لئے روانہ ہو گیا۔ انہوں نے حریف کا مقابلہ قطوان میں تاریخ ۵ صفر ۵۳۶ھ مقابلہ ہوا۔ بادشاہ چین کی طرف سے ترکان قارغلیہ خم ٹھونک کر میدان میں آئے، لشکر اسلام سے شہر بختان

تیغ و سپر ہونے کے لئے نکلا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اور آخر کار اسلامی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد کامیابی سے شہر بھرتی ہوئی۔ امیر قزاق اور سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہو گئے۔ لیکن کوہر خان نے عزت و احترام سے ان لوگوں کو سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا۔ ترکان خطہ و رکافر ترک بادشاہ اور اہل انہر پر قبضہ ہو گئے۔

کوہر خان کی موت۔ ۵۳۰ھ میں کوہر خان بادشاہ چین مر گیا۔ اس کی بیٹی تخت حکومت پر فائز ہوئی، مگر تھوڑے دنوں کے بعد یہ بھی مر گئی۔ پھر اس کی ماں (کوہر خان کی زوجہ) جو کوہر خان کی چچا زاد تھی (حکمران بنی۔ اسی زمانہ سے ماوراء النہر میں ترکان خطہ کی حکمت اور سطنت کا سکہ چنے لگا، یہاں تک کہ والدین محمد خوارزم شاہ نے ۶۱۲ھ میں ترکان خطہ سے ماوراء النہر پر قبضہ لے لیا۔

خوارزم شاہ کی قتل و غارت: سلطان سنجر کی شکست کے بعد اتسر (خوارزم شاہ) نے ماہ ربیع الاول ۵۳۶ھ میں سرخس کی طرف قدم بڑھایا، چنانچہ اہل سرخس نے اطاعت کی گردن جھکا دی، پھر مرو شاہجان کا رخ کیا۔ امام احمد باخرزی نے حاضر ہو کر اہلین مرو شاہجان کی سفارش کی، جنگ اور خونریزی سے روکا، چنانچہ خوارزم شاہ مرو شاہجان کے باہر خیمہ زن ہو گیا، ابوالفضل کرمانی اور چند رؤساء کو مشورے کے لئے طلب کیا۔ اس دوران عوام الناس نے ہلڑ مچا دیا۔ اور خوارزم شاہ کے فوجیوں کو جو اس وقت مرو شاہجان میں تھے مارا قتل کیا اور شہر سے نکال دیا۔ جھگڑا بڑھا تو خوارزم شاہ نے قتل اور غارتگری کا حکم دیدیا۔ فوجیوں نے یہ تیغ گھس کر جی کھول کر پامال کیا، بہت سے علماء بھی شہید ہوئے۔

نیشاپور واپسی: شوال میں خوارزم شاہ نیشاپور کی جانب واپس لوٹا، علماء فقہاء اور زباد کا وفد خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اہل نیشاپور کی طرف سے گزارش کی ”ہم لوگوں کے ساتھ وہ برتاؤ نہ کئے جائیں جو اہل مرو شاہجان کے ساتھ کئے گئے تھے۔ ہم آپ کے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔“ چنانچہ خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبول کر لیا لیکن اصرار کر کے سلطان سنجر کا خزانہ لے لیا اور اس کے نام کا خطبہ موقوف کر کے جامع مسجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔

خوارزم شاہ اور سلطان سنجر کی جنگ: اس کے بعد خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو نواح صفد (ہیق) میں پھیل دیا۔ جس سے غارتگری و قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ چند دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ ترکان خطہ بلاد ماوراء النہر میں پہلے بے درمان کی طرح پھیل رہے تھے اور سلطان سنجر ان سے مقابلے میں مصروف تھا اس لئے خوارزم شاہ کی پیش قدمی کو نہ روک سکا۔ یہاں تک کہ ۵۳۸ھ کا دور آ گیا، سلطان سنجر کو ایک گوند ترکان خطہ کی جنگ سے فراغت ہوئی۔ لہذا لشکر آراستہ کر کے خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا، مگر خوارزم شاہ قلعہ بند ہو گیا، اور لڑائی کا سلسلہ شروع ہو گیا، سلطان سنجر کے بعض کمانڈر شہر میں گھس گئے۔ سخت مقابلہ ہوا قریب تھا کہ شہر پر قبضہ ہو جاتا لیکن اتسر (خوارزم شاہ) نے سخت اور شدید جنگ کے بعد ان کو شہر سے نکال دیا۔

خوارزم شاہ اور سنجر کی صلح: اس کے بعد اتسر (خوارزم شاہ) نے صلح کا پیغام بھیجا۔ اطاعت اور فرمانبرداری کا وعدہ کیا اور تمام مقبوضہ علاقہ چھوڑ کر اپنے پرانے مقبوضات واپس چلا گیا۔ چنانچہ سلطان سنجر نے شرائط منظور کر کے صلح کر لی۔ چنانچہ ۵۳۸ھ میں خوارزم کا محاصرہ ختم کر کے واپس آ گیا۔

سلطان مسعود اور اتابک زنگی کی صلح: ۵۳۸ھ میں سلطان سنجر دار الخلافہ بغداد حسب عادت پہنچا ۵۰۰ پھر موصل کے ارادے سے لشکر مرتب کرنے لگا کیونکہ جتنے فسادات اور جھگڑے امراء اور کمانڈروں کی طرف سے پیدا ہوئے تھے وہ سب کے سب اتابک زنگی (وان موصل) کے سر تھوپ دیئے جاتے تھے۔ سلطان سنجر کو اس سے غصہ پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگا۔ پھر جب اسے ترکوں اور خوارزم شاہ سے فرغت حاصل ہوئی تو

① بریکٹ میں موجود عبارت یہاں لکھنے سے روکئی تھی جسے ہم نے تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۶۶) سے بڑھایا۔ پھر عربی میں چپے سے یہ فقرہ ”عم استعمال ہوتا ہے۔ بعض نسخوں میں ”عم“ کی جگہ ”محمد“ تحریر ہے جو درست نہیں ہے (دیکھیں تاریخ الکامل جلد ۱ صفحہ ۸۶)

② یہ لفظ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۶۶) پر لکھنے سے روک گیا تھا جس کا اصالفا ثر نے (تاریخ الکامل جلد ۱ صفحہ ۹۲) سے کیا ہے۔



اتالیق زنگی کی اصدا ح اور سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ اتالیق زنگی نے ابو عبد اللہ بن انباری کی معرفت فدویت نامہ روانہ کیا اور ہف و تہم کی درخواست کی۔ میں ہزار دینار دے سکے۔ وہی کی شرط پر ایک لاکھ دینار دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان سنجر راضی ہو گیا اور صلح ہو گئی۔

اتابک زنگی کے بیٹے کی واپسی: ان باتوں میں سے جن پر سلطان سنجر نے اتالیق سے صلح کی۔ ایک بات یہ تھی کہ اس واقعہ میں سیف الدین غازی (اتالیق زنگی کا بیٹا) محبت پدر کی وجہ سے سلطان سنجر کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اتالیق زنگی کے پاس چلا گیا تھا۔ اتالیق زنگی نے اس کی طرف ذرا بھی التفات نہ کیا اور اپنے پاؤں سلطان سنجر کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور یہ لکھا کہ ”میرا بیٹا حضور کی خدمت میں رہتا تھا، حضور کا مزاج مجھ سے برتر ہے، کچھ محبت پدر کی وجہ سے میرے پاس بھاگ آیا ہے۔ میں اسے پھر حضور کی بارگاہ میں واپس بھیج رہا ہوں۔ میں اور یہ دونوں حضور کے نام میں اور ملک آپ کا ہے“ اس سے سلطان سنجر کا دل نرم ہو گیا اور اتالیق زنگی کی قدر و منزلت دو گنی ہو گئی۔ اس نے نہایت خوشی سے صلح کا پیغام قبول کر لیا۔

بوزایہ کی بغاوت: بوزایہ (والی فارس و خوزستان) کو سلطان مسعود نے کشیدگی اور نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ جیسا کہ آپ دیر پڑھ چکے ہیں۔ ۵۴۱ھ میں محمد بن سلطان محمود (سلطان مسعود کے بھائی) کی بیعت کی اور فوجیں آراستہ کر کے ماشون (قاشان) کی جانب روانہ ہوا۔ امیر عباس (والی رے) بھی آمد اور اس رائے سے اتفاق کیا۔ سلطان شاہ (سلطان مسعود کا بھائی) بھی ان لوگوں سے ساز باز کر کے مل گیا۔ بہتہ بہتہ اکثر شہروں پر ان باغیوں نے قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود کو اس کی خبر ملی تو ماہ رمضان میں بغداد سے روانہ ہوا امیر طغترک، امیر الحاج، رکاب میں تھے، اس کا راہ میں دوست پر ایک خاص اثر تھا اور عام لوگوں کا میلان بھی اس کی طرف تھا۔ بغداد میں مہملہل، نصیر امیر الحاج اور بہروز کے خداموں کا ایک گروپ حفاظت و امن قائم رکھنے کی غرض سے چھوڑ دیئے گئے۔ جس وقت دونوں لشکر کا مقابلہ ہوا، سلیمان شاہ ان کی جماعت سے نکل کر اپنے بھائی سلطان مسعود کے پاس چلا گیا۔ امیر عبد الرحمن نے صلح کی گفتگو شروع کی۔ چنانچہ حسب خواہش صلح ہو گئی۔ امیر عبد الرحمن کو اس حسن خدمت کے صلہ میں ان صوبوں کی حکومت کے عداوہ جس پر وہ پہلے سے حکمران تھا، آذربائیجان اور اران تا خلیج کی گورنری بھی جادلی طغرل کی جگہ مرحمت کی گئی۔

ابوالفتح کی معزولی اور بحالی: اسی سلسلہ میں ابوالفتح بن دراست کو جو کہ امیر بوزایہ کا وزیر تھا، قلمدان وزارت حوالے کیا گیا۔ ۵۳۹ھ میں سلطان مسعود نے اپنے وزیر السلطنت یزدجروی کو معزول کر کے مرزبان بن عبد اللہ بن نصر اصفہانی کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ اور یزدجروی (معزول وزیر) کو مرزبان بن عبد اللہ (نئے وزیر) کی سپردگی میں دے دیا۔ مرزبان بن عبد اللہ نے یزدجروی کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا اور جیل میں ڈال دیا۔ پھر جب ۵۴۰ھ کا دور آیا اور امیر بوزایہ وغیرہ سے صلح ہو گئی تو امیر بوزایہ کو ایک حد تک سلطان مسعود پر قابو مل گیا اور اس کی حکومت و سلطنت استبداد اور تحکم حاصل ہو گیا۔ اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ ابوالفتح بن دراست مرزبان کی جنگ سے عہدہ وزارت پر پھر مامور ہوا۔

عبد الرحمن طغترک: عبد الرحمن طغترک کو سلطان مسعود پر بیحد حاوی ہو گیا تھا۔ اس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ سلطان مسعود شہ شرج کی طرح صرف تخت حکومت کا، ملک تھا۔ باقی سارے امور کو سیاہ و سفید کرنے کا اختیار عبد الرحمن طغترک کے قبضہ میں تھا۔ بیگ ارسلان ابن خاص بیگ ابن بلنکری کو سلطان مسعود کی خدمت سے روک دیا۔ بیگ ارسلان، سلطان مسعود کا خادم خاص اور پروردہ تھا۔ سلطان مسعود کی نظر عنایت اس پر رہ کر تھی۔ خلوت اور جلوت میں سلطان مسعود کی خدمت میں رہتا تھا۔ طغترک کے اس خیال سے کہ سلطان مسعود کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔ بیگ ارسلان اور بعض کمانڈروں کو تنہائی میں طلب کر کے طغترک کے قتل کا حکم دے دیا۔ کسی سردار کی ہمت نہ پڑی۔ زنگی جاندار نے اس کا مگایہ اٹھایا۔ بک ارسلان نے اس سے واقفیت کی دیکھا دیکھی کمانڈروں کا ایک گروپ بھی تیار ہو گیا۔

طغترک کا قتل: اس کے بعد ایک دن طغترک اپنے جاں و چشم کے ساتھ جنرہ میں ہوا خوری کے لیے نکلا۔ زنگی جاندار نے بڑھ کر وار کیا جس سے طغترک گھوڑے سے زمین پر گر گیا۔ بیگ ارسلان نے لپک کر طغترک کا کام تمام کر دیا۔ اور ان کمانڈروں نے جو اسی کام کو نبی مدینے کے لیے ساتھ تھے، طغترک کے ساتھیوں کو شور و شغب سے روک دیا۔

امیر عباس کی ناراضگی: اس واقعہ کی اطلاع سلطان مسعود کو دی گئی۔ سلطان مسعود اس وقت بغداد میں تھا۔ امیر عباس (والی رے) بھی اپنی

فوج کے ساتھ بغداد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ امیر عباس اس واقعہ سے بہت ناراض ہوا اور سلطان مسعود سے بدلہ لینے کا موقع ڈھونڈنے لگا۔ سلطان مسعود نے تالیف قیوب کی نرمی و ملاطفت سے پیش آیا۔ چنانچہ امیر عباس کا غصہ فرد ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کی بھی تدبیر شروع کی۔ بعض کمانڈروں اور اراکین دولت کو امیر عباس کے قتل پر آمادہ و تیار کر لیا۔ چونکہ کمانڈر اور اراکین دولت امیر عباس کے استبداد اور تحکم سے تنگ آ گئے تھے، اس لیے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ امیر بقش اور حرسوں لھف نے قتل کا بیڑہ اٹھایا۔

**امیر عباس کا قتل:** ایک روز سلطان مسعود نے امیر عباس کو مجلس اے شاہی میں طلب کیا۔ امیر بقش اور حرسوں لھف نے چند آدمیوں کو محسوس اے کی چھپوں میں چھپ دیا۔ چنانچہ امیر عباس مجلس اے شاہی کے دروازے پر پہنچا۔ فوج جان نثاران نے صرف امیر عباس کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی، اس کے ساتھیوں کو روک دیا۔ امیر بقش اور حرسوں امیر عباس سے باتیں کرتے ہوئے اس طرف لے گئے جہاں اسے قتل کے لیے آدمیوں کو چھپ رکھا تھا۔ چنانچہ وہ سب اچانک نکل پڑے اور امیر عباس کا کام تمام کر دیا اس کے خیمہ اور اسباب کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے پورے شہر میں وادیل اور ایک شور برپا ہو گیا۔ لیکن پھر خاموشی اور سکون کا عالم ہو گیا۔ یہ واقعہ ۵۴۱ھ ماہ ذیقعدہ کا ہے۔

**امیر عباس کی سیرت:** امیر عباس، سلطان محمود کا آزاد کردہ غلام تھا۔ عادل، نیک سیرت، فرقہ باطنیہ کے خلاف کثیر الجہاد اور مدبر شخص تھا، رعایا اس سے بیحد خوش تھی۔

سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کے بعد اس کے بھائی سلیمان شاہ کو قلعہ نکریٹ میں قید کر دیا اور بغداد سے اصفہان کا سفر اختیار کیا۔ (وائتد سبحانہ و تعالیٰ ولی التوفیق)

**والی فارس بوزایہ کا رد عمل:** آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ طغارک، امیر عباس والی رے اور امیر بوزایہ (والی فارس و خوزستان) کو سلطان مسعود کی حکومت و سلطنت پر استبداد حاصل ہو گیا تھا۔ یہ تینوں امیر ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے۔ طغارک، امیر عباس اور امیر بوزایہ کے ذریعہ سے سلطان مسعود کو شطرنج کا بادشاہ بنائے ہوئے تھے۔ جس وقت طغارک مارا گیا۔ امیر عباس کو برفروغی اور اشتعال پیدا ہوا۔ بدلہ لینے نہیں پایا تھا کہ فوراً ہی مار ڈالا گیا۔ اس کے مارے جانے کی خبر امیر بوزایہ کو ملی تو غصہ سے کانپ اٹھا اور بڑی فوج لے کر ۵۴۲ھ میں اصفہان پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ دوسری فوج کو ہمدان کے محاصرے پر مجبور کیا۔ تیسری فوج شلحہ ماہکی بلا لھف کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئی۔

بلا لھف، امیر بقش کو زخمی گورنری میں تھے۔ چنانچہ امیر بقش نے مقابلے پر کمر باندھی اور مردانگی اور جرأت سے لڑ کر غنیم کو پس کیا۔

**بوزایہ کا قتل:** ..... امیر بوزایہ، اصفہان سے سلطان مسعود کی تلاش میں روانہ ہوا۔ سلطان مسعود نے جب سے پہلو تہی کرنا ہی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ چنانچہ مرگ قراٹکین میں صف آرائی ہوئی، نہایت شدید مقابلہ ہوا۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے۔ اتفاق سے امیر بوزایہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر کر امیر بوزایہ زمین پر گر گیا۔ ایک فوجی سپاہی نے لپک کر گرفتار کر لیا۔ اور اسے سلطان مسعود کی خدمت میں پیش کر دیا۔ چنانچہ سلطان مسعود کے سامنے مار ڈال گیا۔ روایت کی جاتی ہے کہ جنگ کے دوران امیر بوزایہ کو تیر لگا تھا۔ جسکے صدمہ سے گھوڑے سے گرا اور مر گیا۔ امیر بوزایہ کے مارے جانے سے سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ یہ لڑائی حکمرانان سلجوقیہ کی بڑی لڑائیوں میں سے ایک ہے۔

**امراء کی بغاوتیں:** ..... طغارک، امیر عباس اور امیر بوزایہ کے مارے جانے کے بعد بیک ارسلان (سلطان مسعود کے خادم خاص) کی خدمت میں آ گیا۔ دربار شاہی میں امراء کی آمد و رفت مسدود ہو گئی۔ اس سے امراء و اراکین دولت کو سلطان مسعود کی طرف سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ خطرہ پیدا ہوا کہ ہمیں ہمارے ساتھ بھی وہی واقعہ رونمائے ہو جو طغارک اور امیر عباس وغیرہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اس لیے امراء و اراکین دولت سلجوقیہ ابورکن مسعودی (والی گنجه) اور ان بقش کو زخر (والی جیل) حاجب خریطائی محمودی افسر پولیس بغداد، ابن طغارک، امیر رکن مسعود اور فرقہ قیوب سلطان مسعود کی رفاقت ترک کر کے عراق کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان لوگوں کے ساتھ سلطان مسعود کا بھتیجا محمد بن محمود بھی تھا۔ یہ سب امراء سلجوقیہ حوان پہنچ گئے۔ بل بغداد میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہوئی۔ غلہ مہنگا ہو گیا، خلیفہ مقتدی عباسی نے واپس جانے کا پیغام بھیجا۔ مگر کسی نے سماعت نہ کی ماہ ربیع الاخر ۵۴۳ھ

میں بغداد میں داخل ہوئے۔ اور مشرقی جانب قیام کیا۔ مسعود (افسر پولیس بغداد) تکریت بھاگ گیا۔ علی ابن دبیس والی حد بھی ان دونوں سے آمد اور مغربی بغداد میں خیمہ نصب کیا۔ خلیفہ مقتدی نے بغداد کی حفاظت کے لیے فوجیں حاصل کیں۔ امراء سلجوقیہ کے فوجیوں اور غلاموں سے بغداد میں نرائی چھڑ گئی۔ متعدد لڑائیں ہوئیں۔

بغداد کی بربادی۔ بالآخر اہل بغداد نے امراء سلجوقیہ کے لشکر کو بغداد سے نکال دیا۔ مگر وہ لوٹ کر پھر حملہ آور ہو گئے۔ چنانچہ بغداد کی سرکس لگی اور کوچے مقتولوں سے بھر گئے۔ آبادی ویرانی سے، امن سے بد امنی بدلی گئی۔ محلے کے محلے سنسان بن گئے، لوٹ مار اور غارتگری کی کوئی حد نہ رہی۔ لوٹ مار اور قید کیا۔ اس ساری غارتگری میں عورتیں اور بچے بھی محفوظ نہ رہے۔ اس کے بعد سلجوقیہ بارگاہ خلافت کے سامنے آئے۔ رسم زمین بوسی داک۔ معذرت کی اور پورا دن خلیفہ مقتدی عباسی اور امراء سلجوقیہ کی بات چیت ہوتی رہی۔ بالآخر اگلے دن بغداد سے نہروان کی طرف کوچ کر گئے۔ اس سے بعد مسعود افسر پولیس بغداد واپس آیا۔ اور ان غارتگروں نے نہروان پہنچ کر یہی حرکتیں لوٹ اور قتل شروع کیا۔

خلیفہ مقتدی اور سلطان مسعود: اس غارتگری کے بعد امراء منشر اور متفرق ہو گئے اور عراق چھوڑ دیا۔ بقش کوزخر نطائی اور ابن دبیس نے ۵۵۴ھ میں دوبارہ بغداد کا رخ کیا۔ ملک شاہین محمود سلطان مسعود کا بھتیجا ان کے ساتھ تھا۔ اس نے خلیفہ مقتدی عباسی سے ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی درخواست کی۔ مگر خلیفہ مقتدی نے انکار میں جواب دیا۔ فوجیں حاصل کیں اور سلطان مسعود کو اس حال سے آگاہ کیا۔ لیکن سلطان مسعود وعدہ کرنے کے باوجود اپنے چچا سلطان سنجر کی وجہ سے وعدہ پورا نہ کر سکا۔

سنجر اور مسعود کی ناراضگی اور صلح: سلطان سنجر نے بیگ ارسلان کے بارے میں سلطان مسعود کو لکھا ”تم نے بیگ ارسلان کو اس قدر چڑھا دیا ہے کہ اور راکین دولت اور کمندروں کو اس سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تم اپنے اپنی خدمت میں عیدہ کر دو اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو میں مداخلت کرنے پر آمادہ ہو جاؤں گا۔“ سلطان مسعود نے یہاں کر کے نالیدیا اور اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ چنانچہ سلطان مسعود کو بہت غصہ آیا، کوچ کر کے ”رے“ پہنچ گیا۔ مگر سلطان مسعود نے حاضر ہو کر معذرت کی اور راضی کر لیا۔

نہروان کی تباہی: بقش کوزخر کو جب اس کی اطلاع ملی کہ خلیفہ مقتدی عباسی نے سلطان مسعود کو خط لکھ کر امداد طلب کی ہے تو نہروان کو ٹھہر کر علی ابن دبیس (والی حد) کو گرفتار کر لیا اس کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر سے مل کر بغداد روانہ ہوا اور ۵ شوال ۵۵۴ھ کو بغداد پہنچا۔ طرہائی مرعوب ہو کر نعمانیہ بھاگ گیا۔ بقش کوزخر بھی نہروان سے کوچ کر گیا اور علی ابن دبیس کو چھوڑ دیا۔ علی ابن دبیس نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر معذرت کر لی کہ سلطان مسعود راضی ہو گیا۔

۲۵ رجب ۵۵۴ھ کو ہمدان میں سلطان مسعود کی وفات ہو گئی۔ سلطنت کے دعویٰ کے وقت سے بائیس سال حکومت کی۔ اس کی حکومت کے زمانہ تک حکمرانان سلجوقیہ کا ستارہ اقبال بلندی پر تھا۔ مگر اس کے بعد زوال شروع ہو گیا۔ اس کے مرنے سے گویا سلطنت سلجوقیہ کو موت آ گئی۔ اس نے اپنے بھتیجے ملک شاہ ابن سلطان محمود کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ اسی بناء پر اس کے مرنے کے بعد امیر خاص بیگ نے ملک شاہ کو تخت حکومت پر بٹھایا، بیعت کی اور شاہی افواج نے بھی سلامی دی۔

محمد بن سلطان محمود: سلطان مسعود کی وفات کی خبر دار الخلافت بغداد پہنچی تو مسعود بلال (افسر پولیس بغداد) تکریت بھاگ گیا۔ خلیفہ مقتدی باللہ عباسی کے حکم سے اس کا اور سلطان مسعود کے حامیوں کے مکانات مال و اسباب ضبط کر لئے گئے۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ایک فوج

① سلطان مسعود بن سلطان محمد ۵۵۴ھ ذیقعدہ ۵۵۴ھ میں پیدا ہوا۔ اس حساب سے ۴۵ برس کی عمر پائی۔ نہایت خلق خوش مذاق اور خندہ پیشانی والا شخص تھا۔ رعایا کے ساتھ مدد و انصاف کرتا، خوش خلقی سے پیش آتا اور ان کے اموال پر دست درازی نہیں کرتا تھا۔ حکمرانان سلجوقیہ میں سے زیادہ نرم دل کوئی بادشاہ نہیں گذرا۔ اس کے بہت سے اوصاف اور فضائل کتب تواریخ میں لکھے ہیں ہم نے اختصار کے لیے اسی قدر پر اکتفا کیا۔ ایک ہفتے تپ محرقہ میں بیمار ہو کر ۵۵۴ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ (تاریخ کامل، ج ۵، صفحہ ۵۰۵ جلد مطبوعہ بیدن)

سالار کرد کی کمان میں حصہ روانہ کی۔ سالار کرد نے حلقہ پر قبضہ کر لیا۔ مسعود بلال یہ سن کر تکریب سے حلقہ آیا اور سالار کرد سے ملے۔ ہاں میں ہاں ملائی ہم آنکلی ظاہر کی۔ اس طرح سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور حلقہ پر قابض ہو گیا۔

خلیفہ مقتدی اور مسعود کی جنگ:۔ خلیفہ مقتدی لامر اللہ عباسی کو اس کی اطلاع ملی تو آگ بگولا ہو گیا۔ وزیر السلطنت عون الدین ابن عمیرہ کو حلقہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ مسعود بادل فرات عبور کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی تو شکست کھا کر بھاگ گیا۔ وزیر السلطنت نے حلقہ پر قبضہ کر کے ایک دستہ فوج کوفہ کی طرف اور دستہ فوج واسط بھیجی۔ چنانچہ کوفہ اور واسط بھی فتح ہو گئے۔ اس دوران سلطان ملک شاہ کا لشکر واسط پہنچ گیا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے واسط چھوڑ دیا تو شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتدی عباسی کو اس کی خبر ملی تو بنفس نفیس فوجیں لے کر واسط کی طرف روانہ ہوا۔ شاہی لشکر یہ خبر سن کر واسط سے کنارہ کش ہو گیا۔ چنانچہ خلیفہ واسط پر قبضہ کر کے حلقہ کی جانب چلا اور حلقہ ہوتا ہوا ماہ ذیقعدہ کے آخر میں دار الخلافہ بغداد واپس آ گیا۔

ملک شاہ کی گرفتاری:۔ امیر خاص بیگ کو جس نے سلطان ملک شاہ کو تخت حکومت بٹھایا تھا اور سب سے پہلے بیعت کی تھی، استبداد اور انفرادی حکومت کی خلش پیدا ہو گئی۔ چھ مہینے حکومت کے بعد ملک شاہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے بلا کر تخت حکومت پر بٹھایا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ نذر گرانی، تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ چونکہ سلطان محمد کو امیر خاص بیگ کی حرکات کی اطلاع مل گئی تھی اور لوگوں نے اس کی بد باطنی اور شرارت کی چغلی کی تھی۔ اس لیے سلطان محمد کو پہنچنے کے دوسرے دن جب حاضری دینے کو آیا تو سلطان محمد نے اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ زنگی جاندار کو بھی موت کا پیالہ پلایا۔ جس نے طغنا کر قتل کیا تھا۔ امیر خاص بیگ کے قتل کے بعد مال و اسباب ضبط کر لیا گیا

امیر خاص بیگ:۔ امیر خاص بیگ ایک ترکمانی کا بیٹا تھا۔ کسی ذریعہ سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ چلتے پرزہ اور ہوشیار تھا۔ بعض نمایاں کام انجام دے دیئے۔ چنانچہ سلطان مسعود نے اس کو اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا اور شاہی افواج اور امراء دولت کا سردار بنادیا۔

انوغری ترکی ”شملہ“ امیر خاص بیگ کا خاص مصاحب اور حاجب تھا۔ اس نے امیر خاص بیگ کو سلطان محمد کے پاس جانے سے روکا تھا۔ چنانچہ جب امیر خاص بیگ مارا گیا تو شملہ خوزستان چلا گیا اور اپنی حکومت و ریاست کا سلسلہ قائم کر لیا (واللہ اعلم بحقیقہ)

ترکان غز:۔ غز (ترکوں کا ایک گروہ) ماورالنہر میں رہتا تھا، ترکوں کا یہ ایک جرگہ تھا جس میں حکمرانان حکومت سلجوقیہ بھی شامل ہیں۔ ماورالنہر میں عبور کرنے کے بعد یہیں سکونت اختیار کر لی۔ مذہباً مسلم تھے، جس وقت ترکان خطا، ملک چھین اور ماورالنہر پر قابض ہوئے تو ترکوں کا یہ جرگہ جو ”غز“ کے نام سے مشہور تھا، خراسان چلا گیا اور اطراف بلخ میں رہنے لگا۔ اس زمانہ میں محمود، ایاز، بختیار، طوطی، ارسلان اور معزان پر حکمران تھے۔ امیر قماج (والی بلخ) نے ان لوگوں کو بلخ سے نکالنے پر کمر باندھی مگر ان لوگوں نے کچھ دے کر امیر قماج کو باز رکھا۔ یہ لوگ صوم و صلوة کے پابند تھے، زکوٰۃ دیتے، قافلوں کی حفاظت کرتے اور امن و امان سے رہتے تھے۔ کسی کو تکلیف و ایذا نہیں دیتے تھے۔

ترکان غز اور امیر قماج کی جنگ:۔ چند دنوں کے بعد امیر قماج کو ان کو نکالنے کا سودا پھر پیدا ہو گیا۔ سارے جرگہ کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اس پر ترکان غز بگڑ گئے اور شہر بدر ہونے سے انکار کر دیا۔ حکیم ”ہر کہ بہ تنگ آید جنگ آید“ مقابلہ کے لیے اپنے گروہ کو جمع کر لیا۔ امیر قماج دس ہزار سواروں کے ساتھ ترکان غز کو نکالنے کے لئے روانہ ہوا۔ ترکان غز کے سرداروں نے حاضر ہو کر مال و زر پیش کیا۔ معذرت کی اور واپس جانے کی درخواست دی۔ مگر امیر قماج نے ایک نہ سنی، نوبت جنگ رسید کا مضمون ہو گیا۔ چنانچہ ترکان غز نے امیر قماج کو شکست دے دی۔ اس کے لشکر کے ایک بڑے حصے کو قتل کیا۔ رعایا پر بھی دست درازی کی، علماء و فقہا بھی اس قتل عام سے محفوظ نہ رہ سکے۔ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ لونڈی غلام بنایا، مدارس ویران کر دیئے۔ امیر قماج بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگ کر مرو پہنچا۔ سلطان سنجر کی خدمت میں باریاب ہوا۔ کل واقعات گوش گزار کئے۔

سلطان سنجر کی گرفتاری:۔ سلطان سنجر نے ترکان غز کو بلخ چھوڑنے کا حکم بھیجا۔ اور حکم کے عدم تعمیل کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ ترکان غز

نے نرمی اور ملطفیت سے جواب دیا۔ خراج دینے کو تیار ہو گئے۔ ملک چھوڑنے کے علاوہ دوسرے احکام کی تعمیل پر آمادگی ظاہر کی۔ لیکن سلطان سنجر نے سماعت نہ کی اور ایک لاکھ فوج سے ترکان غز پر یلغار کی۔ نامی گرامی جنگ آزمودہ سردار لشکر میں تھے، نہایت شدید جنگ شروع ہوئی۔ جس میں سلطان سنجر کو شکست ہوئی۔ ترکان غز دہر تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ چنانچہ سلطان سنجر کے لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ علاء الدین قنج، رائے۔ سلطان سنجر سندکمانڈروں سمیت گرفتار ہو گیا۔

خراسان پر ترکان غز کا قبضہ:۔ ترکان غز نے جنگ کے بعد کمانڈروں کو مارڈالا اور سلطان سنجر کے ساتھ انتہائی ادب سے پیش آئے۔ اس کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اس کے ساتھ مرو میں داخل ہوئے۔ مرو ملک خراسان کا دار الحکومت تھا۔ بختیار نے گزارش کی کہ ”مرو مجھے بطور جاگیر مرحمت فرمادیں“ مگر سلطان سنجر نے جواب دیا ”یہ دار الحکومت جاگیر میں نہیں دیا جاتا“ بختیار یہ سن کر ہنس پڑا۔ ترکان غز مذاق اڑانے لگے۔ سلطان سنجر یہ رنگ دیکھ کر تخت حکومت سے علیحدہ ہو کر خانقاہ مرو چلا گیا۔ اور ترکان غز بلاخراسان پر قابض ہو گئے۔

ترکان غز کا ظلم و ستم:۔ ترکان غز نے قبضہ کے بعد ظلم و ستم کی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جو مظالم کبھی وقوع میں نہیں آئے تھے، جنہیں کانوں نے کبھی نہیں سنا تھا وہ اہل خراسان پر کئے گئے۔ لوگوں پر مختلف قسم کے ٹیکس لگائے، بازار میں تین ڈبے لٹکا دیے اور یہ حکم دیا کہ ”ان کو سونے سے بھر دو“ عوام الناس غصہ سے بھڑک گئے اور لڑ پڑے۔ ترکان غز نے نیشاپور میں داخل ہو کر اسے ایک طرف سے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی باز نہ آئے۔ چھوٹے اور بڑے بھی قتل اور غارتگری سے محفوظ نہ رہے۔ گاؤں، قصبوں اور شہر کو جلا کر خاک کر دیا۔ بلاخراسان میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں پر کہ علماء، صوفیاء اور قضاۃ ان کے مظالم کے شکار نہ ہوئے ہوں اور قتل و غارت نہ کئے گئے ہوں۔ بلاخراسان میں صرف ہرات اور سیستان چونکہ نہایت مضبوط مستحکم تھے، اس وجہ سے ترکوں کے ظلم و غارتگری سے محفوظ رہے ۱۱

امیر زنگی اور قمانج میں کشیدگی:۔ ابن اثیر نے بعض عجیب مورخوں سے روایت کی ہے کہ عہد خلافت خلیفہ مہدی (یا مقتدی) عباسی میں ترکوں کا یہ گروہ سرحد ترک کے آخر سے ماوراء النہر آیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ مقنع کندی نے شعبدے اور خرق عادات افعال دکھا کر ان کو اپنا مطیع بنایا۔ ان کی وجہ سے مقنع کی قوت بڑھ گئی۔ اس طرح مقنع کو اپنے ارادوں میں بخوبی کامیابی ہوئی اور اس کا مشن پورا ہو گیا۔ جب شاہی لشکر اس کی روک تھام اور سرکوبی کے لیے چلا تو ان ترکوں نے مقنع کو گرفتار کر کے شاہی لشکر کے حوالے کر دیا۔ اس قسم کی حرکت ان ترکوں نے ملوک خانیہ کے ساتھ بھی کی اس کے بعد ترکان قارغیہ نے ان کو زیروز بر کر کے جلاوطن کر دیا۔ امیر زنگی بن خلیفہ شیبانی نے جو کہ طغارستان پر قابض تھا، اپنے مقبوضہ علاقوں میں بدکردار ٹھہرایا اپنی فوج میں بھرتی کیا۔ امیر قمانج والی بلخ اور امری زنگی کے درمیان ایک مدت سے عداوت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا، امیر زنگی نے ترکان غز پر اتر کر امیر قمانج پر چڑھائی کر دی۔ مگر امیر قمانج نے ترکوں کو ملا لیا۔ چنانچہ مقابلہ کے وقت ترکان غز نے امیر زنگی کو دھوکا دیا۔ چنانچہ اسے شکست ہوئی۔ امیر زنگی اور سکاہین گرفتار ہو گئے۔ امیر قمانج نے دونوں کی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ اور ترکان غز کو امیر زنگی کے مقبوضہ علاقوں میں جاگیریں دی۔

۱۱ ہنگامہ میں ترکان غز نے بہت خون ریزی کی بلا امتیاز قتل کیا حسین ابن محمد ارسابندی، قاضی علی ابن مسعود اور شیخ محی الدین محمد بن یحیی ترکوں کے ہاتھوں شہید کئے گئے۔ شعر، نے مرثیے لکھے۔ علی ابن ابراہیم کاتب کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جس کے چار اشعار یہ ہیں:

مضی الذی کان یجنی الدن من فیہ	☆	یسئل بالفضل و الافصال و ادبہ
مضی ابس یحیی الذی قد کان صوب حیا	☆	لایر شہر و مصاحباً سراجہ
خلا خراسان من علم و من ورع	☆	لسمانعاہ الی الافاق ساعیہ
لما اما توہ امات الدین و الاسفا	☆	من ذالذی بعد محی الدین یحییہ

ترجمہ گزر گیا وہ شخص جس کے منہ سے موتی لئے جاتے تھے، اس کے فضل اور فضائل کی وادی بہتی تھی، ابن یحیی گذر گئے جن کی زندگی، میں ان کی تصویب کی جاتی تھی، صیہ چراغ اب کبھی نہیں دیکھا جس کے گاہ خراسان، علم اور تقویٰ سے خالی ہو گیا جب نائی نے ان کی موت کی، چارواگ میں خبر دی۔ جب ان لوگوں نے ابن یحیی کو شہید کیا، تو دین کو مار دیا۔ افسوس اب دین کو زندہ کرنے والا کون ہے؟، کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۱



سلطان سنجر اور حسین غوری: پھر حسین بن حسین غوری نے تسخیر بلخ کا رخ کیا امیر قماج مقابلہ پر آیا۔ ترکوں کا یہ گروہ اس کے لشکر میں تھا۔ مقصد ہوا تو ترکوں نے حسین غوری کا پلہ بھاری دیکھ کر امیر قماج کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور حسین غوری کی فوج میں مل گئے امیر قماج کو شکست ہوئی۔ حسین غوری نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ جب سلطان سنجر کو اس واقعہ کی خبر ملی تو لشکر آراستہ کر کے بلخ پر یلغار کر دی۔ حسین غوری کو شکست ہو گئی وہ بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ شکست کے بعد سلطان سنجر کے دربار میں حاضر ہوا، معذرت کی اور اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان سنجر نے غزنی کی حکومت پر واپس بھیج دیا اور ترکان غزائے اطراف طغارتان میں بدستور سکونت پذیر ہو گئے۔ سلطان سنجر نے ان سے تعرض نہیں کیا۔

امیر قماج کا قتل چونکہ امیر قماج کا دل ان ترکوں سے صاف نہ تھا۔ گذشتہ واقعہ میں حسین غوری سے مقابلے میں دھوکا دینے کی وجہ سے ناراض تھا۔ اس لیے امیر قماج نے انھیں اپنے مقبوضہ شہروں سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ مگر ترکان غز نے مقابلہ کی تیاری کی۔ ہر طرف سے ترکوں کے جرموں کو جمع کر لیا اور ارسلان بوقا ترک کو امیر لشکر بنا کر عدول حکمی پر تل گئے۔ امیر قماج بھی لشکر آراستہ کر کے سرکوبی کے لیے بڑھا۔ نہایت شدید لڑائی ہوئی، پورا دن لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار امیر قماج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اسے شکست فاش ہو گئی۔ امیر قماج اور اس کا بیٹا ابو بکر گرفتار ہو گئے۔ جنھیں ترکان غز نے مار ڈالا اور اطراف بلخ پر قابض ہو گئے۔ قتل و غارت اور پامال شروع کر دی۔ دیہات، قصبے اور شہر ویران ہو گئے۔

ترکوں کی مرو میں قتل و غارت: سلطان سنجر نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں۔ مقدمہ لکھنیش پر محمد بن ابو بکر بن امیر قماج مقبول اور مؤیدائی آید کو مامور کر کے محرم ۵۹۸ھ میں بڑھنے کا حکم دیا۔ ان کی روانگی کے بعد خود بھی ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہو گیا۔ ترکوں نے فدویت نامہ بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کرتے ہوئے فوج کشی کے اخراجات کا تادان دینے پر تیار ہو گئے۔ مگر سلطان سنجر نے درخواست نامنظور کر دی اور تیغ و سپر ہونے کے لیے ترکوں کے سر پر پہنچ گئے۔ مگر ترکوں نے اسے شکست دے کر بلخ کی طرف پسپا کر دیا۔ پھر سلطان سنجر فوج کو مرتب کر کے دوبارہ بھڑ گیا۔ ترکوں نے اس جنگ میں اسے شکست دے دی، تو مرو بھاگ گیا۔ ترکوں نے تعاقب کیا۔ سلطان سنجر اور اس کے لشکر پر ترکوں کا رعب اس قدر غالب ہو گیا تھا کہ مرو میں ٹھہر نہ سکا اور بھاگ نکلا۔ ترکوں نے مرو میں داخل ہو کر قتل، غارتگری اور پامال شروع کر دیا۔ بڑے بڑے آئینہ، نامی گرامی عمامہ اور قضاۃ کو شہید کر دیا۔<sup>①</sup>

سلطان سنجر کی گرفتاری اور تخت نشینی: جس وقت سلطان سنجر مرو سے نکلا، ترکوں نے گرفتار کر لیا اور اپنی عادت کے مطابق سلطان سنجر کو تخت پر بٹھایا۔ اطاعت و فرمانبرداری کی گرن جھکائی اور اس کے بعد مرو میں غارتگری پر پھر ہاتھ بڑھا۔ اہل مرو نے مقابلے پر کمر باندھی، تیغ و سپر ہو گئے۔ لیکن ترکوں کی ظالمانہ قوت کا مقابلہ نہ کر سکے لہذا پسپا ہو گئے اور پھر مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیئے، شہران کے حوالے کر دیا۔ ترکوں نے پہلے سے زیادہ پامال کیا، قتل و غارتگری کی حد نہ رہی۔

طوس کی تباہی: سلطان سنجر کی گرفتاری کے بعد وزیر السلطنت طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک اور خراسان کے سارے امراء سلطان سنجر سے الگ ہو کر نیشاپور چلے گئے۔ سلیمان شاہ بن سلطان محمود کو بلا کر تخت حکومت پر متمکن کیا۔ چنانچہ ۱۹ جمادی الآخر کو سلیمان شاہ کے نام کا خصبہ پڑھا گیا۔ خراسانی لشکر کا جم غفیر جمع ہو گیا اور ترکوں پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا۔ ترکوں نے بھی مقابلہ کے لیے خروج کیا۔ فریقین میں مرو کے باہر صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے تیغ و سپر ہوئے، خراسانی لشکر ترکوں سے مرعوب ہو رہا تھا۔ لہذا میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ نیشاپور میں پناہ گزین ہونے کا ارادہ کیا مگر ترکان غز تعاقب میں تھے۔ اس لیے نیشاپور بھی نہ ٹھہر سکا۔ ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر دند چادی۔ علماء<sup>②</sup> زہاد اور رؤساء کو قتل کیا۔ مسجدیں منہدم

① پہلی لڑائی محرم ۵۹۸ھ میں سلطان سنجر کے مقدمہ لکھنیش سے ہوئی۔ مقدمہ لکھنیش کو ہزیمت ہوئی۔ اتنے میں سلطان سنجر پہنچ گیا۔ ترکوں نے معذرت کی۔ سلطان سنجر نے ایک نہی بڑائی ہوئی، سلطان سنجر پسپا ہو کر بلخ پہنچا۔ ترکوں نے تعاقب کیا، سلطان سنجر نے پلٹ کر مقابلہ کیا۔ پھر لڑائی ہوئی۔ سلطان سنجر شکست کھا کر مرو کی طرف بھاگ گیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر مذکور کا ہے۔ ترکوں نے مرو کا رخ کیا۔ خراسانی لشکر ترکوں کی آمد کی خبر سن کر خوف سے تھرا گیا اور مرو چھوڑ دیا۔ ترکوں نے ماہ جمادی الاولیٰ میں مرو میں داخل ہو کر جو کچھ کرنا تھا، وہ کر دیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹ مطبوعہ لندن) (مترجم) ② طوس میں ترکوں کے ہاتھ شہید ہونے والے علماء میں امام محمد مارکی، علی سودی، نقیب علوی، اسماعیل بن حسن خطنی و شیخ ایشوغ محمد ابن احمد خصوصیت کے ساتھ کتب تواریخ میں لکھے گئے ہیں، انہوں نے مشہور عالم اور شیخ کو قتل سے باقی نہیں رکھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ لندن)



کردیں، عورتیں اور بچے تک ان کے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔

نیشاپور کی تباہی: طوس کو پامال کر کے ماہ شوال ۵۴۹ھ میں نیشاپور کی پامالی کے لیے بڑھے۔ طوس سے زیادہ نیشاپور ① میں مہم کیے۔ سر شہر شہیدوں سے بھر گیا۔ علماء اور صلحاء کا ایک گروہ جامع اعظم میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ مگر ترکوں نے ان کو بھی نہ پھوڑا ایک ایک قتل کر دیا۔ تب نہ جہاد دیا۔ نہ افعال قبیحہ و حرکات ناشائستہ کا جوین اور اسفرائن میں بھی ارتکاب کیا۔ محاصرہ کیا، پامال کیا، باغات اجاڑ ڈالے، کھیتوں کو برباد کیا، بڑھے جوان، عورت و بچے کوئی بھی ان کے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔ ترکوں نے جتنے مظالم ان علاقوں میں کئے دوسرے شہروں میں نہیں کئے۔

سلطان سلیمان شاہ کی معزولی: سلطان سلیمان شاہ کی حالت بری تھی، خوش تدبیر اور منتظم بھی نہ تھا۔ ترکوں سے مقابلے سے باز ہو گیا۔ ۵۴۸ھ میں اس کے وزیر طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک کی وفات ہو گئی۔ سلیمان شاہ نے اس کے بیٹے نظام الملک دوم کو قلمدان وزارت حوالے کیا۔ ایک اسی کا دم تھا جس سے سلیمان شاہ کچھ نہ کچھ ترکوں کے مقابلہ پر اڑا ہوا تھا۔ اس کے مرنے سے ہمت ہار گیا اور سلطنت کا بار نہ اٹھا سکا۔ لہذا ماہ صفر ۵۴۹ھ میں جرجان واپس آ گیا۔ اراکین حکومت نے جمع ہو کر بار حکومت سے سبکدوش کر کے خان محمود بن محمد بن بقرخان بن سلطان سنجر کے بھانجے کو اپنا سلطان بنالیا۔ ۵۴۹ھ شوال میں خان محمود کو بلا کر تخت نشین کیا اور اس کے نام کا جامع مسجد میں خطبہ پڑھا۔

ہرات کا محاصرہ: اس وقت ترکان غزبرات کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ خان محمود فوج آراستہ کر کے ہرات کو ترکوں کے دست برد سے چھڑانے نکلا۔ ترکوں سے بہت سی لڑائیاں ہوئی، اکثر لڑائیوں میں ترکان غزبری کامیاب رہے۔ آخر کار ترکان غزماہ جمادی الاول ۵۵۰ھ میں محاصرہ ٹھک کر مرو چے گئے اور اہل مرو سے تاوان وصول کرنے لگے۔ خان محمود نے نیشاپور کی طرف کوچ کیا۔ نیشاپور پر موید نے قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ ”تندہ ہم“ لکھیں گے اس کے بعد ترکان غز نے خان محمود کو صلح کا پیغام دیا۔ چنانچہ ماہ رجب میں باہم صلح ہو گئی۔

موید کا نیشاپور پر قبضہ: موید سلطان سنجر کا غلام تھا (ای ۱۰) اس کا نام تھا ”مؤید“ لقب تھا چلتا پرزہ، اراکین حکومت میں، ہم شخص تھا۔ مگر اس کے شرے پر کام کرتے تھے۔ جس وقت ملک میں ترکان غز کا فتنہ واقع ہوا، امراء اور سلجوقی سلطنت کے سردار بلاد خراسان میں متفرق و منتشر ہو گئے۔ چنانچہ حکمران سلجوقیہ کمزور پڑ گئے۔ اور ان کی مدافعت نہ کر سکے۔ اس وقت مؤید نے بڑھ کر انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا ②۔ سلجوقی کمانڈروں کا ایک گروپ

① ماہ شوال ۵۴۹ھ میں ترکوں نے نیشاپور کو تاراج کیا، کوئی شخص مزاحمت اور مدافعت کرنے والا نہ تھا کسی ایک شخص کو زندہ باقی نہیں رکھا۔ صرف دو محلوں میں محض شہیدوں کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ عورتوں و بچوں کا اکسب شمار نہیں ہے، عورتیں اور بچے باقی رہ گئے ان کو غلام اور لونڈی بنالیا۔ سارا شہر شہداء سے بڑھا۔ گلیوں میں نیلہ کی طرح کشتوں کے پستے لگے تھے۔ عوم کا کینہ ذکر ہے، بہت سے عدا اور صالحین کو قتل کیا۔ جن میں محمد ابن جی فقیہ شافعی تھے، جن کا کوئی مثل اس زمانہ میں نہ تھا۔ طالب علم دور دراز ملکوں سے سفر کر کے کئی خدمت میں آتے تھے۔ عدا نے کامریشہ لکھا، ابو الحسن علی بن ابوالقاسم ہنقی کامریشہ زیادہ مشہور ہے جس کے دو اشعار نقل کئے جاتے ہیں

باسا فکادم عالم متحد قد طار فی القصبی الممالک صید

باللہ قل لی یا طلوم ولا تخف من کان معی الدین کیف تمیتہ

ترجمہ: اے عظیم عالم کا خون بہانے والے، جس کی شہرت دور دراز ممالک میں پہنچی ہوئی تھی، مجھے خدا کا واسطہ مجھے اے عالم بتاؤ رستہ دین کو زندہ کرنے والا کون ہے، تو کیسے اے مار رہا ہے؟

علامہ وفقیہ موصوف کے عبد الرحمن بن عبد الصمد ارکاف، ابوالبرکات فراوی، امام علی صباح مشکف، احمد بن محمد بن حامد، عبد الوہاب نقابادی، قاضی صاعد بن عبد ملک ابن سعد، حسن بن عبد الحمید رازی اور بہت سے علماء کون ترکوں نے شہید کیا۔ قصہ مختصر ان ترکوں نے جو نام کے مسلمان تھے، دنیا کے اسلام پر وہ مظالم کئے جو کفار نے بھی کبھی نہیں کئے تھے۔ (تاریخ کامل جلد ۱۴ ص ۱۴۰ مطبوعہ لندن) (مترجم)

② میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کر کے لکھا ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۰) پر یہی نام (تاریخ کامل جلد ۱۴ ص ۱۸۳) کے حوالے سے درج ہے۔ ③ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۱) پر یہاں (تاریخ کامل جلد ۱۴ ص ۱۸۳) کے حوالے سے الفاظ کا اضافہ ہے ”وعد شہ“ جس کی شان و شوکت خوب بڑھ گئی اور خوب نام روشن ہوا۔

مؤید سے آمد۔ فوجیں اکٹھی ہو گئیں۔ چنانچہ اس نے نیشاپور، طوس، نساء، ابیسو، شہرستان اور دامغان پر قبضہ کر لیا اور لیسے ترکان غز کو ان شہروں سے ہار بھگایا۔ چونکہ مؤید نہایت خوش خلق، عادل اور نرم دل شخص تھا، اس لیے رعایا نے اس کی اطاعت قبول کر لی، اس کے بہت سے حمایتی پیدا ہو گئے، جم غفیر اکٹھے ہو گیا۔ اس سے مؤید کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ رعب داب کا سکہ چلنے لگا۔ خان محمود نے مؤید کو اپنی اطاعت کا حکم دیا۔ مذکورہ بالا مقامات حوالے کرنے کا مطالبہ کیا اور دربار شاهی میں حاضری کا حکم دیا۔ فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے آخر کار سالانہ خراج دینے کے وعدے پر صلح ہو گئی۔ مؤید نے رز خراج کی ادائیگی کی ضمانت دی چنانچہ خان محمود بشیقہ می سے رک گیا اور مؤید ان شہروں پر بدستور قابض رہا۔

ایتاخ کا رے پر قبضہ ایتاخ ۱ بھی سلطان سنجر کا ایک خادم تھا، جس وقت ترکان غز کی غارتگری کا دور شروع ہوا، ایتاخ خراسان سے ”رے“ چلا گیا اور ”رے“ پر قبضہ ہو گیا۔ رے سلطان سنجر کے زیر کنٹرول تھا۔ ایتاخ نے سلطان محمد شاہ بن محمود (والی ہمدان و اصفہان) کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ ہدایا و تحائف پیش کئے۔ چنانچہ سلطان محمد شاہ نے ایتاخ کو حکومت رے پر بحال رکھا۔ سلطان محمد شاہ کی وفات کے بعد ایتاخ نے ہاتھ پاؤں نکال کے سرحدی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس سے ایتاخ کی شان و شوکت بڑھ گئی اور فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ جب سلیمان شاہ نے ہمدان وغیرہ کی حکومت اپنے قبضہ میں لی تو ایتاخ نے دربار شاهی میں حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ جس سے اس کی قوت میں روز افزوں ترقی ہو گئی۔ رے اور اس کے قرب و جوار پر اس کی استبدادی اور خود مختار حکومت باقی رہ گئی۔ سلیمان شاہ جس زمانہ میں خراسان کا گورنر تھا، اس زمانہ سے ہی ایتاخ سے مانوس و مالوف تھا۔

سلیمان شاہ: ... سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس رہتا تھا۔ سلطان سنجر نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ خراسان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ چنانچہ جب ترکوں کا طوفان فتنہ و فساد برپا ہوا اور سلطان سنجر کو گرفتار کر لیا گیا تو اراکین دوست اور امراء خراسان نے سلیمان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ مگر سلیمان شاہ ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ خوارزم شاہ نے اپنی بھتیجی (تسیس کی بیٹی) سے سلیمان شاہ کا نکاح کر دیا۔ لگانے بھگانے والوں نے اس کی چغلی کر دی۔ خوارزم شاہ کو سلیمان شاہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہو گئی۔ اسے اپنے ملک سے نکال دیا۔ مصیبت زدہ سلیمان شاہ اصفہان پہنچ گیا۔ مگر اصفہان کے افسر اعلیٰ پولیس نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا تو قاشان کا راستہ لیا۔ سلطان محمد شاہ بن سلطان محمود اس کی اطلاع ملی۔ قاشان میں فوج بھیج دی۔ جس نے سلیمان شاہ کو شہر میں جانے سے روک دیا تو پریشانی کے عالم میں خوزستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ ملک شاہ نے خوزستان کی ناکہ بندی کر لی۔ چنانچہ سلیمان شاہ نجف چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

سلیمان شاہ بغداد میں: سلیمان شاہ نے نجف میں قیام کرنے کے بعد خلیفہ مقتدی عباسی کی خدمت میں خط بھیجا۔ اپنے حالات لکھے اور بغداد میں آنے کی اجازت طلب کی مگر خلیفہ نے کہلا بھیجا کہ ”تم اپنی بیوی کو بطور ضمانت بغداد بھیج دو تو میں تمہیں بغداد میں آنے کی اجازت دے دوں گا“ چنانچہ سلیمان شاہ نے اپنی بیوی کو چند لونڈیوں اور خادموں کے ساتھ بغداد بھیج دیا۔ خلیفہ نے بیگم سلیمان شاہ کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور سلیمان شاہ کو بغداد میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔

سلیمان شاہ اور مقتدی باللہ: وزیر السلطنت ابن بھیر، قاضی القضاۃ بغداد اور نقباء نے سلیمان شاہ کا استقبال کیا۔ خلیفہ مقتدی عباسی نے خلعت عہد کی۔ پھر سلیمان شاہ نے اطمینان سے بغداد میں قیام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ ۵۵۱ھ کا دور آ گیا۔ سلیمان شاہ کو سال نو کے دربار میں حاضری کا حکم دیا گیا۔ قاضی القضاۃ و رساء خندان خلافت اور اراکین حکومت کے سامنے سلیمان شاہ نے خلیفہ مقتدی عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی۔ کسی حاست میں عراق سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ خلیفہ مقتدی عباسی نے اس بناء پر بغداد میں سلیمان شاہ کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت دے دی۔ اس کے باپ کے تمام خطابات اسے عطا کئے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ تین ہزار فوج عنایت کی اور امیر و رن امیر صاحب (والی حد) کو سلیمان شاہ کا مصاحب مقرر کر دیا۔

سلطان محمد پر سلیمان شاہ کا حملہ: ..... ماہ ربیع الاول میں سلیمان شاہ اس شان و شوکت سے بلاد جبل کی طرف روانہ ہوا اور خلیفہ مقتدی عباسی حلوان کی جانب روانہ ہوا۔ خلیفہ مقتدی نے ملک شاہ بن سلطان محمود کو طلی کا فرمان بھیجا۔ چنانچہ ملک شاہ دو ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ خلیفہ مقتدی نے حکم دیا کہ ”تم سلیمان شاہ کے معاون و مددگار بن جاؤ میں تمہیں سلیمان شاہ کے بعد تاج و تخت کا وارث مقرر کرتا ہوں“ چنانچہ چچ و بھتیجے نے یہ دوسرے کی امداد و اعانت کی قسم کھائی۔ خلیفہ مقتدی عباسی نے مال و زر اور آلات حرب ان کو عنایت کیے۔ ایلدکزدالی گنچہ دارانیہ بھی ان دونوں سے آماد۔ چنانچہ سب کے سب متحد ہو کر سلطان محمد سے جنگ کرنے کے لیے نکلے۔

سلیمان شاہ کی شکست اور گرفتاری: سلطان محمد کو اس کی اطلاع ملی تو قطب الدین مودود بن زنگی (والی موصل) اور اس کے نائب زین الدین علی کو چب کو یہ واقعات لکھے اور اتفاق اور امداد کی درخواست کی۔ قطب الدین مودود اور زین الدین علی نے سلیمان شاہ کے مقابلے میں ہمدردی و اعانت کا بیڑہ اٹھایا۔ سلطان محمد کو اس سے بہت تقویت ملی، لشکر آراستہ کر کے اپنے چچا سلیمان شاہ کے مقابلے کے لیے کوچ کر دیا۔ ۵۷۰ھ جمادی اول میں جنگ شروع ہوئی، دونوں فریق جی توڑ کر لڑے۔ سلیمان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ سلطان محمد کامیاب ہو گیا۔ سلیمان شاہ بڑی مشکل سے شہر زور کے راستے بغداد روانہ ہوا۔ شہر زور پر (والی موصل) کا قبضہ تھا۔ زین الدین علی کی طرف سے امیر بوزن اس شہر کا حاکم تھا۔ زین الدین علی اور امیر بوزن نے سلیمان شاہ کو گرفتار کر لیا۔ اور موصل میں لے جا کر قید کر دیا۔ سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور آئندہ بھی ہر کام میں ہمدردی و اعانت کا وعدہ کیا۔ سلطان محمد نے اس بات پر خوشی ظاہر کی اور شکر گزار ہوا۔

سلطان سنجر کا فرار: ..... سلطان سنجر کی گرفتاری، اراکین دولت سلاجوقیہ کا افتراق و انتشار، پھران کے نیشاپور میں مجتمع ہونے اور پخان محمود بن محمد کو حکمران بنائے جانے کے حالات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ قصہ مختصر ادھر پخان محمود نے ترکوں کی روک تھام کی ادھر آتسز بن محمد بن انوشسین نے خوارزم میں ان کے مقابلے پر کمر باندھی۔ فریقین میں متعدد لڑائیں ہوئیں۔ آخر کار دونوں فریق نے ملک خراسان کا کچھ نہ کچھ حصہ دبا لیا۔ اسی زمانہ میں یار کے بعد سلطان سنجر کو موقع مل گیا۔ چنانچہ ترکوں کی قید سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ میں بھاگ نکلا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ امراء بھی لگے جو اس کے ساتھ قید تھے۔ جیسے تیسے ترمذ پہنچا، اور دریائے جیحون عبور کر کے مرو میں داخل ہو گیا جو اس کا دار الحکومت تھا۔ سلطان سنجر ۶ جمادی اول ۵۴۸ھ سے ۵۵۱ھ رمضان ۵۵۱ھ تک قید رہا اس حساب سے تین سال چار مہینہ ہوئے۔

علی بک ترکان قرظلیہ کا سردار نہایت سخت اور تند مزاج تھا جو سلطان سنجر کی نگرانی کر رہا تھا۔ اتفاق سے یہ مر گیا، ترکان قرظلیہ میں پھوٹ پڑ گئی۔ اس سے سلطان سنجر اور اس کے ساتھی سالاروں کو بھاگنے کا موقع مل گیا (واللہ یفعل ما یشاء و تحکم ما یرید)

سلطان محمد کا بغداد کا محاصرہ: سلطان محمد بن محمود نے اپنے چچا مسعود کے بعد اپنی تخت نشینی کے شروع میں خلیفہ مقتدی عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ سلاطین سلاجوقیہ کے دستور کے مطابق عراق و بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی تھی۔ چونکہ خلیفہ کو سلاطین سلاجوقیہ کی بداقبلی اور انقطاع حکومت و سلطنت کی امید و توقع ہو گئی تھی اس لیے درخواست کو منظور کیا۔ سلطان محمد کو اس سے بڑھی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ ہمدان سے فوجیں لے کر عراق روانہ ہوا۔ قطب الدین (والی موصل) اور اس کے نائب زین الدین نے محاصرے میں امداد کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان محمد، ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدی عباسی نے بھی لشکر فراہم کرنے کا حکم دیا۔ تو خطلو برس لشکر واسطے کر پہنچ گیا۔ مہملہ اس سے علیحدہ ہو کر حلقہ چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتدی عباسی اور عون الدین ابن ہبیرہ نے قلعہ بندی شروع کی، پل توڑ دیا۔ کشتیاں بٹا دیں اور ۲۲ محرم ۵۵۲ھ میں یہ اعلان کرایا کہ کوئی شخص مغربی بغداد میں نہ رہے۔ اس حکم کے مطابق مغربی بغداد کے باشندے اپنا مال و اسباب حریم خلافت میں نہ لے کر مغربی بغداد خالی کر دیے۔

سلطان محمد کی ہمدان واپسی: خلیفہ مقتدی عباسی نے مصلحت جنگ کے لحاظ سے ماوراء خرمہ کو ویران کر دیا۔ اسی طرح سلطان محمد نے جس جانب خیمہ زن تھا اسے چٹیل میدان بنادیا۔ چیتھیں نصب کرائیں اور فوج کو محاصرہ کا حکم دے دیا۔ خلیفہ مقتدی بھی اپنی فوج اور اہلخانہ بغداد کو اس کے

مقابلہ پر آ گیا۔ اتنے میں زین الدین کو چک لشکر لے کر موصل سے سلطان محمد کے پاس آ گیا۔ چنانچہ لڑائی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ محاصرے میں سختی ہوئی، بغداد میں غلہ کی آمد و رفت بند ہو گئی، مہنگائی بڑھ گئی۔ زین الدین کو چک اور اسکا لشکر جنگ میں مقتضی کے آداب کی وجہ سے کوتاہی کر رہا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان نور الدین محمود بن زنگی نے اپنے بھائی قطب الدین (والی موصل) کو خلیفہ مقتضی عباسی کے مقابلے میں جنگ کی ممانعت کی تھی۔ اس سے زین الدین کو چک جو قطب الدین کا نائب تھا، جنگ میں پیش قدمی نہیں کر رہا تھا۔ غرض اسی دوران سلطان محمد تک یہ خبر پہنچی کہ اس کا بھائی ملک شاہ ایلدکز (ولی اران) اور ارسلان بن ملک طغرل بن محمد ہمدان کے ارادے سے روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس کے ہوش و حواس جاتے رہے لہذا بغداد کا محاصرہ اٹھا کر نہایت تیزی سے ۲۴ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا اور زین الدین کو چک موصل واپس آ گیا۔

امیر سقمس اور ملک شاہ کی جنگ: ملک شاہ ایلدکز اور ملک ارسلان نے ہمدان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ زیادہ دن نہیں گزرے پائے تھے کہ سلطان محمد کی آمد کی خبر مشہور ہو گئی۔ اس لیے محاصرہ اٹھا کر ”رے“ کا راستہ لیا۔ ایتانج ۱ افسر پولیس ”رے“ نے مقابلہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ محاصروں نے ایتانج کو فٹ شکست دی اور ”رے“ کا مکمل طور سے محاصرہ کر لیا۔ سلطان محمد نے امیر سقمس بن قماز کو ایتانج کی کمک پر روانہ کیا۔ لیکن امیر سقمس ”رے“ اس وقت پہنچا جبکہ ملک شاہ اور اس کے ساتھی سردار ”رے“ سے محاصرہ ختم کر کے بغداد جا رہے تھے۔ امیر سقمس سے راستے میں ٹکرائو ہو گیا۔ چنانچہ ملک شاہ نے امیر سقمس کو شکست دی، اس کے لشکر کو لوٹ لیا۔ سلطان محمد کو اس کی خبر ملی تو فوراً بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ حوان پہنچا تو یہ خبر ملی کہ ایلدکز دینور چلا گیا ہے، اتنے میں ایتانج (افسر پولیس رے) کا پیغام پہنچا۔ عرض کیا کہ ہمدان پر سلطان کا قبضہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ شملہ (والی خراسان) اپنے دار الحکومت بھاگ گیا۔ ایلدکز اور ملک شاہ کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ اور یہ دونوں اپنے اپنے شہر واپس چلے گئے۔ سلطان محمد نے بغداد کا جانا ملتوی کر دیا۔ اور پھر ایلدکز کے علاقے اران کو فتح کرنے کے لیے ہمدان چلا گیا۔

سلطان سنجر کی وفات: اس کے بعد سلطان سنجر ۱ حکمران خراسان) کا ماہ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں انتقال ہو گیا۔ یہ اپنے بھائی برکیارق کے زمانہ سے خراسان کا حکمران تھا۔ اس کے بھائی سلطان محمد نے اسے ولی عہد مقرر کیا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد تخت سلطنت پر رونق افروز ہوا۔ تمام سلاطین نے اس کی اطاعت کو ذریعہ عزت سمجھا۔ ممالک اسلامیہ کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ چالیس سال تک سلطان کے لقب سے پڑھا گیا۔ اس کے پہلے بیس برس تک خطبوں میں اس کو ملک کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا، تین سال چار ماہ ترکوں کی قید میں رہا۔ قید سے چھٹکارے کے بعد وفات پائی۔ بغداد اور عراق سے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا تھا۔ مرنے سے پہلے حکومت خراسان پر اپنے بھانجے محمود بن محمد بن بقراط خان کو تاج و تخت کا مالک اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ چنانچہ محمود جرجان میں رہائش پذیر ہو گیا۔ ترکوں نے مرو اور خراسان کو دہلیا اور موید، نیش پور اور خراسان کے اس حصے پر جو نیشاپور سے متصل تھا، قابض ہو گیا۔ اسی صدمت سے ۵۵۴ھ تک حکومت کا سلسلہ قائم رہا۔ اس کے بعد ترکوں نے سلطان محمود کی خدمت میں قاصد بھیجے اور بہت اصرار سے بادشاہ بنانے کے لیے بلایا۔ سلطان محمود ترکوں سے مطمئن نہیں تھا اس لیے اپنی جگہ اپنے بیٹے کو ترکوں کے پاس بھیج دیا۔ ایک مدت تک ترکوں نے اس کی اطاعت کی، پھر خود سلطان محمود ترکوں کے پاس چلا گیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

ایتانج: ۱ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ سلطان سنجر کا خادم تھا۔ چنانچہ ترکوں کا فتنہ و فساد برپا ہوا اور اراکین حکومت سلجوقیہ متفرق ہو گئے اور سلطان سنجر نے وفات پائی تو موید نے نیشاپور وغیرہ تو پہلے ہی سے دہلیا تھا۔ اس لیے لشکر خراسان پر اس کا ایک اثر خاص پیدا ہو گیا۔ سنجر کے کمندروں کو حسد پیدا ہوا چنانچہ امراء کی ایک جماعت موید سے منحرف ہو گئی۔ ان میں امیر ایتانج بھی تھا۔

ایتانج اور موید کی جنگ: امیر ایتانج کبھی موید کا ہم آہنگ اور رفیق بن جاتا، کبھی مازندران کا اور کبھی خوارزم شاہ کے پاس چلے جاتا اور ارادہ کرتا

۱ یعنی ایتانج۔ ۲ سلطان سنجر بن ملک شاہ بن الپ ارسلان کا بعارضہ قلع انتقال ہوا۔ ماہ ربیع ۵۵۹ھ میں سنجر میں (دیار جزیرہ) میں پیدا ہوا حرمین میں سکونت اختیار کی۔ مرو کو دار السلطنت بنایا۔ نخی، رقیق، القب، عالی، ہمت اور رعب داب والا شخص تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں بدامنی نہیں ہوئی۔ ایک قبہ میں دفن کیا گیا۔ اس نے کی غرض سے یہ بنوایا تھا اور سکا دارالخرت نام رکھا تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ لندن)۔ ۳ یہاں پر ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جدید صفحہ ۷۳) ”ایتانج“ کے بجائے ”ایتانج“ تحریر ہے۔

تھا۔ یمن بھہر موید کی ہاں میں ہاں ملاتا تھا۔ ۵۵۲ھ میں دس ہزار سواروں کے ساتھ مرزندان سے موید کی مخالفت کے لیے نکلا۔ یہاں پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھ ۱۰ موید کو اس کی خبر ملی تو روک تھام کے لیے روانہ ہوا اور پہنچتے ہی ایتاخ پر حملہ کر دی۔ ایتاخ مقابلہ نہ کر سکا اور شہادت کا رونا زندان چلا گیا۔ زندان کا حکمران رستم نامی ایک شخص تھا۔ اس کا باس کے بھائی علی سے کچھ جھگڑا تھا۔ ایتاخ نے رستم سے سوخ پیدا کرنے کے خیال سے علی کا سرا تار کر رستم کے سامنے پیش کر دیا۔ اس سے رستم کو بے درنج اور غصہ پیدا ہوا۔ اس نے اپنے ہاں سے ایتاخ کو نکال دیا۔ چنانچہ اس کا بھائی ٹھکانا نہ رہا۔ اس لیے طراف خراسان میں غارتگری شروع کر دی۔ اسفرائن کو ویران کر دیا، سلطان محمود اور موید نے اصرار کا پیغام بھیجا۔ غارتگری چھوڑنے اور سلامت روی سے رہنے کی ہدایت کی مگر ایتاخ نے ذرا بھی اصرار نہ کیا۔ اسی بے ڈھنگی رفتار پر قائم رہا۔ سلطان محمود اور موید ماہ صفر ۵۵۳ھ میں سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے۔ ایتاخ یہ خبر سن کر بھاگ گیا۔ سلطان محمود اور موید نے تعاقب کیا۔

ایتاخ کی اطاعت: رستم شاہ زندان نے سلطان محمود اور موید کی خدمت میں نیاز مندی کا خط بھیجا۔ ہدایا و تحائف پیش کئے۔ سلطان محمود اور موید نے اس کو قبول کر لیا۔ چنانچہ ایتاخ نے یہ رنگ دیکھ کر اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے بیٹے کو بطور ضمانت سلطان محمود کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس سے سلطان محمود کا غصہ فرو ہو گیا۔ اس نے پھر پیشقدمی نہیں کی اور موید کے ساتھ واپس آ گیا۔ ایتاخ جرجان، دہستان اور اس کے صوبہ پرتق بھٹ ہو گیا۔

موید اور سنقر عزیزی کی جنگ: سنقر عزیزی، سلطان سنقر کے اراکین حکومت میں سے تھا۔ اس کا دل بھی موید سے صاف نہ تھا۔ چنانچہ جس وقت موید ایتاخ سے جنگ میں مصروف ہو گیا تو سنقر عزیزی سلطان محمود بن محمد کے لشکر سے علیحدہ ہو کر ہرات چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ ہرات میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا۔ اس نے سنقر کو حسین بادشاہ غوری سے مل جانے اور اس کے علم حکومت کے زیر اثر حکومت کرنے کی رائے دی۔ چونکہ سلطان محمود کی حکومت کمزور پڑ رہی تھی اور صوبوں کے گورنر ملک کو دباتے جا رہے تھے۔ سنقر کے دماغ میں یہ بات نہ آئی، خود مختار حکومت کی ہوا سہ گئی۔ موید کو اس کی اطلاع ملی تو فوجیں راستہ سر کے ہرات پر یلغار کر دیا، پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ سنقر کے ترک ساتھی موید سے مل گئے، اور اس کی طاعت قبول کرنے پر اور سنقر کو دھوکہ سے مار ڈالا۔ اس کے بعد سلطان محمود کا ہرات پر قبضہ ہو گیا۔ سنقر کے لشکر کا باقی حصہ ایتاخ کے پاس چلا گیا۔ طوس اور اس کے نواح میں غارتگری کا بازار پھر گرم ہو گیا، ویرانی، تباہی اور بربادی کی حد نہ رہی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ترکوں کا ہنگامہ اور موید سے جنگ: ترکوں نے پہلے ہنگامہ کے بعد جیسے آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، بلخ میں قیام اختیار کیا خراسان کی غارتگری اور قتل سے ہاتھ کھینچ لیا اور پورے گروہ نے سلطان محمود بن محمد کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ موید اس کی دولت و حکومت کا مدد براور قائم تھا۔ شعبان ۵۵۳ھ میں ترکوں کے ہاتھ پھر کھلی پیدا ہوئی، چنانچہ بلخ سے مرو کی طرف غارتگری کے لئے بڑھے، سلطان محمود اس وقت سرخس میں تھا۔ موید تھوڑی سی فوج لے کر ترکوں کی روک تھام کے لئے روانہ ہوا ایک مقام میں مڈ بھیڑ ہو گئی، جس میں موید کو کامیابی حاصل ہوئی، تعاقب کرتے ہوئے مرو پہنچا۔ ترکوں کا گروہ کثیر کام آ گیا، بہت سامان و اسباب موید کے ہاتھ لگا، اور وہ کامیابی کے ساتھ سرخس واپس آ گیا۔

حرہ، سرخس اور طوس میں ترکوں کی غارتگری: اس کے بعد موید اور سلطان محمود نے ترکوں کی گوشالی پر کمر باندھی، فوجیں مرتب کر کے سرخس سے نکلا۔ شواہ کو ترکوں سے مقابلہ ہوا، تین بار لڑائی ہوئی ہر مرتبہ ترکوں کو شکست ہوئی، چوتھی لڑائی میں ترکوں کا لشکر کامیاب ہو گیا، سلطان محمود کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ایک بڑا گروہ کام آ گیا، ترک مرو میں داخل ہوئے اور اہل مرو کے ساتھ ملاطفت اور نرمی سے پیش آئے، علماء اور ائمہ وقت کی تعظیم و تکریم کی، اس کے بعد سرخس اور طوس کی طرف بڑھے، لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا، دیہات، قصبے اور شہر ویران ہو گئے (اس واقعہ میں سرخس کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی) غارتگری اور قتل سے فارغ ہو کر مرو واپس آ گئے۔

جلال الدین عمر سلطان محمود بن محمد شکست کے بعد جرجان چلا گیا تھا مقابلے کی قوت نہ تھی لہذا ترکوں کے آخری نتیجہ کا منتظر رہا۔

۱ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۵ صفحہ ۳۷ پر یہاں یہ الفاظ ہیں کہ ”اور ایچور کے مضافات میں آ کر پڑا“ اور ایک نسخے کی خط بنی اور پہنچ کر پڑا اور موجود دست نہیں ہے۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۶) کچھ تبدیلی کے ساتھ



تھ۔ ۵۵۴ھ میں ترکوں نے سلطان محمود کو بادشاہ بنانے کے لئے طلبی کا خط لکھا، سلطان محمود نے جان کے خوف سے یہاں کر دیا تب ترکوں نے اس کے بیٹے جلال الدین عمر کو بادشاہت کے لئے بلایا۔ سلطان محمود نے ترکوں سے عہد، وعدہ اور حلف لے کر جلال الدین عمر کو بھیج دیا، ترکوں نے بڑی آہ بھگت کی، عزت و احترام سے اپنا بادشاہ بنالیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۵۵۴ھ کا ہے۔

محمود کی خراسان روانگی۔ جلال الدین کی روانگی کے بعد سلطان محمود جرجان سے خراسان روانہ ہوا۔ سارے امراء سخریہ قافلے میں تھے۔ موید نہیں گیا تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نسا اور ایبورو پہنچا۔ امیر عمر بن حمزہ نسوی کونساء کی حکومت پر متعین کیا، امیر عمر نے جیسا کہ سلطان محمود چاہتا تھا نسا کی حفاظت کی، لوٹ مار اور قتل عام کا انسداد کیا اور سلطان محمود نساء کے باہر قیام پذیر ہو گیا۔

طوس کی بربادی: چونکہ کہ اہل طوس نے ترکوں کی اطاعت قبول نہیں کی تھی اس لئے ترکوں نے آخری جمادی الآخرہ کے آخر میں نیش پور سے طوس کا رخ کیا، اہل طوس نے قوت اور ہمت کے مطابق مقابلہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکے، اور ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر قتل و غارتگری کا کوئی وقتہ باقی نہ رکھا۔ تاراج کر کے نیش پور واپس آ گئے اور جلال الدین اور عمر بن سلطان محمود کے ساتھ بھتیج کی طرف روانہ ہوئے، جہاں جمادی الآخرہ کو سہزور کا محاصرہ کر لیا۔ نقیب عماد الدین ① احمد بن یحییٰ علوی حسینی نے مقابلہ کی تیاری کی، اہل سہزور نے عماد الدین محمد کے اشارے اور حکم پر کام کیا اور نہایت جدوجہد اور مستعدی سے ترکوں کا مقابلہ کرتے رہے، آخر کار ترک ناکام ہو کر ۲۷ جمادی الآخرہ کونساء اور ایبورو کی جانب سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے لوٹ گئے۔

نیشاپور کا محاصرہ: آپ کو یاد ہوگا کہ جرجان سے جب سلطان محمود خراسان روانہ ہو رہا تھا تو مؤید اس کے ساتھ نہیں گیا تھا جرجان ہی میں رہ گیا تھا۔ سلطان محمود کی روانگی کے بعد جرجان سے خراسان روانہ ہوا، چنانچہ راستوں سے ترکوں سے کسی گاؤں میں مؤید کا مقابلہ ہو گیا۔ مؤید سر پر پاؤں رکھ کے بھاگا، مگر ایک ترکی سپاہی نے گرفتار کر لیا۔ مؤید دھوکا دے کر اس کے چنگل سے نکل کر بھاگ گیا اور جیسے تیے نیشاپور پہنچا۔ پھر سلطان محمود ترکوں کے ساتھ ماہ شعبان میں نیشاپور پہنچا تو مؤید نیشاپور چھوڑ کر چلا گیا۔ ترکوں نے نیشاپور داخل ہو کر اہل نیشاپور کے ساتھ اچھے سلوک کئے اور کچھ عرصے قیام کر کے سرخس اور مرو کی طرف روانہ ہو گئے۔ مؤید اپنا لشکر لئے ہوئے پھر نیشاپور پہنچ گیا۔ اہل نیشاپور مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ مؤید نے محاصرہ کر دیا تو وار کے زور پر لڑ کر اسے فتح کر لیا، شہر کو لوٹ لیا۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ غرض جو کچھ بھی ظلم و ستم کر سکا کر کے ماہ شوال ۵۵۴ھ میں بھتیج لوٹ گیا۔

لوٹ مار اور غارتگری: جب سلطان محمد بن سلطان محمود بغداد کے محاصرے سے واپس آیا تو خلیفہ عباسی نے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا سلطان محمد ہمدان پہنچ کر بیمار ہو گیا اور اس کا بھائی ملک شاہ قم اور قاشان کی طرف بڑھا اور اسے نہایت بری طرح لوٹا۔ قم اور قاشان و لوہ سے تاوان وصول کیا، فتنہ، غارتگری، مار دھاڑ کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمد نے ملک شاہ کو ان بیجا افعال اور ظالمانہ حرکات سے باز آنے کو کہا۔ مگر ملک شاہ نے سماعت نہ کی، اور قتل غارت کرتا ہوا اصفہان پہنچ گیا، ابن خندی اور رؤساء شہر کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم بھیج دیا، اور نیز رؤساء شہر معذرت اور جواب دیا کہ ”ہماری گردنوں میں آپ کے بھائی سلطان محمد کی اطاعت کا طوق پڑا ہوا ہے۔ ہم اس عہد، وعدے و قسم سے عہدہ نہیں ہو سکتے جو آپ کے بھائی سے کر چکے ہیں“ ملک شاہ یہ سن کر برہم ہو گیا اور غارتگری اور قتل شروع کر دیا۔ سلطان محمد کو اس کی اطلاع ملی تو ہمدان سے ملک شاہ کی گوشاہی کے لئے روانہ ہوا۔ اس کے مقدمہ انجیش (ہراول) کا سردار ”کر جان“ خادم تھا۔ ملک شاہ کی فوج سلطان محمد کی آمد کی خبر سن کر متفرق و منتشر ہو گئی اور ملک شاہ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا مقام قوس (یا فرسیسین) میں موبدان اور سقز ہمدانی مل گئے۔ ان دونوں نے مغربی بغداد سے خوزستان جانے کی رائے دی۔

ملک شاہ کا خوزستان پر قبضہ: چنانچہ ملک شاہ نے واسطہ کارخ کیا، مغربی بغداد میں اتر پڑا، اس کے ساتھیوں نے قرب، جوار، یہاں میں لوٹ مار کی، جس سے عوام الناس کو برہمی پیدا ہو گئی، انہوں نے بند توڑ دیئے جس سے بہت لوگ ڈوب گئے۔ ملک شاہ کوچ و قیام کرتا ہوا خوزستان

① یہاں ایک نام لکھنے سے رہ گیا ہے۔ صحیح اور مکمل نام عماد الدین علی محمد بن یحییٰ علوی حسینی ہے۔ لکھیں (تاریخ اکمل جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)



پہنچ گیا۔ شمس نے اسے عبور کرنے سے روکا۔ چنانچہ ملک شاہ نے کہلویا ”مجھے سوائے اس کہ اور کوئی غرض نہیں ہے کہ اپنے بھائی سلطان محمد کی خدمت میں رہا ہوں“ شمس نے اس پیغام پر بھی توجہ نہ کی، اور مزاحمت پر آمادہ رہا۔ چنانچہ ملک شاہ نے ان کردوں کے پاس قیام کیا جو وہاں مقیم اور سکونت پذیر تھے، ملک شاہ نے ان لوگوں کی پیٹھ ٹھونکی، رفتہ رفتہ ان کردوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا جو پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے تھے۔ ملک شاہ نے ان کو مرتبہ مسخ کر کے شملہ پر بیغار کر دی، سنقر ہمدانی اور موبدان وغیرہ لشکر کے ہمراہ تھے۔ اس واقعہ میں شملہ کو شکست ہوئی اور اس کے ساتھیوں کا ایک بڑا حصہ ہلاک ہو گیا، ملک شاہ نے خوزستان پر قبضہ کر کے فارس کی طرف قدم بڑھا دیئے (واللہ ہوا الموید بنصرہ من ایشاء)۔

سلطان محمد کی وفات ① محمد بن محمود بن ملک شاہ نے ۵۵۴ھ کے آخر میں وفات پائی۔ سلطان محمد دی ہے جس نے بغداد کا محاصرہ کیا تھا، خلیفہ مقتدی عباسی اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیغام دیا تھا مگر خلیفہ مقتدی عباسی نے منظور نہیں کیا تھا۔ محاصرہ بغداد سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں بیمار ہو گیا ساڑھے ساٹھ سال حکومت کر کے سفر آخرت اختیار کیا

سیمان شاہ مرتے وقت سلطان محمد نے اپنے بیٹے کو جو نہایت کم سن تھا سنقر احمد ملی کے حوالے کیا اور کہا ”اس بچے کو میں تمہارے حوالے کرتا ہوں اس کو تم اپنے مقبوضہ کشمیر لے جاؤ، پرورش کرو مجھے یہ امید نہیں ہے کہ میری فوج اس بچے کی اطاعت کرے گی“ اس وصیت کی بنا پر سنقر احمد ملی سلطان محمد کے بیٹے کو مرغلے کیا۔ لشکر شاہی ② کے بڑے حصے نے سلیمان شاہ (مرحوم سلطان محمد کا چچا) کو تخت حکومت پر بٹھایا اور اس سے ۲۷ھ میں حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔

زین الدین کی بیعت: سلطان محمد کی وفات کے بعد اکابر امراء ہمدان نے اتالیق ③ قطب زین الدین مودود اور وزیر مودود کے پاس سیمان شاہ کی طبی کا پیغام بھیجا۔ سب نے تخت نشین کر نیکی غرض سے اس پر اتفاق کیا، قسمیں کھائیں۔ چنانچہ شاہی شان و شوکت سے سیمان شاہ کو روانہ کیا گیا۔ زین الدین علی کو چک بھی قافلے میں تھا۔ بلاد جبل کے قریب پہنچا تو شاہی فوج نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ ہر روز ایک نہ ایک میر حاضری کے لیے حاضر ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ بہت بڑی تعداد جمع ہو گئی۔ چنانچہ زین الدین کو جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تو موصل واپس آ گیا۔ اور سیمان شاہ خدم و حشم کے ساتھ ہمدان میں داخل ہوا۔ چنانچہ اہل ہمدان نے گرم جوشی سے خیر مقدم کیا اور حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔

خلیفہ مقتدی کی وفات اور مستجد کی تخت نشینی: خلیفہ مقتدی باللہ عباسی نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں چوبیس سال خلافت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کو خلافت میں خود مختاری کی قوت حاصل ہو گئی تھی۔ جس وقت سلطان مسعود سلجوقی کے بعد خاندان سلجوقیہ میں نفاق اور افتراق کی تفریزی ہوئی۔ اس وقت خلیفہ مقتدی عباسی سلاطین سلجوقیہ کے اثر سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا یوسف مستجد باللہ عباسی تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ استبداد اور حکومت میں اپنے باپ کے قدم بہ قدم چلا۔ بلاد ممالی پر قبضہ کیا، لطف کو چھین لیا اور اپنی طرف سے اس پر حکم مقرر کیا۔ جیسا کہ اس کے باپ کے زمانہ میں تھا۔ ان واقعات کو ہم ان دنوں کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

موید اور محمود کی آنکھ چھو لی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جب ترکان غز (تاتار) کو غلبہ حاصل ہو گیا تو ان لوگوں نے خان محمود کو بادشاہ بنانے

- ① سلطان محمد کی ولادت ماہ ربیع الاول ۵۳۲ھ میں ہوئی۔ اس حساب سے بیس سال کی عمر پائی۔ عارضہ نسل میں انتقال ہوا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو لشکر کو حاضری کا حکم دیا۔ جو اہر ت اور قیمتی قیمتی سباب چنے گئے۔ شاہی خدام پیش ہوئے۔ اس نے بیٹھ کر ان سب کو دیکھا، رو پڑا، کہنے لگا ”یہ فوجیں یہ خدام، یہ مال و زر، یہ جوہر ت اور یہ قیمتی قیمتی سباب میری تکلیفوں کو ذرا بردہ بردہ نہیں کر سکتے اور نہ میری مقررہ موت کے وقت کو ایک لحظہ ٹال سکتے ہیں“۔ عاقل، کریم اور درعب و داب والا شخص تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۶۶ مطبوعہ لندن) ② سلطان محمد کے مرنے کے بعد اراکین دولت سلجوقیہ میں اختلاف پڑ گیا۔ ایک گروہ نے ملک شاہ بردار سلطان محمد مرحوم کو تخت نشین کرنا چاہا۔ دوسرا گروہ سیمان شاہ (سلطان محمد مرحوم کا چچا تھا) کے ساتھ ہو گیا ان امراء کی تعداد زیادہ تھی تیسرا گروہ ارسلان شاد کا ہوا خواہ ہو گیا۔ جو والد کز کے ساتھ تھا ملک شاہ مدعو سے سلطنت خوزستان سے روانہ ہوا۔ اکلاء، والی فارس اور شملہ ترکمانی ہمراہ تھے، اصفہان پہنچا۔ ابن خلدی والی اصفہان نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ زکریا بلورند پیش کیا۔ ممالک شامی مقیم ہوئے۔ چنانچہ ملت کا پیام بھیجا۔ سرداران لشکر نے چونکہ سلیمان شاہ کے ہوا خواہ تھے، انکار کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال (دیجھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۶۶ مطبوعہ لندن) ③ یہاں ایک نسخے میں ”زین“ تحریر تھا جو درست نہیں۔ دیکھیں (تاریخ الکامل جلد ۱ صفحہ ۱۲۵)

کے لیے ہوا۔ خان محمود تو جان کے خوف سے نہ آیا مگر اپنے بیٹے جلال الدین غور ترکوں کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ترکوں نے جلال الدین غور و پناہ بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد محمود جرجان سے نسا روانہ ہوا اور ترکوں کا لشکر بھی آ کر مل گیا۔ موید مقابلہ نہ کر سکا اور شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود اور ترکی لشکر کے ساتھ نسا میں داخل ہوا اور کچھ عرصے قیام کر کے محمود سرخس واپس چلا گیا۔ موید پھر پہنچ گیا اور محاصرہ کر لیا۔ ترکی لشکر کو بزور تیغ باہر نکال کر قبضہ کر لیا۔ اور شہر کو ویران و خراب کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۴ھ کا ہے۔ پھر جب محمود سرخس سے واپس گیا تو موید نے سرخس کا رخ کر لیا اور صرہ اہل سرخس سے جنگ کی اور لڑ کر اسے فتح کر لیا۔ سرخس کو فتح کر کے بہق کی طرف گیا۔ ۵۵۵ھ میں پھر سرخس کی جانب لوٹا۔ شہر پناہ و درست و تعمیر کر لیا اہل سرخس کے ساتھ اچھے سلوک کئے۔

**اشقیل کی فتح** قصہ مختصر موید ان شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد ان کے قرب و جوار کے مفسدوں اور لٹیروں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہو چنانچہ قلعہ اشقیل فتح کر لیا۔ باغیان زیدیہ کی سرکوبی کی۔ ان کے قلعہ کو مسمار و منہدم کر کے قلعہ خسرو جو پر حملہ کیا۔ قلعہ خسرو جو بہق کے صوبے میں تھا، اس قلعہ کو بخسرو بادشاہ فارس نے افراسیاب سے جنگ کے وقت تعمیر کرایا تھا۔ یہ نہایت مستحکم اور مضبوط قلعہ تھا۔ اہل قلعہ مقابلہ پر آئے اور پسپ ہو گئے۔ موید نے قبضہ کر لیا۔ پھر ایک دستہ فوج اس کی حفاظت پر مقرر کر کے بتاریخ ۲۵ جمادی الاولیٰ نیشاپور لوٹ آیا۔

**خر بندہ کا قتل:** کچھ عرصے بعد شہر کندر متعلقات طرس (یا طریشت) پر چڑھائی کی۔ اس شہر پر ایک شخص خربندہ نامی قبضہ تھا۔ رہبرنی قتل اور غارتگری اس کا کام تھا۔ دن دھاڑے قلعہ لوٹ لیتا، قرب و جوار کے شہروں کو تاراج کرتا اور جو مقابل یا مزاحم ہوتا اس کو مار ڈالتا تھا۔ غرض خراسان و اے اس سے ایک بری مصیبت اور بلائے بے درماں میں مبتلا تھے۔ موید نے نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ متعدد دھڑکیاں ہوئیں، آخر کار موید نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ خربندہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے اہل خراسان کو اس مصیبت سے (بعونہ تعالیٰ) نجات دلا دی۔ چونکہ اہل بہق نے موید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا۔ اس لیے ماہ رمضان سنہ مذکور میں بہق کا رخ کیا۔ مگر اہل بہق نے معذرت کر لی اور مطیع ہو گئے۔

**محمود اور موید کی صلح:** ..... خان محمود بن سلطان محمد اس وقت تک ترکوں کے ساتھ تھا۔ ان واقعات کو سن کر متاثر ہوا اور موید کے پاس پیغام صلح بھیجا۔ نیشاپور اور طوس کی سند گورنری عطا کی اس طرح خان محمود، ترکان غز اور مؤید کے درمیان صلح ہو گئی۔ لڑائی اور جھگڑے کا خاتمہ ہو گیا۔ ①

**ترکان بزریہ:** ترکوں کا بزریہ جرجان خراسانی ترکوں کا ایک گروہ ہے اس کا سردار بقرخان بن داؤد تھا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے ان پر بیغری کی۔ جنگ ہوئی تو ترک شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ان کا بڑا گروہ کام آ گیا۔ بقرخان چند ترکوں کے ساتھ زندہ بچ کر سلطان محمود کی خدمت میں خراسان پہنچ گیا۔ خوارزم شاہ کی شکایت کی اور امداد مانگی۔ سلطان محمود کے ساتھی ترکوں کو ایساخ سے بدظنی پیدا ہو گئی کہ ہونہ ہوا ایساخ ہی نے خوارزم شاہ کو ترکوں کے مقابلہ و جنگ پر ابھرا ہے۔ تیار ہو کر بقرخان کے ساتھ نسا اور بیور روانہ ہو گئے اور ایساخ پر حملہ کا تہیہ کر لیا۔ ایساخ میں ان کے مقابلہ کی قوت نہ تھی ② شاہ، زندران سے امداد کی درخواست کی۔ شاہ مازندران دیلم، کرد اور ترکمانوں کا لشکر لے کر ترکان غز اور بزریہ کے مقابلہ پر آیا انوار دہستان میں گھسان کی لڑائی ہوئی پانچ مرتبہ ان کو شاہ مازندران سے شکست ہوئی۔

**ترکوں کی شاہ مازندران کے ساتھ جنگ:** ایساخ شاہ مازندران کے میمنہ میں تھا۔ ترکان غز اور بزریہ نے پنی کامیابی سے ناامید ہو کر نہایت بے جگری سے شاہ، زندران کے قلب لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں شاہ مازندران کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ ایک بڑا گروہ کام آ گیا۔ نہایت بڑے طریقے سے ترکان غز اور بزریہ نے منظم گروہ کو پامال کیا۔ شاہ مازندران نے دہستان میں گھس کر اسے ٹوٹ لیا۔ قتل و غارتگری کی بھرمار کی، اہل جرجان کے ساتھ بھی اسی طرح ظلم و ستم سے پیش آئے اسکو بھی ویران کر دیا۔ جرجان اور دہستان سے لوگ پنی حریت اور جان بچا کر

① اصل کتاب میں یہ جگہ اس طرح خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۶) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔ ② اصل کتاب پر جگہ بالکل خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۶) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

اور۔ مقامات اور شہروں میں چلے گئے۔ یہ واقعات ۵۵۶ھ کے ہیں۔

ایتاخ کا بقراتین پر حملہ: اس واقعہ کے بعد ایتاخ کو جب ذرا تسلی ملی تو بقراتین پر چڑھائی کر دی۔ صوبہ شہرزمین پر قبضہ کر لیا۔ اور بقراتین کو ایتاخ کے مقابلہ میں شکست کھائی۔ اور وہ موید کے پاس بھاگ گیا۔ اور اس کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گیا۔ ایتاخ نے بقراتین کے مابین خزانے کوٹ لیا جس سے ایتاخ کی قوت بڑھ گئی۔ ①

ملک شاہ کی وفات: ملک شاہ بن محمود اپنے بھائی سلطان محمد کی وفات کے بعد خوزستان سے اصفہان چلا گیا۔ شہر ترکمانی و روکلہ و ان ذریعہ سفر کرتے۔ بن خند کی رئیس اصفہان نے اطاعت قبول کر لی اور اظہار اطاعت کی غرض سے بڑی رقم نذر کی۔ اس کے بعد ملک شاہ نے راکین دوست ہمدان کو اپنی فرمانبرداری و اطاعت کا حکم بھیجا۔ چونکہ اہل ہمدان کا رجحان اور میلان سلیمان شاہ (جو ملک شاہ کا چچا تھا) کی طرف تھا، انکار کر دیا۔ اور سلیمان شاہ کو موصل سے صوبہ کر کے اپنا باپ شاہ تسلیم کر لیا۔ ملک شاہ اصفہان کا تہما مالک ہو گیا۔ فوجیں حاصل کر لیں۔ مابین وزیر آستانہ حرب کھن کر بیٹے۔ پھر خلیفہ مستجد ہامد عباسی کی خدمت میں خطر روانہ کیا اور سلیمان شاہ کی جگہ اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی اور یہ شرط پیش کی کہ ”گر میری درخواست قبول کر لی جائے تو میں حسب دستور سابق تمام خدمات کی انجام دہی پر آمادہ ہوں اور اگر خلیفہ محترم منظور نہ فرمائیں گے تو پھر میں آپ کی اطاعت سے پیچھے ہوجاؤں گا۔“ وزیر السلطنت عمید الدین ابن بہرہ کو یہ دیکھی ناگوار مزی۔ چنانچہ ایب اکند کی سے ذریعہ ملک شاہ کو زہر دے دیا۔ ملک شاہ مر گیا، صیب کو یہ راز معلوم ہو گیا اس نے شہر اور وکلا کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔ لوندی گرفتار کر کے پیش کر دی۔ اس نے زہر دینے کا اقرار کر لیا۔

سلیمان شاہ اور شرف الدین: ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے اراکین حکومت اور فوج کو شہر سے نکال دیا اور صیب شاہ کو اپنا باپ شاہ تسلیم کر کے خطبہ میں اس کا نام داخل کر لیا۔ شہر اپنا سامنے لے کر خوزستان لوٹ آیا اور جن شہروں پر ملک شاہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ ان پر قابض ہو گیا۔ ②

سلیمان شاہ کا قتل: سلیمان شاہ تخت سلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد لہو و لعب میں مصروف ہو گیا۔ شب و روز شراب پی کر مست پڑ رہتا تھا۔ رمضان المبارک کی بھی حرمت نہ کی، مسخرے، گویے اور شراب خورد و بار میں بھرے رہتے تھے۔ مردانگی اور جرات ان افعال سے ختم ہو گئی۔ مگر اراکین حکومت حاضری دربار سے رک گئے اور شرف الدین کرد باز خادم سے شکایت کی۔ شرف الدین کرد باز، نہایت سنجیدہ، متین، عقلمند، مذہبی و خدمت سبوقیہ میں ہم اور سلیمان شاہ کی حکومت و دولت کا منتظم و مدبر تھا۔ اس نے اراکین دوست و دشمنی دی اور موقع کا منتظر رہا۔

شرف الدین کے ساتھ ناچاقی: ایک روز سلیمان شاہ ہمدان کے باہر اپنے محل میں معمول سے زانہ پی کر بدست ہو گیا تھا۔ اس کے ہم نشین پاس بیٹھے ہوئے گپیں مار رہے تھے اور قہقہے لگا رہے تھے۔ اتفاقاً کسی ضرورت سے شرف الدین کرد باز حاضر ہو۔ یہ رنگ دیکھ کر سلیمان شاہ کو نصیحت کی۔ مگر سلیمان شاہ نشہ میں چور تھا اس نے ہم نشینوں کو اشارہ کر دیا۔ چنانچہ وہ لوگ اس سے مذاق اور تمسخر کرنے لگے۔ تہذیب کے ذریعہ سے باہر ہو گئے۔ اس سے شرف الدین کرد باز ناراض ہو کر چلا گیا۔ جب سلیمان شاہ کا نشہ اتر تو خود کردہ پر پشیمان ہوا اور شرف الدین کرد باز سے معذرت کی۔ شرف الدین کرد باز نے معذرت قبول کر لی مگر دربار میں آنا جانا بند کر دیا۔ سلیمان شاہ کو اس سے خطر و پیدا ہو گیا۔ لہذا ایتاخ ”ان رے“ و شرف الدین کرد باز کے خد ف ادا کی غرض سے طلبی کا پیغام بھیجا۔

سلیمان شاہ کا قتل: ایتاخ اس وقت بیمار تھا اس نے حاضری سے معذرت کر لی اور صحت کے بعد امداد اور حاضری کا وعدہ کیا۔ شرف الدین کرد باز

① اصل کتاب میں یہاں جگہ کی طرح خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۷) پر اپنی کوئی عداوت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ

ہے۔ ② اصل کتاب میں یہاں جگہ کی طرح خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۷) پر اپنی کوئی عداوت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ

ہے۔

و اس کی خبر مل گئی اس کا رنج اور غصہ بڑھ گیا۔ اس نے اراکین دولت کو بلایا اور سلیمان شاہ کی معزولی کا مشورہ کیا۔ چنانچہ بن سب نے ہا، اتفاق سلیمان شاہ کو معزول کرنے کی قسمیں کھائیں، شرف الدین کردباز نے پہلا کام یہ کیا کہ سلیمان شاہ کے برے ہم نشینوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ سلیمان شاہ نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا کہ میں نے تمہاری حکومت قائم رکھنے کی غرض سے یہ کام کیا ہے اس میں میری کوئی غرض نہیں ہے۔ اس کے بعد سلیمان شاہ کو دعوت کے بہانے اپنے گھر بلایا، امراء اور اراکین دولت کو بھی دعوت دی۔ چنانچہ جیسے ہی سلیمان شاہ اور وزیر اسد طنت ابو تقام محمود بن عبد اعزیز ماقدی داخل ہوئے، دونوں کو خواص سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ وزیر السلطنت اور خواص کو اسی وقت ہار حیات سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اور پھر سلیمان شاہ کو بھی چند دنوں قید رکھ کر قید حیات سے آزاد کر دیا گیا۔

ارسلان شاہ کی حکومت: اس کے بعد شرف الدین کردباز نے ایلدکز (والی اران و آذربائیجان) کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ "سلیمان شاہ کے وجودنا مسعود سے دنیا پاک ہو گئی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے آپ ملک ارسلان شاہ بن طغرل کو لے کر ہمدان آ جائیں۔ تخت سلطنت خالی ہے اراکین دوست سلجوقیہ بیعت کرنے کو تیار ہیں۔" رفتہ رفتہ ان واقعات کی ایٹانج کو اطلاع ہوئی، فوج لے کر ہمدان پر چڑھ آیا اور شرف الدین کردباز کو لڑائی کا انی میٹم دے دیا۔ شرف الدین کردباز نے بہانے کر کے ٹالا۔ اتنے میں ایلدکز پہنچ گیا۔ بیس ہزار فوج اس کے شکر میں تھی ملک ارسلان شاہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ شرف الدین کردباز نے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی کی رسم ادا کی گئی۔ پھر راکین دوست نے اس کی بیعت کر لی۔

ایلدکز اتابک ایلدکز اتالیق نے ملک ارسلان شاہ کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا۔ پہلوان محمد اور قز ارسلان عثمان دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی کے بعد ایلدکز عہدہ اتالیق سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے لیے پہلوان محمد کو جو ملک ارسلان شاہ کا اخیانی تھا، جب ہنایا گیا۔

ایلدکز سلطان مسعود کا غلام تھا سلطان مسعود نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد اران اور کچھ حصہ آذربائیجان کی حکومت اسے عطا کی۔ جس وقت سلاطین سلجوقیہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوئی تو ایلدکز نے ان سب سے علیحدگی اختیار کر لی اور سلطنت سلجوقیہ میں سے کسی ایک کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ اپنے مقبوضہ علاقوں میں حکمرانی کرتا رہا۔ اسی فتنہ کے زمانہ میں ارسلان شاہ پہنچ گیا۔ ایلدکز نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ سلیمان شاہ کے انتقال کے بعد تخت حکومت پر اسے بٹھایا گیا۔ اور ہمدان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ایلدکز اور ایٹانج کا معاہدہ: اس کے بعد ایلدکز نے ایٹانج والی رے سے بات چیت کر کے صلح کر لی۔ اتفاق و رابحہ کا معاہدہ ہو گیا۔ اسی سلسلہ میں پہوان ابن الدکز کا نکاح ایٹانج کی بیٹی سے ہوا جس سے رشتہ اتحاد اور زیادہ مستحکم و مضبوط ہو گیا۔ پھر مستحجہ باندہ عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا اور عراق اور بغداد میں ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست کی۔ جیسا کہ سلطان مسعود کے زمانہ حکومت میں تھا ویسا ہی حسب دستور تمام امور کو جاری رکھنے کا وعدہ کیا۔ مگر مستحجہ باللہ نے اپنی کوزلیل کر کے دربار سے نکلوا دیا۔

آقسنقر اور ایلدکز کی جنگ: ایلدکز اور ایٹانج میں صلح ہونے کے بعد ایلدکز نے آقسنقر احمد ملی کو ارسلان شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ آقسنقر نے انکار کر دیا اور کہلوا دیا کہ اگر تم مجھے اپنی حالت پر نہ چھوڑ دو گے تو یاد رکھو کہ میرے پاس بھی خاندان سلجوقیہ کا ایک شہزادہ موجود ہے میں اس کی بیعت کر کے تخت نشین کر دوں گا۔ (آقسنقر کی نگرانی اور تربیت میں سلطان محمد بن سلطان محمود کا بیٹا تھا جسے سلطان محمد نے وفات کے وقت آقسنقر کے حوالے کیا تھا) چونکہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ بھی دار الخلافہ بغداد سے آقسنقر کو اس کے بیٹے کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کر رہا تھا، اس نے آقسنقر کو اس جواب کی زیادہ جرأت ہوئی، ایلدکز اس جواب سے ناراض ہو گیا۔ فوراً ایک فوج بہلوان کی کمان میں آقسنقر کو زیر کرنے کے لئے روانہ کی۔ آقسنقر نے شہر بن سقمان (والی خراط) سے ایلدکز کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ اتحاد اور موافقت کی قسم کھائی۔ چنانچہ شہر نے آقسنقر کی کمک پر فوجیں بھیجیں، آقسنقر، ایلدکز کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی تو آقسنقر فتیاب ہوا اور بہلوان شکست کھا کر ہمدان واپس آ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ①

① اصل کتب میں یہاں جگہ ہی طرح خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۸) پر ایسی کوئی ملامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

محمود بن ملک شاہ۔ اسفہان میں ملک شاہ ابن محمود کی وفات کے بعد لشکر اراکین دولت سلجوقیہ کا ایک گروپ محمود ابن ملک شاہ کو بے وفائی پہنچا، زنگی بن وکد سقہ کی (ولی فارس) نے محمود بن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین لیا اور اسطخر میں لے جا کر ٹھہرا دیا۔ پھر جب ایلدیز نے ارسلان و تخت نشین کیا اور ویر خلافت میں اس کا نام خطبہ میں شامل کرنے کی درخواست کی، تو وزیر اسطنت ابن بھرہ، ایلدیز کے خلاف سو پونے دو برس بھرنے لگا۔ چنانچہ بھرہ قسطنتر سے سلطان محمد کے اُس مہم سنجے کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا جو آقسفر کے پاس تھا اور ادھر زنگی بن وکد (ولی فارس) کو کچھ بھیجا کہ تم محمود ابن ملک شاہ کو تخت حکومت پر بٹھا دو میں دار الخلافہ کی جامع مسجد میں اس کا نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دے دوں گا۔ لیکن شہر یہ ہے کہ تمہیں ایلدیز کے مقابلے میں فتح ہو جائے اس بناء پر زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو تخت نشین کیا، بیعت کی اور فارس میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا یا۔ محسن کے روازے پر بنیوقتہ نوبت بننے لگی، پھر اس نے فوجیں مرتب کیں

ایتاخ اور ایلدیز کی جنگ۔ ایلدیز کو اس واقعہ کی خبر ملی غصہ سے کانپ اٹھا۔ چالیس ہزار لے کر فارس کے ارادے سے صفہان روانہ ہوا اور زنگی کے پاس ارسلان شاہ کی اطاعت اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم بھیجا۔ مگر زنگی نے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ ایلدیز نے کہوایا ”مجھے خیفہ مستحجہ باندہ مہم کی نے تمہارے علقوں کی حکومت عطا کی ہے میں ان پر قبضہ کرنے جا رہا ہوں۔ مزاحمت کرنا ہو تو مقابلہ پر آ جاؤ“ پھر ایک دستہ فوج کو ارجان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ ارسلان بوقا (والی ارجان) یہ والی فارس زنگی کا ایک امیر تھا، نے مقابلہ کیا۔ آخر کار ایلدیز کی فوج کو شکست ہو گئی اور ارسلان بوقا نے بشارت فتح کا خط زنگی کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ زنگی نے دوبار خلافت میں اس کی اطلاع دی اور ایلدیز کی درخواست کی، وزیر اسطنت ابن بھرہ نے اپنے گورنروں کو زنگی کی امداد و اعانت کا حکم بھیجا۔

ایتاخ کی شکست اور صلح:..... چنانچہ ایتاخ ”رے“ سے دس ہزار فوج لے کر پہنچ گیا۔ آقسفر نے پانچ ہزار سوار مکہ پر بھیجے۔ ابن ہزدر (والی قزدین) اور بن طغرک (جو کہ ایلدیز کے امراء اور اراکین تھے) ایتاخ کے پاس چلے گئے۔ زنگی نے سیرم کو تاراج کیا۔ ایلدیز نے زنگی کے مقابلے پر فوج روانہ کی مگر زنگی نے ان کو زیر کر لیا۔ ایلدیز کے پاس شکست اٹھا کر واپس آ گئے۔ ایلدیز نے آذربائیجان سے آمد دی فوج صلب کی۔ چنانچہ بھیس بن قزوارسلان بڑی فوج لے کر آ گیا۔ ایلدیز نے ایتاخ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ دونوں حریف کا ۸ شعبان میں مقابلہ ہوا۔ سخت و خونریز جنگ ہوئی۔ آخر کار ایتاخ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ فوج کا بڑا حصہ کام آ گیا۔ نامی رانی سردار مارے گئے۔ فتح مند گروہ نے ایتاخ کی شکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ایتاخ کی طرح اپنی جان بچا کر رے میں داخل ہو کر قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ دھریدیز نے پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ پھر ایلدیز اور ایتاخ میں صلح کی بات چیت ہونے لگی۔ آخر دونوں میں صلح ہو گئی۔ ایلدیز نے ایتاخ کو حرد باقدان دیدیا صلح ہوئی پھر ایلدیز ہمدان واپس آ گیا۔ ②

موید کے کارنامے: ۵۵۶ھ میں موید نے نیشاپور کے چند سرداروں کو اس وجہ سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کہ ان کے باؤ اجداد نے بل نیشاپور کو غارت اور تباہ کیا تھا۔ جس میں نقیب ملویہ ابوالقاسم زید بن حسن حسینی بھی تھا۔ اور یہ الزام لگایا کہ اگر تم لوگ انھیں قتل وغارتگری سے روکتے تو میں ضرور رک جاتا۔ گویا تم ہی لوگوں نے ان افعال کا ارتکاب کیا اور تم ہی اس کے ذمہ دار ہو۔ غرض اس الزام میں مفسدہ پردازوں کی ایک جماعت کو سزائے موت دے دی۔

ان مفسدہ پردازوں نے مساجد، مدارس اور کتب خانہ کو بھی غارتگری کا آجاج گا دینا ہوا تھا۔ ان کی غارتگری اور لوٹ مار کے یہ سب بد قے بھی نذر ہو گئے۔ کسی کو جلد دیا، کسی کو زمین دوز کر دیا، علماء اور روساء کو قتل کیا۔ جس کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ قید کئے گئے اور کچھ قتل کر دیے گئے۔ اس کے بعد مؤید شہر دہلی چلا گیا۔ اس کی شہر پناہ درست کرائی۔ ارد گرد کی خندقوں کی مرمت کرائی۔ حفاظت کی غرض سے دیہات بندوائے اور دیہات قیام اختیار کیا۔ اور نیشاپور چٹیل میدان بن گیا۔

① دیکھیں (تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۲۷۰) ② اصل کتاب میں یہاں جگہ اسی طرح خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۸) میں کوئی عبارت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

شادباخ کی نئے سرے سے تعمیر: شادباخ کو عبداللہ بن طاہر نے اپنے دو گورنری میں آباد کیا تھا۔ عبداللہ بن طاہر اس سے خدمت نشین شادباخ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن طاہر کے بعد شادباخ ویران ہو گیا۔ الب اسلان نے دوبارہ اس کو آباد کیا۔ مگر انہی مفسدہ پردوں نے دوبارہ ویران و برباد کر دیا۔ تب مؤید نے اسے آباد کیا۔ اور ازسرنو شہر کی عمارتوں کو تعمیر کرایا۔ نیشاپور بالکل ویران ہو گیا۔ پھر تاتاریوں نے اسپر حمدیہ۔ خان محمود خراسن کا بادشاہ ان لیرے تاتاریوں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ دو مہینے تک مؤید کا شادباخ میں محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے خان محمود حم سے بھانے سے تاتاریوں سے عہدہ ہو کر شہرستان چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ شوال کے آخر تک شادباخ کا تاتاری محاصرے کئے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لوٹ مار کرتے ہوئے واپس ہوئے اور دیہات، قبضوں اور شہر طوس کو لوٹ لیا۔

خان محمود اور جلال محمد: پھر جب خان محمود نیشاپور میں داخل ہوا تو مؤید نے رمضان ۵۵۵ھ تک عزت و احترام سے رکھا اس کے بعد گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں۔ مال و اسباب اور خزانہ جو کچھ اس کے ساتھ تھا، سب پر قبضہ کر لیا۔ خان محمود نے جلال محمد کو بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ چنانچہ دونوں قید ہی میں زندگی سے سبکدوش ہو گئے۔ مؤید نے خطبہ میں مستجد باللہ خلیفہ عباسی کے بعد اپنا نام داخل کرایا اور بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

شہرستان کی فتح: ... ماہ شعبان ۵۵۱ھ میں مؤید نے شہرستان اور نواح نیشاپور کو فتح کرنے پر اپنی توجہ مبذول کی اور شہرستان کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے تنگ ہو کر ہتھیار ڈال دیئے۔ مؤید کی فوج نے شہرستان لوٹ لیا۔ غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ لیکن بہت جلد مؤید نے اپنی فوج کو نارتگری سے روک دیا۔ شہرستان اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گیا (واللہ اعلم)۔ ①

طوس کی فتح: شہرستان کی مہم سے فارغ ہو کر مؤید نے قلعہ و سکرہ (طوس) کا قصد کیا۔ ابوبکر جاندار اس قلعہ کا حاکم تھا۔ اس نے قلعہ بندی کر دی۔ مؤید ایک مہینہ تک اس کا محاصرہ کئے رہا مگر فتح نہ ہوا۔ چونکہ اہل طوس، ابوبکر کی بد اخلاقی اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے، اس لیے می صرے اور جنگ میں مؤید کا ہاتھ بٹایا ابوبکر نے اس کا احساس کر کے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور قلعہ کی کچیاں حوالہ کر دیں۔ مؤید نے ابوبکر کو جیل میں ڈال دیا اور رہن کی طرف بڑھا۔ اہل کرمان نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اسفرائن فتح کرنے کے لیے فوج روانہ کی۔ (والی اسفرائن) عبدالرحمن بن محمد قلعہ بند ہو گیا۔ مؤید کی فوج نے می صرہ کر لیا۔ آخر کار عبدالرحمان نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور خود کو حوالہ کر دیا۔ مؤید نے اسے بیڑیاں پہنا کر شادباخ بھیج دیا۔ جہاں جیل میں ڈال دیا گیا۔ ۵۵۸ھ میں اسے مار ڈالا گیا۔ فتح اسفرائن کے بعد مؤید نے قہندر ② اور نیشاپور کے گرد نواح پر قبضہ کر لیا۔ حکومت و سلطنت مستقل ہوئی۔ جیسا کہ اس سے پہلے اسن و امان قائم تھا پھر اسی طرح قائم ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے پرانے شہر کو ویران کر کے شادباخ کا نیا شہر آباد کیا۔

بوشنج اور ہرات پر حملہ: اس کے بعد مؤید کو بوشنج اور ہرات فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے می صرہ کر لیا۔ یہ دونوں مقامات ملک محمد بن حسین بادشاہ غوری کے قبضہ میں تھے۔ چنانچہ ملک محمد نے مؤید کے مقابلے پر فوجیں روانہ کیں۔ مؤید نے یہ خبر سن کر می صرہ اٹھایا۔ چنانچہ بوشنج اور ہرات جیسا کہ ملک محمد کے قبضہ میں تھے، اسی کے قبضہ میں رہے۔ ③

کرج کی پیشقدمی: کرج نے ماہ شعبان ۵۵۶ھ میں شہرانی (صوبہ اران) کی طرف پیشقدمی کی اور اسے فتح کر کے خوب برباد کیا۔ بے شمار لوگ مارے گئے اور اکثر قید کر لئے گئے۔ شاہ ارمن ابن ابراہیم بن سکمان والی خلاط نے بڑی فوج جمع کی، جس میں مجاہدین بھی تھے و فوج منظم بھی تھی۔ کوچ و قیام کرتا کرج کے سر پر پہنچ گیا۔ جنگ چھڑ گئی جس میں شاہ ارمن ابن ابراہیم کو شکست ہوئی۔ مسلمان کا بڑا مردہ گرفتار کیا گیا اور بہت سارے لوگ دوران جنگ میں مارے گئے۔

① بجے ۵۵۹ھ کے ۵۵۶ھ پڑھا جائے (دیکھئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ لندن) ② اصل کتاب میں جگہ اسی طرح دی ہے۔ (مترجم) جبکہ پاس موجودہ یہ عربی یڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۹) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔ ③ غایب آج کا قندھار ④ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہرے پاس موجودہ یہ عربی یڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۹) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔



کرج اور ایتاخ کی جنگ: اس کے بعد ماہ شعبان ۵۵۵ھ میں تیس ہزار فوج سے کرج نے اسلام، علاقوں پر یفر کی۔ شہر دین (صوبہ آذربائیجان) اور پچھ حصہ بدجل اور اصفہان کا دبا لیا۔ ایلدیز کو اس کی اطلاع ملی تو فوجیں مرتب کیں اور کرج سے بدلہ لینے کے لیے روانہ ہوا۔ شاہ رمن براہیم بن سمان (والی خلاط) اور آقسقر (والی مراغہ) بھی ایلدیز کے ساتھ تھا۔ پچاس ہزار جنگ جو لشکر میں تھے، ماہ صفر ۵۵۸ھ میں کرج سے شاہ رمن میں داخل ہو کر باز رکازار گرم کر دیا۔ کرج سینہ سپر ہو کر لڑے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ فتحمدی کا سپہر لشکر اسلام کے سر پر بندھا۔ جیشار مرہ، عورت اور بچے گرفتار کر لئے گئے۔ امراء کرج میں سے ایک امیر زادہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ ایک دستہ لشکر اسلام لے کر کمین گاہ میں بیٹھ گیا۔ کرج نے شہر اسد م پر حملہ کیا اور فتحمدی کے زعم میں لڑتا ہوا بڑھا۔ لشکر اسلام آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ جیسے ہی کرج کمین گاہ سے بڑھے امیر زادہ کرج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج شکست اٹھ کر بھاگ گئے۔ لشکر اسلام نے تلواروں پر رکھ لیا۔ دور تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ بے شمار لوگ مارے گئے اور جیشار قید کر لئے گئے۔ لشکر اسد م کامیابی سے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔ ①

قوس پر مؤید کا قبضہ: ۵۵۸ھ میں مؤید (والی نیشاپور) نے صوبہ قوس کی طرف قدم بڑھایا۔ بسطام، وردامغان پر قبضہ کر لیا۔ بسطامی حکومت پر اپنے غلام تنکر کو مقرر کیا۔ تنکر اور شاہ مازندران سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ نوبت جنگ تک پہنچ گئی۔ چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۵۵۸ھ میں دونوں فریق ٹپڑے۔ شاہ مازندران کو شکست ہوئی۔ تنکر نے اس کے کیمپ کو لوٹ لیا۔

چونکہ مؤید و براہید کز میں مراسم اتحاد تھے، اس لیے قوس پر مؤید کے قبضہ کے بعد سلطان ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ نے مؤید کو خلعت و خمرہ جھنڈے اور بہت سے تحائف بھیجے اور ملک خراسان کے جن شہروں کو فتح کر چکا تھا اور آئندہ جن شہروں کو فتح کرے گا، ان سب کی حکومت اور گورنری سے دی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی۔ مؤید نے اس پر بعد مسرت ظاہر کی۔ خلعت زیب بدن کی۔ صوبہ قوس قوس اور پورے صوبہ نیشاپور میں سلطان ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور سلطان ارسلان کے نام کے بعد خطبہ میں اپنا نام داخل کیا۔ جرجان اور دہستان میں خوارزم شاہ بن ارسلان بن آتسز کا اور اس کے بعد امیر ایتاخ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مرو، بلخ اور سرخس پر تاتاریوں کا قبضہ تھا۔ ہرات پر امیر اتکین تاتاری علم حکومت کے تحت حکمرانی کر رہا تھا۔ ان علاقوں میں سلطان سنجر کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ الفاظ یہ تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِسُلْطٰنِ السَّعِيْدِ سَنَجَرٍ وَبَعْدَهٗ لَا اَمِيْرَ تِلْكَ الْمَدِيْنَةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰی وَلِيَّ التَّوْفِيْقِ (ترجمہ: اے اللہ، نیک بخت سلطان سنجر کی مغفرت فرما، اور اس کے بعد اس شہر کے امیر کی مغفرت فرما)۔ ②

ترکان قارغلیہ کا اخراج اور پامالی: خاقان چین نے سمرقند و بخارا کی حکومت پر خان جعفر ابن حسین تکیں کو مقرر کیا۔ خان جعفر پر اسے شاہی خاندان کا مہر تھا۔ ۵۵۷ھ میں خاقان چین نے فرمان بھیجا کہ ”ترکان قارغلیہ کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں سے کاشغری طرف جدا وطن کر دو۔ وہاں جا کر مقیم ہو جاؤ، ہتھیار نہ باندھیں کاشتکاری کریں، روزگار کے حصول کے لیے دوسرے پیشے اختیار کریں“۔ خان جعفر نے ترکان قارغلیہ کو نکالنے پر کمر باندھی مگر قارغلیہ نے وطن چھوڑنے سے انکار کیا اور مخالفت پر ٹل گئے۔ اور متحد ہو کر بخارا کی جانب بڑھے۔ اہل بخارا خان جعفر سے بے یہ سوقت سمرقند میں تھے اور بھڑھرق رغلیہ کے شر سے بچنے کے لیے قارغلیہ سے مل رہے یہاں تک کہ خان جعفر اپنی فوج لے کر پہنچ گیا ورتق رغلیہ پر حملہ کر دیا۔ قارغلیہ کو نہایت شکست فاش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اہل بخارا و سمرقند کو ان کے شر سے نجات دی۔ ③

سنقر کا طاقان اور غرشتان پر قبضہ: ۵۵۹ھ میں امیر صلاح الدین سنقر (سلطان سنجر کا خدام) طالقان علاقوں پر قبضہ ہوا اور غرشتان پر فوج سے کرچڑھ گیا متعدد حملے کئے۔ آخر کار اہل غرشتان نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور مطیع ہو گئے۔ طالقان اور غرشتان کے قلعوں پر اس کی

① اصل کتاب میں جگہ اسی طرح خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۹) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔ ② اصل کتاب میں جگہ اسی طرح خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۰) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔ ③ اصل کتاب میں جگہ اسی طرح خالی ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۰) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

حکومت کا پرچم اڑنے لگا امراء غز (تاتار) کے ساتھ صلح و آشتی کا برتاؤ رکھا۔ ہر سال انھیں خراج ادا کرتا تھا۔

والی ہرات۔ امیر اتکین والی ہرات اور ترکان غز میں صلح تھی۔ زمانہ صلح میں ترکان غز نے بادشاہ غور محمد ابن حسین کو قتل کر دیا۔ جیسے کہ سلاطین غور یہ کے حالات میں بیان کیا گیا۔ امیر اتکین کو مملکت غور کو فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ لہذا فوجیں مرتب کر کے ماہ رمضان ۵۵۹ھ میں بداد غور پر چڑھائی کر دی۔ اہل غور مقابلہ پر آئے، لڑائیاں ہوئی، آخر کار انہی لڑائیوں میں امیر اتکین مارا گیا۔

والی ہرات کا قتل: امیر اتکین کے مارے جانے سے ترکان غز کو ہرات پر قبضہ کی سوجھی۔ چنانچہ جمع ہو کر ہرات پر چڑھ آئے۔ اہل ہرات نے اشیر الدین نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنالیا تھا۔ لیکن اس پر یہ الزام لگا کر کہ یہ ترکان غز سے مل گیا ہے، قتل کر کے ابو الفتوح بن علی بن فضل اللہ طغرائی کو ہرات کی اہل رت پر مامور کیا اور موید کی خدمت میں فدویت نامہ بھیج کر اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ موید نے اپنے خادم سیف الدین تنکر کو ہرات کا حاکم مقرر کیا اور ہرات کو ترکوں کی دسترس سے محفوظ رکھنے کیلئے ایک فوج بھیج دی۔ سرخس اور مردکی جانب دوسرا لشکر روانہ کیا ترکوں پر زمین باوجود وسعت کے تنگ ہو گئی، مجبور ہو کر ہرات سے محاصرہ اٹھا لیا اور موید کے علم حکومت کے سامنے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ اس طرح ہرات وغیرہ پر موید کا قبضہ ہو گیا۔

شاہ مازندران اور تنکر: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ موید (والی نیشاپور) نے قومس اور بسطام پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے اپنے خادم تنکر کو مقرر کیا تھا۔ ۵۵۹ھ میں شاہ مازندران رستم بن علی بن شہر یار بن قارن نے ایک فوج بسر کر دی سابق الدین قزوینی ان مقامات کی تسخیر کو روانہ کی۔ قزوینی نے پہلے دامغان پر بیخار کیا اور اسپر قابض ہو گیا۔ تنکر کو اس کی خبر ملی تو خم ٹھونک کر مقابلہ پر آ گیا۔ قزوینی نے پہلے ہی حملہ میں تنکر کو شکست فاش دیکر ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ تنکر شکست کھا کر موید کے پاس نیشاپور واپس آ گیا لیکن آرام سے نہ بیٹھا۔ آئے دن بسطام اور طوس پر چھاپے مارتا رہا۔

شاہ مازندران کی وفات: ..... ماہ ربیع الاول ۵۶۰ھ میں شاہ مازندران نے وفات پائی۔ علاء الدین دین شاہ مازندران نے اپنے باپ کی موت کو چھپایا۔ کسی کو اس واقعے کی اطلاع نہ ہونے دی۔ جب سارے قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا تو اس واقعہ کو ظاہر کر کے رسم تخت نشینی ادا کی۔ ایٹخ (ایٹخ) والی جرجان اور دہستان شاہ مازندران کی موت سے مطلع ہو کر علاء الدین سے لڑنے کے لیے اٹھا۔ اور ان حقوق و احسان کا ذرا بھی خیال نہ کیا جو شاہ مازندران کے "ایٹاق" پر تھے۔ اس احسان فراموشی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایٹاق کو اس لڑائی اور جھگڑے سے کچھ ہاتھ نہ لگا (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

موید کا محاصرہ نساء اور ناکامی: ماہ جمادی الاول ۵۶۰ھ میں موید نے شہر نساء کے محاصرے اور اسے فتح کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی۔ خوارزم شاہ بیگ ارسلان بن اتسر نے بھی نساء کی حمایت پر اپنا لشکر بھیج دیا۔ جیسے ہی خوارزم شاہ کا لشکر "نساء" کے قریب پہنچا۔ موید کی فوج محاصرہ اٹھ کر نیشاپور واپس آ گئی۔ اہل نساء نے خوارزم شاہ کا شکریہ ادا کیا اور مطیع ہو گئے اور اس کے نام کا خطبہ اور سکہ نساء میں جاری ہو گیا۔ "نساء" پر قبضہ کے بعد خوارزم شاہ کا لشکر دہستان کی طرف بڑھا اور قبضہ کر لیا۔ اہل دہستان نے اطاعت قبول کر لی۔ امیر لشکر خوارزم شاہ نے اپنی طرف ایک (آئی جی پولیس) مقرر کیا۔

آقسنقر و ایلدکیز کی جنگ: ..... آقسنقر احدلی (والی مراغہ) نے ۵۶۳ھ میں دار الخلافہ بغداد میں خط بھیجا اور سلطان محمد شاہ کے بیٹے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی جو اس کی کفالت اور نگرانی میں تھا۔ اور یہ لکھا کہ "میری اس کے سوا اور کوئی غرض نہیں ہے اگر یہ درخواست قبول ہو جائے گی تو میں عراق سے ذرا بھی چھیڑ چھاڑ نہیں کروں گا۔ بلکہ خوب مال و زرندر کروں گا"۔ خلیفہ نے نہایت خوشی سے درخواست منظور فرمائی۔ ایلدکیز کو اس کی اطلاع ملی۔ اپنے بیٹے بہلوان کو بری فوج دے کر آقسنقر سے جنگ کرنے روانہ کیا۔ چنانچہ شدید جنگ کے بعد آقسنقر کو شکست ہو گئی اور وہ مراغہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ بہلوان نے مراغہ کا محاصرہ کر کے روزانہ کی جنگ سے آقسنقر کو تنگ کرنے لگا۔ آقسنقر نے مجبور ہو کر صلح کا پیغام بھیجا،

فریقین میں بات چیت ہونے لگی اور آپس میں صلح ہو گئی۔ پھر بہلوان اپنے باپ ایلدکز کے پاس ہمدان واپس آ گیا۔

زنگی اور شملہ کی جنگ: چونکہ زنگی بن وکلا (والی فارس) نے اپنی فوج کے ساتھ سختی اور بد اخلاقی کا برتاؤ شروع کیا تھا، بیجان و دبا رہا تھا اس لیے فوج کے بڑے گروپ نے شملہ (والی خوزستان) سے خط و کتابت کر کے اسے امیر بنانے کو بلایا۔ چنانچہ شملہ اپنی فوج سے کرفارس کی طرف روانہ ہو گیا۔ زنگی اس سے مطلع ہو کر لڑنے نکلا۔ دونوں نے خوب زور آزمائی کی، جنگیں لڑیں، آخر کار زنگی کو شکست ہو گئی۔ اس نے اکراشاؤنکار ① کے پاس جا کر پناہ لی اور شملہ نے فارس پر قبضہ کر لیا۔

شملہ کی پسپائی اور واپسی: فارس پر قبضہ کے بعد شملہ کا دماغ بھی پھر گیا۔ اہل فارس پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا۔ ایک بھٹی خرمسکا ② لوٹ کر کرنے لگا۔ دیہات اور قصبوں کو ویران کر دیا۔ کوئی فریاد رس تھا اور نہ حامی۔ اہل فارس کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ شکر فرس کا ایک گروپ زنگی کے پاس پہنچا۔ شملہ کی زیادتیوں کی شکایت کی اس سے زنگی کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ تھوڑی سی فوج لے کر فارس پر چڑھا آیا۔ چنانچہ شمس فرس چھوڑ کر خوزستان چل گیا۔ یہ واقعات ۵۶۴ھ کے ہیں۔

جنگ ایلدکز و ایتاخ: ایتاخ متعدد لڑائیوں اور جھگڑوں کے بعد ”رے“ پر اس شرط پر قابض ہو گیا کہ ایلدکز فریق مذکور سے نہ خراج جو آپس میں مقرر ہوا تھا، ادا کرتا رہے۔ چند دنوں کے بعد جب ایتاخ کی قوت ذرا بڑھ گئی تو فوجی اخراجات کا بہانہ کر کے خراج دینا بند کر دیا۔ چنانچہ ایلدکز نے ایتاخ پر چڑھائی کر دی۔ ایتاخ مقابلہ پر آیا، گھمسان کی لڑائی میں ایتاخ شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکز نے محاصرہ کر دیا۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ چنانچہ ایلدکز نے ایتاخ کے غلاموں کو ملانے کی کوشش کی اور انھیں سمجھ بھجھ کر جاکر دینے کی۔ بیچ دے کر ایتاخ کے قتل پر تیار کر دیا۔ چنانچہ ان نمک حراموں نے ایک دن موقع پا کر ایتاخ کا کام تمام کر دیا۔ پھر کیا تھا ایلدکز نے ”رے“ اور طبرک پر قبضہ کر لیا۔ علی بن عمرو ہاشمی ③ کو گورنر بنایا اور ان نمک حراموں کا زبانی شکریہ ادا کیا، نہ انعام دیا اور نہ ہی جاگیر دی۔ ان کا زور ہی کیا تھا؟ چنانچہ متفرق و منتشر ہو گئے۔ جو غلام ایتاخ کے قتل کا بانی مہابی تھا، وہ خستہ و پریشان حال خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ چونکہ خوارزم شاہ وراثت میں تھوڑا تھا، اس لیے نمک حرامی کی پاداش میں اس غلام کو سولی دیدی (نتیجہ کار بد کا کار بند ہے)

آپس میں اختلاف: ۵۶۵ھ میں ملک طغرل بن قاروت بیگ (والی کرمان) نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کا بڑا بیٹا ارسلان شاہ کرمان کا حکمران بنا۔ ملک طغرل کا چھوٹا بیٹا بہرام شاہ جھگڑا پڑا۔ اس نے بھی سلطنت و حکومت کا دعویٰ کر دیا۔ ارسلان شاہ نے جنگ کی اور اسے شکست دی۔ بہرام شاہ پریشان حال مؤید کے پاس نیشاپور پہنچا۔ مؤید نے مال دزر اور فوج کے ساتھ اس کی مدد کی۔ چنانچہ اپنے بھائی ارسلان شاہ سے ٹرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس لڑائی میں ارسلان شاہ کو شکست ہو گئی اور بہرام شاہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور ارسلان شاہ مدد لینے کے لیے پیدکز کے پاس صفہن پہنچ گیا۔ چنانچہ ایلدکز نے ایک فوج اس کی امداد پر متعین کر دی۔ ارسلان شاہ کرمان کی جانب لوٹا۔ ایلدکز کی فوج نے پہنچتے ہی لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور کرمان کو بہرام شاہ سے چھین کر ارسلان شاہ کے حوالے کر دیا۔ بہرام شاہ فریادی صورت لے کر مرتا کھیتا نیشاپور میں مؤید کے پاس پہنچا، اور وہیں ٹھہر گیا۔ اتفاق یہ کہ اس واقعہ کے بعد ارسلان شاہ کا انتقال ہو گیا اور بہرام شاہ کرمان واپس آ کر قابض ہو گیا۔

مستقفی یا مرشد کی خلافت: اس کے بعد مستجد باللہ عباسی خلیفہ بغداد نے وفات پائی اس کا بیٹا مستقفی یا مرشد خلیفہ بنا۔ چونکہ ہم خلفاء عباسیہ کے حالات تفصیل سے اوپر لکھ چکے ہیں۔ اس لیے یہاں پر ان خلفاء کے مزید حالات نہیں لکھنا چاہتے۔ مستجد اور مستقفی کے میسر و خلفاء کے حالات اس لیے تحریر کئے گئے ہیں کہ وہ سلاطین سلجوقیہ اور بنو بویہ کے زیر اثر اور قبضہ میں تھے۔ ان کی وفات و خلافت کے تذکرے سلاطین سلجوقیہ و بنو بویہ کی حکومتوں کے گویا ایک جزو تھے۔ اور وہ خلفاء جو زمانہ خلافت مقتضی عباسی سے تحت خلافت پر بیٹھے، شاہ شطرنج نہ تھے بلکہ خود مختار تھے۔ ان پر کی سلطان

① رے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۱) پر ”اکراشاؤنکار“ کے بجائے ”اکراشاؤنکار“ تحریر ہے۔ ② یہاں صحیح لفظ ابن مسکاک ہے۔ یہیں (تاریخ کامل جلد ۲

صفحہ ۳۴۷) ③ یہاں صحیح نام عمر بن علی بن یاسر ہے۔ دیکھیں (تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۸)

کا اثر اور دباؤ نہ تھا۔ سلطان مسعود سلجوقی کی وفات کے بعد سلاطین سلجوقیہ کمزور پڑ گئے۔ ان کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ مشرق اور مغرب میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئی۔ اس سے خلفاء عباسی کو بغداد اور اس سے متصل علاقوں میں استبدادی حکومت حاصل ہو گئی۔ اس سے پہلے خلفاء عباسیہ نے مدقوں میں سلاطین سلجوقیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا یہی امر سلاطین سلجوقیہ میں آپس کے نفاق اور جھگڑے پیدا ہونے کا باعث بنا۔ انھوں نے حکومت حاصل کرنے کے لیے جنگیں کیں۔ چنانچہ خلفاء عباسی نے ان کے ممالک پر قبضہ کر لیا اور تنہا ان کے مالک ہو گئے۔ خلافت کے عداوہ حکومت کی باگ دوڑ بھی انہی کے قبضہ میں رہی یہاں تک کہ خلیفہ مستنصر عباسی کی حکومت و خلافت کا ہلاک کرنے کا ہاتھ خاتمہ ہو گیا۔ (وتلك الايام نداولہ بین الناس)

خوارزم شاہ کی وفات جب خوارزم شاہ (ارسلان) بن اتسر ترکوں سے شکست کھا کر خوارزم واپس آیا تو بیمار تھا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں ۵۶۸ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کا چھوٹا بیٹا سلطان شاہ حکمران بنا۔ اس وقت اس کا بڑا بھائی علاء الدین تغش خوارزم میں موجود نہ تھا۔ وہ یہ خبر پا کر ترکان خطا کے پاس چل گیا اور مدد کی درخواست کی۔ ترکان خطا نے اس کی امداد پر کمر باندھی۔ خوارزم آئے اور قبضہ درادیا۔ سلطان شاہ جیسے تیسے موید کے پاس نیشاپور پہنچا اور علاء الدین تغش کے مقابلہ میں امداد مانگی۔ چنانچہ موید اپنا لشکر آراستہ کر کے خوارزم روانہ ہو گیا۔ علاء الدین تغش مقابلہ پر آیا۔ دونوں فریق جی کھول کر لڑے، جس میں موید کو شکست ہوئی اور موید گرفتار ہو گیا۔ بیڑیاں ڈال کر علاء الدین تغش کے سامنے پیش کیا گیا اور علاء الدین تغش کے سامنے ہی قتل کر دیا گیا۔

بنو موید کی حکومت کا خاتمہ: شکست کے بعد موید کا لشکر نیشاپور واپس آیا اور اس کے بیٹے طغان شاہ ابو بکر بن موید کو حکمران بنایا۔ طغان شاہ و علاء الدین تغش کے درمیان جو واقعات رونما ہوئے ان کو ہم ان کی حکومتوں کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔ موید کے قتل کا واقعہ دوسرے طریقہ سے بھی بیان کیا گیا ہے اس کو بھی ہم اسی جگہ پر لکھیں گے۔

اس کے بعد خوارزم شاہ (تغش) نے ۵۶۹ھ میں نیشاپور پر چڑھائی کی دو مرتبہ محاصرہ کیا۔ دوسری مرتبہ طغان شاہ بن موید کو ہزیمت ہوئی، خوارزم شاہ نے طغان شاہ کو گرفتار کر کے خوارزم بھیج دیا۔ نیشاپور اور ان شہروں پر جو بنی موید کے قبضہ میں خراسان میں تھے، قبضہ کر لیا۔ بنی موید کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا (والبقاء لله وحده)

ایلدکز کی وفات اور بہلوان کی جانشینی: اتالیق شمس الدین ایلدکز (اتالیق ارسلان شاہ بن ملک طغرل) بہدان، اصفہان، رے و آذربائیجان نے (۵۶۸ھ میں) وفات پائی۔ یہ وزیر اسطنت کمال شہیر ① (یا میری جو سلطان محمود کا وزیر تھا) کا غلام تھا۔ وزیر اسطنت کے قتل کے بعد سلطان محمود کی خدمت میں رہنے لگا۔ ترقی کر کے عہدہ کتابت پر پہنچ گیا۔ پھر جب سلطان مسعود تخت حکومت پر بیٹھا تو ارنیہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ باوجودیکہ دارالحکومت سے دور تھا، لیکن سلجوقی بادشاہ کی اطاعت کو باعث فخر سمجھتا تھا۔ پھر اس نے رفتہ رفتہ آذربائیجان، بہدان، اصفہان اور "رے" پر قبضہ کر لیا۔ اپنے ارسلان شاہ بن طغرل کو تخت حکومت پر بٹھایا اور اس کے نام کا خطبہ پڑا اور بدستور اس کا اتالیق بنارہا۔ اس کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ اس کا دائرہ حکومت تفتیس سے مکران تک وسیع ہو گیا تھا۔ ارسلان شاہ نام کا بادشاہ تھا۔ سیاہ و سفید کا مالک۔ یہ ہی تھا۔

ابن سنگی کا نہاوند پر قبضہ: ایلدکز کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا محمد بہلوان حکمران ہوا۔ یہ سلطان ارسلان شاہ کا مادری بھائی تھا۔ بہلوان نے حکمران بن کر جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ نظم و نسق کی غرض سے آذربائیجان کا سفر کیا۔ ابن سنگی (شملہ کا بھتیجا) والی خوزستان کو موقع مل گیا۔ وہ میدان خالی دیکھ کر نہاوند پر چڑھ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اہل نہاوند نے مقابلہ کیا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ چنانچہ ابن سنگی اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر تشر لوٹ آیا۔ دو ایک دن کا مغالطہ دے کر اس راستہ سے جو آذربائیجان سے نہاوند آتا تھا، نہاوند کی طرف چلا۔ اہل نہاوند یہ سمجھ کر بہلوان کی امدادی فوج آ رہی ہے، شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ ابن سنگی بغیر کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہو گیا۔ قاضی اور روساء شہر کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ والی نہاوند کی ناک کاٹ لی اور شہر نہاوند میں لوٹ مار کر کے عراق کے ارادے سے ماسبدان کی طرف قدم بڑھایا اور خوزستان لوٹ آیا۔

① یہ صحیح غلط "میری" ہے جیسا کہ خود بھی فاضل مترجم نے بریکٹ میں تحریر کیا ہے۔ مزید دیکھیں (تاریخ اکمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۸)

شملہ کی وفات ۵۷۰ھ میں شامل (والی خوزستان) نے بعض ترکمان پر حملہ کی تیاری کی۔ ترکمانوں نے بہلوان بن ایبدن نے مدد دی، دست کی۔ بہلوان نے ایک فوج ترکمانوں کی کمک پر بھیج دی۔ چنانچہ شامل اور ترکمانوں سے جنگ چھڑ گئی اور شامل شکست کھ کر بھاگ گیا۔ یہ پکڑا ہوا ہے ترکمانوں نے شامل کو ورنیز اس کے بیٹے اور چھتے کو گرفتار کر لیا۔ شامل کو زخم کاری لگا تھا، اس لیے دو دن کے بعد مر گیا۔ شامل ترکمان آسز ۱ سے تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا خوزستان کا حکمران بنا۔

بہلوان کا تبریز پر قبضہ: اسی سال بہلوان نے شہر تبریز پر یلغار کی۔ شہر تبریز پر آقسنقر احمد ملی کی حکومت تھی۔ آقسنقر احمد ملی مر گیا تھا۔ اس کی وراثت عہد کی اور وصیت کے مطابق اس کا بیٹا ملک الدین حکمران بنا۔ بہلوان نے اس تبدیلی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ مرغہ پر محاصرہ کیا اور اپنے بھائی قزل رسول کو شہر تبریز فتح کرنے پر مامور کیا۔ بہلوان نے مرغہ فتح کر کے اہل مرغہ سے اچھے برتاؤ کئے۔ قاضی مرغہ کو انعام اور صے دیے۔ قاضی مرغہ نے اہل تبریز سے خط و کتابت کر کے دونوں فریق میں صلح کرا دی۔ چنانچہ آپس میں عہد و پیمان ہو گیا اور بہلوان تبریز کی حکومت پر اپنے بھائی قزل ارسلان کو مقرر کر کے مرغہ سے ہمدان واپس آ گیا۔

ارسلان شاہ کی وفات اور طغرل کی جانشینی: ۵۷۳ھ میں ارسلان شاہ سلجوقی کا جو کہ بہلوان بن ایبدن کی کفالت و نگرانی میں تھا اور۔ کا دروازہ بھٹی تھا، مقدم ہمدان میں انتقال ہو گیا۔ پھر اس کا بیٹا سلطان طغرل تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

بہلوان کی وفات اور قزل ارسلان کی حکومت: اس کے بعد محمد بن بہلوان بن ایبدن نے ۵۸۲ھ میں وفات پائی تو اس کا بھائی قزل ارسلان حکمران بنا۔ عثمان اس کا نام تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں رعایا نہایت خوش حال تھی۔ تمام ممالک میں امن و امان کا دور دورہ تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ہی اصفہان میں حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان اور رے میں اہل سنت والجماعت اور شعیہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ لوٹ، قتل اور آتش زنی کا بازار گرم ہوا۔ شہر کے اکثر علاقے جلادے گئے۔

سلطان طغرل اور قزل ارسلان: بہلوان کا سلطان طغرل پر کافی اثر تھا۔ سکہ اور خطبہ سلطان طغرل کا تھا، لیکن حکومت کی باگ دوز بہلوان کے قبضہ میں تھی، یہی سیاہ و سفید کا مالک و مختار تھا۔ بہلوان کے بعد قزل ارسلان نے بھی سلطان طغرل کو اپنے اثر میں لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن قزل میں بہلوان جیسا دم و خم نہ تھا۔ اور نہ اس کی طرح اس کے دماغ میں سیاست کا مادہ تھا۔ اس لیے سلطان طغرل اس کے قبضہ و اثر سے نکل گیا وہ اس کے تحکم کو برداشت نہ کر سکا۔ اس نے ہمدان چھوڑ دیا۔ پھر بعض اراکین حکومت اور فوج کا کچھ حصہ اس سے آ ملا۔ جس سے سلطان طغرل کی ہمت بند ہو گئی۔ چنانچہ خراسان کے بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ قزل ارسلان سے لڑائی ٹھن گئی، متعدد لڑائیں ہوئیں مگر ایک دوسرے کو مغلوب نہ کر سکے۔ دھر قزل ارسلان نے دربار خلافت بغداد میں خط بھیجا کہ ”خلافت میں خلیفہ پناہ کا میں دل و جان سے مطیع ہوں، حسب دستور خدمت کے لیے حاضر ہوں، حضور والد سلطان طغرل کی طرف سے ہوشیار ہیں یہ نہایت چلتا پرزہ ہے، آپ میری امداد پر فوجیں بھیجیں میں سلطان طغرل سے فارغ ہو کر حاضر ہو کر شرط خدمت بجا لاؤں گا۔ ادھر سلطان طغرل نے بھی اپنا اپنی روانہ کیا۔ مگر خلیفہ نے قزل ارسلان کی درخواست کو قبول کیا ورنہ رستہ تعمیر کا حکم دیا۔ ورنہ سلطان طغرل کے اچھی کو دربار سے نکلوا دیا کہ بغیر جواب لیے واپس کر دیا۔ اور شاہی دارالحکومت کوزمین دوز کر دیا۔ ۲

جلال الدین کی شکست: ۵۸۴ھ میں خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی نے ایک فوج قزل ارسلان کی امداد کے لیے وزیر السطنت جلال الدین عبید اللہ بن یوسف کی کمان میں سلطان طغرل کے مقابلے کے لیے روانہ کی۔ ماہ صفر میں یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہمدان کے قریب پہنچی۔ اتفاق سے قزل ارسلان وقت پر نہ پہنچ سکا اور سلطان طغرل نے جنگ چھیڑ دی اس سے وزیر السطنت کو شکست ہو گئی۔ سلطان طغرل نے شکر بغداد کے ماہ اسباب کو لوٹ لیا۔ اور وزیر السطنت کو گرفتار کر لیا۔ لشکر بغداد پریشان ہو کر بغداد واپس آ گیا۔ ۳

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۳) پر اقثر یہ تحریر ہے

②- ③ اصل کتاب میں بھی جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۳) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جگہ خالی ہے۔

قتل کا قتل آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان طغرل اور قزل ارسلان بن ایلدکز کے درمیان لڑائیں ہو رہی تھیں۔ آخر کار ان لڑائیوں میں قزل ارسلان کو کامیابی ہوئی اور سلطان طغرل گرفتار ہو کر کسی قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ تمام شہروں پر قزل ارسلان کا قبضہ ہو گیا۔ ابن وکلا (والی فارس و خوزستان) نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ قزل ارسلان کامیابی کے ساتھ اصفہان واپس آ گیا۔ اس وقت تک اصفہان میں جھگڑا و فساد کا سلسلہ جاری تھا۔ شافعیہ کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے صلیب دیدی۔ چنانچہ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ پھر یہ ہمدان لوٹ آیا۔ ۵۸۷ھ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا، بادشاہت کا اعلان کیا اور دروازے پر فوہست بجوائی۔

قتل قزل ارسلان اور قتلغ کی حکومت: اس کے بعد ایک روز رات کے وقت سونے کی حالت میں کسی نے قزل ارسلان کا کام تمام کر دیا۔ بہت تلاش کی گئی مگر قاتل کا پتہ نہ چلا۔ اس کے غلاموں کی ایک جماعت کو اس شبہ سے کہ یہی قتل کے مرتکب ہوئے ہیں، گرفتار کر لیا۔ قزل ارسلان، کریم، حیم، عادل، نیک سیرت اور خوش خلق شخص تھا۔ برائی کا بدلہ نہ لینے کو زیادہ دوست رکھتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد قتلغ بن بہوان (قزل ارسلان کا بھتیجا) حکمران بنا اور تمام شہروں پر جو قزل ارسلان کے قبضہ میں تھے، قابض ہو گیا۔

ہمدان پر سلطان طغرل کا قبضہ: قزل ارسلان کے قتل کے بعد سلطان طغرل اس قلعہ سے جس میں قزل ارسلان نے اسے قید کیا تھا، نکل آیا۔ شاہی فوجیں جمع ہو گئیں۔ چنانچہ ہمدان پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھا۔ قتلغ بن بہوان نے مقابلے پر کمر باندھی۔ ایک دوسرے سے جنگ ہوئی تو قتلغ شکست کھا کر رے چلا گیا۔ اور سلطان طغرل نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ: قتلغ نے رے پہنچ کر قلعہ بندی کر لی۔ خوارزم شاہ علاء الدین نکش کو اپنی مدد کے لیے بھویا۔ چنانچہ ۵۸۸ھ میں خوارزم شاہ رے کی جانب روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ رے کے قریب پہنچا۔ قتلغ کو خوارزم شاہ کی طرف سے شبہ پیدا ہو گیا خود کردہ پرندامت ہوئی۔ مگر چارہ کار کیا تھا۔ اس لیے رے کے کسی قلعہ میں بیٹھ گیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے رے اور قلعہ طبرک پر قبضہ کر لیا اور سلطان طغرل سے صلح کر لی۔ اس دوران سلطان شاہ کے خوارزم شاہ کے بھائی کی نقل و حرکت کی خبر ملی۔ جس کو ہم ان کے واقعات کے سلسلہ میں بیان کریں گے۔ چنانچہ خوارزم شاہ رے پر اپنی جانب سے ایک حاکم مقرر کر کے ۵۹۰ھ میں خوارزم واپس آ گیا۔

سلطان طغرل اور خوارزم شاہ: خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد سلطان طغرل نے رے کی جانب پیش قدمی شروع کی۔ خوارزم شاہ کی فوج پر جو رے میں مقیم تھی، شب خون مارا۔ قتلغ پریشان ہو کر بھاگ نکلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد کا دوبارہ پیغام بھیجا اور معذرت کی۔ اتفاق سے جس وقت قتلغ کا قاصد خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا، اسی وقت خلیفہ عباسی کا ایلچی بھی فرمان لیے ہوئے پہنچ گیا۔ خلیفہ نے سلطان طغرل کی زیادتوں کی شکایت تحریر کی تھی اور یہ لکھ تھا کہ تم ان علاقوں پر قبضہ کر لو تا کہ امن و امان قائم ہو جائے۔ خوارزم شاہ نے خلیفہ کے فرمان کو سراٹھکھوں پر رکھ کر نیشاپور سے رے روانہ ہو گیا۔ قتلغ نے اس کی طاعات کو اپنی عزت کا باعث سمجھا اور اس کے ساتھ ہولیا۔

طغرل اور خوارزم شاہ کی جنگ: سلطان طغرل کو اس کی خبر ملی تو بلا انتظار اجتماع لشکر مقابلہ پر تل گیا۔ ماہ ربیع الاول ۵۹۰ھ میں رے کے قریب دونوں فریق کی مدد بھیڑ ہوئی۔ سلطان طغرل نے خود خوارزم شاہ پر حملہ کیا، لڑتا ہوا خوارزم شاہ کے قلب لشکر تک پہنچ گیا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا، زخمی ہو گیا تھا۔ لہذا گھوڑے سے زمین پر گر گیا اور کسی سپاہی نے سراتار لیا۔ خوارزم شاہ نے رے، ہمدان اور دوسرے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔ ہمدان اور اس کے صوبہ پر قتلغ بن بہوان کو مقرر کیا اور اکثر شہروں میں اپنے غلاموں کو جاگیریں دیں۔ سابق کون کا سردار بنایا۔ سلطان طغرل کے مارے جانے سے بنو ملک شاہ کی حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر: اس کے بعد خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی کا وزیر ابن عطف ۱ ہمدان اصفہان اور رے کے شہر خوارزم شاہ کے

① ۵ شعبان ۵۹۰ھ میں خلیفہ ناصر عباسی نے ابن عطف نائب وزیر کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اس کا نام مویہ الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی مودون ابن قصاب تھا (دیکھئے تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۷۰-۱۲۷۱) (مترجم)



غلاموں سے چھین لیے۔ مگر چند دنوں کے بعد خوارزم شاہ نے پھر واپس لے لیے۔ جیسا کہ خلفاء بنی عباسیہ کے حالات میں ہم سمجھ چکے ہیں۔ نہ ابن خلدون کی طرف سے امراء ایوبیہ میں سے ابوالہیجا سمین نے ۵۹۳ھ میں ہمدان کی جانب بے شکم کی۔ ازبک بن بہلولان نے ہمدان سے نکل کر اجمعت کے اظہار کے ساتھ نیاز حاصل کیا۔ مگر ابوالہیجا نے گرفتار کر لیا۔ خلیفہ ناصر عباسی کوٹا واکر زرا۔ چنانہ ازبک کو قید سے رہا کر دینے کا حکم صادر کر کے ازبک کو خوش کرنے کی غرض سے خلعت بھیجی۔

امیر ابوالہیجا سمین، بیت المقدس کا حاکم تھا، امراء مصر کا اہم اور ممتاز فرد تھا۔ بیت المقدس اور اس کے نواح کے مد قہ اس کے زیر حکومت تھے۔ جب املاک العاد نے املاک الافضہ سے دمشق چھین لیا تو بیت المقدس کی حکومت سے امیر ابوالہیجا سمین کو معزول کر دیا تو وہ بغداد چلا گیا۔ جب خلیفہ ناصر عباسی نے اپنے اراکین دولت میں شامل کر لیا اور ۵۹۳ھ میں ہمدان کی فتح کے لیے روانہ کیا۔

ازبک کی حکومت: ازبک بن بہلولان اپنے باپ کے مرنے کے بعد بلاد آذربائیجان پر قابض ہو گیا اور حکومت پر قدم رکھتے ہی بیش و عشرت میں منہمک ہو گیا۔ انتظام مملکت سے غافل ہو کر رنگ رنگیلیوں میں ڈوب گیا۔ کرج نے شہر دو پر حملہ کیا اور محاصرہ کر لیا۔ ہل دویر نے ازبک بن بہلولان کے پاس وفد بھیجا اور امداد کی درخواست کی۔ مگر ازبک کے کانوں پر جوں تک نہ رہی۔ ادھر کرج نے اسے فتح کر لیا اور جی کھول کر پال کیا۔

کو کچہ کا رے و ہمدان پر قبضہ اور قتل: کو کچہ ۱ بہلولان کا غلام تھا۔ ازبک کی کمزوری کی وجہ سے رے، ہمدان اور بلاد جہل پر قبضہ ہو گیا۔ اپنے رفیق اید غمش (یہ بھی بہلولان کا غلام تھا) کو اپنا معتمد علیہ اور دایاں باز و بنایا۔ اید غمش کو جب قوت حاصل ہو گئی تو حکومت کی رچ میں کو کچہ سے بڑی اور سے قتل کر کے ان تمام شہروں پر جو زیر حکومت کو کچہ تھے، قابض ہو گیا۔ ازبک بن بہلولان و باد بنایا پڑا رہا۔ سیاہ سفید کا اسکو با کل ختیار نہ تھا۔

ازبک اور والی ارمل: آپ نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ ازبک تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی لذات اور لہو لعب میں مصروف ہو گیا۔ انتظام و سیاست سے ایک قلم ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر والی ارمل مظفر الدین کو کبری اور ازبک کا کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ جسکی وجہ سے وہ رمل نے ازبک کے عدووں کا رخ کیا۔ علاء الدین بن قرا سنقر احمد بلی والی مراغہ کے پاس گیا اور امداد مانگی۔ ازبک کے سارے حالات بتائے۔ وہاں مراغہ نے والی ارمل کی رائے سے اتفاق کیا اور اس کے ساتھ تبریز کے محاصرے کے لیے روانہ ہوا۔ ازبک نے اید غمش کو ان حالات سے مطلع کیا۔ اس وقت ہمدان، اصفہان، رے و سرسہ بلد جبکہ اید غمش ہی کے قبضے میں تھے۔ اید غمش فوجیں لے کر غنیم کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا اور والی ارمل کے پاس دہسکی آمو خط لکھا۔ والی ارمل کے حواس باختہ ہو گئے۔ بغیر جنگ و قتال اپنے دربار حکومت واپس چلا گیا۔ علاء الدین بن قرا سنقر والی مراغہ بھی لوٹ گیا۔ لیکن اید غمش کا غصہ اس سے دور نہ ہوا۔ ازبک کو ہمراہ لیے مراغہ پہنچا، محاصرہ کر لیا۔ والی مراغہ نے اپنے متبوضات قلععات میں سے ایک ایک قلعہ دے کر صبح کر لی۔ اید غمش اور ازبک محاصرہ اٹھا کر واپس آ گئے۔

خوارزم شاہ کا مازندران پر قبضہ: حسام الدین اردشیر (والی مازندران) کے مرنے کے بعد بڑا بیٹا حکمران ہو۔ اپنے بچھے بھائی کو اپنے عداوتوں سے نکا دیا۔ پریشان ہو کر جرجان پہنچا۔ جہاں شاہ برکتش اپنے بھائی خوارزم شاہ کی طرف سے جرجان کا حاکم تھا۔ خوارزم شاہ سے اس نے مدد کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے اطاعت کی شرط امداد پر کمر باندھی اپنے بھائی برکتش کو امداد پر متعین کیا۔ چنانچہ برکتش جرجان سے مازندران روانہ

۱ خوارزم شاہ کی خراسان سے واپسی کے بعد امراء اور خدام بہلولان نے متفق ہو کر کو کچہ کو جو کہ بہلولان کے غلاموں میں ایک اہم اور صاحب اثر شخص تھا، اپنا امیر بنایا۔ اس کے سرے قریبی علاقوں پر قابض کر دیا۔ کو کچہ نے اصفہان سے خوارزمی عمال کو باہر نکالنے کی غرض سے اصفہان پر چڑھائی کی۔ اصفہان کے قریب پہنچا تو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ کا شہر سفہان کے قریب پڑا ہے۔ امیر لشکر سیف الدین طغرل خادم خلیفہ عباسی کی خدمت میں معذرت کا خط بھیجا اور یہ کہلوا کر خدام و ست سے نہریوں کو نکالنے کی غرض سے اصفہان کا رخ کیا ہے در کوئی غرض نہیں ہے۔ سیف الدین نے معذرت قبول کر لی اور کو کچہ خوارزمیوں کے تلاش و جستجو میں طہس (بلاد مقبوضہ کامیاب) تک پہنچا۔ پھر اصفہان آیا اور قبضہ کر لیا۔ در خلافت میں اظہار فرمانبرداری کا خط بھیجا۔ رے، ساوہ، م اور قاشان کی حکومت کی درخواست کی۔ اصفہان، ہمدان، رنجین اور قزاقین عمده خدمت و تسلیم کرنے کو کہے۔ چنانچہ خلیفہ نے درخواست کو قبول کر لیا۔ خوشنودی مزاج کی خلعت عنایت کی اور منشور بطریق درخواست روانہ کیا۔ اس سے وجہی تان و تات میں چار چاند تک کے۔ فوج کثیر بھرتی کر دی، مستحق حکمران بن گیا۔ ہم چشموں میں عظیم الشان اور صاحب قوت تسلیم کیا گیا (دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ ۶۷، ۶۸۔ معجم البلدان) (مترجم)

ہوا۔ مگر راستے میں یہ خبر موصول ہوئی کہ (والی مازندران جو اپنے باپ کے بعد حکمران بنا تھا، مر گیا ہے اور اسکا چھوٹا بھائی، مازندران پر حکومت کر رہا ہے۔ لیکن برٹکش نے اپنا ارادہ ترک نہ کیا۔ اور سفر طے کر کے مازندران پہنچ گیا۔ اور ساریہ و آمد کی طرح مازندران پر غارتگری کر کے قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خراسان لوٹ آیا۔ سابق والی مازندران کا منجھلا بیٹا جس نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی، مازندران پر حکومت کرنے لگا۔ سابق والی مازندران کا چھوٹا بیٹا قلعہ کوری میں قلعہ بند ہو گیا۔ سارا مال و اسباب اور خزانہ اسی کے قبضے میں تھا۔ منجھلے بھائی سے بات چیت شروع کی۔ عنایت و الطاف کی درخواست کی، منجھلے بھائی نے سارے شہروں پر قبضہ کر لیا۔

ازبک کا مراغہ پر قبضہ: ۶۰۴ھ میں علاء الدین قراسنقر احمد ملی والی مراغہ کا انتقال ہو گیا۔ کوئی بڑا بیٹا نہ تھا اس کے خدام نے حکومت کی ہگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کے ایک کم سن بیٹے کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔ بعض امراء دولت نے اس سے سرکشی کی اور بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اس نے ان کی گوشمالی کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ باغیوں کو شکست ہوئی۔ علاء الدین قراسنقر کام کم سن بچہ مستقل طور پر حکمران ہو گیا۔ ایک سال کے بعد ۶۰۵ھ میں اسکا بھی پیغام اجل آ گیا۔ اس کے مرنے سے خاندان قراسنقر احمد ملی کی حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ ازبک بن بہوان ان واقعات سے مطلع ہو کر تہریز سے مراغہ آیا۔ اور آل قراسنقر کے تمام زیر کنٹرول علاقوں پر قابض ہو گیا۔ صرف وہ قلعہ باقی رہ گیا جس میں قراسنقر کا خدام قلعہ بند تھا۔ خزانہ اور مال و اسباب اسی خدام کے پاس تھا۔

اید غمش اور سنکلی: اید غمش کے ابتدائی حالات اور حکومت حاصل کرنے کے واقعات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ جب اسکا قدم استقلال کے ساتھ حکومت کے زینہ پر جم گیا تو ہمدان، اصفہان اور رے بلاد جلیہ پر قابض ہو گیا۔ کثیراتعداد فوج بھی جمع ہو گئی۔ شن و شوکت بھی بڑھ گئی۔ چنانچہ اس نے خود مختار حکومت کا دعویٰ کر دیا۔ حوصلہ اس قدر بڑھا کہ اپنے آقائے نعمت بہلوان (جس نے اس کو حکومت عطا کی تھی) کے بیٹے ازبک پر چڑھائی کر دی۔ ازبک اس وقت آذربائیجان میں تھا۔ بہلوان کے خادموں سے ایک شخص سنکلی نامی اید غمش کی روک تھام کے لیے اٹھا۔ ممالک بہلوانیہ کا ایک بڑا گروہ اس کے ساتھ ہو گیا۔ بات کی بات میں فوج کثیر تیار ہو گئی۔ اس واقعہ میں اید غمش کو شکست ہوئی اور سنکلی نے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔

اید غمش شکست کھا کر بغداد پہنچا۔ تو خلیفہ نے اس کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا، عزت و احترام سے ملاقات کی۔ یہ واقعہ ۶۰۸ھ کا ہے۔ اید غمش نے بغداد میں قیام اختیار کیا ①۔

اید غمش کا قتل: خلیفہ نے اید غمش کو خلعت دی۔ لواء حکومت عطا کیا۔ جتنے علاقے اس کے قبضہ میں تھے، ان کی سند حکومت عطا کی اور فوجی مدد دینے کا وعدہ کر کے ۶۱۰ھ میں رخصت کیا۔ اید غمش بغداد سے ہمدان کی جانب لوٹا۔ افواج بغداد کے انتظار میں سیمان بن برجم، میرا یولینیہ ترکان کے پاس قیام کیا۔ ادھر سلیمان نے خفیہ طور پر سنکلی کو اید غمش کے حالات لکھے اور ایک روز موقع پا کر اید غمش کا کام تمام کر دیا اور سر اتار کر سنکلی کے پاس بھیج دیا۔ اید غمش کے سارے ساتھی متفرق و منتشر ہو گئے۔ سنکلی نے اید غمش کے سارے مقبوضہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔

سنکلی کی ریشہ دوانیاں:..... خلیفہ کو اس واقعہ سے سخت ناراضی پیدا ہوئی۔ اس نے سنکلی کو تحدید اور خوشنودی کا خط لکھا۔ مگر سنکلی نے کچھ بھی سماعت نہ کی۔ پھر خلیفہ نے اس کے آقا ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان کو اس کی شکایت لکھی اور فوج کشی کی ترغیب دی، اپنی طرف سے امداد کا وعدہ کیا۔ جہاں الدین اسمعیلی والی قلعہ موت کو ازبک کی موافقت اور اس کے ساتھ مل کر سنکلی سے لڑنے کا حکم بھیجا۔ اور آپس میں یہ طے پایا کہ کامیابی کے بعد ہر ایک کو برابر برابر سنکلی کے علاقے دے دیے جائیں گے۔ چنانچہ خلیفہ نے فوج کی روانگی کا حکم دیا۔ اپنے خدام سنقر "وجہ السبع" کو سپہ سالار مقرر کیا۔ مظفر الدین کوہری بن زین الدین علی کو چک والی ارمل و شہر زور کو بھی شریک جنگ ہونے کا حکم دیا اور میدان جنگ کا سپہ سالار مقرر کیا۔

سنکلی کی شکست: چنانچہ یہ فوجیں دل بادل کی طرح ہمدان کی طرف بڑھیں۔ سنکلی میں مقابلے کی قوت کہاں تھی؟ ہمدان چھوڑ کر بھاگ گیا، اور

① اصل کتاب میں جہاں ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸۵) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں جہاں ہے۔

پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا۔ حملہ آور فوج نے تعاقب کیا اور دامن کوہ میں پڑاؤ ڈالا۔ پہاڑ کی چوٹی پر سنگلی تھا اور نیچے حمد آرفوج تھی، بڑی شہوت ہوئی۔ چنانچہ ازبک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور سنگلی پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا۔ رات ہوئی تو ازبک اپنے مورچہ میں واپس آیا۔ یہاں تک کہ حریف باہم تیغ سپر ہوئے۔ اس جنگ میں سنگلی کو شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا۔ سنگلی پہاڑ کی چوٹی پر چند دن ٹھہر رہتا تو غنیم کی فوج رسد کی وجہ سے بھاگ جاتی۔ لیکن اس کی قسمت میں شکست لکھ دی گئی تھی، جیسے ہی رات نے اپنے سیاہ دامن فضا سے م میں پھیلانے، سنگلی بندی کوہ سے اتر کر بھاگ گیا۔ اور اس کے سارے ساتھی منتشر و متفرق ہو گئے۔ پھر کیا تھا میدان خالی ہو گیا۔ فتح مند مردہ سنگلی کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر کے حسب قرار واد آپس میں حصے بانٹ لیے۔

**سنگلی کی موت** ازبک کے حصہ میں جو علاقے آئے تھے اس نے ان پر اپنے بھائی مملوک غلمش کو مقرر کیا۔ غلمش ۱ نے قبضہ کر کے غلمش کی طرف توجہ کی۔ سنگلی جیسے تیسے سادہ پہنچا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے سنگلی کو گرفتار کر لیا اور سر اتار کر ازبک کے پاس بھیج دیا۔ در بدر جیل میں ۲ حکومت قائم ہو گئی۔ جہاں تک کہ ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ کے ہاتھوں اس کی زندگی کے دن پورے ہو گئے۔ خوارزم شاہ نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ خوارزم شاہ کے حالات میں آپ پڑھو گے۔ ازبک بن بہلوان (دلی آذربائیجان واران) نے خوارزم شاہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کی۔ اپنے مقبوضہ علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ملک شاد کے خاندان اور اس کے غلاموں کی حکومت کا سلسلہ عراقین، خراسان، افرن اور تمام مشرقی ممالک سے منقطع ہو گیا۔ صرف ازبک بلاد آذربائیجان پر قابض رہا۔

**جلال الدین کا قتل** اس کے بعد ۶۱۸ھ میں تاتاری طوفان اٹھا اور محمد تنکش کے سارے علاقوں ماوراء النہر، خراسان اور عراق عجم پر قبضہ کر لیا۔ ہندوستان تک ان کا اثر پہنچ گیا۔ ۶۲۱ھ میں ازبک بن بہلوان، چنگیز خان کا مطیع ہو گیا اور چنگیز خان کے حکم سے خوارزمیوں کو ماوراء النہر، موٹ کر خراسان آیا۔ اتنے میں جلال الدین محمد بن تنکش ۶۲۲ھ میں ہندوستان سے واپس آیا اور عراق عجم اور افرس پر قابض ہو گیا اور آذربائیجان پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھا۔ ازبک آذربائیجان اور ان چھوڑ کر گنجہ چلا گیا۔ جلال الدین نے گنجہ پر قبضہ کر لیا اسی پریشانی اور بے سرو سامانی کی حالت میں ازبک کی موت واقع ہو گئی۔ چنانچہ ایدکز کے خاندان حکومت ختم ہو گئی اور تاتاریوں نے سارے ملک پر قبضہ کر لیا۔ ۶۲۸ھ میں جلال الدین محمد تنکش کو بھی مار ڈالا۔ جیسا کہ ان کے حالات کو آئندہ پڑھو گے۔

سلاطین سلجوقیہ کے حالات ختم ہو گئے اور آپ نے مکمل مطالعہ کر لیا۔ اب ہم یکے بعد دیگرے ان حکومتوں کے حالات لکھنے کی جانب توجہ کرتے ہیں جو سلاطین سلجوقیہ کی دولت و حکومت سے پیدا ہوئی تھیں (واللہ وارش الارض ومن میہا وہو خیر الوارثین)

## شاہان خوارزم کے حالات

**محمد ابن انوشکین** : شاہان خوارزم کا مورث اعلیٰ اور جدا کبر ”انوشکین“ نسل ترکی اور غرستان کے رہنے والے کسی شخص کا غلام تھا۔ اسی مناسبت سے ”انوشکین“ غرشی کہلاتا ہے۔ امراء سلجوقیہ میں سے ملا بیگ نامی ایک سردار نے خرید لیا، چونکہ انوشکین میں غیر معمولی شجاعت و عقل و فرست تھی۔ سلسلے ملا بیگ زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ انوشکین کا بیٹا محمد اپنے باپ کی طرح شجاعت اور دانائی میں یکتا نکلا۔ انوشکین نے اسے نہایت عمدہ تعلیم دینی۔ چنانچہ آداب اور معارف کے زیور سے مزین و آراستہ ہو کر سن شعور کو پہنچا، امراء سلجوقیہ میں مل جل گیا اور صوبوں کی حکومت پر متعین ہو، کفایت شعور و مہتمم تھا، تھوڑے ہی دنوں میں شہرہ آفاق ہو گیا۔

**ارسلان ارغون** جب سلطان برکیارق ابن سلطان ملک شاہ نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور اردن ارغون (برکیارق کا بیٹا)

۱ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۸) پر یہ لفظ لکھنے سے روک گیا تھا جس کو باشر سے تاریخ کا مل جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۷ سے بڑھایا۔

۲ ہمارے پاس اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں ایسی کوئی علامت نہیں جس نے معصوم کو یہ جگہ خالی۔

مخافت پر اٹھ۔ اور خراسان پر قبضہ کر لیا تو ۴۹۰ھ میں برکیارق نے فوجیں اپنے بھائی سنجر کی کمان میں ارسلان ارغون کو زیر کرنے کے لیے روانہ کیں۔ روگنی فوج کے بعد ہی خود بھی روانہ ہو گیا۔ راستے میں ارسلان ارغون کو اسی کے ایک غلام نے تنگ ہو کر مار ڈالا تھا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ برکیارق نے اس خبر سے مطلع ہو کر سرخ عزیمت نہ کی اطراف خراسان اور ماوراءالنہر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا۔ ارسلان ارغون کے بھائیوں سے حکومت چھین لی اور اپنے بھائی سنجر کو مامور کیا۔

محمد بن سلیمان کی بغاوت: محمد بن سلیمان امیر امیران نے جو کہ برکیارق کا رشتہ دار تھا، بغاوت و مخالفت کا جھنڈا بند کیا۔ سنجر نے اس کی متاع بے پر مربہ نہ دی اور کامیاب ہو۔ محمد بن سلیمان کو گرفتار کر کے آنکھوں میں تیل کی سلاکیں پھر وادیں۔ پھر برکیارق، خوارزم پر کئی شاہ کو واپس مقرر کر کے خراسان سے عراق واپس آ گیا۔ فارسی زبان میں ”شاہ“ سلطان کو کہتے ہیں۔ خوارزم شاہ کو شاہ کی جانب مضاف کر کے حسب عادت مضاف الیہ کو مضاف پر مقدم کر دیا کئی شاہ ہو گیا۔

قودز کی بغاوت اور قتل: برکیارق کی واپسی کے بعد کمانڈروں سے امیر قودز اور امیر بارق قشاش جو کسی وجہ سے موکب شاہی کے خراسان میں رہ گیا تھا، بغاوت اور مخالفت پر تیار ہو گیا۔ اور انہی شاہ ”والی خوارزم“ پر جبکہ وہ سلطان برکیارق کی خدمت میں حاضر ہونے جا رہا تھا، مقدمہ میں حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیارق کو اس کی اطلاع مل گئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عراق عجم میں امیرانز اور موید الملک بن نظام الملک نے بغاوت پر کمر بستہ نہ کی تھی، برکیارق امیرانز اور موید الملک کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوا اور امیر داؤد حبشی بن ایتاق ۱ کو فوج کا سپہ سالار بنا کر جنگ کے لیے قودز اور بارق قشاش کو خراسان واپس بھیجا۔ امیر داؤد ہرات کی طرف روانہ ہوا۔ امیر داؤد حبشی کی فوج جمع نہیں ہونے پائی تھی کہ قودز اور بارق قشاش نے پیشقدمی کر دی۔ امیر داؤد حبشی نے جیسے تیسے دریائے جیحون عبور کیا۔ تو بارق قشاش نے بڑھ کر اسے روکا۔ جنگ چھڑ گئی جس میں بارق قشاش کو شکست ہو گئی اور اسے امیر داؤد نے گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ کی خبر قودز تک پہنچی تو فوج نے بلوہ کر دیا، قودز بخارا بھاگ گیا۔ جہاں والی بخارا نے گرفتار کر لیا۔ مگر کچھ عرصے بعد رہا کر دیا۔ چنانچہ یہ سلطان سنجر کی خدمت میں پہنچ گیا۔ مگر سلطان سنجر نے بغاوت کے جرم میں بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔ اور قشاش امیر داؤد کے پاس قیدی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

محمد بن انوشکین: بارق قشاش اور قودز کی شکست سے خراسان میں اسن قائم ہو گیا۔ فتنہ و فساد کا بازار سرد پڑ گیا۔ اور امیر داؤد حبشی کی حکومت کا سہہ جم گیا۔ امیر داؤد حبشی نے حکومت خوارزم کے لیے محمد بن انوشکین کو منتخب کیا۔ چنانچہ محمد بن انوشکین نے نہایت خوبی سے خوارزم کا نظم و نسق درست کیا۔ اخراجات میں کفایت شعاری کی۔ آئے دن کے فساد اور بدامنی کو روک دیا۔ اہل علم کو دوست رکھتا تھا۔ علماء اور فضلاء سے اس کی مجلس بھری رہتی تھی، عادل شخص تھا۔ رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاحظت کا برتاؤ کرتا تھا۔ ان وجوہات سے اس کا ذکر خیر سارے عالم میں پھیل گیا اور شان و شوکت بڑھ گئی۔

سلطان سنجر نے خراسان پر قبضہ کرنے کے بعد محمد بن انوشکین کو خوارزم کی حکومت پر بحال و قائم ہی نہیں رکھا بلکہ اور زیادہ قدر افزائی کی۔ بلند مراتب و مدارج عطا کئے۔

خوارزم پر قبضہ: جن دنوں محمد بن انوشکین خوارزم میں موجود نہ تھا، کسی مہم میں گیا ہوا تھا۔ طغرل تکین محمد بن انوشکین کے بھانجے سے یک ترکی بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ (یہ انوشکین وہی ہے جو خوارزم کا سابق بادشاہ تھا، جسے امیر قودز اور امیر بارق قشاش نے قتل کر دیا تھا) محمد بن انوشکین کو اس کی اطلاع ملی تو سلطان سنجر کی خدمت میں نیشاپور اطلاع خط بھیجا اور امداد کی درخواست کی اور فوج تیار کر کے خوارزم کو چھڑانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ترک بادشاہ اور طغرل تکین محمد صرہ اٹھ کر چلتے نظر آئے۔ ایک دوسرے سے الگ الگ سمت کا راستہ لیا۔ چنانچہ محمد بن انوشکین بد مزہمت خوارزم میں داخل ہو گیا۔ اس سے سلطان سنجر کی آنکھوں میں محمد بن انوشکین کی قد و منزلت اور بڑھ گئی۔

ارتسز بن محمد: اس کے بعد محمد بن انوشکین والی خوارزم کا زمانہ وفات آ گیا۔ چنانچہ اس کا بیٹا آتسز جانشین بنا۔ اپنے باپ کے نقش قدم پر چڑھا، آتسز

زمانہ حکومت محمد ابن انوشکین میں کئی بار لشکر کا سپہ سالار مقرر ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر گیا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔ حکمران بنتے ہی اس کی مردانگی، شجاعت و سیاست کا اندازہ کیا۔ شہر مشلاخ کی فتح نے اس کی شہرت و ناموری پر چار چاند لگا دیئے۔ ہر کرد و مہ کی زبان پر اس کی کفایت شعری اور جنگ سے واقفیت کا چرچا رہنے لگا۔ شان و شوکت دو بالا ہو گئی۔ چنانچہ سلطان سنجر نے اسے اپنے دربار میں طلب کر کے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر دیا۔ ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ لڑائیوں میں اسی کو لشکر کا سپہ سالار اعظم بناتا تھا۔ لگانے بجھانے والوں کو حسد و رشک پیدا ہوا تو غمازی شروع کر دی۔ وقت بوقت جڑے لگے کہ اتسر کے دماغ میں خوارزم کی خود مختار حکومت کی ہوا سا گئی ہے۔ اس نے خوارزم میں اپنی حکومت قائم کر دی ہے۔ سلطان سنجر اس سے ناراضگی ہو گئی اور بلا تحقیق فوجیں لے کر خوارزم پر چڑھ گیا۔

اتسر اور سلطان سنجر کی جنگ: ادھر اتسر بھی جنگ پر تیار ہو گیا۔ لڑائی ہوئی تو میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا۔ اتسر کو شکست ہوئی اور اتسر کاہن اور اس کے بہت سے مردار اور مصاحب، سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیئے گئے اور خوارزم پر قبضہ کر کے غیاث الدین سلیمان شاہ ابن سلطان محمد (اپنے بھتیجے) کو حکومت عنایت کی۔ پھر اتالیق وزیر اور حاجب مقرر کر کے ۵۳۳ھ مرو واپس آ گیا۔ چونکہ اہل خوارزم اتسر سے بیحد خوش و راس کے ممنون و حسن مند تھے اور غیاث الدین سلیمان شاہ کا برتاؤ ان لوگوں کے ساتھ اچھا نہ تھا، اس لیے سلطان سنجر کی واپسی کے بعد ہی اتسر نے اہل خوارزم کی تحریک سے چڑھائی کر دیا اور اہل خوارزم نے نہایت خوشی سے قبضہ دے دیا۔ سلیمان شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس چلا گیا اور اتسر خوارزم کا مستقل حکمران بن گیا۔

سلطان سنجر اور ترکان خطا کی جنگ: ۵۳۶ھ میں سلطان سنجر اور ترکان خطا کی جنگ ہوئی۔ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان سنجر نے اتسر بادشاہ خوارزم کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا۔ اس سے اتسر کو غصہ و رنج پیدا ہوا۔ خوارزم واپس آنے کے بعد اتسر نے ترکان خطا کو سلطان سنجر کی مخالفت و اس کے علاقوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی تاکہ سلطان سنجر کی توجہ ترکان خطا کی جنگ کی طرف مبذول ہو جائے اور اتسر کے مقبوضہ علاقوں سے متعرض نہ ہو۔ چنانچہ ترکان خطا نے جو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے، سلطان سنجر کے ممالک کی طرف پیش قدمی کی۔

ترکان خطا اور محمود کی جنگ: بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بقرخان بادشاہ خانیہ کا شہر اور ترکستان کے حکمران پر (جو کہ سلطان سنجر کا بھانجا تھا) ترکان خطا ملک گیری کے لیے حملہ کیا۔ محمود نے مقابلے پر کمر باندھی۔ ترکان خطا نے محمود کو بری طرح شکست دے دی۔ محمود شکست کھا کر سمرقند واپس آ گیا، اپنے ماموں سلطان سنجر کو یہ واقعات لکھے۔ ترکان خطا کے مظالم کی شکایت لکھی اور آمد دوائنت کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان سنجر سبقتی اور خراسانی لشکر لے کر ترکان خطا سے جنگ کرنے چل دیا اور دریا عبور کر کے کیم صفر ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے بھڑ گیا۔ گھمسان کی لڑائی میں سلطان سنجر کو شکست ہوئی۔ بیشمار مسلمان مارے گئے۔ لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ مرد اور چار ہزار عورت و بچوں کی جاتی ہے۔ اس واقعہ میں سلطان سنجر کی بیوی قید ہو گئی۔ سلطان سنجر شکست کھا کر خراسان کی جانب واپس ہوا۔ اور بادشاہ خطا نے، ورنہ اتسر پر قبضہ کر دیا۔ کئی ممالک اس دم کے قبضے سے نکل گئے۔ ان واقعات کو ہم تفصیل کے ساتھ سلطان سنجر کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

شاہ خوارزم کا سرخس اور مرو پر قبضہ: سلطان سنجر کی ہر شکست کے بعد اتسر شاہ خوارزم نے خراسان کا رخ کیا۔ سلطان سنجر ترکان خطا کے مقابلہ میں شکست کھا کر بہت ہار گیا تھا۔ کوئی مزاحمت کرنے والا نہ رہا۔ چنانچہ اتسر نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ امام محمد زیدی جو کہ زہد و تقویٰ و عروم دینی کا جامع شخص تھا، اتسر سے ملنے آیا۔ اتسر نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اس کے پسند اور نصائح کو دل کے کانوں سے سن کر منظور و قبول کیا۔ اس کے بعد اتسر نے مرو شہر کی طرف قدم بڑھایا۔ امام احمد باخوری نے حاضر ہو کر گزارش کی ”آپ اپنی فوج سمیت مرو کے باقی ممالک میں، اہل مرو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں، ان پر حملہ کرنے سے ناحق خونریزی ہوگی اتسر نے امام احمد کی سفارش قبول کر لی اور شہر مرو کے باہر پڑ کر رہا۔

مرو کی عوام کا بلوہ اور ان کا قتل عام: عوام الناس پر شامت سوار ہوئی تو ہلچل مچا کر خوارزمی فوج کے سپاہیوں سے بھڑ گئے، کسی کو قتل کیا، کسی کو رفرار کر کے قید کر دیا۔ اتسر کے مصاحبوں کو جو کسی ضرورت سے شہر میں گئے تھے، پکڑ کر باہر نکال دیا۔ اتسر کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ چنانچہ مجدد کاظم

دیدیا۔ چنانچہ یکم ربیع الاول ۵۳۶ھ میں مرو کے عوام الناس سے لڑائی ہوئی۔ بہت سے لوگ مارے گئے جن میں اکابر علماء مرو کی ایک جماعت تھی۔ کئی دن تک قتل و مکارگرم رہا۔ علماء اور فضلاء کا بڑا گروہ ننگے سر اور ننگے پیر اتسر کی خدمت میں اہل مرو کی عفو و تقصیر کی غرض سے حاضر ہوا۔ اتسر نے اپنے شکر کو اہل مرو کے قتل و مکار سے منع کر دیا۔ اور ان کی خطائیں معاف کر دیں۔ لیکن سلطان سنجر کے اراکین اور سرداروں کے مال و متاع کو ضبط کر لیا اور سلطان سنجر کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جب خطیب کی زبان سے اتسر بادشاہ خوارزم کا نام نکلا۔ اہل نیش پور کا دل بھرا آیا۔ انتظام و مزاحمت کا جوش پیدا ہوا۔ لیکن آخری نتیجہ نے روک دیا، چنانچہ خاموش ہو گئے۔

بہق کی فتح۔ مرو پر قبضے کے بعد اتسر نے صوبہ بہق کو فتح کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی، پانچ دن کے محاصرہ کے بعد فتح ہو گئی۔ چنانچہ پورے صوبہ کو قتل و غارتگری کا نشانہ بنالیا۔ گاؤں، دیہات اور شہر تاراج کر دیئے گئے۔ چونکہ ترکان خطا اتسر کی پشت پناہی پر تھے اور درپردہ یہ نکی سے کثرت تھے اس لیے سلطان سنجر ان افعال سے جو اتسر بلاد خراسان کرتا تھا متعرض نہ ہوتا تھا۔ صبر کا بھاری پتھر اپنے دل پر رکھے ہوئے مسلمانوں اور اسلامی علاقوں کی بربادی دیکھ رہا تھا۔

مسلم تاریخوں کی غارتگری:۔ اس کے بعد ۵۳۸ھ میں ترکان غز جو اسلام کے دعویدار تھے، اٹھے اور سلطان سنجر سے نکر کامیابی کے ساتھ خراسان پر قابض ہو گئے۔ ترکوں کا یہ گروہ ملوک سلجوقیہ سے علیحدگی کے بعد ماورالنہر میں آکر مقیم ہو گیا تھا۔ اور مذہب و رسوم کا پابند تھا۔ چنانچہ جب ترکان خطا ماورالنہر پر مسلط اور متولی ہو گئے تو ترکان غز کو ماورالنہر سے نکال دیا۔ اور اطراف بلخ میں جا کر قیام اختیار کیا۔ پھر لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ دن دھاڑے قتل و غارتگری لیتے تھے۔ دیہات اور قصبوں کو تاراج کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے ان کی استحصال پر کمر باندھی، فوجیں تیار کیں، جنگ ہوئی لیکن مقابلہ کی تاب نہ لا سکا۔ لہذا شکست کھا کر بھاگا مگر گرفتار کر لیا گیا۔

سنجر کی گرفتاری کے بعد:۔ اس کی گرفتاری اور شکست سے اس کی حکومت و دولت کا شیرازہ بکھر گیا، جو کسی بھی طرح دوبارہ درست نہ ہو سکا۔ صوبوں کے گورنروں نے اپنے اپنے صوبے دبا لیے۔ مستقل اور خود مختار حکمران بن گئے۔ ان کی دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے اور جس کا جہاں سینک سہا، چلا گیا اور مملکت سلجوقیہ کے حصے بخرے کر لیے۔ اتسر بھی خوارزم اور اس کے صوبے کو دبا بیٹھا، اور خود مختاری کا اعلان کر لیا۔ جس پر اس کی اولاد وراثتہ آئندہ حکمران بنی۔ پھر جب سلاطین سلجوقیہ کی ہوا اور زیادہ بگڑی اور فضاء حکومت پر زوال کی گھنائیں چھا گئیں تو اتسر کی اولاد نے خراسان، و عراق پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان لوگوں کی بہت بڑی حکومت ہوئی۔ جسے ہم مفصل و شرح ان کی دولت و حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے (انشاء اللہ تعالیٰ) واللہ ولی التوفیق بمنہ و کرمہ۔

ارسلان بن اتسر:۔ اتسر بن محمد ① بن انوشکین دالی خوارزم نے نصف ۵۵۱ھ میں ساٹھ سال حکومت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ عداوت و در نیک سیرت شخص تھا۔ رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ اس کے بعد ارسلان بن اتسر خوارزم کا حکمران بنا۔ کرسی حکومت پر بیٹھ کر اپنے چچاؤں کو سزائے موت دی اور اپنے بھائی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں۔ پھر جب سلطان سنجر تاریخوں کی قید سے نکل کر آ گیا تو ارسلان نے اسے فدویت نامہ بھیجا اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ چنانچہ سلطان سنجر نے اسے خوارزم کی سند حکومت عطا کی۔ اس کے بعد ترکان خطا نے فتح خوارزم کی غرض سے خروج کیا۔ ارسلان مقابلہ کے لیے نکلا۔ تھوڑی سی مسافت طے کی ہوگی کہ ایک مہلک مرض سے منے آ کر کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ خوارزم واپس آ گیا۔ کمانڈروں میں سے لشکر امیر کو سپہ سالار مقرر کر کے فوج کو روانگی کا حکم دیا۔ ترکان خطا اور خوارزمی فوج کی مدد بھیڑ ہو گئی۔ ترکوں نے اسے شکست دی، گرفتار کر لیا اور ماورالنہر واپس گئے۔

ارسلان کے بیٹوں میں اقتدار کی کشمکش:۔ اس واقعہ کے بعد ارسلان بن اتسر شاہ خوارزم کا اسی بیماری میں جس کی وجہ سے ترکان خطا کے مقابلہ پر نہ جاسکا تھا، انتقال ہو گیا۔ اس کا چھوٹا بیٹا محمود حکومت خوارزم پر فائز ہوا اور اس کی ماں سلطنت و حکومت کا انتظام کرنے لگی۔ ارسلان کا بڑا بڑا



علاء الدین تنکش اس وقت خوارزم میں موجود نہ تھا۔ اپنے مقبوضہ صوبہ میں تھا، اسے چھوٹے بھائی کی حکومت ناگوار لڑی۔ ہند، ہستہ حصہ۔ پانچ گیارہ اور امداد کی درخواست کی۔ خوارزم کی سرسبزی، مال و دولت کی لالچ دی۔ چنانچہ بادشاہ خطا کے منہ میں پانی بھر آیا۔ خوارزم کی رخنہ کلی سن سراس ٹیک پڑی۔ جس میں عداوت بیان کر لیا اور بڑی فوج لے کر علاء الدین تنکش کی امداد کے لیے خوارزم کی طرف روانہ ہو گیا۔

مؤید ای یہ (سلطان شاہ کی ماں)۔ سلطان شاہ اور اس کی ماں مؤید ای یہ والی نیشاپور کے پاس آ گئی تھی (مؤید ای یہ سہن سہن کے بعد نیشاپور پر قبضہ ہو گیا تھا) بدیا ورتی نصف دیئے۔ خوارزم کے مال و خزانہ کی لالچ دیا۔ چنانچہ مؤید ای یہ فوجیں فراہم کر کے خوارزم کو علاء الدین تنکش اور ترکان خطا کی دست برد سے بچنے کے لیے سلطان شاہ کے ساتھ ہو گیا۔ جس کوں کا قافلہ باقی رہ گیا تھا کہ علاء الدین تنکش اس کی مدد سے مطلع ہو کر میدان میں آ گیا، پھر گھمسن کی لڑائی ہوئی آخر کار مؤید کی فوج نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا اور بھاگ نکلی، مؤید گرفتار ہو کر علاء الدین تنکش کے سامنے پیش کیا گیا۔ چنانچہ علاء الدین تنکش نے قتل کا حکم صادر کر دیا جس کی تعمیل فوراً کر دی گئی۔ سلطان شاہ نے بڑی مشکل سے دہستان میں جا کر دم لیا، ادھر علاء الدین تنکش نے تعاقب کیا اور دہستان کو گھیر لیا۔ سلطان شاہ چھپ کر دہستان سے بھاگ گیا مگر اس کی ماں گرفتار ہو گئی اور اسے علاء الدین تنکش نے قتل کر دیا اور دہستان پر قبضہ کر کے خوارزم واپس آ گیا۔

سلطان شاہ دہستان سے نکل کر نیشاپور پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ طغان شاہ ابو بکر ابن مؤید نیشاپور میں حکومت کر رہا تھا۔ سمجھ عرصے بعد قیام کر کے سلطان غیاث الدین غوری کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کر لیا۔

علاء الدین تنکش کے ہاتھوں تاتاریوں کا قتل۔ ترکان خطا نے علاء الدین تنکش سے وعدہ پورا کرنے کا تقاضہ شروع کیا۔ حسب وعدہ مال و زر لینے کے لیے اپنی بھیجے۔ علاء الدین تنکش نے ترکان خطا کے ایلیوں کو اہل خوارزم کے مکانات میں غنیمت علیحدہ ٹھہرایا۔ ایک دور و حید و حوالہ سے کام کیا۔ پھر چند آدمیوں کو ان کے قتل پر مامور کر دیا۔ چنانچہ ایک بھی زندہ نہ بچا، اس طرح اس نے وہ عہد و اقرار جو ترکان خطا سے کیا تھا، نسیا منسا کر دیا۔

ترکان خطا کے بادشاہ سے تنکش کی جنگ۔ سلطان شاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ غیاث الدین غوری سے رخصت ہو کر بادشاہ خطا کے پاس پہنچا۔ علاء الدین تنکش (اپنے بھائی) کی زیادتیوں کی شکایت کی، امداد مانگی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل خوارزم مجھ سے زیادہ موقوف اور نوس ہیں۔ میری صورت دیکھ کر علاء الدین تنکش کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ علاء الدین تنکش سے بد عہدی کا بدلہ لینے کا یہ موقع اچھا ہے۔ اس نے آپ کے ساتھ بھی دعا کی ہے۔ بادشاہ خطا پہلے سے ہی خار کھائے بیٹھا تھا اس لیے فوراً تیار ہو گیا۔ اور بڑی فوج لے کر خوارزم پر چڑھ آیا۔ درمی صورت کریں۔ علاء الدین تنکش قلعہ بند ہو کر مقابلہ کی تدبیریں کرنے لگا۔ فوج نے علاء الدین تنکش کے حکم سے نہر میں پانی جاری کر دیا۔ جیحوں کے بند کھودے گئے۔ جس سے بڑ سیلاب برپا ہو گیا۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ بادشاہ خطا کا لشکر ڈوبتے ڈوبتے بچا اور محاصرہ اٹھ کر نا کام لوٹ گیا۔ بادشاہ خطا نے سلطان شاہ کو یہ دھوکہ دینے پر بے حد ملامت کی۔ سلطان شاہ نے ندامت سے سر جھکا لیا۔

سلطان شاہ کا مرو پر قبضہ۔ اس کے بعد سلطان شاہ نے بادشاہ خطا کے سپہ سالار اعظم سے کہا ”آپ میرے ساتھ ایک فوج مرو پر قبضہ کے لیے روانہ کیجئے میں قبضہ کا ذمہ دار ہوں، دینار غزی اسی زمانہ سے مرو پر قابض تھا۔ جن دونوں تاتاریوں اور سلطان کا جھگڑا چل رہا تھا، دینار غزی ایک کمزور آدمی تھا“ سپہ سالار نے فوج کو راوگی کا حکم دیا۔ سلطان شاہ نے سرخس کی طرف قدم بڑھایا۔ تاتاریوں سے جو اس پر قابض تھے، جنگ کی اور نہایت بے رحمی سے انھیں قتل کر دیا۔ پامال کیا۔ دینار غزی نے مقابلے پر کمر باندھی۔ چنانچہ لڑائی ہوئی اور آخر کار سلطان شاہ نے اس پر قبضہ کر کے وہیں قیام اختیار کر لیا۔ بادشاہ خطا کی فوج مادیات واپس آ گئی۔ لیکن سلطان شاہ خراسان میں تاتاریوں (ترکان غز) سے بریلز تارنا کٹھ مقامات پر قابض ہو گیا۔

سرخس پر سلطان شاہ کا قبضہ۔ دینار غزی نے آئے دن کی لڑائیوں سے تنگ آ کر سرخس، طغان شاہ ابن مؤید، وان نیشاپور کے دو۔ مرو۔ سلطان شاہ نے اپنی طرف سے قراموش نامی ایک امیر کو سرخس کی حکومت عطا کی۔ پھر طغان شاہ نیشاپور چلا گیا۔ سلطان شاہ اس سے مطلع ہو کر سرخس پر

چڑھ آیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ طغان شاہ کو اس کی خبر ملی تو فوج مرتب کر کے محاصرہ ختم کرانے کے لیے سرخس پہنچا۔ چنانچہ جیسے ہی انوں فوجوں کا مقابلہ ہوا طغان شاہ جنگ سے جی چڑا کر نیشاپور بھاگ آیا۔ یہ واقعہ ۵۷۶ھ کا ہے۔ قراقوش نے ہتھیار ڈال دیے اور قلعہ خد کر کے اپنے آق طغان شاہ کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ ادھر سلطان شاہ نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔

طغان شاہ کی وفات سحر شاہ کی حکومت:۔۔۔ اس کے بعد طوس کو بھی لے لیا، نیشاپور کی زمین بھی طغان شاہ کے خد سلطان شاہ کی طرف سے دن کی لڑائیوں سے تنگ ہو گئی۔ چنانچہ ۵۷۷ھ میں مر گیا۔

طغان شاہ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا سحر شاہ حکمران بنا۔ منکلی تلکین (سحر کے دادا کا کلوک) کو حکومت سحر پر استبداد حاصل ہو گیا۔ سیاہ و سفید کرنے کا، لک و مختار بن گیا۔ یہ امر اور امراء و اراکین دولت کو ناگوار گزرا۔ اکثر امراء اس کا ساتھ چھوڑ کر سلطان شاہ کے پاس سرخس چلے گئے۔ دینار غزی، ترکان غز کا ایک گروپ لے کر کر جان چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ منکلی تلکین حکومت و دولت پر قابو پا کر کھیل کھیلانے لگا۔ نیشاپور کے عام باشندوں پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا۔ اراکین حکومت کو بغیر کسی جرم کے قتل کر ڈالا۔

نیشاپور پر خوارزم شاہ کا قبضہ:۔۔۔ اس سے ایک واسیلکچ گیا۔ خوارزم شاہ علاء الدین تغش کو اس کی خبر ملی تو مارچ ۵۸۲ھ میں نیشاپور پر فوج کشی کی اور دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ اہل نیشاپور مقابلے پر اڑے رہے۔ چنانچہ محاصرہ اٹھا کر خوارزم واپس آ گیا۔ پھر ۵۸۳ھ میں نیشاپور فتح کرنے نکلا اور پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ اہل نیشاپور نے امن حاصل کر کے قبضہ دیدیا۔ خوارزم شاہ نے منکلی تلکین کو قتل کر دیا اور سحر شاہ کو احترام و عزت سے خوارزم لے آیا۔ مہمان کی طرح ٹھہرایا۔ چند دنوں کے بعد یہ خبر ملی کہ سحر شاہ اہل نیشاپور سے خط و کتابت کر رہا ہے اور حکومت حاصل کرنے کی غرض سے گڑ بڑ کر رہا ہے۔ اس بناء پر خوارزم شاہ نے سحر شاہ کی آنکھوں میں نیل کی سیاہیاں پھروادیں۔ سی پر حالت میں خوارزم میں نظر بند رہا، ۵۹۵ھ میں مر گیا۔

سلطان شاہ کے بارے میں ایک اور روایت:۔۔۔ ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں لکھا ہے کہ ابوالحسن بن ابوالقاسم بیہقی نے کتاب "المشرب التجرت" میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اس کے علاوہ اور علماء تاریخ نے یہ تحریر کیا ہے کہ ارسلان بادشاہ خوارزم کے انتقال کے بعد اس کے دونوں بیٹوں علاء الدین تغش اور سلطان شاہ میں حکومت و ریاست حاصل کرنے کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ علاء الدین تغش نے سلطان شاہ کو خوارزم سے نکال دیا۔ سلطان شاہ مرو چلا گیا اور اسے ترکان غز سے چھین لیا۔ چند دنوں کے بعد ترکان غز نے سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا اور دوبارہ قباض ہو گئے۔ اور اس کا خزانہ لوٹ لیا۔ اکثر اراکین سلطنت کو قتل کر دیا۔ چنانچہ سلطان شاہ بڑی مشکل سے بادشاہ خطا (جو کفار ترک کا بادشاہ تھا) کے پاس گیا اور مدد کی درخواست کی۔ جنگ کے اخراجات کے علاوہ بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ خطا بڑی فوج لے کر مرو پر چڑھ گیا۔ مرو، سرخس، نسا، اور ابورو سے ترکان غز کو نکال کر سلطان شاہ کو قبضہ دلا کر اپنے دارالحکومت واپس چلا گیا۔

سلطان شاہ، غیاث کے علاقوں میں:۔۔۔ سلطان غیاث الدین غوری ہرات، ابوشیخ اور بادغیس وغیرہ صوبہ خراسان کے حاکم اور سلطان شاہ وں مرو، سرخس اور ابورو کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ ایک نے دوسرے کو اس کے ممالک محروسہ میں خطبہ پڑھنے کو لکھا اور نہ پڑھنے کی صورت میں دہمکن دی۔ ابھی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ سلطان شاہ نے پیشقدمی شروع کر دی۔ غیاث الدین کے مقبوضہ علاقوں پر شیخوں مارنے لگا۔ تاوان اور جرم نہ جبراً وصول کرنے لگا۔ سلطان غیاث الدین ان واقعات سے مطلع ہو کر آگ بگولا ہو گیا۔ سلطان شاہ کی سرکوبی اور مقابلی کے لیے والی جستان کی کمان میں فوجیں روانہ کیں۔ اپنے بھانجے بہاء الدین سام (والی بامیان) کو بطور کمک والی جستان کے ساتھ روانہ ہونے کو لکھا۔ چنانچہ وں جستان اور بہاء الدین سام ہرات پہنچ گیا۔ سلطان شاہ میں مقابلے کی قوت نہیں تھی اس لیے مقابلہ اور جنگ کے خوف سے ہرات چھوڑ کر مرو چلا گیا، جنگ کی نوبت نہ آئی۔

غیاث الدین سے خط و کتابت:۔۔۔ اتنے میں سردی کا موسم ختم ہو گیا۔ سلطان شاہ نے سلطان غیاث الدین غوری کو حسب سابق دوبارہ خط

لکھ۔ غیاث الدین غوری نے اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو اس سے مطلع کیا۔ سلطان شہاب الدین غوری اس وقت ہندوستان میں تھا۔ مطلع ہوتے ہی مشتعل ہو گیا۔ فوراً فوج کو واپسی کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے خراسان پہنچ گیا۔

شہاب الدین کی آمد اور صلح کی گفتگو: خراسان میں سلطان غیاث الدین غوری کے آجانے سے بہت بڑی فوج جمع ہوئی۔ حاقن میں سب نے پڑاؤ لیا۔ سدر شاہ نے ترکان غز، مفسدوں، لٹیروں اور اوباشوں کو جمع کر کے فوج کی صورت میں بنالیا۔ اور حاقن میں غوری کے لشکر کے مقابلہ میں آ گیا۔ دو مہینہ تک ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑاؤ ڈالے رہے۔ فریقین ختم ٹھونک ٹھونک کر میدان میں آتے تھے مگر رات نہ تھے۔ سدر شاہ و سلطان غیاث الدین غوری کی خط و کتابت ہو رہی تھی آخر کار غیاث الدین غوری اور بادشاہ شہاب الدین کے قہر سے سلطان شہاب کو دے کر صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

مجد الدین کی مخالفت: بہاء الدین سام (والی بامیان) اور والی جستان نے اس کی مخالفت کی اور جنگ پر تیار ہو گئے۔ غیاث الدین کے دربار میں معہ صلح لکھنے کے لیے حاضر ہوا۔ امراء غوریہ اور کمانڈر حضرات موجود تھے۔ اگرچہ یہ سب صلح کے مخالف تھے لیکن غیاث الدین کے دباؤ سے کوئی دھمکیاں مار رہا تھا، دل ہی دل میں بیچ و تاب کھا رہے تھے۔ مجد الدین ۱ علوی ہرودی جو غیاث الدین کی ناک کا بال ہو رہا تھا، اور اس کا اثر اتنا زیادہ تھا کہ بغیر اجازت جو چاہتا کر رہتا تھا۔ اور غیاث الدین دم نہ مارتا تھا۔ انھیں کرٹیش و غضب کے لہجے میں بولا ”اس طرح ہرگز ہرگز نہیں کی جائے گی، میں ایک چہرہ زمین بھی سلطان شاہ کو نہیں دوں گا۔ ایسا چیخا چلایا کہ گلا پھٹ گیا، کپڑے پھاڑ ڈالے، سر پر مٹی ڈالی اور بال نوچ لیے اور ایلچی سے مخاطب ہو کر کہا ”جہ اپنے بادشاہ سلطان شہاب سے کہہ دے کہ سلطان اعظم غیاث الدین نے صلح کر لی ہے لیکن علوی ہرودی تجھ سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہے۔“

مجد الدین کے کہنے پر جنگ اور فتح: اس کے علاوہ اور جو کچھ منہ میں آیا سخت سست لکھ کر غیاث الدین کی طرف مخاطب ہوا ”حضور! جن ملکوں کو ہم نے تلوار کے زور سے اپنا خون بہا کر ترکان غز، سلجوقیہ اور بخاریہ سے حاصل کیا ہے ہم اس شخص کو دیدیں؟ جس کو اس کے بھائی نے نکال دیا ہے۔ تنہا ادھر ادھر مارا مارا پھرتا رہا ہے۔ اور جب ہم اس کو اپنے علاقے دے دیں گے تو اس کا بھائی بادشاہ خوارزم غزنی، اور ہندوستان، گلگت، اس لیے علوی سے یہ سب نہیں ہوگا۔“ غیاث الدین نے سکوت اختیار کیا، ہاں یا ناں کچھ نہیں بولا۔ شہاب الدین نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ ایلچی واپس آیا اور سلطان شہاب کو سب واقعات سے مطلع کیا۔ ادھر غوری لشکر نے پیش قدمی کی اور مرو اور دکن پہنچ کر جنگ چھیڑ دی۔ سلطان شہاب کا لشکر سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا۔ چنانچہ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور سلطان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ بے شمار گرفتار کر لیے گئے۔ سلطان شہاب بیس سو روپے کے ساتھ جان بچ کر مرو پہنچ گیا۔ اس کے بعد بقیہ فوج کے باقی سپاہی بھی مرو آ گئے۔ غیاث الدین نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

سلطان شاہ کی غیاث الدین سے صلح: اس واقعہ کی خبر علاء الدین تغش تک پہنچی تو فرط مسرت سے اچھل پڑا اور سلطان شہاب سے بدھینے پر تیار ہو گیا۔ فوراً ایک فوج چیمون کی طرف روانہ کر دی۔ تاکہ سلطان شاہ دریا ۲ عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس نہ جاس کے اور خود ایک فوج لے کر سلطان شہاب کی گرفتار کے لیے روانہ ہو گیا۔ کسی ذریعہ سے سلطان شاہ کو اس کی خبر مل گئی۔ اس کے ہاتھوں کے تو طوطے اڑ گئے۔ سیدھا غیاث الدین غوری کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں غیاث الدین غوری نے بڑی آؤ بھگت سے لیا۔ عزت و احترام سے اپنے محل میں اتارا، اور اس کے امراء و اہل کین دولت کو جس مرتبہ کا تھا، اس کے ہم منصب کے یہاں ٹھہرایا۔

تغش کا سلطان شاہ کی گرفتاری کا مطالبہ: موسم سرما ختم ہونے کے بعد علاء الدین تغش نے غیاث الدین غوری کو ایک خط بھیجا ”جس

۱ اصل کتاب میں نام نہیں لکھا ہے۔ ایک ایچ جگ چھوڑ کر حرف علوی ہرودی لکھا ہے۔ میں نے تاریخ کامل میں سے مجد الدین لکھا ہے (دیکھو تاریخ کامل ابن خلدون جلد ۱ صفحہ ۲۵۰)

۲ مطبوعہ لیدن (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۱) مجد الدین العلوی الممری تحریر ہے۔ دیکھیں (تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۱) کچھ تبدیلی کے ساتھ۔

۳ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۲) پر یہاں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا تھا جس کو ناشر نے (تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۲) سے کچھ تبدیلی کے ساتھ

بڑھایا۔ بہر حال اس ضدی لفظ کا ترجمہ فاضل مترجم کے ترجمے ہی میں شامل ہو گیا ہے جس سے عبارت سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

میں سلطان شاہ کی زیادتیوں کو جو اس نے حکومت غوری کے مقابلے میں کی تھیں، تحریر کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اسے قید کر کے میرے پاس بھیج دیجئے۔ دوسرا خط غیاث الدین کے گورنر ہرات کو بھیجا لکھا تھا کہ ”اگر سلطان غیاث الدین میرے خط کا لحاظ نہیں کرنے گا اور سلطان شاہ کو گرفتار کر کے میرے پاس نہیں بھیجے گا تو میں کوئی لحاظ کئے بغیر عرصہ زمین کو غیاث الدین پر تنگ کر دوں گا۔“ اتفاق سے جس وقت علاء الدین تمشک کا بیٹی غیاث الدین کے دربار میں پہنچی، اسی وقت گورنر ہرات کا قاصد بھی اس خط کے ساتھ جو علاء الدین تمشک نے اسے لکھا تھا، حاضر ہوا۔

سلطان شاہ کی حوالگی سے انکار۔ غیاث الدین نے دونوں خط بغور پڑھ کر علاء الدین تمشک کو جواباً تحریر کیا ”یہ ناممکن ہے کہ میں سلطان شاہ کو گرفتار کر کے تمہارے پاس بھیج دوں، وہ میرا مہمان ہے اس نے میرے پاس آ کر پناہ لی ہے، بہتر یہ ہے کہ مملکت خوارزم کا آدھا حصہ سلطان شاہ کو دے دو۔ خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو۔ میرے شاہی اقتدار کو تسلیم کرو اور میرے بھائی شہاب الدین سے اپنی بہن کا نکاح کر دو۔“ خوارزم شاہ (علاء الدین تمشک) خط کو پڑھ کر بہت دیر تک سکوت کے عالم میں رہا۔ پھر اپنے امراء و اراکین حکومت سے مشورہ کر کے ذمہ کی بھرا خط لکھا۔ جس میں فوج کشی کی ذمہ داری دی۔

غیاث الدین کی جنگ کے لیے روانگی۔ غیاث الدین نے جواب کے بجائے اپنے بھانجے ابوغازی (اسپ غازی) اور بہاء الدین دیں بھستان کی کمان میں غوری فوج کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ ان دونوں کمانڈروں کے ساتھ سلطان شاہ کو بھی روانہ کیا۔ ورموید والی نیشاپور کو بھی کہ ان کی حمایت و امداد اپنا فرض اولین سمجھو اور ہر وقت تیار رہو (ورمید کی بیوی تھی) چنانچہ ورموید نے فوجیں مرتب و مسلح کر کے نیشاپور کے باہر خوارزم کے راستے پر پڑاؤ ڈالا۔ خوارزم شاہ (علاء الدین تمشک) لشکر غوری کے مقابلے کے لیے خوارزم سے روانہ ہو گیا تھا، راستے میں یہ خبر ملی ورموید، نیشاپور سے روانہ ہو کر خوارزم کے راستے پر ٹھہرا ہوا ہے، دل میں خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس لیے خوارزم واپس چلا گیا۔ مال و اسباب اور خزانہ لے کر دریا سے چن چن عبور کر کے بادشاہ خط کے پاس چلا گیا اور خوارزم خالی کر دیا۔

خوارزم کی پیشکش اور سلطان کی وفات: اہل خوارزم کو اس سخت تردد کا سامنا ہوا۔ روسا شہر کا وفد سلطان شاہ اور ابوغازی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ گورنر مقرر کرنے کی درخواست کی اتنے میں ماہ رمضان ۵۸۹ھ کے آخر کا وقت آ گیا۔ سلطان شاہ کی موت سامنے آ کر کھڑی ہو گئی، دس کی تمنادل ہی میں رہ گئی۔ اور اس نے آخرت کا سفر اختیار کر لیا۔ چنانچہ ابوغازی سلطان شاہ کے مہر جنوں اور ساتھیوں کے ساتھ اپنے ماموں غیاث الدین کے پاس واپس آ گیا۔ غیاث الدین نے سلطان شاہ کے سرداروں کو اپنی خدمت میں رکھ دیا ورجا گیریں عطا کیں۔

علاء الدین تمشک اور غیاث الدین: علاء الدین تمشک تو اپنے بھائی سلطان شاہ کی موت کی خبر سن کر خوارزم واپس چلا گیا۔ سرخس و مرو پر اپنا شہنشاہ (انسپکٹر جنرل پولیس) مقرر کیا۔ مگر عمر مرغنی امیر ہرات نے ایک دستہ فوجی بھیج دیا۔ جس نے علاء الدین تمشک کے شہنشاہ کو سرخس اور مرو میں گھسنے نہیں دیا اور یہ کہا کہ جب تک سلطان غیاث الدین کی اجازت نہیں ہوگی سرخس اور مرو کی سرزمین میں قدم رکھنے نہ پاؤ گے۔ خوارزم شاہ (علاء الدین تمشک) نے غیاث الدین کی خدمت میں پیغام صلح بھیجا۔ رشتہ مصاہرت قائم کرنے کی درخواست کی۔ اپنی کے ساتھ بطور وفد فقہ خراسان اور روساء عویہ کو بھی روانہ کیا۔ ان لوگوں نے غیاث الدین کو سمجھایا اور یہ ظاہر کیا کہ خوارزم شاہ سے صلح کرنا اس وجہ سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے، ترکوں اور بادشاہ خطا کے مظالم سے اسلامی علاقوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور اگر بادشاہ سلامت صلح کو خلاف مصلحت سمجھتے ہیں تو مرو کو دار الحکومت بنائیں تاکہ کافر ترکوں اور خطا سے اسلامی علاقے محفوظ و مامون رہیں۔ چنانچہ غیاث الدین نے علاء الدین تمشک سے صلح کر لی اور اس کے بھائی کے سارے مقبوضہ علاقے اس کے حوالے کر دیئے۔

تاتاریوں کا ہنگامہ: ترکان غز کو اس کی خبر ملی تو منہ میں پانی بھر آیا۔ چنانچہ انہوں نے لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ دن دہارے لوٹنے لگے۔ دیہات، قصبوں اور شہروں کو تاراج کرنے پر کمر باندھ لی۔ علاء الدین تمشک (خوارزم شاہ) نے فوجیں تیار کیں۔ سرخس، مرو، نساء اور ایورو کا شیرازہ اور نظم و نسق درست کیا۔ حفاظت پر فوج کو متعین کر دیا۔ اس سے ترکان غز کا لالچی دانت کند ہو گیا۔

موید کا تکلش کے ہاتھوں قتل: ترکوں کے فسادات کا سدباب کرنے کے بعد علاء الدین کو طوس فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ طوس پر موید کا قبضہ تھا۔ علاء الدین تکلش کے حملے کی خبر سن کر طوس کو بچانے کے لیے فوج لے کر روانہ ہوا۔ علاء الدین تکلش نے اس سے مصطع ہو کر طوس سے ہاتھ کھینچ لیا۔ مصطع خوارزم کی طرف لوٹ گیا۔ اور راستہ میں جتنے کنوئیں اور چشمتے تھے سب کا پانی خراب کرنا چلا گیا۔ موید تعاقب میں تھا، پانی نہ ملنے سے سخت پریشان ہوا۔ جس وقت کعب و دست میدان میں پہنچا اور فوج پیاس کی شدت سے بیتاب ہو گئی تو علاء الدین تکلش نے پنٹ کر حمد کر دیا۔ موید کی فوج مقابلہ نہ کر سکی اور شکست کھا گئی، موید گرفتار ہو گیا۔ علاء الدین تکلش کے سامنے پیش ہوا علاء الدین تکلش نے فوراً گردن اڑا دی اور کامیابی کے ساتھ خوارزم واپس آ گیا۔

طغان شاہ کی گرفتاری: نیشاپور میں موید کے قتل کے بعد اس کا بیٹا طغان شاہ حکمران بنا۔ اس کے آئندہ سال علاء الدین تکلش (خوارزم شاہ) نے نیشاپور پر چڑھائی کی اور محاصرہ کر لیا۔ طغان شاہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا۔ مگر قسمت میں شکست لکھی تھی، گرفتار ہو گیا۔ علاء الدین تکلش نے نیشاپور اور طغان کے سارے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ طغان شاہ اور اس کے اہل و عیال و اعزہ کو خوارزم لے آیا اور وہیں ٹھہرایا۔ علاء الدین تکلش نے لکھا ہے کہ یہ روایت پہلی روایت کے مخالف ہے جسے آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ اگر ان دونوں روایتوں میں تطبیق کا امکان ہوتا تو میں ضرور تطبیق کی کوشش کرتا۔ میں نے دونوں روایتوں کو اس لیے لکھ دیا ہے کہ ناظرین پڑھ کر اپنے دل میں فیصلہ کر لیں کہ کون سی روایت صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ طویل فاصلے کی وجہ سے میں نہیں طے کر سکا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

قطنغ اور خوارزم شاہ: ہم اوپر سلاطین سلجوقیہ کے حالات میں لکھ چکے ہیں کہ ارسلان شاہ بن طغرل، ایلدکوز اور اس کے بیٹے بہلولان کی کفالت میں تھا، سلطنت کا کاروبار، ملک کا نظم و نسق ایلدکوز اور اس کے بیٹے بہلولان کے قبضہ میں تھا۔ بہلولان کے بعد اس کا بھائی ازبک بن یدر حکمران بنا۔ اس نے سلطان طغرل کو قید میں ڈال دیا۔ ازبک کے مرنے پر اس کا بھتیجا قطنغ بن بہلولان حکمران بنا۔ قطنغ نہایت کمزور طبیعت کا تھا۔ سلطان طغرل کو موقع مل گیا جیسے نکل کر بھاگ گیا۔ ۵۸۸ھ میں فوجیں تیار کر کے قطنغ پر چڑھائی کر دی جس میں قطنغ کو شکست ہوئی۔ اس نے رے میں جا کر دم دیا اور خوارزم شاہ علاء الدین تکلش سے امداد کی درخواست کی۔ علاء الدین تکلش خوارزم شاہ فوجیں لے کر امداد پر آ گیا۔ قطنغ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی اور ایک قلعہ میں بند ہو گیا۔

خوارزم شاہ کی فتوحات سلطان شاہ کی وفات: ادھر خوارزم شاہ نے رے پر قبضہ کر لیا اور قلعہ طبرک کو بھی دہا دیا پھر جب اسکو یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی سلطان شاہ خوارزم کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو رے اور قلعہ طبرک پر والی اور محافظ مقرر کر کے خوارزم واپس چلا گیا۔ راستہ میں یہ خبر ملی کہ اہل خوارزم نے دفع کر کے سلطان شاہ کو بے نیل مرام واپس کر دیا ہے تو خوارزم شاہ کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ خوارزم پہنچ کر موسم سرما گزرنے تک ٹھہر رہا۔ اس کے بعد ۵۸۹ھ میں سلطان شاہ سے جنگ کرنے کے لیے مرو روانہ ہو گیا۔ صلح کی بات چیت ہونے لگی۔ قلعہ سرخس کی والی نے جو سلطان شاہ کی طرف سے تھا، امن حاصل کر کے قلعہ اس کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے قبضہ کر لیا۔ اور سلطان شاہ نے اسی سال سفر آخرت اختیار کیا۔ میدان خالی ہو گیا کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہا۔ خوارزم نے مرو، ابیور، نساء، طوس اور سلطان شاہ کے سب علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اور خزانہ پر بھی قابض ہو گیا۔ اپنے بیٹے علاء الدین محمد کو خوارزم سے بلا کر مرو کی حکومت دے دی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔ یہ واقعہ ۵۸۹ھ کے ہیں۔

سلطان طغرل کی شکست اور قتل: ۵۹۰ھ میں سلطان طغرل سلجوقی نے رے پر چڑھائی کی قطنغ ایٹاغ (حاکم رے) جو خوارزم شاہ کی طرف سے تھا، رے چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد حاصل کرنے اور عذر پیش کرنے کے لیے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ اتفاق سے جس وقت قطنغ ایٹاغ کا بیٹا خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اسی وقت خلیفہ عباسی بغداد کا ایلچی خلیفہ کا فرمان جس میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت تھی پہنچ گیا۔ اس فرمان میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت کے علاوہ یہ بھی تحریر کیا تھا کہ خلیفہ نے تمہیں سلطان طغرل کے محروسہ ممالک کی سند حکومت بھی

عطا فرماتے ہیں۔ اس سرکش کو نکال کر قبضہ کرلو۔ چنانچہ خوارزم شاہ نیشاپور سے رے روانہ ہوا۔ قتلغ ایتانج اپنے ساتھیوں سمیت نیازمند نہ حاضر ہوا اور اس کے لشکر میں رے کی طرف چلا۔ خوارزم شاہ نے پہنچتے ہی سلطان طغرل پر اس سے پہلے کہ وہ اپنی فوج کو مجتمع و مرتب کر کے میدان جنگ میں آتا، حملہ کر دیا۔ تاجدار سلجوقی تلوار کھینچ کر خوارزمی فوج میں گھس گیا۔ جسے خوارزمیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۵۸۹ھ کا ہے۔ خوارزم شاہ نے کامیابی کے بعد سلطان طغرل کا سردار الخلافت بغداد روانہ کیا اور ہمدان اور بلاد جہل پر قابض ہو گیا۔

موید الدین بن قصاب: وزیر السلطنت موید الدین بن قصاب کو خلیفہ ناصر عباسی نے خوارزم شاہ کی کمک پر بغداد سے روانہ کیا تھا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلے پر آ کر ٹھہرا۔ خوارزم شاہ نے موید الدین کی طرف روانہ ہوا۔ موید الدین کو خطرہ پیدا ہوا تو کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اس نے خوارزم شاہ سے ملاقات تک نہ کی۔ چنانچہ خوارزم شاہ ہمدان واپس آ گیا۔ ہمدان اور اس کے سب ملحقات کی حکومت قتلغ ایتانج کو عنایت کی۔ اپنے ندائوں کو خود موم کو جاگیریں دیں اور میساجق کو ان سب کا سردار مقرر کیا اور خوارزم واپس آ گیا۔

قتلغ اور میساجق کی جنگ:..... خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد میساجق اور قتلغ ایتانج کی ان بن ہو گئی۔ ۵۹۱ھ میں دونوں گتے گئے، قتلغ ایتانج کو شکست ہوئی۔ وزیر السلطنت موید الدین بن قصاب نے اس سے فائدہ اٹھایا اور خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ خوزستان کے علاوہ اکثر بلاد فارس پر جو بنی شملہ اور اس کے امراء کے قبضہ میں تھے، قابض ہو گیا۔ بنی شملہ اور ان کے امراء کو دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ اور پھر تسلی کے ساتھ ملک کا نظم و نسق سنبھالنے لگا۔

وزیر السلطنت کا ہمدان پر قبضہ: قتلغ ایتانج شکست کھا کر پریشان حال وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچا اور مدد کی درخواست کی۔ وزیر السلطنت نے اس کی اشک شوئی کی۔ تسلی و تشفی دی فوج لے کر اس کے ہمراہ ہمدان روانہ ہوا۔ میساجق اور خوارزم شاہ کا بیٹا مقابلہ کے ارادے سے نکلا۔ لیکن جیسے ہی وزیر کی فوج سے مقابلہ ہوا، میساجق اور خوارزم شاہ نے ہمدان کو خیر آباد کہہ کر رے کا راستہ لیا اور وزیر السلطنت نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ شوال ۵۹۱ھ کا ہے۔

ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد وزیر السلطنت اور قتلغ ایتانج نے رے کا رخ کیا۔ خوارزمی لشکر رے بھی چھوڑ کر دامغان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے تعاقب کیا۔ بسطام اور جرجان تک تعاقب کر کے واپس آ گئی۔ وزیر السلطنت نے رے اور اس کے قرب و جوار کے سب شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

قتلغ کی بغاوت:..... ان واقعات کے بعد قتلغ ایتانج نے وزیر السلطنت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور رے میں قلعہ بند ہو گیا۔ وزیر السلطنت نے سرکوبی پر کمر باندھی اور رے کا محاصرہ کر لیا۔ چند دنوں کے بعد قتلغ ایتانج مغلوب اور زیر ہو گیا اور رے چھوڑ کر سادہ چل گیا۔ وزیر السلطنت نے تعاقب کیا تو مقام دریند کرخ میں مقابلہ ہو گیا، ایک دوسرے سے گتے گیا۔ قتلغ ایتانج بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر معرکہ کارزار سے بھاگ نکلا۔ ساری فوج کٹ گئی۔ اس کے بعد وزیر السلطنت نے ہمدان کی طرف کوچ کیا اور تین مہینہ تک ہمدان کے باہر پڑاؤ ڈالے رہا۔

ہمدان پر خوارزم شاہ کا قبضہ: خوارزم شاہ (علاء الدین خلجی) نے وزیر السلطنت کی چھیڑ چھاڑ سے جنگ آ کر وزیر السلطنت کے ان افواج پر ناراضگی کا اظہار کیا اور جن شہروں پر وزیر نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ مگر وزیر السلطنت نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر خوارزم شاہ سخت برہم ہو گیا اور فوج مرتب کر کے ہمدان کی طرف بڑھا۔ اتفاق سے خوارزم شاہ کے پہنچنے سے پہلے ہی وزیر السلطنت اس دنیا سے کوچ کر گیا تھا۔ ۵۹۲ھ میں وزیر کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ خوارزم شاہ نے اسے شکست دے دی اور نہایت سختی سے پامال کیا۔ وزیر السلطنت کی غش کو قبر سے نکالا اور سر کاٹ کر خوارزم روانہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے معرکہ کارزار میں وزیر کو قتل کیا ہے۔ الغرض ہمدان پر قابض ہو کر اصفہان فتح کرنے کی عرض سے فوج روانہ کی۔ اور اصفہان پر قبضہ ہونے کے بعد اپنے بیٹے کو اصفہان میں ٹھہرا کر خوارزم واپس آ گیا۔

اصفہان پر سیف الدین طغرل کا قبضہ: خوارزم شاہ کے واپس ہوتے ہی خلیفہ ناصر عباسی کا لشکر سیف الدین طغرل کی سرکردگی میں



اصفہان پہنچ گیا۔ (سیف الدین طغرل وہی شخص ہے جس نے بلاد لُحف کو عراق سے علیحدہ کیا تھا) اہل اصفہان نے خوارزمی فوج اور اس کے حکمران کے مظالم سے تنگ آ کر دربار خلافت میں یہ تحریک کی تھی کہ ”خليفة تھوڑی سی فوج اصفہان بھیج دیں ہم لوگ نہایت خوشی اور مستعدی سے قبضہ کریں گے، خوارزمیوں کے مظالم ہم پر بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔“ چنانچہ جب بغدادی لشکر اصفہان کے قریب پہنچا تو خوارزم شاہ کی فوج نے اصفہان چھوڑ دیا اور اپنے بادشاہ کے پاس چلی گئی۔ سیف الدین طغرل نے قبضہ کر لیا۔

رے اور اصفہان پر کوجہ کا قبضہ۔ اس کے بعد بہلوان کے غلاموں نے متحد ہو کر اپنے سرداروں میں سے کوجہ نامی ایک سردار کو اپنا میر بنا دیا۔ اور رے پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھے۔ رے پر قبضہ کر کے اصفہان پر حملہ کیا اور اسکو بھی لے لیا۔ اس سے کوجہ کے مو سے بڑھ گئے۔ چنانچہ بادشاہت کی سوجھی۔ دارالخلافت بغداد میں نیاز مندی کا خط بھیجا۔ رے اور اس کے نواح، سادہ، قم، قاشان اور اس کے ملکہت کی سند حکومت مانگی۔ اصفہان، ہمدان، زنجان اور مرو دیوان خلافت کے حوالہ کرنے کو لکھا۔ مگر خلیفہ کے اس تقسم و مفاہمت کو منظور کر کے منشور گرامی روانہ کر دیا۔

ملک شاہ بن خوارزم شاہ کی وفات: ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ خوارزم شاہ (علاء الدین تغش) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو ۵۸۹ھ میں نیش پور کی حکومت عطا کی تھی، خراسان کو بھی اس کی گورنری میں شامل کیا تھا اور اپنے بعد تخت و تاج کا اس کو وارث قرار دیا تھا۔ چنانچہ ۵۹۳ھ تک ملک شاہ نیش پور پر حکومت کرتا تھا، اسی سال کے ماہ ربیع الاخر میں مر گیا۔ ایک لڑکا جس کا نام ہندو خان تھا، چھوڑ گیا۔ خوارزم شاہ نے اپنے دوسرے بیٹے قطب الدین محمد کو نیش پور کی حکومت پر، مور کیا۔ اسی کو خوارزم شاہ نے اس سے پہلے مرو کا گورنر بنایا تھا۔

ترکان خطا:..... جس وقت خوارزم شاہ نے رے ہمدان اور اصفہان پر قبضہ کر لیا اور ابن قصاب اور عسا کر بغداد کو شکست دی تو خلیفہ ناصر عباسی کی خدمت میں خطبہ میں نام داخل کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ ناصر عباسی کو پس و پیش ہوا۔ غیاث الدین غوری بادشاہ غزنی کو لکھا کہ ”میرا منشا یہ ہے کہ تم خوارزم شاہ پر حملہ کر کے اس کے علاقوں پر قبضہ کر لو تا کہ خوارزم شاہ، عراق کا ارادہ ترک کر دے۔“ غیاث الدین غوری نے خوارزم شاہ کو ملک چھین لینے اور جنگ کی دھمکی دی۔ خوارزم شاہ متردد ہوا، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا، نہ مقابلے کی تاب تھی، ورنہ ملک چھوڑتے بنتا تھا۔ بہت غور فکر کر کے بادشاہ خطا سے خط و کتابت شروع کی اور غیاث الدین غوری کے مفاد میں امداد مانگی اور اس بات کو اس کے دماغ میں بٹھا دیا کہ اگر امداد سے ذرا بھی پہلو تہی کی جائے گی تو غیاث الدین غوری بلاد خوارزم پر جیسا کہ تلخ پر قبضہ کر لیا ہے، قابض ہو جائے گا۔ اس وقت بادشاہ خطا کو سخت خطرہ پیش آئے گا اور ماورالنہر پر قبضہ رکھنا دشوار ہو جائے گا۔

ترکان خطا کی مملکت غوریہ پر چڑھائی: ادھر اس بناء پر بادشاہ خطا نے مملکت غوریہ پر چڑھائی کر دی۔ بہاء الدین سام و دی بامین کو جوان دنوں تلخ میں تھا تلخ چھوڑ دینے کو لکھا۔ اور دیہاتوں، قصبوں اور شہروں پر قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ ادھر خود خوارزم شاہ نے ہرات کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ رفتہ رفتہ طوس تک پہنچ گیا۔ امراء غوریہ محمد بن جریر (حاکم طالقان) حسین بن ترمیل اور خروش وغیرہ یہ رنگ دیکھ کر خراسان میں جمع ہوئے۔ فوجیں فراہم کیں اور متفق ہو کر بادشاہ خطا کی فوج پر حملہ کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار میدان امراء غوریہ کے ہاتھ رہا۔ بادشاہ خطا کو شکست ہو گئی مارتے مارتے جیخون تک پہنچا دیا۔ بے شمار لوگ قتل کئے گئے اور بے شمار لوگ دریا میں ڈوب مرے۔

خوارزم شاہ اور غیاث الدین کی صلح:..... بادشاہ خطا نے تاوان جنگ، مقتولوں کی دییت (خون بہا) کا خوارزم شاہ کی قوم سے مطالبہ کیا اور اس شکست اور نقصان کا خوارزم کو ذمہ دار قرار دیا۔ اس وقت خوارزم شاہ کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ غیاث الدین غوری سے بگاڑ تو پہلے ہی سے تھا، بادشاہ خطا علیحدہ مطالبہ کر رہا تھا۔ آخر کار بہت غور کے بعد سلطان غیاث الدین کی خدمت میں معذرت کی۔ سلطان غیاث الدین نے بار بار اصرار پر خوارزم شاہ کی معذرت قبول کر لی اور خلیفہ عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کرتے ہوئے ان مقامات کو واپس لینے کا حکم دیا۔ جنھیں بادشاہ خطا نے مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔

ترکان خطا کو شاہ خوارزم کا جواب:..... پھر جب خوارزم شاہ کو غیاث الدین کی جانب سے اطمینان ہو گیا تو بادشاہ خطا کو یہ جواب دیا کہ ”

تمھاری قوم تمھاری فوج میری امداد پر نہیں آئی تھی، تمھیں ملک گیری کی ہوس تھی، بلخ کو غوریوں کے قبضہ سے نکالنے میں یہ مصیبتیں پیش آئیں۔ میں سلطان غیاث الدین کے علم حکومت کا مطیع ہو گیا ہوں۔ مجھ سے کچھ امید مت رکھو۔ بادشاہ خطا اس جواب سے برہم ہو گیا اور خوارزم شاہ کو زیر کرنے کی غرض سے بڑی فوج روانہ کر دی اور خوارزم کا محاصرہ کر لیا۔ خوارزم شاہ نے مدافعت نہ جنگ شروع کی تو لشکر خطا، جان و مال کا نقصان عظیم اٹھ کر واپس چلا گیا۔ لشکر خطا کا ایک حصہ اپنے ملک واپس چلا گیا اور ایک حصے نے بخارا میں جا کر پناہ لی۔ خوارزم شاہ نے تعاقب کیا اور بخارا پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل بخارا لشکر خطا کے ساتھ مل کر خوارزم شاہ کی فوج سے لڑ رہے تھے، آخر خوارزم شاہ نے ایک مدت کے محاصرے اور جنگ کے بعد اسے ۵۹۴ھ میں فتح کر لیا اور کچھ عرصے قیام کر کے خوارزم واپس آ گیا۔

میساجق کی بغاوت اور گرفتاری: ماہ ربیع الاول ۵۹۵ھ میں خوارزم شاہ (علاء الدین تغش) نے رے اور بلاد جبل کی طرف کوچ کیا۔ گورنر میساجق اور امراء بہلوانیہ باغی نے بغاوت مخالفت کا جھنڈا بلند کیا تھا۔ خوارزم شاہ کی آمد کی خبر سن کر میساجق رے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مگر خوارزم شاہ نے میساجق کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جس کی میساجق نے تعمیل نہ کی۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے تعاقب پر کمر باندھی۔ میساجق ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر دم لیتا تھا اور خوارزم شاہ تعاقب میں تھا۔ میساجق کے بہت سے ساتھیوں نے خوارزم شاہ سے امن حاصل کر کے میساجق کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ میساجق نے مازندران کے نواح میں ایک قلعہ میں جا کر پناہ لے لی اور قلعہ بند ہو گیا۔ خوارزم شاہ نے ایک دستہ فوج کو محاصرے اور تعاقب کا حکم دیا۔ چنانچہ میساجق پابزنجیر خوارزم شاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے جیل میں ڈال دیا۔ خوارزم شاہ نے دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع دی۔ چنانچہ خلیفہ ناصر عباسی بے حد محفوظ ہوا۔ چنانچہ اسے اور اس کے بیٹے قطب الدین محمد کو خلعت عنایت کی اور ان صوبوں کی سند حکومت عطا کی۔ خوارزم شاہ نے دربار عام میں خلعت کو زیب بدن کیا اور انتہائی مسرت و شادمانی کا اظہار کیا۔

ملحدوں کی سرکوبی:..... اس کے بعد خوارزم شاہ نے ملحدوں ۱ کو زیر کرنے کی طرف توجہ کی۔ قزوین کے قریب ان کا ایک قلعہ تھا اسے فتح کر لیا۔ ملحدوں نے قلعہ موت میں جا کر پناہ لی۔ خوارزم شاہ نے اس کا بھی محاصرہ کر لیا۔ صدر الدین محمد بن وازن رے کے شافعیہ کے رئیس اس محاصرے میں شہید ہوئے۔ خوارزم شاہ اس کو بے عزت کرتا تھا۔ شاعی دربار میں اس کی بے حد قدردانیت تھی۔ چند دن محاصرہ کر کے خوارزم کی جانب لوٹے۔ راستے میں ملحدوں نے خوارزم شاہ کے وزیر نظام الملک مسعود بن علی کو بحالت غفلت مار ڈالا۔ خوارزم شاہ اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو ملحدوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ قطب الدین محمد نے قلعہ ترشیش کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ ملحدوں نے جنگ سے تنگ آ کر صلح کا پیغام دیا۔ ایک لاکھ دینار تیاوان جنگ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر قطب الدین محمد نے صلح سے انکار کر دیا اور لڑائی جاری رکھی، اتنے میں اس کے باپ (خوارزم شاہ) کی بیماری کی خبر پہنچی۔ چنانچہ مصالحت کر لی اور زرتاوان (ایک لاکھ دینار) وصول کر کے خوارزم واپس آ گیا۔

علاء الدین تغش کی وفات قطب الدین محمد کی تخت نشینی:..... ماہ رمضان ۵۹۶ھ میں خوارزم شاہ نیشاپور جا رہا تھا۔ راستے میں بیمار ہو گیا۔ مرض کی شدت بڑھی تو اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو طلبی کا خط لکھا۔ قطب الدین محمد آنے بھی نہ پایا تھا کہ خوارزم شاہ (علاء الدین بن اسلم) ارسلان بن اسلم بن محمد انوشکین) کی موت سامنے آ کر کھڑی ہو گئی، اس وقت خوارزم شاہ کے قبضہ میں خوارزم، رے، ہمدان، بلاد جلیہ اور خراسان کا اکثر حصہ تھا اس کے مرنے کے بعد قطب الدین محمد پہنچا۔ اراکین حکومت نے قطب الدین محمد کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کی اور علاء الدین کا لقب دیا (یہی لقب اس کے باپ کا تھا)۔ علاء الدین ثانی نے اپنے باپ کا جنازہ خوارزم میں پہنچا کر اس مدرسہ کی زمین میں سپرد خاک کیا جسے علاء الدین خوارزم شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔

خوارزم شاہ کے حالات: خوارزم شاہ (علاء الدین تغش) عادل، نیک سیرت، فنون جنگ کا ماہر، سیاسیات سے واقف، اور اصول فقہ و علم فقہ، مسلک امام ابوحنیفہ کا عالم تھا۔ باوجودیکہ غیاث الدین غوری، بادشاہ غزنی اور خوارزم شاہ کے درمیان عداوت و مخالفت بہت دنوں سے قائم تھی، لیکن

خوارزم شاہ کی قدر و منزلت کے خیال سے جب اس کی موت کی خبر غزنی پہنچی تو غیاث الدین غوری نے تعزیت کی مجلس منعقد کی اور تین دن غزنی کا بازار بند رہا۔

علی شاہ بن تکش کی طبعی:۔۔۔۔۔ خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر اپنے بھائی علی شاہ جو کہ علاء الدین تکش کی وفات کے وقت اصفہان میں تھا، طبعی کا خط لکھا۔ اس بناء پر علی شاہ اصفہان سے خوارزم روانہ ہو گیا۔ اہل اصفہان نے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ کوچ و قیام مرتب ہوا اپنے بھائی کے پاس خوارزم پہنچ گیا۔ خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے اسے خراسان کی حکومت دی۔ علی شاہ نے نیشاپور کا رخ کیا۔ نیشاپور میں ہندو خان بن ملک شاہ بن خوارزم شاہ علاء الدین تکش حکومت کر رہا تھا۔ ہندو خان کو اس کے دادا (علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کے مرنے کے بعد ہی نیشاپور کی حکومت پر متعین کیا تھا۔ چونکہ ملک شاہ اور قطب الدین محمد بن علاء الدین تکش کے درمیان عداوت کا سلسلہ چھ آرہا تھا۔ اس لیے ہندو خان اپنے چچا قطب الدین محمد سے خائف اور ہوشیار رہتا تھا۔ علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم کے مرنے کے بعد مال و اسباب اور شاہی خزانہ لوٹ کر مرو چلا گیا۔

ہندو خان اور علاء الدین ثانی کی جنگ:۔۔۔۔۔ اس کے بعد ہندو خان نے فوج فراہم کر کے خراسان پر دھوا کیا۔ خوارزم شاہ علاء الدین ثانی نے جنر ترکی کی کمان میں ہندو خان کی مقابلے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ ہندو خان کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ لہذا پست ہمتی و بزدلی کی وجہ سے بھاگ گیا۔ اور غیاث الدین غوری کے پاس پہنچ گیا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور امداد و اعانت کا وعدہ کیا۔ جنر ترکی نے مرو میں داخل ہو کر ہندو خان کی ماں اور اس کے بیٹوں کو عزت و احترام سے خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

مہر بن جربک اور جنر ترکی:۔۔۔۔۔ غیاث الدین غوری نے محمد بن جربک (والی طالقان) کو لکھا کہ جنر ترکی کو مرو سے نکال کر قبضہ کر لو۔ چنانچہ محمد بن جربک نے طالقان سے مرو کا رخ کر لیا اور جنر ترکی کے پاس خط بھیجا۔ اور اسی مرو میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی و عدم تعمیل کی صورت میں مرو پر قبضہ اور جنگ کی دھمکی دی۔ جنر ترکی نے بظاہر خوارزم شاہ کو خوش کرنے کے لیے ترکی بہ ترکی جو ب دیا۔ لیکن در پردہ من کی درخواست کی اور شہر حوالے کرنے کا وعدہ کر لیا۔ یہی باعث تھا کہ غیاث الدین غوری کو ملک گیری کی لالچ بڑھ گئی اور خوارزم شاہ کے مہمک محروسہ پر قبضہ کرنے کی ہوس پیدا ہوئی۔ چنانچہ اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو خراسان پر فوج کشی کا حکم دے دیا (واللہ اعلم)

خوارزم شاہ کے علاقوں پر غوری حکمرانوں کا قبضہ:۔۔۔۔۔ جس وقت جنر ترکی (گورنر مرو) نے غیاث الدین غوری سے من حاصل کر کے مرو حوالہ کر دیا تو غیاث الدین غوری کو خوارزم شاہ کے مقبوضہ خراسان پر قبضہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ جیسا کہ ابھی آپ پڑھ چکے ہو، غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کرنے کو بلوایا۔ غیاث الدین نے اپنے نائب عمر بن محمد مرغنی گورنر ہرات سے خراسان پر چڑھائی کرنے کے بارے میں مشورہ کیا مگر عمر بن محمد مرغنی نے مخالفت کی۔ اتنے میں شہاب الدین غزنی، غور اور بختان کی فوجیں لے کر آ گیا۔ ۵۹۷ھ میں خوارزم شاہ کے مقبوضہ علاقے فتح کرنے کے لیے بڑھا۔ طالقان کے قریب جنر ترکی (والی مرو) کا خط موصول ہوا، لکھا تھا کہ ”جتنی جلدی ممکن ہو مرو آ کر قبضہ کر لیجئے۔ خوارزم شاہ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کر سکے“ شہاب الدین نے اپنے بھائی غیاث الدین سے اجازت لے کر مرو پر حملہ کیا۔ خوارزمی فوج جو اس وقت مرو میں تھی، مقابلہ کے لئے آئی۔ اہل مرو بھی خوارزمی فوج کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلے، مڑی ہوئی، تو شہاب الدین غوری نے انھیں مغلوب کر کے اپنی فوج کو شہر میں داخل کر دیا۔

مرو کی فتح:۔۔۔۔۔ ہاتھیوں کا جھنڈ لے کر شہر پناہ کو ڈھانے کے لیے بڑھا۔ اہل شہر نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کر لی۔ اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور جنر ترکی شہاب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرو فتح کرنے کے بعد غیاث الدین غوری مرو میں داخل ہوا اور جنر ترکی کو ہرات بھیج دیا اور ”مرو“ ہندو خان بن ملک شاہ کے حوالہ کر دیا جیسا کہ وعدہ کیا تھا۔

طوس اور نیشاپور پر قبضہ:۔۔۔۔۔ مرو فتح کر کے غیاث الدین غوری نے سرخس کا رخ کیا جو کہ صمخ و امان سے فتح ہوا۔ پنے چچا زاذنگی بن مسعود

سرخس کی حکومت دی اور اس میں نساء اور ایبورو کو بھی ملحق کر دیا، پھر طوس کی طرف قدم بڑھایا۔ تین دن کے محاصرے اور جنگ کے بعد اہل طوس نے امن کی درخواست کی۔ شہاب الدین نے ان کو امان دی اور طوس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد علی بن خوارزم شاہ نکش (علاء الدین محمد کا نائب) والی نیشاپور کے پاس شہر حوالے کرنے اور اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا۔ مگر علی شاہ نے شہر حوالہ کرنے اور اطاعت و فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ چنانچہ غیاث الدین نے یغرا کا حکم دے دیا۔ نیشاپور میں لڑائی کا نیزہ گڑ گیا۔ ایک طرف سے غیاث الدین نے حملہ کیا دوسری جانب اس کا بھائی شہاب الدین اپنے لشکر کی فوج لے کر بڑھا۔ اور باغات کاٹ ڈالے، کھیتیاں برباد کر دیں، دیہات اور قصبوں کو اجاڑ دیا، قتل و غارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا اور پھر نیشاپور میں غوری فوجیں داخل ہو گئیں۔ جب الامان الامان کا شور برپا ہوا تو امان دے دی گئی۔

علی شاہ کی گرفتاری: علی شاہ کو گرفتار کر کے غیاث الدین غوری کی خدمت میں پیش کیا گیا، غیاث الدین غوری نے نہایت تپاک سے لیا۔ عزت و احترام سے پیش آیا اور امراء خوارزمیہ کا سردار بنا کر ہرات کی طرف روانہ کر دیا۔ خراسان کی حکومت پر اپنے چچا زاد اور داماد ضیاء الدین محمد بن علی غوری کو مامور کیا اور نیشاپور کو دار الحکومت بنانے کا حکم دیا۔ اسے علاء الدین کے خطاب سے مخاطب کیا۔ غوری سرداروں کی ایک جماعت کو مدد، امین کی خدمت میں رہنے کا اشارہ کیا۔ اہل نیشاپور کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ جس کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا تھا۔ اس کا من سب معاوضہ دیا اور انعام دیئے۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر ہرات گیا اور علی شاہ کو اپنے بھائی شہاب الدین غوری کے سپرد کر دیا۔

فرقہ اسماعیلیہ پر حملہ: شہاب الدین غوری نے ہرات سے قہستان کی طرف کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ایک گاؤں میں پہنچا۔ جہاں کے رہنے والے اسماعیل مذہب رکھتے تھے۔ کسی نے یہ خبر دی کہ اس گاؤں کے رہنے والے اسماعیلیہ فرقہ کے ہیں۔ چنانچہ شہاب الدین نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ پھر کیا تھا وہاں جتنے بڑے والے لوگ تھے، مار ڈالے گئے۔ بچے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنالے گئے۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مکانات منہدم کر دیئے گئے۔ گاؤں ویران ہو گیا۔

قہستانی قلعے کا محاصرہ: پھر اس کے بعد ایک دوسرے قلعہ کی طرف قدم بڑھائے جو قہستانی کے نواح میں تھا۔ یہ قلعہ بھی فرقہ اسماعیلیہ کا تھا۔ چند دن کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ فتح ہوا۔ سردار غوری میں سے ایک سردار کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ چنانچہ بدعات ختم ہو گئیں ۵ نماز اور دیگر شریعت اسلام قائم ہو گئے۔

شہاب الدین کی واپسی کا حکم: اسی دوران والی قہستان کا خط سلطان غیاث الدین کی خدمت میں پہنچا۔ لکھا تھا ”آپ کے بھائی شہاب الدین نے ہمارے علاقوں میں دست درازی شروع کر دی ہے اور بہت سے مقامات کو فتح کر لیا ہے۔ کوئی بد عہدی ہم نے نہیں کی پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے بھائی نے عہد شکنی پر کمر باندھ رکھی ہے۔ سلطان غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کے پاس اپنے ایک با اعتماد امیر کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ فرقہ اسماعیلیہ کے مقبوضات میں دست درازی نہ کرو، محاصرہ اٹھا کر میرے پاس آ جاؤ“ اس وقت شہاب الدین فرقہ اسماعیلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ بھائی کا پیام پا کر بیچ و تاب کھانے لگا۔ بالآخر قیاس حکم سے انکار کر دیا۔ غیاث الدین کے بھیجے ہوئے میر نے کہا ”آپ کو سہانی حکم کی تعمیل کرنا ہوگی کیونکہ اگر آپ تعمیل نہیں کریں گے تو میں آپ کو تعمیل حکم پر مجبور کر دوں گا۔ امیر نے یہ کہہ کر شہاب الدین کے خیمہ کی طنابیں کاٹ دیں۔ شہاب الدین کو اس سے حد درجہ کا غصہ آیا مگر بھائی کا حکم تھا اس لیے خاموش ہو گیا۔ اور محاصرہ اٹھا کر ہندوستان کا راستہ لیا۔

خوارزم شاہ کا غیاث الدین کو خط: جس وقت علاء الدین محمد بن نکش خوارزم شاہ تک یہ خبر پہنچی کہ غیاث الدین اور شہاب الدین غوری کی

① اصل کتاب میں جگہ خاں ہے (مترجم) ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۶) پر بھی یہ جگہ خالی تھی جسے ناشر نے (تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۵) سے تصحیح کی تبدیلی کے ساتھ پر کیا ہے درلکھا ہے کہ ”جب شہاب نے آگے بڑھتے ہوئے اپنے بھائی غیاث الدین کے لشکر کا جھنڈا دیکھ لیا تو یقین ہو گیا کہ طوس فتح ہو گیا۔ چنانچہ باحاف و خطر اپنا لشکر لے کر اندر گھس گیا۔“ ② نماز کو عربی میں ”صلوٰۃ“ کہتے ہیں چنانچہ بعض نسخوں میں ”صلوٰۃ“ کے بجائے ”صواب“ تحریر ہے جو درست نہیں ہے دیکھیں (تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۷)

فوجیں خراسان سے واپس چلی گئی ہیں اور شہاب الدین اپنے بھائی سے ناراض ہو کر ہندوستان چلا گیا ہے، تو اس نے غیاث الدین کے پاس خط روانہ کیا۔ جن شہروں پر غوری فوج نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ واپس نہ کرنے کی صورت میں یہ دھمکی دی کہ میں ترکان خطا سے مدد حاصل کر کے آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔ اس وقت آپ پر عرصہ زمین تنگ ہو جائے گا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین نقرس کی بیماری میں مبتلا تھا، نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا، اس لیے جواب بھیجنے میں شہاب الدین کے انتظار میں تاخیر کی۔

خوارزم شاہ کا مرو وغیرہ پر قبضہ:۔۔۔ ادھر خوارزم شاہ نے علاء الدین غوری (سلطان غیاث الدین کے نائب) کو جو نیشاپور میں تھا، شہر خالی کرنے کو لکھا اور شہر خالی نہ کرنے کی صورت میں لڑائی کی دھمکی دی۔ چنانچہ علاء الدین غوری نے غیاث الدین کو اس سے مطلع کیا۔ غیاث الدین نے جواب میں لکھا ”تم گھبراؤ نہیں نیشاپور میں قدم جمائے رکھو میں تمہیں کافی طور پر مدد بھیج دوں گا۔ ادھر خوارزم شاہ نے (۱۵ ذی الحجہ ۵۹۷ھ کے آخر میں فوجیں تیار کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا اور سفر کرتا ہوا بیورو کے قریب پہنچ گیا۔ ہندو خان (غیاث الدین کا آزاد کردہ ندیم) بیورو چھوڑ کر (فیروز کوہ غیاث الدین کے پاس) بھاگ گیا۔ خوارزم شاہ نے مرو، نساء اور بیورو پر قبضہ کر لیا۔

نیشاپور پر خوارزم شاہ کا پھر قبضہ:۔۔۔ پھر نیشاپور پر یلغار کی۔ نیشاپور میں علاء الدین غوری تھا۔ اس کا محاصرہ ڈال کر لڑائی چھیڑ دی، مدتوں جنگ کا سلسلہ قائم رہا۔ آخر کار علاء الدین غوری نے غیاث الدین کی امداد سے ناامید ہو کر جنگ اور محاصرہ کی طوالت کی وجہ سے من کی درخواست کی۔ خود کو اور غوریوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانے کی خوارزم شاہ سے قسم لی اور شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے۔ کسی قسم کی ایذا و تکلیف نہیں دی۔

علاء الدین کی شہاب الدین سے ناراضگی:۔۔۔ خوارزم شاہ نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین غوری سے کہا ”بہتر ہوتا کہ تم درمیان میں بڑ کر سلطان غیاث الدین سے میری صلح صفائی کر دیتے“۔ چنانچہ علاء الدین غوری نے سینہ ٹھونک کر کہا ”میں یہ خدمت انجام دوں گا آپ مطمئن رہیں“ لیکن علاء الدین غوری کو غیاث الدین کے پاس فیروز کوہ نہیں گیا بلکہ ہرات چلا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ علاء الدین غوری کو غیاث الدین کی جانب سے وعدہ کر کے امداد نہ بھیجنے کی وجہ سے ملال پیدا ہو گیا تھا ہرات میں علاء الدین غوری کی جاگیر اور املاک تھیں۔

حسن بن خرمیل جو کہ امراء غوریہ میں ایک اہم شخص تھا، نیشاپور ہی میں رہ گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بیحد عزت افزائی کی واپس منون حسن بنایا۔

خوارزم شاہ کی سرخس پر ناکامی:۔۔۔ نیشاپور سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے سرخس کا رخ کیا۔ امیر زنگی، سرخس کا گورنر تھا، اور غیاث الدین کے قرابت مندوں میں سے تھا۔ چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا۔ شب و روز لڑائی ہوتی رہی۔ محاصرہ کی شدت سے رسد کی آمد بند ہو گئی۔ اہل شہر اپنی ضروریات زندگی کے بھی محتاج ہو گئے۔ چنانچہ امیر زنگی نے خوارزم شاہ کے پاس کہلوایا کہ آپ شہر پناہ کا دروازہ چھوڑ دیجئے۔ تاکہ طمینان کے ساتھ ہم شہر خالی کر کے نکل جائیں۔ خوارزم شاہ اس بہکادے میں آ گیا اور شہر پناہ کے دروازے سے محاصرہ اٹھا لیا اس دوران امیر زنگی نے رسد، غنہ و روزمرہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ شہر میں بھر لیا، کمزور اور ناتواں لوگوں کو جو محاصرے سے تنگ آ گئے تھے، شہر بدر کر دیا اور پھر خوارزم شاہ سے کہلوایا ”اب آپ تشریف لائیے ہمارا اور آپ کا فیصلہ جنگ سے ہوگا“ اس پر خوارزم شاہ کو بے حد اندامت ہوئی۔ چنانچہ محاصرہ اٹھا کر چل گیا لیکن روگنی کے وقت چند کمانڈروں کو محاصرے پر چھوڑ گیا۔

سرخس سے پسپائی:۔۔۔ خوارزم شاہ کی روگنی کے بعد محمد بن خربک (گورنر طالقان) امیر زنگی کی کمک پر روانہ ہو ❶۔ خوارزمی فوجیوں نے یہ خبر سن کر سرخس چھوڑ دیا۔ چنانچہ امیر زنگی اور محمد بن خربک مرو و دہلیچا۔ مرو و دہلیچا کے نواح کا خراج وصول کیا۔ خوارزم شاہ نے تین ہزار فوج اپنے ہمراہ کی کمان میں روانہ کی۔ محمد بن خربک نو سو سواروں کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ خوارزمی فوج میدان جنگ سے بھاگ نکلی، بہت بری طور سے پامال ہوئی۔

❶ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۹۷) اس جگہ یہ عبارت بھی گئی ہے۔ ”تاتاری لشکریوں پر حملہ کرے جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں“۔ اس خالی جگہ کو (تاریخ اکمل جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۵) سے پر کیا گیا ہے۔



اس کے بہت سے فوجی گرفتار کر لیے گئے۔ اور مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ خوارزم شاہ کو اس واقعہ کی خبر ملی، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، ساری امتک خاک میں مل گئی بدل نا خواستہ خوارزم واپس چلا گیا۔

خوارزم شاہ کی ہرات روانگی:..... خوارزم شاہ نے خوارزم پہنچ کر غیاث الدین کے پاس صلح کرنے کا خط بھیجا۔ غیاث الدین نے امیر کبیر حسن بن محمد مرغنی کی معرفت جواب روانہ کیا۔ بظاہر صلح کرنا پسند کیا تھا لیکن درحقیقت خوارزم شاہ کو فریب اور دھوکہ میں ڈالا تھا۔ خوارزم شاہ اس فریب کو نہ ڈگیا۔ ہذا حسن بن محمد مرغنی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور محاصرہ ہرات کے لیے روانہ ہو گیا۔ ادھر حسن بن محمد مرغنی نے خفیہ طور پر اپنے بھائی عمر بن محمد مرغنی امیر ہرات کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ چنانچہ عمر بن محمد مرغنی، خوارزم شاہ سے مقابلے پر تیار ہو گیا۔

ہرات پر حملہ کا سبب:..... ہرات پر خوارزم شاہ کی فوج کشی کا سبب یہ تھا کہ سلطان شاہ نے (جو محمد بن تغش کا چچا تھا) سرخس میں وفات پائی اس کے حاشیہ نشین امیروں میں سے دو بھائی تھے جس میں ایک کا نام امیر حاجی تھا، غیاث الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ غیاث الدین عزت و احترام سے پیش آیا اور ہرات میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ ان دونوں بھائیوں نے محمد بن تغش (خوارزم شاہ) کو ہرات پر قبضہ کر کے کا پیغام بھیجا اور قبضہ کرانے کی ذمہ داری لی۔ اس طرح خوارزم شاہ کو غیاث الدین سے اس فریب و دھوکہ کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ چنانچہ فوجیں مرتب کر کے ہرات پر یلغار کر دی۔

افشائے راز:..... عمر بن محمد مرغنی نے شہر پناہ کے دروازوں کی کنجیاں انہی بھائیوں کے حوالہ کر دی تھیں اور یہ خیال کر کے خوارزم شاہ کے یہ مخالف ہیں، جنگ کا سپہ سالار اعظم بھی انہی کو مقرر کر دیا۔ ادھر کسی نے خوارزم شاہ سے ان کی ساز باز کا حال حسین مرغنی سے کہہ دیا۔ حسن مرغنی نے اپنے بھائی عمر مرغنی (والی ہرات) کو لکھ بھیجا عمر مرغنی کو یقین نہیں آیا۔ حسن مرغنی نے امیر حاجی کا وہ خط جو اس نے خوارزم شاہ کو ہرات پر قبضہ کرینے کے لیے لکھا تھا بھیج دیا۔ وہ دیکھتے ہی عمر مرغنی کی آنکھیں کھل گئیں۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ فوراً امیر حاجی اور اس کے بھائی اور اس کے سارے ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ خوارزم شاہ سے مقابلے پر خود کمر بستہ ہوا۔

خوارزم شاہ کی فوج کی تباہی:..... اس دوران الپ غازی غیاث الدین کا بھائی غوری لشکر لے کر آ گیا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو گھیر کر رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ خوارزم شاہ نے اس خیال سے کہ حریف کی توجہ منقسم ہو جائے، اپنی فوج کے ایک حصہ کو طالقان پر شب خون مارنے بھیجا۔ حسن بن خربک نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی تو خوارزم شاہ کی فوج کو شکست ہو گئی۔ ساری فوج کٹ گئی ایک شخص بھی زندہ نہیں بچا۔

غوری کمک کی آمد:..... اس کے بعد غیاث الدین نے اپنے بھانجے بوغانی کو غوری فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اہل ہرات کی کمک پر روانہ کیا۔ خوارزم شاہ محمد بن تغش کے لشکر کے قریب بوغانی نے مورچہ قائم کیا جو راستے رسد و غلہ کی آمد کے کھلے تھے، انھیں بھی بند کر دیا۔ خوارزم شاہ پر اب عرصہ زمین تنگ ہونے لگا تھا کہ غیاث الدین بھی تھوڑی سی تازہ دم فوج لے کر پہنچ گیا۔ چونکہ غوریوں کے لشکر کا زیادہ حصہ ہندوستان میں اس کے بھائی شہاب الدین کے لشکر میں تھا اور کچھ حصہ فوج کا غزنی کی حفاظت پر تھا۔ اس لیے خوارزم شاہ کی فوج کے خلاف پشتقدمی نہیں کی۔ چالیس دن محاصرہ پر گذر چکے تھے۔ ادھر خوارزم شاہ کو یہ خبر مل چکی تھی کہ طالقان کی جنگ میں خوارزمیوں کو شکست ہوئی ہے اور کوئی بھی زندہ نہیں بچا۔ شہاب الدین بھی ہندوستان سے غزنی آ رہا ہے۔ چنانچہ گھبرا گیا، لینے کے دینے پڑ گئے اس خوف سے کہ کہیں میں اس محاصرہ میں نہ آ جاؤں کہ جس سے چھٹکارا ممکن نہ ہو۔ ہرات کا محاصرہ اٹھ لیا اور عمر مرغنی سے صلح کر کے مرو آ گیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۹۸ھ کا ہے۔

خوارزم شاہ کی مرو سے پسپائی:..... اس کے بعد شہاب الدین ہندوستان سے واپس آ کر غزنی پہنچا۔ خوارزم شاہ نے جتنی دست درازی خراسان میں کی تھی، کی اطلاع ملی تو فوجیں آ راستہ کر کے غزنی سے ملج آئیں۔ بلخ سے خوارزم شاہ جنگ کے لیے بامیان پہنچا۔ جہاں اس کے کشتی دستے





شہاب الدین، شاہ خوارزم کی جنگ:۔ جس وقت شہاب الدین کو اس کی اطلاع پہنچی کہ خوارزم شاہ نے ہرات کا محاصرہ کر لیا ہے، اس نے گورنر ہرات، میر بوغانی جو اس کا بھتیجا تھا، مرگیا ہے تو ہندوستان سے لوٹ پڑا۔ اور کوچ و قیام کرتا خوارزم کی طرف روانہ ہو گیا۔ خوارزم شاہ، سرخس سے مرو آ گیا تھا اور مرو کے باہر قیام پذیر تھا۔ شہاب الدین کی آمد کی خبر پا کر نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے شہاب الدین کے پہنچنے سے پہلے خوارزم پہنچ گیا۔ اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی خندقوں کو پانی سے بھر دیا۔ اتنے میں شہاب الدین پہنچ گیا ہر طرف سے راستہ بند تھا، شہر کے ارد گردی خندقوں میں پانی بھرا تھا، خوارزم تک پہنچنا دشوار تھا۔ لہذا راستہ کی درستی میں مصروف ہو گیا۔ چالیس دن ٹھہر کے راستہ درست کرتا تھا اور بڑی مشکل سے خوارزم پہنچا۔ ایک دوسرے سے بھڑ گیا، سخت لڑائی ہوئی، دونوں طرف سے ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ نای گرامی سردار مارے گئے۔ حسن مرغنی غوری بھی اسی لڑائی میں مارا گیا۔ سرداران خوارزم کی ایک جماعت گرفتار ہو گئی۔ جس کو شہاب الدین نے قتل کرادیا۔

ترکان خطا کے حملے:۔ ادھر خوارزم شاہ نے ترکان خطا سے اس وقت ماورائے نہر کے حکمران تھے، شہاب الدین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ ترکان خطا نے غوری شہروں پر یلغار کر دی۔ شہاب الدین کو اس کی خبر ملی تو خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر ترکان خطا کی روک تھام کے لیے چلا۔ چنانچہ اندخوی کے صحراء میں مد بھیڑ ہو گئی۔ (یہ واقعہ اوائل ماہ صفر ۶۰۱ھ کا ہے) پہلی لڑائی میں شہاب الدین کو کامیابی ہوئی، بیشمار کفار مارے گئے، اور بہت سے لوگ قید کر لیے گئے۔

شہاب الدین کی شکست اور موت کی افواہ:۔ دوسرے دن کی لڑائی میں شہاب الدین کا لشکر ترکان خطا سے مرعوب ہو کر بھاگ نکلا۔ شہاب الدین گنتی کے چند جان نثاروں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتا رہا۔ بالآخر یہ بھی کامیابی سے ناامید ہو کر اندخوی میں داخل ہو گیا، ترکان خطا نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ شہاب الدین نے نامہ و پیام بھیج کر مصالحت کر لی، اور طالقان چلا گیا۔ اس وقت اس کے ساتھ صرف ست آدمی تھے خزانہ، مال اور اسباب لٹ گیا تھا۔ اس واقعہ سے سارے ملک میں شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔

حسن بن حرمل اور شہاب الدین:۔ حسن بن حرمل والی طالقان نے شہاب الدین کی وہی عزت کی جو اس کے شایان شان تھی اور اسی نیز مندی سے ملا جیسا کہ اس کو ملنا چاہیے تھا۔ ساری تکلیفیں دور کر کے کل ضروریات مہیا کر دیں۔ شہاب الدین چند دن آرام کر کے غزنی روانہ ہوا۔ بوقت روانگی حسن بن حرمل کو اس خیال سے کہ کہیں خوارزم شاہ سے مل جائے اور اس کا مطیع نہ ہو جائے اپنے ساتھ لے لیا اور امیر صاحب کا عہدہ عنایت کیا۔

غوری سلطنت میں ہنگامہ:۔ شہاب الدین کے مرنے کی خبر سے امراء اور غوری سرداروں میں بے حد اختلاف پیدا ہو گیا۔ مفسدہ پردازوں کی بنائی اور چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر غوری حکمرانوں کے حالات کے سلسلے میں تحریر کر آئے ہیں۔ شہاب الدین نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے غزنی اور ہندوستانی کی مخالفتوں اور ہنگاموں کو فرو کیا اور خوارزم شاہ کی گوشالی کی طرف دوبارہ متوجہ ہو گیا ①۔

شہاب الدین کی شکست کی وجہ:۔ ترکان خطا کے مقابلہ میں شہاب الدین کی شکست کا ایک سبب اور بھی تھا۔ جس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس وقت شہاب الدین خوارزم سے ترکوں کی سرکوبی کے لیے چلا، راستے میں ایک ایسا درہ پڑ گیا کہ جہاں پر پانی کا ٹونا موشن نہ تھا، یہ

① محمد ان ہنگاموں کے جو شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہونے سے رونما ہوئے تھے، ایک یہ تھا کہ تاج الدین (شہاب الدین کا زرخیر غلام) نے قلعہ غزنی کی طرف قدم بڑھایا۔ قلعہ دار نے مقابلہ کیا۔ چنانچہ پسپا ہو کر اپنے جائے قیام کی طرف واپس آ گیا اور لوٹ مار اور غارتگری شروع کر دیا۔ شہاب الدین غزنی میں پہنچ کر تاج الدین کی دست درازی کی خبر ملی تو آگ بگوما ہو گیا، گرفتار کر کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر جب خادموں نے سفارش کی تو بچ گیا۔ لیکن دوسرے مفسدوں کو جن جن کر قتل کر دیا۔ اور ہنگامہ قتل ذکر یہ تھا کہ ایک غلام جس کا نام ایک بال تھا، معرکہ جنگ سے بچ کر ہندوستان پہنچا۔ اور ملتان میں داخل ہو کر سلطان شہاب الدین کے گورنر کو بحالت غفلت قتل کر کے شہر کا حاکم بن بیٹھا۔ اور یہ طرک کیا کہ "سلطان شہاب الدین معرکہ میں کام آ گیا اب میں بادشاہ ہوں"۔ چنانچہ شاہی مال و اسباب اور خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ اور رعایا کے ساتھ ہیچ مظالم کئے۔ مہربان نیز نامی ایک محدث شخص اس کا مشیر تھا وہی ساری بدائع لیوں اور مظالم کا محرک تھا۔ شہاب الدین نے ہندوستان پہنچ کر ان لوگوں کا بھی اتحصال کیا۔ یہ واقعہ جمادی الثانی ۶۰۱ھ کا ہے (دیکھیے تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ مطبوعہ لیدن) (مترجم)

کہیں کہیں پر پانی تھا تو نہایت کم تھا۔ اس لیے شہاب الدین نے اپنی فوج کی متعدد ٹکڑیاں کر کے درہ سے روانہ کیا۔ ترکان خطرات و ہمت سے واقف تھے۔ درے کے دوسرے سرے پر کھڑے ہو گئے، جیسے تیسے شہاب الدین کا لشکر متفرق طور پر آتا گیا، اسے موت کے گھاٹ اتارتے گئے۔ اور جو زندہ بچ جاتا وہ غزنی بھاگ جاتا تھا۔ لوٹ کر شہاب الدین کے پاس نہیں آ سکتا تھا۔ لہذا ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہو سکی۔

ترکان خطا سے صبح کی دلچسپ روداد۔۔۔ آخر میں شہاب الدین ساقہ کے ساتھ اس درے سے ہو کر گزرا، ترکان خطا بدلتے نہ کہانی نہ صرح ٹوٹ پڑ۔۔۔ چار دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ شہاب الدین نہایت استقلال اور ثاب قدمی سے لڑتا رہا۔ پانچویں دن والی سمرقند نے جو مسلمان تھے، یمن ترکان خطا کا مطیع تھا اور انہی کے لشکر میں تھا، پوشیدہ طور پر شہاب الدین کو پیغام دیا کہ ”جب تک ترکان خطا آپ سے مرعوب نہ ہو گئے، جنگ سے باز نہیں آئیں گے۔ ان کو مرعوب کرنے کی یہ تدبیر کیجئے کہ اپنے لشکر کے ایک حصہ کو آج رات کسی طرف بھیج دیجئے، صبح کو سواران کے لشکر سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے میدان جنگ میں متعدد ٹکڑیوں کی صورت میں مختلف راستوں سے آجائیں۔ میں ان دشمنان اسلام کو یہ فریب دے دوں گا شہاب الدین کی کمک پر تازہ دم فوج آگئی ہے۔ اب تمہاری خیر نہیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ صلح کر لو“ چنانچہ شہاب الدین نے ایب ہی کیا، اور وہاں سمرقند نے ترکان خطا کو دھمکایا، ڈرایا۔ چنانچہ ترکان خطا صلح پر راضی ہو گئے۔ پھر صلح ہو گئی۔ شہاب الدین کو اس ہوش رہا جو گندزدہ سے نجات مل گئی۔ یہ واقعہ ۶۰۱ھ کا ہے اس کے بعد ہی شہاب الدین کا انتقال ہو گیا۔

حسن بن حرمل کی غداری:۔۔۔ ہرات (خراسان) کا گورنر شہاب الدین غوری کی طرف سے حسن بن حرمل تھا۔ جب شہاب الدین غوری ۶۰۲ھ رمضان ۶۰۲ھ میں شہید ہو گیا، اور حکومت غیاث الدین محمود بن غیاث الدین (شہاب الدین کے بھائی) نے اپنے ہاتھ میں لے لی۔ بد غوریہ کو مدد، اندین محمد بن بوعی کے قبضہ سے چھین لیا۔ حسن بن حرمل ان واقعات سے مطلع ہوا۔ کمانڈروں اور روساء ہرات کی جن میں قاضی شہر بھی تھا، ایک مجلس بدنی۔ بظہران لوگوں۔ سے خوارزم شاہ کی مخالفت اور جنگ کی قسمیں لیں اور خفیہ طور پر خوارزم شاہ سے سازش کر لی۔ اور غوریوں کی روک تھام کی غرض سے خوارزمی لشکر بھیجنے کی درخواست کی، اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

حسن بن حرمل پر غوری کا حملہ:۔۔۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے غیشاپور سے فوجیں ہرات روانہ کیں اور امیر لشکر کو بدیت کی کہ حسن بن حرمل کے اشرارے اور حکم پر عمل کرنا، غیاث الدین محمود ان واقعات کے دوران حسن بن حرمل کو اپنے علم حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کو لکھ رہا تھا۔ چونکہ حسن بن حرمل نے خوارزم شاہ سے سازش کر لی تھی۔ اس لیے بہانے کر کے ٹال رہا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس سازش کی اطلاع غیاث الدین محمود کو ہو گئی۔ سنتے ہی آگ بگول ہو گیا۔ حسن بن حرمل کو ہوش میں لانے کے لیے فوج کشی کر دی۔

حسن بن حرمل کے مشورے: حسن بن حرمل کو اس کی خبر ملی تو کمانڈروں اور روساء شہر نے مشورہ کیا ”علی ابن عبدالحق مدرس نظمیہ نصر وقف نے رائے دی کہ ”مناسب یہ ہے کہ آپ غیاث الدین محمود کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دیجئے، دھوکہ دفریب چھوڑ دیجئے“ مگر حسن بن حرمل نے جواب دیا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ غیاث الدین محمود کوئی کاروائی میرے خلاف نہ کر دے۔ لہذا آپ شاہی دربار میں حاضر ہو کر میری طرف سے بادشاہ سلامت کو اطمینان دلاد دیجئے“ علی ابن عبدالحق تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح ہرات سے نکل کر غیاث الدین محمود کے پاس چلا جائے۔ فوراً سالان سفر درست کر کے روانہ ہو گیا۔ غیاث الدین محمود کو اصل واقعہ سے مطلع کر دیا۔

گورنر طالقان وغیرہ اور غیاث الدین:۔۔۔ غیاث الدین محمود نے اپنے گورنر کو ”مرد“ بلوایا مگر گورنر نے حاضری میں توقف کیا۔ اس سے بل مرد بتر گئے، اعلان یہ ہمہ فیضیہ کہ اگر تم غیاث الدین محمود کی اطاعت سے باہر ہو رہے تھے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ تمہیں غیاث الدین محمود کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے، چنانچہ گورنر مرد بادل نا خواستہ دربار شاہی میں حاضر ہو گیا۔ غیاث الدین محمود نے خلعت عنایت لے کر دے دی۔ اس کے بعد گورنر طالقان ”امیران بن قیصر“ کو طلبی کا فرمان روانہ کیا، اس نے بھی حاضری سے انکار کر دیا۔ چنانچہ غیاث الدین نے طالقان کی حکومت اپنے باپ کے غلام سونج ”امیر شکار“ کو عنایت کر دی۔

حسن بن حرمل کو خوارزم شاہ سے خطرہ: ... پھر حسن بن حرمل کو قطع حجت کے خیال سے ابن زیاد کی معرفت خلعت روانہ کی۔ حکومت ہرات کی سنبھلی، اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ حسن بن حرمل پہلے کر کے لشکر خوارزم شاہ کے انتظار میں ایام گزاری کرنے لگا۔ یہاں تک کہ خوارزم شاہ کا لشکر نیش پور سے آگیا۔ اس کے بعد ہی خوارزم شاہ بھی اپنے جاہ و حشم کے ساتھ پہنچ گیا اور بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈال کر جنگ شروع کر دی۔ حسن بن حرمل کو خود کردہ پشیمانی ہوئی سمجھ لیا کہ خوارزم شاہ کی نیت اچھی نہیں ہے۔ حسن بن حرمل بڑا چالاک اور سیاست دان تھا۔ کی ذریعہ سے خوارزمی لشکر کو یہ باور کرایا کہ ”حسن بن حرمل نے اسے ہرات کی گورنری پر بحال رکھا ہے“ لشکر خوارزم اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھ کر خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ چنانچہ حسن بن حرمل نے بہت سے ہدایا اور تحائف ہی لشکریوں کی معرفت خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کئے۔

اہل ہدایا کی غیاث الدین کو دعوت: غیاث الدین محمود یہ خبر پا کر کہ خوارزم شاہ کا لشکر ہرات آگیا ہے، حسن بن حرمل کی جاگیریں، مال و اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا۔ اس کے حمایتیوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، حسن بن حرمل نے بھی اس بات کو محسوس کر کے کہ اہل ہرات کا میلان غیاث الدین محمود کی جانب ہے، بلوہ کے خوف سے غیاث الدین محمود کی اطاعت کا اظہار کیا۔ مگر اس کے باوجود جب اہل شہر کو یہ معلوم ہو کہ غیاث الدین، حسن بن حرمل سے ناراض ہے اور اس نے اس کی جاگیر، مال، اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا ہے۔ متفق ہو کر غیاث الدین کی خدمت میں عرضداشت بھیجی اور شہر حوالہ کر دینے کا وعدہ کر لیا۔

حسن بن حرمل کی دھوکہ بازی: ... حسن بن حرمل اس سے اور نیز اپنی جاگیر وغیرہ ضبط ہو جانے کی خبر سے مطلع ہو کر رؤسائے شہر کو جمع کیا، خود کردہ پر پشیمانی ظاہر کی اور معافی مانگی اور یہ کہا کہ میں نے خوارزم شاہ کے لشکر کو واپس کر دیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اظہار اطاعت کی غرض سے ایک خط سلطان غیاث الدین محمود کی خدمت میں روانہ کروں۔ تم لوگ بھی میرے بیان کی تصدیق میں ایک خط بھیج دو۔ رؤسائے شہر نے اس رائے کو پسند کیا۔ جیسا کہ حسن بن حرمل نے کہا خط لکھ کر حسن بن حرمل کے ”قاصد کی معرفت روانہ کر دیا۔ حسن بن حرمل نے قاصد کو درپردہ ہدایت کر دی تھی کہ تم فیروزہ کوہ کی جانب روانہ ہو۔ لیکن جب رات کی سیاہ چادر سے دن کی روشنی چھپ جائے تو دوسرے رات سے نیش پور چد جانا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو ہرات واپس لے آیا۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی عمل درآ مد کیا

خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ: چوتھے دن قاصد اور خوارزم شاہ کا لشکر واپس آیا۔ حسن بن حرمل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خوارزم شاہ کا لشکر نقارہ بجاتا شہر میں داخل ہو گیا۔

فقیہ ابن زیاد پر ظلم: ... حسن بن حرمل نے ابن زیاد فقیہ کو جو غیاث الدین محمود کی ہوا خواہی میں زیادہ حصہ لے رہا تھا، گرفتار کر لیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیں پھر وادیں۔ قاضی صاعد کو شہر بدر کر دیا۔ حکومت غوری کے حامیوں کو جلا وطنی کی سزا دی۔ چنانچہ وہ پریشان ہو کر غیاث الدین محمود کی خدمت میں فیروزہ کوہ چلے گئے۔ اور شہر ہرات پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

سابق والی طالقان کی غداری: ... غیاث الدین محمود کو ان واقعات کی خبر ملی فوراً ایک فوج بسر کر دی علی ابن ابوطی، حسن بن حرمل کی بھانجی اور ہرات کو خوارزمی لشکر کے قبضہ سے نکال لینے کی غرض سے ہرات روانہ کی۔ امیر امیران (والی طالقان) بھی اس مہم میں تھا، و ہراول کا من فسر تھا۔ چونکہ غیاث الدین محمود نے اس کو معزول کر دیا تھا، اس لیے ناراض تھا۔ اس نے حسن بن حرمل سے سازش کر لی اور مقابہ کے وقت میدان جنگ چھوڑ دینے کا وعدہ کیا۔ حلف اٹھایا چنانچہ حسن بن حرمل نے غیاث الدین محمود کے ہراول پر حملہ کیا۔ امیر امیران دو چار ہاتھ زخمی میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ اس کا فرار ہونا تھا کہ غوریوں کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ بہت سے کمانڈر لشکر گرفتار کر لیے گئے۔

خوارزم شاہ کی مزید کامیابیاں: اس ساری کامیابی کے بعد حسن بن حرمل نے باغیس وغیرہ جسے مقبوضات غوریہ پر دست درازی شروع کی اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ غیاث الدین محمود، بنفس نفیس ہرات فتح کرنے پر تیار ہو گیا۔ لیکن غزنی کی مہم اور علاء الدین (والی بامیان) کی پیش قدمی نے روک دیا اور خوارزم شاہ نے صوبہ ہرات پر بلخ تک قبضہ کر لیا۔

خوارزم شاہ نے غیث الدین کی شکست کے بعد تمام غوری سرداروں کو جو زمانہ جنگ خوارزم میں گرفتار ہو گئے تھے، رہا کر دیا اور ان کو اختیار دیدیا۔ چاہیں تو خوارزم میں ٹھہریں اور اگر اپنی قوم و ملک میں جانا چاہیں تو چلے جائیں، محمد بن بشیر کو جو غوریوں کا اہم شخص تھا، خلعت دی۔ جاسیہ کی اس کے علاوہ دوسرے غوریوں کو کافی زادراہ اور مال و اسباب عنایت کیا۔

بلخ پر حملہ اس کے بعد بلخ کی فتح کے لیے اپنے بھائی علی شاہ کو مامور کیا۔ عمر بن حسین غوری مقابلہ پر آیا اور مقابلے پر کمر باندھی، علی شاہ مجبور ہو گیا۔ بلخ سے چاروں طرف فاصلہ پر پڑا اور اپنے بھائی خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع کی اور امداد مانگی۔ چنانچہ خوارزم شاہ و ذی الحجہ ۶۰۳ھ میں بلخ کی فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بلخ پہنچ کر محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ والی بلخ، بہاء الدین والی بامیاں کی اولاد کی امداد کے بھروسہ و رشتہ میں اپنے حریف سے مقابلہ کرتا رہا۔ چونکہ والی بامیاں مہم غزنی میں مصروف تھا، اس لیے والی بلخ کی مدد نہ کر سکا۔ چالیس دن تک خوارزم شاہ ہی صرہ کئے رہا لیکن ذرہ بھر بھی کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

صبح کا پیغام اور والی بلخ سے صلح: پھر اس نے محمد بن بشیر غوری کو عمر بن حسین غوری (والی بلخ) کے پاس پیغام صلح لے کر بھیجا۔ مال و اسباب دینے کا وعدہ کیا، شرط یہ لگائی کہ ”ہماری بادشاہت تسلیم کر لو“ والی بلخ بڑے کلمے ٹھکے کا تھا، نکاسا جواب دیدیا۔ خوارزم شاہ نے ہر ت واپس جانے کا یہ عزم کیا۔ ہنوز روگنی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ بہاء الدین والی بامیاں کی اولاد کو جو غزنی کو سر کر کے گئی تھی، تاج الدین دزنے گرفتار کر لیا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن بشیر غوری کو دوبارہ والی بلخ کے پاس بھیجا اور کہلویا کہ جس کے بھروسہ پر تم پھول رہے تھے، وہ تو گرفتار ہو گیا ہے اب تمھارے لیے مناسب یہ ہے کہ تم میری بادشاہت تسلیم کر لو اور مطیع ہو جاؤ۔ چنانچہ والی بلخ نے بادل ناخواستہ خوارزم شاہ کے علم حکومت کے آگے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا اور خوارزمی دربار میں اظہار اطاعت کی غرض سے نیاز مند نہ حاضر ہو گیا۔ خوارزم شاہ عزت و احترام سے واپس آیا اور خلعت دیکر بلخ کی حکومت پر بحال رکھا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۰۳ھ کا ہے۔

جورجان اور بلخ پر قبضہ: اس کے بعد خوارزم شاہ نے جورجان پر یلغار کی، چنانچہ علی ابن ابوعلی نے شہر حوالہ کر دیا۔ چونکہ جورجان، ابن حرمیل کی جاگیر میں تھا اس لیے خوارزم شاہ نے اس کی حکومت ابن حرمیل کو عنایت کر دی۔ علی ابن ابوعلی شہر حوالے کرنے کے بعد فیروز کوہ چد گیا۔ غیث الدین والی فیروز کوہ نے اس بزدلی و رپست ہمتی پر کہ علی ابن ابوعلی نے بغیر کسی مزاحمت کے غنیم کو شہر حوالہ کر دیا۔ اس کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن امراء و اراکین دوست کی سفارش سے علی ابن ابوعلی کی جان بچ گئی۔ ادھر خوارزم شاہ نے جورجان پر قبضہ کر کے عمر بن حسین والی بلخ سے بلواریا۔ اور جب وہ خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہو تو گرفتار کر کے پابزنجیر خوارزم روانہ کر دیا۔ اور خود بلخ پہنچ کر قابض ہو گیا۔ اور جعفر ترکان کو اپنا نائب مقرر کیا۔

خوارزم کا ترند پر قبضہ اور ترکان خطا کے حوالہ کرنا: خوارزم شاہ نے بلخ پر قبضہ کر کے ترند کی طرف توجہ کی۔ ان فنوں و مددین (عمر بن حسین والی بلخ کا لڑکا) ترند پر حکمرانی کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن علی بن بشیر کو عماد الدین کے پاس بھیجا اور یہ کہلایا ”تمھارا باپ (عمر بن حسین) میرے خاص الخیص امراء میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کا شمار میرے اکابرین دولت میں ہے۔ اس نے اپنی خوشی سے مجھے بلخ حوالے کیا ہے۔ میں نے اسے خوارزم سکی و روجہ سے نہیں روانہ کیا۔ بلکہ اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ اہل خوارزم پر بھی اس کی عزت و توقیر کا اظہار ہو جائے۔ تم میرے بھائی ہو۔ ترند کی کیا حقیقت ہے میں تمھیں بہت بڑا صوبہ بطور جاگیر دوں گا۔ تم میرے پاس نیازمندانہ حاضر ہو جاؤ۔“ والی ترند نے اس امر کو محسوس کر کے یک طرفہ تو خوارزم شاہ ہی صرہ کئے ہوئے ہے۔ دوسری جانب ترکان خطا کا نڈی دل لشکر پڑا ہے اور جو میرے حامی مددگار (بامیان کے حکمران) تھے، وہ غزنی میں قید ہو گئے ہیں اس کی درخواست کی اور خوارزم شاہ سے اس میں دینے کا حلف لے کر ترند حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو دیدیا۔ یہ سب اس وقت تک حالت کفر میں تھے۔

ترکان خطا کو ترند دینے کا راز: خوارزم شاہ نے بظاہر یہ فعل نہایت قبیح کیا لیکن اس کے پردہ میں یہ راز چھپا تھا کہ ترند پر ترکان خطا قبضہ دیدینے سے ملک خراسان کا فتح کرنا آسان ہو جائے گا اور ملک خراسان فتح کرنے کے بعد ترکان خطا کو ان کے ملک سے باہر نکال دینا آسان ہوگا۔

چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا اور اس وقت لوگوں پر عیاں ہو گیا کہ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو ترند مکر و فریب دینے کے لیے حوالہ کیا تھا (واند ہی نہ و تعالیٰ اسم) خوارزم شاہ کا طالقان پر قبضہ: .. خوارزم شاہ نے ترند پر قبضہ حاصل کر کے طالقان کا رخ کیا۔ طالقان کی حکومت سوچ میر شکار کے قبضہ میں تھی، اور غیاث الدین محمود کا گورنر تھا۔ خوارزم شاہ نے اپنے علم حکومت کا مطیع ہونے کا پیغام بھیجا مگر سوچ نے انکار میں جواب دیا۔ در فوجیں مرتب کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا سوچ گھوڑے سے اتر پڑا۔ آلات حرب پھینک دیئے، زمین بوسی کی رسم دانی۔ دست بستہ معافی کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ یہ خیال کر کے کہ شاید سوچ نشہ میں ہے، ذرہ بھر بھی متوجہ نہ ہوا اور طالقان میں داخل ہو کر جو کچھ وہ اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے اپنے ایک ساتھی کو طالقان کا حکمران بنا دیا۔

قلعہ کالوین اور مہوار پر خوارزم کی ناکامی: اس کے بعد خوارزم شاہ نے کالوین اور مہوار نامی قلعوں پر حملہ کیا۔ حسام الدین علی بن علی بن قلعوں کا حصہ ٹھونک کر مقابلہ پر آ گیا۔ لڑائی ہوئی تو خوارزم شاہ مجبوراً پیچھے ہٹ گیا۔ اور اس مہم سے دست کش ہو کر ہرات چلا گیا۔ خوارزم شاہ نے ہرات کے باہر پڑاؤ کیا۔ اتنے میں غیاث الدین کا ایلچی قیمتی قیمتی ہدایا و تحائف لے کر حاضر ہوا۔ اس سے لوگوں کو سخت تعجب ہوا۔ والی بھستان سے بات چیت میں ناکامی: ابن حرمیل خوارزمی لشکر لے کر اسفراین پہنچا اور ماہ صفر ۶۰۳ھ میں، سے ان و صبح کے ساتھ فتح کر لیا۔ حرب بن محمد بن ابراہیم والی بھستان کو خوارزم شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام دیا (حرب بن محمد خلف کی اولاد سے تھا) ابن سبتکیں کے زمانہ حکومت میں بھستان کی حکومت اس کے قبضہ میں آئی تھی) حرب نے بہانے کر کے اسے ٹالنا شروع کیا مگر صاف جواب نہ دیا۔

قاضی صاعد اور خوارزم شاہ: خوارزم شاہ کے زمانہ قیام ہرات میں قاضی صاعد بن فضل خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اسے ابن حرمیل نے گذشتہ سال ہرات سے نکال دیا تھا۔ تو یہ غیاث الدین کی خدمت میں چلا گیا تھا۔ پھر ایک سال بعد واپس آیا۔ ابن حرمیل نے خوارزم شاہ سے جزدیا کہ یہ غوریوں سے ملے ہوئے اور رجعت پسندوں کا سربراہ ہے۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے گرفتار کر کے قلعہ زون میں قید کر دیا۔ اور صفی ابو بکر بن محمد سرخسی کو عہدہ قضا پر مقرر کیا۔ صفی ابو بکر بن محمد سرخسی ہرات کے عہدہ قضا پر قاضی صاعد اور اس کے بیٹوں کی طرف سے نائب کے طور پر، مور تھا۔

والی مازندران اور اس کا بھائی: حسام الدین اردشیر (والی مازندران) کے انتقال پر اس کا بڑا بیٹا کسی حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اپنے بھائی کو نکال دیا۔ اس کو اس کے کچھ سمجھ میں نہ آیا تو سیدھا جرجان چلا گیا۔ جرجان میں ملک علی شاہ اپنے بھائی خوارزم شاہ بن تکتش کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ اس سے امداد کی درخواست کی اور اپنے بڑے بھائی کے مظالم کی شکایت کی۔ ملک علی شاہ نے اپنے بھائی خوارزم شاہ کو سارے واقعات مکھ کر بھیجے۔ خوارزم شاہ نے مازندران پر حملے کی اجازت دیدی۔

مازندران پر شاہ خوارزم کا قبضہ: .. چنانچہ ملک علی شاہ ۶۰۳ھ میں جرجان سے مازندران کو فتح کرنے روانہ ہوا۔ اس زمانہ میں حسام بدین اردشیر کا بڑا بیٹا جس نے اپنے بھائی کو نکال دیا تھا، مر گیا تھا اور اس کا چھوٹا بھائی مازندران پر حکومت کر رہا تھا۔ ملک علی شاہ کو چ و قیام کرتا مازندران پہنچا۔ والی مازندران کا منجھل بھائی بھی ساتھ تھا۔ غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ قصبے، دیہات اور شہر تاراج ہو گئے۔ موجودہ (والی مازندران) قلعہ کورہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ چنانچہ ملک علی شاہ نے سارے شہروں مثلاً ساریہ اور آمل وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ پھر ملک علی شاہ، جرجان واپس آ گیا اور والی مازندران کا منجھلا بیٹا قلعہ کورہ کے علاوہ پورے صوبہ مازندران پر خوارزم شاہ کے علم حکومت کے تحت حکومت کرنے لگا۔

ترکان خطا یعنی تاتاری گروہ: ہم وہ واقعات کہ جن میں سلطان سنجر بن ملک شاہ کو شکست ہوئی تھی اور تاتاریوں نے ماورنہر پر قبضہ کر لیا تھا، اوپر بیان کر چکے ہیں۔

ترکان خط جنھیں اب ہم تاتاری کے نام سے یاد کریں گے، ایک بادیہ نشین خانہ بدوش گروپ تھا جو شہروں میں سکونت اختیار نہیں کرتا تھا۔ بلکہ جنگل اور کھلے میدانوں میں خیموں میں قیام کرتا تھا۔ خیموں کو یہ لوگ خرگاہ کہتے تھے۔ آتش پرستی ان کا مذہب تھا۔ یہ زیادہ تر اطراف اوزکند، بلاد



سرخون اور کاشغر میں رہتے تھے۔

سلطان سمرقند اور خوارزم شاہ کا رابطہ: سلطان سمرقند و بخارا، حکمرانان خانیہ سے تھا جو آباؤ اجداد مذہب اسلام سے مشرف ہو چکے تھے، ورنہ پرانے شاہی خاندان سے تھے۔ سلطان سمرقند و بخارا ”خان خاناں“ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جسکے معنی ”سلطان السلاطین“ کے ہیں۔ تاتاریوں نے ماوراءالنہر و اکثر اسلامی علاقوں پر خراج مقرر کر دیا تھا، آئے دن ایک نہ ایک مصیبت مسلمانوں پر تاتاریوں کے ہاتھوں نازل ہوا کرتی تھی۔ سلطان سمرقند و بخارا کو یہ ناگوار گزر رہا۔ مسلمانوں کی ذلت اور اسلامی علاقوں پر تاتاری کا فروں کا غلبہ و تصرف ناپسند ہوا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں یہ منہجی۔ تاتاریوں کے مظالم کی فریاد کی۔ اس نے یہ وعدہ کیا کہ جتنا خراج تاتاریوں کو ان صوبوں سے ملتا ہے، اتنا ہی آپ کو دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آپ کے ہی نام کا خطبہ پڑھا جائے گا اور سکے بنے گا۔

شاہ خوارزم کا اطمینان اور تیاری: اس بات کے اطمینان کے لیے آئندہ کسی قسم کا دھوکا نہ دیا جائے گا۔ سمرقند اور بخارا کے سلطان نے اپنے مشہور امراء، اور روساء کو خوارزم شاہ کی خدمت میں حلف اٹھانے اور بطور ضمانت اس کی خدمت میں بھیج دیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے اطمینان ہو گیا اور فوج کو تیاری کا حکم دے دیا۔

انتظامیہ مملکت: پھر اپنے ممتاز مقبوضہ کا اس طور پر انتظام کیا کہ اپنے بھائی علی شاہ کو علاوہ جرجان کے طبرستان پر مامور کیا۔ میرزا ملک خان کو جو اس کا، موں اور دولت خور، رزمی کا ایک اہم ممبر تھا، نیشاپور کی حکومت عطا کی اور ایک بہت بڑی فوج اس کے لشکر میں متعین کی۔ امیر امین الدین ابو بکر کوشہر ۱ زوزن کی حفاظت پر مامور کیا (امیر امین الدین مزدوری کا پیشہ کرتا تھا، چلتا پرزہ ہوشیار تھا، ترقی کرتے کرتے گورنری کے عہدہ تک پہنچ گیا، ایسا وقار بڑھا کہ کرمان کا حکمران بن گیا تھا) امیر جلدک کوشہر جام کی حفاظت حوالے کی۔ ہرات کی حکومت پر حسن بن حرمل کو بدستور رکھا۔ ایک ہزار جنگ جوؤں کو ہرات میں رہنے کا حکم دیا۔ مرو اور سرخس وغیرہ پر بھی ایک نائب مقرر کیا۔ غیاث الدین محمود سے صلح کر لی اور جتنے غوری اور کریمسین کے مدد تھے اس کے قبضہ میں تھے، ان پر اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔

تاتاریوں سے جنگ اور خوارزم شاہ کی گرفتاری: اس کے بعد اپنی فوج کو جمع کر کے خوارزم بھیجا۔ یہاں سے بھی ایک عظیم لشکر مرتب کر کے جیون کو عبور کیا۔ سلطان سمرقند اور بخارا سے ملا اور اپنے ساتھ لے کر تاتاریوں پر حملہ کر دیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مدتوں سلسلہ جنگ جاری و قائم رہا کبھی تاتاری غالب آ جاتے تھے اور کبھی خوارزم شاہ کو کامیابی حاصل ہو جاتی تھی۔ آخر کار مسلمانوں کو شکست ہو گئی اور خوارزم شاہ کو تاتاریوں نے گرفتار کر لیا۔ لشکر اسلام پریشان ہو کر خوارزم واپس آ گیا۔

خوارزم شاہ کی موت کی افواہ اور حالات: پھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خوارزم شاہ میدان جنگ میں کام آ گیا۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ پورے ملک خراسان میں تلاطم پیدا ہو گیا۔ ہر ایک گورنر حکومت خود مختاری کا سودا سا گیا۔

کزک خان والی نیشاپور ہرات کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، والی زوزن بھی محاصرے میں شریک تھا۔ اس نے یہ خبر سن کر محاصرہ، ٹھہرایا اور اپنے اپنے مقبوضہ علاقوں میں واپس آ گئے۔ کزک خان والی نیشاپور نے نیشاپور پہنچ کر نیشاپور کی شہر پناہ درست کرائی، کثرت سے فوجیں فراہم کیں، غنہ، سامان خورد و نوش اور آلات حرب بھی جمع کر کے خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔ ملک علی شاہ خوارزم شاہ کا بھائی طبرستان میں تھا۔ اس کا دماغ بھی آسمان پر چڑھ گیا۔ اس نے خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کو خطبہ میں داخل کر لیا اور بادشاہ بن بیٹھا۔

شاہ خوارزم کی رہائی کا دلچسپ واقعہ: جس وقت تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو گرفتار کیا تھا اس کے ساتھ ایک امیر کبیر ابن مسعود نامی بھی گرفتار ہو گیا تھا۔ ابن مسعود نے خوارزم شاہ کی قید خانہ سے چھٹکارے کی یہ صورت نکالی کہ اس نے خود کو سلطان خوارزم شاہ ظاہر کیا اور خوارزم شاہ کو اپنا خادم۔ وہ



نیشاپور اور امین الدین بوکر نائب حکومت زوزن کو امیر جلدک کی کمک اور محاصرہ ہرات پر روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ دس ہزار فوج کے ساتھ نیشاپور اور امین الدین ابو بکر روانہ ہوئے، اور ہرات کا محاصرہ کر لیا۔ اسی دوران جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقبضے میں شکست ہوئی اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔ کچھ عرصے تاتاریوں کی قید میں رہا۔ پھر اس سے کسی طرح نجات پا کر خوارزم پہنچ گیا۔ پھر خوارزم سے نیشاپور پہنچا۔ نیشاپور سے نکل کر اس فوج میں پہنچا جو ہرات کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ کمانڈروں کو انعامات دیئے اور ان کی ثابت قدمی کی قدر کی۔

ہرات پر شاہ خوارزم کا قبضہ: وزیر خواجہ اس وقت تک ہرات میں قلعہ بند تھا۔ چونکہ وزیر خواجہ خوارزم شاہ کے کمانڈروں سے بربریت کرتا تھا کہ جس وقت خوارزم شاہ آجائیں گے، میں بلا تامل شہر خالی کر دوں گا۔ اس بناء پر خوارزم شاہ نے وزیر کو شہر حوالہ کرنے کا پیغام دیا، مگر وزیر خواجہ نے سختی سے انکار میں جواب دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے محاصرہ میں سختی کی۔ اہل شہر شدت اور طویل محاصرے سے تنگ آ گئے تھے۔ آپس میں اس مسیبت سے نجات پانے کے بارے میں بات چیت کرنے لگے، اس کی خبر وزیر خواجہ کو مل گئی۔ چنانچہ ایک دستہ فوج کا بھیج دیا جس سے اس بے ہمت کمانڈروں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں ہلچل مچ گیا، تمام شہر میں فتنہ و فساد پر پا ہو گیا۔ وزیر خواجہ فتنہ و فساد فرو کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ادھر اہل شہر نے خوارزم شاہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیدیا۔ اتنے میں اہل شہر نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا خوارزمی لشکر شہر میں گھس گیا۔ جنگ و جدال کا بازار گرم ہو گیا۔ شاہ خوارزم نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

وزیر خواجہ کا قتل: پھر وزیر خواجہ کو پابزنجیر خوارزم شاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے قتل کا حکم دیدیا۔ چنانچہ مار ڈال گیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ کا ہے۔ پھر ہرات کی حکومت پر اپنے ماموں امیر ملک کو مقرر کر کے خوارزم واپس آ گیا۔ ہرات کے فتح ہونے سے سارا خراسان قبضہ میں آ گیا۔

خوارزم شاہ کا فیروز کوہ اور بلاد خراسان پر قبضہ: خوارزم شاہ نے خوارزم پہنچ کر اپنے ماموں امیر ملک گورنر ہرات کو فیروز کوہ 'سلاطین غوریہ کے دار الحکومت' کو فتح کرنے کا فرمان بھیجا۔ اس وقت فیروز کوہ کے تحت حکومت پر غیاث الدین محمود بن غیاث الدین رونق افروز تھا۔ خوارزم شاہ کا بھائی بھی فیروز کوہ میں غیاث الدین محمود کے یہاں پناہ گزین اور مقیم تھا۔ چنانچہ امیر ملک بڑی فوج لے کر فیروز کوہ روانہ ہو گیا۔ غیاث الدین محمود اس کی مدد کی خبر پا کر گھبرا گیا۔ فوراً اظہار اطاعت کی غرض سے امیر ملک کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا اور امان کی درخواست کی۔ چنانچہ امیر ملک نے درخواست منظور کر لی۔ پھر غیاث الدین محمود اور علی شاہ امیر ملک سے ملنے آئے تو امیر ملک نے دونوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ کا ہے۔

فیروز کوہ فتح ہو جانے سے خوارزم شاہ محمد بن نکش کا پورے خراسان پر قبضہ ہو گیا۔ اور سلطنت و حکومت غوریہ کا سلسلہ حکومت منقطع ہو گیا۔ سلاطین غوریہ کی حکومت کا بڑی اور بہترین حکومتوں میں شمار تھا (واللہ تعالیٰ ولی التوفیق)

تاتاریوں پر حملہ اور فتح: خراسان کے نظم و نسق سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے تاتاریوں سے بدلہ لینے کا تہیہ کر کے فوجیں جمع کیں۔ اپنے ہمدرد، معاون اور سمرقند و بخارا کے والیوں کو ساتھ لے کر دریائے جیحون عبور کیا۔ تاتاریوں کا ٹڈی دل بھی مقابلہ پر آیا۔ اس وقت تاتاریوں کا بادشاہ طانیکوہ نامی ایک شخص تھا۔ سو برس یا کم و بیش اس کی عمر تھی۔ نہایت تجربہ کار، جنگ آزمودہ نرم و گرم زمانہ شناس اور بہ لڑائی میں کامیاب شخص تھا۔ ۶۰۶ھ میں دونوں کی مدد بھیجی ہوئی۔ متعدد ایسی لڑائیاں ہوئیں جس کی نظیر صفحہ تواریخ میں نظر نہیں آتی۔ بالآخر تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ ایک بڑا گروہ میدان جنگ میں کام آ گیا، بیشمار گرفتار کر لیے گئے۔ تاتاریوں کا بادشاہ بھی پکڑ لیا گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بیحد عزت کی اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔

اوزکند کی فتح: چنانچہ جنگ کے بعد خوارزم شاہ نے طانیکوہ 'تاتاری بادشاہ' کو خوارزم روانہ کر دیا۔ اور خود ماوراء النہر کی طرف دریا کی طرف بڑھا۔ یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرتا ہوا اوزکند تک پہنچ گیا۔ پھر اوزکند میں اپنی طرف سے ایک شخص کو حکمران مقرر کر کے خوارزم واپس آ گیا۔

خوارزم پہنچ کر والی سمرقند سے اپنی بہن کا عقد کر دیا اور اسے عزت و احترام سے سمرقند واپس جانے کی اجازت دی۔ اور جیسا کہ سمرقند میں تاتاریوں کے زمانہ میں تاتاریوں کی طرف سے ایک سیاسی افسر رہتا تھا، اسی طرح اپنی طرف سے ایک افسر مقرر کر دیا (واللہ یوید، نصرہ من یشاء)

والی سمرقند کی بغاوت: والی سمرقند نے اپنے دار الحکومت واپس آ کر ایک سال تک نہایت وفا شعار سے زندگی بسر کی۔ خوارزم شاہ کا سیاسی

افسر اپنی فوج کے ساتھ سمرقند میں آزادی سے رہا۔ ایک سال کے بعد والی سمرقند کو خوارزمیوں کی ہرادانا پسند آنے لگی۔ ان کی ہر بات ناگوار گزرنے لگی۔ چنانچہ اپنے فوجیوں اور رعایا کو خوارزمیوں کے قتل کا حکم دیا۔ چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ نہایت کم عرصے میں خوارزمیوں کے وجود سے سمرقند پاک و صاف ہو گیا۔ والی سمرقند نے اسی پر اکتفا نہیں کیا، کجخت اپنی بیوی (خوارزم شاہ کی بہن) کے قتل کے ارادے سے محل میں گھس گیا۔ اس غریب نے دروازہ بند کر لیا اور خوشامد کی رحم اور جان بخشی کی درخواست کی۔ چنانچہ والی سمرقند کو رحم آ گیا تو اسے چھوڑ دیا۔ ان زیادتیوں سے فرغ ہو کر بادشاہ تاتاری کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا اور اعانت اور امداد کی درخواست کی۔

خوارزم کا سمرقند پر قبضہ۔ ان واقعات کی اطلاع خوارزم شاہ کو ملی تو آگ بگولہ ہو گیا۔ حکم دیدیا کہ جتنے بھی سمرقند والے حکومت خوارزم کی حدود میں ہیں قتل کر دیئے جائیں۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس حکم کو منسوخ کر دیا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے فوجیں روانہ کیں۔ سب سے آخر میں خود روانہ ہوا۔ اور دریائے جیحون عبور کیا اور سمرقند پہنچ کر چاروں طرف سے گھیر کر جنگ شروع کر دی۔ والی سمرقند شہر چھوڑ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ شہر پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا، قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ تین دن تک قتل عام ہوتا رہا۔ تقریباً دو لاکھ افراد مارے گئے اس کے بعد خوارزم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔

والی سمرقند اور حکمرانان خانہ کا اختتام: پھر والی سمرقند کو اس کے چند اعزہ و اقارب سمیت قتل کر دیا گیا۔ اس کے مارے جانے سے ملوک خانہ کے آثار صفحہ دنیا سے نیست و نابود ہو گئے (واللہ ولی النصر بمنہ و فضلہ)۔

خوارزم شاہ نے سمرقند اور اس کا قلعہ فتح ہونے کے بعد اپنے گورنروں کو پورے صوبہ ماوراء النہر کے شہروں پر مامور کیا اور کامیابی کے ساتھ خوارزم واپس آ گیا۔

تاتاریوں کا ایک گروپ: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ترکوں کا ایک گروہ بلاد ترکستان اور کاشغر چلا گیا تھا اور وہ لوگ، ماوراء النہر میں پھیل گئے تھے۔ اور ملوک خانہ و ایران ترکستان کی فوجی خدمت کو اپنے اعزاز کا باعث سمجھتے تھے۔ ارسلان خان محمد بن سلیمان "بادشاہ ترکستان" نے انھیں اپنے سرحدی بلاد علاقوں جو کہ چین سے متصل تھے کی حفاظت پر مامور کر رکھا تھا۔ انہی مقامات پر ان کی جاگیریں بھی تھیں، اس کے علاوہ ان کے وظائف اور تنخواہیں بھی مقرر تھیں۔ اگر ان سے کوئی غلطی، فرد گزاشت یا امن عامہ میں خلل واقع ہو جاتا تھا تو ارسلان خان ان پر عتاب کرتا، سزائیں دیتا اور لڑکر ان کو زیر کرتا تھا۔ لیکن چند دنوں کے بعد ترکوں کو ملوک خانہ کے حدود مملکت میں رہنا نا پسند ہو گیا۔ غلامی کی زندگی سے نفرت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اس کے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک کی تلاش میں نکل پڑے۔ چنانچہ بلا ساغون میں جا کر قیام اختیار کیا۔

تاتاریوں کا ماوراء النہر پر قبضہ:..... کوخان "بادشاہ اعظم"، ترک نے چین سے ۵۲۲ھ میں خروج کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ اس کے ساتھ مل گیا۔ خان محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بقرخان (سلطان خنجر کا بادشاہ) مقابلہ پر آ گیا۔ لڑائی ہوئی تو کوخان نے اس کو شکست دی۔ خان محمد نے اپنے ماموں سلطان خنجر سے کوخان کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد مانگی۔ چنانچہ سلطان خنجر نے خراسان کے حکمرانوں اور صہا کر اسد امیہ کو لے کر دریائے جیحون عبور کیا۔ ماہ صفر ۵۳۳ھ میں بادشاہ چین کوخان اور اس کے ساتھی تاتاریوں کی مدد بھیڑ ہو گئی۔ جس میں ان لوگوں نے سلطان خنجر کو شکست دے دی۔ سلطان خنجر کی بیگم گرفتار ہو گئی۔ چنانچہ کوخان نے اسے عزت و احترام سے سلطان خنجر کے پاس بھیج دیا۔ چینی ترکوں نے اس جنگ کے بعد ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا۔

کوخان کی بیوی اور بیٹا: اس کے بعد کوخان بادشاہ چین مر گیا۔ اور اس کی بیٹی تخت نشین ہوئی۔ زیادہ دن نہ گزرے پائے تھے کہ مر گئی پھر اس کی ماں (زوجہ کوخان) اور اس کا بیٹا محمد تخت حکومت پر رونق افروز ہوئے۔ اس وقت سے ماوراء النہر انہی کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تگش نے ان سے چین لیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

تاتاریوں پر عظیم مصیبت: اس واقعہ سے پہلے ایک عظیم واقعہ پیش آیا تھا جس میں تاتاریوں کی قوت اور جماعت فنا ہو گئی اور وہ یہ ہے کہ انہی

تاتاریوں کا ایک گروپ ترکستان کے آخری حدود چین میں جا کر آباد ہو گیا تھا۔ اس گروہ کا سردار کشلی خاں نامی ایک شخص تھا۔ اس گروہ کی تاتاریوں سے جنھیں بمقابلہ خوارزم شاہ شکست ہوئی تھی پڑوس کی وجہ سے جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے عداوت اور دشمنی چلی آ رہی تھی۔ جب شکی خاں اس کے گروہ کو تاتاریوں کی شکست کی اطلاع ملی تو اپنی پرانی دشمنی نکالنے اور پرانے دشمن کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے لئے فوجیں فراہم میں اور طوفان کی طرح بد بخت تاتاریوں کو زیر کرنے بڑھا۔ ادھر تاتاریوں نے خوارزم شاہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ معافی کی درخواست کی اور یہ پیغام بھیجا کہ ”اگر آپ ہماری مدد سے ذرا بھی پہلو تہی کریں تو ہم لوگوں کا نام و نشان صفحہ سستی سے مٹ جائے گا، لہذا اس سے پہلے وہ ہمارے سروں پر پہنچ کر ہمیں زیر و بر کریں آپ ہماری مدد کے لئے تیار ہو جائیں“۔ ادھر کشلی خاں بادشاہ ترک نے بھی خط بھیجا کہ ”آپ ہم دونوں میں سے کسی کی مدد نہ کریں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہماری اور آپ کی صلح رہے گی آپ ہم کو تاتاریوں سے نبٹ لینے دیں، خوارزم شاہ نے دونوں فریق کو ایسا جواب دیا کہ دونوں فریق کو خوارزم شاہ کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔ خوارزم شاہ اپنی فوجیں لئے رزمگاہ سے تھوڑے فاصلہ پر پڑو ڈالے رہا اور یسا رویہ اختیار کیا کہ دونوں فریق آخر تک یہی سمجھتے رہے کہ خوارزم شاہ ہماری کمک پر آیا ہے۔ قصہ مختصر ترکوں اور تاتاریوں میں چھڑنے لگی تاتاریوں کو شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ ترکوں نے قتل اور گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ خوارزم شاہ جو اسی وقت کا منتظر تھا، ترکوں کے ساتھ مل کر تاتاریوں پر ٹوٹ پڑا۔ جماعت کی جماعت کام آگئی گنتی کے چند لوگ زندہ بچ سکے۔

کشلی خاں اور خوارزم شاہ:۔۔۔ کامیابی کے بعد خوارزم شاہ نے کشلی خاں بادشاہ ترک کے پاس سفیر بھیجا۔ اور یہ خط ہر کیا کہ میری ہی مدد سے تمہیں تاتاریوں کے مقابلہ میں کامیابی ہوئی ہے۔ کشلی خاں نے اس کا اعتراف کیا اور شکر گزار ہوا، چنانچہ مدتوں دونوں میں مراسم اتحاد قائم رہے۔ ایک مدت کے بعد خوارزم شاہ اور کشلی خاں کا تاتاریوں کے شہروں اور مال و اسباب کی تقسیم پر جھگڑا ہو گیا۔ خوارزم شاہ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے جنگ سے پہلو تہی کرتا تھا مگر موقع پا کر چوکتا نہ تھا اور کشلی خاں خوارزم شاہ کو ملامت کرتا اور بار بار یہی لکھتا تھا کہ یہ کام بادشاہوں کا نہیں ہے۔ چوروں اور بزدلوں کا کام ہے۔ بادشاہت کا دعویٰ ہے تو مقابلہ پر آؤ۔ خوارزم شاہ اس تاؤ میں نہیں آتا اور موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

مختلف علاقوں سے جبری نقل مکانی:۔۔۔ اسی دوران کشلی خاں نے کاشغر، بلاو ترکستان اور ساغون پر قبضہ کر لیا۔ کشلی خاں کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوارزم شاہ کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ لہذا اس خیال سے کہ ساش، فرغانہ، کاشان اور استقباج پر بھی کشلی خاں قبضہ نہ ہو جائے، انہیں ویران کر دیا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو اسلامی علاقوں میں آباد کر دیا۔ اس زمانہ میں یہ مقامات عمدہ ترین علاقوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آباد سرسبز اور خوش منظر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے شہروں میں ان سے زیادہ اچھا کوئی شہر نہ تھا۔

مغل چنگیز خان:۔۔۔۔۔ اس کے بعد ترکوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک گروہ کشلی خاں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ جو مغل کے نام سے مشہور تھا۔ اس گروہ کا سردار چنگیز خان تھا۔ چنگیز خان ان سے لڑائیوں میں مصروف ہو گیا اور نہر عبور کر کے خراسان چلا گیا اور خوارزم شاہ کو اس کے حارب پر چھوڑ گیا یہاں تک کہ اس کے واقعات جو کچھ ہوئے ان کو ہم آگے بیان کریں گے (واللہ تعالیٰ اعلم)۔

امیر ابو بکر تاج الدین:۔۔۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ خوارزم شاہ محمد بن تنکش کے باپ کے امراء میں سے ایک امیر ابو بکر تھا جسے تاج الدین کے لقب سے یاد کرتے تھے ① (اور جس نے کرمان فتح کیا تھا) ابتداء یہ بہت غریب آدمی تھا، اونٹوں کی حفاظت اور چرانے پر، مور تھا۔ قسمت نے یوری کی تھی تو خوارزم شاہ کی خدمت تک پہنچ گیا۔ چلتا پڑھ اور ہوشیار شخص تھا۔ ترقی کر کے سروان ہو گیا (سروان اس زمانہ میں پیشواے مجاہدین کو کہتے تھے) نہایت کفایت شعار اور منتظم تھا خوارزم شاہ نے امارات کے عہدے سے سرفراز کر کے قلعہ زوزن کا حاکم بنا دیا۔

کرمان پر حکومت کی خواہش اور قبضہ:۔۔۔ ایک مرتبہ اس نے خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ”کرمان کا علاقہ میرے مقبوضہ قلعے سے ملا ہوا ہے، اگر حضور والا میری اعانت پر آمادہ ہوں اور تھوڑی سی فوج میری موجودہ فوج پر اضافہ فرمادیں تو یہ خانہ زاد نہایت کم مدت میں کرمان

① یہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۷۶) پر لکھنے سے رہ گیا تھا جس کا اضافہ ناشر نے (تاریخ الکامل جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۲) سے کیا ہے۔

پر قبضہ کر لے گا۔ خوارزم شاہ نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا اور ایک فوج اس کے ساتھ ۶۱۲ھ میں کرمان روانہ کر دی۔

ان دنوں کرمان کا والی ”محمد بن ۵۲۰ حرب ابو الفضل“ تھا جو سخر کے عہد حکومت میں جستان کا گورنر رہا تھا۔ ابو بکر تاج الدین نے پہنچتے ہی نہایت کم مدت میں کرمان کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد کرمان کے اطراف کو رفتہ رفتہ فتح کر کے اپنا دائرہ حکومت سندھ تک بڑھا لیا۔

ہرمز کی فتح۔ سندھ فتح ہونے کے بعد ملک فارس کے شہروں میں سے شہر ہرمز پر جو کہ بحر فارس کے ساحل پر واقع ہے حملہ کیا۔ شہر ہرمز کے والی کا نام مدنک تھا۔ مدنک نے اطاعت کی گزوں جھکا دی اور خوارزم شاہ کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ ابو بکر تاج الدین نے بہت سا مال و اسباب اس سے حاصل کر کے خوارزم شاہ کے دربار میں روانہ کیا۔

چونکہ ”ہرمز“ بہت بڑی بندرگاہ تھا۔ تجارتی جہازوں کا مرکز تھا۔ اقصائے ہند، چین، یمن اور عمان وغیرہ کی کشتیاں یہاں آ کر ٹنڈرزن ہوتی تھیں اس لئے ان علاقوں کے حکمران، والی ہرمز کے مطیع رہتے اور اس کی دوستی کو باعث فلاح و بہبود سمجھتے تھے، والی ہرمز کے فتح ہو جانے سے ان علاقوں کے بعض مقامات پر بھی خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ لیکن حکمران شہر کیش اور ”والی ہرمز“ کی محاصرت اور عدوات کا سلسلہ جیسا کہ اس سے پہلے تھا وہیں ہی قائم رہا۔ دونوں والین ملک میں مدت دراز سے ان بن چلی آرہی تھی۔ دونوں میں سے کسی کی تجارتی کشتی حریف کے ساحل پر نہیں جاتی تھی، اور خوارزم شاہ، سمرقند کے آس پاس اس خوف سے چکر لگا رہا تھا کہ کشتی خاں (بادشاہ ترک) کہیں قبضہ نہ کر لے۔

خوارزم شاہ کا غزنی اور اس کے صوبہ پر قبضہ۔ خوارزم شاہ نے بلاد خراسان اور بامیان وغیرہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تاج الدین اور والی غزنی کو اپنے علم حکومت کی اطاعت کا پیغام بھیجا۔

تاج الدین دز سلاطین غوریہ کے بعد غزنی پر قابض ہو گیا تھا جیسا کہ تم سلاطین غوریہ کے حالات پڑھ چکے ہو۔ تاج الدین نے اپنے اہلکین دولت کو جمع کر کے خوارزم شاہ کے پیغام کو سنایا اور مشورہ طلب کیا امیر کبیر قطلغ تکین (سلطان شہاب الدین غوری کا غلام) اور اس کے سرے ساتھی ایک زبان ہو کر بولے ”من سب یہ ہے کہ آپ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کر لیجئے، اس سے مقابلے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھئے اور سکہ مسکوک کراہیئے“ چنانچہ تاج الدین دز نے خوارزم شاہ کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ بھیج دیا۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اس کے نام کا سکہ بھی بنوایا۔

اس کے بعد تاج الدین دز کو قطلغ تکین کو اپنا نائب بنا کر شکار کھیلنے چلا گیا۔ قطلغ تکین نے خوارزم شاہ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ”میدان خالی ہے۔ جد تشریف لے آئیے، اور غزنی پر قبضہ کر لیجئے“ چنانچہ خوارزم شاہ نہایت حمیزی سے سفر طے کر کے غزنی پہنچ گیا۔ غزنی اور اس کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

غدار کا قتل۔ جتنے غوری اور بالخصوص ترک ملے، مار ڈالے گئے، تاج الدین دز کو اس کی اطلاع ملی تو لاہور بھاگ گیا۔ خوارزم شاہ نے غزنی پر قابض ہو کر قطلغ تکین کو حاضری کا حکم دیا۔ سخت سست کہا اپنے آقا اور رفیق کے ساتھ بے وفائی کرنے پر گالیاں دیں اور گرفتار کر لیا۔ چار سو غلام اور تیس اونٹ مال و اسباب، جرمانہ کے طور پر وصول کر کے اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۱۳ھ یا بقول بعض ۶۱۲ھ کا ہے۔ پھر اپنے بیٹے جلال الدین منکبرس کو غزنی کا حاکم مقرر کر کے خوارزم واپس آ گیا۔

خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ۔ ۵۹۰ھ میں خوارزم شاہ محمد بن نکش نے الرباء، ہمدان اور پورے بلاد جبل کو قطلغ ایبک (سلجوقی امیر) سے لے لیا تھا۔ موید الدین ابن قصاب وزیر السلطنت خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی اس سے جھگڑ پڑا مگر خوارزم شاہ نے اس کو دبا لیا اور قتل کر ڈالا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

بہلوان اور ازبک بن بہلوان۔ اس کے بعد خوارزم شاہ محمد بن نکش دوسری مہم میں مشغول ہو گیا اور ان جھگڑوں سے جو ابن قصاب کے



ساتھ پیش آگئے تھے غافل ہو گیا۔ یہاں تک کہ ۵۹۷ھ میں انتقال کر گیا اس کے بعد علاء الدین محمد بن تگش خوارزم شاہ کا بیٹا تخت صومست پر بیٹھ۔ سلاطین سلجوقیہ کا آزاد کردہ غلام بہلوان یکے بعد دیگرے تمام بلاد جبل پر قابض ہوتا گیا۔ ازبک بن بہلوان نے سلاطین سلجوقیہ سے بدعہدی کی اور خوارزم شاہ کے علم حکومت کا مطیع ہو گیا۔ ان میں سے سب کے آخر میں جو حکمران بنا، وہ انماش (انگمش) تھا۔ یہ ایک مدت تک علاء الدین محمد بن تگش خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھتا رہا اس کے بعد ایک باطنی نے اسے قتل کر دیا۔ ازبک بن محمد بن بہلوان ان کو ملک گیری کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ اصفہان، رے، ہمدان اور کل جبل پر دانت لگائے، سعد بن زنگی والی فارس کو بھی جسے سعد بن وکلا کے نام سے یاد کرتے ہیں، اپنے مقبضہ مدقوں پر خود مختار حکومت کے اعلان کا شوق چڑ آیا۔ چنانچہ ازبک فوجیں مرتب کر کے صوبہ اصفہان کی جانب بڑھا اور اہل اصفہان کی مدد اور سازش سے کامیاب ہو گیا ”رے“ قزوین اور سمنان کو سعد زنگی نے دبا لیا۔

سعد زنگی کی گرفتاری:۔۔۔ اس طوائف الملوکی کی خبر خوارزم شاہ کو سمرقند میں ملی تو اس کی ملک گیری کی خواہش بڑھی۔ لہذا فوجیں تیار کر کے ۶۱۳ھ میں حملہ کر دیا اور ایک فوج ماوراء النہر اور ترکوں کی سرحد کی طرف روانہ کی۔ قوس پہنچ کر بارہ ہزار سواروں کو لے کر فوج سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کا مقدمہ انجیش رے کے قریب پہنچ گیا۔ سعد زنگی رے کے باہر ایک میدان میں خیمہ ڈالے پڑا تھا۔ یہ خیال کر کے کہ یہ اہل رے کا لشکر ہے، جو میری روک تھام کے لیے آیا ہے، سوار ہو کر لڑنے نکلا اور لڑائی چھیڑ دی۔ لیکن جب اسے یہ معلوم ہوا کہ خوارزم شاہ کی فوج ہے تو میدان جنگ خالی کر دیا۔ چنانچہ خوارزمی لشکر نے گرفتار کر لیا۔

ازبک کا خوارزم شاہ سے اظہار اطاعت:۔۔۔ اس واقعہ کی خبر ازبک کو اصفہان میں ملی تو خوارم شاہ کے خوف سے تھر گیا اور اصفہان کو خیر آباد کہہ کر ہمدان کا راستہ لیا شائع عام کو چھوڑ کر جنگل اور پہاڑی دزدوں کو طے کرتا ہوا آذربائیجان پہنچا۔ اپنے وزیر ابو القاسم بن علی کو معذرت نامہ لے کر اطاعت و فرما نبرداری کا اظہار کرنے کے لئے خوارزم شاہ کے دربار میں بھیجا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے اس کی معذرت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ازبک نے خراج سالانہ خوارزم شاہ کے خزانہ میں داخل کر دیا۔

سعد زنگی کا بیٹا: ادھر نصرت الدین ابوبکر (سعد زنگی کا بیٹا) اپنے باپ کی گرفتاری کا حال سن کر کھل کھلا۔ اپنے باپ کی معزولی کا اعلان کر کے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ادھر خوارزم شاہ نے سعد زنگی کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ قلعہ اصطخر خوارزم کے حوالے کر دے اور باقی عداوتوں کا تیسرا حصہ مدنی کا بطور خراج ادا کیا کرے۔ چنانچہ اس شرط کو پورا کرنے کی غرض سے دولت خوارزم کے سرداروں کو قلعہ اصطخر کا قبضہ لینے کے لئے سعد زنگی کے ہمراہ روانہ کیا۔ شیراز پہنچنے پر انھیں معلوم ہوا کہ نصرت الدین ابوبکر اپنے باپ کے خلاف حکومت فارس پر قابض ہو گیا اور وہ شہر حوالہ کرنے کے خلاف ہے، لہذا سعد زنگی کے بعض امراء نے نصرت الدین ابوبکر کو سمجھا بوجھا کر راضی کر لیا۔ چنانچہ وہ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شیراز سے گیا و حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر حکمرانی کرنے لگا۔

خوارزم شاہ کا قبضہ:۔۔۔ خوارزم شاہ کو بادشاہ تسلیم کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ گویا سا طرح ساوہ، قزوین، جرجان، ابہر، ہمدان، اصفہان، قم، قاشان اور کل بلاد جبل پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے مصاحب اور امراء تمام شہروں پر متصرف ہو گئے۔ اس نے امیر طہنین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا اور اپنے بیٹے رکن الدولہ نادر شاہ کو ان سب کا افسر اعلیٰ بنا دیا جمال الدین محمد بن سائق شادی کو اس کی وزارت کا عہدہ عطا کیا۔

خوارزم شاہ کی خطبہ کی درخواست:۔۔۔ جب خوارزم شاہ محمد بن تگش کا قدم، حکومت و سلطنت پر جیسا کہ ہونا چاہئے تھا، استقلال کے ساتھ جم گیا اور دائرہ حکومت وسیع ہو گیا تو اس کے ۶۱۳ھ میں دربار خلافت بغداد میں درخواست بھیجی کہ جس طرح سلاطین سلجوقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اسی طرح میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ مگر خلیفہ نے درخواست قبول نہ کی اور معذرت کرنے کی غرض سے شیخ شہاب الدین سہروردی کو خوارزم شاہ کے پاس روانہ کیا۔

شیخ شہاب الدین خلیفہ کے قاصد:۔۔۔ خوارزم شاہ نے شیخ شہاب الدین سہروردی کی بے حد عزت کی نہایت تپاک سے استقبال کیا۔ شیخ

شہاب الدین نے گفتگو کی ابتدا اس حدیث سے کی ❶ خوارزم شاہ دوزانو بیٹھ کر سنتا رہا، جو کچھ بات چیت کی ادب کے پہلو کے ساتھ کی۔ شیخ بہت دیر تک وعظ نصیحت کرتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو جو بنو عباس کی ایذا اور تکلیف نہ دینے کے بارے میں تھے، خوبی سے بیان کئے۔ خوارزم شاہ نے گزارش کی، شاء اللہ میں نے کبھی کسی بنی عباسی کو کسی قسم کی ایذا اور تکلیف نہیں دی، شیخ کا وعظ سننے کا مجھ سے زیادہ استحقاق خلیفہ کو ہے۔ مجھے معتبر ذریعہ سے یہ خبر ملی ہے کہ خلیفہ کے حکم سے بنی عباس کا ایک گروہ عرصہ دراز سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا ہے۔ شیخ نے جواب دیا ”خلیفہ جب کسی شخص کو اصلاح اور تادیب کے طور پر سزا دیتے ہیں تو مورد الزام نہیں کہلا سکتے۔ اسی اصلاح کے مقاصد کے تحت خلافت انہیں دی گئی ہے“ قصہ مختصر خوارزم شاہ نے شیخ کو رخصت کیا شیخ بغداد واپس آ گئے۔

ایک اور روایت بعض کا بیان ہے کہ خوارزم شاہ نے بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا رخ کیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا عقبہ سراب دیکھی۔ مگر وہاں برف پڑی۔ حیوانات مر گئے۔ اور انسانوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کر گر گئے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی خلیفہ کی طرف سے پیام سے کربس مقدم پر خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ وعظ نصیحت کی چنانچہ خوارزم شاہ کو خود کردہ پرندامت ہوئی۔ لہذا ارادہ ترک کر دیا چنانچہ ۱۱۵ھ میں خوارزم واپس آ گیا (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)۔

خوارزم شاہ کا اپنے بیٹوں پر ملک کا تقسیم کرنا:..... خوارزم شاہ کا اپنے بیٹوں رے اور بلاد جبل وغیرہ پر مکمل فتح حاصل کرنے کے بعد اپنے علاقوں کو اپنے بیٹوں خوارزم شاہ نے یوں تقسیم کیا کہ ”خوارزم، خراسان اور مازندران اپنے ولی عہد قطب الدین اولاغ شاہ کو دیئے۔ غزنی، ہامیان، غور، بسست اور ہندوستان کے علاقے جلال الدین منکبرس کو مرحمت کئے، کرمان، کیس، مکران کی حکومت اپنے تیسرے بیٹے غیاث الدین شیر شاہ کو دی اور بلاد جبل کا رکن الدین غور شاہ کو حاکم بنایا۔

جلال الدین کے ولی عہد نہ بننے کی وجہ: جلال الدین منکبرس اپنے سب بھائیوں میں بڑا تھا۔ لیکن اسے ولی عہد نہیں بنایا گیا۔ اس لیے کہ قطب الدین اولاغ شاہ کی ماں اور سلطان خوارزم شاہ کی ماں ترکمان خاتون ایک ہی قبیلہ بیاروت کی تھیں، بیاروت کا قبیلہ ترکمن خطا کی قبیلہ بیک کی ایک شاخ ہے۔ ترکمن خاتون کا اپنے بیٹے سلطان خوارزم شاہ محمد بن نکش پر پورا پورا اثر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کے ہوتے ہوئے قطب اولاغ شاہ کو خوارزم شاہ نے اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

نوبت بجوانے کی اجازت: وزیر السلطنت محمد بن احمد سنوی منشی جلال الدین منکبرس کے کاتب نے اس کے اور اس کے باپ علاء الدین محمد بن نکش کی سوانح میں لکھا ہے کہ خوارزم شاہ نے ولی عہد کے دروازے پر صلوٰۃ بخگانہ کے بعد بنجوقہ نوبت بجوانے کی اجازت دی تھی۔ جو ہر نماز کے بعد بجائی جاتی تھی۔ اس نوبت کو ذوالقرنین کے نام سے یاد کرتے تھے۔ یہ نقارے تعداد میں ستائیس تھے۔ جو کہ سونا اور چاندی کے بنے تھے۔ جواہرات کی ہچی کاری تھی۔ میں نے اس روایات کو دوسروں کی روایت پر اس لیے ترجیح دی ہے کہ یہ ان دونوں کے حالات سے بہ نسبت دوسروں کے زیادہ واقف ہے۔

کرمان، مکران اور کیش پر موید الملک قوام الدین کا قبضہ تھا اور وہی ان علاقوں کا واحد مستقبل حکمران تصور کیا جاتا تھا۔ سلطان خوارزم شاہ کی عراق واپسی کے بعد موید الملک قوام الدین نے سفر آخرت اختیار کیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو اس کی جگہ مقرر کیا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

موید الملک قوام الدین: موید الملک قوام الدین ایک معمولی سا بازاری آدمی تھا، قسمت نے یابوری کی، بادشاہت کے درجہ تک پہنچ گیا۔ اس کی ماں نصرت الدین محمد بن ایزوالی زوزن کے مول میں دایہ کی خدمت پر مامور تھی۔ موید الملک وہیں پیدا ہوا۔ وہیں نشوونما پائی، سن شعور کو پہنچ تو نصرت الدین کی خدمت میں رہنے لگا۔ چند دنوں کے بعد نصرت الدین سے علیحدہ ہو کر سلطان خوارزم شاہ کے دربار میں پہنچ گیا۔ اور موقع پا کر ادھر سلطان خوارزم شاہ سے ”جڑا“ کہ نصرت الدین فرقہ باطنیہ کا ممبر ہے“ ادھر دربار خوارزمی سے واپس آ کر نصرت الدین کو سلطان کی سطوت اور جلال سے ذرا

❶ موجودہ جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۰۷) پر ایسی کوئی علامت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اور عبارت بھی متصل ہے۔

دہکایا نصرت الدین کو سلطان کی طرف سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ لہذا فرقہ باطنیہ (اسماعیلیہ) سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے قلعہ زوزن میں قلعہ نشین ہو گیا۔ مؤید الملک نے یہ خبر دربار شاہی تک پہنچادی۔ سلطان سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ چنانچہ نصرت الدین کو معزول کر کے مؤید الملک کو اپنی نیابت کا عہدہ عنایت کر دیا۔ آخر کار نصرت الدین، مؤید الملک کے دام فریب میں پھنس گیا، قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ مؤید الملک نے حراست میں لے لیا۔ در سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں۔

مؤید الملک کا کرمان پر قبضہ: اس کے بعد مؤید الملک کو کرمان کی خوانش پیدا ہوئی۔ اس وقت کرمان میں ملک دینار کے خاندان کا ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ مؤید الملک نے سلطان کو اس کے خلاف ابھار دیا۔ چنانچہ سلطان نے خراسان سے نو بیس بھیج دیں اور مدد بھی دی۔ مؤید الملک نے کرمان پر قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے بچد مسرت ہوئی۔ اس حسن خدمت اور کارگزاری کے صلے میں اسے مؤید الملک کا خطاب عطا کیا۔ اور کرمان اس کی جاگیر میں دیدیا۔

سلطان خوارزم شاہ کی عراق واپسی کے وقت شاہی اونٹنی گم ہو گئی، مؤید الملک نے چار ہزار سختی اونٹنیاں پیش کر دیں اس سے سلطان بچد خوش ہو۔

مؤید الملک کی وفات: اتفاق سے اسی زمانہ میں مؤید الملک کا پیغام اجل آ گیا اور وہ دنیا کی ساری تمنائوں کو سینے میں سے ہوئے دنیا سے چل بسا۔ خوارزم شاہ نے اس کے مقبوضہ علاقوں پر اپنے بیٹے غیاث الدین کو مامور کیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

مؤید الملک بہت بڑا مالدار شخص تھا، غیاث الدین نے اس کے متروکات سے ستر اونٹ سونے سے لہے ہوئے، سلطان کی خدمت میں روانہ کئے تھے۔

ترکمان خاتون: ترکمان خاتون یعنی سلطان محمد بن تغش کی والدہ قبیلہ ”بیاروت“ سے خان جنگلش (بادشاہ ترک) کی رزکی تھی۔ بیاروت کا قبیلہ ایک ترکان خطا کی ایک شاخ ہے۔ سلطان خوارزم شاہ محمد بن تغش نے اس سے نکاح کیا جس نے بطن سے سلطان محمد پیدا ہوا۔ پھر جب سلطان محمد حکمران بنا تو میک کے قبائل چاروں طرف سے سمٹ کر ترکمان خاتون کی خدمت میں آ گئے، ان کے علاوہ دوسرے ترک بھی جو ان کے ہمسر تھے، وہ بھی آئے۔ اس سے ترکمان خاتون کی قوت بے حد بڑھ گئی۔ اس نے دولت و حکومت پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ سلطان محمد نام کا بادشاہ رہ گیا۔ اسی کی حکومت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ بادشاہوں کی طرح اپنی طرف سے عمال مقرر کرتی، ملک کا نظم و نسق اسی کے قبضہ میں تھا، عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دیتی تھی، فریادیوں کی فریاد سنتی، قتل و خونریزی کو روکتی، برائیوں کا انسداد کرتی، امور خیر کا اجراء کرتی، داد و بخش اور صدقات کو اپنے تمام عداوتوں میں پھینکا رکھا تھا۔ محض توقع لکھنے پر سات کاتب مامور تھے۔ اگر کبھی اس کا فرمان سلطان کے فرمان سے متصادم ہو جاتا تو یہ طے تھا کہ کچھ فرمان پر عملدرآمد کیا جاتا تھا۔

”خداوند جہاں“ جس کے معنی ہیں ”مالک عالم“ اس کا لقب تھا، فرمان کے شروع میں ”عصمت الدین و الدین اولیٰ ترکمان ملک نساء امین“ لکھا جاتا تھا۔ قسم سے بدست خاص ”اعتصمت باللہ وحدہ“ دستخط کی جگہ لکھا کرتی تھی، خط نہایت پاکیزہ اور دیدہ زیب ہوتا تھا۔

نظام الملک کی وزارت: ترکمان خاتون نے نظام الملک کو جو اس کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور سلطان کے دربار میں عہدہ وزارت سے ممتاز تھا، اپنی وزارت کے لیے بلایا۔ پھر جب سلطان نے اپنے وزیر کو معزول کیا تو ترکمان خاتون کے حکم و اشارے سے نظام الملک کو سلطان کا قہدان وزارت دوبارہ دے دیا گیا۔ حالانکہ سلطان اس کی وزارت سے خوش نہ تھا۔ چونکہ ترکمان خاتون حکومت و سلطنت پر مکمل حاوی تھی، اس لیے نظام الملک کو بھی سلطان کی حکومت و سلطنت پر استبدادی قوت حاصل ہو گئی۔ اس نے نہایت رعب و داب کی وزارت کی، گورنر نے سلطان سے نظام الملک کی شکایت کی کہ اس نے خوارزم کے نواح میں لوگوں سے تاوان لیا ہے۔ چنانچہ سلطان نے اپنے ایک خواص کو اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اتنے میں ترکمان خاتون کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے خواص کو اس کے قتل سے روک دیا۔ اس طرح نظام الملک اپنی حالت پر بدستور قائم رہا۔ اور سلطان اپنے خمد و ناز نہ کر سکا۔ (واللہ یوید بنصرہ من یشاء)

سلطان اور چنگیز خان کا معاہدہ: عراق سے واپسی کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں نیشاپور ۶۱۵ھ میں چنگیز خان کا سفیر معہ

تجارت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ چنگیز خان نے سفیروں کی معرفت قیمتی قیمتی جواہرات، مشک کے ٹافے، عنبر اور ریشمی کپڑے تحفہ کے طور پر بھیجے تھے۔ ملک چین اور اس کے متصل ترک علاقوں کو فتح کر لینے کی اطلاع دی تھی اور معاہدہ تجارت و اتحاد لکھنے کی درخواست کی تھی۔ سفیروں کا انداز گفتگو بیباکانہ تھا۔ اس سے سلطان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید چنگیز خان نے دھوکا اور فریب دینے کے لیے سفیر بھیجے ہیں۔ اس لیے نہ تو صاف طور پر معاہدے کا وعدہ کیا اور نہ انکار کیا۔ بلکہ محمود خوارزمی کو جاسوسی کی خدمت پر مامور کر کے چنگیز خان کے ہاں بھیج دیا۔ محمود خوارزمی نے واپس جا کر چنگیز خان کی تحریر کی تصدیق کی اور یہ خبر دی کہ چنگیز خان نے ملک چین پر قبضہ کر لیا ہے۔ شہر طوغانچ پر بھی قابض ہو گیا ہے۔ سلطان نے معلوم کیا کہ اس کے لشکر کی تعداد کتنی ہے؟۔ جواب دیا ”کچھ زیادہ نہیں ہے“۔ چنانچہ سلطان خوارزم شاہ نے چنگیز خان کی درخواست کے مطابق معاہدہ تجارت و اتحاد لکھ کر سفیروں کو واپس بھیج دیا۔

چنگیزی تاجروں کا قتل: اس کے بعد چنگیز خان کے ملک کے چند تاجر تجارتی مال لے کر انزرا آئے۔ نیال خان (سلطان کا ماموں زاد بھائی) گورنر تھا، بین ہزار فوج اس کے لشکر میں رہتی تھی۔ یہ مال واسباب دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھرا آیا اور قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہو گئی۔ چنانچہ شاہی دربار میں رپورٹ کر دی کہ یہ تاجر نہیں ہیں، بلکہ جاسوسی کی غرض سے آئے ہیں، سلطنت کی طرف سے ان کی نگرانی کا حکم صادر ہو گیا۔ اس سے نیال خان کو موقع مل گیا، لہذا انگریزوں کے بجائے ان لوگوں کو پوشیدہ طور پر قتل کر کے مال واسباب ضبط کر لیا۔

چنگیزی قاصد کا شاہ خوارزم کے ہاتھوں قتل: چنگیز خان کو اس کی خبر ملی تو سلطان کو ناراضگی اور دہمکیوں بھرا خط لکھا۔ بدعہدی پر نفرت کا اظہار کیا اور سرحدوں کے چنگیز خان کے اپنی کو جواب دینے کے بجائے مار ڈالا۔ اور اس خیال سے کہ کہیں چنگیز خان یہ خبر سن کر خوارزم پر چڑھ نہ آئے، سمرقند کی قلعہ بندی کر لی اور فوجیں مرتب کر کے چنگیز خان کے ملک پر حملہ کر دیا۔ رعایا سے تین سال کا خراج پیشگی وصول کیا، دو سال کا خراج جنگ کے اخراجات کے لیے اپنے ساتھ رکھا اور تیسرے سال کا خراج سمرقند کے محافظوں کو عنایت کیا۔ چنگیز خان ان دنوں اپنے ملک میں موجود نہ تھا۔ بلکہ کشی خان (بادشاہ ترک) سے جنگ کرنے گیا ہوا تھا۔ عورتوں بچوں، اور بوڑھوں کے سوا کوئی نہ تھا، خوارزم شاہ نے ان پر چھپہ مارا۔ قتل و غارت کر کے جو کچھ ہاتھ لگا لے کر واپس چلا گیا۔

چنگیز خان کا تعاقب اور جنگ:..... ابھی خوارزم شاہ اپنی سرحد سے داخل بھی نہیں ہوا تھا کہ چنگیز خان کو اس کی اطلاع مل گئی۔ فوراً اس کے تعاقب پر روانہ ہو گیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ سے ٹکرائی اور سخت معرکہ پیش آیا۔ فریقین کی فوج کا زیادہ حصہ کٹ گیا۔ تین دن تک مسلسل لڑائی کا سلسلہ جاری رہا، چوتھے روز خوارزم شاہ نے میدان چھوڑ دیا اور جنوں پر پہنچ کر تارکیوں کے نتیجے کے انتظار میں قیام کر دیا۔ چنگیز خان نے تعاقب کی غرض سے قدم بڑھائے تو خوارزم شاہ نے جنوں کا مورچہ بھی خالی کر دیا اور اپنی فوج کو ماوراء النہر، انزار، بخارا، سمرقند، ترمذ اور جند کے شہروں میں چنگیز خان کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لیے پھیلا دیا۔ وہ ایتانچ کو جو اس کا ایک مشہور سردار ہونے کے علاوہ حاجب بھی تھا، بخارا کی حفاظت پر مامور کیا۔ چنگیز خان نے پہلے انزار کا محاصرہ کیا۔ اہل انزار نے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ چنگیز خان نے اس پر قبضہ کر لیا۔

بخارا و سمرقند پر چنگیز خان کا قبضہ:۔۔۔ امیر نیال خان جس نے چنگیز خان کے تاجروں کو قتل کر کے مال واسباب چھین لیا تھا، گرفتار ہو کر اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ چنانچہ چنگیز خان نے چاندی پگھلوا کر اس کے کانوں اور آنکھوں میں ڈلوادی جس سے وہ مر گیا۔ اس کے بعد بخارا کی طرف بڑھا اور شہر کو اٹھ ماہ صبح سے فتح کر کے قلعہ بخارا کا محاصرہ کر لیا۔ اہل قلعہ چند دنوں تک لڑے پھر بالاخر اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل قلعہ اس کی خونریزی کے ہاتھوں سے بچ جائیں گے، لیکن ایسا نہ ہوا۔ چنگیز خان نے ان کے ساتھ بدعہدی کی اور قلعہ پر قبضہ کر کے سب کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دیدیا۔ بخارا کے بعد سمرقند کی باری آئی۔ اہل سمرقند بھی اسی کشتی پر سوار کر کے اتارے گئے، ان کے ساتھ بھی اہل بخارا کا ساتھ دیا جاتا گیا۔ یہ واقعہ ۶۱۹ھ کے ہیں۔

غداروں کی کوشش ناکام: اس کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی ماں کے چند قرابت مندوں نے ”جو سرداری کے رتبہ سے سرفراز تھے“۔ چنگیز

خان کو خط لکھا اور اسے خوارزم اور خراسان پر قبضہ کرنے کی تحریک کی اور اس خط کو ایک شخص کی معرفت روانہ کیا مگر اس نے وہ خط سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سلطان نے غور سے پڑھا اس طرح وہ اپنی ماں اور اس کے قرابت مندوں کی طرف سے مشتبه اور بدگمان ہو گیا۔

شاہ خوارزم کا خراسان فرار: جس وقت سلطان خوارزم شاہ کو انزار، بخارا، اور سمرقند پر چنگیز خان کے قبضہ کرنے کی خبر ملی۔ اور گورنر بخارا گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ جان بچا کر سلطان کی خدمت میں پہنچا۔ اسی وقت سلطان خوارزم شاہ نے جنجون عبور کر لیا۔ تاتاریوں کا گروہ (جو اس کے شہر میں تھا) اور علاء الدین والی قندھار سلطانی لشکر سے علیحدہ ہو کر واپس آ گئے۔ اس سے لوگوں کے دل ہل گئے۔ خوف و ہراس کی کوئی انتہا نہ رہی۔

ادھر چنگیز خان بیس ہزار سواروں کو خوارزم شاہ کے تعاقب پر مامور کر دیا۔ مغربی تاتاری کہلاتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انھیں چنگیز خان نے خراسان کے مغرب میں لوٹ مار کرنے کو بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مغربی خراسان کو تاخت و تاراج کیا۔ لوٹ مار کرتے بلادیجور تک پہنچ گئے۔ جس طرف سے گزرتے، کھیتوں اور باغات کو ویران آبادی کو برباد اور چرم میدان کر دیتے۔

خوارزم شاہ کی عراق روانگی: سلطان خوارزم شاہ پریشان ہو کر نیشاپور پہنچا۔ لیکن مغربی تاتاریوں کے تعاقب نے نیشاپور میں بھی رکنے نہیں دیا۔ لہذا عراق کی طرف چلا گیا اور مال و اسباب ایک قلعہ میں ودیعت کے طور پر رکھ گیا۔

منشی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امیر تاج الدین بستانی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جس وقت خوارزم شاہ کوچ و قیام کرتا عراق تک پہنچا تو مجھے حاضری کی اجازت دی، اس کے سامنے دس بڑے صندوق موتیوں سے بھرے ہوئے رکھے تھے، جس کی قیمت ملک عراق کی قیمت کے برابر ہوگی۔ مجھے سلطان نے قلعہ اردہز میں بطور امانت رکھ آنے کا حکم دیا۔ قلعہ اردہز نہایت مضبوط قلعہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی ورنہ میں پہنچ دینے کی رسید لے کر شاہی دربار میں حاضر کر دیا۔ اس کے بعد جب چنگیز خان نے عراق فتح کیا تو ان صندوقوں کو بھی لے لیا۔

شاہ خوارزم اور چنگیزی فوج کی آنکھ چھو لی: قصہ مختصر خوارزم شاہ نیشاپور سے مازندران کی طرف گیا اور مغربی تاتار اس کے تعاقب میں تھے، مجبوراً مازندران کو چھوڑ کر ہمدان کے نواح میں چلا گیا۔ وہاں مغربی تاتاریوں نے چھاپا مارا مگر خوارزم شاہ کسی طرح بچ کر ہمدان پہنچ گیا۔ اس کا وزیر عبد الملک بن ۱ نظام الملک اس واقعہ میں مارا گیا۔ ساحل سمندر پر ایک گاؤں میں قیام پذیر ہو گیا اور جیسا کہ اس کی نیک عادت تھی صلوٰۃ سبوح اور تلاوت قرآن میں مصروف ہو گیا۔

چنگیز خانی تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو یہاں بھی چھین سے بیٹھنے نہ دیا، دوبارہ چھاپا مارا۔ چنانچہ خوارزم شاہ کشتی پر سوار ہو کر دریا عبور کر گیا اور خوزیز تاتاری اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔ خائب و خاسر واپس ہو گئے۔ خوارزم شاہ نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں پہنچ کر طرح اقامت ڈالی اور وہیں رہنے لگا۔

خوارزم شاہ کی وفات: پھر اسے مرض الموت نے آ کر گھیر لیا۔ مازندران کے لوگ تیمارداری کرتے تھے۔ اس امید پر کہ اگر زمانہ نے پلٹ کھایا تو اس خدمت کے صے میں خوارزم شاہ ان کو جاگیریں دیگا۔ صوبوں کی گورنری عطا کرے گا۔ لیکن خوارزم شاہ کو اس کا موقع نہ ملا۔ ۶۱۰ھ میں موت کے آغوش میں ہمیشہ کے لیے سو گیا۔ اور اسی جزیرے میں دفن کیا گیا۔ اس نے اکیس سال حکومت کی۔ پھر جلال الدین منکبرس خوارزم شاہ کے بیٹے نے اہل مازندران کی ان ساری امیدوں کو جو خوارزم شاہ سے متعلق تھیں پورا کیا۔

جلال الدین کی ولی عہدی: خوارزم شاہ نے وفات کے وقت اپنے بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے قطب الدین اولاغ شاہ کو ولی عہدی سے برطرف کر دیا۔

ترکمان خاتون (مادر خوارزم شاہ) کو خوارزم میں ان واقعات کی خبر ملی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اس نے ورساتھیوں نے

۱ اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ ہے (مترجم)۔ دیکھیں تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت) (صفحہ ۱۰۰)

چنگیز خانیوں کے خوف سے خوارزم چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ تقریباً بیس کمانڈروں اور ان حکام کو جو اس وقت خوارزم میں قید تھے، قتل کر کے بھاگ نکلے۔ اور مازندران کے ایک علاقہ ایلیلان میں قیام اختیار کیا۔

مازندران کے قلعوں کی چنگیزی فتح..... مغربی تاتاری جو خوارزم شاہ کے تعاقب میں گئے تھے، دریائے طہرستان کو خوارزم شاہ کے عبور کر جانے کے بعد واپس آئے۔ اور مازندران پر یلغار کر دی۔ چنانچہ مازندران کے سارے قلعوں کو فتح کر لیا۔ وہاں جتنا اسباب و سامان تھا، لوٹ لیا۔ مازندران کے قلعے نہایت مضبوط و مستحکم اور دشوار گزار تھے۔ کسی زمانہ میں فتح نہیں ہوتے تھے۔ جب مسلمانوں نے شاہان فارس کے مقبوضہ علاقوں کو فتح کیا تھا اور ان کی حکومت کا جھنڈا عراق سے اقصائے خراسان تک کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا، اس وقت بھی یہ قلعے مستحکم نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے صرف خراج لینے پر اکتفا کیا تھا۔ ۹۰ھ میں سلیمان بن عبد الملک کے دور میں جو بنو امیہ کے خاندان کا ایک خلیفہ تھا، قلعے فتح ہوئے تھے۔ اس کے بعد چنگیز خانی ترکوں نے یکے بعد دیگرے تمام قلعے فتح کر لیے۔ قلعہ ایلیلان میں ترکمان خاتون کا محاصرہ کیا اور پھر اس قلعہ کو بھی صبح کے ساتھ فتح کر لیا اور ترکمان خاتون کو گرفتار کر لیا۔

ترکمان خاتون کی گرفتاری: فضل ابن اثیر کا بیان ہے کہ مغربی تاتاریوں کی ترکمان خاتون سے جبکہ وہ خوارزم سے مازندران کی طرف بھاگ کر آ رہی تھی راستے میں مدد بھیڑ ہو گئی۔ اسے چاروں طرف سے گھیر لیا اور گرفتار کر لیا۔ ترکمان خاتون کے علاوہ دوسری شہزادیوں بھی جو اس کے ہمراہ تھیں، گرفتار کر لی گئیں۔ تاتاریوں نے ان کو اپنے گھروں میں ڈال لیا۔ دوش خان ولد چنگیز خان نے بھی ان میں سے ایک شہزادی کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ ترکمان خاتون نہایت ذلت اور مسکنت سے تاتاریوں کے قید میں رہی۔ چنگیز خان کی طرف سے اس کو بھی ایک خون کھانا ملتا تھا جیسا کہ دوسری شہزادیوں کو ملتا تھا۔

نظام الملک کا قتل:..... نظام الملک (خوارزم شاہ کا وزیر) ترکمان خاتون کے ساتھ تھا۔ یہ بھی چنگیز خان کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ چونکہ چنگیز خان کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ سلطان اس سے ناراض تھا اس لیے اس کی عزت کرتا تھا اور اکثر خراج وغیرہ کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ پھر جب دوش خان نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اور سلطانی حرم کو گرفتار کر لیا۔ جن میں گانے والی چند عورتیں بھی تھیں، ان میں سے ایک عورت اپنے کسی خادم کو دی۔ اس عورت نے تاتاری خادم کی خواہشات کو ٹھکرا دیا اور اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا۔ اور نظام الملک کے پاس جا کر پناہ لی۔ اس خادم نے چنگیز خان سے شکایت کی اور وزیر نظام الملک پر اس عورت سے آشنائی کا الزام لگا دیا۔ چنگیز خان نے وزیر نظام الملک کو دربار میں طلب کر کے اس جرم کا مجرم قرار دے کر قتل کر دیا۔

ہمدان اور زنجان پر تاتاری یورش: ... مغربی تاتاری ۶۱۷ھ میں خوارزم شاہ محمد بن تگش کے تعاقب میں رہے پہنچے اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو ہمدان کی طرف لوٹے۔ اور راستے میں جو دیہات، قصبے اور شہر ملے، تاراج کر دیئے۔ اہل ہمدان نے اس طوفان بدتمیزی کی آمد کی خبر پا کر مایوس و سبب، قیمتی قیمتی کپڑے اور مویشیاں جتنے حاصل کر سکے، فراہم کر کے بحکم عہدین سگ بلقمتہ دوختہ بہ لٹیرے تاتاریوں کے سامنے حاضر کر دیئے۔ چنانچہ ان کے ہاتھ سے ان کی عزت و آبرو اور جان بچ گئی۔ پھر وہ زنجان کی طرف بڑھے۔ اہل زنجان نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ یہ بھی بال بال بچ گئے۔

قزوین پر حملہ اور جنگ: پھر قزوین پر دھاوا کیا۔ اہل قزوین خم ٹھونک کر مقابلہ پر آ گئے اور لڑے، مغربی تاتاریوں نے ان کا محاصرہ کیا اور بڑا کر ان کو زیر کر لیا، بیحد خونریزی ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قزوین میں چالیس ہزار سے زیادہ آدمی کام آئے۔ اس کے بعد سردی کا موسم آ گیا، برف گرنا شروع ہو گئی۔ قتل و غارت کرتے ہوئے جیسا کہ ان کی عادت تھی، آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت ازبک بن بہلوان (والی آذربائیجان) تبریز میں مقیم تھا۔ بہو لصب میں مصروف خواہشات نفسانی میں منہمک انتظام ملک سے غافل، رنگ رلیوں میں پڑا ہوا تھا۔ اس کو یہی سمجھ آیا کہ اس نے مغربی تاتاریوں سے خط و کتابت کر کے کچھ دے کر اپنے کو ان کے شر سے بچا لیا۔ پھر تاتاری سیلاب کی طرح سوقان کی طرف واپس مڑے۔ تاکہ سردی کا موسم کسی ساحل پر قیام کر کے گزاریں۔

کرج قوم کی بربادی: اس کے بعد بلاد کرج پر چڑھائی کی۔ کرج نے مقابلہ کیا۔ سینہ سپر ہو کر لڑے لیکن تاتاری طوفان و رعب نہ سہے اور



میدان چھوڑ دیا۔ تاتاریوں نے نہایت بے رحمی سے پامال کیا۔ ادھر کرج نے ازبک (والی آذربائیجان) اور اشرف بن عدل بن ایوب کی خدمت میں اپنی بھیجی اور تاتاریوں کے مقابلہ پر امداد طلب کی۔ ادھر اقرش (ازبک کا آزاد کردہ غلام) تاتاریوں سے مل گیا۔ ترکان اور روس کی بڑی فوج اس کے شہر میں تھی، پھر تاتاریوں کے ساتھ کرج پر چڑھ گیا۔ اور یہ قتل و غارت کرتے ہوئے بلقین (بلقان) تک پہنچ گئے۔ مرنے لگے۔ یہ واقعہ ۶۱۷ھ کا ہے۔

مرانہ کی بربادی مغربی تاتاری مہم کرج سے فارغ ہو کر مرانہ کی جانب لوٹے تو تبریز ہو کر گزرے۔ والی تبریز نے جیس کہ اس کی عادت تھی، اسی طرح پیش کیا۔ تحائف اور ہدایا پیش کیے۔ جو کچھ ہو کر نقد و جنس جمع کر کے نذر کیا۔ پھر یہ قتل و غارت کرتے ہوئے مرانہ پہنچے۔ مرانہ کی یہ ایک عورت تھی، چند دن تک مقابلہ کرتی رہی۔ بالآخر ماہ صفر ۶۱۸ھ میں تاتاریوں نے دبا لیا۔ اور جی کھول کر پامال کیا۔

ارہل پر تاتاری یلغار: مرانہ سے فارغ ہو کر ارہل پر یلغار کی۔ مظفر الدین بن ۱۰ اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے ہدراندین والی موصل سے مدد طلب کی۔ ہدراندین نے مظفر الدین کی کمک پر فوجیں بھیجیں اور خود سرحدی علاقوں کی حفاظت کی غرض سے تیار ہو گیا۔ تنے میں خیفہ ناصر کا فرمان پہنچا۔ لکھا تھا کہ ”تم اپنی فوج کے ساتھ قوت قائم جا کر قیام کرو اور عراق میں تاتاریوں کو گھسنے مت دو“ چنانچہ اسلامی فوجیں قوت میں جمع ہوئیں۔ خیفہ ناصر نے اپنے غلام بشتر (قستمر) کو آٹھ سو نای گرامی سرداروں کے ساتھ سے مظفر الدین کی کمک پر روانہ کیا۔ اور سرے شہر کی قیادت مظفر الدین کو دی۔ لیکن دونوں حریف ایک دوسرے سے خائف و مرعوب ہو کر جنگ نہ لڑ سکے۔

ہمدان کی تباہی: اسلامی لشکر کے منتشر ہونے کے بعد تاتاری طوفان ہمدان کی طرف بڑھا۔ ہمدان میں ان شیروں کی طرف سے ایک پوہس آفسیر اسی زمانہ سے رہتا تھا جبکہ انہوں نے پہلی مرتبہ ہمدان پر قبضہ کیا تھا۔ انہوں نے شہنہ کو حکم دیا کہ اہل ہمدان سے مار و اسباب اور زر نقد و صوں کر کے حضر کرو۔ ہمدان کا رئیس ایک نہایت شریف شخص علوی خاندان کا تھا۔ اہل ہمدان روتے پیٹتے رئیس ہمدان کے پاس گئے، دوسرے حالت بتائے۔ شہنہ کے ظلم و تعدی کی شکایت کی۔ رئیس علوی نے جواب دیا ”سوائے اس کے کہ تاتاریوں کا مطالبہ پورا کیا جائے، کوئی چارہ کار نہیں ہے“ اس پر اہل ہمدان بگڑ گئے، سخت و سست کہا اور تاتاریوں کے پولیس آفسیر کو ہمدان سے نکال دیا۔ تاتاریوں سے لڑنے پر تیار ہو گئے۔ رئیس علوی کو یہ بات پسند نہ آئی۔ چنانچہ ہمدان کے قریب ایک علاقہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا۔ ادھر تاتاریوں نے شہر پر یلغار کر دیا اور شہر پر قبضہ کر کے خون کا دریا بہا دیا۔ چنانچہ کئی دن قتل عام ہوتا رہا۔

اردبیل اور تبریز پر چڑھائی: ہمدان سے فارغ ہو کر تاتاری آذربائیجان کی جانب لوٹے اور اردبیل پر قبضہ کر کے اہل اردبیل کو قتل، ان کے گھروں کو ویران اور کھیتوں اور باغات کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس کے بعد تبریز کی باری آئی۔ ابھی تاتاری تبریز تک نہیں پہنچے تھے کہ ازبک بن بہمن دان آذربائیجان و آران نے تاتاریوں کے خوف سے تبریز چھوڑ دیا۔ تھو ان کی طرف چلا گیا اور اپنے اہل و عیال کو خوئی بھیج دیا۔ رئیس مدین ہفرا می تاتاریوں سے مقابلہ کرنے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ شہر کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اہل شہر کو جمع کر کے تسلی و تشفی دی۔ ایک حد تک شہر کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ اتنے میں غارت گرتا تاتاری پہنچ گئے۔ اہل شہر کی مستعدی اور حفاظت کا حال سن کر حملہ سے روک گئے اور اہل شہر کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ اہل شہر نے ایک معین و مقرر مال دے کر ان کے ظلم و ستم سے خود کو بچا لیا۔

سراد کی اندوہناک بربادی: تاتاری لئیرے تبریز کو چھوڑ کر شہر سراد پر چڑھ گئے اور اہل شہر کو اپنی غارتگری اور وٹ کا نام نہ بنالیا۔ تباہ و برباد کر کے ہقان کی جانب بڑھے اور چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ ابھی جنگ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ تاتاریوں نے اہل شہر کی درخواست پر اپنے ایک سردار کو بطور اپنی شرائط صلح طے کرنے کے لیے اہل شہر کے پاس بھیجا۔ اہل شہر کی شامت آئی۔ انھوں نے تاتاری سردار کو مار ڈالا۔ پھر یہ تھا

۱۸ھ رمضان میں لڑ بھڑ کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ پھر ایک قیامت برپا ہو گئی۔ قتل و غارتگری کے دروازے کھل گئے، مردھاڑ شروع ہو گئی۔ بدلتی زمرہ، عورت، جوان اور بوڑھے قتل کئے گئے۔ حمل والی عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ عورتوں کی بے آبروی کرتے اور پھر انھیں قتل کر ڈالتے تھے۔ غرض کہ کوئی برا کام ایسا نہ تھا جو ان لٹیرے تاتاریوں نے نہ کیا ہو۔ قرب و جوار کے دیہات اور قصبے ویران و برباد ہو گئے۔ آبادی و انسانوں کا کہیں نشان باقی نہ رہا۔

اہل گنجه سے تاتاری صلح: پھر بیلقان کو برباد کر کے آران کے پایہ تخت گنجه پر چڑھائی کی۔ اہل گنجه نے معقول طور پر قلعہ بندی کر دی تھی۔ نہ وہ غیرہ کا ذخیرہ کافی مقدار میں حاصل کر لیا تھا۔ تاتاریوں نے یہ رنگ دیکھ کر صلح کی گفتگو شروع کی۔ چنانچہ اہل گنجه نے جو کچھ تاتاریوں سے مطالبہ کیا، دے کر صلح کر لی۔

تاتاری طوفان بلا دکر ج میں: صلح گنجه کے بعد آذربائیجان اور آران کے صوبہ میں کوئی شہر ان کی دستبرد سے باقی نہ رہا کسی کو صوبہ سے اور کسی کو مرکز پر کیا۔ اس صوبہ میں اب صرف وہ رقبہ باقی رہ گیا تھا جس پر کرج کا قبضہ تھا۔ چنانچہ تاتاریوں نے کرج کے علاقوں کی طرف قدم بڑھائے۔ کرج ان کی آمد سے بہت پہلے مطلع ہو گئے تھے۔ فوجیں، غلہ کے ذخیرے اور آلات حرب ضرورت سے زیادہ فراہم کر رہے تھے۔ سینہ سپر ہو کر اپنی سرحد سے نکل کر تیغ و سپر ہوئے۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور تاتاریوں نے کرج کو مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ تقریباً بیس ہزار کرج میدان میں کام آ گئے۔ اور باقی نے میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے پایہ تخت بلقین میں جا کر دم لیا۔ کرج کے بادشاہ نے فوجیں فراہم کیں اور ان کو مرتب کر کے تاتاریوں کے مقابلہ پر دوبارہ روانہ کیا لیکن کرج ہمت ہار گئے۔ مقابلہ سے جی چرا کر اٹنے والے پاؤں بلقین واپس آ گئے۔ چنانچہ تاتاریوں نے کرج کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا اور جس طرح چاہا برباد تباہ کیا۔ لیکن ملک کے اندرونی حصہ کو اس وجہ سے تاراج نہ کر سکے کہ راستے نہایت دشوار گزار اور تنگ تھے۔ کثرت سے درے اور سر بفلک پہاڑ کھڑے تھے۔

شماخی کا محاصرہ اور بربادی: کرج علاقوں سے واپس ہو کر در بند شروان کی طرف قدم برہائے اور شماخی کا محاصرہ کر لیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ تاتاری لڑتے بھڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ سیرھیاں نہ تھیں، شہر پناہ پر کس طرح چڑھتے۔ لہذا مقتولوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ٹیلہ سا بنالیا اور اس کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ محافظوں کو قتل کر کے شہر میں داخل ہو گئے۔ جو سامنے آیا مار ڈالا، جو مال نظر آیا لوٹ لیا، کوئی بھی ان کے ظلم و ستم سے نہ بچا۔ تین دن تک قتل عام ہوتا رہا۔

در بند میں تاتاری طوفان: شماخی کی بربادی سے فارغ ہو کر در بند کو عبور کرنے کا ارادہ کیا لیکن عبور نہ کر سکے۔ پھر شروان بادشاہ در بند کے پاس پیغام بھیجا کہ کسی کو شرائط صلح طے کرنے کے لیے ہمارے پاس بھیج دو۔ چنانچہ شروان شاہ نے اپنے چند امراء کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا۔ مگر تاتاریوں نے ان میں سے اکثر قتل کر دیا اور باقی لوگوں کو گرفتار کر کے یہ دھمکی دی کہ اگر تم کو ہمیں در بند عبور کرنے کا راستہ نہ بتاؤ گے تو ہم تمہیں بھی تمہارے ساتھیوں کی طرح مارتے لیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جان بچائے کی غرض سے در بند عبور کرنے کا راستہ بتا دیا۔ بلکہ انہی لوگوں کی رہبری کی وجہ سے تاتاری در بند عبور کر کے در بند شروان کی کشادہ زمین اور ہموار ملک میں پہنچ گئے۔

قفچاق اور لان اور تاتاری: اس صوبہ میں قفچاق، لان، لکز اور بہت سے جرگے ترکوں کے آباد تھے، جس میں سمن بھی تھے ورنہ بھی۔ تاتاریوں نے ان لوگوں پر یلغار کر دی۔ عام طور سے تمام باشندوں پر بلا امتیاز قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ قفچاق اور لان سے سینہ سپر ہو کر متقابلہ کیا۔ لٹیرے تاتاری انھیں مغلوب نہ کر سکے اور میدان سے واپس ہو کر قفچاق کو پیغام دیا کہ ”آؤ ہم اور تم صلح کر لیں، ہم اور تم ایک ہی قبیلہ کے ہیں، لان سے ہمیں نبٹ لینے دو، تم لوگ لان کی بلا وجہ امداد کر رہے ہو تم اور وہ نہ ایک خاندان کے ہیں اور نہ ایک مذہب کے“ قفچاق اس بہکاوے میں آ گئے اور لان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

لان اور قفچاق کی بربادی: چنانچہ لان پر تاتاریوں نے حملہ کیا اور یکے بعد دیگرے ان کا شہروں پر قبضہ کر کے قفچاق پر بھی ہاتھ صاف کرنا

شروع کر دیا۔ جو قفقاز والے دور دراز علاقوں میں رہتے تھے ان میں سے بہت سے لوگ روس چلے گئے۔ بہتروں نے پہاڑوں و جنگل میں جا کر پناہ لی۔ قفقاز کا خوب دیکھتے ہی رہے۔ اور تاتاریوں نے آہستہ آہستہ ان کے شہروں کو بھی فتح کر لیا۔ قفقاز کا بے حد زرخیز و مسب سے بڑا شہر مرا (سوان) بھی فتح کر لیا۔ جو دریائے نیطش پھر جو کہ خلیج قسطنطنیہ سے متصل ہے، واقع تھا اور جسے قفقاز کی تجارت اور تجارتی بندرگاہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ اس شہر کے اکثر باشندوں نے بھی جان آبرو کے خوف سے پہاڑوں میں جا کر بسیرا کر لیا اور بعض نے روم بھیج کر مسلمانوں کی حکومت میں جا کر سکونت اختیار کی۔

روس سے مقابلہ اور تباہی۔ اس کے بعد تاتاریوں نے ۱۱۶۶ھ میں قفقاز کے علاقوں سے روس کی مملکت کا رخ کیا۔ روس کا ملک قفقاز کے ملک سے ملا ہوا تھا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی۔ یہاں کے رہنے والے مذہب عیسائی کے پابند تھے۔ روسیوں نے ان کی آمد کی خبر پا کر فوجیں مرتب اور مہیا کیں اور اس ارادے سے کہ تاتاریوں ہی کے ملک میں چل کر لڑنا چاہیے، نکل پڑے۔ قفقاز کی بھی فوجیں روسیوں کے ساتھ تھیں، تاتاری یہ سن کر کہ روس جنگ کے لیے آ رہا ہے، پیچھے ہٹے۔ روسیوں نے یہ خیال کر کے کہ تاتاری جنگ اور مقابلہ سے جی چرا رہے ہیں، آگے بڑھے۔ پھر کئی منز تک یہی حالت رہی کہ تاتاری آج جس منزل کو چھوڑ جاتے تھے، دوسرے دن روسی اس پر قابض ہو جاتے تھے۔ باآخر تاتاریوں نے پٹ کر ایب حمدہ کیا کہ روسی اور قفقازی مقابلہ نہ کر سکے اور پسپا ہو گئے۔ تاتاریوں نے قتل و غارتگری شروع کر دی، بے حد خونریزی ہوئی۔ ہزاروں افراد قید کر لئے گئے باقی لوگ اپنے ملک سے دست بردار ہو کر کشتیوں پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ملک میں چلے گئے اور تاتاریوں نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

بلغاریہ میں تاتاری لشکر کا خاتمہ: روس اور قفقاز کو فتح کر کے ان لیروں نے ۱۱۲۰ھ کے آخر میں بلغار پر دھاوا کیا۔ اہل بلغار نے ان کی آمد کی خبر پا کر مقابلہ کی تیاری کی۔ چند مقامات پر فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھادیا اور باقی ماندہ فوج مقابلہ کی غرض سے میدان میں آئے۔ تاتاریوں سے جنگ ہوئی تو بلغاری فوج لڑتے لڑتے پیچھے ہٹی اور تاتاری جوش مردانگی میں بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ کمین گاہ سے آگے نکل آئے۔ دھر بلغاری فوج نے کمین گاہ سے نکل کر تاتاریوں پر پیچھے سے حملہ کیا اور بلغاری کی وہ فوج جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی، تلواریں کھینچ کر پٹ پڑی۔ چنانچہ تاتاریوں کو دو طرف کی مارنے پریشان کر دیا۔ گھبرا گئے کچھ بنائے نہ بنی۔ چنانچہ سب کے سب کام آگئے اور گنتی کے چند تاتاری کسی طرح جان بچ کر بھاگے اور چنگیز خان سے حالقان میں جا کر مل گئے۔ قفقاز اپنے ملک واپس آ گئے اور حکومت اپنے ہاتھ میں لی (والتدبیر بدبصرہ من یشاء)۔ یہ حالات مغربی تاتاریوں کے تھے جو خراسان کے مغربی شہروں کو تاراج کرنے گئے تھے۔

شاہ خوارزم کے بعد خراسان کے حالات: آپ اوپر خوارزم شاہ کی وفات اور مغربی تاتاریوں کا اس کے تعاقب میں روانہ ہونے اور شہروں اور ملک کو تاراج کرنے کے واقعات پڑھ چکے ہیں۔

چنگیزی فوج کی پانچ اطراف میں روانگی۔ چنگیز خان نے خوارزم شاہ کی شکست اور فرار کے بعد جس وقت کہ وہ سمرقند میں تھا، اپنی فوج کو چند حصوں پر تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ کو ترمذ کی طرف روانہ کیا جس نے کلات پر حملہ کیا جو چچون کی جانب نہایت مستحکم اور مضبوط قلعہ بن تھا اور اس قلعہ و اس کے گرد و نواح کے مقامات کو ان لوگوں نے فتح کر لیا اور نہایت بے رحمی سے تخت و تاراج کیا۔ دوسرا حصہ فرغانہ کو پامال کرنے پر مامور کیا۔ تیسرے حصہ کو خوارزم کی طرف، چوتھے حصے کو خوزستان اور پانچویں کو خراسان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

تاتاریوں کی فتوحات۔ چنگیز خانی لشکر کا جو حصہ خراسان کو فتح کرنے پر مامور ہوا تھا، اس نے بلخ پر یلغار کی۔ اور اسے ۱۱۷۱ھ میں صبح و رات سے فتح کر لیا۔ نہ کسی کو قتل کیا اور نہ لوٹ اور غارتگری سے اپنے ہاتھ رنگے۔ اپنے پولیس افسر کو بلخ میں بٹھرا کر زوزن، سیمہ، اندخوی اور فاریاب کی طرف روانہ ہو گیا اور صبح و آشی سے ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف نہ رہی۔ صرف اتنی خدمت ان لوگوں سے لی جاتی تھی کہ ان کے ساتھ مل کر ان کے نئی لفوں سے لڑنا پڑتا تھا۔

حالقان کی فتح: اس کے بعد طالقان پہنچے، طالقان ایک وسیع صوبہ تھا جو چند شہروں پر مشتمل تھا۔ اس میں ایک قلعہ منسوب وہ تھا۔ جس کی مضبوطی

اور اسے کام کو دوسرے قلعہ نہیں پہنچ سکتے تھے۔ تاتاریوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور پورے چھ ماہ محاصرہ کیے رہے۔ کامیابی مہنی نہ تھی لہذا انہیں مہی۔ چنگیز خان یہ سن کر خود اس قلعہ کے محاصرے کے لیے آگیا، پچھلے چھ ماہ کے علاوہ چار ماہ اور محاصرہ کئے رہا۔ لیکن قلعہ فتح نہ ہوا۔ روزانہ بڑی سوتی تھی مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا تھا۔ چنگیز خان نے فوج کو حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لے آئیں اور قلعہ کے سامنے جمع کر کے اس پر مٹی ڈالیں۔ پھر اس پر پکڑیں رکھیں اور مٹی ڈالیں۔ حتیٰ کہ قلعہ کی بلندی کے مقابل ایک ٹیلہ بن جائے۔ چنانچہ فوج نے نہایت تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ ہل قلعہ نے اپنی ہلاکت اور قلعہ کے فتح ہونے کا یقین کر کے دروازہ کھول دیا۔ اور اچانک حملہ کرتے ہوئے نکل آئے۔ سواروں کا رسالہ ہارتے دھڑتے نکل آیا۔ پہاڑوں کو طے کرتا ہونے لگا۔ باقی رہے پیدل سپاہی وہ مار ڈالے گئے۔ پھر تاتاریوں نے شہر اور قلعہ میں داخل ہو کر قتل و مروع کر دیے۔ جسے دیکھ مار ڈال اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔

قچاق کے دستے کی فتوحات: اس کے بعد چنگیز خان نے اپنے داماد قچاق قوین کو خراسان، مرو اور سواد کی جانب روانہ کیا۔ اگرچہ قچاق انہی لڑائیوں میں کام آگیا۔ لیکن تاتاریوں نے محاصرے سے ہاتھ نہ کھینچا۔ مسلسل محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ کامیاب ہو گئے۔ خون کی ندیاں بہا دیں، دیہات، قصبے اور شہر ویران ہو گئے، ہو کا عالم ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان معرکوں میں ستر ہزار سے زیادہ آدمی قتل کیے گئے۔ مردوں کی ہڈیوں کے بڑے بڑے ٹیلے بن گئے تھے۔

سرداران بنو حمزہ، جس سے خوارزم شاہ تنکش نے خوارزم پر قبضہ کیا تھا اسی وقت سے خوارزم میں تھے۔ تاتاریوں کے مظالم سن کر اختیار بدین جنگی بن عمر بن حمزہ کو خوارزم کی حفاظت کے لیے واپس بھیجا۔ چنانچہ اس نے خوارزم کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور نظم و نسق و شہر پناہ کی درستگی میں مصروف ہو گیا۔

مرو میں گھمسان کی جنگ: خراسان فتح ہونے کے بعد چنگیز خان نے اپنے بیٹے کو شہر مرو کو فتح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اور ان مسلمانوں کو بھی اس مہم پر جانے کا حکم دیا جن کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ بادل ناخو، سنہ جان اور آبرو کے خوف سے تاتاری لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مرو میں اس وقت ان باقی ماندگان کا ایک جم غفیر جمع تھا۔ جو گذشتہ لڑائیوں میں تاتاریوں کے قتل سے بچ گئے تھے جن کی تعداد دو لاکھ سے زائد تھی۔ مرو کے باہر ان لوگوں نے صف آرائی کی، انہیں اپنی کامیابی میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں تھا۔ چنانچہ تاتاریوں نے پہنچ کر جنگ چھیڑ دی اور معرکہ کارز شروع ہو گیا۔ جتنی ثابت قدمی سے مسلمانوں نے مقابلہ کیا۔ اس سے کہیں زیادہ تاتاریوں نے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیا نہایت استقلال سے لڑتے رہے۔ بالآخر چوتھے دن مسلمانوں نے میدان جنگ چھوڑ دیا اور تاتاری انہیں نہایت بے رحمی سے قتل کرنے لگے۔ پانچ دن تک شہر کا محاصرہ کئے رہے۔ پھر حکم مرو کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ امن دینے کا وعدہ کیا۔ حاکم مرو نے امن حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور تاتاری دربار میں حاضر ہو گیا۔ چنگیز خان کے بیٹے نے پہلے تو نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ خلعت دی اور اس کے بعد حاکم مرو کو حکم دیا کہ جائزے کے لیے اپنے لشکر کو حاضر کرو۔ جیسے ہی سارا لشکر آگیا، گرفتار کر لیا۔ لشکر کی گرفتاری کے بعد حاکم شہر سے روساء، شہر، تحار، کارگیران اور مہاجنوں کی علیحدہ علیحدہ فہرستیں مرتب کرائیں۔ اور ان سب کو اہل و عیال سمیت جاضری کا حکم دیا۔ چنگیز خان سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس فوج کو پیش کرنے کا اشارہ کیا جو اسکے حکم سے گرفتار کی گئی تھی۔ چنانچہ چنگیز خان نے بلا پس و پیش ان لوگوں کی گردن زنی کا حکم صادر کر دیا۔ اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے قتل کر دیئے گئے۔

لشیرے تاتاریوں کا دولت کی تلاش میں قتل عام: امراء، روساء، تجار اور مہاجنوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے انہیں طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیا گیا۔ بعض تو زد و کوب کے صدمہ سے مر گئے اور بعض مال نہ دینے کی وجہ سے قبروں میں زندہ دفن کر دیئے گئے۔ حصول زر کی آرزو میں قبریں کھود ڈالیں۔ غرض کہ روپیہ حاصل کرنے کے لیے جو جو مظالم کر سکتے تھے، کئے۔ عوام ان س کو جن میں مرد بھی تھے، عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے، لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس قتل و غارتگری سے فارغ ہو کر شہر میں آگ لگا دی۔ چنانچہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ مرنے کی تلاش اور جستجو میں سلطان سنجر کی قبر کو کھود کر رکھ دیا۔ اس واقعہ کے چوتھے دن باقی اہل شہر پیش ہوئے جو اس وقت تک ان تاتاریوں کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ چنانچہ چنگیز خان نے ان لوگوں کے بھی قتل کا حکم دیدیا جن کی تعداد سات ہزار سے کم نہ تھی۔

نیشاپور کی بربادی مرو کو تاراج کر کے نیشاپور کی طرف بڑھے۔ اور پانچ دن تک محاصرہ کیے رہے۔ چھ دن تلوار کے زور سے شہر فتح کر دیا۔ نیشاپور والوں کے ساتھ وہی سلوک کئے جو انہوں نے اہل مرو کے ساتھ کئے تھے، بلکہ بعض بعض مظالم کا یہاں اور اضافہ ہو۔ پندرہ روز نیشاپور میں ٹھہرے رہے اور قتل و غارتگری کا بازار گرم رہا۔

طوس میں تاتاری مظالم نیشاپور سے فارغ ہو کر چنگیز خان نے اپنے لشکر کا ایک دستہ طوس کی طرف روانہ کیا۔ طوس میں بھی وہی مظالم یہ جس کے وہ عادی ہو چکے تھے۔ شہر کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ امام علی بن موسیٰ رضا کے مشہد کو منہدم کر دیا۔ خلیفہ ہارون رشید کے مقبرے کو زمین و ز کر دیا۔ اور قتل و غارتگری کرتے ہوئے ہرات کی جانب بڑھے۔ ہرات ایک محفوظ مقام تھا۔ اس کا دس دن تک محاصرہ کئے رہے۔ آخر کار یہ بھی فتح ہو گیا۔ پھر بے شمار لوگوں کو قتل کیا جو باقی بچ گئے ان کو امن دے دیا اور ان پر ایک پولیس افسر مقرر کر کے جلال الدین منکبرس سلطان خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے جیسا کہ ہم آگے تحریر کریں گے۔

ہرات میں آگ و خون: تاتاریوں کی روانگی کے بعد اہل ہرات نے ان کے پولیس افسر کو مار ڈالا۔ پھر جب تاتاری جلال الدین سے شکست کھا کر واپس آئے اور شہنہ کے قتل کا واقعہ سنا تو گھبرا گئے۔ لہذا ہرات پر گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ گھروں کو آگ لگا دی، شہر پنہ کو توڑ ڈرا، ہرات کے نواح میں غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ المختصر ہرات اور اس کے نواح کو تاراج کر کے چنگیز خان کے پاس طاقن چلے گئے۔ چنگیز خان طاقن میں خاموش نہیں بیٹھا تھا۔ بلکہ صوبہ خراسان کے باقی شہروں کی بربادی کے لیے فوجیں بھیج رہا تھا، جو یکے بعد دیگرے شہروں کو تباہ کر رہی تھیں۔ حتیٰ کہ پورا صوبہ خراسان تباہ و برباد ہو گیا۔ یہ مظالم جو تاتاریوں نے خراسان میں کئے ۶۱۷ھ میں کئے۔ اس سے اکثر اہل خراسان فربہ ہو گئے جو باقی رہ گئے وہ دوسرے شہروں میں جا کر قیام پذیر ہو گئے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

سلطان جلال الدین منکبرس اور تاتاری اور اس کا غزنی میں قیام: جب سلطان خوارزم شاہ محمد بن نکش نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں جان بحق تسلیم کی اس کی اولاد جلال الدین منکبرس کے ساتھ جو کہ ان میں سب سے بڑا تھا، خوارزم کی طرف روانہ ہوئی۔

خوارزم پر ترکمان خاتون یعنی خوارزم شاہ محمد بن نکش کی والدہ کی واپسی کے بعد ایک عیار شخص قابض ہو گیا تھا اور اس نے خوارزم پر پوری طرح تصرف حاصل کر لیا تھا۔ رعایا کے ساتھ بد سلوکی شروع کر دی۔ اوباشوں کی بن آئی، وہ لوگوں کے مال و زر پر دست درازی کرنے لگے۔ تنے میں شاہی دیوان کے امراء خوارزم پہنچ گئے اور انہوں نے سلطان کی موت کی خبر مشہور کی اور یہ بھی ظاہر کیا جلال الدین اور اس کے بھائی خوارزم آ رہے ہیں۔ اوباش اور لٹیرے یہ سن کر بھاگ گئے۔ پھر جلال الدین اپنے بھائیوں کے ساتھ خوارزم پہنچ گیا۔ چنانچہ چاروں طرف سے مسلمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ سات ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔ اس لشکر میں زیادہ تر قبیلہ بیاروت کے سپاہی تھے جو خوارزم شاہ کی والدہ (ترکمان خاتون) کے اعزہ و اقارب تھے، یہ لوگ اولاغ شاہ کی طرف مائل ہو گئے۔ سبب یہ تھا کہ یہ ان کی قومی بہن کا بیٹا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

جلال الدین کی اولاغ شاہ کی طرف پیش قدمی: القصہ ان لوگوں نے جلال الدین پر حملہ کرنے اور اسے معزول کرنے کا مشورہ کیا مگر کسی ذریعہ سے جلال الدین کو اس کی خبر مل گئی۔ تین سو سواروں کے ساتھ خراسان کی طرف چلا گیا، اور نساء کے بے آب و گیاہ بیابان کی طرف چد۔ جہاں تاتاریوں کے ایک دستہ فوج سے ٹکرائے ہوئے تھے۔ جلال الدین نے انہیں شکست دیدی۔ تاتاریوں کا منزم گروہ نساء، میں جا کر پنہاں ہو گیا۔ نساء میں اس وقت اختیار الدین زنگی بن محمد بن عمر بن حمزہ خوارزم سے واپس آ کر قیام پذیر تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ نساء کا نظم و نسق اختیار الدین کے قبضہ میں تھا۔ اس نے ان بچے کچے تاتاریوں کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اور جلال الدین کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد درخواست کی۔ چنانچہ جلال الدین نیشاپور کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد تاتاریوں کا ٹڈی دل لشکر جلال الدین کی روانگی کے تیسرے دن خوارزم پہنچا۔ قطب الدین اولاغ شاہ اور اس کے دوسرے بھائی خوارزم سے بھاگ نکلے۔ تاتاریوں نے تعاقب کیا، ادھر قطب الدین اولاغ شاہ نیشاپور سے ہو کر زراٹو اختیار الدین (والی نساء) بھی ساتھ ہولیا۔ چنانچہ تاتاریوں نے خراسان کے نواح میں ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا اور ہنگامہ کارزار شروع ہو گیا۔ جس میں

ولغ شاہ مارا گیا۔ اور تاتاریوں نے اس کے مال و متاع اور خزانے پر قبضہ کر لیا۔ اولاغ شاہ کا مال و اسباب عام فوجیوں اور کاشتکاروں کے ہاتھ لگائے۔ انہوں نے نہایت معمولی قیمت پر فروخت کر دیا۔ اختیار الدین زنگی نساء واپس آیا اور خود مختار حکومت کرنے لگا لیکن شاد کے عقب سے خود و ملقب نہ کیا۔ چنانچہ جلال الدین نے نساء کی گورنری کی سند حکومت بھیج دی اس پر اختیار الدین نے اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔

قندھار میں تاتاریوں کی بربادی: ... اس کے بعد جلال الدین کو یہ خبر ملی کہ تاتاریوں نے نیشاپور پر چڑھائی کی ہے اور چنگیز خان حاقن میں ہے ①۔ نائب ہرات اس کا لشکر روانہ ہوا۔ سلطان خوارزم شاہ کا ماموں زاد بھائی دس ہزار فوج کے ساتھ تاتاریوں کے مقابلے سے بھاگ کر بختان کی طرف بھاگ گیا۔ مگر اہل بختان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا، ناچار واپس آ گیا۔ پھر جلال الدین نے بلا کر اپنی فوج میں شامل کر لیا اور تاتاریوں پر حملہ کی تیاری کر دی۔ اس وقت تاتاری قلعہ قندھار کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ سخت خونریز جنگ ہوئی، چنانچہ ایک شخص بھی ان میں زندہ نہیں بچا۔ پھر جلال الدین غزنی کی طرف لوٹ گیا۔

قربوشت کا قتل: غزنی پر قربوشت (والی غور) اس وقت سے قابض ہو گیا تھا جب سے والی غزنی جلال الدین کے پاس والی بختان کی زیادتوں کی شکایت کرنے گیا تھا۔ صلاح الدین نساء نے اس سے آگاہ ہو کر غزنی پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ قلعہ غزنی پر قبضہ کر کے قربوشت کو، رڈا اور شہر غزنی پر بھی قابض ہو گیا ②۔ رضاء الملک شرف الدین بن امور نے اس کی مخالفت کی اور اس کو بھی نچا دکھا کر غزنی کا حاکم بن گیا۔ لہذا جب جلال الدین کوتا تاتاریوں پر قندھار میں کامیابی ہوئی اور مظفر و منصور غزنی واپس آیا تو رضاء الملک کو قتل کر کے غزنی پر قبضہ کر لیا اور وہیں رہنے لگا۔ یہ واقعہ ۶۱۸ھ کا ہے۔

تاتاریوں کا خوارزم میں حملہ: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جنجوعہ سے خوارزم شاہ کے بھاگنے کے بعد چنگیز خان نے اپنی فوج کو ملک گیری اور تاراج کرنے کے لیے تمام ملک میں پھیلا دیا۔ چنانچہ ایک فوج عظیم خوارزم فتح کرنے کے لیے روانہ کی۔ خوارزم شاہ کے پایہ تخت ہونے کا شرف حاصل تھا۔ فوج بھی کثرت سے یہیں رہتی تھی۔ تاتاری لشکر چنگیز خان کے بیٹے جطائی اور اریطائی کی کمان میں خوارزم کی طرف بڑھا۔ پانچ ماہ کا مل محاصرہ کا سلسلہ قائم رہا۔ لڑائی مسلسل ہو رہی تھی۔ منجیقہیں دن رات چلتی رہیں لیکن کامیابی کی صورت نہ دکھائی دی۔

خوارزم پر قبضہ اور اس کی بربادی: ... چنانچہ انھوں نے چنگیز خان سے امداد کی درخواست کی۔ چنگیز خان نے بے درپے متعدد فوجیں کمک پر بھیجیں۔ سب نے مجموعی قوت سے حملہ کر دیا اور شہر کے ایک جانب کو فتح کر لیا۔ اس سمت کا فتح ہونا تھا کہ یکے بعد دیگرے محلات فتح ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ پورے شہر خوارزم پر تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس وقت ان تاتاریوں نے اس کھڑکی کا کھولنا تھا کہ دفعتاً سیلاب آ گیا، سارا شہر غرق ہو گیا۔ لہذا اہل شہر تاتاریوں کی تلواروں اور چوچوں کے سیلاب کا نشانہ بن گئے۔ کوئی بھی جانبر نہ ہوا۔

ابن اشیر نے لکھا ہے کہ نساء کا بیان ہے ”دوش خان، بن چنگیز خان نے اہل خوارزم کو امان دی تھی۔ اہل شہر نے اس اطمینان پر شہر کا دروازہ کھولا اور اس کے پاس آئے۔ اس نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ھ کا ہے۔“

قصہ مختصر تاتاری قزاق خراسان اور خوارزم کی تباہی سے فارغ ہو کر اپنے باؤ شاہ چنگیز خان کے پاس طالقان واپس آ گئے۔

آبنائے گورنر بخارا کے حالات: آبنائے خوارزم شاہ کے عہد حکومت میں ممتاز امراء اور اراکین حکومت میں سے تھے۔ خوارزم شاہ نے اس کو دوبارہ بخارا کی گورنری پر مقرر کیا تھا۔ لہذا جب تاتاریوں نے بخارا کو فتح کر لیا۔ جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھا آئے ہیں تو آبنائے بخارا چھوڑ کر سنسان کی طرف بھاگ گیا۔ پریشان حال مرتا کھپتا نساء کے نواح میں جا کر دم لیا۔ اختیار الدین (والی نساء) نے خط و کتاب شروع کی اور نساء میں داخل ہونے کی درخواست کی مگر آبنائے نے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ اختیار الدین خود آبنائے سے ملنے آیا اور ضروری چیزوں سے اس کی مدد کی۔

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۵) میں یہاں مندرجہ ذیل عبارت ہے ”چنانچہ جلال الدین پہلے نیشاپور اور پھر ہاں سے دست کی طرف روانہ ہوا۔“

② ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۶) پر ایسی کوئی ملامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں چھ لکھنے سے روکیا ہے۔



آبنائے کا بشنواں پر قبضہ: نساء کے قبضوں میں سے ایک قبضہ بشنواں تھا جس کا رئیس ابوالفتح نامی ایک شخص تھا، اس نے تاتاریوں کی سازش اور پشت پناہی سے خوارزم کے شہنشاہ کو خط لکھا۔ آبنائے کو زیر کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں۔ آبنائے نے اس کو شکست دی اور نہایت بری طرح سے پھاڑ کر کے بشنواں کا محاصرہ کر لیا اور لڑکر فتح کر لیا۔ محاصرے کے دوران ابوالفتح مر گیا اس کے بعد آبنائے نے ایبورو کا رخ کیا۔

آیور و اور مرو کے درمیانی شہروں اور ایبورو پر بھی تاج الدین بن عمر بن مسعود قابض تھا۔ بڑے امراء کی ایک جماعت اس کا دایہ باز و بی ہونی تھی۔ حسب ضرورت فوجیں بھی موجود تھیں۔ اس لیے آبنائے نے چھینر چھاڑ مناسب نہ سمجھا، واپس آ گیا۔

خراسان پر قبضہ: اس وقت اس کا گورنر اختیار الدین زنگی وفات پا چکا تھا اور اس کے چچا کا بیٹا عماد الدین حمزہ بن محمد بن حمزہ نے حکومت کر رہا تھا۔ آبنائے نے اس سے ۶۱۸ھ کے خراج کا مطالبہ کیا اور جب اس نے دینے سے انکار کیا تو شروان کی طرف روانہ ہو گیا۔ شروان میں ایچی بھلوان حکومت کر رہا تھا۔ آبنائے نے ایچی بھلوان کو زیر کر کے شروان پر قبضہ کر لیا۔ ایچی بھلوان پریشان حال جلال الدین منکبرس کے پاس بندوستان چھ گیا اور آبنائے حان آہستہ آہستہ خراسان پر قابض ہو گیا۔

تاتاریوں سے جنگ اور شکست: تلکین بن بھلوان کا مرو پر قبضہ تھا۔ آبنائے نے جیچون عبور کیا اور تاتاری شہنشاہ پر بنی را میں چھپا رہا، مگر تاتاریوں نے ۶۲۰ھ میں تلوار کے زور سے آبنائے کو پیچھے ہٹا دیا اور شروان کی طرف واپس آ گئے۔ تاتاری تعقب میں تھے چنانچہ جرجان پہنچ کر آبنائے کو گھیر لیا، لڑائی ہوئی۔ اس جنگ میں بھی تاتاریوں کو فتح نصیب ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم شاہ کے پاس رے میں جا کر پناہ لی اور اس کی خدمت میں قیام کیا یہاں تک کہ وفات پائی جیسا کہ آگے ہم تحریر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

رکن الدین غور شاہ ابن خوارزم شاہ (والی عراش) کے حالات: ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جب سلطان خوارزم شاہ نے اپنے بیٹوں میں ملک کو تقسیم کیا تھا تو عراق کو رکن الدین غور شاہ کے حصہ میں دیا تھا۔ پھر جب سلطان خوارزم شاہ رے کی جانب بھاگا تو اس کا بیٹا غور شاہ اس سے مل کر رے سے کرمان گیا۔ نو مہینے کرمان پر قابض رہا جب اس کو یہ خبر ملی کہ جلال الدین محمد بن آہ شروانی جو اس وقت ہمدان میں ہے، عراق پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور بہت سے امراء و سرداران لشکر اس کے ہم آہنگ ہو گئے ہیں اور مسعود بن صاعد قاضی اصفہان بھی مل گیا ہے، تو اس نے نہایت تیزی سے فصد طے کر کے اصفہان پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ قاضی مسعود، انا بک سعد بن رنگی والی فارس کے پاس بھاگ گیا اور اس کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہو گیا۔ رکن الدین غور شاہ نے ہمدان کو فتح کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ لیکن یہ فوجیں جنگ و جدال کئے بغیر ہی ہمت ہار کر واپس آئیں۔ رکن الدین غور شاہ رے کی جانب واپس آیا۔ یہاں پر (ابن گل دیگر شگفتہ ۱) کا مضمون ہو رہا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ کا ایک گروہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا۔ رکن الدین غور شاہ کو فرقہ اسماعیلیہ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا تاتاریوں کا ٹڈی دل لشکر آ پہنچا۔ قلعہ راوند میں سکا محاصرہ کر رہا، نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی۔ رکن الدین غور شاہ بھی کمال مردانگی سے تیغ سپر ہوا، تاتاریوں کے دانت کھٹے ہو گئے بے نیل مرام واپس آئے۔

ابن آہ والی ہمدان نے تاتاریوں سے امن کی درخواست کی۔ تاتاریوں نے اس کو امن دی اور ہمدان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ بجائے اس کے عدا الدین شریف حسین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا۔

تیر شاہ بن خوارزم شاہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ خوارزم شاہ نے ملک کی تقسیم کے وقت اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو کرمان و ریش کی حکومت عطا کی تھی۔ لیکن وہ کسی وجہ سے اپنے باپ کے عہد حکومت میں کرمان نہیں گیا۔ پھر جب تاتاریوں نے قزوین پر حملہ کیا تو غیاث الدین تیر شاہ نواح اصفہان میں، روت نامی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ والی قلعہ نے اسے عزت و احترام سے ٹھہرایا پھر چند دنوں کے بعد اصفہان واپس آ گیا۔ جس وقت شیرے تاتاری آذربائیجان کی طرف سیلاب کی طرح بڑھ رہے تھے تو اصفہان سے ہو کر گزرے اور اس کا محاصرہ کر رہا۔ گراہل صہبان نے قلعہ بندی کر لی۔ لہذا تاتاریوں کی کچھ نہ چلی۔

تیر شاہ عراق میں: پھر ۶۲۰ھ کے آخر تک غیاث الدین تیر شاہ یہاں پر مقیم رہا۔ اور جب اسکا بھائی رکن الدین غور شاہ کرمان سے اصفہان آیا تو غیاث الدین تیر شاہ، رکن الدین غور شاہ سے ملا اور کرمان پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور تحریک کی۔ چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا پھر جب رکن الدین غور شاہ کو قتل کر دیا گیا تو غیاث الدین تیر شاہ عراق چلا گیا۔

امیر بقا طابستی: جس وقت رکن الدین غور شاہ کو اس کے باپ خوارزم شاہ نے عراق کی حکومت عطا کی تھی، تو امیر بقا طابستی امانکین کو رکن الدین غور شاہ کی وزارت کا عہدہ عطا کیا تھا۔ امیر بقا طابستی نے حکومت پر قابو حاصل کر لیا۔ رکن الدین غور شاہ نے اپنے باپ خوارزم شاہ سے اسکی شکایت کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈالنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے امیر بقا طابستی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے امیر بقا طابستی کو گرفتار کر کے قلعہ سر جہاں میں قید کر دیا۔ پھر جب رکن الدین غور شاہ کا قتل ہو گیا تو نائب قلعہ اسد الدین جوئی نے امیر بقا طابستی کو رہا کر دیا۔ امراء اور فوج کا ایک جم غفیر مجتمع ہو گیا۔ اس سے غیاث الدین تیر شاہ کو خطرہ پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس سے میل جول پیدا کیا اور اپنی بہن سے نکاح کر دیا لیکن اپنی بہن کی رخصتی نہیں کی۔

امیر بقا طابستی کے ہاتھوں ازبک خان کا قتل: رکن الدین غور شاہ کے قتل کے بعد اصفہان کی حکومت پر ازبک خان نامی ایک شخص قابض ہو گیا تھا۔ ایک فوج اس کے لشکر میں جمع ہو گئی تھی۔ امیر بقا طابستی نے ازبک خان پر حملہ کیا تو ازبک خان نے غیاث الدین تیر شاہ سے امداد کی درخواست کی۔ غیاث الدین تیر شاہ نے اپنے ایک امیر دولت الملک کی کمان میں ایک فوج ازبک خان کی کمک پر بھیج دی مگر یہ کمک نہیں پہنچنے پائی تھی کہ امیر بقا طابستی نے ازبک خان پر حملہ کر کے اسے شکست دیدی اور جنگ کے دوران اصفہان کے باہر میدان جنگ میں اسے قتل کر کے اصفہان پر قبضہ کر لی۔ دولت الملک غیاث الدین کے پاس واپس آیا۔

تیر شاہ کا بقا طابستی پر حملہ اور صلح: غیاث الدین کو امیر بقا طابستی کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ لہذا فوجیں آراستہ کر کے اصفہان چڑھائی کر دی۔ چنانچہ قاضی اصفہان اور صدر الدین رئیس نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ اور امیر بقا طابستی بھی مطیع ہو گیا اور غیاث الدین تیر شاہ کو راضی کر لیا۔ پھر غیاث الدین تیر شاہ نے اپنی بہن کی رسم رخصتی ادا کر دی اور عراق مازندران اور خراسان کا واحد حکمران بن گیا۔ مازندران اور اس کے صوبے پر دولت الملک کو متعین کیا اور صوبہ ہمدان کی حکومت امیر بقا طابستی کو عطا کی۔

اس کے بعد غیاث الدین تیر شاہ نے آذربائیجان پر حملہ کیا۔ مراغہ پر متعدد چھاپے مارے۔ ازبک بن بہلولان (واں آذربائیجان) نے صلح کے خطوط بھیجے، چنانچہ رد و کد بعد صلح ہو گئی۔

بقا طابستی کی بغاوت: امیر بقا طابستی نے نہایت کم مدت میں غیاث الدین تیر شاہ کی حکومت و سلطنت پر قابو حاصل کر لیا اس سے دماغ پھر گیا اور اسے خود مختاری کی سوچھی۔ لہذا مراہم اتحاد کو خیر باد کہہ کر آذربائیجان کا قصد کیا۔ آذربائیجان میں دونمک حرام غلام ازبک بن بہلولان کی مخالفت پر پہلے سے تلے ہوئے تھے۔ یہ دونوں امیر بقا طابستی سے مل گئے اور بغاوت کا جھنڈا بلند کر لیا۔ غیاث الدین تیر شاہ ان کی گوشمالی کے لیے نکلا اور لڑکر زیر کر لیا، یہ مغلوب ہو کر واپس چلے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ❶ خلیفہ بغداد کے اشارے پر امیر بقا طابستی کو غیاث الدین تیر شاہ کی مخالفت پر اٹھایا تھا (واللہ اعلم بالصواب)

آبنائے تیر شاہ کی خدمت میں: مقام جرجان میں آبنائے نائب بخارا جنگ تاتار سے نجات پا کر غیاث الدین تیر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ غیاث الدین تیر شاہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ سلطان کاماموں دولت ملک اور اس کے بھائی نے آبنائے کی جابجا شکایت کی۔ طرح طرح کے الزامات لگائے مگر غیاث الدین تیر شاہ نے توجہ نہ کی بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کر اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ یہ دونوں ناراض ہو کر چلے گئے۔

❶ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۸) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے (مصح)

۱۱۔ تاتاریوں کے لشکر میں جا کر مل گیا اور اس کے ساتھ مرو اور زنجان پر جنگ کرنے گیا۔ اسی لڑائی میں کام آ گیا۔ اس کا بیٹا برک خان، ازبک خان کے پاس آذربائیجان چلا گیا۔

بقا طہ بستی پر تاتاری حملہ: اس کے بعد تاتاری فوج نے امیر بقا طہ بستی پر حملہ کیا۔ چنانچہ امیر بقا طہ بستی کو شکست ہوئی اور اس نے کرم چکر پناہ لی اور اس کے بقیۃ السیف ہمراہی غیاث الدین تیر شاہ کے پاس چلے گئے۔ تاتاری فوجیں لوٹ مار کرتی ماوراء النہر کی طرف واپس ہوئیں جبکہ بہر آگے بیان کریں گے ①۔

تیر شاہ کی فتوحات: والی فارس سعد الدین زنگی اور اہل اصفہان نے جس وقت کہ والی فارس سے انھیں شکست ہو چکی تھی، غیاث الدین تیر شاہ سے خط و کتابت شروع کی چنانچہ غیاث الدین تیر شاہ اہل اصفہان کی تحریک پر سعد الدین بن زنگی کو زیر کرنے کی عرض سے روانہ ہو اور قلعہ صطخر میں اس کو گھیر لیا اور تنوار و نیزہ کے زور پر اسے فتح کر کے محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ نے امن کی درخواست کی صلح کے ساتھ فتح ہوا۔ آہن خان کا ہی مقدمہ پر انتقال ہوا اور وہیں شعیب سلیمان میں سپرد خاک ہوا۔ اس کے بعد ایک فوج گازرون کو فتح کرنے کے لیے روانہ کی گئی۔ چنانچہ گازرون بھی فتح ہو گیا اس میں سخت خونریزی ہوئی، پھر اس نے نواح بغداد کا رخ کیا۔ اہل اور بلاد جزیرہ سے بیٹھا فوجیں جمع ہو کر آگئیں۔ غیاث الدین تیر شاہ سے صلح کی بات چیت ہونے لگی اور پھر مصالحت ہو گئی، غیاث الدین تیر شاہ عراق واپس آ گیا۔

جلال الدین غزنی میں: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ خوارزم شاہ نے تقسیم ملک کے وقت جلال الدین منکمرس کے حصے میں غزنی، بامیان، غور، بست، کھیا باد اور جو علاقے ہندوستان کے اس سے ملے ہوئے تھے، دیئے تھے۔ جلال الدین منکمرس نے ان علاقوں پر اپنی طرف سے بطور نائب ② امیر ملک کو مقرر کیا۔ اور غزنی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر جب سلطان خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلے میں شکست ہوئی تو حربوشہ (والی غور) نے جلال الدین کے نائب سے غزنی چھین لیا اور پھر جب جلال الدین غیشا پور سے غزنی کی طرف بھاگا اور تاتاری بلاد خراسان پر قابض ہو گئے تو وہاں کے امراء و روساء حفظ ناموس کے خیال سے بھاگ گئے اور جلال الدین کے پاس جا کر پناہ لی۔

مختلف امراء کا متحدہ لشکر اور تاتاریوں کی شکست: نائب ہرات امین الملک نے سلطان کے ماموں کو قتل کر دیا اور باغی ہو گیا۔ اس واقعہ کو ہم میصرہ بھتان کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں۔ کچھ عرصے بعد اس نے سلطان جلال الدین کی اطاعت قبول کر لی۔ سیف الدین بقرق خانی، اعظم ملک بلخی، مظہر ملک اور حسن و سلطان سے آملے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ تیس تیس ہزار سپاہی موجود تھے۔ سلطان کے شاہی لشکر میں بھی تین ہی فوج تھیں۔ ان سب نے متفقہ اور مجموعی قوت سے تاتاریوں پر جس وقت کہ وہ قلعہ قندھار کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، حملہ کیا۔ اس معرکہ میں تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ اور باقی سپاہی بھاگ کر اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس پہنچ گئے۔ چنگیز خان نے ایک بڑی فوج اپنے بیٹے طولی خان کی کمان میں جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کی۔ مقام شردان میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جلال الدین نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا اور تاتاریوں کو شکست ہو گئی۔ طولی خان بن چنگیز خان معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ تاتاری فوج تتر بتر ہو گئی۔

مال غنیمت پر جھگڑا اور افتراق: پھر سلطان جلال الدین کے لشکر میں تقسیم مال غنیمت پر جھگڑا ہو گیا۔ سیف الدین بقرق اور امین الملک نائب ہرات کی بھی اسی معاملہ میں نزاع ہو گئی۔ امین الملک نے عراق کا راستہ لیا۔ اعظم ملک اور مظہر ملک بھی لڑ پڑے۔ ایک ہنگامہ نمونہ قیامت سا برپا ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اسی ہلڑ میں بقرق کا بھائی مار ڈالا گیا۔ چنانچہ بقرق بھی ناراض ہو کر ہندوستان کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی ساتھ ہوئے۔ جلال الدین نے انھیں ملانے اور واپس لانے کی بہت کوشش کی مگر کارگر نہ ہو سکی اور ایک بھی واپس نہیں آیا۔

چنگیز خان کی انتقامی کاروائی: اس شکست کی چنگیز خان کو اطلاع ملی تو تاتاریوں کے سارے گروہ کو جمع کیا اور مرتب و مسلح کر کے حاد

① یہاں ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۸) پر بھی کچھ نہیں لکھا بلکہ یہ علامت (\*) اور آگے میں سے ذکر شروع کیا ہے جیسا کہ ضل مترجم نے کیا ہے۔

② یہاں جگہ خالی ہے (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۱۸) پر موجود نام امیر ملک سے خالی جگہ کو پر کیا گیا ہے۔

امدین منکبرس سے لڑنے چل پڑا۔ جلال الدین بھی چنگیز خان کے ارادے سے آگاہ ہو کر مقابلہ کو نکلا۔ چنگیز خان کے مقدمہ انجیش (ہراول) سے بڑھیں ہو گئی۔ سخت خونریز جنگ کے بعد جلال الدین کو فتح نصیب ہوئی۔ تاتاریوں سے محدودے چند جاہل ہوئے۔

جلال الدین میدان جنگ سے واپس ہو کر دریائے سندھ پر مقیم ہو گیا۔ ان تمام امراء و سرداروں کو جو اس سے منحرف ہو گئے تھے، اپنی کمک پر بلوایا بھی اپنی واپس نہیں آیا تھا کہ چنگیز خان نے جلال الدین پر حملہ کر دیا۔

جلال الدین کی افسوسناک شکست: تین دن اور تین رات جنگ کے بعد جلال الدین کو شکست ہو گئی۔ امین الملک اپنے باپ کے پاس قتل ہوا سطانی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ تاتاریوں نے نہر سندھ عبور کرنے سے روکنا شروع کر دیا۔ چنانچہ بہت سے ہزیمت خوردہ نہر میں ڈوب کر مر گئے۔ بہت سوں کو تاتاریوں نے اپنی خون آشام تلوار کی نذر کر دیا۔ سلطان جلال الدین کا بیٹا جس کی عمر صرف سات سال تھی، تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ تاتاریوں نے اس بچے کو بھی مار ڈالا۔ جلال الدین میدان جنگ سے بھاگ کر دریائے کنارہ پہنچا اور تاتاری تعاقب میں تھے۔ جلال الدین نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا، تیر کر دوسرے کنارے پہنچ گیا۔ اس کی فوج سے صرف تین سوار، چار سو پیادے اور چند سردار زندہ بچے۔ تین دن کے بعد بڑی مشکل سے سلطان کی خدمت میں پہنچ گئے۔

جلال الدین اور ساتھیوں کی بد حالی: سلطان کے کسی خاص الخاص امیر نے اس واقعہ جان گداز سے مطلع ہو کر ایک کشتی جس میں کھانا، کپڑے اور کل ضروری اشیاء تھیں، سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ جس سے ان لوگوں کی ضروریات پوری ہوئیں۔ اعظم ملک کسی قلعہ میں جا کر روپوش ہو گیا۔ چنگیز خان نے مطلع ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا اور تلوار کے زور سے فتح کر کے اسکو اور ان سب لوگوں کو جو اس کے ساتھ قلعہ میں تھے، بھیڑ بکری کی طرح ذبح کر دیا۔

غزنی نیست و نابود ہو گیا: اس کے بعد تاتاری لشکر نے غزنی کا رخ کیا۔ غزنی بھی فتح ہو گیا۔ قتل کیا، غارت کیا، برباد کیا، جس کو جہاں پایا، رڈا، شہر میں آگ لگا دی، جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ غرضیکہ غزنی اور غزنی کے نواح اس طرح برباد ہوئے کہ گویا ان کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔ جب جرجروی کے والی کی شکست: ان واقعات کی اطلاع والی جبل جروی (بلاد ہندوستان) کو ملی۔ جلال الدین سے اپنا پرانا کینہ نکالنے کو اٹھ کھڑا ہوا۔ چونکہ جلال الدین اور اس کے ساتھی تاتاریوں کی جنگ سے تھک گئے تھے، اس لیے جنگ کی جگہ پر نہ آئے۔ چنانچہ والی جبل جروی ناکام واپس ہوا۔ جلال الدین کے ایک مصاحب نے موقع پا کر حملہ کر دیا اور شکست فاش دے کر ان پر مسلط ہو گیا۔ ہندوستان کا نائب السطنت نرمی و ملاطفت سے پیش آیا۔ تحائف و ہدایا نذر کیے (واللہ تعالیٰ ولی التوفیق)

قباچہ کے ہاتھوں امین الملک کا قتل: جلال الدین منکبرس کے کمانڈروں کا ایک گروپ فوج کے ساتھ دریائے سندھ عبور کر کے ہندوستان میں قباچہ بادشاہ ہندوستان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن میں سے امین الملک کی بیٹی، شمس الملک (جو جلال الدین منکبرس کا اسے باپ کے زمانہ میں وزیر تھا) اور قزل خان ابن امین الملک قابل ذکر ہیں۔ قزل خان شہر کلورا میں جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا، مگر کلورا کے گورنر نے اسے قتل کر ڈالا اور قباچہ نے شمس الملک کا اس وجہ سے کام تمام کر دیا کہ اس کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ یہ جلال الدین کو اس کی حرکات و سکنات سے مطلع کر دے گا۔

جلال الدین ہندوستان میں: .... امین الملک نے جلال الدین کو اس کی اطلاع کر دی۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس کے بھائی (غیاث الدین) کے کمانڈر اس کی خدمت میں آ گئے۔ جس کی وجہ سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے شہر کلورا کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اس کے بعد شہر تر توخ کو بھی اسی طرح فتح کیا۔ قباچہ نے جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں فراہم کیں۔ جلال الدین کو اس کی خبر مل گئی فوراً حملہ کر دیا، قباچہ مقابلہ پر نہ آیا۔ مورچہ اور کمپ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جلال الدین نے جو کچھ لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔

لاہور کی طرف پیش قدمی: پھر لاہور کی طرف قدم بڑھائے۔ لاہور میں قباچہ کا بیٹا تھا وہ قلعہ بند ہو گیا۔ پھر اس بات کو محسوس کر کے کہ مقابلہ

کی قوت نہیں ہے، صبح کا پیغام دے دیا۔ چنانچہ ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت ہو گئی۔ اس نے محاصرہ اٹھ کر تستشان پر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ فخر الدین سداوی قبچہ کا نائب اس شہر کا والی تھا اس نے اطاعت قبول کر لی۔ اور شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا، اس کے بعد اوچا پر حملہ کیا۔ محاصرہ کر دیا، بل اوچا نے تادان جنگ دے کر صلح کر لی۔

سلطان التمش اور جلال الدین: پھر اس نے جانس کا محاصرہ کیا، بادشاہان ہندوستان میں سے شمس الدین التمش نامی ایک بادشاہ جو شہاب الدین غوری کا غلام تھا اور اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے جلال الدین سے لڑنا مناسب نہیں سمجھا اور اس کے علم کے آگے اذیت کی گردن جھکا دی، اہل شہر بھی مطیع ہو گئے، جلال الدین نے چند دن یہاں قیام کیا۔ التمش نے تیس ہزار سوار ایک لاکھ پیدل اور تین سو جنگی ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کیا۔ جلال الدین بھی اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا مقدمہ الجیش (ہراول) پر جہاں بہلوان ازبک تھا۔ دونوں فریق کے ہر دو خط راستے پر پے گئے۔ اور ایک دوسرے سے مدد بھیڑ نہ ہو سکی۔ التمش نے صلح کا پیغام بھیجا۔ جلال الدین پر مائل ہو گیا۔

ہندی حکمرانوں کا متحدہ لشکر: اس واقعہ کے بعد التمش، قبچہ اور سارے ہندی حکمران متحد ہو کر جلال الدین سے لڑنے نکلے، مگر جلال الدین جنگ سے پہلو تہی کر گیا اور ہندوستان کے ان علاقوں پر جن پر قبضہ کر لیا تھا۔ اپنی طرف سے بہلوان کو مقرر کر کے ہندوستان سے روانہ ہو گیا۔ دریا عبور کر کے غزنی کی طرف چلے۔ غزنی اور غور پر امیر و فاکل کو جس کا نام حسن مزلف تھا، مامور کر کے عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۲۱ھ کا ہے دوسرے ہندوستان سے واپسی کو ہو گئے تھے۔

تیر شاہ غیاث الدین کی غفلت کے حالات: جب جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا غیاث الدین کے پاس کرمان میں بچی بچائی فوج آ کر مجتمع ہوئی غیاث الدین نے انہیں مسلح و مرتب کر کے عراق کا رخ کیا۔ چنانچہ خراسان اور مازندران پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا پھر ہولوب اور بیش و عشرت میں ڈوب کر کاروبار سلطنت میں غافل ہو گیا۔ گورنروں نے ملک کو دبا لیا۔ قائم الدین نے نیشاپور پر اسجد ادی حکومت کی بنیو ڈالی، یقز بن یحییٰ بہلوان۔ شروان کو دبا بیٹھا، نیال نے خطا پر قبضہ کر لیا، نظام الملک اسفرائن کا مستقل حکمران بن گیا۔ نصرت الدین بن محمد نے سہراپری حکومت کا جھنڈا لہرایا اور تاج الدین عمر بن مسعود ترکمانی ایبورو کا بادشاہ بن گیا۔

غیاث الدین، تاراتاری اور ترکمان خاتون: غیاث الدین اپنی رنگ رلیوں میں مصروف، دنیا و مافیہا سے غافل لذات دنیاوی میں ڈوبا ہوا تھا۔ تاراتاری فوجیں سیلاب کی طرح آگے بڑھیں۔ غیاث الدین عراق سے نکل کر بلاد جبل چلا گیا۔ تاراتاریوں نے سارے ملک ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا۔ سارے ملک میں ہو کا عالم ہو گیا۔ غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا ہوا۔ امن و امان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ رعایا تباہ و برباد ہو گئی، ملک ویران ہو گیا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین کا رو بار سلطنت سے غافل ہو گیا تھا اور بیش و عشرت کے علاوہ اس کو کوئی کام نہ رہا تھا۔ اس وجہ سے اس کی ماں حکومت و سلطنت پر قابض ہو گئی اور ترکمان خاتون مادر سلطان خوارزم شاہ جیسا رویہ اختیار کیا اور اس کے قدم بہ قدم چلی۔ خد و ند جہاں کا لقب اختیار کیا۔ یہاں تک کہ سلطان جلال الدین آیا اور اس نے اس کو مغلوب کیا۔

جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی: ۶۲۱ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، جلال الدین ہندوستان سے واپس آیا۔ بے حد تکالیف اور بے انتہا مصائب جو بیان سے باہر ہیں، برداشت کرتا ہوا کرمان پہنچا۔ چار ہزار سوار لشکر میں تھے، جو خجروں اور بیہوش پر سوار تھے۔ اس وقت کرمان میں براق حاجب (جلال الدین کے بھائی غیاث الدین) کا نائب حکومت کر رہا تھا۔

براق، کوخان: براق، کوخان بادشاہ کا حاجب تھا۔ کسی وجہ سے بادشاہ خطا سے علیحدہ ہو کر خوارزم آ گیا اور وہیں قیام تخت کر لیا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ کو بادشاہ خطا کے خلاف فتح نصیب ہوئی۔ براق کو حجابت کے عہدہ پر مقرر کیا۔ کچھ دنوں کے بعد غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم شاہ مکران چلا گیا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور جب جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور تاراتاری اس کے تعاقب و گرفتاری سے ناامید ہو کر واپس آ گئے تو غیاث الدین کو عراق پر قبضہ کی لالچ پیدا ہوئی۔ چنانچہ براق کو کرمان کا حاکم مقرر کیا۔

سعد بن زنگی کی اطاعت: جلال الدین نے کرمان پہنچ کر براق کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک فخر الدین بن ابوالقاسم جنیدی (جو خواجہ جہاں کے لقب سے معروف تھا) نے عرض کی ”یہ موقع براق کی گرفتاری کا نہیں ہے۔ اس سے عوام الناس بھڑک اٹھیں گے۔ کسی اور موقع پر دیکھ جائے گا“۔ جلال الدین اس فعل سے رک گیا شیراز کی طرف قدم بڑھایا۔ والی شیراز برداتا بک نیاز مداندہ حاضر ہوا۔ ہدایہ و تحائف پیش کئے۔ علم حکومت کا مطیع ہو گیا۔ چونکہ اتابک فارس سعد بن زنگی کو غیاث الدین سے مخالفت ہو گئی تھی۔ جلال الدین سے صلح کر لی اور اپنی بیٹی سے جلال الدین کا نکاح کر دیا۔

غیاث الدین اور جلال الدین: اس کے بعد جلال الدین اصفہان گیا قاضی رکن الدین مسعود ابن صاعد حاضر خدمت ہوا۔ اطاعت قبول کر لی اس کی خبر غیاث الدین تک پہنچی۔ یہ اس وقت رے میں تھا۔ فوجیں مجتمع کر کے جلال الدین سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ جلال الدین کو اس کی اطلاع ملی، ہزیمت بھرا خط لکھا۔ طوی خان بن چنگیز خان کا مال و اسباب، لباس گھوڑا اور تلواریں بطور ہدیہ بھیجا۔ جو جنگ بردان میں، را گیا تھا۔ ساتھ ہی اس کے ان مرآ کو بھی ہانے کی کوشش کی جو غیاث الدین کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ اس کی خبر کسی ذریعہ سے غیاث الدین کو ہو گئی۔ غیاث الدین نے ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا باقی جلال الدین کے پاس بھاگ گئے۔

غیاث الدین اور جلال الدین کی صلح: چنانچہ جلال الدین ان لوگوں کے ساتھ غیاث الدین کے لشکر میں آیا۔ غیاث الدین کے لشکر کے تمام سردار اور ہمت نشین جلال الدین کی طرف ہو گئے۔ جلال الدین نے غیاث الدین کی خرگاہ، ذخیرہ اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اس کی ماں بھی قبضہ میں آ گئی۔ غیاث الدین قلعہ سلوقان بھاگ گیا۔ جلال الدین نے اس کے بھاگ جانے سے اس کی ماں پر بہت زیادہ ناراضگی کا اظہار کیا۔ ہذا اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کو بلا کر دونوں کی صلح کرادی۔ غیاث الدین اپنے بھائی کی خدمت میں جیسا کہ چھوٹے اپنے بڑوں کی خدمت میں رہتے ہیں، رہنے لگا۔ خراسان اور عراق کے غاصب امراء جلال الدین کے دربار میں نیاز مندی کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اور علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ حالانکہ اس سے پہلے غیاث الدین کی کچھ نہیں سنتے تھے۔ اور اس حکومت کو مٹا رہے تھے۔ سلطان جلال الدین نے اس کی طاعت و فرمانبرداری پر خوشنودی ظاہر کی اور جیسا مناسب سمجھا، ویسا ہی عمل کیا۔

غیاث الدین اور نصرت الدین بن محمد: نصرت الدین بن محمد اپنے چچا زاد بھائی اختیار الدین کے بعد نساء کا حکمران بن گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے ہم بیان کر آئے ہیں لیکن امور سلطنت کی عنان محمد بن احمد نسائی منشی مورخ تاریخ بنی خوارزم شاہ کے قبضہ میں تھی۔ ۱۹ سال تک زیر سایہ علم حکومت غیاث الدین حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد خود اپنی حکومت کا دعویٰ کرنا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ غیاث الدین نے طوطی بن آبنائ کی کمین میں فوجیں روانہ کیں۔ ارسلان کو کمک کے لیے مقرر کیا۔ قرب و جوار کے امراء کو مدد و اعانت کا حکم دیا۔ نصرت الدین کو خود کردہ پریشانی ہوئی، اپنے نائب السلطنت محمد بن احمد منشی کو غیاث الدین کی خدمت میں صلح کا پیام دے کر بھیجا اور وہ مال بھی پیش کر دیا جس پر صلح کا انحصار تھا۔

نساء پر آبنائ کا قبضہ: محمد بن احمد منشی ابھی غیاث الدین کے دربار تک نہیں پہنچا تھا کہ جلال الدین منکبرس کے آنے اور غیاث الدین کو مغلوب کرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ اصفہان میں برف باری ختم ہو گئی اور راستہ ٹھیک ہونے کی انتظار میں ٹھہرا رہا۔ چند دنوں بعد ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت سلطان ہمدان میں موجود نہ تھا۔ اتابک بقاطا بستی کے جنگ پر گیا تھا اس کے حالات تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ ”غیاث الدین نے اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا تھا، اور غیاث الدین دلی عہدی سے معزول ہونے کے بعد آذربائیجان بھاگ گیا۔ اتابک سعد سے میل جول پیدا کیا۔ جلال الدین کو اس کی خبر مل گئی فوراً ان لوگوں کی طرف کوچ کر دیا ۱ غیاث الدین بھی جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ جلال الدین نے پہنچ کر اس کو گرفتار کیا۔ امن دی اس کے خیمہ میں واپس آ کر قیام پذیر ہوا عزت و احترام سے ملاقات کی۔

۱ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۲۱) پر یہ الفاظ ہیں کہ ”اس کے سردار امیر ایخان حاکمی نے اس کی مخالفت کی اور ہمدان کی طرف روانہ ہو گئی۔۔۔۔۔“



نصرت الدین نے بساء میں اندھیر مچادی، فتنہ و فساد کا بازار گرم کر دیا۔ جلال الدین نے آبنائے کو اس کی گوشالی پر متعین کیا۔ دونوں کے بعد جلال الدین کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ نصرت الدین نے اس دار فانی کو چھوڑ دیا، ہلاک ہو گیا اور آبنائے کا بساء پر پورے طریقے سے تسلط و قبضہ ہو گیا ہے۔

جلال الدین کی خوزستان روانگی: جس وقت جلال الدین کو اپنے بھائی غیاث الدین پر غلبہ حاصل ہو گیا اور ملک کا نظم و نسق درست ہو گیا گرمی کا موسم تھا۔ یہ موسم گزارنے کے لیے خوزستان کی طرف کوچ کیا۔ اور اس کے دار الحکومت ① کا محاصرہ کر لیا۔ مظفر الدین وجہ اسبغ، خلیفہ ناصر کا ندام اس صوبہ کا حکم تھا۔ جلال الدین نے محاصرہ کے زمانے میں اپنی فوج کو چند حصوں پر تقسیم کر کے شہروں پر شبخونہ رنے کا حکم دیا۔ خراسان کے آس پاس میں لوٹ مار پھیل گئی۔ بادریا اور بصرہ بھی محفوظ نہ رہا۔ تکیں (ملکین) پولیس افسر بصرہ پر مقابلہ کے لیے نکلا۔ دربار خلافت سے فوجیں جلال الدین قسٹر (خلیفہ ناصر کا غلام تھا) کی کمان میں بھیج گئیں۔ دونوں دشمن لڑنے سے رک گئے۔

دقو کا محاصرہ: جلال الدین نے ضیاء الملک علاء الدین محمد بن مودود کو دربار خلافت میں بطور وفد روانہ کیا۔ اس کے مقدمہ کی پیش پر جہاں بہلوان تھا، راستے میں عرب کا ایک گروپ اور خلیفہ کا لشکر سامنے آ گیا۔ خوارزمی ٹوٹ پڑے، حملہ کر دیا۔ بہت سے بغداد واپس گئے اور جن کو خوارزمیوں نے گرفتار کر لیا تھا۔ سلطان جلال الدین کے دربار میں ان کو پیش کیا۔ سلطان نے ان لوگوں کو رہا کر دیا۔ اور ضیاء الملک بغداد چھو گیا۔

اس کی خبر اہل بغداد کو پہنچی۔ حفاظت کے لیے تیار ہو گئے۔ سلطان جلال الدین نے بھی یعقوباً پہنچ کر قیام کیا جو بغداد سے دو یا تین منزل کے فاصلے پر تھا۔ یعقوباً سے کوچ کر کے دقو کا محاصرہ کیا۔ اور زبردستی قابض ہو گیا۔ شہر پناہ اور قلعہ کو منہدم کر کے شہر میں آگ لگا دی۔

جلال الدین اور مظفر الدین کی صلح: جس وقت جلال الدین دقو کا فتح کرنے میں مصروف تھا، اس کی فوجیں جو بہت سے حصوں میں تقسیم ہو کر لوٹ رہی تھیں، تکریت بھی پہنچ گئیں۔ اہل تکریت سے سخت جنگ ہوئی جس میں خوارزمیوں کو کوئی کامیابی نہ ہوئی اپنے لشکر میں واپس آئے۔

ان جنگوں کے زمانے میں جلال الدین اور مظفر الدین (والی اربل) سے خط و کتابت ہو رہی تھی۔ آخر کار آپس میں صلح ہو گئی۔ لیکن پھر بھی ملک میں بے حد بد امنی پھیل گئی۔ چاروں طرف قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ عربوں نے رہزنی شروع کر دی۔ دن دھاڑے قتلے لٹنے لگے۔ ضیاء الملک بغداد ہی میں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ سلطان جلال الدین نے مراغہ پر قبضہ کر لیا۔

وزیر شرف الملک:..... وزیر السلطنت شرف الملک ② کا نام فخر الدین علی بن قاسم خوجہ جہاں تھا ③ ابتداء میں یہ صاحب دیوان کا نائب تھا۔ نجیب الدین شہرستانی (سلطان کا وزیر السلطنت) اور اس کے بیٹے بہاء الملک وزیر حرب کی خدمت میں رہتا تھا۔ رفتہ رفتہ خدمتگاری سے ترقی کر کے پرچہ نویسی کی خدمت پر مقرر ہوا۔ اس لالچ سے کہ نجیب الدین شہرستانی وزارت کے عہدے سے معزول کر دیا جائے اور قہمدان وزارت پر میرا قبضہ ہو جائے۔ سلطان سے نجیب الدین شہرستانی کی چغلی کی اور یہ الزام لگایا کہ اس نے دولاکھ دینار کا نین کیا ہے۔ سلطان نے اس کی چغلی کی طرف توجہ نہ کی اور نجیب الدین شہرستانی سے کوئی مطالبہ نہ کیا۔ اس کے بعد بہاء الملک وزیر حرب پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ اس مرتبہ اپنے اردہ میں کامیاب ہو گیا۔ فوجی وزارت کی خدمت سپرد ہوئی۔ چار سال اس عہدہ پر رہا۔ جب سلطان کا لشکر بخارا آیا تو لوگوں نے اس کی بہت شکایت کی۔ سلطان نے گرفتاری کا حکم دیا روپوش ہو گیا۔ طالقان چلا گیا۔ طالقان سے غزنی پہنچا اور جلال الدین کی بارگاہ میں سہان کے شتور کے بعد حضر ہوا۔ جلال الدین نے حاجیوں کے زمرہ میں رکھ لیا۔ اس وقت سے برابر حجابت ④ ہی کے عہدہ پر رہا۔ پھر جب جلال الدین نے دریائے سندھ عبور کیا اور اس کے وزیر السلطنت شہاب الدین ہروی کو بادشاہ ہندوستان قباچہ نے قتل کر ڈالا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو جلال الدین نے بجائے

① اس وقت خراسان کا دار الحکومت تشر تھا۔ ماہ محرم ۶۲۲ھ میں جلال الدین نے اس کا محاصرہ کیا تھا اور مظفر الدین معروف بہ وجہ اسبغ نے نہایت مردانگی سے اپنے شہر کی حفاظت کی تھی۔ جب جلال الدین کو محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی تو لوٹ مار شروع کر دی (دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۶ مطبوعہ لیدن) (مترجم) ② اس کے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۲۱) پر شرف الملک کے بجائے شرف الدین تحریر ہے۔ ③ اصل کتاب میں یہاں کچھ نہیں لکھا (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۲۱) پر اس جگہ لکھا ہے کہ "اس کا لقب شرف الملک تھا اور یہ صنفیان کا رہنے والا تھا"۔ ④ سیکریٹری۔

شہب الدین کے اس عہدہ وزارت سے سرفراز ممتاز کیا۔

خراسان میں تاتاریوں کی قتل و غارت: آذربائیجان، بلاد قفقاز اور شروان سے مغربی تاتاریوں کی واپسی کے بعد خراسان تباہ و برباد ہو کر چٹیل میدان کی طرح رہ گیا تھا۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے حکومت کی تباہی کے بعد خراسان کے نواح پر غلبہ حاصل کر لیا تھا، کوئی حاکم نہیں رہا تھا۔ انہیں لوگوں نے پہلی بربادی و غارتگری کے بعد خراسان کو پھر آباد کیا۔ چنگیز خان نے خراسان کو تباہ کرنے کے لیے تاتاریوں کا ایک دوسرا لشکر بھیج دیا۔ اس لشکر نے خراسان کو دوبارہ تباہ کیا۔ مکانات گرا دیئے، بازاروں کو لوٹ لیا، اسی قسم کا برتاؤ سدا، قاشان اور قم میں بھی ان لٹیرے تاتاریوں نے کیا۔ حالانکہ تاتاریوں نے اس سے پہلے اس قسم کے افعال ان مقامات پر نہیں کئے تھے۔

ہمدان کی تباہی: ان شہروں کی غارتگری سے فارغ ہو کر ہمدان کی طرف بڑھے۔ اہل ہمدان ان کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ تاتاریوں نے جی کھول کر شہر کو ویران اور تاراج کیا۔ اہل ہمدان کے تعاقب میں آذربائیجان کو بھی چھوڑ دیا۔ انتہائی بے سروسامانی سے بھاگ نکلے۔ بعضوں نے تبریز میں جا کر دوسریا۔ تاتاری لٹیرے تعاقب میں تھے یہاں بھی ان غریبوں کو چھین نصیب نہ ہوا۔ تاتاریوں نے ازبک بن بہلوان والی تبریز کو خط لکھا اور ان لوگوں کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ ازبک نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو قتل کر کے ان کے سروں کو اور نیز باقی بچے ہوؤں کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا اور ایسی حرکتیں کیں جس سے تاتاری راضی ہو کر واپس ہو گئے تبریز سے چھینر چھاڑ نہ کی۔

قفقاز شروان میں: جس وقت تاتاری بلاد قفقاز اور روس سے واپس آئے اور قفقاز کا ایک گروپ جو تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ گیا تھا، پریشان حال در بند شروان پہنچا۔ در بند شروان کا بادشاہ رشید نامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے رشید سے درخواست کی کہ ”ہم لوگ ہیں ملک کی اطاعت و فرمانبرداری کو باعث فخر و عزت سمجھیں گے۔ آپ اپنے ملک میں ہمیں قیام کرنے کی اجازت دیجئے اور اس اطمینان کے لیے کہ ہم لوگ آپ سے کسی قسم کی بد عہدی نہ کریں گے، ضمانت دینے کو تیار ہیں۔“ رشید کو کچھ شبہ پیدا ہوا، درخواست منظور نہ کی تو ان لوگوں نے یہ درخواست پیش کی ”آپ ہمیں اپنے ملک سے غنہ اور دیگر ضروریات خریدنے کی اجازت دیجئے۔“ رشید نے اجازت دے دی۔

قفقاز سرداروں کی غداری: اس کے بعد انہیں قفقازی گروہ کے بعض سردار رشید کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ظاہر کرنے لگے کہ ”قفقازی آپ کے ساتھ بد عہدی کرنے پر تیار ہیں۔ آپ ہمیں ایک فوج عنایت فرمائیں۔ ہم ان کو لڑ کر آپ کے ملک سے نکال دیں گے۔ رشید نے ان کو فوجیں دیں، سہاں جنگ۔ چنانچہ اس سردار نے قفقاز کے بعض گروپوں پر حملہ کیا۔ قفقاز کی ایک جماعت ماری گئی۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ لیکن قفقاز نے ذرا بھی حرکت نہ کی اور یہی کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا کہ ”بادشاہ شروان کے ہم فرماندار ہیں اگر اس نے ہمیں امن نہ دی ہو تو ہم اس سے مقابلہ کرتے“

قفقاز کی تباہی: قفقازی سردار اس واقعہ سے خوش خوش مال غنیمت لیے واپس ہوا۔ فوج کو ذرہ بھر نقصان نہ پہنچا دو چار دن کے بعد یہ خبر ملی کہ قفقاز اپنی جائے قیام سے کوچ کر کے تین دن کے فاصلے پر جا کے ٹھہرے ہیں۔ قفقازی سردار نے دوبارہ فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فاصلے طے کر کے قفقاز کے سر پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ ایک گروپ مارا گیا باقی بچے ہوئے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ جن میں جوان، بوڑھے، بچے، عورتیں اور مرد ہر طرح کے تھے۔ قفقازی سردار ان قیدیوں کو اور مال غنیمت لیے رشید کی خدمت میں پہنچا، فتیابی کی خوشخبری سنائی۔

سروان پر قفقاز کی قبضہ: قفقازی گروپ کو ان حرکات سے اشتعال پیدا ہوا۔ ایک تابوت میں مصنوعی مردہ رکھ کر روتے پٹتے ہروں پر خاک راتے شہر کے قریب پہنچے اور یہ ظاہر کیا کہ یہ ہمارا سردار تھا اور بادشاہ کا ولی دوست تھا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی ہے کہ ہمارے بال بچوں کو بادشاہ کی خدمت میں پہنچا دینا اور جہاں وہ فرمائیں وہاں ہمیں سپرد خاک کر دینا۔ چنانچہ ہم لوگ اسی غرض سے آئے ہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ ایک سردار بھی تھا جس کے اشارہ پر یہ لوگ کام کرتے تھے۔ رشید کو اس کی اطلاع مل گئی۔ رشید نے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ قفقازی گروہ کے گروہ یکے بعد دیگرے شہر میں داخل ہو گئے۔ جس وقت جماعت مکمل ہو گئی اچانک حملہ کرنے پر تل گئے۔ رشید قلعہ سے چھپ کر نکل بھاگا۔ بلاد شروان میں جا کر پناہ لی اور قفقاز نے قلعہ اور ان تمام چیزوں پر جو رشید چھوڑ گیا تھا، قبضہ کر لیا۔

قفچاق کا شروان میں اجتماع: قفچاق کو اس کامیابی سے بے حد مسرت ہوئی۔ اپنے ساتھیوں کو اس سے مطلع کیا اور بدایا۔ دن بچہ جتن قفچاقی مختلف مقامات میں پھیلے ہوئے تھے سمٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس قلعہ شروان میں آگئے قوت مال۔ سب کچھ موجود تھا۔ قلعہ کرن پر حصے کا رہا۔ اور پہنچ کر اس کا محصرہ کر لیا۔ رشید کو اس کی خبر مل گئی فوراً قلعہ شروان کی طرف واپس آیا۔ قبضہ کر لیا اور جتنے قفچاقی قلعہ میں تھے، سب کو مار ڈالا۔

قفچاق اور ازبک بن بہلوان:۔۔۔ اس کے بعد قفچاق قلعہ کرج کے محاصرہ سے واپس ہونے تک دسترس نہ ہو سکی۔ نا کامی دن مراد ہو کر ہوئے۔ شروان کی نواح میں غارتگری شروع کر دی۔ لوٹ مار کرتے گنجہ کی طرف چلے۔ گنجہ اران کا دار الحکومت تھا۔ ازبک بن بہلوان دن آذر بایجان کا ایک غلام (کوٹھڑی) اس کی حکومت پر مقرر تھا۔ قفچاقی گروہ نے پیغام بھیجا کہ ”ہم لوگ ازبک کے فرما بردار و مطیع ہیں۔ ہمیں اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دو“ والی گنجہ نے درخواست منظور نہ کی اور ان کی بد عہدیوں، بیوفائیوں، قتل و غارت ❶ کو ایک ایک کر کے تفصیل سے ساتھ لے کر کہیں۔ قفچاقیوں نے معذرت کی ”ہم وگوں نے شروان شاہ کے ساتھ اس وجہ سے غداری کی کہ ہم لوگ آپ کے بادشاہ آذر بایجان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ اس نے ہمیں اپنے ملک سے راستہ دیا اس وجہ سے ہم لوگوں نے اس سے بد عہدی کی۔ اور اس کے قلعہ کو چھین لیا۔ لیکن پھر بد کسی خوف و خیر۔ ہم نے قلعہ چھوڑ دیا۔ قلعہ کرج کا والی آپ کا دشمن ہے اگر اس کو ہم نہ دباتے تو ہمیں آپ تک پہنچنا دشوار ہو جاتا۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں ضمانت دینے کو تیار ہیں۔“ والی گنجہ کے خیالات اس پیغام سے تبدیل ہو گئے۔ قفچاق کے دوسرے دار بھی دو چار آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئے۔ جس سے وادی گنجہ کا دل ان لوگوں کی طرف سے بالکل صاف ہو گیا۔ اپنے بادشاہ ازبک کی خدمت میں ان لوگوں کی اطاعت و فرما برداری کی رپورٹ اور سفارش کی اور گنجہ میں قیام کرنے کی اجازت دی۔ ان کے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے نکاح کر لیا۔

ازبک بن بہلوان (والی تبریز) کو والی گنجہ کی اس کارگزاری سے مسرت ہوئی۔ خلعت اور جائزہ دیا اور قفچاق کو کوہ کیلکون میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔

قفچاق اور کرج کی جنگ: کرج کو اس کی خبر ملی۔ فوجیں فراہم کرنے لگے۔ والی گنجہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ قفچاق کو کرج کے حملہ سے بچنے کے لیے کوہ کیلکون سے گنجہ میں بلا لیا۔ اس کے بعد قفچاق کے سرداروں میں سے ایک سردار نے چند دستہ فوج لے کر کرج کے لشکر پر حملہ کیا اور کامیاب ہو کر واپس آیا۔ قفچاق پھر کوہ کیلکون واپس گئے۔ اور وہیں رہنے لگے۔ قفچاق کے دوسرے سرداروں کو اس سے رشک پیدا ہوا۔ کرج پر حملہ کرنے کا شوق چڑھ آیا۔ والی گنجہ نے مخالفت کی لیکن قفچاق نے ذرا بھی سماعت نہ کی، کرج پر حملہ ہوئے۔ قتل و غارت کر کے مال غنیمت لے کر واپس آئے۔ کرج نے دوسرے راستہ کو طے کر کے قفچاق نے کامیاب گروہ پر حملہ آور کر دیا۔ اچانک حملہ سے گھبرا گئے۔ بری طرح پامال ہوئے جو کچھ مال غنیمت لائے تھے اور دیگر سامان کے ساتھ چھین لیا گیا۔ پریشان حال قفچاق کے باقی بچے ہوئے لوگ کوہ کیلکون واپس آئے۔ اور بروہہ کی طرف کوچ کیا۔ والی گنجہ سے کرج کے مقابلہ پر مدد کی درخواست کی۔ امیر گنجہ نے یہ کہہ کر درخواست منظور نہ کی ”تم نے میرے حکم کی مخالفت کی جس کی سزا تمہیں ملی اب میں تمہیں ایک سوار سے بھی مدد نہ دوں گا۔“

قفچاق کی بربادی: قفچاق صاف جواب پا کر بگڑ گئے۔ جن لوگوں کو بطور ضمانت والی گنجہ کو دیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ وادی گنجہ نے ان لوگوں کو واپس کرنے سے انکار کیا۔ قفچاق نے ان کی عوض میں مسلمانوں کو گرفتار کر لیا۔ جن کی تعداد ان سے دو گنی تھی۔ اس سے مسلمانوں کو اشتعال پیدا ہوا۔ چاروں طرف سے قفچاق پر نوٹ پڑے مار دہاڑ شروع ہو گئی۔ بھاگ کر شروان پہنچے۔ کرج اور مسلمانوں نے ان کے قتل پر کمر بستہ ہوئے۔ بہت سے قتل کر ڈالے گئے اور بہت سے قید کر لئے گئے۔ غرضیکہ اس طریقے سے یہ جماعت فنا کر دی گئی۔ ان کے قیدیوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ درہند شروان میں نہایت کم قیمت پر فروخت کئے گئے۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

ہیلقان پر کرج کا قبضہ: شہر ہیلقان (صوبہ اران) کو تاریخیوں نے ویران کر دیا تھا جیسا کہ اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ ہیلقان کی بربادی کے بعد تاریخی قفچاق کے ملک کی طرف قتل و غارت گری کرتے ہوئے چلے گئے۔ تاریخیوں کے جانے کے بعد ہیلقان جو تاریخیوں کی غارتگری

❶ اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۲۳) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ بھیجے سے رو دیا ہے۔

اور قتل سے بچ گئے تھے، بیلقان واپس آئے۔ اور اجڑے ہوئے شہر کو پھر آباد کیا۔ شہر پناہ کی عمارت کی مرمت ابھی تکمیل کو نہیں پہنچی تھی کہ کرج نے اسی سال کے ماہ رمضان میں حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی، خونریزی کا بازار گرم ہوا۔ اہل بیلقان کو شکست ہوئی کرج نے شہر پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کو ویرا کر شہر پر استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد غازی بن عادل بن ایوب والی خلاط اور کرج سے جنگ ہوئی۔ غازی نے کرج کو شکست دی اور نہایت سختی سے پامال کیا جیسا کہ ہم حکومت بنی ایوب کے سلسلہ میں تحریر کریں گے۔

شروان شاہ کو شکست ۶۲۲ھ میں شروان شاہ سے اسکا بیٹا باغی ہو گیا اور ملک کو اپنے باپ کے قبضہ سے نکال لیا۔ شروان شاہ کرج کے پاس چھ گیا۔ اپنے بیٹے کی زیادتی کی شکایت کی۔ کرج اس کی حمایت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ فوجیں مرتب کر کے اس کے ساتھ روانہ ہوئے، شروان شاہ کا بیٹا مقبہ پر آیا۔ اس واقعہ میں کرج کو شکست ہوئی، لینے کے دینے پڑ گئے۔ نہایت برے طریقے سے پسپا ہوئے۔ کرج نے اس ناکامی کو شروان شاہ کی بد قسمتی کی طرف منسوب کیا اور اسکو اپنے ملک سے نکال دیا۔ شروان کے بیٹے کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت پر جم گئے۔ رعایا اور فوج کے ساتھ اچھے برتاؤ کے جس سے اس کے ہم عصر بادشاہوں کو رشک ہونے لگا۔

تقلیس میں کرج کا قتل عام: ... اس کے بعد کرج کا ایک گروپ تقلیس سے آذربائیجان کے پر حملے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ آذربائیجان کے قریب ایک پہاڑی درے پر یہ سمجھ کر کے کہ مسلمانوں کی یہاں تک پہنچ نہ ہو سکے گی، قیام کیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر مل گئی۔ چند مسلمان نوجوان مسیح ہو کر گئے اور اچانک چھاپہ مارا۔ کرج غافل بیٹھے تھے، بھاگ کھڑے ہوئے۔ راستہ تنگ تھا دو آدمی ایک ساتھ نہیں جاسکتے تھے۔ مسلمانوں نے جس طرح چاہا ان کو قتل کیا۔ بہت زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔

سلطان جلال الدین مراغہ میں: ... گنتی کے چند کرج اس واقعہ سے جان بچا کر اپنے شہر پہنچے اپنی دکھ بھری کہانی اپنی قوم کو سنائی۔ قوم نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کا عزم کیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ یہ خبر سنی گئی کہ سلطان جلال الدین منکبرس، مراغہ پہنچ گیا ہے، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان کو صلح اور اتحاد کا پیام بھیجا۔ جلال الدین کے خلاف امداد کی درخواست کی لیکن اتفاق سے ان دونوں کے متحد اور متفق ہونے کے پہلے جلال الدین مراغہ پہنچ گیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

مراغہ پر قبضہ: ... بغداد کی فوج میں سلطان جلال الدین کے جانے اور نواح بغداد کے جانب مقامات پر اس نے قبضہ کیا تھا اور والی اربل سے اس کی صبح و موافقت کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں، قصہ مختصر ان مہموں سے فارغ ہو کر ۶۲۲ھ میں آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے مراغہ کا ارادہ کیا اور اس پر قابض ہوا۔ کچھ عرصے قیام پذیر رہا۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی۔ نہایت خوبصورت سے شہر کو آباد کیا۔

جلال الدین اور امیر مغاں طالبی: ... امیر مغاں طالبی (غیاث الدین کا ماموزاد بھائی) آذربائیجان میں تھا، جیسا کہ اوپر آپ پڑھ آئے ہیں۔ اس نے فوجیں تیار کیں۔ شہر کو تاراج کیا اور لوٹ مار کرتا ساحل اران تک چلا گیا۔ وہیں سردی کے موسم کو گذارا۔ لہذا جس وقت سلطان جلال الدین نے نواح بغداد کو اپنی غارتگری کا نشانہ بنایا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تو خلیفہ ناصر نے دار الخلافہ بغداد سے امیر مغاں طالبی کو پیغام بھیجا کہ تم جلال الدین کو روک تھم کرو۔ ہمدان پر پہنچ کر قابض ہو جاؤ۔ ہمدان اور جن شہروں کو تم فتح کرو گے تمہیں جاگیر میں دے دیے جائیں گے۔ جلال الدین کو اس نامہ و پیام کی خبر مل گئی۔ نہایت تیزی سے فاصلہ طے کر کے نواح ہمدان میں امیر مغاں طالبی کا محاصرہ کر لیا۔ صبح ہوئی تو امیر مغاں طالبی نے خود کو جلال الدین کے لشکر کے محاصرہ میں پایا، بدحواس ہو گیا، کچھ بنائے نہ بنی، اپنی بیوی کو (جو سلطان جلال الدین کی بہن تھی) سلطان جلال الدین کی خدمت میں بھیجی۔ امن کی درخواست کی۔ جلال الدین نے امن دی اور اس کے لشکر کو اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ امیر مغاں طالبی تباہ رہ گیا۔

جلال الدین اور اہل تبریز: اس کے بعد جلال الدین مراغہ کی جانب واپس روانہ ہوا۔ ازبک بن بہلوان و آذربائیجان نے اپنے دار الحکومت تبریز کو جلال الدین کے خوف سے چھوڑ دیا تھا، گنجہ چلا آیا تھا۔ جلال الدین نے اہل تبریز کے پاس رسد و ضروریات روزمرہ کے بہم پہنچانے کا پیغام بھیجی۔ اہل تبریز نے نہایت خوشی سے اس خدمت کو منظور کیا۔ چنانچہ جلال الدین کے فوجی تبریز میں اپنی ضروریات کا سامان خریدنے

یہ جے جے۔ چند دنوں کے بعد اہل تبریز نے فوجیوں کی زیادتی اور چیزوں کو زبردستی کم قیمت پر لینے کی شکایت کی۔ جلال الدین نے انصاف و عدل کرنے کے لیے تبریز میں ایک افسر پولیس بھیج دیا۔ جس سے اہل تبریز کی شکایت رفع ہو گئی۔

تبریز پر جلال الدین کا قبضہ: بیگم ازبک، سلطان طغرل ازبک بن ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی کی بیٹی تھی، جس کا نام اس کے برادر گوں کے سلسلہ میں ہم اوپر تحریر کرتے ہیں۔ تبریز میں مقیم تھی اور چونکہ ازبک لہو لعب اور عیش و عشرت میں پڑا ہوا تھا، اس وجہ سے ازبک سے مقبوضہ علاقوں پر یہی حصرانی کر رہی تھی۔ اہل تبریز نے چند دنوں کے بعد جلال الدین کے افسر پولیس کو نکال دیا جلال الدین کو، گوارڈ راتیں پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ پانچ دن تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ سختی کے ساتھ جاری رہا۔ جلال الدین کو اہل تبریز سے یہ شکایت تھی کہ ”تم لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو جو مسلمان تھے قتل کر کے ان کے سروں کو کھارتا تار کے پاس بھیجا“۔ اہل تبریز نے معذرت کی کہ ”یہ فعل ہمارا نہ تھا بلکہ ہمارے حاکم شہر کا یہ فعل تھا لیکن ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا الزام اب ہم پر ہے۔ ہماری خطاؤں کو معاف کیجئے اور امن دیجئے“۔ چنانچہ جلال الدین نے کل اہل تبریز کو امن دی، بیگم ازبک کو شہر طغرل سے شہر خوی تک کے تمام شہر دے دیئے۔ اس کے مال و اسباب اور خزانہ سے ذرا بھی چھوڑ چھوڑ کر اور نصف رجب ۶۲۲ھ میں تبریز پر قبضہ کر دیا۔

جلال الدین اور ازبک بیگم: قبضہ تبریز کے بعد جلال الدین نے بیگم ازبک کو اپنے دو معتمد خادموں قلیج اور بدس کے ساتھ خوی روانہ کیا۔ تبریز کی حکومت پر اس کے سوتیلے نظام الدین جو (جوٹمس الدین طغرلی کا بھتیجا تھا) مقرر کیا۔ اسی نے فتح تبریز میں سلطان جلال الدین کا ہاتھ بٹایا تھا۔ سلطان جلال الدین نے اہل تبریز کے ساتھ بے حد احسان اور سلوک کئے۔ عدل اور داد دہش سے رعایا کو خوش کر دیا۔ دیرانی آبادی سے بد منی امن سے تبدیل ہو گئی۔

کرج کے خلاف جہاد: اس کے بعد جلال الدین یہ خبر سن کر کہ کرج نے آذربائیجان، اران، آرمینیہ اور در بد شروں کو تاراج کیا ہے اور مسلمانوں کو حد سے زیادہ تکلیفیں دی ہیں، کرج کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ شاہی فوج اور مجاہدوں کو مرتب کر کے ہرون کی طرف روانہ ہو۔ جہاں پر کرج کی نڈی دل فوج جمع ہو رہی تھی۔ جلال الدین کے مقدمہ الجیش پر جہاں بہلوان کھچی تھا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا کرج پہاڑ پر تھے۔ اسد امی لشکر نے ان کو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ پہاڑ سے اتر کر تلوار کے جوہر دکھاتے۔ نہایت تیزی سے خندقوں اور پہاڑ کے ٹیپوں کو ہٹے کر کے کرج سے مذہبھیز ہو گیا۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ چار ہزار یا اس سے زیادہ مارے گئے۔ بعض لوگ رفر کر کے گئے بعضوں نے کسی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ جلال الدین نے ان کے سر کرنے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ جنہوں نے کرج کے ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈال اور جی کھول کر تاراج کیا۔

جلال الدین کی تبریز کی طرف واپس روانگی: سلطان جلال الدین مہم کرج کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کو کرج میں قیام کرنے کا حکم دے کر تبریز کی جانب واپس روانہ ہوا۔

سلطان جلال الدین تبریز میں وزیر السلطنت شرف الدین کو نظم و نسق درست کرنے کی غرض سے چھوڑ گیا تھا۔ اور نظام الملک طغرلی کو شہر کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ وزیر السلطنت نے جلال الدین کی خدمت میں رپورٹ پیش کی کہ نظام الملک طغرلی اور اس کا چچا شمس الدین بغاوت پر کمر بستہ ہو گیا ہے۔ اہل شہر کو بغاوت پر ابھار دیا ہے۔ ان لوگوں کا ارادہ ہے کہ عنان حکومت ازبک کے قبضہ میں دے دی جائے۔ چونکہ سلطان اس وقت مہم کرج میں مشغول ہے، ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ سلطان جلال الدین نے اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کیا جب اس کو کرج کی گوشائی و رپاڑی سے فراغت ملی اس وقت تبریز کی خبر کو پتا ہوا کہ اپنے بھائی غیاث الدین کو حکمران بنا کر کرج کے ملک کو تاراج کرنے کا حکم دے کر تبریز کی جانب واپس گیا۔

نظام الملک طغرلی کی گرفتاری اور رہائی: جلال الدین نے تبریز پہنچ کر نظام الملک طغرلی اور اس کے ساتھیوں و رہنماؤں کی گرفتاری کا حکم صادر کیا۔ شمس الدین سے ایک لاکھ جرمانہ وصول کیا اور مراغہ میں قید کر دیا۔ شمس الدین حکمت عملی سے مراغہ سے بھاگ نکلا۔ بغداد پہنچا اور ۶۲۵ھ



میں حج کرنے گیا۔ جلال الدین کو کسی ذریعہ یہ خبر پہنچ گئی کہ شمس الدین مطاف میں ان الزامات سے اپنی بریت اور بیزاری کی اپنے حق میں دعا کر رہا تھا جو اس پر گائے گئے تھے اور یہ عرض کر رہا تھا کہ اے الہی! اگر مجھ سے وہ افعال سرزد ہوئے ہیں جو میرے سر تھوپے جاتے ہیں، تو مجھے وہ سزا دے جو عبرت ہو۔ سلطان جلال الدین کا دل یہ سن کر کانپ اٹھا۔ تبریز واپس بلا لیا اور اس کا سارا مال و اسباب اور زر جرمانہ واپس کر دیا۔

جلال الدین کا ازبک بیگم سے نکاح: ازبک کی بیوی (دختر سلطان طغرل) نے نکاح کا پیام بھیجا اور یہ طہر کیا کہ ازبک نے اپنی قسم توڑ ڈان جس کی وجہ سے مجھ کو طلاق ۱۰ ہو گئی ہے۔ عزیز الدین قتر دینی قاصی تبریز کے سامنے مقدمہ طلاق پیش ہوا۔ قاضی نے طلاق ہونے کا اور نکاح جائز ہونے کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ جلال الدین نے زہرا ازبک سے نکاح کر لیا۔ اور اس کے پاس گیا۔ خوئی میں رسم شب عروسی ادا ہوئی۔ ازبک کو اس بات سے ایب صدمہ ہوا کہ اسی صدمہ سے جان بحق تسلیم کر دی۔

جلال الدین کا گنجہ اور اس کے نواح پر قبضہ:..... سلطان جلال الدین خوی سے تبریز پھر واپس آیا ایک مدت تک قیام پذیر رہا۔ ایک فوج رخن گنجہ کی کمین میں (صوبہ تھو ان) کو فتح کرنے کے لیے روانہ کی۔ اس وقت ازبک گنجہ ہی میں تھا۔ سلطان جلال الدین کی آمد کی خبر سن کر گنجہ چھوڑ دیا۔ جلال الدین قتی کو بطور نائب گنجہ میں متعین کر کے چلتا نظر آیا۔ سپہ سالار ارخان نے گنجہ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اس کے کل نواح و شہر، ہزدوہ اور شہر کوڈ بالیا۔

ارخان کا قتل: لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ ازبک نے جلال الدین سے اس کی شکایت کی۔ جلال الدین نے ارخان کے پاس لوٹ مار روکنے کا فرمان بھیجا۔ ارخان کو سلطان کے حکم سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ سلطان نے معزول کر دیا۔ کبیدہ خاطر ہو کر سلطان کے کمپ سے نکل گیا۔ فرقہ اسمعیلیہ کے کسی شخص نے مار ڈالا۔

آخری ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی نے سینتالیس سال خلافت کر کے وفات پائی۔ اس کا بیٹا خلیفہ طہر بامر اللہ ابو نصر محمد خلیفہ کی ولی عہدی میں مسند خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ خلفاء بنی عباس کے سلسلہ میں بیان کر آئے ہیں۔

خلاط کا محاصرہ اور کرج کی ناکامی: کرج، ارمن کے نسبی بھائی ہیں۔ ارمن کا نسب حضرت ابراہیم تک ہم اوپر تحریر کرتے ہیں۔ دوست سلجوقیہ کے بعد انہیں کی حکومت کو عروج حاصل ہوا۔ مذہب عیسائی تھے۔ والی ارمن ان سے خائف و ہر حذر رہتا تھا۔ اکثر تحفے اور ہدایا بھیجتا تھا۔ بادشاہ کرج خلعت، اور جائزہ دیتا اور بادشاہ ارمن نہایت مسرت سے اس کو پہنتا تھا۔ شروان والی در بند شروان بھی ان سے ڈرتا تھا۔ ان لوگوں نے ارچیش (ارمینیا علقے) اور شہر فارس پر قبضہ کر لیا تھا۔ خلاط اور اس کے دار الحکومت کا محاصرہ کر لیا۔ اتفاق سے ان کا سپہ سالار یوائی گرفتار ہو گیا۔ ان لوگوں نے اس شرط پر اس کو رہا کیا کہ کراپنا محاصرہ اٹھا کر چلے جائیں۔ چنانچہ بے نیل و مرام کرج واپس آئے۔

رکن الدولہ کو شکست: کرج نے رومی علاقوں کے گورنر رکن الدولہ قلیج ارسلان کو بھی شکست دی تھی جب اس نے اپنے بھائی طغرل شاہ ارزن روم پر حملہ کیا تھا اور طغرل شاہ نے کرج سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ رکن الدولہ کی قوت بیکر بڑھی ہوئی تھی۔ فوج کا انتظام بھی معقول تھا۔ سین کرج نے شکست دے دی۔ قصہ مختصر کرج کی لوٹ مار کا میران آذربائیجان کا صوبہ تھا۔ نواح آذربائیجان کو ہر وقت ان کی غارتگری کا خطرہ رہتا تھا۔

سلجوقی حکومت اور کرج: قفلیس کی سرحد نہایت مستحکم تھی۔ ملوک فارس کے زمانہ سے اس کا شمار با نشان سرحدی مقامات میں تھا۔ ۵۵ھ میں محمود بن محمود بن ملک شہ سلجوقی کی حکومت کے زمانے سے کرج نے قفلیس پر قبضہ کر لیا۔ اگرچہ سلجوقی حکومت ان دنوں عروج پر تھی، قوت بھی بڑھی ہوئی تھی فوج بھی شیر تھی لیکن کرج کے قبضہ سے قفلیس کو نکال نہ سکی۔ ایلدکوز اور اس کا بیٹا بہلولان بلا و جبل، آذربائیجان، اران، ارمینیا، خلاط اور اس کی

۱۔ تاریخ کامل میں ہے کہ ازبک نے اپنی بیوی سے قسم کھائی تھی کہ فلاں غلام کو میں قتل نہ کروں گا اور اگر قتل کروں گا تو تجھے طلاق ہے۔ اتفاق یہ کہ ازبک نے قسم توڑ دی۔ اندر مار ڈالا۔ لہذا طلاق ثابت ہو گئی اور نکاح درست ہوا۔ (دیکھیں تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ لیدن) (مترجم)



صدمت کے ٹھکانے پر بھی قہقہے ہوا لیکن پھر بھی تغلیس کو کرج سے واپس نہ لے سکا۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے اس کی فتحیابی کا سہرہ سلطان جلال الدین کے سر پر باندھا تھا۔

سلطان جلال الدین اور کرج: چنانچہ جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان کو فتح کر لیا تو کرج نے سلطان جلال الدین پر حملہ کیا۔ سلطان نے ان کو ۶۲۲ھ میں شکست دے کر مہم تبریز کی جانب توجہ مبذول کی۔ تبریز کی جانب لوٹتے وقت اپنا لشکر ظفر پیکر اپنے بھائی غیاث الدین اور وزیر سلطنت شرف الدین کی کمان میں بلا دیا کرج کے زیر و زبر کرنے کے لیے چھوڑ گیا تھا۔ جب اس مہم تبریز سے فراغت حاصل ہوئی تو اس کی توجہ بلا کرج کے خد ف جہد کرنے کی طرف پھر مبذول ہوئی۔ فوجیں آراستہ اور سامان جنگ درست کر کے بلا دیا کرج کی طرف روانہ ہوا۔

کرج کے ساتھ جنگ: کرج نے بھی فوجیں تیار کر لی تھیں۔ ایڑی چوڑی کا زور لگایا تھا۔ قحیاق اور لکڑ کا گروپ بھی مدد اعانت کے لیے آیا تھا۔ غرضیکہ ایک عام سلطان کے مقابلہ پر آ گیا تھا۔ دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا۔ سخت خونریز جنگ شروع ہوئی۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ کرج اور اس کے معاون و مددگار میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کی تلواروں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کوئی بھی نہ بچ سکا۔ سب کے سب قتل کر ڈالے گئے۔

کرج کے دار السلطنت پر جلال الدین کا قبضہ: اس کامیابی کے بعد سلطان جلال الدین ربیع الاول ۶۲۳ھ میں تغلیس (رگا کا دار الحکومت) کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ قریب تغلیس کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ ایک روز سلطان جلال الدین شہر کے حالات اور موقع جنگ دیکھنے کے لیے تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہوا۔ باقی فوج کو مختلف مقامات پر کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ کرج نے اس بات کو محسوس کر کے کہ سلطان کے دستہ میں فوج کی نہایت قلیل تعداد ہے، شہر سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سلطان جلال الدین مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ جس وقت کرج کمین گاہ سے نکل آئے۔ سلطان کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج بے سرو سامانی کے ساتھ شہر کی طرف بھاگے۔ سلطانی لشکر نے تعاقب کیا۔ بھنڈ ر میں شہر پناہ کا دروازہ بند نہ کر سکے۔ مسلمان بھی کرج کے ساتھ شہر میں گھس گئے۔ اللہ اکبر کا نعرہ مار کر سلطان جلال الدین زندہ ہاش! سلطان جلال الدین زندہ ہاش! چلا اٹھے!! کرج کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ کرج میں سے وہی بچے جنہوں نے اسلام کے جھنڈے کے نیچے آ کر امن حاصل کی تھی باقی جتنے کرج تغلیس میں تھے وہ سب قتل ہو گئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ ماں غنیمت اور قیدیوں سے مال مال ہو گئے۔ یہ بہت بڑی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے مسلمانوں کو حاصل ہوئی فاضل ابن اثیر نے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

کرج کی شکست کے بارے میں دوسری روایت: نسائی کا تب کہتا ہے کہ سلطان جلال الدین نے کرج پر حملہ کی غرض سے کوچ کیا جس وقت نہر ارس پر پہنچا۔ شدت سے برف پڑی، بیمار ہو گیا۔ اسی حالت میں تغلیس کی طرف ہو کر گزرا۔ اہل تغلیس سدھان کی آمد کی خبر سن کر شہر سے نکل کر مقابل ہوئے، سلطانی لشکر نے ان کو شکست دی اور نہایت تیزی سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ چونکہ شہر بلا امن جنگ لڑ کر فتح ہوا تھا اس وجہ سے خونریزی زیادہ ہوئی۔ کرج اور ارمن جو سامنے آیا تلوار کی گھاٹ اتار دیا گیا۔ اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان نے ان کو گھیر لیا۔ مجبور ہو کر صلح کا پیغام بھیجا اور زر کثیر دے کر صلح کر لی جس کو انہوں نے فوراً ادا کر دیا اور سلطان نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

والی کرمان کی بغاوت: سلطان جلال کو جنگ کرج اور مہم تغلیس میں مصروف دیکھ کر براق (بلاق) حاجب کرمان پر حکومت خود مختاری کا خواب دیکھنے لگا۔

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ غیاث الدین نے براق حاجب کو عراق روانگی کے وقت کرمان پر مقرر کیا تھا اور سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے واپس آتے وقت براق حاجب سے مشکوک ہو کر گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن کسی وجہ سے براق کو حکومت کرمان پر بحال وقت تم رھا۔ ہند جس وقت سلطان جلال الدین جنگ کرج پر چلا گیا۔ میدان خالی پا کر بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔

سلطان کی کرمان کی طرف روانگی: اس کی خبر سلطان جلال الدین کو اس وقت موصول ہوئی جب کہ خلاط فتح کرنے کا عزم کر چکا تھا۔ سین

ارادہ متوی کر کے کرمان کی طرف نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ روانہ ہوتے وقت کیلکوں میں چند سرداروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو تفلیس کی حکومت پر مقرر کیا۔ بلاد کرج پر جہاد کرنے کی ہدایت کی اور اپنے بھائی غیاث الدین کو اپنے ہمراہ ساتھ لیا۔ کوچ و قیام کرتے کرمان کے قریب پہنچا۔ والی کرمان (براق حاجب) کے پاس خلعت بھیجی۔ دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ والی کرمان سمجھ گیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ فریب ضرور ہے۔ کرمان چھوڑ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان جلال الدین کا قاصد واپس آیا۔

سلطان جلال الدین یہ سمجھ کر کہ وار خالی گیا تدبیر کامیاب نہ ہوئی، اصفہان میں قیام کیا اور اس کو حکومت کرمان پر بحال رکھا اور واپس آیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین تفلیس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ ادھر کرج نے اس کا عرصہ حیات تنگ کر دیا، پریشان کرنے لگے۔ ادھر وہ امراء بھی کرج کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے چین سے بیٹھ نہ سکے جو کیلکوں میں تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ کرج نے تفلیس کا محاصرہ کر لیا۔ ارخان فوجیں لے کر تفلیس کی طرف بڑھا۔ اسنے میں قاصد یہ خوشخبری لے کر پہنچ گیا کہ سلطان جلال الدین عراق سے واپس آ رہا ہے۔ وزیر السلطنت نے چار ہزار دینار انعام عطا کیے۔ اس کے بعد اسلامی لشکر بلاد کرج میں پھیل گیا۔ ایوانی سپہ سالار کرج اپنے چند سواروں کے ساتھ انیس شہروں میں تھا۔ سہدن جلال الدین نے ایک فوج شہر فرس ۱ کو فتح کرنے بھیجی (جس نے نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ اس کے بعد کثیر التعداد اسمعی فوجیں آ کر جمع ہو گئیں۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ تفلیس واپس آیا۔

خلاط کا محاصرہ: خلاط، اشرف بن عادل بن ایوب کے دائرہ حکومت میں تھا۔ اس کی طرف سے حسام الدین علی موصلی خلاط پر حکومت کر رہا تھا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو زمانہ قیام تفلیس میں رسد و غلہ کی ضرورت ہوئی۔ ایک دستہ فوج رسد کی فراہمی کی غرض سے ارزن روم روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے نوح ارزن روم کو تاراج کر کے مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔ خلاط سے ہو کر گزرا حسام الدین علی گورنر خلاط نے روک ٹوک کی اور جو کچھ اس کے پاس تھا، چھین لیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین نے جلال الدین کو اس کی شکایت لکھی۔ جلال الدین اس وقت کرمان میں تھا۔ جلال الدین کرمان سے خلاط کی طرف واپس ہوا۔ شہر آنی کا محاصرہ کر لیا۔ حسام الدین علی خلاط کی حفاظت پر کمر بستہ و تیار ہوا۔ جلال الدین نے اہل خلاط کی مستعدی و آمادگی محسوس کر کے چالاکی سے محاصرہ اٹھا کر بلاد انماز کی جانب کوچ کر دیا۔ دس روز کے بعد نہایت تیزی سے خلاط کی طرف بڑھا۔ ماہ ذیقعدہ ۶۲۳ھ میں شہر ملاز کرد کا محاصرہ کیا۔ نہر ملاز کرد سے کوچ کر کے خلاط پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

خلاط سے پسپائی: متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ روزانہ جنگ اور محاصرہ سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ کئی مرتبہ جلدی فوجیں شہر پنہ کی دیو رتک پہنچ گئیں ایک یا دو بار شہر میں بھی گھس گئیں۔ چونکہ خلاط والے خوارزمی لشکر کی عادات اور مظالم سے واقف تھے، جان پر کھیل گئے اور سرفروشنہ مقابلہ کر کے پیچھے ہٹا دیا۔

ترکمان ایوامیہ کی سرکوبی: محاصرہ کے زمانہ میں جلال الدین کے پاس اس کے نائب اور اس کی بیگم بنت سلطان طغرل نے یہ خبر بھیجی کہ ترکمان ایوامیہ، بلاد آرمینیہ، آذربائیجان پر قابض ہو گئے ہیں۔ اکثر شہروں کو بر باد ویران کر ڈالا ہے۔ راستہ خطرناک ہو گیا ہے۔ اہل خوی سے تاوان وصول کیا اور اس کے نواح کو تاراج کر کے کف و دست میدان بنا دیا ہے۔ چنانچہ جلال الدین خلاط کا محاصرہ اٹھا کر ترکمان ایوامیہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ نہایت تیزی سے منزلوں کو طے کر کے ترکمان ایوامیہ کے سر پہنچ گیا۔ ترکمان ایوامیہ اس غفلت میں پڑے تھے کہ جلال الدین خلاط کی مہم میں مصروف ہے ورنہ اپنے قلععات میں جو سربفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے، چلے جاتے جہاں پہنچنا دشوار ہو جاتا۔ جلال الدین کے لشکر نے ترکمان ایوامیہ پر اچانک چھ پامارا۔ نہایت سختی سے پامال ہوئے۔ قتل ہوئے یا قید مال و اسباب لوٹ کر تیریز واپس آیا۔

کرج کا تفلیس پر حملہ: خلاط اور غزوہ ترکمان سے واپسی کے بعد سلطان جلال الدین نے اپنی فوج کو موسم سرما گزارنے کے لیے پھیلا دیا۔ اور چونکہ خوارزمی امراء نے تفلیس میں طرح طرح کے مظالم اور بد اخلاقیات شروع کر دی گئیں، اس وجہ سے جو فوج ان لوگوں کے دستہ میں تفلیس میں

تھی، متحدہ ہوئی۔ اس شہر نے کرج تو قلعیس کے قبضے کے لیے بلا بھیجا۔ کرج یہ سمجھ کر کہ جلال الدین اس وقت قلعیس کی حمایت نہیں کر سکتا قلعیس پر چڑھ کر اسے راتوں رات آگ لگا دی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۲۳ھ کا ہے۔

قلعیس میں کرج کی غارتگری۔ نسائی کا تب لکھتا ہے کہ جس زمانہ میں سلطان جلال الدین خلاط کا محاصرہ کرتے ہوئے تھا، اسی زمانہ میں فرانس (عیسائیوں کے) نے قلعیس پر قبضہ کیا تھا اور جلا کر خاک و سیاہ کیا تھا۔ جب جلال الدین کو اس کی اطلاع ملی تو غضبناک ہو کر واپس سوانہ کے دوران میں یہ خبر سن کر کہ ترمان نے اندھیر مچا رکھی ہے۔ ہر طرف قتل و غارتگری کا بازار گرم کر رکھا ہے، ترکمانوں پر حملہ کیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا اور بہت سے موشیوں کو موفان بانک الیگزینڈر (پانچواں حصہ جو بیت المال میں رکھا جاتا ہے) میں ہزار تھا۔ اس کے بعد سلطان طغرل کی ترکی سے (جس نے عقد کیا تھا) منے کی خونی کیا۔ خوی سے قحجہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں یہ خبر سنی کہ کرج قلعیس میں آگ لگا کر واپس گئے۔

خاموش اور سلطان۔ نسائی کا تب لکھتا ہے کہ گج میں سلطان جلال الدین کے آنے کے بعد خاموش بن اتا بک ازبک بن بہوان حاضر ہوئے۔ ایک چٹائی نذر نزاری جس میں ہتھیلی کے برابر یا قوت سرخ تھا جس پر کیا کوس اور چند شاہان فارس کے نام کندہ تھے۔ سلطان جلال الدین نے اس کی شکل تبدیل کر کے اپنا نام کندہ کرایا۔ عید کے موقع پر پیتا کرتا تھا۔ چنگیز خانی مارنگری کے زمانہ میں تاتاریوں کے ہاتھ لگ گئی۔ اپنے خان اعظم ان چنگیز خان بتا کر دے دی۔

خاموش کی موت: اس زمانہ میں خاموش، سلطان جلال الدین کی خدمت میں رہا۔ آخری عمر میں فقر و فاقہ میں مبتلا ہو۔ حد، امک، بادشاہ فرقہ اسمعیلیہ کے پاس چلا گیا۔ اور وہی جان بحق تسلیم کی۔ اتنی کلام النسائی

سلطان جلال الدین اور فرقہ اسماعیلیہ: سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے واپسی کے بعد ارخان کونیشاپور و اس کے صوبہ کی حکومت پر مقرر کیا۔ جیسا کہ زمانہ قیام ہندوستان میں وعدہ کیا تھا۔ لہذا ارخان نے ایک شخص کو اپنی طرف سے نیشاپور پر بطور نائب مقرر کیا اور خود سلطان کے لشکر میں رہا۔

ارخان کا نائب منجلا تھا اسماعیلی مقبوضہ علاقوں میں جو اس کے صوبہ سے ملحق و متصل تھے، اکثر قتل و غارتگری کرتا رہتا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ کے چند امراء سلطان کی خدمت میں بمقام خوی وفد لے کر آئے اور ارخان کے نائب کی شکایت کی۔

ارخان کا اسماعیلی باطنیوں کے ہاتھوں قتل۔ ارخان اس سے زیادہ غضبناک ہو گیا اور اسماعیلیوں پر سختی کرنے لگا۔ سلطان جلال الدین خوی سے گجہ کے طرف واپس آیا۔ چونکہ گجہ ارخان کی جاگیر تھی، اس وجہ سے ارخان بھی اس کے ساتھ تھا۔ گجہ کے باہر خیمہ نصب کیا گیا۔ وہاں تین باطنی ارخان پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔

فرقہ اسماعیلیہ کو فدویہ ۱ کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کا شیخ جس کے قتل کا حکم دیتا تھا، اس کو قتل کر ڈالتے تھے۔ جان کی ذرہ پروا نہیں کرتے تھے۔ اور اس کے بدلے میں اپنے شیخ سے جتنی ہونے کی دستاویز لکھاتے ہیں۔

القصة رخاں کے قتل ہونے کے بعد دو اشخاص پر باطنیوں نے حملہ کیا۔ آخر میں ارخان کے آدمیوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور تھکا بولی کر دی۔

باطنیہ سے تاوان کی وصولی: اسماعیلیہ طوائف الملوکی کی زمانے میں دامغان وغیرہ پر قابض ہو گئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ باطنیہ کا اپنی سلطان کے وزیر السلطنت کی خدمت میں بیلقان میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت نے دامغان کے قبضہ کا مطالبہ کیا اور تیس ہزار دینار تاوان مانگا۔ فرقہ باطنیہ نے مطالبہ تسلیم کر لیا۔

باطنیوں کو آگ میں ڈلوادیا: آذربائیجان سے واپسی کے وقت وزیر السلطنت کے لشکر میں پانچ افراد باطنی گرفتار ہوئے۔ جو غائب

وزیر اسطنت یا کسی اور سردار کے قتل کے لیے آئے ہونگے۔ وزیر السلطنت نے ان کی گرفتاری سے سلطان کو مطلع کیا۔ چنانچہ سلطان نے ان میں ڈال دینے کا حکم صادر کر دیا۔ اتنی کلام نہائی۔

اسماعیلیوں اور تاتاریوں سے جنگ اور فتح: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین ارخان کے قتل کے بعد فوجیں ر بادشاہ عیسیٰ پر چڑھ گئی۔ قلعہ موت سے کرکوکہ تک تاراج کرتا چلا گیا۔ ارخان کے قتل کا پورا پورا انتقام لیا۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ اسماعیلیہ کو انتقام کا خیال پیدا ہوا۔ بلاد سلان کی طرف بڑھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی قوت ٹوٹ گئی۔ واپس لوٹ کر رہ گئے۔

سلطان جلال الدین کامیابی کے ساتھ بلاد اسماعیلیہ سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں یہ خبر سنی کہ اثیر سے تاتاری رے دامن تک پہنچ گئے ہیں فوراً تاتاریوں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہو گیا اور ان کے سر پر پہنچ کر نہایت بری طور سے شکست دی۔ اس کے بعد ہی یہ خبر پہنچی کہ تاتاریوں کا جہر غیر سلطان سے جنگ کرنے کو آ رہا ہے۔ یہ سن کر قیام کر دیا۔ اتنی

شہر خوانی اور زوجہ سلطان: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جس وقت سلطان جلال الدین نے تبریز کو واپس آنا بھلوان سے چھین لیا تھا اور اس کی بیوی (دختر سلطان طغرل) کو شہر خوی جاگیر میں عنایت کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ اس وقت چونکہ سلطان جنگی اور انتظامی مہمات ملکی میں مصروف تھا اپنی اس نئی بیگم کو خوی میں چھوڑ گیا۔ اس وجہ سے بیگم سلطان کا سارا عزاز اور سارا اقتدار فق ہو گیا۔

سلطان کی بیگم کو وزیر السلطنت کا دھوکہ: نسائی کا تب نے لکھا ہے کہ سلطان نے اس کی جاگیر میں شہر سلماں اور رمینہ کا اور اضافہ فرما کر اپنے ایک با اعتماد امیر کو بفرض انتظام مقرر کیا۔ یہ بات بیگم صاحبہ کو ناگوار گزری۔ ادھر وزیر السلطنت نے بیگم کو دھوکہ میں ڈال دیا۔ ادھر خفیہ طور پر سلطان کو لکھ کر بھیجا کہ بیگم صاحبہ کی اتنا بک اوز بک سے ساز باز ہے اور باہم سلسلہ خط و کتابت جاری ہے۔ اس کے بعد سلطان کے حکم سے وزیر اسطنت خوی پہنچے اور بیگم صاحبہ کے محسرات میں قیام پذیر ہو گیا جو کچھ مال و اسباب تھا ضبط کر لیا۔ بیگم صاحبہ ان دنوں قلعہ ظلم میں مقیم تھیں۔ وزیر السلطنت نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بیگم نے سلطان کی خدمت میں جانے کی درخواست کی۔ وزیر السلطنت نے جواب دیا ”آپ کی کوئی درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔ خیراسی میں ہے کہ آپ بلا جھجک شرط قلعہ ”رے“ حوالہ کر دیجئے۔ اتنی

شہر خوی پر حسام الدین حاجب کا قبضہ: چونکہ اہل خوی، سلطان کے مظالم اور نیز اس کے لشکر کے ظلم و ستم سے تنگ آ گئے تھے، اس وجہ سے بیگم صاحبہ نے اہل خوی کے اتفاق سے حسام الدین حاجب کو جو کہ اشرف بن عادل بن ایوب کا خلاط میں گورنر تھا۔ خوی پر قبضہ کرنے کے لیے بلا دیا۔ چنانچہ حسام الدین نے جن دنوں سلطان جلال الدین عرق میں تھا، خوی پہنچ کر خوی اور اس کے نواح پر قبضہ کر لیا۔ ان کے دیکھ دیکھی اہل بچوان نے بھی حسام الدین سے خط و کتابت کر کے شہر حوالہ کر دیا۔ حسام الدین خلاط واپس آیا اور بیگم صاحبہ جلال الدین اپنے ساتھ خلاط لے آیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

اصفہان میں سلطان اور تاتاریوں کی جنگ: سلطان جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاری اپنے شہروں سے نکل کر ہوراء، انہر و مرق کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ فوراً روک تھام کی غرض سے کمر باندھ کر تبریز سے روانہ ہو گیا۔ چار ہزار سواروں کو ”رے“ اور دامن کی جانب تاتاری شہروں کی خبر مانے کے لیے روانہ کیا۔ واپس آ کر ان لوگوں نے بیان کیا کہ تاتاری طوفان بدتمیزی اصفہان تک پہنچ گیا ہے۔ افواج اسدی سے مرجانے اور مارنے کا حلف لیا۔ قاضی کو حکم دیا کہ عامہ مسلمین کو جہاد پر آمادہ کر کے اصفہان روانہ کرو۔ اتنے میں یہ خبر ملی کہ تاتاریوں کا ایک لشکر ”رے“ تاراج کرنے آ رہا ہے۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج مقابلہ پر بھیج دی۔ جس نے تاتاری لشکر کو شکست دی اور کامیاب ہو گیا۔

اصفہان میں تاتاریوں سے جنگ: اس کے بعد ماہ رمضان ۶۲۵ھ میں تاتاریوں کے اصفہان پہنچنے کے چوتھے دن دونوں دشمنوں کا

۱ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے (مترجم)۔ جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۱۲۸) پر ایسی کوئی ملاحظہ نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے روک گیا ہے۔







حاضری میں ظاہر ہوا۔ وزیر ارائن بھاگ گیا اور حاجب اس کے تعاقب میں کچھ دور تک یا پھر تبریز واپس ہوا۔ خوی سے ہو کر گذر، خوی ہو گیا۔ یقچوان کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد تبریز کو بھی زبردستی فتح کر لیا۔

ان واقعات کے بعد وزیر السلطنت تبریز میں قیام پذیر ہو گیا۔ اتنا تک ازبک اس وقت تبریز ہی میں تھا اتنے میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ سلطان شکست کے بعد اصفہان کی طرف واپس آ رہا ہے چنانچہ وزیر السلطنت تبریز اور آذربائیجان کی جانب روانہ ہو گیا۔

ترکری کا محاصرہ: راستے میں تین سلطانی امراء ملے جن کو سلطان نے وزیر کی کمک پر بھیجا تھا۔ سلطان نے وزیر کو صرہ خوی کا حکم دیا۔ اس وقت خوی میں حاجب حسام الدین والی خلاط کا نائب بدرالدین سرہنگ اور حاجب حسام الدین علی منچر موجود تھا۔ وزیر نے مصیقت خوی کا ارادہ کر کے ترکری کا محاصرہ کر لیا۔ دونوں دشمنوں نے ترکری کے باہر ایک میدان میں صف آرائی کر لی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد حاجب ہشتک ہوئی۔ ترکری میں داخل ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ وزیر نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حاجب نے صلح کا پیغام بھیجا۔ وزیر نے انکار میں جواب دیا۔ شہر ہی امراء جو اس کے ساتھ اس مہم میں شریک تھے، وہ اپنی فوجوں کے ساتھ آذربائیجان واپس آ گئے اور وزیر ترکری کا محاصرہ اٹھ کر خوی کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابن سرہنگ خوی خالی کر کے قلعہ قو طور چلا گیا تھا اس کے بعد سلطان سے امان حاصل کر لی۔

حاجب والی خلاط کی حکومت کا خاتمہ: وزیر بلا مزاحمت خوی میں داخل ہوا اور اہل خوی سے تادان اور جرمانہ وصول کیا۔ خوی سے فارغ ہو کر ترمذ اور یقچوان پر حملہ کیا۔ ترمذ اور یقچوان والوں پر بھی وہی مظالم کئے جو اہل خوی کے ساتھ کئے تھے۔ حاجب والی خلاط کی حکومت کا سلسلہ اس وقت سے ختم ہو گیا۔ واللہ اعلم

وزیر کی فتوحات: جس وقت سلطان جلال الدین اپنے وزیر السلطنت کو بطور نائب السلطنت اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں چھوڑ کر تاتاریوں سے جنگ کرنے روانہ ہوا۔ اسی وقت سے وزیر السلطنت اپنی ساری توجہ پوری ہمت اور ساری قوت سلطان کے زیر کنٹرول علاقوں کا نظم و نسق درست کرنے، والی خلاط سے مقابلے، آذربائیجان اور اران کے شہروں کو واپس لینے اور باغی قلعوں کو فتح کرنے میں خرچ کرنے لگا۔

قلعہ ہر دو چار مرو پر قبضہ: حاجب حسام الدین والی خلاط اور وزیر السلطنت کے درمیان جو واقعات رونما ہوئے انھیں ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں ان واقعات کے دوران وزیر السلطنت باغی قلعوں کے والیوں سے ساز باز کرتا رہا۔ وقفاؤ قنائقد و جنس بھی دیتا رہا۔ اکثر ضعیف بھی دیں۔ چند دنوں کے بعد بہتروں نے وزیر السلطنت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد امراء ہلوانیہ میں سے ناصر الدین محمد کو گرفتار کر لیا۔ یہ یک مدت سے نصرت مدین محمد بن سبکتگین کے پاس بٹھرا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک بڑی رقم کا مطالبہ کیا اور جب وہ ادا نہ کر سکا، اس کے نائب سے جو قلعہ اس کے قبضہ میں تھا چھین لیا۔ اس کے بعد آقسنقر اتاکی (سلطان کا گورنر گنج) مر گیا۔ وزیر السلطنت نے حملہ کر دیا اور اس کے نائب ٹمس اندین کرشاف سے خزانہ کا مطالبہ کیا۔ اور جب اس نے نہ دیا تو قلعہ ہر دو چار مرو (صوبہ اران) چھین لیا۔

سلطان خاموش کی بیگم: قلعہ زونین پر سلطان خاموش کی بیگم کا قبضہ تھا۔ وزیر السلطنت نے فوجیں تیار کر کے حملہ کیا ایک مدت تک محاصرہ کئے رہے۔ بیگم نے نکاح کا پیغام دیا۔ وزیر السلطنت نے صاف جواب دے دیا۔ پھر جب سلطان نے عراق سے واپس آیا تو وزیر السلطنت نے بیگم سے نکاح کر لیا اور اپنے خادم سعد الدین کو قلعہ کا حکم مقرر کیا۔ مگر سعد الدین نے بیگم کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا۔ اس کے والد سہاب و ضبط کریا۔ رعایا کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ متفق ہو کر سعد الدین کو نکال دیا اور بغاوت پر تل گئے۔

مزید فتوحات: پھر جس وقت وزیر السلطنت کو حاجب نائب خلاط کی جنگ سے نجات ملی تو اران کا رخ کیا۔ خراج وصول کیا، فوجیں جمع کیں، ورسا، انکھ کر کے قلعہ مردانقین کو فتح کرنے بڑھا۔ قلعہ مردانقین وزیر برکت الدین کے داماد کا تھا۔ اس نے چار ہزار دیوار پیش کئے۔ چنانچہ وزیر سلطنت کی ہاتھیں کھل گئیں۔ قلعہ قلعہ مردانقین کو چھوڑ کر قلعہ حاجین پر حملہ کر دیا۔ قلعہ حاجین، جلال الدولہ ابوالی امیر کرج کے بھائی کے قبضہ میں تھا۔

وہ بھی میدان میں نہ آیا۔ بیس ہزار دینار اور سات سو مسلمان قیدی دیئے مگر صلح کر لی۔ ان واقعات کے بعد امراء بہلوانیہ کی بغاوت کا قصہ پیش آیا جس کو وزیر السلطنت نے نہایت خوبی سے فوجیں بھیج کر ختم کیا۔

امیر مقدی اشرف بن عادل بن ایوب: چونکہ اتابک ازبک کے بعض غلاموں نے آذربائیجان میں جس وقت کہ تاتاریوں کے مقابلہ میں سلطان کو شکست ہوئی تھی اور ان لوگوں نے خوارزم پر چڑھائی کی تھی۔ نہایت بیدردی سے خوارزمیوں کو قتل کیا تھا۔ لہذا جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان پر قبضہ کیا تو بہلوانیہ حکومت کے آثار کو ملیا میٹ کر دیا۔ امیر مقدی، اشرف بن عادل بن ایوب والی اشام کے پاس چل گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ لہذا جب اس کو یہ خبر پہنچی کہ وزیر السلطنت اشرف الملک کو جہام الدین گورنر اشرف کے حاجب نے خلاط میں شکست دے دی ہے تو اتابکوں کے ساتھ رہنے کے لیے شام سے آذربائیجان کا راستہ لیا۔ خوی ہو کر گزرا ان دنوں حاجب خوی میں تھا، تعاقب کیا۔ امیر مقدی نہر عبور کر کے بلادقبار میں داخل ہو گیا۔ بلادقبار میں متعدد قلعے تھے جس پر باغیان حکومت اور مخالفین حکومت قابض تھے، امیر مقدی نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی اور تائبیہ حکومت کی تبلیغ کرنے لگا۔ اور ابن خاموش بن ازبک کی امارت کی ترغیب دیتا رہا۔ کہ اسے قلعہ قو طور سے بلا کر اپنا امیر بنا لو۔ وزیر السلطنت کو اس کی خبر ملی بے حد صدمہ ہوا۔ اس کے بعد ہی سلطان جلال الدین کی شکست کی خبر پہنچ گئی اور زیادہ صدمہ اور رنج بڑھ گیا۔

امیر مقدی کا سلطان کی اطاعت کرنا: جب امیر مقدی کو بلادقبار میں اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہوگی تو نصرہ الدین محمد بن سبکتگین کے پاس چلا گیا اور یہی چل بچھایا۔ نصرہ الدین نے بظاہر بہانوں سے اسے تالا اور خفیہ طور پر وزیر السلطنت کو اس سے مطلع کر دیا۔ وزیر السلطنت نے لکھ ”جس طرح ممکن ہو امیر مقدی کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے“ سلطان کی اطاعت پر راضی کر لیجئے۔ اور جس قسم کا وہ اطمینان کرنا چاہے کر دیجئے۔“ نصرہ الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ امیر مقدی کو اپنے ہمراہ لیے وزیر السلطنت کے پاس پہنچا۔ وزیر السلطنت نے امیر مقدی اور اس کے تمام امراہیوں کو جائزے دینے، خلعتیں دیں اور خوارزمیوں کے قتل و خونریزی سے درگزر کرنے کا وعدہ کیا۔ قسم کھائی، اتنے میں سلطان جلال الدین کی اصفہان سے واپسی کی خبر سنی۔ وزیر السلطنت حاضر ہونے کی غرض سے روانہ ہوا۔ امیر مقدی اور نصرہ الدین محمد بھی ساتھ شامل ہوا۔ سلطان نے ان دونوں کی بے حد عزت کی آؤ بھگت سے ملا۔

وزیر صفی الدین کے حالات: صفی الدین محمد طغرانی وزیر خراسان قریہ کلا جرد کار رہنے والا تھی۔ اس کا باپ اس قریہ کا زمیندار تھا۔ نہایت تربیت یافتہ اور بے حد خوشخط تھا۔ سلطان کی خدمت میں ہندوستان کے زمانہ قیام میں باریاب ہوا۔ وزیر السلطنت اشرف الملک کے دربار میں ملازمت کی۔ لہذا جب شاہی لشکر ہندوستان سے عراق کی جانب واپس لوٹا تو صفی الدین کو طغرانی کی خدمت عطا کی گئی۔ پھر جب سلطان نے تغلیس کو کرج سے چھین لیا اور اقسقر (مملوک اتابک ازبک) کو تغلیس کی حکومت پر متعین فرمایا تو صفی الدین طغرانی کو اس کی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ چند دنوں کے بعد کرج نے تغلیس کا محاصرہ کر لیا، واپس لینے کی کوشش کی۔ اقسقر گورنر تغلیس شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ صفی الدین طغرانی نے نہایت مردانگی سے دفاع پر کمر باندھی۔ کرج کے حصر وہوس سے بھرے دانت کند ہو گئے، ناکام واپس آ گئے۔ اس سے سلطان کی نظروں اس میں اس کی عزت دو بار بڑھ گئی۔ خوش ہو کر خراسان کی وزارت سے نوازا۔ چنانچہ ایک سال تک خراسان کے عہدہ وزارت کو نہایت خوبی سے انجام دیا۔ اس کے بعد اہل خراسان نے حاضر ہو کر بہت شکایتیں کیں۔ عتاب شاہی کی زد میں آ گیا۔ مال و اسباب ضبط کر لیے۔ اس کے خادموں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ گھوڑوں کو شاہی اہل میں لے کر باندھ دیا۔ جن کی تعداد تین سو تھی۔ اتفاق سے اس کے خادموں میں صرف ایک شخص علی کرمانی کسی طرح بچ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا جس پر اس کا پہلے سے قبضہ تھا۔

خراسان پر تاج الدین کی گورنری: سلطان نے اس کی جگہ خراسان کی وزارت پر تاج الدین بلخی کو مقرر کیا اور اس نے وزیر کی نگرانی میں قید کر دیا تاکہ نیا وزیر زبردستی اور دھمکی سے جو کچھ اس کے پاس ہو وصول کر لے اور اس کے خادم سے قلعہ بھی چھین لے۔ نئے وزیر کو اس نے پرانی دشمنی تھی۔ تشدد اور تکلیف دہی میں کوئی کسر نہ چھوڑی مگر ذرا بھی کامیاب نہ ہوا۔

مال و اسباب کی تفصیل: صفی الدین کی گرفتاری کے بعد اس کا حراچی پیش کیا گیا۔ سلطان نے جواہرات اور اس میں کو پیش کرنے کا حکم دیا جو وزیر کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے گئے تھے، خزانچی نے سمجھ کر کے صفی الدین کو سزائے موت دے دی گئی ہے، چار ہزار دینار اور ستر گنیمتیں سرخ یا قوت اور زمرہ آبدار کے حاصر کئے۔

صفی الدین کی رہائی: اس کے بعد صفی الدین نے اراکین حکومت سے خط و کتابت شروع کی۔ نقد و جنس دینے کا وعدہ کیا۔ اراکین حکومت نے سلطان سے صفی الدین کی سفارش کی اور منت و سماجت کر کے اس کو قید سے رہا کرایا۔ سلطان نے خود اپنے ہاتھ سے اس کی رہائی کا فرمان تحریر کیا۔ صفی الدین قید سے نجات پا کر دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے سارا مال و اسباب واپس کر دیا۔ جواہرات باقی رہ گئے۔

محمد بن مودود کی وزارت: نساء کی وزارت پر سلطان نے محمد بن مودود نسوی کو مقرر کیا۔ یہ خاندان ریاست میں سے تھا۔ زمانہ کی گردش نے اس کو غزنی پہنچا دیا تھا۔ لہذا جب سلطان ہندوستان سے واپس لوٹا تو محمد کو دفتر انشاء کا ہیڈ مقرر کیا۔ اس سے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ وزیر اسطنت شرف الملک کو رشک و حسد پیدا ہوا۔

ضیاء الدین کی وزارت: پھر جب احمد بن منشی کاتب، نصرۃ الدین محمد بن حمزہ والی نساء کی طرف سے سلطان کی خدمت میں قاصد بن کر حاضر ہوا جیسے کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو سلطان نے اس کو دفتر انشاء کا امیر منشی مقرر کیا۔ ضیاء الدین اس رشک و حسد سے جل کر خاک ہو گیا۔ سلطان نے نساء کی وزارت کی درخواست کی۔ سلطان نے نساء کا قلمدان وزارت اس کے حوالہ کر دیا اور تنخواہ وزارت کے علاوہ دس ہزار دینار سالانہ بطور وظیفہ عطا کرنے کا حکم دیا۔ ضیاء الدین شاہی پیشگاہ میں عبدالملک نیشاپوری کو اپنا نائب مقرر کر کے نساء چلا گیا۔

ضیاء الدین کی معزولی اور موت: شامت آئی تھی لہذا سالانہ خراج خزانہ شاہی میں بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان نے معزوں کر کے احمد بن محمد منشی کاتب کو متعین کیا۔ لگانے بچانے والے لگانے بچانے لگے۔ کثرت سے شکایتیں پیش ہوئیں۔ سلطان نے نساء سے نکال دیا۔ اسی حالت میں مر گیا۔

بلبان والی خفخال کے حالات: بلبان، اتا بکیہ از بک کے خادموں میں سے تھا۔ جس وقت تاتاری فتنہ رونما ہوا اور خراسان شاہی حکمرانوں سے خالی ہو گیا اور سلطان جلال الدین آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ اس وقت بلبان کو موقع مل گیا شہر خفخال چل گیا۔ اس اور اس کے قلعہ جات پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ سلطان عراق اور والی خلاط کی جنگوں میں مصروف تھا۔ لہذا بلبان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ لہذا جب لشکر سدم جنگ تاتار سے واپس ہوا تو قلعہ فیروز آباد میں بلبان کا محاصرہ کر لیا۔ بلبان نے زچ ہو کر امن کی درخواست کی۔ سلطان نے امن دی اور فیروز آباد پر قبضہ کر کے سدم الدین بکتاش (سعد اتا بک والی فارس کے غلام) کو مقرر کیا۔

عزالدین خلخانی کی ناکامی: اس کے بعد سلطان نے سامان و اسباب کو موقان میں چھوڑ کر خلاط کے سفر کا ارادہ کیا۔ لیکن برف و سردی نے ارجیش سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ سلطان نے ارجیش کے بعض قلعہات سر کر لیے۔ عزالدین خلخانی اس وقت کفرطاب ارجیش کے قریب میں تھا۔ یہ خبریں سن کر خلاط چل گیا۔ حاجب نے اس کو سروسامان اور فوجیں دے کر سلطنت کے خلاف بغاوت و فساد پھیلانے کے لیے آذربائیجان روانہ کیا۔ لیکن حاجب کا یہ نیشاپور روانہ ہوا۔ عزالدین خلخانی ناکام و نامراد کوہ زنجان چلا گیا اور رہزنی کرنے لگا۔ سلطان نے اس کو خط لکھا اور اصفہان میں قیام کرنے کی شرط پر امن دینے کا وعدہ کیا۔ معاملہ ابھی طے نہیں ہوا تھا کہ گورنر اصفہان نے اس کا سرا تار کر سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔

منتصر باللہ کی خلافت: سلطان کفرطاب سے واپس لوٹا۔ خربت برت کو ایسا تباہ و برباد کیا کہ نام کو آبادی باقی نہ رہ گئی۔ اسی دور جبکہ ۶۲۳ھ کا نصف گزر چکا تھا، خلیفہ ظہر عباسی بغدادی کی وفات اور اس کے بیٹے المنتصر باللہ عباسی بغدادی کی خلافت کی خبر موصول ہوئی۔ دربار خلافت سے بیعت لینے کا فرمان صادر ہوا، خلعت آئی۔ واللہ ولی التوفیق لاریب وغیرہ۔

وزیر اسطنت شرف الملک سے سلطان کی کشیدگی: جس وقت سلطان کا شاہی لشکر موقان کی طرف واپس آیا اور سلطان نے خوی میں

قیام کیا۔ اہل خوی کا ایک وفد دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کی زیادتیوں، مظالم اور بکثرت تاوان وصول کرنے کی شکایت کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ باوجود یہ کہ ملکہ سلطانہ بنت طغرل ان الزامات سے بری تھی جو اس پر قائم کئے گئے تھے۔ لیکن وزیر نے پھر بھی اس کا مال و سبب ضبط کر لیا ہے۔

اہل تبریز کی شکایات: خوی سے کوچ کر کے سلطانی لشکر تبریز پہنچا۔ اہل تبریز نے اس سے زیادہ شکایات پیش کیں۔ جتنی اہل خوی نے کی تھیں۔ فریہ کورتان کے رئیس نے بھی دربار شاہی میں حاضر ہو کر وزیر شکایت کی کہ میں باوجود یہ کہ وزارت پناہ کی خدمت میں نیا زندانہ حاضر ہوتا تھا۔ مین وزیر السلطنت نے میرے دو خاندانوں میں سے ایک ہزار دینار تاوان وصول کیا۔ سلطان نے رحم کرتے ہوئے ہزار دینار واپس کر دینے اور اہل شہر کو تین سال کا خراج (مالگزاری) معاف فرمادیا۔

فرقہ اسماعیلیہ کی شکایات: اس کے بعد وزیر السلطنت کی شکایت کی بھرمار ہو گئی۔ سلطان کی عدم موجودگی کے زمانہ میں وزیر السلطنت نے بری بڑی نمایاں خدمتیں انجام دی تھیں۔ فرقہ اسماعیلیہ کے قلع قمع میں بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا۔ لہذا جب سلطان آذربائیجان کی طرف واپس لوٹا تو علاء الدین بادشاہ فرقہ اسماعیلیہ کا پیام بردار شاہی میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ ”وزیر السلطنت نے بد عہدی کی اور ہمارا مال و اسباب ضبط کر لیا۔“ سلطان کے کان تو پہلے ہی سے بھر گئے تھے۔ اس شکایت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ وزیر السلطنت سے ناراض ہو گیا۔ اسی وقت دوسرے داروں کو مقرر فرما کر حکم دیا کہ وزیر نے فرقہ اسماعیلیہ کا جتنا مال و اسباب اور زر نقد ضبط کیا ہے واپس دے دو (بیون کیا جاتا ہے کہ تیس ہزار دینار نقد اور دس گھوڑے تھے)

وزیر السلطنت کی کمپرسی: وزیر السلطنت سے خط و کتابت اور گفتگو ترک کر دی۔ دربار میں حاضری پر پابندی ہو گئی۔ وزیر السلطنت جو عرضداشت بھیجتا تھا۔ کوئی جواب نہیں دیا جاتا تھا۔ چند دنوں بعد تبریز میں رسد کی کمی محسوس ہوئی۔ سلطان نے حکم دیا کہ وزیر السلطنت کے مقبوضات کو ضبط کر کے رسد و غلہ کا انتظام کیا جائے۔ بعد میں سلطان تبریز سے موکان کی جانب واپس روانہ ہوا۔ موکان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ محض عشر خاص لینے پر اکتفا کیا عراق کا عشر ستر ہزار دینار سالانہ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم

قفقاز سلطان کی خدمت میں: پرانے زمانے سے قفقاز کو سلطان اور اس کی قوم بے محبت اور دوستی تھی۔ بظاہر اس کی یہ وجہ معصوم ہوتی ہے کہ سلطان اور اس کی قوم کی شادیوں قفقاز کی لڑکیوں سے اکثر ہوتی تھیں۔ غالباً چنگیز خان نے اسی وجہ سے قفقاز کی تباہی میں حد سے زیادہ حصہ کیا تھا اور سلطان اور اس کی قوم کی دوستی ہی کی وجہ سے قفقاز کے پیچھے پڑا تھا۔ لہذا جب سلطان اصفہان سے لوٹا اور تاتاریوں کی مہم پیش ہوئی تو قبائلی قفقاز سے امداد کی درخواست کی۔

میر جنکش قفقازی اور سلطان: چنانچہ میر جنکش قفقازی کو قبائلی قفقاز کے پاس امداد کا پیام دے کر روانہ کیا۔ قبائل قفقاز نے نہایت کشادہ دلی سے بیگ کہا اور گرہ کے گرہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قفقاز کا بادشاہ کورکان بھی اپنے تین سو قرابت مندوں کے ساتھ دریا کے راستے وزیر السلطنت کے پاس موکان پہنچا۔ موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد سلطان کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے خلعت فاخرہ عنایت کی اور یہ وعدہ فرما کے کہ در بند (باب الابواب) کے فتح ہونے پر تمہارے ساتھ بہترین سلوک کیا جائے گا واپس جانے کا حکم دیا۔

در بند کی فتح: اس کے بعد سلطان نے والی در بند کو جو یک نو عمر چھوکر اور نام کا والی تھا، بلا بھیجا۔ اس کا اتالیق اسد کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اور یہی سیاہ و سفید کرنے کا مالک تھا۔ والی در بند بغیر کسی عذر کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ لیکن اسد نے مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ سلطان نے والی در بند کو خلعت دی، در در بند فتح ہو جانے پر جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان نے فوج اور لشکر کے سرداروں کو در بند فتح کرنے کا حکم دیا۔ سردار ان لشکر نے در بند پہنچ کر اسد کو گرفتار کر لیا اور غارتگری کا بازار در بند کے مضافات میں گرم کر دیا۔ اسد کسی حیلہ و فریب سے ان کے قبضہ سے نکل بھاگا جس سے یہ

اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔

سلطان کا صوبہ کتاسفی پر قبضہ:۔ چونکہ وزیر السلطنت کو اپنی بعض نمایاں خدمات کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ سلطان کو مجھ سے کبھی کسی قسم کی ناراضگی نہ ہوگی اس وجہ سے فوجیں مہیا و مرتب کر کے نہراش کو عبور کیا۔ اور صوبہ کتاسفی کو شروان شاہ کے قبضہ سے نکال دیا۔ لہذا جب سلطان جلال الدین، موقن واپس آیا تو اس صوبہ کو جلال الدین سلطان شاہ بن شروان شاہ کو بطور جاگیر عنایت کیا۔

جلال الدین اور کرج:۔ جلال الدین سلطان شاہ، کرا کے پاس قید تھا۔ اس کے باپ نے اس کو اس شرط پر بچپن میں کرج کے حوالے کر دیا تھا کہ بڑے ہونے پر شہزادی رسوداں بنت ناماد سے اس کا عقد کر دیا جائے۔ لیکن یہ باتیں صرف حوش کن تھیں جس کا خراج میں کوئی وجوہ نہ تھا۔ چنانچہ بجائے خانہ دامادی کے جلال الدین سلطان شاہ کو قید کی مصیبتیں چھیٹتی پڑیں۔

جلال الدین کی تربیت:۔ اتفاق سے جب سلطان نے کرج کو فتح کیا تو جلال الدین سلطان شاہ کو کرج کی قید سے نجات دی۔ سلطان نے اس کی پرورش کی۔ تعلیم دلائی اور موقن سے واپسی پر صوبہ کتاسفی بطور جاگیر عنایت فرمایا۔

شہزادی رسوداں:۔ کرج کے یہاں والی ارزن روم کا لڑکا بھی تھا اور عیسائی ہو گیا تھا۔ کرج نے شہزادی رسوداں بنت ناماد سے بیوہ دیا تھا۔ سلطان کرج کی فتح کے وقت اس کو بھی نکال لایا تھا۔ لیکن یہ پھر مرتد ہو کر کرج کے پاس چلا گیا۔ کرج نے اس کے غیر حاضری کے زمانے میں رسوداں شہزادی کی شادی دوسرے شخص سے کر دی تھی۔

شروان شاہ کی بازیابی:۔ سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان نے ملک اران پر قبضہ کرنے کے بعد بلد شروان پر غارتگری شروع کر دی۔ ہزار ہا شروان کا بادشاہ افریدون بن تبریز وفد لے کر سلطان ملک شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ ایک لاکھ دینار سالانہ خرچ دینے کا اقرار کیا۔ سلطان ملک شاہ نے غارتگری سے ہاتھ روک لیا۔

جلال الدین کا اران پر قبضہ:۔ لہذا جب سلطان جلال الدین نے ۶۲۲ھ میں ملک اران پر قبضہ کیا تو بادشاہ شروان سے سارے خرچ و بجو سلطان ملک شاہ کو دیتا تھا، طلب کیا۔ بادشاہ شروان نے ملک کی تباہی و بربادی اور کرج کے غلبہ کا عذر کیا۔ سلطان نے نصف خرچ معاف فرما دیا۔ پھر جب سلطان واپس لوٹا تو شروان شاہ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ نذر گزاری پانچ سو گھوڑے تحفہ پیش کئے۔ اس کے ساتھ پچاس گھوڑے وزیر السلطنت کو بھی بطور تحفہ دیئے۔

وزیر السلطنت کی چغلی:۔ وزیر السلطنت نے اس بدیہ کو حقیر اور اپنے شان کے شایان نہ سمجھا۔ سلطان سے جڑ دیا کہ ”یہ نہایت دغا باز اور فریبی ہے، فخر کر لیا جائے“۔ سلطان نے کوئی توجہ نہ کی۔ بلکہ جائزہ دیا۔ خلعت دی اور بیس ہزار خرچ معاف کر دیا۔ صرف بیس ہزار سالانہ خرچ باقی رہ گیا۔ کاتب کہتا ہے کہ فرمان شاہی لکھنے پر مجھے ایک ہزار دینار ملے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ایلیک خان رکشکست:۔ جس زمانہ میں سلطان، آذربائیجان سے واپس آ کر موقن آیا تھا، انہیں دنوں شکر اسام کو ایلیک خان کی کمان میں کرج کے خلاف جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ایلیک خان نے کرج کے خلاف جہاد کیا۔ زیروز بر کرتا پیچہ تیانج ہو کر گزرا۔ کرج کو موقع مل گیا اچانک حملہ کر دیا۔ ایلیک خان سنبھل نہ سکا۔ لہذا شکست کھا گیا۔ پکڑ دھکڑ کے دوران اریطانی گم ہو گیا۔

سلطان اور کرج کی جنگ:۔ سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ سخت صدمہ ہوا اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا کرج بھی سب زوسمان سے تیار ہو کر مقابلہ پر آئے۔ سبطانی مقدمہ نے کرج کے مقدمہ انجیش کو شکست دی۔ اور بہت سے قیدی گرفتار کر لیا۔ سلطان نے سب کو قتل کر دیا۔ ورنہ کرج کے عاقب میں روئے نہ ہوا۔ کورنی پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑا اور کرج سے نجرہ کے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کرج نے نجرہ کے قیدیوں کو سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور اریطانی کے بارے میں یہ کہا کہ وہ آج ہی رات قید سے نکل کر آذربائیجان چلا گیا۔ سلطان محصور تھا کہ قوتوان پہنچا۔ اریطانی

ملا سلطان کو بہت مسرت ہوئی۔

بہران کرجی کی سرکوبی۔ چونکہ بہران کرجی نے نواح پنجہ پر حملہ کیا تھا اور اس کو برباد و ویران کیا تھا اس وجہ سے سلطان اس کی سرکوبی اور نشان کے لیے روانہ ہوا۔ قلعہ مکان کا محاصرہ کیا اور لڑکر فتح کیا۔ قلعہ علیا اس کے بعد سر کیا گیا۔ قلعہ کاک پر حملہ کیا اس کا نتیجہ بھی یہی ہوا۔ قلعہ کاک محاصرے کے زمانے میں وزیر السلطنت کو قلعہ کوارفی کے محاصرہ کی خدمت تھوڑی ہوئی۔ تین مہینے تک محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر اہل قلعہ نے زچ ہو کر صلح کی درخواست کی۔ سالانہ خرچ ادا کرنے کی شرط پر صلح ہو گئی۔ سلطانی لشکر نے خلاط کی طرف کوچ کیا۔

خلاط پر حملے کی تیاری۔ سلطان کرج کی مہم سے فارغ ہو کر قحجوان کی طرف روانہ ہوا۔ اور اسباب و خزانہ کو قافروان کے راستے خلاط جانے کا حکم دیا۔ کرج کو سلطانی حملوں سے نجات مل گئی۔ آرام و چین سے اپنے ملک میں رہنے لگا۔ سلطان نے کچھ عرصہ قحجوان میں خراسان و عراق کے انتظامات اور مہم خلاط کی تیاری کی غرض سے قیام کیا۔

نسائی کا تب کہتا ہے کہ قحجوان قیام کے دوران سلطان نے اہل خراسان اور عراق سے ایک ہزار دینار وصول کئے اس کے بعد قحجوان سے کوچ کر کے اپنی فوج سے بمقام خلاط جا ملا۔

علی بن حماد کا قتل۔ ..... ملک الاشرف نے عزالدین ایک کو حسام الدین علی بن حماد گورنر خلاط کی گرفتاری ۱ کے لیے خلاط بھیجا تھا۔ عزالدین ۲ اس حکم کی تعمیل کی اس پر طرہ یہ کیا کہ دھوکے سے قتل کر ڈالا۔ اور سلطان کی خدمت میں محض خوشنودی کے خیال سے ایک قاصد روانہ کیا۔ مدد دے دربار شاہی میں حاضر ہو کر عزالدین کی طرف سے گزارش کی کہ ”ملک الاشرف نے آپ کے علم حکومت کی اطاعت کا حکم دیا ہے“۔

خلاط کا محاصرہ۔ سلطان نے اس پر ذرا بھی خیال نہ کیا اور اپنے ارادے کو پورا کرنے پر تیار رہا۔ اور قاصد کو یہ جواب دیا کہ عزالدین کا یہ بیان اگر صحیح ہے تو ملک الاشرف کے حاجب کو میرے پاس حاضر ہونا چاہیے تھا۔ عزالدین کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا۔ اور سلطان نے عید الفطر ۶۲۶ھ میں خلاط کا محاصرہ کر لیا۔

خلاط پر حملہ۔ ..... رکن الدین جہان شاہ ابن طغرل والی ارزن روم بھی اس مہم میں سلطان کے ساتھ تھا۔ چاروں طرف سے متحینیں نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی۔ محاصرہ کی سختی اور وزانہ جنگ سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ فاقہ کشی تک نوبت پہنچ گئی۔ سواری کے گھوڑے، گدھے، بچر، اونٹ اور مویشی ذبح کر کے کھانے کے لیے بہترے بھوک سے مر گئے۔ اور بہت سے شہر چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ گئے۔

خلاط پر قبضہ۔ خلاط کے بقیہ چند لوگوں نے سلطان سے اس شرط پر کہ ان کو امن دی جائے اور آذر بائجان میں جاگیریں عنایت ہوں، سازش کر لی چنانچہ سلطان نے وعدہ کے مطابق سہاس میں اور چند دوسرے مقامات پر ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور رات کے وقت اپنی فوج کے چند دستوں کو کمند کے ذریعے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھا دیا۔ محافظوں سے لڑائی چھڑ گئی بالآخر شہر میں ہلڑ مچ گیا۔ اہل خلاط کو شکست ہو گئی۔ سلطانی فوج پکڑ دھکڑ کرنے لگی، شہر پر سلطان کا قبضہ ہو گیا۔ شہر کے موجودہ باشندے گرفتار کر لیے گئے۔ جس میں عیسائیوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ اسد بن عبداللہ بھی گرفتار ہو گیا۔ عزالدین ایک قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان نے اس کو امن دی اور قلعہ درقان میں قید کر دیا۔

ابن اشیر کی تحقیق۔ ابن اشیر نے لکھا ہے کہ حسام الدین کے خادموں میں سے ایک خادم، سلطان کی خدمت میں چل آیا تھا۔ لہذا جب سلطان نے خلاط پر قبضہ کیا تو اس نے سلطان سے درخواست کی کہ میرے آقا کا بدلہ اس سے لیا جائے۔ چنانچہ سلطان نے عزالدین کو ایک خادم کے حوالہ کر دیا۔ خادم نے اس کو مار ڈالا۔ اسی ہنگامہ میں سلطان نے شہر خلاط کو تین بار تباہ کیا، والی ارزن کو نواح خلاط کی مارتگری پر مقرر فرمایا۔ قہری قید سے نکل بھگا۔ اسد بن عبداللہ مہرانی نے بمقام جزیرہ اس کو قتل کر دیا۔ سلطان نے سرادران لشکر اور امراء حکومت کو اس جنگ کی خدمت کے معوضہ میں

۱ بظاہر اس گرفتاری کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی حالانکہ حسام الدین علی نہایت مستعد، کافیت شعور اور ملک الاشرف کا خیر خواہ تھا (تاریخ کامل ابن اشیر جلد ۱۲ - مطبوعہ مہرید (ممب)) مترجم)



جاگیریں دیں اور واپس آیا۔

سلطان جلال الدین اور اشرف و کیقباد کی جنگ: خلاط پر سلطان جلال الدین کے قبضہ و غلبہ کے بعد ملک الاشرف والی، مشرق کو ہوش آیا فوجیں تیار کیں اور برے ساز و سامان سے ۶۳۹ھ میں جزیرہ اور شام کی فوجیں لئے سلطان جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ عدائت اور کیقباد والی بلاد روم سے بمقام سیر اس ملاقات ہوئی۔

سلطان جلال الدین کی ملک اشرف کی طرف پیش قدمی: چونکہ جہاں شاہ (علاء الدین کیقباد کا چچا زاد بھائی) ابن طغرل وازن روم سلطان جلال الدین کے پاس چلا آیا تھا، اس وجہ سے کیقباد کو پرانی دشمنی کی وجہ سے جلال الدین کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ملک اشرف اور یقباد اسی وجہ سے جنگ کے ارادے سے سلطان جلال الدین سیر اس سے روانہ ہوا۔ ملک الاشرف کا مقدمہ انجیش اکرز دہنکار یہ امراء حلب کے ایک نامی رومی شجاع اور دلیر عزالدین عمر بن علی کی ماتحتی میں تھا۔ کیقباد بھی اپنی فوجیں لیے دوسری جاگ پر جمعائے ہوئے تھے۔

جلال الدین اور ملک اشرف کی جنگ اور جلال الدین کی پسپائی: جوں ہی دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا، عزالدین عمر نے سب سے پہلے حملہ کیا اور پہلی ہی لڑائی میں سلطانی لشکر کو شکست دے دی۔ سلطان خلاط واپس آیا۔ وزیر السلطنت اس وقت کرد عداقوں کا محاصرہ کئے تھے۔ اس خبر پر کونک کے محاصرہ اٹھا کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سب کے سب آذربائیجان کی جانب روانہ ہو گئے۔

خلاط پر ملک الاشرف کا قبضہ: رکن الدین جہاں شاہ بن طغرل اس جنگ میں گرفتار ہو گیا۔ بازنجر اپنے چچا زاد بھائی علاء الدین کیقباد کے سامنے پیش کیا گیا۔ کیقباد اس کو اپنے ہمراہ لئے ارزن آیا۔ رکن الدین نے ارزن اور اس کے تمام مضافات کو کیقباد کے حوالہ کر دیا۔ ملک اشرف فتح کے بعد خلاط گیا۔ خلاط جانرڈھیر کی طرح تھا۔ دیکھ کر بیحد غمزدہ ہوا۔

سلطان نے آذربائیجان پہنچ کر افواج شاہی کو وزیر السلطنت کے پاس چھوڑا اور خوئی میں جا کر قیام کیا اور ترکوں کی فوج شکست کے بعد موقن چلی گئی۔

جلال الدین اور ملک الاشرف کی صلح: اس کے بعد ملک الاشرف کا ایلچی (شمس الدین ٹکرتی) سلطان جلال الدین کے پاس صلح کا پیام لایا۔ صلح گفتگو شروع ہوئی۔ علاء الدین کیقباد بھی اس صلح میں شریک کیا گیا۔ چنانچہ نامہ لکھا گیا۔ دونوں میں صلح ہو گئی۔ سلطان نے خط کے ساتھ سرمن رائے صلح کی شرائط کے مطابق دوسرے فریق کو دے دیا۔

ارخان خان کی گرفتاری اور رہائی: جملہ ان واقعات کے جو کہ خلاط کے محاصرے کے زمانے میں رونما ہوئے ایک یہ تھا کہ نصرت الدین اصبہد والی جبل، امراء سلطان میں سے ارخان نامی ایک امیر کے ساتھ جو اس کے بھائی کے سنرالی رشتہ دار تھا، سلطان بارگاہ میں وفد سے کر حاضر ہوا۔ سلطان نے کسی مصیحت سے اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر جب سلطان روم سے شکست کھا کر واپس آیا تو نصرت الدین کو قید سے رہ کر کے جاگیر عنایت فرمائی اور اس کے ملک واپس جانے کا حکم دیا۔

سلطان کی بہن کی تجویز: دوسرا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کی بہن جو دوشی خان کی بیوی تھی، خوارزم سے ترکمن خاتون کے حادثے پہنچے بھائی (سلطان) کو لکھ کر تھی۔ محاصرہ کے زمانے میں خلاط میں خاقان کے ذریعہ سے یہ تحریک پیش کی کہ جنجوں کے پرے طرف کے عدتے دے کر صلح کرنی جائے۔ سلطان نے اس کو منظور نہیں کیا۔

رکن الدین اور سلطان کی صلح: تیسرا واقعہ یہ تھا کہ رکن الدین شاہ ابن طغرل والی ارزن روم جو ملک الاشرف کا فرمانبردار تھا اور جب رنیش اپنے چچا زاد بھائی علاء الدین کیقباد ابن کنسر و والی روم سلطان سے بھی نفرت کتا تھا اور حاجب کا (جو ملک الاشرف کی طرف سے خلاط کا وزیر تھا) معین مددگار تھا اور جس نے سلطان کے قاصد کو روم سے واپسی کے وقت قتل کر ڈالا تھا اور سلطانی فوج کا رسد و غلہ روک دیا تھا، محاصرہ خلاط کے طوں شدت

سے گھبرا کر امن کا طلب گار ہوا۔ نیاز مندانہ حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت اور اراکین حکومت نے نہایت تباہ اور گرم جوشی سے استقبال کیا۔ سلطان بڑی آؤ بھگت سے ملے، خلعت دی اور اس کی حکومت پر اس کو بحال و برقرار رکھا۔ جنگی آلات کی مہم رسانی کا حکم دیا جس کی تعمیل اس نے نہایت مستعدی سے کی پھر جب ملک الاشرف سے جنگ ہوئی تو سلطان کے ساتھ شریک جنگ ہوا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

خلیفہ کا پیغام سلطان کے نام: ..... چوتھا واقعہ یہ تھا کہ دربار خلافت بغداد سے سعد الدین حاجب سلطان کے پاس فرمان خلافت لے کر حاضر ہوا۔ خلافت ماب نے سلطان کو اس کے مقبوضہ ممالک میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی تھی اور مظفر الدین کو کبروں والی اربل والی، موصول کی اولاد شہاب الدین سلیمان شاہ بادشاہ ❶ اور عماد الدین بہلوان بن ہزار دست بادشاہ جبال سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ اور ❷ لوگوں کو حکومت عباسیہ کے حمایتیوں سے شمار کیا تھا۔ سلطان نے اس حکم کی تعمیل کی۔

شرف الدین کا پیغام سلطان کے نام: شرف الدین گورنر عراق نے سلطان کے پاس پیغام بھیجا کہ بادشاہ جمال عماد الدین بن بہلوان اور بادشاہ ❶۔۔۔۔۔ سلیمان شاہ کی اطاعت کرنے سے عراق پر حکومت کرنے میں آسانی ہوگی ورنہ ناممکن ہے۔ چنانچہ سلطان نے ان دونوں کے پاس ایسے شخص کو روانہ کیا جس نے ان کو ٹیٹھی ٹیٹھی باتوں سے ایسا بہلا لیا کہ وہ اس کے قبضہ میں آ گئے۔

بدر الدین: ..... اس کے بعد سلطان نے بدر الدین طولو بن ایتاخ خاں حاجب کو دربار خلافت میں اظہار فدویت کی غرض سے روانہ کیا۔ بدر الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ اور دربار خلافت سے خلعت اور قیمتی تحائف لے کر واپس آیا۔

سامان کی تفصیل: ..... دو خلعت میں سلطان کے لیے تھیں۔ ایک خلعت میں جبہ، عمامہ اور ہندی جزاؤں تھیں۔ دوسری خلعت میں قلع ❷، کمرہ ❸، سیف ❹ (جس کا دستہ سونے کا تھا) حمیل مرصع دو گھوڑے معہ ساز جن کی طلائی نعلین چار چار سودینار وزن کی تھیں، سونے کی (ڈھال) جس پر جواہران کی نہایت خوبصورت پچی کاری تھی، ارد گرد یا قوت کے اکٹالیس گنگینے بدخشاں کے لعل تھے، وسط میں ایک بڑا فیروزہ نیشاپوری جڑا ہوا تھا۔ تیس عربی کنسل گھوڑے جن کی زین پوش کا ابرا (اوپر کا کپڑا) طلسم روی کا تھا اور استر (اندرونی حصہ کا کپڑا) طلسم بغداد کا تھا۔ سونے کے نعلین ستر گھوڑوں پر دینار وزن کی لگی ہوئی تھیں۔ بیس زرق برق پوشاکیں زیب بدن کئے عمدہ نفیس گھوڑوں پر سوار، دس عماریاں (جن پر طلسم کے پردے پڑے ہوئے تھے) سونے کی جھبلیں، دس سونے کے جزاؤں برقی معہ سر پوش ڈیرہ سو بقیے (ہر ایک بچہ میں دس دس تھان ریشمی پارچہ، پانچ پانچ کرعبر) سونے کے ڈبوں میں) ایک درخت عود ہندی (جس کی لمبائی ساڑھے سات گز کی تھی) چودہ خلعتیں زنانی، خدمات کے لیے تین سو خلعت میں امراء کے لیے (ہر ایک امیر کے لیے ایک ایک قبا، ایک ایک کمرہ) وزیر السلطنت کے لیے سیاہ عمامہ، قبا، فرجیہ، سیف ہندی دو کرعبر، پچاس ریشمی تھان اور خچر، اور دفتر والوں کے واسطے ایک ایک خلعت آئی تھی۔ ہر خلعت میں جبہ، عمامہ اور بیس تھان کپڑے (جس میں اکثر طلسم روی اور بغدادی تھا) اور بیس خچر تھے۔

اہل خلاط کی سفارش: خوشی کے اظہار کے لیے سلطان نے دربار عام کیا۔ ایک پر تکلف خیمہ نصب کیا گیا۔ سلطان نے خلعت زیب تن کیا۔ خلافت، ب کے اقصاء نے اہل خلاط کی سفارش کی۔ سلطان نے بطیب خاطر قبول و منظور فرمایا۔

والی روم کے تحائف کو ضبطی اور داگزاری: ..... پانچواں واقعہ یہ تھا کہ والی روم نے سلطان جلال الدین کی خدمت میں اتحاد بڑھانے کے لیے ایک وفد کے ساتھ تحفہ کے طور میں خچر (جن پر طلسم خطائی، فروقد سی اور سمور کی جھولیں پڑی تھیں) تیس غلام روق برق پوشاکیں پہنے پورے ساز و سامان سے عمدہ اور نفیس گھوڑوں پر سوار ایک سو عمدہ نسل کے گھوڑے اور پچاس خچر روانہ کئے تھے۔ جس وقت وفد ان ہدایا کے ساتھ آذربائیجان سے ہو کر گزرا۔ رکن الدین جہان شاہ بن طغرل والی ارزن کے منہ میں پانی بھر آیا (رکن الدین جہان شاہ ان دنوں ملک اشرف کے علم حکومت کا مطیع تھا)

❶ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم) جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن (جلد ۵ صفحہ ۳۶) پر ایسی کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہاں کچھ لکھنے سے روک گیا ہے۔

نوٹ: ..... ❶، ❷، ❸، ❹ یہ سب اسی زمانہ کے لباس تھے جن کے ہندی نام نہیں معلوم ہو سکے (مترجم)

والی روم کے ہدیہ کو ضبط کر لیا۔ لیکن کسی ضرورت کی وجہ سے چند دنوں کے بعد خود وفد لے کر دربار سلطانی میں حاضر ہوا۔ اور ہدیہ کو اسی حالت میں پیش کر دیا۔ جس طرح ضبط کیا تھا۔

سلطان اور غیاث الدین کے درمیان کشیدگی:..... چھٹا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کا بھائی غیاث الدین قلعہ موت میں علاء الدین رئیس فرقہ حشاشین کے پاس پناہ لے کر گیا تھا، اس وجہ سے سلطان کے دل میں علاء الدین کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا۔ وزیر السلطنت نے عدت کے مطابق موقع پا کر قزاقین کے ایک پہاڑ سر بفلک فرقہ حشاشین کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وزیر السلطنت کو اس مہم میں کامیابی ہوئی۔ علاء الدین کے لشکر کے سردار کو گرفتار کر لیا اور خلاط کے محاصرے کے زمانے میں سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان نے اس کو قلعہ زمان میں قید کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد مر گیا۔

سلطان اور الموت کا گورنر علاء الدین: اس کے بعد سلطان نے اپنے کاتب (سیکرٹری) محمد ابن احمد بنی کو علاء الدین کو قلعہ موت کے پاس بھیجا اور خوارزم کو حوالہ کرنے اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا مطالبہ کیا۔ علاء الدین نے پہلے انکار کر دیا۔ سلطان نے یہ دلیل پیش کی کہ ”آپ کے وادہ بزرگوار جلال الدین حسن، خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن نکش (سلطان جلال الدین کے باپ) کے نام کا خطبہ پڑھ کرتے تھے۔ علاء الدین نے اس کو منظور نہ کیا۔ بجائے اس کے ایک لاکھ سالانہ دینار پسند کیا۔

جہان بہلوان کی ہندوستان سے واپسی:..... جن دنوں سلطان ہندوستان سے عراق کے ارادے سے واپس لوٹا تھا اس وقت ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر صفائی حکومت کا پھر یہ لہر اڑ رہا تھا۔ جہاں بہلوان ازبک کو مقرر کر آیا تھا۔ چنانچہ جہان بہلوان ازبک ہندوستان کے مقبوضہ علاقوں پر حکومت کرتا رہا۔ کچھ عرصے بعد شمس الدین التمش والی لاہور نے جہان بہلوان پر حملہ کیا۔ جہان بہلوان اس سے مطلع ہو کر پیچھے ہٹ کر مقرر حکومت کو چھوڑ کر کشمیر کا راستہ لیا۔ والی کشمیر نے روک ٹوک کی، اپنے شہروں میں گھسنے نہ دیا اور سرحد کشمیر سے مار بھگایا۔ مجبوراً عراق کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس کے ساتھی اس سے عیدہ ہو کر شمس الدین التمش کے پاس واپس گئے۔ جن میں برق جن کو رجا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، ملک خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے کے قابل ہے۔

جہان بہلوان کا قتل:..... جہان بہلوان نے والی عراق سے خط و کتابت شروع کی، سات سو سواروں کی جمعیت سے ہندوستان سے واپس آنے سے مطلع کیا۔ والی عراق نے دس ہزار دینار خرچ کے لیے بھیج دیا اور سلطان سے اس معاملہ میں رائے اور مشورہ مانگا۔ سلطان کا فرمان صادر ہوا کہ تیس ہزار بھیج دیا جائے اور سردی کے دن گزارنے اور آرام کرنے کی غرض سے عراق میں قیام کرنے کا حکم دیا جائے۔ اتفاق سے جس وقت سلطان روم سے واپس لوٹا اور آذربائیجان کے ارادے سے روانہ ہوا۔ جہان بہلوان اور اس کے مقاصد کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا حکم آ کر حائل ہو گیا۔ اسی مقام پر ۶۲۸ھ میں کسی نامعلوم شخص نے اس کو قتل کر دیا۔

تاتاری لشیرے آذربائیجان میں:..... جس وقت تاتاریوں نے ماوراء النہر پر قبضہ کر کے خراسان پر حملہ کیا۔ سو وقت بادشاہ خوارزم ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گیا اور تاتاری طوفان خراسان کے شہروں میں گھس گیا۔ جس طرف سے گزرا دیہات، قصبات اور شہروں کو برباد و تباہ کر ڈالا۔ جس کو جہاں پایا لوٹ لیا، مار ڈالا۔ غرضیکہ تاتاریوں کی حکومت کا سکھ ماوراء النہر میں جاری ہو گیا اور انہوں نے ان شہروں کو آباد کرنا شروع کر دیا۔ خوارزم کے قریب ایک بہت بڑا شہر خوارزم کی جگہ آباد کیا۔ لیکن خراسان ویران پڑا رہا۔ ملک کے چھوٹے چھوٹے رقبوں پر امراء قبض ہو گئے اور سلطان جلال الدین کی ہندوستان واپسی کے بعد اسی کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ سلطان جلال الدین کی حکومت عراق، فارس، کرمان، آذربائیجان و ران تک محدود ہو گئی۔ خراسان تاتاریوں کی غارتگری اور جنگ کا میدان بنا رہا۔

سلطان جلال الدین کی جنگیں: سلطان جلال الدین کی ہندوستان واپسی کے بعد تاتاریوں کے ایک گروپ کا مقام اصفہان پر صفائی فوج سے سامنا ہوا۔ جیسے کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس کے بعد سلطان جلال الدین، ملک الاشرف والی شام اور علاء الدین یقباد ولی روم سے ۶۲۷ھ

میں بڑائیاں ہوئیں۔ علاء الدین سردار قارقہ اسماعیلیہ والی قلعہ موت اور جلال الدین نے بھی ٹھن گئی۔ جلال الدین نے اس کے ملک کو بری طرح سے تباہ کر کے سال نہ خراج مقرر کیا۔ علاء الدین والی قلعہ موت نے تاتاریوں کو ملا لیا اور سلطان جلال الدین کے خلاف ابھار دیا۔ چنانچہ شروع میں ۶۲۸ھ میں تاتاریوں نے آذربائیجان پر چڑھائی کر دی۔ سلطان جلال الدین کو اس کی خبر ملی۔ امراء حکومت سے بوغرنامی ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطور پیروں تاتاریوں کے حالات دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ تاتاریوں کے مقدمہ انجیش سے مدبھیڑ ہو گئی۔ بوغر کو شکست ہوئی۔ سوائے بوغر کے کوئی بھی نہ بچا۔

جلال الدین کی موقان روانگی: سلطان جلال الدین کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ تبریز سے موقان کی طرف کوچ کیا اور اپنے بل و سیال کو تبریز میں وزیر السلطنت کی حفاظت میں چھوڑ آیا۔ اور یہ ہدایت کی کہ بہت جلد ان لوگوں کو کسی محفوظ قلعہ میں پہنچا دینا۔ موقان کے راستہ میں ایک خط اہل آذربائیجان کا اس مضمون کا ملا کہ تاتاریوں کے جس مقدمہ انجیش سے بوغر کا مقابلہ ہوا تھا ان کی تعداد سات سو سواروں سے زیادہ نہیں ہے۔ اور وہ خان کے میدان میں قیام پذیر ہیں۔ سلطان نے یہ سمجھ کر کہ تاتاریوں کی تعداد قلیل ہے، آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ کریں گے، کوچ و قیام کرتا موقان پہنچا اور خیمہ لگا دیا۔

ماہان روانگی اور وہاں سے رخصتی: امیر بن بغان شہنشاہ خراسان اور اوسمان و ہلوان شہنشاہ مازندران کو فوجوں کے فراہم کرنے پر مقرر کر کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا اور خود شکار کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔ تاتاریوں کو موقع مل گیا۔ اس کے ٹھکانے پر چھاپہ مارا کمپ کو لوٹ لیا۔ سلطان پریشان حال نہراؤں چلا گیا۔ پھر یہاں سے انجہ کے ارادے سے روانہ ہوا، ماہان پہنچا۔ اگرچہ علاء الدین والی قلعہ شاہن دو سال سے سلطان سے قطع تعلق کر کے قلعہ کا خود سر حاکم بنا ہوا تھا، لیکن ماہان میں سلطان کے پہنچنے پر نیاز مندانہ خدمت میں حاضر ہوا۔ رسد کا معقول انتظام کیا۔ تاتاریوں کے حالات سے مطلع کرتا رہا۔ چند دنوں کے بعد سلطان کو یہ ذہن نشین کرایا کہ ”موسم سرما کے آخر میں تاتاری، ارجان سے آپ پر حملہ ہونگے۔ چونکہ آپ کے ساتھ کوئی فوج نہ ہے، ہذا بہتر یہ ہے کہ آپ اران واپس چلے جائیں۔ وہاں شاہی فوجیں موجود ہیں اور تبریز میں ترکمانوں کا لشکر بڑی تعداد میں قلعہ نشین ہے۔“ سلطان یہ سن کر ایک سردار بھری اور ماہان سے رخصت ہو گیا۔

قلعہ سنگ سراخ کی تعمیر: سلطان نے وزیر السلطنت کو جیسا کہ آپ اوپر پرہ چکے ہیں، اپنے حرم اور خزانہ کی حفاظت پر تبریز میں مقرر کیا تھا۔ اور یہ ہدایت کی تھی کہ کسی محفوظ ترین قلعہ میں ان کو پہنچا دینا۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے پہلے امراء ترکمان ماران سے ارسلان کبیر کے پاس جا کر قیام کیا اس کے بعد اسی مقام پر ایک نیا قلعہ سنگ سراخ نامی تعمیر کرا کے سلطانی خزانہ اور حرم کو ٹھہرایا۔

وزیر السلطنت کا اظہار وفاداری: چونکہ ان دنوں سلطان چاروں طرف سے مصیبتوں میں گھر گیا تھا، وزیر السلطنت کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ موجود حالت میں اس ملک میں سلطان کا ٹھہرنا ناممکن ہے۔ ہندوستان جانے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس وجہ سے ملک ادا شرف (والی شام) اور کیکاہد (والی روم) جو سلطان سے پرانے دشمن تھے، خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور نیاز مندی و فرمان برداری کا عہد و پیمان کیا۔ کسی ذریعہ سے بیچ ارسلان ترکمانی کو اس کی خبر مل گئی اس نے وزیر السلطنت کو ڈانٹ بھرا خط لکھا۔ سلطانی حرم اور خزانے کی حفاظت کی تاکید کی و رسد ان کو اس کے تمام حالات لکھ بھیجے۔ لہذا جب سلطان کا اس قلعہ کی طرف گزر ہوا اور وزیر السلطنت کو حاضری کو حکم دیا۔ وزیر السلطنت ہاتھ میں کفن سے حاضر ہو گیا۔ سلطان کے خیالات تبدیل ہو گئے اور اپنا مخلص درجان شاربجھ کر مطمئن ہو گیا۔

تاتاریوں کا تبریز اور گنجه پر قبضہ: جس وقت سلطان، تاتاریوں کے حملہ کے بعد موشتقان سے اران روانہ ہوا اور یہ خبر اہل تبریز تک پہنچی۔ اہل تبریز خوارزمیوں پر ٹوٹ پڑے اور اس کی پائیمالی اور قتل پر تیار ہو گئے۔ بہاء الدین محمد بن بشیر محاربک جو ان دنوں تبریز کا واد تھا، بلوایوں کا شریک کار ہو گیا۔ طغریائی رئیس نے مخالفت کی لیکن کسی نے نہ سنا۔ بلوایوں نے ایک خوارزمی کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ خوارزمیوں نے اس کے بدلے میں دو آدمی، رڈالے، شہر میں ہڑج کیا۔ بہاء الدین نے تبریز کی قلعہ بندی کر لی۔ پورے طور سے نگرانی کرنے لگا۔ فوجیں بھرتی کیں۔ زیادہ زمانہ نہیں گزرا

تھا کہ بہاء الدین مرگیا۔ اہل تبریز نے شہر تاتاریوں کے حوالہ کر دیا اس کے بعد اہل گنجد میں بھی اسی قسم کا جوش و خروش پیدا ہوا، ورنہ انہوں نے اور نیز اہل بیغدرہ نے بھی شہر تاتاریوں کو سپرد کر دیا۔ واللہ اعلم

وزیر السلطنت کا زوال :- قلعہ جار برد پہنچنے کے بعد سلطان کو وزیر السلطنت کی کشیدگی اور منافرت کا علم ہوا لیکن اس خیال سے کہ یہیں وزیر السلطنت روپوش نہ ہو جائے یا بھاگ نہ جائے، بیچ و تاب کھا کر خاموش رہا۔ ایک روز وزیر السلطنت کے ساتھ سوار ہو کر قلعہ کی طرف گیا۔ وہاں قلعہ کو پوشیدہ طور پر وزیر السلطنت کو قید کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ والی قلعہ نے نہایت خوبی اور تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔

اس کے بعد سلطان نے اپنے قیام گاہ میں پہنچ کر وزیر السلطنت کے خادموں کو جمع کیا جن میں ان کا سردار ناصر قشمر تھا۔ سلطان نے ان لوگوں کو اتر خان کے گروہ میں شامل کر دیا۔ لگانے بھانے والیوں نے والی قلعہ کے کان میں یہ بھر دیا کہ ”سلطان تم سے ناراض ہے“ والی قلعہ کو سلطان کی طرف سے بدولی اور نفرت پیدا ہو گئی۔ وزیر السلطنت کی انگلی قشمر کے پاس بھیجی اور یہ کہلا بھیجا کہ ”ہم اور تمہارا آقا ایک ہی حالت میں مبتلا ہیں۔ جس شخص کو اس کی حق شناسی اور خدمت منظور ہو قلعہ میں آ جائے۔“

وزیر السلطنت کا قتل :- اتفاق سے سلطان کو اس کی خبر مل گئی۔ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ والی قلعہ کا لڑکا سلطان کی خدمت میں رہتا تھا۔ سلطان نے اس کو حکم دیا کہ تم اپنے باپ کو یہ واقعات لکھ کر بھیجو اور اس فعل پر ناراضگی کا اظہار کرو۔ والی قلعہ کے پاس اس کے بڑے کا خط پہنچا تھا کہ اس کے حواس اڑ گئے۔ چنانچہ معذرت کا خط لکھا سلطان نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنے قول کے سچے ہو تو وزیر السلطنت کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دو۔ وہ قلعہ نے وزیر السلطنت کا سر اتار کر بھیج دیا۔

وزیر السلطنت، اہل وکمال کی بے عزت کرتا تھا۔ انعام و اکرام میں کشادہ دست تھا اگر سلطان اس کی روک تھام نہ کرتا تو شاہی خزانہ میں بے ہمتی نہ رہتا۔ نہایت منکسر مزاج اور اللہ تعالیٰ سے ہر کام میں ڈرنے والا تھا۔ ترکی زبان کا بہت بڑا عالم اور فصیح تھا۔ پیشگاہ سلطان سے جو فرمان لکھے جاتے تھے، اس پر الحمد للہ العظیم اور دفتر وزارت سے جو فرمان صادر ہوتے تھے اس پر ابوالکارم علی ابن ابی القاسم خالصہ امیر المومنین لکھا کرتا تھا۔

گنجد پر سلطان کا دوبارہ قبضہ :- جس وقت اہل گنجد نے خوارزمیوں کی مخالفت پر کمریں باندھی اس وقت دن میں سے ایک شخص بندار نامی ان کا سردار تھا۔ سلطان کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ ایک قاصد اہل گنجد کے پاس بھیجا اور ان کو اپنے علم حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی اور درباری میں حاضری کا حکم دیا۔ چنانچہ اہل گنجد شاہی لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر قیام پذیر ہوئے۔ رئیس جمال الدین قمی اپنی اولاد کے ساتھ سدھانی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ باقی مخالفت پر اڑے رہے۔ سلطان نے ان لوگوں کو بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھے اور جنگ کرنے پر تل گئے۔ شاہی خرگاہ پر حملہ آور ہوئے۔ سلطان نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور بنفس نفیس خود سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا، لڑائی ہوئی، اہل گنجد مقابلہ نہ کر سکے، شکست کھا کر بھاگے، شہر پناہ میں داخل ہو گئے۔ لیکن کثرت ہجوم کی وجہ سے دروازہ بند نہ کر سکے۔ سلطانی لشکر شہر میں داخل ہو گیا۔ تیس بڑے فساد یوں کو گرفتار کر لیا اور مار ڈالا، ہندو بھی گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ یہی مفسدوں کا سرغنہ اور باغیوں کا سردار تھا۔ اسی نے اس تخت شاہی کو توڑا تھا جس کو سلطان محمد بن ملک شاہ نے گنجد میں رکھوایا تھا۔ سلطان کے سامنے اس کے اعضاء بدن یکے بعد دیگرے کاٹے گئے اور مار ڈالا گیا۔ ایک مہینہ سلطان نے گنجد میں قیام کیا۔

ملک اشرف اور سلطان جلال الدین :- گنجد کی واپسی کے بعد سلطان نے خلاط کی طرف ملک الاشرف سے تاتاریوں کے مقابلہ پر مدد لینے کے لئے کوچ کیا۔ ملک اشرف کو اس خبر مل گئی مصر چلا گیا اور بہانوں سے تاتار ہا سلطان کو کوچ و قیام کرتا قلعہ شمس پہنچا۔ اراک بن ایون رخنی قلعہ کا حاکم تھا۔ نیز منداندہ حاضر ہوا اور بی سے زمین بوی کی رسم ادا کی اور شاہی حکم کی تعمیل کی سلطان نے ملک الاشرف کی امداد سے ناامید ہو کر ملوک حلب آمد اور اردین سے امداد و اعانت کی درخواست کی کسی نے توجہ نہ کی۔ فوج کو خرت برت، ملطیہ اور آذر بائیجان کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ فوجوں نے اندھیر مچادی غارتگری کا ہنگامہ گرم کر دیا۔ ان واقعات نے سونے میں سہاگا کا کام کیا۔ کیقباد اور ملک الاشرف کو ناراضگی پیدا ہو گئی، سلطان کی امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق

والی آمد کا پیغام : خلا میں قیام کے دوران سلطان کو یہ خبر ملی تھی کہ تاتاری غارتگری جنگ کرنے بڑھ رہے ہیں۔ سلطان نے اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام پر امیر اتر خان کو چار ہزار سواروں کے ساتھ تاتاریوں کی خبر لینے کی غرض سے روانہ کیا امیر اتر خان نے واپس آ کر خبر دی کہ تاتاری طوفان حدود مد زکرو سے واپس ہو گیا۔ اراکین حکومت اور سرداران فوج نے سلطان کو دیار بکر جانے کا مشورہ دیا۔ اتنے میں والی آمد کا قاصد پہنچ گیا اور یہ پیغام دیا کہ آپ کسی طرف کا رخ نہ کیجئے، روم پر حملے کا ارادہ کیجئے اور اس پر قبضہ کر لیجئے تاکہ قحطی سے آپ قریب ہو جائیں گے اور ان سے مدد حاصل کر کے تاتاریوں سے تیغ و سپر جنگ کر سکیں گے۔ میں چار ہزار سواروں سے مدد دینے کو تیار ہوں۔

والی آمد کا پیغام ایک چال تھی : والی آمد اور حکمران روم کی آن بن چلی آ رہی تھی وجہ یہ تھی کہ رومی حکمران نے والی آمد کے بعض قلعوں کو دبا یہ تھا اسی وجہ سے والی آمد نے سلطان کو والی روم کی خلاف ابھار کر اپنے دل کے پھپھو لے توڑے۔

سلطان پر والی آمد کا پیغام کام کر گیا۔ اصفہان سے ایک طرف ہو کر کے آمد کی جانب کوچ کیا۔ آمد کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈال۔ والی آمد کے پاس ایک ترکمان کو خبر دینے کی غرض سے روانہ کیا ترکمان نے واپس آ کر یہ خبر دی کہ کلد تاتاریوں کا جس مقام پر قیام تھا اسی مقام پر قیام پذیر ہیں۔ لیکن دوسرے دن صبح نہ ہونے پائی تھی کہ تاتاریوں نے آمد پہنچ کر سلطان کھپ کا محاصرہ کر لیا۔

سلطان پر مصائب اور حالات امیر اتر خان کی بے وفائی : سلطان کے لشکر کو تیار ہونے کا موقع نہ ملا لیکن امیر اتر خان نے نہایت مردانگی سے تاتاریوں پر حملہ کیا اور آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اس دوران سلطان کو موقع ملک گیا مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنی بیگم بنت اتابک سعد کو دو امیروں کے حوالے کیا اور یہ حکم دیا کہ اسے جہاں تک لے جاسکے جاؤ۔ اور ترخان میدان جنگ سے واپس آ گیا چار ہزار سوار اس کے دستے میں تھے۔ سلطان چھپ کر آمد کے سنسان بیابان میں چھپ گیا۔ لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ لشکر نے سلطان کے ساتھ دغا کی ہے انھوں نے لشکر کو واپس لانے بہت تدبیریں کی کوئی کارگر نہ ہو سکیں۔ سلطان رفتہ رفتہ در بندت کی سرحد تک پہنچ گیا۔ سارا راستہ بلوائیوں فساد یوں سے گھرا ہوا تھا۔ اتر خان نے واپس چلنے کی رائے دی۔ چنانچہ سلطان آگے نہ بڑھا اور واپس ہو گیا۔ میافارقین کے نواح میں ایک گاؤں تک پہنچا، بیدر میں قیام اختیار کیا۔

امیر اتر خان کی بے وفائی : امیر اتر خان سلطان کا ساتھ چھوڑ کر شہاب الدین غازی والی حلب کے پاس چلا گیا، اس سے اتر خان کی بہت دونوں سے خط و کتابت ہو رہی تھی۔ شہاب الدین غازی نے مراسم سابقہ کا کوئی لحاظ و پاس نہ کیا، گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ملک، کمال نے اس کو والی حلب سے طلب کیا والی حلب نے پابہ زنجیر ملک الکامل کے پاس بھیج دیا چھت سے گر کر مر گیا۔

تاتاریوں کا اچانک حملہ : ..... تاتاریوں کو کسی ذریعہ سے سلطان کی خبر مل گئی اچانک بیدر پر یلغار کیا۔ سلاں کسی طرح لبس تبدیل کر کے بھاگ گیا اور اس کے سارے ہمراہی قتل کر ڈالے گئے۔ کسی نے تاتاریوں سے کہہ دیا کہ جو شخص ابھی بھاگا ہے وہی سلطان ہے، فوراً تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مفروروں میں دو شخص ہاتھ آ گئے تاتاریوں نے ان کو قتل کر ڈالا۔ سلطان کے ملنے سے ناامید ہو کر تاتاری واپس چل دیئے۔

سلطان جلال الدین کی گرفتاری اور شہادت : ..... ادھر سلطان کوہ اکراد پر چڑھ گیا۔ وہاں بھی تاتاری لیڑے موجود تھے اور نا کہ بندی کئے ہوئے قتل کرنے پر تیار ہو گئے۔ کسی نے ان کے سردار کے کان میں کہہ دیا ”کہ یہی سلطان ہے“ سردار کو رحم آ گیا۔ چنانچہ اس نے لوگوں کو قتل سے روک دیا، چھوڑ دینے کے ارادے سے اپنے ساتھ اپنے مکان لایا سردار کی عدم موجودگی میں ایک کمینہ تاتاری سردار کے مکان پر آ گیا ہاتھ میں ایک تیغ نہئے تھا۔ اس کے بھائی کو خلاط میں ایک خوارزمی نے مار ڈالا تھا۔ لہذا اس نے اپنے بھائی کے بدلہ میں سلطان کو شہید کر دیا۔ سردار کی ہمدردی نے کچھ کام نہ دیا۔ یہ واقعہ پندرہویں شوال ۶۲۸ھ کا ہے۔ یہ روایت نسائی سلطان جلال الدین کے کاتب کی ہے۔

فاضل ابن ایثر نے واقعہ آمد کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ اس کے بعد سلطان کی کوئی اطلاع نہ آئی۔ میں چند دنوں اس کی خبر مٹنے کا منتظر رہا، اس کے واقعہ قتل کو نہیں لکھا ہے آمد ہی کے واقعہ پر اس نے اپنی کتاب تاریخ کامل کو ختم کیا ہے ایک حرف اس پر اضافہ نہیں کیا۔

سلطان کے حالات : نسائی نے لکھا ہے کہ سلطان پستہ قد، گندی رنگ، ترکی النسل، شجاع، حلیم اور باوقار تھا۔ تبسم کے سوا کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنس



کمر بستہ تھے۔ فضول باتوں سے سخت نفرت کرتا تھا، عادل تھا۔ لیکن فتنہ و بغاوت کی وجہ سے مغلوب ہو گیا تھا یا وجود یکہ خلافت مآب سے شدید ورنج کا سلسلہ قائم تھا۔ لیکن جیسا کہ اس کا باپ خلافت پناہ کو لکھا کرتا تھا اسی طرح یہ بھی خود کو خادم اور تابع بعدار لکھا کرتا تھا۔ جس وقت خیفہ بغداد کے اس و بمقام خد طخلعت پہنچی تھی، جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے۔ ایسی تو اس نے عریضہ میں خود کو عبد فلاں لکھا تھا اور خلافت مآب کو جو القاب و آداب سے بھرتا تھا یہ تھے ”مولانا و سیدنا، و امیر المومنین و امام المسلمین و خلیفہ رب العالمین قدوة المشارق و المعارب المصف علی الذروة العلیا ابن لوی ابن غالب“ سلاطین روم مصر اور شام کو صرف سلطان فلاں ابن فلاں سے خط و کتابت میں مخاطب کرتا تھا اور کوئی غلط نہیں ہوتے تھے۔ فرامن جو اپنے قلمرو میں حکام کے نام لکھتا تھا اس کی پیشانی پر ”النصرة من الله وحده“ لکھا کرتا تھا اور جب سلطان ہندوستان سے واپس آیا تھا تو خیفہ نے اپنے فرمان عالی شان میں ”الجناب الرفیع الخاقانی“ کے موقر الفاظ سے مخاطب کیا تھا۔

اس پر سلطان نے دربار خلافت میں اس قسم کا خطاب عطا ہوئے کی درخواست کی، جواب دیا کہ بڑے حکمرانوں کو یہ خطاب دیئے جاتے ہیں۔ پھر جب دربار خلافت سے خلعت آئی تو سلطان نے حد سے زیادہ الحاج و منت کی تو ”الجناب العالی الشاہستانی“ کے خطاب سے مخطوب کیا گیا۔

تاتاری طوفان کی تیزی: قصہ مختصر جنگ آمد کے بعد تاتاری طوفان کے نواح آمد میں پھیل گیا ارزن، سیافارقین اور سرے دیار بکرتارج اور ویران و برباد کیا پانچ دن کے محاصرہ کے بعد لڑکر شہر اسر د کو فتح کیا۔ کئی دن تک قتل عام کا سلسلہ جاری رہا۔ ماردین پر حملہ کیا۔ اہل ماردین نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا لوٹ مار کرتے نصیبین پہنچے۔ نصیبین کے نواح کو بھی اپنی تباہی کا نشانہ بنایا۔ نصیبین سے فارغ ہو کر سنجا، خابور، تدریس اور صوبہ خلاط کو بھی وغارت کر کے چنیل میدان بنادیا۔

انہیں تاتاریوں کا ایک گروپ آذربائیجان سے صوبہ ارمل کی طرف قتل و غارت کرتا ہوا بڑھا اور ترکان ایوانیسہ اور کراڈ جوزقان کی طرف وکر گزار۔ ان لوگوں نے تاتاریوں کا تلواروں، ڈھانوں سے استقبال کیا۔ لوٹ لیا قتل کیا، مظفر الدین دلی ارمل بھی والی موصل سے امداد حاصل کر کے تاتاری لشکروں کی پکڑ دھکڑ کو نکل۔ لیکن وہ زیادہ دور نکل گئے تھے ہاتھ نہ آئے واپس آیا۔ واللہ وارث الارض و من علیہا و ہو خیر الوارثین۔

جلال الدین کے لشکر کا حال: ..... سلطان جلال الدین منکبرس کے قتل کے بعد اس کا لشکر متفرق ہو گیا اور پریشان حال کیقباد (ہدشہ روم) کے پاس پہنچا۔ کیقباد نے ان کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ ۶۳۳ء میں کیقباد نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا غیاث الدین کسیر و تخت حکومت پر متمکن ہو۔ اس کو ان کی طرف سے شبہ پیدا ہو گیا تو اس نے ان کے سردار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، باقی بھاگ گئے۔ جس طرف سے گزرے اور جہاں پہنچے لوٹ مار کی بستیوں کو اجاڑ ڈالا اسی حالت پر ایک مدت تک قائم رہے۔

نجم الدین ایوب کا قیدیوں کو اپنی فوج میں شامل کرنا: ..... اس کے بعد الملک الصالح نجم الدین ایوب بن الملک الکامل نے جو اپنے باپ کی طرف سے بلاد شرقیہ حران، کیفا اور آمد کا حکمران تھا۔ اپنے والد بزرگ سے اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کو اپنی فوج میں شامل کر لیا جیسا کہ آگے ہم بنوا یوب کے حالات میں تحریر کریں گے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ولی التوفیق بمنہ و فضلہ۔

## جلد ششم کا حصہ اول مکمل ہوا



# تاریخ ابن خلدون

جلد ششم

حصه دوم



## پہلا باب

شام میں بنو تنش کی سلطنت و حکومت: ہم اس سے پہلے سلجوقی حکمرانوں کے ابتدائی دور میں شام پر قبضے کے حالات لکھ چکے ہیں۔ سلطان ملک شاہ کے ایک گورنر آتسز بن ارقی الخوارزمی نے فلسطین پر حملہ کر کے ”رمہ“ اور بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تھا پھر اس نے ان علاقوں سے خلافت فاطمیہ کو ختم کر کے انھیں عباسی خلافت کے زیر کنٹرول کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ۴۶۳ھ میں دمشق کا محاصرہ کیا اور کئی بار محاصرہ کرنے کے بعد بالآخر ۴۶۸ھ میں دمشق پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے ۴۶۹ھ میں مصر پر حملہ کیا اور کچھ عرصے محاصرہ کئے رہا، مگر بعد میں واپس آ گیا۔

تنش کا دمشق پر قبضہ: سلطان الپ ارسلان کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا سلطان ملک شاہ ۴۶۵ھ میں حکمران بنا، اس نے اپنے بھائی کو شام اور اس کے محققہ علاقوں کی حکومت دے کر ۴۷۰ھ سے اسے ان سب علاقوں پر قبضہ کرنے کا اختیار بھی دے دیا چنانچہ اس نے حسب پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔

اس دوران مصری سپہ سالار ہداجمائی نے دمشق کے محاصرے کے لئے اپنی فوجیں بھیج دی تھیں۔ اور دمشق پر آتسز کا قبضہ تھا، آتسز نے تاج الدولہ تنش سے مدد مانگی تو وہ اس کی مدد کے لئے فوج لے کر نکلا، ادھر مصر کی فوجیں رک گئیں، اس کے بعد آتسز دمشق سے تنش سے ملاقات کے لئے آیا مگر تنش نے اسے اپنی اطاعت میں تاخیر اور تامل کرنے پر ملامت کی اور پھر قتل کر دیا، چنانچہ اس کے بعد تنش نے خود ہی دمشق پر قبضہ کر لیا۔ (جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے)

حلب پر خونریز جنگ: اس کے بعد سلیمان بن قطلش نے ”اطلاکیہ“ پر قبضہ کر لیا اور وہاں مسلم بن قریش کو قتل کر کے حلب پر حملہ کیا اور قبضہ کر لیا۔ تنش کو قبضے کی اطلاع ملی تو وہ فوج لے کر حلب پہنچ گیا جہاں دونوں فوجوں کی خونریز جنگ ہوئی اور سلیمان بن قطلش اسی جنگ میں ۴۷۹ھ میں مارا گیا، پھر سلطان ملک خود فوج کے ساتھ حلب آیا اور شہر فتح کر لیا، پھر اس کی حکومت قسیم الدولہ آقسقر کو دی جو کہ سلطان نور الدین العادل زنگی کا دادا تھا۔

مصر پر قبضہ کا پروگرام: اس کے بعد سلطان ملک شاہ ۴۸۴ھ میں بغداد پہنچا جہاں دمشق سے اس کا بھائی تاج الدولہ تنش، حسب کا حکمران قسیم الدولہ آقسقر اور رہا کا حکمران بوزان اس کے پاس پہنچے۔ پھر جب وہ اپنے علاقوں کی طرف جانے لگے تو ملک شاہ نے آقسقر اور بوزان کو حکم دیا کہ وہ دونوں تنش کی فوج کے ساتھ مل کر شام کے ماضی علاقے فتح کرنے کیلئے چلے جائیں اور پھر سب مل کر خلافت فاطمیہ کے حکمران مستنصر کے قبضے سے مصر کو چھین لیں اور وہاں سے فاطمی سلطنت کا نام و نشان مٹا دیں۔

چنانچہ یہ سب چلے اور اس دوران تنش نے حمص شہر کو ابن ملعب کے قبضے سے جنگ کر کے چھین لیا، اور ایک فاطمی گورنر نے اس سے پناہ حاصل کر کے اسیہ کا عقد اس کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد اس نے طرابلس کا محاصرہ کیا وہاں جلال الدین عمار نامی شخص حکمران تھا، اس نے آقسقر کو پیسے دے کر اس بات پر تیار کیا کہ وہ تنش کے ہاں اس کی سفارش کرے، مگر اس نے سفارش نہیں کی لہذا وہ غصہ ہو کر وہاں سے چلا گیا اور یہاں کے لوگ جبہ کی طرف بھاگ گئے اور ان کی حکومت ختم ہو گئی۔

سلطان ملک شاہ کی وفات اور بادشاہت کا جھگڑا: ۴۸۵ھ میں سلطان ملک شاہ کا بغداد میں انتقال ہو گیا۔ اس کے انتقال سے پہلے تنش اس سے ملاقات کے لئے دمشق سے بغداد روانہ ہوا تھا، مگر راستے میں ہی اسے ملک شاہ کے مرنے کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ملک شاہ کے بیٹے محمود اور برکیہ روق بادشاہت کے لئے لڑ رہے ہیں، چنانچہ اس صورت حال میں اس نے خود بادشاہ بننے کا عزم کر لیا، اور یہی مقصد لئے وہ دوبارہ

و مشق پہنچ۔

پھر نہ مہم فوجوں کو، لٹھا کر کے انہیں خوب مال و دولت دیا اور پھر حلب پہنچ گیا آقسقر نے اس کے ساتھ وفاداری کا ظہر کیا۔ یونہی ملک شاہ کے بیٹے مسن تھے، اور ان کے درمیان جھگڑا بھی تھا، آقسقر نے انطاکیہ کے حکمران اور رہا کے حاکم بوزان کو بھی تیش کی اطاعت اور وفاداری کا مشورہ دیا۔

حاکم موصل کی شکست: ... اس کے بعد ان سب نے اپنی فوجیں لے کر ماہ محرم ۴۵۶ھ میں پیش قدمی کی اور ”رہبہ“ کا محاصرہ کر کے سے فتح کر لیا، وہاں تیش نے خطبہ دیتے ہوئے اپنی بادشاہت کا اعلان کیا اور پھر نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا اور وہاں خوب لوٹ مار مچائی، اور پھر محمد بن مسلم بن قریش کو وہاں کا گورنر بن کر موصل کی جانب روانہ ہو گیا۔ وہاں ابراہیم بن قریش بن بدران حکومت کر رہا تھا، اس نے اسے پیغ بھیجی کہ وہ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھائے مگر ابراہیم نے انکار کر دیا اور تیس ہزار فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے آ گیا، سلطان تیش کی فوج دس ہزار تھی چنانچہ موصل سے نوائی مدد تے ”انصاف“ پر دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی، جس میں ابراہیم کو شکست ہوئی اور وہ قتل ہو گیا۔ سلطان نے پھر قتل عام کا حکم دے دیا۔ چنانچہ بے شمار عرب امراء قتل کر دیا گیا، اس کے بعد سلطان تیش نے دار الخلافہ بغداد یہ پیغام بھیجا کہ اس کی بادشاہت تسیم کی جائے اور خطبہ پڑھا جائے مگر زبانی وعدے کر کے اسے ٹر خا دیا گیا۔

آذربائیجان میں تیش کی شکست: اس کے بعد سلطان تیش ”دیار بکر“ کی جانب روانہ ہوا اور ان علاقوں کو فتح کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۶۵ھ کا ہے۔ پھر اس نے آذربائیجان کی طرف پیش قدمی کی مگر اس دوران ملک شاد کا بیٹا برکیاروق ”رے“، ”ہمدان“ اور ”کوہستان“ کے کٹر عداوتوں پر قبضہ کر چکا تھا، اس لئے وہ اپنے علاقوں کے دفاع کے لئے اس کے مقابلے پر آیا، جب دونوں کی فوجیں ایک دوسرے کے قریب پہنچیں تو آقسقر اور بوزان اپنی اپنی فوج سمیت برکیاروق سے مل گئے اور سلطان تیش شکست کھا کر بھاگ گیا۔

آقسقر کا قتل: ... تیش نے شام پہنچ کر اپنی فوجی طاقت کو جمع کیا اور سارے لشکر کو لے کر آقسقر سے جنگ کرنے کے لئے حلب پہنچا، آقسقر مقابلے کے لئے آیا، اس کی مدد کے لئے بوزان اور موصل کے حاکم کر بوقا کے لشکر بھی آئے ہوئے تھے۔ سلطان تیش نے حلب سے چھ فرسخ کے فاصلے پر ان سب سے جنگ لڑی اور ان کو شکست دے کر آقسقر کو گرفتار کر لیا۔ پھر سلطان نے آقسقر کو قتل کر دیا۔

بوزان کا قتل: ... جنگ کے بعد کر بوقا اور بوزان حلب کے قلعے میں محصور ہو گئے مگر سلطان تیش نے اس کا محاصرہ کر کے قلعہ بھی فتح کر لیا اور ان دونوں کو گرفتار کر کے ”حران“ اور ”رہا“ کی عوام کو اپنی اطاعت کا حکم دیا مگر انہوں نے انکار کر دیا لہذا اس نے بوزان کو قتل کر دیا، و کر بوقا کو ”حمص“ میں قید کر دیا۔

اس کے بعد سلطان ”جزیرے“ کی طرف گیا اور وہاں پورا علاقہ فتح کر لیا اور وہاں سے ”دیار بکر“ اور ”خلاط“ سے ہوتا ہو ”آذربائیجان“ پہنچا اور وہاں سے ”ہمدان“ اور دوبارہ بغداد پیغام بھیجا کہ اس کی بادشاہت کا خطبہ پڑھا جائے۔

برکیاروق کی شکست: ... اس دوران برکیاروق ”نصیبین“ میں تھا۔ یہ خبر سن کر وہ دریائے دجلہ عبور کر کے ”اربل“ پہنچا اور وہاں سے سرخاب بن بدر کے علاقے میں پہنچ گیا۔ مگر اس دوران سلطان تیش کا کمانڈر امیر یعقوب بن ارتق فوج لے کر پہنچا اور برکیاروق کو شکست دی چنانچہ وہ ”اصفہان“ بھاگ گیا۔ سلطان تیش نے یوسف بن ارتق ترکمانی کو بغداد بھیجا تھا مگر وہ وہاں نہیں گیا اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں قتل و غارتگری کرنے لگا پھر جب اسے سلطان تیش کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو ”حلب“ واپس آ گیا۔

یہ سارے واقعات سلجوقی سلطنت کے تذکرے میں تحریر کئے جا چکے ہیں۔ ہم نے یہاں اس کا ذکر اس لئے کیا کہ سلطان تیش کے بیٹوں نے شام میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی تاکہ آنے والے واقعات کے لئے یہ تذکرہ تمہید کا کام دے سکے۔

سلطان تیش کا قتل: جب برکیاروق اپنے چچا سلطان تیش سے شکست کھا کر ”اصفہان“ بھاگ گیا تو سلطان محمود و اس کے رکان حکومت

نے اسے پناہ دی، مگر آپس میں اس کے قتل کا مشورہ کرتے رہے، چونکہ سلطان محمود بیمار تھا اس لئے یہ فیصلہ ہوا کہ سلطان محمود کے صحت مند ہونے تک سے نہ راجا جائے لیکن خطرہ یہ ہوا کہ شاید سلطان محمود مر جائے گا لہذا ان سب نے برکیاروق کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ادھر سلطان تیش ”رے“ سے واپس آیا اور ”اصفہان“ کے حکمران کو اپنی بادشاہت تسلیم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے برکیاروق کی اطاعت سے منحرف ہونے کا اعلان کر دیا مگر اس دوران برکیاروق تندرست ہو گیا اور فوجیں لے کر ”رے“ کی طرف بڑھا۔ چنانچہ جنگ ہوئی اور تیش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی مگر تیش ثابت قدمی سے جنگ لڑتا رہا پھر اسے آقسقر کے کسی ساتھی نے اپنے امیر کے قتل کے انتقام میں قتل کر دیا اور یوں برکیاروق کے لئے میدان صاف ہو گیا۔

رضوان بن تیش کی حکومت: جس وقت سلطان تیش ”حلب“ سے روانہ ہوا تھا تو اس نے وہاں ابوالقاسم حسن بن علی الخوارزمی کو اپنا چائین بن کر قلعہ حلب بھی اس کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر جنگ سے پہلے اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی کہ وہ اس کے بیٹے رضوان کی اطاعت کریں۔ اور اپنے بیٹے کو لکھا کہ بغداد چلا جائے اور دار السلطنت میں جا کر قیام کرے، لہذا ابوالغازی بن ارقم کے ساتھ جسے اس کے باپ نے وہاں چھوڑا ہوا تھا۔ روانہ ہوا، اس کے ساتھ محمد بن صالح بن مرداس اور (دوسرے بے شمار) لوگ بھی تھے۔ جب یہ ہیت پہنچا تو اسے تیش کے قتل کی خبر ملی تو یہ ”حلب“ بوٹ آیا، اس کے ساتھ دونوں ننھے شہزادے ابوطالب اور بہرام اور ان کی ماں بھی تھی۔ اس کے ساتھ جناح الدولہ حسین ۲ بن اسدکنین نے نکاح کیا ہوا تھا اور جنگ کے بعد یہ وہاں پہنچ گیا تھا۔

ابوالقاسم کی بغاوت: جب یہ سب حلب پہنچے تو ابوالقاسم باغی ہو گیا اور قلعے کے دروازے بند کر لئے۔ اسکی فوج میں شمالی افریقہ کے سپاہی بہت زیادہ تھے، جنہیں جناح الدولہ نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا لہذا انہوں نے رات کے وقت قلعے کے اندر بغاوت کر دی اور سلطان رضوان کے حق میں نعرے لگا کر ابوالقاسم کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن سلطان رضوان نے اس سے پناہ لے لی۔ اس کے بعد ”حلب“ کے پورے علاقے میں اس کی بادشاہت اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور جناح الدولہ سلطنت کا انتظام سنبھالنے لگا اور وہ ایک اچھا منتظم ثابت ہوا۔

رضوان کی فوجی کارروائیاں: ”ابطاکیہ“ کے گورنر باغیسیان بن محمد ترکمانی نے پہلے تو مخالفت کی مگر بعد میں اطاعت قبول کر لی اور پھر سلطان کو مشورہ دیا کہ وہ ”دیار بکر“ کا رخ کرے اور اس کے ساتھ وہاں خود بھی گیا، چنانچہ ان تمام علاقوں کے وہ حکمران ان کے پاس آ گئے جو سلطان تیش کے ماتحت تھے۔

اس کے بعد انہوں نے سروج کا رخ کیا مگر ان سے پہلے وہاں سقمان بن ارقم پہنچ کر قبضہ کر چکا تھا اس لئے وہ ”رہا“ پہنچے جہاں رومیوں کی طرف سے ”فارقلیط“ نامی شخص گورنر تھا اور وہ بوزان کی طرف سے اس علاقے کا حاکم تھا چنانچہ وہ قلعے میں محصور ہو کر مقابلے کرتا رہا مگر آخر کار اسے شکست ہو گئی اور سلطان رضوان کامیاب ہو گیا۔

پھر غیسیان نے یہ قلعہ مانگ لیا۔ اس سے جناح الدولہ کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تو وہ ”حلب“ چلا گیا۔ ادھر رضوان اور اس کے امراء بھی واپس آ گئے۔ (اور باغیسیان نے اس قلعے پر قبضہ کر لیا) پھر باغیسیان ”حران“ کی طرف روانہ ہوا جس کا حاکم قریب تھا چنانچہ بعض اہل ”حران“ نے خفیہ طور پر اس کی اطاعت کا وعدہ کر لیا مگر اس کی اطلاع قریب کوئل گئی اور اس نے اس سازش کا الزام اپنے امیر ابن المفتی پر لگا دیا۔

ابن المفتی پر سلطان تیش شہر کی حفاظت کے سلسلے میں اعتماد کیا کرتا تھا لہذا قریب نے اسے اور اس کے بھتیجے کو قتل کر دیا، ادھر باغیسیان ابوالقاسم خوارزمی کوے کرانطا کیہ چلا گیا اور سلطان رضوان اپنے دار الحکومت حلب پہنچ گیا۔

یوسف کا قتل: رضوان کا ایک رکن سلطنت یوسف بن ارقم خوارزمی تھا جسے سلطان تیش نے بغداد بھیجا تھا، ایک شخص ۳ اس سے دشمنی رکھتا تھا،

۱ بریکیٹ کی عبارت کامل ابن اثیر صفحہ ۲۳۶ جلد ۱۰ سے لکھی گئی ہے جبکہ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ ۲ ہمارے پاس موجود نسخے میں حسین لکھا ہے جبکہ دوسرے نسخوں میں حسن تحریر ہے (ثناء اللہ محمود) ۳ اس شخص کا نام ابن تھار دیکھئے کامل ابن اثیر صفحہ نمبر ۲۵۵ جلد ۱۰ (ثناء اللہ محمود)



وہ رضوان کے وزیر اور منتظم جناح الدولہ کے پاس آیا اور اس نے یوسف بن ارتق پر یہ الزام لگایا کہ یہ باغیسیان سے مل کر ”حب“ میں بغاوت کی سازش کر رہا ہے، اس پر جناح الدولہ نے اسے یوسف کے قتل پر مامور کر دیا اور مالی امداد بھی دی۔ چنانچہ یوسف اپنے گھر میں محصور ہو گیا مگر اس سیدہ بخت نے اسے قتل کر کے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا۔

یوسف کے قاتل کا قتل۔ اس کے بعد اس شخص نے خود مختار حاکم بننے کی کوشش کی اور جناح الدولہ کو فریب دینے کے لئے یہ طلاع دی کہ رضوان نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ جناح الدولہ ”حمص“ بھاگ گیا اور یہ شخص خود مختار حاکم بن گیا۔

حمص میں جناح الدولہ کی جاگیر تھی۔ اس کے بعد ۳۸۹ھ میں رضوان اس شخص کا مخالف ہو گیا اور اس کی گرفتاری کا حکم دیا مگر یہ روپوش ہو گیا۔ سلطان کے حکم پر اس کی جائداد ضبط کر لی گئی۔ چند دنوں کے بعد یہ بھی پکڑا گیا اور سزاؤں کے مختلف مراحل سے گزرا اور آخر میں اسے اور اس کی اولاد کو قتل کر دیا گیا۔

دقاق بن تیش: سلطان تیش نے اپنے دوسرے بیٹے دقاق کو اپنے بھائی سلطان ملک شاہ کے پاس بغداد بھیج دیا تھا جہاں وہ سلطان ملک شاہ کی وفات تک رہتا رہا، پھر ملک شاہ کے بیٹے محمود اور اس کی والدہ جلالیہ خاتون کے ساتھ اصفہان چلا گیا اور وہاں سے چھپ کر برکیہ روق کے پاس گیا اور پھر وہاں سے اپنے والد کے پاس پہنچ گیا۔ اور اس کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا جس میں سلطان تیش قتل ہو گیا تھا۔ جب اس کا باپ سلطان تیش قتل ہو گیا تو اس کا ایک آزاد کردہ غلام استکین دقاق کو ”حلب“ لے گیا، چنانچہ وہ اپنے بھائی رضوان کے ساتھ مقیم ہو گیا۔

دمشق کے قلعے میں سلطان تیش کا ایک غلام سعاد تکین رہتا تھا، اسے تیش نے اپنی وفات سے پہلے وہاں کا حاکم بنایا تھا اس نے دقاق کو پیغام بھیجا کہ وہ بادشاہت کا دعویٰ کر دے۔ لہذا دقاق اس کے پاس چلا گیا۔ رضوان نے اس کے تعاقب میں سپاہیوں کو بھیجی مگر وہ گرفتار نہ ہو سکا۔

دقاق کا دمشق پر قبضہ:..... دقاق ”حلب“ سے فرار ہو کر دمشق پہنچ گیا۔ انطاکیہ کے حاکم باغیسیان نے بھی اسے خط لکھ کر وہ رضوان کے مقابلے میں دمشق کا خود مختار بادشاہ بن جائے، اس دوران سلطان تیش کے خواص کے ایک گروپ کو لے کر معتمد الدولہ طفلیکین بھی دمشق پہنچ گیا۔ وہ اس جنگ میں شریک تھا اور قید ہو گیا تھا چنانچہ رہائی پانے کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دمشق چلا آیا۔ دقاق نے اس سے ملاقات کی اور اسے اپنے نظم حکومت کا مختار بنادیا، اس نے سعاد تکین کے خلاف سازش کی اور اسے مروادیا۔

اس دوران انطاکیہ سے باغیسیان اور ابوالقاسم خوارزمی بھی وہاں آ گئے۔ دقاق نے ان دونوں کی بہت عزت کی اور خوارزمی کو اپنا وزیر بنایا اور اس کی رائے کے مطابق حکومت کرنے لگا۔

رضوان اور دقاق کی جنگ: رضوان کو جب یہ پتہ چلا کہ دقاق دمشق پر قابض ہو گیا ہے تو اس نے دمشق سے اس کا قبضہ ختم کرانے کے لئے پیش قدمی کی اور دمشق پہنچ کر جنگ میں اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، چنانچہ وہ ماس کی طرف لوٹ گیا اور وہاں سے حراس کی طرف گیا مگر وہاں بھی اسے ناکامی ہوئی، لہذا چپ چاپ ”حلب“ واپس آ گیا۔

دھر باغیسیان نے ”جو کہ رضوان کے بجائے دقاق کا حمایتی بن گیا تھا“ دقاق کو مشورہ دے کر تیار کر دیا کہ وہ اپنے بھائی کے خلاف فوج لے کر ”حلب“ جائے چنانچہ دقاق روانہ ہو گیا۔

دقاق کی شکست: رضوان نے دقاق کی آمد کا سن کر صفوان سے مدد مانگی تاکہ وہ سروج سے ترکمانی قبائل کے جنگجو بھیج دے، چنانچہ جب دونوں فوجوں کی قسریں نامی مقام پر جنگ ہوئی تو دقاق کو شکست ہو گئی، اور اس کے علاقے کو لوٹ لیا گیا۔ اس کے بعد رضوان ”حب“ واپس آ گیا اور پھر لوگوں نے دونوں بھائیوں کی صلح کرانے کی کوشش کی۔ طے یہ پایا کہ دمشق اور انطاکیہ کی مساجد میں دقاق کے نام سے پہلے رضوان کا نام بھی بادشاہ کے طور پر لیا جائے چنانچہ صلح ہو گئی۔

جب جناح الدولہ باغیسیان کے ساتھ اختلاف کی وجہ سے ”حلب“ چھوڑ کر حمص چلا گیا تو باغیسیان نے رضوان کے پاس پہنچ کر اس سے صلح کر لی۔

فاطمی خلیفہ کی اطاعت۔ کچھ عرصے کے بعد فاطمی خلیفہ المستعلی کا رضوان کے نام پیغام آیا کہ وہ اس کے بھائی کے خلاف مدد کرنے کو تیار ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ رضوان کی سلطنت میں فاطمی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ ادھر رضوان کے چند ساتھیوں نے اسے فاطمی مسلک کے صحیح ہونے کا یقین درایا تو اس نے فاطمی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دے دیا۔ البتہ اٹلا کیہ، معرہ اور قلندہ ”حلب“ اس حکم میں شامل نہیں تھے۔

انطاکیہ پر انگریزوں کا قبضہ: اس حکم کے دو مہینے بعد نروج کا حاکم سقمان اور انطاکیہ کا حاکم باغیسیان اس کے پاس آئے، انہیں آئے ہوئے تین دن بھی نہیں ہوئے تھے کہ دوسری طرف سے اہل یورپ (انگریز) انطاکیہ پہنچ گئے اور شہر کا محاصرہ کرنے کے بعد اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے حاکم کو بھی قتل کر دیا۔

حاکم ”رحبہ“ عفا نمار:..... ”رحبہ“ کا علاقہ کر بوقا کے قبضے میں تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو سلطان الپ ارسلان کا غلام عفا نمار اس پر قبضہ ہو گیا، لہذا دقاق بن تمش اور اس کے نائب طغرکین نے ۴۹۵ھ میں اس پر حملہ کیا اور چند دن محاصرہ کئے رکھا لیکن انہیں ناکامی ہوئی لہذا واپس آ گئے۔ ۴۹۶ھ میں عفا نمار کا انتقال ہو گیا۔ اور ایک ترک غلام اس کے بعد حاکم بنا، مگر اس نے ظلم کرنا شروع کر دیا، شہر کے معزز لوگوں کو قتل کیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور فوج کے ایک بڑے گروپ کو فوج سے نکال دیا اور باقیوں کو ملازم رکھ لیا اور مساجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوانا شروع کر دیا۔

دقاق کا ”رحبہ“ پر قبضہ: دقاق نے جب ”رحبہ“ کی یہ صورتحال دیکھی تو فوج لے کر اس پر چڑھائی کر دی اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس غلام نے پہلے تو مقابلہ کیا مگر بعد میں امان مانگ لی لہذا دقاق نے اسے جاگیر دے کر رخصت کر دیا، اور خود رحبہ پر قابض ہو گیا دقاق نے رحبہ کے باشندوں کے ہاتھ اچھا سلوک کیا اور کچھ عرصہ بعد اپنا ایک نائب وہاں چھوڑ کر دمشق چلا گیا۔

دقاق کی وفات اور تونناش کی حکومت: دقاق کا ۴۹۷ھ میں انتقال ہو گیا اور اس کا نائب طغرکین اس کے بعد حاکم بنا، ایک سال تک تو اس نے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا مگر پھر اپنے نام کا خطبہ منسوخ کر کے دقاق کے بھائی تونناش کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ وہ ایک نابالغ لڑکا تھا، اس کی والدہ نے اسے طغرکین کی طرف سے خوف زدہ کر دیا۔ کیونکہ اس کا خیال یہ تھا کہ چونکہ طغرکین نے دقاق کی والدہ سے شادی کر رکھی تھی لہذا وہ دقاق کے بیٹے کی طرف زیادہ مائل ہے، اس لئے تونناش ماہ صفر ۴۹۸ھ میں دمشق سے بعلبک کی طرف بھاگ گیا، جہاں اس کے ساتھ بصرہ کا حاکم اتکین حلبی بھی مل گیا چنانچہ دونوں نے انگریز حاکم سے خط و کتابت کی، انگریز حاکم نے وعدہ تو کیا مگر وفانہ کیا لہذا تونناش نے رحبہ پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا۔

طغرکین کی مستقل حکومت: بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ تونناش وہاں سے بھاگ کر اپنے قلعوں میں مقیم ہو گیا تھا، بہر حال اس دوران طغرکین دقاق کے کم سن بیٹے کو حاکم بنا کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا، اور حکومت پر خود قابض ہو گیا چونکہ رعایا سے اچھا سلوک کرتا تھا اس لئے اس کی حکومت مستقل ہو گئی۔

طغرکین اور انگریزوں کی جنگ: انگریزوں کا ایک فوجی دستہ دمشق کے قریب پہنچا اور وہاں قتل و غارت شروع کر دی چنانچہ طغرکین اس کے مقابلے کے لئے فوج جمع کر کے میدان میں آ گیا۔ ادھر حاکم بیت المقدس اور عکا کا انگریز حاکم بھی مدد کے لئے فوج لے کر پہنچ گیا۔ طغرکین نے انگریزوں سے جنگ لڑ کر پہلے تو انہیں ان کے قلعے میں محصور کر دیا اور پھر اس قلعے کا محاصرہ کر کے تلوار کے زور سے اس پر قبضہ کر لیا، اور قلعے والوں کو ملیامیٹ کر کے ایک بڑی تعداد کو گرفتار کر کے کامیابی کے ساتھ دمشق واپس چلا گیا۔ شام کے ایک قلعے ”رمسہ“ پر بھی انگریزوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ طغرکین نے وہاں پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور انگریز باشندوں کو قتل کر کے اسے ویران کر دیا۔

چکر مش اور رضوان سلطان رضوان نے بھی انگریزوں کی مرمت کرنے کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لئے آس پاس کے حاکم کو صوبہ کر لیا،

چنانچہ ابی بن ارسلان اور ابوالغازی ۱ ابن ارقم مشورے کے لئے اس کے پاس آئے، ابی بن ارسلان موصل کے حکم چکر مش کا ہم زلف و رنج کا حامی تھا، ابوالغازی نے مشورہ دیا کہ وہ چکر مش کے علاقوں میں چلا جائے تاکہ اسی کی فوج اور مال بڑھ جائے، اس رائے سے ابی نے بھی اتفاق کیا چنانچہ سب مل کر نصیبین کی طرف چلے اور ماہ رمضان ۴۹۹ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

وہاں چکر مش کی طرف سے دو گران مقرر تھے، یہ محاصرہ بہت شدید ہو گیا تھا مگر ابی بن ارسلان تیر لگنے سے زخمی ہو گیا ہذا وہ رنج چلا گیا اور دیہاتی موصل بھاگ گئے۔

چکر مش سے صلح کرنے کا مشورہ: چکر مش نے شہر کے باہر پڑاؤ ڈالے جنگ کا پلان بنا رہا تھا، مگر اس نے فوج کے کماندروں سے خط و کتابت کی اور انہیں رضوان لے خلاف بھڑکایا اور اس کے ساتھیوں کو بھی حکم دیا کہ وہ چکر مش کی اطاعت کرے اور صلح کرے، ایسا ہی ایک پیغام اس نے سلطان رضوان کو بھی بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ انہیں جس قدر مدد کی ضرورت ہے وہ مہیا کرے گا بشرطیکہ کہ ابوالغازی کو گرفتار کر دیا جائے۔

ابوالغازی کی صلح کی مخالفت: رضوان نے یہ پیغام سن کر ابوالغازی کو بلا کر کہا کہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت چکر مش سے صلح کر دی جائے تاکہ ہمیں انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے میں مدد مل سکے اور اس طرح مسلمان بھی متحد ہو جائیں گے، مگر ابوالغازی نے اس تجویز سے ختلاف کیا، ہذا اسے گرفتار کر کے قید کر دیا گیا، اس وجہ سے ترکمانی فوج بگڑ گئی اور اس نے شہر پناہ کے قریب جا کر رضوان کی فوجوں سے جنگ شروع کر دی، رضوان نے ابوالغازی کو امداد کے لئے نصیبین بھیج دیا مگر ترکمانی فوج ان سے علیحدہ ہو کر لوٹ مار کرنے لگی۔ یہ صورت حال دیکھ کر رضوان فوراً ”حب“ واپس چلا گیا۔

چکر مش سے صلح: ... چکر مش کو یہ خبر تل بعفر میں ملی، اس وقت وہ جنگ کا ارادہ کر رہا تھا مگر یہ خبر سن کر وہ سنجار چلا گیا، اس کے بعد رضوان نے اسے وعدہ پورا کرنے کے لئے خط لکھا مگر اس نے وعدہ پورا نہیں کیا۔ بلکہ اپنے ہم زلف ابی ارسلان کے پاس سنجار چلا گیا، ابی تیر لگنے کی وجہ سے زخمی پڑا ہوا تھا، وہ اسی زخمی حالت میں استقبال کے لئے آیا اور اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کیا اور معافی مانگ لی، چکر مش نے اسے معاف کر دیا اور واپس سنجار بھیج دیا جہاں ”ابی“ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد شہر سے ابی کا چچا نکل کر آیا اور اس نے چکر مش سے صلح کر لی، اور پھر چکر مش موصل چلا گیا۔

ابن ملایک کا افامیہ پر قبضہ: خلف بن ملایک کلابی حمص میں تھا اور تاج الدولہ تیش کے ماتحت تھا اس لئے وہ مصر جا کر مقیم ہو گیا، پھر افامیہ کے حکم نے فاطمی خلیفہ کی اطاعت کا ارادہ کیا تو اس نے ابن ملایک کو وہاں بھیج دیا چنانچہ اس نے وہاں قبضہ کر کے فاطمی خلافت سے سرکشی اختیار کر دی، اور حبیب کہ حمص میں اس کے طور طریقے تھے یہاں بھی اس نے رہنمائی شروع کر دی۔

ابن ملایک کے قتل کی سازش: جب انگریزوں نے ”سرمیر“ پر قبضہ کیا تو وہاں کا حاکم ابن ملایک کے پاس چلا گیا یہ رافضی تھا اس نے رافضیوں کے رہنما ابن اظہر الصانع سے چپکے چپکے خط و کتابت شروع کر دی وہ رضوان کا ساتھی تھا، چنانچہ قاضی نے اس کے ساتھ ملکر ابن ملایک کو قتل کرنے کا پروگرام بنالیا، ابن ملایک کو اس کی سن گن مل گئی مگر قاضی نے اس بات کو جھٹلا کر اسے منظمین کر دیا اور در پردہ ابن اظہر الصانع کے ذریعے ایک فوج تیار کر لی اور یہ فوج ان لوگوں پر مشتمل تھی جو ابن ملایک کے پاس پناہ لینے آئے تھے اسے اپنے گھوڑے اور ہتھیار دے دیئے اور اس کے ساتھ مل کر کفر کے خلاف جہاد کرتے تھے، ابن ملایک نے انہیں افامیہ کے مضافات میں ٹھہرایا ہوا تھا۔

ابن ملایک کا قتل: ایک رات اسی قاضی نے انہیں اور ”سرمیر“ والوں کو شہر کے اندر بلا کر چھپا دیا اور اچانک حملہ کر کے ابن ملایک کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ اس کا ایک بیٹ بھی مارا گیا اور دوسرا بیٹا بھاگ کر شیراز کے حاکم ابوالحسن کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے بعد ابن اظہر الصانع حب سے قاضی کے پاس آیا اور اسے شہر سے نکال کر افامیہ پر خود قابض ہو گیا۔

افامیہ پر انگریزوں کا قبضہ: ابن ملاعب کا ایک بیٹا طغرکین کے پاس بھی تھا، اسے اس نے ایک قلعہ کا محافظ بنا رکھا تھا اس نے وہ بہت نقصان دہ تھا، چنانچہ جب طغرکین نے اس کو بلوایا تو آنے کے بجائے انگریزوں کے پاس بھاگ گیا اور انھیں افامیہ فتح کرنے پر تیار کر دیا، اس نے انگریزوں کو افامیہ کے خفیہ مقامات اور راستوں کا بھی بتا دیا اور کہا کہ وہاں کھانے پینے کی چیزیں نایاب ہیں، چنانچہ انگریزوں نے افامیہ کا محاصرہ کر دیا اور ایک مہینے کے محاصرے کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا، اس کے قاضی اور صالح دونوں کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۴۹۹ھ کا ہے۔

بعض مؤرخین کا کہنا یہ ہے کہ الصالح کو ابن بدیع اور سلطان تیش نے قتل کر دیا تھا، لیکن ان دونوں روایتوں میں اصح روایت کا علم نہیں، اس کے بعد اٹھائیہ کے انگریز حکمران نے طویل محاصرے کے بعد ”الامارہ“ نامی قلعہ بھی فتح کر لیا پھر صیج اور بابس کے باشندے وہاں سے ہجرت کر کے ان دونوں شہروں کو خالی کر گئے۔

مسلمان ریاستوں پر ٹیکس کا اجراء: انگریزوں نے شام کے اہم علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا، اس لئے انھوں نے مسلمانوں کے شہروں، درختوں پر ٹیکس عائد کر دیا، اور یہاں کے مسلم حکام انھیں ٹیکس ادا کرنے لگے، چنانچہ حاکم حلب، رضوان تیش کے ذمہ تیس ہزار دینر ٹیکس مقرر ہو ”صور“ کے علاقے پر سات ہزار، شیراز کے حکم ابن منقذ پر چار ہزار دینار اور حماہ کے شہر پر دو ہزار دینار ٹیکس لگایا گیا، ٹیکس کا اجراء ۵۰۵ھ میں ہوا تھا۔

بصری کا محاصرہ: ۴۹۷ھ کے واقعات کے ضمن میں تحریر کر چکے ہیں کہ دقاق کے مرنے کے بعد اس کے بھائی تلتش کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا تھا مگر وہ دمشق سے بھاگ گیا اور انگریزوں سے مدد مانگی، ان تمام واقعات کا ذمہ دار بصری کا حاکم اسکین حمی تھا، لہذا دمشق کا حاکم طغرکین اس کی سرکوبی کے لئے ۵۵۰ھ میں بصری پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر وہاں کے لوگوں نے انگریزوں کی یورش کی وجہ سے مہلت مانگ لی لہذا وہ مہلت دے کر دمشق چلا گیا اور جب مہلت کی مدت ختم ہو گئی تو بصری کے لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور یہ بھی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے لگا۔

طغرکین کی انگریزوں کے خلاف فتح: ۵۰۰ھ میں طغرکین نے طبریہ کی طرف پیش قدمی کی وہاں انگریز حکمران بقدوین کا بھائی بھی پہنچ گیا تھا، چنانچہ طغرکین نے اس سے جنگ شروع کی، پہلے تو مسلمانوں کو شکست ہوئی مگر پھر طغرکین میدان میں آیا اور اس نے مسلمانوں کی غیرت کو جوش دلایا تو انھوں نے زبردست حملہ کیا جس کے بعد انگریزوں کو شکست ہو گئی اور بقدوین کا بھائی گرفتار کر لیا گیا۔ اسے اسام قبول کرے یا پیشکش کی گئی مگر اس نے انکار کر دیا چنانچہ طغرکین نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا اور باقی قیدیوں کو بغداد بھیج دیا۔ پھر تقریباً چار سال کے بعد طغرکین اور بقدوین نے صلح کر لی۔

غزہ کا قلعہ: اسی سال شعبان کے مہینے میں طغرکین غزہ کے قلعے کی جانب روانہ ہوا یہ قلعہ طرابلس کے گورنر قاضی فخر الملک بن علی بن عمار کے ایک آزاد غلام کے کنٹرول میں تھا، اس نے بغاوت کر دی تھی ادھر انگریزوں نے اس کا محاصرہ کر لیا جس سے رسد اور غلے کی آمد بند ہو گئی، چنانچہ اس نے طغرکین کو دمشق یہ پیغام پہنچوایا کہ وہ قلعہ بچانے میں اس کی مدد کرے لہذا اس نے پہلے تو اپنے ساتھی اسرائیل کو وہاں بھیجا اس نے جاتے ہی قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اچانک ابن عمار کے غلام کو بھی مار ڈالا کہ قلعہ پر اس کا قبضہ قائم ہو جائے۔

طغرکین کی انگریزوں سے شکست:..... طغرکین نے سردی آنے کا انتظار کیا اور پھر وہ قلعے کی جانب روانہ ہوا تاکہ صورت حال معلوم کر سکے، اس دوران انگریز حکمران اسردانی نے طرابلس کا محاصرہ کیا ہوا تھا، جب اسے یہ پتہ چلا کہ طغرکین اکمہ کے قلعے کے پاس پہنچے ہیں تو وہ تیزی سے وہاں پہنچا اور طغرکین کو شکست دے دی، اس کی فوج کا ساز و سامان لوٹ لیا۔ چنانچہ طغرکین حمص چلا گیا۔

صلیبیوں کا غزہ کے قلعے پر قبضہ: انگریز حاکم نے غزہ کے قلعے کو بھی جنگ کر کے فتح کر لیا وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، اسرائیل کو گرفتار لیا گیا اور اسے ایک انگریز قیدی کے بدلے رہا کیا جو دمشق میں سات سال سے قید تھا۔

انگریزوں کو ایک اور شکست:..... طغرکین دمشق پہنچا تو اسے پتہ چلا کہ انگریزوں نے ایک علاقے امسہ پر قبضہ کر لیا ہے، غلہ اور محافظ دہستے

موجود ہیں مگر محض فظ و سستے کمزور ہیں لہذا اس نے وہاں حملہ کر کے انھیں شکست دے دی اور وہاں موجود انگریزوں کو گرفتار کر لیا۔

بیت المقدس کے لئے روانگی: سلطان محمد بن ملک شاہ نے موصل کے گورنر مودود بن مشکین کو انگریز فوجوں کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا کیونکہ بیت المقدس کے انگریز حکمران نے دمشق پر کئی بار حملے کئے تھے اور طغرکین نے مودود سے فوجی مدد بھی مانگی تھی اس لئے اس نے تمام فوجوں کو اکٹھا کیا اور ۵۰۹ھ میں لشکر لے کر روانہ ہو گیا طغرکین کی فوجوں سے مقام سہفہ پر ملاقات ہوئی، چنانچہ دونوں فوجیں بیت المقدس کی جانب روانہ ہو گئیں۔

انگریزوں کو طبریہ میں شکست: جب یہ فوجیں اردن کے علاقے ”الحواتہ“ پہنچیں تو انگریز حکمران بقدرین فوج کے ساتھ دریائے اردن کے سامنے ان کے مقابلے پر آ گیا، اس کے ساتھ سپہ سالار جو سکین بھی تھا۔ آخر کار پندرہ محرم ۵۱۰ھ کو طبریہ کے مقام پر انگریزوں سے جنگ ہوئی، اس جنگ میں انگریز فوج شکست کھا گئی، بے شمار انگریز جہنم رسید ہوئے اور بہت سے بحیرہ طبریہ اور دریائے اردن میں ڈوب کر مر گئے۔

طرابلس اور انطاکیہ کی فوجوں سے جنگ: اس کے بعد طرابلس اور انطاکیہ سے انگریز فوجیں آئیں انھوں نے سخت مقابلہ کیا اور طبریہ کے قریب ایک پہاڑ پر مورچہ سنبھال لیا، مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا مگر جب محاصرہ طویل ہو گیا تو وہ کامیابی سے واپس ہو گئے، لہذا انگریز کے زیر کنٹرول علاقوں میں پھیل گئے اور وہاں خوب تباہی مچائی پھر جب وہ ”مرج الصفر“ میں مقیم تھے تو مودود نے حکم دیا کہ ساری فوج واپس کر کے آ کر اسے گرنے، اور سردی کا موسم گزرنے کے بعد حملوں کی تیاری کی جائے۔

مودود کی شہادت: اس دوران مودود، دمشق میں طغرکین کے پاس آ گیا تھا تا کہ یہ عرصہ وہاں گزارے، پھر جب یہ پہلے جمعہ پڑھنے گیا نماز کے بعد باطنی فریق کے ایک شخص نے اسے نیزہ مار کر زخمی کر دیا، چنانچہ شام کے وقت انتقال کر گیا۔ یار لوگوں نے اس کے قتل کا ذمہ دار طغرکین کو قرار دے دیا۔ پھر سلطان محمد نے اس کے بعد آقسقر برقی کو موصل کا حکمران مقرر کر دیا، چنانچہ اس نے قلعہ کیفا کے نگران ایاز بن ابی الغازی وراس کے باپ کو گرفتار کر لیا۔

ایاز کی رہائی: پھر بنو ارتق نے فوج کے ساتھ برقی پر حملہ کیا اور اسے شکست دے کر ایاز کو آزاد کر لیا اور اس کا باپ ابو الغازی وہاں سے طغرکین کے پاس دمشق پہنچ گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ انھیں طغرکین سلطان محمد سے ناراض ہو گیا تھا کیونکہ اس نے مودود کے قتل کا الزام اس پر تھوپ دیا تھا اس نے طغرکین نے انطاکیہ کے انگریز حاکم سے صلح کی بات چیت کی اور آپس میں ایک دوسرے کی امداد کا وعدہ کر لیا۔

ابو الغازی کی گرفتاری: پھر ابو الغازی نے دیار بکر کا رخ کیا جہاں اسے حمص کے حاکم قیرجان بن قراچہ نے گرفتار کر کے قید کر دیا پھر جب طغرکین سے چھڑانے آیا تو قیرجان نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ اگر طغرکین واپس نہیں گیا تو وہ ابو الغازی کو قتل کر دے گا، اور یہ بغداد کے شکر کا انتہا کرتا رہا مگر اسے پہنچنے میں دیر ہو گئی تو طغرکین وہاں سے واپس چلا گیا۔

طغرکین کے علاقوں پر سلطان کا قبضہ: سلطان محمد نے اپنی فوجوں کو انگریز عیسائیوں سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا مگر یہ شرط لگا دی کہ جنگ کی ابتداء طغرکین اور ابو الغازی کی مرمت سے کرنا۔ چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۰ھ میں یہ فوج روانہ ہوئی، ان کا پہلا دستہ برسیق ابن برسیق کا لشکر تھا، چنانچہ جب وہ حسب پہنچے تو انھوں نے وہاں نگران اور ہراول دستے کے انچارج ٹیمس الخواص کو یہ پیغام دیا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں۔ انھوں نے اس حکم کا ثبوت سلطان کے خطوط کی شکل میں دیا۔ مگر ان دونوں نے طغرکین اور ابو الغازی کو بلوایا جب وہ آ گئے تو حلب والوں نے صلح کرنے سے انکار کر دیا اور جنگ پر تیار ہو گئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر شاہی لشکر نے شہر حماہ کے جانب پیش قدمی کی اور اس پر قبضہ کر کے تین دن تک موت مارا کرتا رہا۔ یہ طغرکین کا علاقہ تھا۔ اس کے تمام شہر اس نے سلطان کے حکم پر فتح کئے مگر اس پر دوسرے امراء ناراض ہو گئے اور جنگ میں شامل سے کام لینے لگے۔

مسلمانوں کا اختلاف اور خانہ جنگی: اس دوران ابو الغازی، طغرکین اور ٹیمس الخواص انطاکیہ پہنچے اور اس کے عیسائی انگریز حکمران دجیل سے فوجی مدد کی درخواست کی، اس کے ساتھ ہی سردی کے موسم کے آخر تک کے لئے صلح بھی کر لی۔ پھر ابو الغازی، مار دین اور طغرکین دمشق واپس چلے

گئے۔ اس اختلاف کا یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور برحق اور اس کا بھائی زنگی میدان جنگ میں شہید ہو گئے۔

پھر جب سلطان محمد بغداد پہنچا تو اس کے پیچھے ہی طغرکین کا نائب بھی آیا اور اس نے اس سے بھی مدد کی درخواست کی، لہذا سلطان نے مدد کی اور اسے واپس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۹۰۵ھ کا ہے۔

سلطان رضوان تنش کی وفات: سلطان رضوان تنش کا ۹۰۵ھ میں انتقال ہو گیا اس نے اپنے دونوں بھائیوں ابوطالب اور بہرام کو قتل کر دیا تھا۔ یہ اپنے مشکل کاموں اور مخالفین کے قتل میں فرقہ باطنیہ سے مدد لیتا اور ان سے بنا کر رکھتا تھا۔ جب یہ مر گیا تو اس کے آزاد کردہ غلام لؤلؤ نے اس کے کمن بیٹے کے نام پر لوگوں سے بیعت لے لی، ایک تو وہ چھوٹا تھا اور دوسرے یہ کہ اس کی زبان میں ہکلاہٹ (لکنت) بھی تھی اس لئے وہ خرس (گوگنے) کے لقب سے مشہور تھا، اس طرح لؤلؤ اصل اور خود مختار حاکم بن گیا، رضوان کے بیٹے کا نام الپ ارسلان تھا۔

فرقہ باطنیہ پر زوال: رضوان کی نرمی اور ساز باز کی وجہ سے اس کے دور میں فرقہ باطنیہ کے بے شمار لوگ حلب میں آہد ہو گئے تھے اس لئے ارکین سمطنت ان سے خائف رہتے تھے، جب رضوان مر گیا تو اس کے بیٹے الپ ارسلان نے باطنیوں کی گرفتاری کی اجازت دے دی چنانچہ ان کے گروہ اور پیشوا ابن اطہر اصناف اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا اور باقی بچنے والے لوگ دوسرے علاقوں میں بکھر گئے۔

لؤلؤ غلام کا قتل: قلعہ حلب پر رضوان کا غلام لؤلؤ حاوی ہو گیا تھا اور وہ الپ ارسلان کا نائب بن گیا تھا مگر الپ ارسلان سے ناراض ہو گیا تو اسے قتل کر کے اس کے بھائی سلطان شاہ کو تخت پر بٹھادیا اور اسے بھی اپنے ماتحت رکھا۔ ۱۱۵ھ کے شروع میں لؤلؤ قلعہ جعفر کے حکمران، سلم بن راک سے ملاقات کے لئے جا رہا تھا راستے میں اس کے ترک غلاموں نے اسے اس کے کفر کردار تک پہنچادیا، خرت برت نامی جگہ پر قتل کر کے اس کا خزانہ لوٹ لیا، مگر حسب وادوں نے ان کا مقابلہ کر کے اپنا خزانہ واپس لے لیا۔

حلب سے تنش خاندان کی حکومت کا خاتمہ: اس کے بعد شمس الخواص باریق اس کو سلطان شاہ کا نائب مقرر کیا گیا مگر ایک ماہ کے بعد اسے معزول کر دیا گیا۔ پھر ابوالمعالی الحمی دمشق کو نائب مقرر کیا مگر جلد ہی معزول کر کے مال و جائیداد بھی ضبط کر لی گئی۔ اس طرح حسب کا نظام سمطنت خراب ہوتا چلا گیا۔ اس حالت میں حلب والوں کو انگریزوں کے حملے کا خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ انھوں نے ابو الغازی بن ارتق کو ہوا کر اپنا حاکم بنالیا، مگر اس وقت تک خزانہ خالی ہو چکا تھا چنانچہ جب اسے مال نہیں ملا تو اس نے سابق بادشاہ کے خدام کا مال و دولت ضبط کر کے اس کے ذریعے اپنے ملک کو انگریزوں کی دست برد سے بچایا۔ پھر وہ ماردین چلا گیا، اس کا یہاں حفاظت کی غرض سے واپس آنے کا ارادہ تھا اس لئے اپنے بیٹے حسام الدین مرتاش کو اپنا جانشین بنا گیا، اس کے بعد حلب سے رضوان تنش کے خاندان کی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا۔

طغرکین اور انگریز: بیت المقدس کا انگریز حکمران بغداد میں مر گیا چنانچہ اس کے بعد وہاں ”رہا“ کے اس حاکم کو اس کا جانشین بنایا گیا جسے چکر مش نے قید کر دیا تھا اور جاوہی نے رہا کیا تھا۔ اس نے طغرکین کو صلح کا پیغام بھیجا مگر وہ انگریزوں سے جنگ کرنے روانہ ہو چکا تھا اس لئے اس نے صلح سے انکار کر دیا، اور طبریہ پہنچ کر اسے لوٹ لیا۔ پھر اس نے عسقلان میں مصر کے کمانڈروں سے ملاقات کی، کیونکہ مصر کے حکم نے انھیں طغرکین کی رائے پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا۔

اس ملاقات کے بعد طغرکین دمشق واپس آ گیا اور ادھر انگریزوں کے طغرکین کے ایک مقبوضہ قلعے پر حملہ کیا، چنانچہ وہاں کے باشندوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔

انگریزوں اور طغرکین کی جنگ: اس کے بعد انگریز اذرعات کی جانب روانہ ہوئے، طغرکین نے ان کے مقابلے پر اپنے بیٹے کو بھیجا تو انگریز وہاں سے ہٹ کر ایک پہاڑ پر چلے گئے، بوری نے ان کا محاصرہ کر لیا، پھر جب طغرکین آیا تو انھوں نے اس سے وہاں سے نکل جانے کے لئے خط و کتابت کی مگر اس نے فتح کی توقع نہ ہونے کی وجہ سے انکار کر دیا، چنانچہ جب انگریزوں نے یہ حال دیکھا تو جانوں کی پرواہ کئے بغیر زور و زحمہ



کر دیا ورنہ سخت نقصان پہنچا کر مسلمانوں کو شکست دے دی، چنانچہ باقی ماندہ فوج دمشق واپس آ گئی۔

طغرکین کی امداد طلبی اور دمشق پر انگریزوں کا حملہ... اس کے بعد طغرکین امداد حاصل کرنے کے لئے ابو لغزی کے پاس حب پہنچا، چنانچہ اس نے امداد کا وعدہ کر لیا اور فوج جمع کرنے کے لئے مار دین روانہ ہو گیا اور طغرکین دمشق واپس آ گیا، اور انگریزوں کی فوج اس سے پہلے ہی حلب روانہ ہو گئی تھی۔

۵۲۰ھ میں تمام انگریز حکمران اپنی فوجوں کے ساتھ جمع ہوئے اور دمشق روانہ ہو گئے اور ”مرج الصفر“ نامی مقام پر پڑاؤ کیا۔ طغرکین نے دیر بکری ترک فوجوں کو مدد کے لئے بلا لیا اور انگریزوں کے پڑاؤ کے سامنے ڈیرا لگایا، اپنے بیٹے کو جانشین مقرر کر کے انگریزوں سے جنگ لڑی اور ان کے آخر تک روتا رہا پھر ایک لڑائی میں طغرکین گھوڑے سے گر پڑا اور مسلمانوں کو شکست ہو گئی۔

انگریز فوج کا صفایا: جب مسلمانوں کی فوج دمشق کی طرف جانے لگی تو انگریزوں نے ان کا تعاقب کیا، اس وقت میدان جنگ میں صرف ترکمن فوجی باقی تھے اور وہ بھی پیدل تھے جب انگریز پیادے ان کے مقابلہ پر آئے تو ترکمانوں نے اپنی صفیں درست کیں اور انگریز پیادہ فوج پر جان ہتھیلی پر رکھ کر حملہ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے انگریزوں کا صفایا کر دیا، ان کی لشکر گاہ پر قبضہ کیا اور بڑا مال غنیمت لے کر دمشق واپس ہوئے،

اس کے بعد جب انگریزوں کی سوار فوج تعاقب سے واپس آئے تو دیکھا کہ خیمے خالی اور فوجی جہنم واصل ہو چکے ہیں، یہ بدتوں کی بڑی بد تھی۔

طغرکین کی وفات اور بوری کی حکمرانی: اس جنگ کے بعد طغرکین کی صفر ۵۲۲ھ میں وفات ہو گئی، طغرکین تاج امدودہ قتلش کا آزاد کردہ غلام تھا، نہایت نیک سیرت، انصاف پسند اور مجاہد شخص تھا اس کا لقب ظہیر الدین تھا، جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے بعد اس کا ہونہار بیٹا تاج امدودہ بوری، جو اولاد میں سب سے بڑا اور اس کا ولی عہد تھا دمشق کا حکمران بنا۔

بوری کا اسماعیلی وزیر اور فرقہ کا اثر و نفوذ: طغرکین کا وزیر ابو علی طاہر بن سعد مزدغانی اسماعیلی فرقے کا شخص تھا بوری نے بھی سے اذرت پر بحال رکھا، اسماعیلی فرقے کا سردار ابراہیم استرآبادی بغداد میں مارا گیا اور اس کا بھتیجا بہرام شام آ گیا، چنانچہ اس نے قلعہ ہانیس پر قبضہ کر لیا، پھر دمشق چلا گیا اور وہاں اسماعیلی فرقے کے خلیفہ کی حیثیت سے رہنے لگا اور اپنے مسلک کی دعوت دینے لگا، مگر پھر وہاں سے بھی نکل گیا اور ”عصبک“ کے قریب پہاڑی قلعوں پر قبضہ کر کے اپنا مرکز بنالیا، مگر اسے ضحاک نے شکست دے کر قتل کر دیا۔

ادھر مزدغانی نے دمشق میں اپنا خلیفہ مقرر کر لیا تھا، اس کا نام ابو الوفاء تھا، پھر اس کے پیروکار بھی بڑھ گئے اور اسماعیلی فرقے کا اثر بہت پھیل گیا۔

مزدغانی کا کھیل ختم: ... اچانک بوری کو یہ اطلاع ملی کہ اس کے وزیر اور اس کے اسماعیلی فرقے کے لوگوں نے انگریزوں کو خط لکھا ہے کہ یہاں آ کر قبضہ کر لیں، بوری نے یہ خبر سنتے ہی اپنے وزیر مزدغانی کو قتل کر دیا اور اسماعیلی فرقے کے لوگوں کے قتل عام کا حکم دے دیا۔

انگریز فوج کی آمد اور پسپائی: ... مزدغانی اور اس کے پیروکاروں کے قتل کی اطلاع ان کے داعی سرپرست انگریزوں کو ملی تو بیت المقدس، انہماکیہ طرابلس اور دوسرے علاقوں کے حکام کی فوجیں جمع ہو گئیں اور وہ سب مل کر دمشق کے محاصرے کے لئے روانہ ہو گئے، ادھر تاج امدودہ بوری نے بھی عربوں اور ترکمنوں سے مدد مانگ لی، ماہ ذوالقعدہ ۵۲۳ھ میں انگریز فوجیں پہنچ گئیں اور انھوں نے مختلف علاقوں میں لوٹ مار اور قتل و غارت گری کے لئے فوج کو روانہ کیا ان میں سے ایک فوجی دستہ خوارزم بھی بھیجا گیا تھا۔

تاج الدولہ بوری نے اپنے لیک امیر شمس الخواص کی کمان میں مسلمانوں کی فوج انگریزوں کے مقابلہ کے لئے بھیجی، جنگ میں انگریزوں کو شکست ہوئی اور وہ بری طرح مارے گئے، پھر جب دوسری انگریز فوج کو اطلاع ملی تو وہ بوری کے علاقے میں آگ لگا کر بھگ گئے چنانچہ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور بہت سے انگریز گرفتار یا قتل کر دیئے۔

دو لمبے دبیس کی گرفتاری... ۵۲۵ھ میں شام میں صرخد نامی ۱ قلعہ کے حاکم کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کی ایک باندی سریہ صم بنی اور وہ یہ سمجھتی تھی کہ اس قلعہ پر اسی صورت میں قبضہ ہو سکتا ہے کہ اس کا کسی سے نکاح کروادیا جائے چنانچہ دو لمبے کے لئے دبیس کا نام پیش کیا گیا، دبیس اس وقت بصرہ میں تھا اور سلطان بنجر کے پاس سے آنے کے بعد اس کا مخالف بن گیا تھا اس نے اسے بلوالیا۔

چنانچہ یہ چند رہبروں کو ساتھ لے کر صرخد کی طرف روانہ ہو گیا، مگر رہبر خود راستہ بھول گئے اور دمشق کے آس پاس بھٹکتے ہوئے غوطہ دمشق کے مشرقی حصے میں واقع بنو کلاب کی بستی میں پہنچ گئے مگر بنو کلاب نے اسے تاج الدولہ بوری کے حوالے کر دیا اور بوری نے اس کو عبد الدین زنگی کے پاس بھیج دیا اس کے ساتھ چند دوسرے قیدی بھی تھے۔

زنگی کا دبیس سے برتاؤ۔ بوری کو وہاں اس کی جان لئے جانے کا خوف تھا مگر اس کے برخلاف عماد الدین نے دبیس کے ساتھ چھ سوک کیا اور اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کیا۔ ادھر خلیفہ مسترشد نے بھی دبیس کی طلبی کے لئے ابن انباری کو بھیجا، مگر جب اسے راستے میں زنگی کے حسن سلوک کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے واپس جا کر خلیفہ سے عرض کر دیا چنانچہ خلیفہ نے اس کے بارے میں سفارشی خط لکھا، اس سے دبیس کو معافی مل گئی اور وہ رہا ہو گیا۔

تاج الدولہ بوری کی وفات: تاج الملک بوری ۵۲۵ھ میں فرقہ باطنیہ کے ایک گروپ نے حملہ کے اسے زخمی کر دیا، شروع میں تو اس کا زخم بھر گیا تھا مگر آخر کار اس زخم سے وہ زندہ بچ نہیں سکا اور اپنی حکومت کے ساڑھے پانچ سال پورے کر کے ۵۲۶ھ میں وفات پا گیا۔

شمس الملوک اسماعیل: اس کے بعد اس کا بیٹا اور ولی عہد شمس الملوک اسماعیل دمشق کا حاکم بنا، اس نے شہر بعلبک اور اس کے گرد و نواح میں اپنے دوسرے بیٹے شمس الدولہ کو حکومت دی تھی، سلطنت کے امور کا منتظم حاجب یوسف بن فیروز (یہ دمشق کا کوتوال تھا) کو بنایا گیا، چنانچہ اس نے رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور عدل و انصاف سے حکومت کی۔

شمس الملوک کا اپنے بھائی پر حملہ: جب شمس الملوک دمشق کا حاکم بنا اور اس کا بھائی بعلبک چلا گیا تو شمس الملوک اپنے بھائی محمد کے خلاف فوج لے کر بعلبک پہنچا اور اس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا، چنانچہ محمد نے قلعے میں پناہ لے کر اپنے بھائی محمد سے درخواست کی کہ اسے وہیں رہنے دیا جائے چنانچہ اس نے اس کی درخواست قبول کر لی اور وہ دمشق چلا گیا۔

باشاش کی فتح: اس کے بعد وہ باشاش کی جانب روانہ ہوا جو انگریزوں کے ماتحت تھا انگریزوں نے صلح کی شرائط توڑ دی تھیں اور دمشق کے تاجروں کے ایک گروپ کو پکڑ کر لے گئے تھے، شمس الملوک وہاں ماہ صفر ۵۲۷ھ میں پہنچا اور جنگ چھیڑ دی اور اس کی فسیوں میں نقب لگا کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں موجود انگریزوں کا صفایا کر دیا، ان کی فوج نے قلعہ میں پناہ لے لی تھی مگر پھر ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ بھی فتح ہو گیا، اس کے بعد وہ دمشق واپس آ گیا۔

حماة کی فتح: شمس الملوک کو یہ اطلاع ملی کہ خلیفہ مسترشد باللہ موصل روانہ ہوا ہے، چنانچہ اس نے حماة کو فتح کرنے کا ارادہ کیا، چنانچہ وہ ماہ رمضان المبارک کے آخر میں روانہ ہوا اور عید الفطر کے دوسرے دن پہنچ گیا، وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، یوں یہ شہر فتح ہو گیا۔

اس کے بعد وہ قلعہ شہر دز کی جانب چلا، وہاں کا حکمران بنو منقذ نامی خاندان کا فرد تھا، اس نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو حاکم نے کچھ لے دے کر صبح کر لی چنانچہ یہ قلعہ میں دمشق واپس آ گیا۔

قلعہ شفیق کی فتح: اس کے بعد شمس الملوک ماہ محرم ۵۲۸ھ میں بیروت اور صیدا کے درمیان واقع ایک قلعہ ”حصن شفیق“ کو فتح کرنے روانہ

۱ بعض دوسرے نسخوں میں صرخد لکھا ہے مگر ہم نے اپنے سامنے موجود نسخے سے صرخد تحریر کیا ہے۔ (ثناء اللہ محمود) ۲ ہمارے پاس موجود عربی نسخے میں حاکم دمشق بوری کے مختلف جگہ مختلف اقباب لکھے ہوئے ہیں چنانچہ شروع میں تاج الدولہ، پھر تاج الملک اور آخر میں تاج الملوک تحریر ہے اس لئے ترجموں میں ایسا ہی کیا گیا ہے (مترجم ثناء اللہ محمود)۔

ہوا۔ یہ قلعہ ”واوی التیم“ کے رئیس ضحاک بن جندل کے ماتحت تھا اس پر اسی کا قبضہ تھا اور اس نے اسے مسلمانوں اور انگریزوں کے حملوں سے محفوظ کر رکھا تھا اگر کبھی کوئی گروہ حملہ آور ہوتا تو وہ دوسرے گروہ کی مدد سے اسے بچا لیتا تھا، مگر اس مرتبہ اس کی نہیں چلی اور شمس الملوک نے وہاں پہنچتے ہی قبضہ کر لیا۔

انگریزوں کا غصہ اور پٹائی: ... قلعہ شفیق پر قبضہ انگریزوں کو بڑا ناگوار گذرا اس لئے انھوں نے حوران پر چڑھائی کر دی اور اس پاس کے علاقوں میں تباہی مچا دی، شمس الملوک نے یہ صورت حال دیکھ کر فوجیں اکٹھی کیں، ترکمانی فوجوں کی مدد بھی حاصل کی اور اس کے بعد انگریزوں سے مقابلے کے لئے وہاں پہنچ گیا اور پھر خشکی کی طرف نکل گیا جہاں طبریہ اور عکا کے آس پاس انگریز فوجوں کا صفایا کر دیا۔

ان فوجی مہمت میں اسے خوب کامیابی حاصل ہوئی اور بہت سا مال غنیمت اور بے شمار قیدی بھی حاصل ہوئے جب اس نقصان کی اطلاع حوران میں موجود انگریز فوج کو ملی تو وہ اپنے شہر کی طرف بھاگ گیا اور شمس الملوک بھی واپس دمشق آ گیا۔ اس دوران انگریز فوجوں نے صبح کی تجدید کی درخواست کی جو اس نے قبول کر لی۔

شمس الملوک کی بد اطواری: ... شمس الملوک نہایت بد سیرت اور ظالم و جابر حکمران تھا حتیٰ کہ وہ اپنے ساتھیوں اور ہل و عیال سے بھی برا سلوک کرتا تھا اس برے سوک کی وجہ سے اس کے دادا کے ایک غلام نے اس پر ۵۲۷ھ میں حملہ کر دیا اور اسے قتل کرنے کے لئے تلوار سونت لی مگر اسے گرفتار کر لیا گیا اور جب مار پیٹ کی گئی تو اس نے بتا دیا کہ کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ اس سازش میں شریک ہیں چنانچہ شمس الملوک نے ان سب سازشیوں کو قتل کر دیا اور ان کے ساتھ اپنے بھائی سوخ کو بھی قتل کر دیا۔

لوگوں کا غصہ اور مخالفت: ... اس کے بھائی وغیرہ کے قتل پر لوگ بہت ناراض ہو گئے اس کے ساتھ ہی افواہ بھی اڑی کہ وہ عماد الدین زنگی کے ساتھ خط و کتابت کر کے اسے دمشق پر قبضہ کرنے کی دعوت دے رہا ہے اور جلدی بلا رہا ہے کہ کہیں انگریز فوجیں شہر پر قبضہ نہ کر لیں۔ ادھر عماد الدین زنگی بھی اس مقصد کے لئے روانہ ہو گیا۔

شمس الملوک کا قتل: ... جب یہ افواہ بہت زیادہ اڑی اور عوام نے اس کو صحیح قرار دیا تو اس کے باپ کے ساتھی اس سے ناراض ہو گئے اور اس کی والدہ سے جا کر اس کی شکایت کر دی اس کی والدہ کو اس بات کا خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ ماں نے اپنے بیٹے کے قتل کا حکم دے دیا اور بالآخر شمس الملوک کو رجب الآخر ۵۲۹ھ میں قتل کر دیا گیا۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ اس کی والدہ پر حاجب یوسف کے ساتھ تعلقات کا الزام لگایا گیا تھا اس پر شمس الملوک نے اپنی والدہ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا لیکن یوسف تو بھاگ گیا اور اس کی والدہ نے اسے قتل کروا دیا۔

شہاب الدین محمود کی حکومت: اس کے قتل کے بعد اس کا بھائی شہاب الدین محمود دمشق کا حکمران بنا، عماد الدین اس کے قتل کے بعد دمشق پہنچ نہ سکا، لیکن پھر بھی میدان حصار کی جانب سے دمشق کا محاصرہ کر لیا، دمشق والوں نے اس سے مقابلہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور مقابلہ کرتے رہے اس سلسلے میں اس کے دادا طغرکین کے غلام معین الدین انز کا کردار بہت اہم تھا اس نے شہر کا دفاع اور محاصرے کا مقابلہ نہایت بہادری سے کیا۔

زنگی اور محمود کی صلح: ... پھر خلیفہ مسترشد کا قاصد ابو بکر بن ہشتر الجزری زنگی کے پاس خلیفہ کا یہ پیغام لیکر پہنچا کہ وہ شہاب الدین محمود سے صلح کر لے چنانچہ زنگی شہاب الدین سے صلح کر کے واپس چلا گیا۔

حمص پر شہاب کا قبضہ: حمص کا علاقہ قیرجان بن فراجا اس کی اولاد اور آزاد کردہ غلاموں کے قبضے میں تھا مگر عماد الدین نے یہ مطالبہ کر دیا کہ یہ علاقہ اسے دیا جائے جب اس کی طرف سے اصرار بہت بڑھا اور اس نے بہت تنگ کیا تو حمص والوں نے شہاب الدین کو خط لکھا کہ حمص پر آ کر قبضہ

کر لے اور اس کے بدلے انھیں تدبیر کا علاقہ دیدے، چنانچہ اس کے مطابق شہاب الدین نے ۵۳۰ھ میں حمص پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت اپنا دادا کے غلام معین الدین انز کے حوالے کر دی اور اس کے ساتھ وہاں فوج کا ایک دستہ متعین کر کے دمشق واپس آ گیا۔

حاجب یوسف کا قتل: حاجب یوسف سوچ کے قتل کے بعد تدبیر بھاگ گیا تھا، آزاد غلاموں اور ارکان سلطنت کا ایک گروپ اس سے ناراض تھا کیونکہ سوچ کے قتل میں اسے شریک سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ جب اس نے دمشق آنے کی اجازت مانگی تو ان لوگوں نے مخالفت کی مگر یوسف نے یہ حلف اٹھ کر کہ ”وہ آئندہ حکومت کے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا“ ان کو راضی کر لیا، مگر جب دمشق پہنچ گیا تو اس نے اپنی پہلے والی حرکتیں شروع کر دیں چنانچہ اس کے مخالفوں نے اسے قتل کر دیا اور خود بھاگ کر دمشق کے بیرونی علاقوں میں مقیم ہو گئے۔

جب ان کا تعاقب کیا گیا تو وہ بھاگ کر شمس الدولہ محمد بن تاج الملوک کے پاس بعلبک پہنچ گئے اور وہاں سے فوجیں بھیج کر دمشق کے نواح میں غارتگری کراتے رہے۔ آخر کار تنگ آ کر شہاب الدین نے ان کے تمام مطالبات منظور کر لئے اور دمشق کے بیرونی علاقے میں ان کا معہدہ ہوا اور پھر شہاب الدین انھیں دمشق لے آیا اور ان کے گروپ کے ایک اہم رکن بزواش کو سپہ سالار بنا کر اپنی سلطنت کے سیاہ و سفید کا مک بنادیا۔

زنگی کا حمص پر حملہ: ماہ شعبان ۵۳۱ھ میں زنگی نے حمص پر حملہ کیا اور اپنے سب سے بڑے امیر حاجب صلاح الدین باغیس فی کو ہراول دستے کا کمانڈر بنایا، چنانچہ اس نے معین الدین کو مشورہ دیا کہ وہ ہتھیار ڈال دے مگر معین الدین نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا چنانچہ اسی سال ۵۳۱ھ شوال کے آخر میں زنگی وہاں سے چلا گیا۔

پھر ۵۳۲ھ میں وہ بعلبک کے نواح میں پہنچا تو دمشق کے زیر کنٹرول قلعہ الحوالی کے حاکم نے ہتھیار ڈال دیئے پھر وہاں سے یہ دوبارہ حمص پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

رومی بادشاہ کی فتوحات: ..... اس دوران روم کا بادشاہ حلب پہنچا اور اس نے انگریز فوجوں کو بلوا کر مسلمانوں کے بہت سے قلعے فتح کر لئے جن میں عین زربہ اور تل حمدون قابل ذکر ہیں اس نے اٹلا کیہ کا محاصرہ بھی کیا تھا، پھر روم کا بادشاہ واپس چلا گیا، ادھر عماد الدین زنگی نے ان حملوں کے دوران حمص کا محاصرہ ختم کر دیا تھا مگر شاہ روم کی واپسی کے بعد اسے دوبارہ جنگ چھیڑ دی۔

زنگی کی شہاب کی والدہ سے شادی: ... اس نے شہاب الدین کو یہ پیغام بھیجا کہ اپنی بیوہ والدہ ”زمر دخاتون“ کا نکاح اس سے کرادے، اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس طرح دمشق پر قبضہ کر لے گا مگر اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی، البتہ شہر حمص اور اس کا قلعہ اسے مل گیا اور ماہ رمضان میں ”زمر دخاتون“ کی رخصتی کر دی گئی۔

شہاب الدین کا قتل اور جمال الدین کی حکومت: ..... ۵۳۳ھ کے ماہ شوال میں شہاب الدین کو اس کے تین آزاد کردہ غلاموں نے اس کو خوابگاہ میں قتل کر دیا، چنانچہ ان میں سے ایک بھاگ گیا اور دو پکڑے گئے، پھر معین الدین انز نے اس کے بھائی جمال الدین بن بوری کو یہ اطلاع پہنچائی، یہ بعلبک کا حکمران تھا، جمال الدین انتہائی تیزی سے سفر طے کر کے اپنی فوج اور اراکین سلطنت سمیت دمشق پہنچ کر وہاں کا حکمران بن گیا، اور بعلبک کی حکومت اور انتظام معین الدین انز کے حوالے کر دیئے چنانچہ وہاں کے امور درست ہو گئے۔

بعلبک کی طرف زنگی کی پیش قدمی: شہاب الدین کے قتل کی اطلاع جب اس کی والدہ کو حلب میں ملی تو وہ بڑی رنجیدہ ہوئی اور اس سے فوراً اپنے شوہر اتابک زنگی کو اس کی اطلاع ”جزیرہ“ میں پہنچائی اور اسے بیٹے کے قتل کا بدلہ لینے پر تیار کیا۔ عماد الدین یہ خبر سن کر دمشق روانہ ہو گیا اور دمشق کا محاصرہ کرنے کی تیاری کی مگر وہاں سے بعلبک روانہ ہو گیا، جہاں کے حاکم معین الدین انز کو اس نے مال و دولت بھیج کر دمشق پر قبضہ کر دینے پر رضی کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس نے ایسا نہیں کیا، چنانچہ وہ بعلبک آیا اور وہاں زبردست جنگ کا آغاز کر دیا شہر کے باشندوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے منجنیق نصب کیں، آخر کار اس نے ۵۳۳ھ میں شہر بعلبک پر قبضہ کر لیا ایک فوجی دستہ قلعہ میں محصور ہو گیا مگر اس نے تنگ آ کر ہتھیار ڈال دیئے اس نے

ان سب کو قتل کر دیا اور وہاں کے دیگر باشندوں کو بھی خوب ڈرایا دھمکایا۔

دمشق پر حملہ اور محاصرہ: اس کے بعد وہ دمشق روانہ ہو گیا اور وہاں کے حکمران کو یہ پیغام دیا کہ وہ شہر اس کے حوالے کر دیں ورنہ اس کی حکومت سے دستبردار ہو جائے گا۔ مگر وہ اس کی بات ماننے پر تیار نہیں ہوا۔ زنگی نے دمشق کے بدلے دوسری جگہ کی حکومت دینے کی پیشکش بھی کی مگر وہ نہ مانا۔ لہذا زنگی نے آگے بڑھ کر ”داریا“ نامی جگہ پر پڑاؤ کر دیا، اس دن پندرہ ربیع الاول ۵۳۳ھ کی تاریخ تھی، دمشق کی تمام افواج اس کے مقابلے پر آئیں مگر زنگی نے انھیں شکست دیدی۔ پھر دس دن کی جنگ بندی کر کے قاصدوں کے ذریعے پیغامات کی بھاگ دوڑ کرائی کہ حکم دمشق کو اس کے بدلے حصص، عسکری یا جو جگہ وہ پسند کرے گا دیدی جائیگی، مگر حاکم دمشق جمال الدین کے ساتھیوں نے اسے یہ شرط قبول کرنے سے روک دیا، نتیجتاً جنگ دوبارہ چھڑ گئی اور شہر کا محاصرہ سخت ہو گیا۔

جمال الدین کا انتقال: ... دمشق کا محاصرہ جاری تھا اور صلح کی بات چیت چل رہی تھی کہ وہاں کا حکمران جمال الدین محمد بن بوری ۴ شعبان ۵۳۳ھ کو وفات پا گیا۔ زنگی کا یہ خیال تھا کہ اس کے انتقال سے دمشق کے حکام اور امراء کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے گا لہذا اس نے محاصرے میں اور سختی کر دی، مگر دمشق کے حکام نے ہمت نہیں ہاری۔

مجید الدین کی تخت نشینی: .. دمشق کے حکام نے متفقہ طور پر مجید الدین انز کو دمشق کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کا سر پرست معین الدین انز کو بنایا، یہی سلطنت کا منتظم اعلیٰ تھا، معین الدین نے انگریزوں سے زنگی کے خلاف مدد مانگی اور وعدہ کیا کہ اس فوجی امداد کے صلے میں وہ انھیں قشاش نامی شہر پر قبضہ کر کے ان کے حوالے کر دے گا، انگریزوں نے اس کی بات مان لی کیونکہ زنگی کی کامیابی کے نتیجے میں خود ان کے خدشہ کا رونا نپوں کا خدشہ تھا۔

زنگی کی انگریزوں کے خلاف پیش قدمی: زنگی کو اس سازش کا علم ہو گیا چنانچہ وہ انگریزوں کے دمشق پہنچنے سے پہلے ہی شکرے کرے کر انگریزوں کے علاقے میں پہنچ گیا اور حوران کے علاقے میں رمضان المبارک میں پڑاؤ کر دیا۔ انگریز فوجیں اس کا مقابلہ کرنے سے جتن چرائیں مگر شہروں سے باہر نہیں نکلیں۔

زنگی کی واپسی: چنانچہ زنگی ماہ شوال میں دمشق کی طرف روانہ ہو گیا اور دمشق کے نواحی علاقے مرج اور غوطہ کے دیہات جلد دئے اور پھر اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا، ادھر اس کی روانگی کے بعد انگریز فوجیں دمشق پہنچ گئیں اور پھر معین الدین انز اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے زنگی کے زیر کنٹرول قشاش پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس نے اسی پر قبضہ کرانے کا معاہدہ کیا تھا۔

قشاش انگریزوں کے قبضہ میں: ادھر قشاش کا حکمران ”صور“ پر حملہ کرنے گیا ہوا تھا، واپسی پر اس کی ٹڈی بھڑاٹھ کیہ کے حاکم سے ہوئی یہ اپنی فوجوں کے ساتھ دمشق کے لئے کمک لے جا رہا تھا، چنانچہ ان کی جنگ ہوئی جس میں قشاش کا حکمران اپنی فوجوں سمیت مارا گیا اور باقی بچنے والے ہانیاں پہنچ گئے اس واقعہ کے بعد ہی معین الدین انز بھی لشکر لے کر پہنچ گیا اور اس نے اسے فتح کر کے انگریزوں کے حوالہ کر دیا۔

زنگی کا جوابی حملہ: .. جب زنگی کو اطلاع ملی تو وہ دمشق کی طرف روانہ ہو گیا، اور اپنی فوج کے مختلف دستے حوران اور دمشق کے آس پاس حملہ کرنے بھیج دیئے دمشق پہنچ کر اس نے اچانک حملہ کیا دمشق کی فوجیں اس کے مقابلے کے لئے نکلیں چنانچہ سارے دن جنگ ہوتی رہی، اس کے بعد وہ مرج راہط کی طرف ہٹ گیا، اور وہاں پہنچ کر اپنے فوجی دستوں کا انتظار کرنے لگا پھر وہ سب دستے بے شمار مال غنیمت لے کر اس کے پاس پہنچ گئے اور پھر وہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔

جرمنی کی قیادت میں انگریزوں کا دمشق پر حملہ: .. جب انگریز فوجوں نے شام کے کچھ ساحلی علاقے فتح کئے تو یورپ کے تمام ملکوں سے لوگ مسد نوں کے خدشہ ان کی مدد کو آنے لگے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہ لوگ اپنے دشمن کے مقابلے میں تنہا ہیں۔ چنانچہ ۵۳۳ھ میں جرمنی کے بادشاہ نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ اسلامی ممالک کا رخ کر لیا اس کی فوج کی تعداد بہت زیادہ تھی اس کے علاوہ ساز و سامان اور مال و دوست بھی خوب

تھا جس کی وجہ سے کوئی ان کی فتح میں شک نہ کر سکتا تھا۔

جب یہ شکر شرم پہنچا تو وہاں موجود تمام انگریز فوجیں ان کے ساتھ مل گئیں اور اس کے حکم کا انتظار کرنے لگیں چنانچہ اس نے حکم دیا کہ وہ دمشق کی طرف روانہ ہو جائیں۔ لہذا ساری فوجیں ۵۴۳ھ میں دمشق پہنچیں اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ معین الدین انزلی نے بڑی بہادری سے ان اتحادی افواج کا مقابلہ کیا اور آخر کار ۵۴۳ھ میں گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں نے نہایت صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا البتہ مسلمانوں کا شدید نقصان ہو گیا۔

علامہ یوسف مغربی کی شہادت: اس جنگ میں مشہور عالم دین، حجتہ الدین علامہ یوسف عندلاوی المغربی بھی شہید ہوئے۔ معین الدین انزلی نے تو ان سے بڑھ چکے تھے وہ اپنے کی وجہ سے واپس جانے کی درخواست کی تھی مگر انھوں نے فرمایا کہ ”میں نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کو فروخت کر دی اور اس نے اسے خرید لیا ہے لہذا میں یہ سودا واپس نہیں کروں گا اور نہ وہ اسے واپس لے گا۔“

علامہ مغربی کا اشارہ قرآن کریم کی آیت کی طرف تھا، جس میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ علامہ مغربی جنگ کے لئے بڑھے اور دمشق سے کچھ گئے ”اسرت“ نامی جگہ پر شہید ہو گئے، ان کے ساتھ بے شمار مسلمان بھی شہید ہوئے۔ اس سے انگریز فوجوں کو کامیابی ملی اور وہ میدانِ انصر میں پہنچ گئے۔

عماد الدین زنگی کی وفات: موصل کے حکمران عماد الدین زنگی کا ۵۴۳ھ میں انتقال ہو گیا تھا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا سیف الدین غازی موصل، دروہرہ، بیتا نور الدین محمود حلب کا حکمران بنا۔

زنگی کے بیٹوں کی مدد: معین الدین انزلی نے موصل کے حکمران سیف الدین غازی سے فوجی امداد مانگی لہذا وہ اپنے بھائی نور الدین محمود کے ساتھ فوج لے کر روانہ ہوا، جب حمص کے پاس پہنچا تو اس نے انگریزوں کو جنگ کا الٹی میٹم دے دیا لہذا وہ اس کے ساتھ بھی جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے اس طرح ان کا جنگی ساز و سامان اور غذا و حصوں میں بٹ گئی۔

اس دوران معین الدین انزلی نے بھی جرمن فوج کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ شہر شاہ مشرق یعنی موصل کے حاکم سیف الدین کے حوالے کر دیں، اس نے شام میں مقیم انگریز فوجوں کو بھی ایک پیغام بھیجا کہ جب شہنشاہ جرمنی دمشق فتح کر لے گا تو وہ اس کے ساتھ شام میں نہیں رہ سکیں گے اس نے شام میں موجود انگریز فوج سے یہ وعدہ بھی کیا کہ اگر وہ واپس چلے گئے تو وہ انھیں قاشاش کا قلعہ دیدے گا، چنانچہ اس پیغام کے بعد وہ لوگ جرمنی کے بادشاہ کے پاس پہنچے اور اسے حاکم موصل کے خطرہ سے آگاہ کیا اور بتایا کہ وہ دمشق پر قبضہ کرنے والا ہے۔

شاہ جرمنی کا فرار: ان کی یہ باتیں سن کر شاہ جرمنی اس شہر سے روانہ ہو گیا اور انتہائی شمال مغرب میں سمندر پار اپنے ملک واپس چل گیا، ادھر معین الدین نے وعدے کے مطابق قاشاش کا قلعہ انھیں دے دیا، محاصرہ دمشق کے ایک سال بعد ۵۴۴ھ میں وہ سلطنتِ آق کا بہت بڑا سیاح تھان تھا۔

نور الدین زنگی کے ارادے: ۵۴۴ھ میں سیف الدین غازی کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی قطب الدین حکمران بنا نور الدین حسب ہی کا حکمران تھا وہ دمشق فتح کر کے انگریزوں سے جہاد کرنا چاہتا تھا، اس دوران یہ اتفاق پیش آیا کہ انگریز فوجوں نے فاطمی خفاہ کے قبضے سے ۵۴۸ھ میں عسقلان چھین لیا کیونکہ وہ بہت ہی کمزور ہو گئے تھے۔

نور الدین کی مجبوری: نور الدین محمود زنگی عسقلان کا علاقہ ان سے واپس نہیں لے سکتا تھا کیونکہ درمیان میں دمشق حائل تھا پھر انگریزوں کے حوصے اتنے بڑھ گئے تھے کہ وہ عسقلان کے بعد دمشق کو فتح کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے، دمشق والے انھیں ٹیکس ادا کیا کرتے تھے اور ٹیکس وصول کرنے کے لئے اس عداوت میں آ کر اپنی من مانیوں کرتے اور وہاں جو انگریز قیدی وطن واپس جانا چاہتا اسے زبردستی چھڑا دیتے تھے۔

ان حالات کی بناء پر نور الدین کو انگریزوں سے بہت خطرہ محسوس ہو رہا تھا اور یہ بھی کہ اگر دمشق پر حملہ کیا تو حاکم دمشق انگریزوں کو اپنی مدد کے لئے بلائے گا اس لئے اس نے ایک حکمت عملی اختیار کر لی۔

نور الدین کی حکمت عملی: اس نے پہلے تو مجیر الدین کو تحفے تحائف بھیج کر اعتماد میں لیا، اور پھر اس نے اسے ان امراء کے خلاف بھڑکانا شروع



کیا جو نور الدین سے مقابلے کا موقف رکھتے تھے اور مجیر کی قوت مدافعت کا ذریعہ تھے وہ یوں تحریر کرتا کہ قلاں شخص نے مجھے خط لکھا ہے کہ وہ دمشق میرے حوالے کرنے کے لئے تیار ہے۔

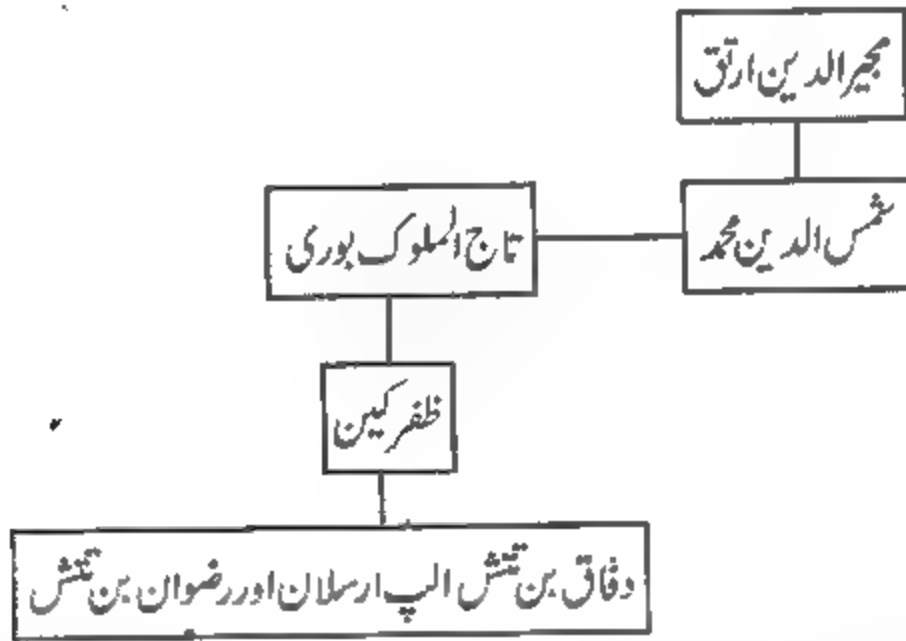
مجیر الدین کو جب یہ معلوم ہوتا تو وہ اسے قتل کر دیتا، ان مقتولوں میں آخری شخص عطاء بن حافظ اسلمی الخادم تھا وہ نور الدین سے مدافعت کے بارے میں بہت سخت تھا، مگر مجیر الدین نے اس کو قتل کر دیا۔

نور الدین فاتح دمشق:..... اس دوران نور الدین نے دمشق کے نوجوانوں کو خط و کتابت کر کے اپنی طرف مائل کر لیا تھا ورنہ انہوں نے اس کی حمایت کرنے کا وعدہ کر لیا، لہذا نور الدین نے دمشق کی طرف پیش قدمی شروع کر دی، ادھر مجیر الدین (حاکم دمشق) نے انگریزوں سے مدد مانگی پناہیچہ انگریز اپنی بکھری ہوئی طاقت کو اکٹھا کرنے لگے مگر نور الدین ان سے پہلے دمشق پہنچ گیا، اس موقع پر ان نوجوانوں نے بغاوت کر دی ورنہ شہر کا مشرقی دروازہ بھول دیا، وہاں سے نور الدین شہر میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

تتیش سلطنت کا خاتمہ:..... اس کے قبضے کے بعد مجیر الدین نے قلعے میں پناہ لے لی، چنانچہ نور الدین نے بات چیت کر کے اسے حصص کا قلعہ اس کے بدلے میں دیدیا، لہذا وہ حصص چلا گیا، مگر بعد میں حصص کے بجائے نور الدین نے اسے بابس کا علاقہ دینا چاہا مگر وہ اس پر رضا مند نہیں ہوا اور بغداد چلا گیا، وہاں اس نے مدرسہ نظامیہ کے قریب گھر بنوایا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔

سردار نور الدین محمود زنگی دمشق اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا، اس طرح شام اور یرین سے تتیش خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا، (والبقا لله وحدہ) باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے اور اللہ ہی ساری بادشاہت کا مالک ہے اس کے علاوہ کوئی رب نہیں ہے۔

### تتیش خاندان کا شجرہ



### سلطنت قتلش یعنی قونیہ کی سلجوقی سلطنت کے حالات

قتلش کے ابتدائی حالات: اس خاندان کا بانی اور جد امجد قتلش ❶ (قتلمش) ہے اس کے نسب کے بارے میں سبب اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق یہ "قتلمش بن بقیو" ہے، اور ابن اثیر کہتی ہیں تو اسے طغرل بیگ کا چچا زاد بھائی لکھتا ہے اور کبھی "قتلمش بن اسرائیل" خاندان سلجوق سے تھا، لکھتا ہے، غالباً یہ اس اجمال کی وضاحت ہے۔

❶ بعض اردو تراجم میں اسے قتلش لکھا گیا مگر ہم نے عربی کتب میں مذکور نام کو اختیار کیا ہے جو کہ قتلش لکھا ہے (ثناء اللہ محمود)

جب سلجوقی سرداران بادشاہت کے حصول کے لئے مختلف علاقوں میں پھیل گئے تو قتلмыш رومی علاقے میں داخل ہو گیا اور قونیہ، اقصر اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر قبضہ کر لیا، سلطان طغرل بیگ نے اسے فاطمی سلطنت کی حمایت کا اظہار کرنے والے کمانڈر دینس بن مزیدکی گرفتاری کے لئے موصل کے حکمران قریش بن بدران کے ساتھ ”حلہ“ بھیجا تھا مگر دینس اور بسا سیری نے انھیں شکست دیدی تھی۔

**قتلмыш کی بغاوت اور قتل:** طغرل بیگ کے بعد الپ ارسلان سلطان بنا تو قتلмыш نے سلطان الپ ارسلان کے خلاف بغاوت کر دی اور ”رے“ کی طرف بڑھا، چنانچہ ۴۵۶ھ میں الپ ارسلان کا اس سے مقابلہ ہوا اور میدان جنگ میں قتلмыш کو شکست ہو گئی اور یہ راگیا اس کی ماں دوسرے مقتول کے درمیان میں ملی، الپ ارسلان کو اس کی موت کا انتہائی افسوس ہوا اور اس کے غم میں سوگہ برپا کیا تھا۔

**سلیمان بن قتلмыш اور فتح انطاکیہ:** قتلмыш کے بعد اس کا بیٹا سلیمان اس کے مقبوضہ علاقوں یعنی قونیہ، اور اقصر، اور اس کے نواح کا حکمران بنا اس نے رومیوں کے ہاتھ سے ۴۵۶ھ میں شہر انطاکیہ چھین کر اپنی مملکت میں شامل کر لیا رومی انطاکیہ پر ۴۵۵ھ سے قابض تھے۔

**مسم بن قریش اور سلیمان کی جنگ:** اس قبضے کی خبر دولت عباسیہ کو ملی، موصل کا حکمران مسلم بن قریش انطاکیہ والوں سے ٹیکس وصول کرتا تھا، جب سلیمان نے اسے اپنے قبضے میں لیا تو مسلم نے اس سے بھی ٹیکس کا مطالبہ کیا مگر اس نے انکار کر دیا چنانچہ مسلم نے انطاکیہ پر حملہ کرنے کے لئے عرب اور ترکمانی فوجیں جمع کیں اس کے ساتھ ترکمانی کمانڈر ”ہق“ بھی تھا ۴۵۸ھ میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی، جنگ کے دوران ہق اپنے ساتھیوں سمیت سلیمان سے مل گیا چنانچہ مسلم کی فوجوں کو شکست ہو گئی۔

**سلیمان کی شکست اور موت:** اس جنگ کے بعد سلیمان نے حلب کا محاصرہ کر لیا، حلب والوں نے اس کا مقابلہ کیا اور کچھ مہلت مانگی تاکہ سلطان شاہ سے خط و کتابت کر لی جائے مگر خفیہ طور پر انھوں نے دمشق کے حکمران سلطان تیش سے مدد مانگ لی، چنانچہ سلطان تیش انتہائی تیزی سے لشکر لے کر پہنچ گیا، ادھر سلیمان کی فوج غفل ہو کر آرام کر رہی تھی، لہذا جب مقابلہ ہوا تو سلیمان کی فوج کو شکست ہو گئی۔ سلیمان نے شکست دیکھ کر اپنے بچھر سے خودکشی کر لی اور تیش نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

**قلیج ارسلان کی حکومت:** اس کے بعد اس کا بیٹا قلیج ۱ ارسلان حکمران بنا اور حکومت کرتا رہا، پھر جب ۴۹۰ھ میں انگریز فوج نے کرشام کے ساحلی علاقوں پر قبضے کے لئے روانہ ہوئے تو انھوں نے قسطنطنیہ کا راستہ اختیار کیا، رومی بادشاہ نے انھیں اس راستے سے گزرنے کی اجازت ایک شرط سے دی، وہ یہ کہ یہ لوگ ”انطاکیہ“ فتح کرنے کے بعد اس کے حوالے کر دیں گے چنانچہ یہ شرط مان کر وہ روانہ ہوئے اور قلیج ارسلان کے علاقے سے گزرے، قلیج ارسلان نے فوج لے کر ان سے مقابلہ کیا مگر انگریز فوج نے اسے شکست دیدی اور پھر وہ لوگ ابن لیون الارمنی کے علاقے میں پہنچ گئے اور وہاں سے گذر کر انطاکیہ پہنچے۔

**انطاکیہ پر قبضہ:** انطاکیہ میں باغیسیان نامی ایک سلجوقی شخص حکمران تھا وہ ان کے مقابلے کے لئے تیار ہو گیا، اس نے شہر کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک دن مسلمانوں نے اور دوسرے دن عیسائیوں نے محنت کی۔ اتنے میں انگریز فوجیں بھی وہاں پہنچ گئیں اور انھوں نے نو مہینے تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا پھر کچھ محافظ فوجیوں نے شہر کی فصیل سے باہر نکل کر سرنگ کے ذریعے انھیں اندر گھسا دیا چنانچہ شہر میں گھسنے کے بعد انگریزوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔

**باغیسیان کا قتل:** باغیسیان انگریزوں سے صلح کے ارادے سے نکلا مگر پھر بھاگ گیا اور راستے میں ایک ارمنی شخص نے پکڑ کر اسے قتل کر دیا اور سر کاٹ کر انگریز فوجیوں کے پاس لے گیا، چنانچہ انطاکیہ پر ایک انگریز حکومت کرنے لگا۔

حلب اور دمشق کے حکام نے انطاکیہ والوں کی مدد کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر انگریز فوجوں نے ان سے صلح کی خط و کتابت کی اور وعدہ کیا کہ وہ

انطاکیہ کے علاوہ کسی اور علاقے پر قبضہ نہیں کریں گے لہذا اس وعدے کے بعد مسلمان حکام انطاکیہ والوں کی مدد نہیں کر سکتے۔

**گمشدگی بن طہلق:** اس دوران ترکمانی فوجیں عراق کے آس پاس علاقوں میں پھیل گئی تھیں اور ”گمشدگی بن طہلق“ جس کا باپ ”اشمند“ یعنی معصم کے لقب سے مشہور تھا نے رومی علاقے ”سیواس“ پر قبضہ کر لیا تھا، یہ انطاکیہ کے قریب واقع تھا، اسی کے قریب ”مطیہ“ ”یریک“ ”سرے“ ”ترکمانی“ کمانڈر نے قبضہ کر لیا تھا اس کے اور ”اشمند“ کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں، چنانچہ ملطیہ کے حاکم نے، انگریزوں سے مدد مانگی۔

**گمشدگی بن طہلق کی بھائی کی انگریزوں کو شکست:** ۱۲۹۳ھ میں انطاکیہ سے ایک انگریز کمانڈر فوجیں لے کر وہاں پہنچا، گمشدگی بن طہلق نے اسے شکست دی اور گرفتار کر لیا، اس کی انگریز فوج اسے چھڑانے کے لیے آئی اور قلعہ انکوریا، جسے انقرہ بھی کہا جاتا ہے، کے قریب جنگ لڑی اور قلعہ فتح کر لیا پھر وہ دوسرا قلعہ فتح کرنے روانہ ہوئی جہاں کا حاکم اسماعیل بن دانشمند تھا، انگریزوں نے اس کا محاصرہ کر لیا، ادھر اسماعیل نے ٹھیک ٹھاک فوج جمع کر لی تھی، اور فوج کا بڑا دستہ کمین گاہ میں چھپا لیا تھا، جنگ شروع ہوئی تو انگریز فوج آگے بڑھی اور پیچھے کمین گاہ سے نکل کر اس دستے نے یہ حملہ کیا کہ دشمن کا ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچ سکا۔ اس کے بعد اسماعیل نے آگے بڑھ کر ملطیہ پر قبضہ کر کے اس حاکم کو گرفتار کر لیا، اس کے بعد انطاکیہ سے مزید انگریز فوج آئی، لیکن اس نے اسے بھی شکست دیدی۔

**موصل پر چکر مش اور جاوولی کی جنگ:** موصل، دیار بکر، اور جزیرہ پر چکر مش نامی سلجوقی سردار کی حکومت تھی اس نے دائیگی روک دی اور بغاوت کا ارادہ کر لیا تو سلطان نے موصل وغیرہ کی حکومت ”جاوولی بن سکاو“ کو دیدی اپنے کمانڈروں کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جہاد کے لئے روانہ ہو جائیں چنانچہ جاوولی روانہ ہو گیا۔

جب چکر مش کو اس کی اطلاع ملی تو وہ موصل سے اربل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے اربل کے حکمران ابوالہیجا، بن موسک الکردی سے معاہدہ کر لیا، اس دوران جاوولی ”بوزج“ تک پہنچ گیا تھا، اس لئے چکر مش کی فوج شکست کھا کر بھاگ گئی اور چکر مش فوج کی وجہ سے کیلوہ میں رہ گیا، چنانچہ جاوولی نے اسے گرفتار کر لیا۔

**جاوولی سے مقابلے کی تیاری:** شکست خوردہ فوج موصل پہنچی اور اس نے چکر مش کے بجائے اس کے کم سن بیٹے زنگی کو حکمران بنایا۔ اور چکر مش کے آزاد کردہ غلام نمر علی نے سلطنت کا انتظام سنبھال لیا قلعہ اس کے ہاتھ میں تھا اس نے فوج میں مال اور گھوڑے تقسیم کئے اور جاوولی سے مقابلہ کرنے کی تیاری مکمل کر لی، اس نے صدقہ بن مزید، برستی اور رومی علاقوں کے حکمران قلیچ ارسلان سے فوجی مدد مانگی اور ہر ایک سے یہ وعدہ کیا کہ جب وہ جاوولی کو شکست دیدیگا تو وہ اسے موصل کی حکومت حوالے کر دیگا، صدقہ بن مزید نے اس کے پیغام پر توجہ نہیں کی۔

**قلیچ کی آمد اور جاوولی کا فرار:** اس دوران جاوولی موصل پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا، جاوولی نے یہ اعلان کیا کہ اگر شہر اس کے حوالہ نہ کیا گیا تو وہ چکر مش کو قتل کر دے گا۔ محاصرے کے دوران ہی جاوولی کو اطلاع ملی کہ قلیچ ارسلان اپنی فوجیں لے کر نصیبین تک پہنچ گیا ہے چنانچہ اس نے موصل چھوڑ دیا اور سنجاہ کی طرف بھاگ گیا۔

جاوولی کے بھگنے کے بعد برستی لشکر لے کر وہاں پہنچا اور وہاں کے باشندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا مگر انھوں نے لفٹ نہیں کرائی وہ بغداد واپس چھا گیا ادھر جاوولی کو رضوان تیش کا پیغام ملا کہ انگریزوں سے لڑنے کے لئے آ جاؤ تو وہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

**قلیچ ارسلان کا موصل پر قبضہ:** جاوولی کے چلے جانے کے بعد چکر مش کی فوج موصل سے نکلی اور نصیبین پہنچ کر قلیچ ارسلان سے معاہدہ کر لیا اور ۵۵۰ھ کے ماہ رجب کے آخر میں اسے موصل لا کر حکمران بنالیا، چکر مش کا بیٹا اور اس کے ساتھی وہاں سے نکل کر چلے گئے اور نمر علی کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔

اس طرح قلیچ ارسلان موصل کا حکمران بن گیا اور خلیفہ کے نام کے بعد اپنا نام خطبوں میں پڑھوایا فوج سے اچھا سلوک کیا اور عوام سے حسن سلوک ور عدل و انصاف سے پیش آیا، اس کے اہم ساتھی، آمد کا حکمران ابراہیم بن نیال ترکمانی محمد بن جق ترکمانی تھے، یہ قلعہ زیاد کا حاکم تھا جسے خرت

برت کہتے تھے۔

خریت برت کی فتح خرت برت رومی نمائندے ”قلا دروس“ کے کنٹرول میں تھا اور ”ربا“ اور اٹلا کیہ بھی اسی کے زیر کنٹرول تھے، مگر اٹلا کیہ، سیمان بن قنلمش نے اور دیار بکر، فخر الدولہ بن جہیر نے اس سے چھین لئے تھے اسی لئے اس کی طاقت روز بروز کم ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ قلعہ خرت برت بھی اس سے ”ہنق“ نے چھین لیا۔ پھر قلا دروس (روم کے ترجمان) نے سلطان ملک شاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا، سلطان نے اسے ”ربا“ کا علاقہ دے دیا جہاں وہ تاحیت مقیم رہا پھر حق نے رہا اور اس کے قریبی قلعوں کو فتح کر لیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا محمد بن حق ان علاقوں کا حکمران بنا۔

قلیچ ارسلان کی انگریزوں سے جنگ: ... اٹلا کیہ کے حکمران کا نام ”یمند“ تھا جو کہ انگریز حاکم تھا یمند اور شاہ روم کے درمیان چپقلش پیدا ہو گئی تھی جو بڑھتی ہی چلی گئی آخر کار ”یمند“ نے رومی علاقے پر فوج کشی کر کے غارت مچادی چنانچہ شاہ روم نے قلیچ ارسلان سے فوجی مدد مانگی، تو وہ شاہ روم کی مدد کے لئے چلا گیا جہاں انھوں نے مل کر یمند کو شکست دیدی اور انھیں گرفتار کر لیا باقی فوج اپنے علاقوں میں واپس چلی گئی اور انھوں نے قلیچ ارسلان سے بدلہ لینے کا پکا ارادہ کر لیا مگر اس دوران انھیں اس کے مرنے کی خبر ملی چنانچہ وہ واپس آ گئے۔

قلیچ ارسلان کی کامیابیاں: ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ قلیچ ارسلان نے موصل، دیار بکر وغیرہ پر قبضہ کر کے وہاں کے تخت کا، لک ہو گیا تھا، وہاں کا سابق حاکم جاولی سکاو، سنجار چلا گیا تھا پھر وہاں سے رجبہ چلا گیا، وہاں کے حکمران محمد بن السباق نے ”جو کہ بنو شیبان کے قبیلے کا تھا“ دقاق کی بغاوت اور ہلاکت کے بعد قلیچ ارسلان کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

رجبہ پر جاولی کا قبضہ: ... جب جاولی نے رجبہ کا محاصرہ کیا تو حلب کے حکمران رضوان تنش نے انگریزوں کے خلاف لڑنے کے لئے اسے ہوا یا مگر اس نے محاصرے کے اختتام پر آنے کا وعدہ کر لیا اتنے میں رضوان خود بھی اس کے پاس پہنچ گیا، ادھر محاصرہ بہت سخت ہو چکا تھا اس لئے رجبہ کے کچھ لوگوں نے غدار کی اور رات کے وقت جاولی کے ساتھیوں کو شہر میں داخل کر دیا، چنانچہ جاولی کی فوج نے دوسرے دن تک رجبہ کو خوب لوٹا آخر کار رجبہ کے حکمران محمد شیبانی نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور پھر جاولی وہاں سے چلا گیا۔

جاولی کی قلیچ ارسلان سے جنگ: ... جب قلیچ ارسلان کو یہ اطلاع ملی تو وہ جاولی کے مقابلے کے لئے موصل سے روانہ ہو گیا اور اپنے کم سن بیٹے ملک شاہ کو اپنا نائب بنا کر ایک سردار کو اس کا نگران بنادیا جب وہ فوج لے کر سرحد کے قریب پہنچا تو ”آمد“ کا حکمران ابراہیم بن نیال اپنی فوج سمیت اپنے شہر واپس چلا گیا، لیکن قلیچ ارسلان نے جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور اپنے اس لشکر کو بلالیا جس نے انگریزوں کے خلاف رومیوں کی مدد کی تھی چنانچہ وہ بھی آ گیا مگر اس دوران جاولی نے قلیچ کی فوجوں کی تعداد کم دیکھ کر ماہ ذوالقعدہ میں جنگ چھیڑ دی اور گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔

قلیچ ارسلان کی موت: ... قلیچ ارسلان نے خود آگے بڑھ کر جاولی پر حملہ کیا اور اس کے علم بردار کو مار پھینکا، یہ دیکھ کر جاولی نے اپنی تلوار سے اس پر حملہ کیا اور جاولی کے دوسرے ساتھی بھی پل پڑے اور اسے شکست دیدی، قلیچ ارسلان نے شرم کے مارے خود کو پانی میں ڈبو دیا اور مر گیا۔

اس طرح جاولی نے موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا، اس کے بیٹے ملک شاہ کو سلطان محمد کے پاس بھیج دیا اور سلطان کے نام کا خطبہ پھر سے شروع کر دیا، قونیہ اقصر اور دیگر رومی علاقوں کا (یہ علاقے آج کل ترکی میں شامل ہیں) اس کا بیٹا مسعود حکمران بنا اور اس کی سلطنت چلتی رہی۔

مملطیہ پر مسعود کا قبضہ: ... مملطیہ اور سیواس ایک ترکمانی سردار کے قبضے میں تھے اس کی قونیہ کے حکمرانوں سے لڑائی رہتی تھی ایک جنگ میں گمشدین بن طہق مارا گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا، وہ بھی اپنے باپ کی طرح انگریزوں سے جنگیں کرتا رہا اور ۵۳۳ھ میں انتقال کر گیا، اس کے مرنے کے بعد مسعود نے اس کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا، کچھ حصہ اس کے بھائی باغی ارسلان کے ہاتھ میں رہا۔

قلیچ ارسلان ثانی کی حکومت: ... ۵۵۱ھ میں مسعود بن قلیچ ارسلان کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا قلیچ ارسلان ثانی اس کا جانشین بنا، یہ مملطیہ کے حاکم باغی ارسلان کے ساتھ جنگ لڑتا رہا اس کی وجہ یہ تھی کہ قلیچ ارسلان نے شاہ طلیق بن علی بن ابوالقاسم کی بیٹی سے نکاح کیا، شاہ طلیق نے اسے بے

شہر سز و سامان جہیز دے کر رخصت کیا مگر راستے میں باغی ارسلان نے بارات کا سامان لوٹ کر لڑکی کو اغوا کر لیا اور اس کا نکاح اپنے بھتیجے ذوالنون بن محمد بن دانشمند سے پڑھوایا اور اس کا یہ طریقہ نکاح اس نے خود یہ مشورہ دیا کہ وہ لڑکی ارتداد اختیار کر لے تو نکاح ذوالنون سے ردیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا ❶۔

**قلیچ ارسلان اور باغی ارسلان کی جنگ:** اس واقعے کے بعد قلیچ ارسلان نے فوجیں لے کر باغی پر حملہ کر دیا مگر اس نے قلیچ کو شکست دیدی، اس دوران شاہ روم نے فوجی مدد مانگی تو باغی ارسلان وہاں روانہ ہو گیا اور اس کے پیچھے اس کا بھتیجا اس کا چھٹیشین تھ قلیچ نے موقع غنیمت شہر کرتے ہوئے اس کے کچھ مدد قوں پر قبضہ کر لیا اور ابراہیم کے بھائی ذوالنون نے ”قیساریہ“ پر قبضہ کر لیا، اس سے قلیچ ارسلان کے بھائی شاہ بن محمود کے پاس صرف (انگوریہ) انقرہ رہ گیا۔

**مطیہ پر قبضہ:** کچھ عرصے پہلے صورت حال یہی پھر قلیچ اور نورالدین زنگی کے درمیان ناچاقی ہو گئی چنانچہ دونوں جنگ پر تیار ہو گئے، مگر صالح بن زربک نے قلیچ کو خط لکھ کر اس سے روک دیا، پھر جب ابراہیم بن محمد کا انتقال ہو گیا تو ذوالنون یہاں کا حکمران بنا، مگر قلیچ ارسلان نے اس پر حملہ کر کے مطیہ اس سے چھین لیا۔

**نورالدین زنگی کی قلیچ کی طرف روانگی:** ۵۶۸ھ میں نورالدین محمود زنگی، قلیچ ارسلان کے زیر کنٹرول یعنی مطیہ سیواس اور اقصر کی طرف روانہ ہوا، جب وہ وہاں پہنچا تو قلیچ ارسلان ثانی اس کے پاس معذرت کرنے پہنچا اور اس کے علاقوں پر حملہ کرنے سے اسے روک دیا اور اس سے نہایت احترام سے پیش آیا، اس کے بعد اس نے ذوالنون بن محمد کو اس کے پاس سفارش کے لئے بھیجا مگر زنگی نے سفارش قبول نہیں کی ورنہ لقمہ میں حملہ کر کے مرعش اور نہن اور اس کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا، ایک لشکر سیواس کی طرف بھیجا جس نے سیواس پر قبضہ کر لیا۔

**نورالدین سے صلح:** ان واقعات کے بعد قلیچ ارسلان ثانی صلح کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے نورالدین عادل زنگی کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور حسن سوک کی درخواست کی، اور نورالدین زنگی انگریزوں کی طرف سے پریشان تھا اس لئے اس نے صلح کی یہ شرط پیش کی کہ وہ جہاد کے لئے فوجی امداد بھیجے اور یہ کہ ”سیواس“ اس کے نمائندے ذوالنون بن محمد بن دانشمند کے حوالے کر دیا جائے۔

اس کے بعد خیفہ کا خط آیا جس میں علاقوں کی تقسیم کے بارے میں لکھا تھا اس میں قلیچ ارسلان کے علاقوں اور خلط و دیار بکروغیرہ کا تذکرہ تھا، پھر جب سلطان زنگی کی وفات ہو گئی تو اس نے سیواس سے ذوالنون کو نکال دیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

**قلیچ ارسلان کی بیٹی اور داماد:** قلیچ ارسلان ثانی نے اپنی بیٹی کی شادی قلعہ کیفا کے حکمران نورالدین محمود بن قلیچ ارسلان بن داؤد بن سقمان سے کر دی تھی اور اس سلسلے میں اسے کئی قلعے بھی دیئے گئے مگر اس نے اس کی بیٹی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور اس کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح بھی کر لیا اور اسے چھوڑ دیا، لڑکی کے والد قلیچ ارسلان ثانی کو اس بات کا بہت دکھ ہوا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ دیار بکر میں اپنے داماد نورالدین کے مدد سے پر حملہ کر کے اس سے وہ چھین لے گا۔

**صلاح الدین ایوبی کی ثالثی:** نورالدین کے داماد نے صلاح الدین ایوبی کو درمیان میں ڈالا اور اس سے سفارش کروائی مگر اس نے صلاح الدین کی سفارش بھی قبول نہیں کی اور یہ جواب دیا کہ میں وہ قلعے واپس لینا چاہتا ہوں جو اسے شادی کے وقت تجھے میں دیئے تھے۔

صلاح الدین کو یہ بات سن کر بہت دکھ ہوا، صلاح الدین انگریزوں سے جنگ میں مصروف تھا لہذا ان سے صلح کر کے شکرے کر خود رومی علاقوں کی

❶ واضح رہے کہ اس طریقے پر عمل کرنے سے پہلے شوہر سے نکاح کا اہتمام ہونا قرار نہیں دیا جاتا کیونکہ ارتداد سے مقصود نکاح سے جاں چھڑنا ہے اور اس کا اس سے نکاح بھی جائز نہیں (کئی کتب) اور یہ طریقہ اختیار کرنے کا مشورہ دینے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اسے تجہید ایمان اور تجہید نکاح کرنا ضروری ہے۔ ان اقتدار پرست حکمرانوں نے دین کو مذاق بنالیا تھا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو زوال دیکھنا پڑا۔ (مترجم)

جانب روانہ ہو گیا شام میں الصالح اسماعیل بن نور الدین زنگی تھا وہاں سے یہ تل ناشر کے راستے زعبان پہنچا اور وہاں کیفا کے حکمران نور الدین محمود سے ملا۔

ارسلان ثانی کا قاصد: اس دوران قلیچ ارسلان ثانی نے اس کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے اس کی بیٹی کے ساتھ اس کے داماد کے برے سلوک کے حالات بتائے، مگر صلاح الدین ایوبی اس قاصد پر بہت غصہ ہوا اور اسے دھمکی دی کہ وہ قلیچ کے علاقوں پر قبضہ کر لے گا مگر قاصد نے صلاح الدین سے نرم رویہ اختیار کیا اور اسے سمجھایا کہ وہ (صلاح الدین) ایک عورت کے مسئلے کی خاطر اپنے دشمن سے صلح کر کے، اور جہ دلتوی کر کے آیا ہے جس میں خود صلاح الدین کا نقصان ہے، ہاں اگر یہ عورت اپنے باپ کے مرنے کے بعد صلاح الدین سے فیصلہ کرنے کی درخواست کرتی تو اسے اس بات کا حق حاصل ہے۔

سسر اور داماد کی صلح: قاصد کے سمجھانے سے صلاح الدین کو اپنے خلاف حق بات سمجھ آ گئی چنانچہ اس نے اس قاصد کو حکم دیا کہ وہ ان دونوں کی صلح کرائے اور وہ خود (صلاح الدین) بھی اس میں تعاون کرے گا، لہذا قاصد نے ان دونوں کی صلح کرادی اور یہ شرط رکھی کہ وہ ایک سال کے بعد اس عورت کو طلاق دیدیگا اور نور الدین سے بھی اس قسم کا معاہدہ کر لیا، چنانچہ ہر ایک اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گیا اور نور الدین نے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

بیٹوں میں علاقوں کی تقسیم: قلیچ ارسلان ثانی نے ۵۸ھ میں اپنے زیر کنٹرول علاقوں کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا، چنانچہ قونیہ اور اس کے مضافات اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کسنجر کو دیے اور اقصر، سیواس کے علاقے قطب الدین کو اور قساق، رکن الدین سلیمان کو، انقرہ (انگوریہ) محی الدین کو، ملطیہ اور اہلستین ① عز الدین قیصر شاہ کو دیئے کچھ حصہ مغیث الدین کو اور قیساریہ نور الدین محمود کو دیا اور نکسار اور اماسا اپنے دونوں بھتیجوں کو دیئے۔

ملطیہ کی حکومت کا جھگڑا:..... اس کے بیٹے قطب الدین کا اثر اس پر زیادہ تھا اس لئے اس نے اسے تیار کر لیا کہ وہ قیصر شاہ سے ملطیہ چھین لے چنانچہ اس نے یہ علاقہ اس سے چھین لیا اس واقعے کے بعد قیصر شاہ صلاح الدین ایوبی کے پاس گیا تاکہ وہ اس کی سفارش کرے صلاح الدین نے اس کی بہت عزت کی اور اپنے بھائی العادل کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا پھر اس نے اس کے بھائی اور والد سے اس کی سفارش کی جو انھوں نے قبول کر لی اور اسے ”ملطیہ“ واپس کر دیا۔

بیٹوں کی سرکشی: پھر اس کا بیٹا رکن الدین اس پر حاوی ہو گیا اور اس نے باپ کے شہر میں اختیار الدین حسن کو قتل کر دیا اور اس کے باقی بیٹے اس کے دائرہ اطاعت سے نکل گئے، قطب الدین اپنے باپ (قلیچ ارسلان) کو پکڑ کر اپنے ساتھ قساریہ لے گیا تاکہ وہ اسے اس کا قبضہ دل دے مگر قلیچ اس سے جان چھڑا کر بھاگا اور قیساریہ میں داخل ہو گیا (قیساریہ پر نور الدین کا قبضہ تھا) پھر قطب الدین نے اقصر اور قونیہ پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد قلیچ ارسلان کی بے چارگی ایسی ہو گئی کہ وہ کبھی ایک بیٹے کے پاس جا کر رہتا کبھی دوسرے بیٹے کے پاس، مگر اس کے بیٹے اسے منہ نہیں لگاتے تھے، چنانچہ اس نے برغلو ② کے حاکم غیاث الدین کسنجر سے مدد لی چنانچہ وہ آیا اور اسے قونیہ پر قبضہ کر دیا، اس کے بعد وہ اقصر کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر قلیچ ارسلان بیمار ہو گیا اور قونیہ واپس چلا گیا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔

بیٹوں کی سرکشی کی وجہ: کہا جاتا ہے کہ اس کے بیٹوں کی سرکشی کی وجہ یہ تھی کہ اس نے بیٹوں میں سلطنت کی تقسیم پر ندامت ظاہر کی تھی اور قطب الدین کو پوری سلطنت دینا چاہا تھا اس پر سب بیٹے ناراض ہو کر باغی ہو گئے اور یہ اپنے بیٹوں کے پاس باری باری جاتا تھا آخر کار اس کے بیٹے غیاث الدین نے اس کی اطاعت کی اور اپنے ساتھ لیجا کر قیساریہ کا محاصرہ کر لیا چنانچہ (ایک روایت کے مطابق) قیساریہ کے محاصرے ہی میں اس کی وفات ہوئی اور غیاث الدین قونیہ چلا گیا۔

قلیچ ارسلان کا انتقال: قلیچ ارسلان قونیہ میں یا دوسری روایت کے مطابق قیساریہ میں انتقال کر گیا اس کا انتقال ۵۸۸ھ کے نصف میں ہوا ستائیس سال حکمرانی کی، بڑا انصاف پسند سیاستدان اور بارعب حکمران تھا اس نے جہاد میں بہت حصہ لیا۔

① یہ اضافہ ہے جو کہ کامل ابن اثیر سے لیا گیا ہے، صفحہ ۸۸ جلد ۱۲۔ ② عام کتب میں برغلو کا ذکر نہیں ہے اور یہ ابن اثیر سے لیا گیا ہے۔



قطب الدین کے ہاتھوں بھائی کا قتل:۔۔ جب قلعہ ارسلان کا انتقال ہوا تو غیاث الدین کسنجر قونیہ اور اس کے نواح کا خود مختار حکمران تھا۔ اور اس کا بھائی قطب اتصر اور سیواس کا حکمران تھا وہ جب ایک علاقے سے دوسرے علاقے کی طرف جاتا تھا تو راستے میں قیساریہ پر تاقہ چنانچہ قیساریہ کا حکمران نور الدین محمود اس سے شہر کے باہر آ کر ملاقات کرتا کچھ عرصہ تو ایسا ہوتا رہا مگر پھر اس نے نور الدین کو دھوکے سے قتل کر دیا، مگر قیساریہ شہر میں اس کے ساتھیوں نے قطب الدین کا بھرپور مقابلہ کیا اس کا سر براہ حسن تھا جسے اس نے اس کے بھائی کے ساتھ مار دیا، پھر اہل قیساریہ نے اطمینان قبول کر کے شہر اس کے حوالے کر دیا، مگر تھوڑے عرصے ہی میں قطب الدین مر گیا۔

رکن الدین سلیمان:۔۔ رکن الدین نے اپنے بھائی قطب الدین کے مرنے بعد ہاتھ پاؤں نکالے چنانچہ پہلے تو اپنے والد کے تہ مروتی سداقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور قطب الدین کے سیواس اقصر اور قیساریہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا، اس کے بعد قونیہ پر فوج کشی کی اور اپنے بھائی غیاث الدین کو شکست دے کر قونیہ پر بھی قبضہ کر لیا، غیاث الدین شام چلا گیا، اس کے بعد اس نے عسکار اور اماناسا بھی فتح کرے اور ۵۹ھ میں معز الدین سے ملطیہ بھی چھین لیا اور معز الدین، العادل ابو بکر بن ایوب کے پاس چلا گیا۔

تمام علاقوں پر قبضہ:۔۔ پھر وہ ارزن روم پہنچا جو پرانے شاہی خاندان کے شاہ محمد بن خلیق کے بیٹے کے قبضے میں تھا، اس کا حکمران اس سے صلح کے لئے آیا مگر اس نے اسے گرفتار کر کے اس کے شہر پر قبضہ کر لیا یوں انقرہ کے علاوہ وہ اپنے بھائیوں کے تمام علاقوں کا اکیلے حکمران بن گیا۔

انقرہ ایک مضبوط قلعہ تھا (اس لئے وہاں دیر لگی) چنانچہ اس نے اسے فتح کرنے کے لئے فوج جمع کی، تین دن تک اس کا محاصرہ کئے رہا اور پھر کسی شخص کو بھیج جس نے چھپ چھپا کر انقرہ کے حاکم (محی الدین کو جو کہ اس کا بھائی تھا) کو قتل کر دیا اس طرح اس نے ۶۰ھ میں انقرہ فتح کر لیا اور اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

رکن الدین کی موت:۔۔ ۶۰ھ کے ماہ ذوالقعدہ میں رکن الدین سلیمان کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا قبیچ ارسلان سوم حکمران بنا مگر اس کی حکومت زیادہ نہیں چل سکی، رکن الدین دورانیش حکمران تھا دشمنوں کے لئے سخت گیر رویہ رکھتا تھا البتہ فلسفیانہ خیالات کی طرف مائل تھا۔

غیاث الدین کسنجر:۔۔ جب رکن الدین سلیمان نے غیاث الدین کسنجر سے قونیہ کا علاقہ چھین لیا تو حلب چل گیا تھا جہاں الظاہر غازی بن صلاح الدین حاکم تھا مگر اس نے اسے لفٹ نہیں کرائی چنانچہ وہ قسطنطنیہ چلا گیا جہاں شاہ روم نے اس کا استقبال کیا، اور وہاں کے مذہبی رہنما (بشپ) نے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا، اس پادری کا قسطنطنیہ کے نواح میں ایک قلعہ بند گاؤں تھا چنانچہ جب انگریز فوجیں ۶۰ھ میں قسطنطنیہ پر قبضہ ہوئیں تو غیاث نے اپنے سر کے قلعے میں پناہ لی۔

غیاث الدین کا قونیہ پر قبضہ:۔۔ غیاث الدین کو اسی سال اپنے بھائی کے مرنے کی اطلاع ملی اور ساتھ ہی قونیہ کے بعض امراء کا یہ پیغام بھی مد قونیہ آ کر حکومت لے لیں چنانچہ وہاں پہنچ گیا پہلے تو اہل شہر محصور ہو گئے مگر بعد میں شہر سے باہر نکل آئے اور رکن غیاث الدین کو شکست دیدی چنانچہ وہ وہاں سے بھاگ کر کہیں قلعہ بند ہو گیا۔

اس کے بعد اقصر کے باشندے اس کے حامی بن گئے اور اپنے حاکم کو شہر سے نکال دیا جب قونیہ کے باشندوں کو اس کی خبر پہنچی تو انھوں نے قبیچ ارسلان سوم کے خلاف بغاوت کر کے اسے گرفتار کر لیا اور غیاث الدین کو بلوا کر اپنا حکمران بنالیا اور قبیچ کو اس کے حوالے کر دیا۔

غیاث الدین کا قتل:۔۔ اس کا دوسرا بھائی معز الدین قیصر شاہ اپنے سر العادل ابو بکر بن ایوب کے پاس چلا گیا تھا جب رکن الدین نے اس سے ملطیہ چھین لیا تو اس نے اپنے سر سے فوجی مدد مانگی تھی اس نے اسے ”رہا“ جانے کا حکم دیدیا۔

اس دوران غیاث الدین بڑا طاقتور حکمران بن گیا چنانچہ شیمشاط کا حکمران علی بن یوسف اور خرت برت کا حکمران نظام الدین بن ارسلان اس کے پاس آتے جاتے رہتے اور اس کی طاقت بڑھتی ہی رہی۔ پھر ۶۰ھ میں قسطنطنیہ کے حکمران اشکر نے اسے قتل کر دیا۔

کیکاؤس کی جانشینی جب غیاث کسخر قتل ہو گیا تو اس کا بیٹا کیکاؤس اس کا جانشین بنا عوام نے اس کو ”الغالب باللہ“ کا لقب دیا ارزن روم کے حکمران طغرک شاہ بن قلیچ ارسلان نے اس کے مقابلے میں اپنی حکومت کا دعویٰ کر دیا، وہ اس کا چچا تھا چنانچہ طغرک شاہ اپنے بھتیجے سے جنگ کرنے روانہ ہوا اور سیواس میں اس کا محاصرہ کر لیا، اس دوران کیکاؤس کے بھائی کیقباد نے انقرہ پر قبضہ کر لیا۔

چنانچہ کیکاؤس نے دمشق کے حاکم الملک العادل سے فریاد کی، اس پر اس نے اس کی امداد کے لئے فوج بھیجی مگر فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی طغرک، سیواس سے روانہ ہو گیا تھا، لہذا کیکاؤس پہلے انقرہ گیا اور اسے اپنے بھائی کیقباد کے قبضے سے چھڑایا اور اسے گرفتار کر لیا مگر اس کے حکام کو قتل کر دیا، پھر اپنے چچا طغرک سے جنگ کرنے ارزن روم گیا اور ۶۱۱ھ میں اسے شکست دے کر اس کو قتل کر دیا اور اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

حلب پر قبضے کی تیاری حلب کا حاکم ظاہر بن صلاح الدین تھا اس کے زمانے میں حلب کا ایک شخص بھاگ کر کیکاؤس کے پاس گیا اس نے اسے حلب پر قبضہ کے سوتے تیار کر لیا کیونکہ اسے فتح کرنا بہت آسان ہے اور اس کے بعد وہ دیگر علاقوں پر بھی قبضہ کر سکتا ہے۔

پھر ظاہر کا انتقال ہو گیا اور اس کا کم عمر بیٹا اس کا جانشین بنا تو کیکاؤس نے حلب پر قبضہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا، چنانچہ اس نے افضل بن صدق الدین ابن شیمشاٹ کو اپنے ساتھ لیجھونے کے لئے بلوایا اور اس سے یہ معاہدہ کیا کہ مساجد میں خطبوں میں کیکاؤس کا نام لیا جائے گا اور حسب و رس کے نواح کے علاقوں پر افضل کی حکومت ہوگی مگر جب اشرف بن العادل کے قبضے سے حران، الرہاء، اور الجزیرہ، اور دوسرے شہر چھین لئے جائیں گے تو ان کی حکمرانی پر کیکاؤس کا حق ہوگا۔

کیکاؤس کے حملے: ... معاہدہ ہونے کے بعد ۶۱۵ھ میں مشترکہ فوج لے کر روانہ ہوا، چنانچہ پہلے انھوں نے قلعہ رعبان فتح کر لیا اور معاہدے کی رو سے اس کا اقتدار افضل کو دیا پھر تل ناشر پر قبضہ کیا تو اسے کیکاؤس نے اپنے قبضے میں رکھا، جس سے افضل کو شبہ ہو گیا، اس کے بعد ظاہر نے اشرف بن عاص سے خط و کتابت کر کے فوجی مدد مانگی اور وعدہ کیا کہ اس کا نام خطبوں میں پڑھا جائے گا اور سکھ پر اس کا نام ڈھلوا دیا جائے گا۔ چنانچہ اشرف بن عادل اس کی مدد کے لئے روانہ ہوا اور اس کے ساتھ عرب قبیلہ طے کی فوج بھی تھی۔

رعبان اور تل ناشر پر کیکاؤس کی شکست: ... اشرف العادل نے حلب کے باہر میدان میں پڑاؤ ڈالا، اس دوران افضل اور کیکاؤس بچ چلے گئے تھے اس لئے ان کے ہراول دستوں نے ابن الظاہر کے ہراول دستوں سے مقابلہ کیا، کیکاؤس کا لشکر شکست کھا کر اس کے پاس پہنچا تو وہ بھی بھاگ گیا پھر اشرف عادل، رعبان اور تل ناشر کے قلعوں کی جانب بڑھا وہاں کیکاؤس کی فوج موجود تھی اس نے اسے شکست دیکر حلب کے حکمران کے حوالے کر دیا جس نے آگ میں جلا دیا پھر اس نے یہ دونوں قلعے شہاب الدین ابن ظاہر کے حوالے کر دیا اس دوران اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کے والد الملک العادل کا انتقال ہو گیا ہے اس لئے اس نے رومی علاقوں کی طرف پیش قدمی کا ارادہ منسوخ کر دیا۔

کیکاؤس کی وفات: اشرف العادل سے جنگ کے بعد کیکاؤس کا ارادہ اشرف کے علاقے الجزیرہ پر حملہ کرنے کا بن گیا اس نے اربل اور آمد کے حکمرانوں سے معاہدہ کر لیا تھا اس لئے یہ دونوں کیکاؤس کے نام کا خطبہ پڑھوا رہے تھے، کیکاؤس ملطیہ کی جانب روانہ ہوا تا کہ اشرف کو دھوکہ دے، اور وہ موصل کی حفاظت کی طرف توجہ نہ کرے اور اربل کا حکمران اس پر قبضہ کر لے مگر وہ خود راستے میں بیمار ہو گیا اور واپس اپنے وطن چلا گیا جہاں ۶۱۶ھ میں انتقال کر گیا۔

کیقباد کی جانشینی: کیکاؤس کے تمام بچے کم عمر تھے، اس لئے اس کی فوج نے اس کے بھائی کیقباد کو جیل سے رہا کر کے وہاں کا حکمران بنا دیا، یہ دے رہے کہ انقرہ کی فتح کے بعد کیکاؤس نے اسے جیل میں ڈال دیا تھا۔

ایک اور قول کے مطابق کیکاؤس نے خود اسے جیل سے نکال کر اپنا ولی عہد بنالیا تھا، کیقباد کا حکمران بننے کے بعد اس کے چچا (ارزن روم کے حاکم) نے اس کی مخالفت کی لہذا اس نے اشرف العادل سے صلح کر لی۔

اشرف کی مدد کے لئے روانگی: الجزیرہ کے حکمران اشرف اور دمشق کے حکمران معظم کی آپس میں ناچاقی ہو گئی تھی، اور جلال الدین خوارزمی

جو تاریخوں سے جنگ کے بعد ہندوستان بھاگ گیا تھا واپس آ گیا اور آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اس کے ذریعے دمشق نے حکمران معظمی وقت میں اضافہ ہو گیا اور شاہ مسعود (آمد کے حکمران) نے جو بنو ارتق کے خاندان سے تھا، ان دونوں کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

چنانچہ اشرف نے کیتباد کو پیغام دیا کہ وہ شاہ مسعود کے خلاف اس کی مدد کرے اس زمانے میں اشرف نے ہار دین کا محاصرہ کر رہا تھا ہندوستان نے پیش قدمی کی اور ملطیہ میں پڑاؤ کر دیا، پھر وہاں سے آمد کی طرف فوجی دستے بھیجے جنہوں نے وہاں کے چند قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

**اشرف سے صلح کا خاتمہ:** اس کے بعد شاہ مسعود نے اشرف سے صلح کر لی، چنانچہ اشرف نے کیتباد کو لکھا کہ وہ مقبوضہ علاقے واپس کر دے مگر اس نے انکار کر دیا، لہذا اشرف نے شاہ مسعود کے بیٹوں کی مدد کے لئے اپنی فوجیں بھیج دیں اس وقت کیتباد نے قلعہ ”الکتھ“ کا محاصرہ کر رکھا تھا، مگر پھر بھی اس نے اتحادی فوجوں کا مقابلہ کیا اور نہ صرف انہیں شکست دی بلکہ خوب قتل عام کیا اور پھر اس جنگ کے بعد وہ ”الکتھ“ کی طرف بڑھا اور اسے فتح کر لیا۔

**”ارزننگان“ کی فتح:** بنو احدب کے قدیم شاہی خاندان کا ایک فرد بہرام شاہ ”ارزننگان“ کا حکمران تھا ساٹھ سال اس کی حکومت رہی اور قیام رسیدن اس کے بیٹوں کا مطیع رہا تھا، بہرام شاہ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا علاء الدین داؤد شاہ حکمران بنا، ۶۲۵ھ میں کیتباد نے سے پیغام بھیجا کہ وہ فوج لے کر اور اس کے ساتھ مل کر کسی جنگی مہم میں شریک ہو، چنانچہ داؤد شاہ فوج لے کر وہاں پہنچا تو کیتباد نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے شہر ارزننگان پر قبضہ کر لیا، مگر اس کے قلعے کا ح کے حکمران نے ہتھیار نہیں ڈالے، چنانچہ کیتباد نے داؤد شاہ کو ذرا دھمکا کر اس کے نام ایک فرمان لکھوایا فرمان دیکھ کر اس نے قلعہ کیتباد کے حوالے کر دیا۔

**ارزن روم کی طرف پیش قدمی:** اس کے بعد کیتباد نے ارزن روم کا رخ کیا وہاں کا حکمران طغرک شاہ بن قبیچ رسیدن تھا طغرک شاہ نے اشرف کی طاعت کا اعلان کر دیا اور خلاط میں اس کے نائب حسام الدین علی سے فوجی مدد مانگی چنانچہ وہ فوج لے کر گیا، چنانچہ جب کیتباد کو اس کا پتہ چلا تو اس نے ان کا مقابلہ نہیں کیا اور واپس ارزننگان سے اپنے ملک آ گیا۔

**انگریزوں پر فتح:** جب یہ اپنے ملک پہنچا تو پتہ چلا کہ انگریزوں نے اس کا ایک قلعہ ”صنوبا“ پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ قلعہ بحر حزر کے کنارے واقع تھا لہذا اس نے خشکی اور سمندری دونوں راستوں سے اس کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار اسے انگریزوں سے واپس چھین لیا۔

**جلال الدین سے جنگ اور صلح:** کیتباد کے چچازاد بھائی (اور ارزن روم کے حکمران) نے جلال الدین خوارزمی کی اطاعت قبول کر دی تھی اور اس کے ساتھ مل کر خلاط کا محاصرہ کیا جہاں اشرف کا آزاد کردہ غلام ایک حکمران تھا، جلال الدین نے وہاں قبضہ کر کے ایب کو قتل کر دیا، کیتباد اس واقعہ کے بعد ان دونوں سے ڈر گیا چنانچہ اس نے الملک الکامل سے مدد مانگی لی الملک الکامل نے اپنے بھائی اشرف کو دمشق سے اس کی مدد کے لئے مقرر کیا چنانچہ اس نے اجزیہ اور شام کی فوجیں جمع کیں اور کیتباد کے پاس پہنچ گیا سیواس میں اس سے ملاقات ہوئی اور پھر دونوں پچیس ہزار افراد پر مشتمل لشکر لے کر خلاط روانہ ہو گئے۔

چنانچہ ارزننگان کے نواح میں جلال الدین خوارزمی سے ان کا مقابلہ ہوا، جلال الدین ان کا عظیم لشکر دیکھ کر ڈر گیا اور شکست کھا کر خدط گیا اور وہاں سے آذربائیجان چلا گیا، اور انہوں نے خولی میں قیام کیا۔ اس کے بعد اشرف خلاط کی جانب بڑھا مگر دیکھا کہ جلال الدین اسے تباہ و برباد کرے گا چکا ہے ہند سب اپنے علاقوں میں واپس آ گئے اور پھر ایک دوسرے کے قاصد آنے جانے لگے چنانچہ صلح ہو گئی۔

**اشرف سے اختلاف:** علاء الدین کیتباد نے روم کے مشرقی علاقے میں اپنی سلطنت وسیع کر لی تھی اور خلاط پر بھی قبضہ کر لیا تھا یہ اس جنگ کے بعد ہوا جب اس نے اشرف کے ساتھ مل کر جلال الدین سے خلاط پر جنگ کی تھی۔ اس پر اشرف نے اس کی مخالفت اور اس کا مقابلہ کرنے سے

۱ اصل نسخے میں لکھن کھا ہے جو کہ غلط ہے، دیکھئے کامل ابن اثیر صفحہ ۴۵۹ جلد ۱۲۔ ۲ کامل ابن اثیر میں اس کا نام صنوب لکھا ہے۔

سے اپنے بھائی اکمل سے امداد لگی چنانچہ وہ مصر سے ۶۳۱ھ میں فوج لے روانہ ہوا۔ اس فوج میں اس کے خاندان کے تمام حکام بھی شامل تھے۔

اشرف اور کامل سے جھڑپیں:۔۔۔ الملک اکمل رومی سرحد کے قریب دریائے اردن کے قریب پہنچ گیا اس کے ہراول دستے کا بکٹر ”حمہ“ تھا اور اسی کے خاندان سے تھا، چنانچہ کیتباد سے جنگ ہوئی اور اسے کیتباد نے شکست دے کر خرت برت میں محصور کر دیا جو کہ بنو اتق کے قبضے میں تھا، پھر ۶۳۳ھ میں کامل اپنی فوج لے کر واپس مصر چلا گیا کیتباد ان کا تعاقب کر رہا تھا۔

پھر اس نے ”الربا“ اور حران پر حملہ کر کے انھیں کامل کے نائب سے چھین کر ان پر قبضہ کر لیا اور اپنے حکام متعین کر دئے مگر ۶۳۳ھ میں کامل نے اس سے دوبارہ چھین لئے۔

غیاث الدین کینسر و بن علاؤ الدین کیتباد:۔۔۔ ۶۳۴ھ میں علاؤ الدین کیتباد کی وفات ہوئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا غیاث الدین کینسر و تخت نشین ہوا اس کے زمانے میں بھی سلجوقی سلطنت کا اسلامی ممالک میں زوال ہوا۔ خوارزم کی شاہی حکومت بھی زوال پذیر ہوئی، اسی دور میں، وراء النہر سے تاتاری نکلے اور ان کے حاکم چنگیز خان نے بہت سے اسلامی علاقے فتح کر لئے اور اسی نے خوارم شاہ کی سلطنت کا خاتمہ کیا، خوارزم کے آخری تاجدار جلال الدین نے ہندوستان میں پناہ لی اور وہاں سے واپس آ کر آذربائیجان اور عراق عجم پر قبضہ کر لیا، کینسر و کے دور میں ایوبی خاندان شام اور آرمینیا کے علاقوں کا حکمران تھا۔

تاتاری فتنہ اور کینسر و:۔۔۔ تاتاری فوج تمام اسلامی علاقوں میں پھیل گئی اور فتنہ و فساد مچانے لگی جہاں موقع ملتا وہاں کے علاقے پر قبضہ ہو جاتی اس طرح ان کی سلطنت بھی وسیع ہو گئی۔

تاتاری فوج کا ایک گروپ ۶۴۱ھ میں روم کے مشرقی علاقے میں پہنچ گیا اس وقت غیاث الدین کینسر و نے ایوبی اور دیگر ترک حکمرانوں سے جو س کے پڑوس میں تھے، مدد مانگی، چنانچہ ہر طرف سے فوجی امداد آ گئی اور وہ سب تاتاریوں سے جنگ کے لئے روانہ ہو گئے۔

تاتاریوں سے شکست:۔۔۔ قشیر زنجان کے مقام پر اس کی فوج کے اگلے حصے کی تاتاریوں سے ٹکرائی ہوئی مگر اسے شکست ہو گئی اور وہ کینسر و کے پاس پہنچ گئے پھر اسے بھی شکست ہو گئی اور یہ اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کو لے کر میدان جنگ سے دور ایک ایسے شہر کی جانب بھاگا جو ایک مہینے کی مسافت پر تھا۔ ادھر تاتاریوں نے اس کے دیہاتوں کو خوب لوٹا اور روم کے تمام مشرقی علاقوں میں پھیل گئے اور لوٹ کر کرتے رہے چنانچہ انھوں نے خلاط اور آمد کو فتح کر لیا۔

تاتاریوں سے صلح:۔۔۔ غیاث الدین کینسر و اپنے شہر میں قلعہ بند ہو گیا اور پھر ان سے پناہ کی درخواست کر دی اور ان کی اطاعت قبول کر لی اس کے بعد تاتاریوں سے اس کے تعلقات خوش گوار ہو گئے مگر پھر بھی تاتاریوں نے قیساریہ پر قبضہ کر لیا۔

کینسر و کی وفات اور کیتباد ثانی:۔۔۔ پھر غیاث الدین اس جنگ سے واپسی کے وقت انتقال کر گیا اس کا انتقال ۶۵۴ھ میں ہوا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا ولی عہد اور بڑا بیٹا کیتباد ثانی تونسیہ کی سلطنت کا حکمران بنا، اس کے دوسرے بیٹے عز الدین کیاوس اور رکن الدین قبیچ ارسدان تھے، کیتباد ثانی نے اپنے ان بھائیوں کو بھی سلطنت میں شریک رکھا اور خطبوں میں ان کا نام بھی پڑھوایا۔

مغل سلطنت:۔۔۔ اسی زمانے میں چنگیز خان کی وفات ہوئی تاتاریوں کا دار الحکومت قراقرم میں تھا، چنگیز خان کے بعد اس کا بیٹا تلوخان حکمران بنا اسے ”خان اعظم“ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا وجہ یہ تھی کہ اسے اپنے خاندان کے تمام بادشاہوں اور سارے شمالی علاقوں اور عراق میں بالادستی حاصل تھی۔

پھر تلوخان مر گیا اور پھر اس کا بیٹا منگو خان تخت نشین ہوا، اس نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو عراق اور اسماعیلیوں کے علاقے فتح کرنے کے لئے فوج دے کر ۶۵۰ھ روانہ کیا، چنانچہ اس نے عراق عرب، عراق عجم اور بغداد فتح کر لئے۔

مسلم رومی علاقوں پر قبضہ: ... منگو خان نے ۱۲۵۴ھ میں ایک مغل سردار ”بیکو“ کو لشکر دے کر مسلم رومی علاقے کی جانب روانہ کیا چنانچہ وہ ”ارزن روم“ پہنچا، وہاں کا حکمران سلطان علاؤ الدین کی قیادت کا آزاد کردہ غلام ”لسان الدین یاقوت“ تھا، ”بیکو“ (تاتاری مہندس) نے دو مہینے تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا اور قلعہ شکن منجنیق وہاں نصب کرادیں پھر اس نے زبردستی اسے فتح کر لیا اور حکمران یاقوت کو گرفتار کر لیا، اس کے بعد مسموم ہو دیں، قتل کر دیا یہ صرف وہاں پر دکانداروں اور کاریگروں کو زندہ چھوڑا۔

اس کے بعد دوسرے رومی شہروں کی طرف روانہ ہوا، اور قیساریہ اور وہاں سے ایک مہینے کی مسافت تک واقع سرسے علاقوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اپنے علاقہ کی طرف واپس چلا گیا، پھر ۱۲۵۵ھ میں واپس آیا اور پہلے سے زیادہ علاقوں پر قبضہ کر کے انھیں تباہ و برباد کر دیا۔

کیقباد ثانی کی قراقرم روانگی: چونکہ تاتاری فوج نے علاؤ الدین کی قیادت ثانی کے علاقے میں بہت تباہی مچ رکھی تھی اس لئے کیقباد ثانی نے یہ سوچا کہ وہ خان اعظم منگو خان کے دربار میں حاضر ہو کر اس کی اطاعت قبول کرنے کا اعلان کر دے اور اس سے درخواست کرے کہ وہ بیکو وراس کے لشکر کو اس کے علاقے میں آنے سے روکے، چنانچہ وہ قونیہ سے ۱۲۵۵ھ میں اپنے والد کے آزاد کردہ غلام اور وفادار مشیر سیف الدین طرغائی کے ساتھ (قراقرم) روانہ ہو گیا اور اس کے ساتھ نذرانے کا بہت سامان اور بے شمار تحائف بھی تھے۔

کیکاؤس ثانی: اس کی روانگی کے بعد اس کا بھائی عز الدین کیکاؤس ثانی باغی ہو گیا اور اس نے کیقباد کے جانے کے بعد اس نے اپنے بھائی قیج ارسلان کو گرفتار کر کے قونیہ میں قید کر دیا اور سلطنت پر قابض ہو گیا، پھر اس نے سیف الدین طرغائی کو پیغام بھیجا کہ وہ ان تحائف کو روک میں جو ساتھ لے کر گئے ہیں اور کیقباد ثانی کو واپس بھیج دیں، کیونکہ یہ تحائف میں خود خان اعظم کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

کیکاؤس کے قاصد کی شرارت: بشوکی قسمت کیکاؤس ثانی کا قاصد اس وقت وہاں پہنچا، جب کہ وہ لوگ خان اعظم کے ملک میں داخل ہو کر کسی حاکم کے پاس ٹھہر چکے تھے، اس قاصد نے اس تاتاری حاکم کے کان بھر دیئے کہ ان لوگوں کے پاس زمرے اور ان کے مقاصد نیک نہیں ہیں، چنانچہ جب اس تاتاری حاکم نے تحقیقات کیں تو ان کے پاس سے کوئی کھانے کی چیز نکلی، اس نے طبیبوں سے معلومات کیں تو طبیبوں نے اسے بے ضرر قرار دیا اس سے حاکم کا شبہ دور ہو گیا اس کے بعد اس حاکم نے ان لوگوں کو خان اعظم کے پاس بھیج دیا۔

کیقباد ثانی کی وفات: ... علاؤ الدین کیقباد ثانی راستے میں ہی انتقال کر گیا لہذا اس کے امراء اور مشیروں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ اس کے بعد سب سے بڑا ہونے کے وجہ سے اس کے بھائی کیکاؤس ثانی کو حاکم تسلیم کر لیا جائے اور اسی کی طرف سے خان اعظم سے مصالحت کی جائے، لہذا خان اعظم نے صلح نامہ لکھا اور انھیں خلعت عطا کی، پھر اس کے سپہ سالار بیکو نے خان اعظم کو لکھا کہ رومی علاقے کے باشندے اس سے جنگ کر رہے ہیں، اسے عبور کرنے سے روک رہے ہیں، لہذا اس خط کے بعد خان اعظم نے ان قاصدوں کو بلوایا اور انھیں اس خبر سے مطلع کیا، تو وہ بولے کہ جب ہم ان کے پاس سلطان کا خط لے کر جائیں گے تو وہ مطیع و فرمانبردار ہو جائیں گے۔

سلطنت کی تقسیم: اس کے بعد خان اعظم نے قونیہ کی سلطنت کو دونوں بھائیوں یعنی عز الدین کیکاؤس اور اس کے بھائی رکن الدین قیج ارسلان کے درمیان اس طرح تقسیم کر دیا کہ سیواس سے قسطنطنیہ تک کا مغربی علاقہ عز الدین کیکاؤس کے پاس رہے گا اور سیواس سے ارزن روم تک کا مشرقی علاقہ ”جو تاتاری سلطنت سے ملا ہوا تھا“ وہ رکن الدین قیج ارسلان کے قبضے میں رہے گا ان دونوں کو خان اعظم کا مطیع رہنا ہوگا اور وہ منگو خان کے باج گزار ہونگے (اسے ٹیکس دیں گے) جس کا دار الحکومت قراقرم میں ہے۔ شرائط صلح کے بعد قاصدین اپنے وطن میں لوٹ گئے اور اپنے ساتھ علاؤ الدین کیقباد ثانی کی لاش بھی لے گئے تاکہ اسے اپنے وطن میں دفن کریں۔

رومی علاقوں پر تاتاریوں کا حملہ: اس صلح کے بعد بیکو نے تاتاری لشکر کے ساتھ تیسری مرتبہ رومی علاقوں پر حملہ کیا، عز الدین کیکاؤس نے اس کے مقابلے کے لئے اپنے سپہ سالار اید غمش ارسلان کی زیر قیادت فوج روانہ کی مگر بیکو نے انھیں شکست دیدی اور ان کے عقب میں دار الحکومت

قونیہ تک پہنچ گیا۔ اس کی خبر سن کر عز الدین کیاؤس سمندر کے ساحلی مقام علایا کی طرف بھاگ گیا، قونیہ پہنچ کر بیکو نے محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ شہر والوں نے اپنے خطیب کے ذریعے اس سے پناہ دینے کا پیغام بھیجا، جب خطیب صاحب اس کے پاس پہنچے تو اس نے ان کا خیر مقدم کیا، یہیں بیکو کی بیوی خطیب کے ہاتھ پر اسلام لائی بیکو نے شہر والوں کو پناہ دیدی اور امن وامان بحال کر دیا۔

بیکو اور کرد چھاپہ مار: ۵۶۵ھ میں بغداد کی طرف روانہ ہوا تو اس نے بیکو اور اس کی ان فوجوں کو جو رومی علاقے میں مقیم تھیں، حکم دیا کہ وہ اس کے پاس پہنچ جائیں، بیکو نے معذرت پیش کی کہ اس کے راستے میں نمراسیہ اور یاروقیہ کے علاقوں میں کرد چھاپہ مار کاوٹ ہیں، لہذا ہلاکو خان نے اس کی سرکوبی کے سبب فوجیں بھیجیں جنہوں نے انہیں مار کر بھگا دیا، اس کے بعد تاتاری لشکر آذربائیجان پہنچا، یہاں کے باشندے مردوں کے خوف سے بھاگ گئے تھے لہذا انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور یہ فوجیں بیکو کی قیادت میں ہلاکو خان کے پاس پہنچ گئیں، اور اس کے بعد بغداد پر حمسے اور اس کی تباہی میں شریک ہوئیں جس کا ذکر خلفاء عباسیہ کے تذکرے میں آچکا ہے اور ہلاکو خان کے حالات میں اس کا تذکرہ آئے گا۔

بیکو کا انجام: ایک روایت کے مطابق جب ہلاکو خان نے بیکو کو بلوایا تھا وہ اس کے ساتھ غداری کا مرتکب ہو کر فتح بغداد میں شریک نہیں ہوا تھا لہذا اس غداری کی پاداش میں ہلاکو خان نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیجا جس نے اسے زہر دیدیا اور یہ مر گیا، ہلاکو خان نے اسے خود مختاری اور نافرومانی کا مزم قرار دیا تھا۔

بغداد کی فتح کے بعد ہلاکو خان ۶۵۸ھ میں شام روانہ ہوا اور حلب کا محاصرہ کر لیا اور عز الدین کیاؤس، رکن الدین قلیچ ارسلان، اور معین الدین سلیمان برنوا کو بلوایا۔

سلیمان برنوا کا تعارف: ... معین الدین سلیمان برنوا کا تعارف یہ ہے کہ اس کا تعلق دیلم سے تھا اس نے علم حاصل کیا اور اس میں مہارت حاصل کی، پھر علاؤ الدین کیقباد کے عہد حکومت میں وزیر سعد الدین متوفی کے پاس آیا اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس کا وظیفہ جاری کر دے، یہ ایک اچھا مقرر اور خطیب تھا اس لئے وزیر کو پسند آ گیا اور اس نے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا، اسی کے بطن سے سلیمان پیدا ہوا جو حکومت کے زیر سایہ پرورش پاتا رہا۔

جب سعد الدین وزیر کا انتقال ہوا تو سلطان علاؤ الدین نے مہذب الدین کو وزیر بنایا پھر مہذب الدین کا بھی انتقال ہو گیا، اس دوران اس کے بیٹے کو مہذب الدولہ اور معین الدین کے خطابات دیئے گئے اور وہ مختلف مراتب پر ترقی کرتا رہا، حتیٰ کہ جب وہ حاجب کے عہدے پر سرفراز ہوا تو اسے برنوا کے نام سے پکارا جاتا تھا، کیونکہ ترکی زبان میں ”برنوا“ حاجب کو کہا جاتا تھا، یہ رکن الدین کا مشیر خاص تھا، جب وہ دونوں بھائیوں کے ساتھ ہلاکو خان کے دربار میں حاضر ہوا تو اس کی نگاہوں میں سما گیا اور اس نے رکن الدین سے یہ کہا کہ ”تمہارے امور سلطنت میری طرف سے صرف یہی انجام دیتا رہے“ چنانچہ اس کے بعد سے اس نے اتنی زیادہ ترقی کی کہ وہ روم کے سارے مشرقی علاقوں کا حاکم بن گیا۔

رکن الدین قلیچ ارسلان کا تسلط: ۶۵۹ھ میں کیاؤس ثانی اور رکن الدین قلیچ ارسلان کا آپس میں سخت اختلاف پڑ گیا اور لڑائی ہوئی، لہذا رکن الدین سلیمان برنوا کو لے کر ہلاکو خان کے پاس پہنچا تا کہ کیاؤس کے خلاف فوجی مدد حاصل کرے، لہذا ہلاکو خان نے اسے فوجی امداد دی، پہلی مرتبہ جب اس کی اپنے بھائی سے جنگ ہوئی تھی تو کیاؤس ثانی نے اسے شکست دیدی تھی، مگر جب ہلاکو کی طرف سے مدد ملی تو رکن الدین نے کیاؤس کو شکست دیدی اور وہ قسطنطنیہ بھاگ گیا، اور رکن الدین اس کے تمام صوبوں پر حکومت کرنے لگا۔

ترکمانوں کے حکمران: ادھر ترکمان قوم بھی بھاگ کر، سرحدی ساحلی اور پہاڑی علاقوں میں پناہ گزین ہو گئی تھی، انہوں نے ہلاکو خان کو پیغام بھیجا کہ ان کی آبادیوں پر بھی کوئی حکمران بھیجا جائے چنانچہ ہلاکو نے محمد بیگ کو امیر اور علی بیگ کو اس کا مشیر مقرر کر دیا، علی بیگ نے محمد بیگ کو ہلاکو کے پاس ہوا یا مگر وہ نہ آیا تو اس نے قلیچ ارسلان اور ان تاتاری افواج کو جو اس کے ساتھ تھیں، محمد بیگ کے خلاف جنگ کرنے بھیجی چنانچہ جنگ میں محمد بیگ کو شکست ہو گئی، پھر اس نے سلطان رکن الدین سے پناہ مانگی چنانچہ وہ اسے پناہ دیکر قونیہ لایا اور وہاں اسے قتل کر دیا، اس کے بعد علی بیگ ترکمانوں کا



امیر مقرر ہوا اور پھر حکومت اس کی اولاد میں موروثی طور پر چلتی رہی مگر تاری وہاں کے قریبی علاقوں پر مسلط رہے۔

کیکاؤس قسطنطنیہ میں: جب کیکاؤس ثانی شکست کھا کر قسطنطنیہ پہنچا تو وہاں کے حاکم نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کے لئے وظیفہ جاری کر دیا، اس کے ساتھ اس کی نھال کے بعض رومی امراء بھی تھے ان سب نے مل کر بغاوت کا منصوبہ بنایا اور قسطنطنیہ کے بادشاہ نے عزالدین اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے اسے کسی قلعے میں نظر بند کر دیا۔

کچھ عرصے کے بعد حاکم قسطنطنیہ اور ورشی خان بن چنگیز خان کے خاندان کے ایک حاکم منگوتمر بن بلقان کے درمیان چاچی ہو گئی منگوتمر شمالی علاقوں کا حاکم تھا اس نے قسطنطنیہ پر حملہ کر کے خوب تباہی مچائی۔

کیکاؤس کی وفات: جنگی حالات دیکھ کر عزالدین کیکاؤس جیل سے بھاگ کر منگوتمر کے پاس پہنچ گیا اور اس کے دار الحکومت ”سرائی“ چھا گیا وہاں ۶۷۱ھ میں انتقال کر گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا مسعود اس کا جانشین بنا، منگوتمر خان نے کیکاؤس کی بیوہ سے شادی کرنا چاہی مگر مسعود نے اس رشتے سے انکار کر دیا اور وہاں سے بھاگ کر ہلاکو خان کے بیٹے القا خان کے پاس عراق پہنچ گیا اس نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اسے سیواس ارزن روم اور ارزکان کے علاقے عطا کر دیئے اور وہ وہاں مقیم ہو گیا۔

قلج ارسلان کا قتل: معین الدین برنواء نے رکن الدین قلج ارسلان کو اپنے قابو میں کر رکھا تھا اور اس پر قابو حاصل کر لیا تھا، رکن الدین اس کی اس مطلق العنانی سے ناراض تھا، ان دونوں میں کشیدگی بے حد بڑھ گئی، پھر جب برنواء کو یہ اطلاع ملی کہ کیکاؤس ثانی قسطنطنیہ میں نظر بند ہے تو اس نے قلج ارسلان کے قتل کی سازش مکمل کر لی اور خفیہ طور پر اچانک اسے قتل کر دیا اور اس کے بجائے اس کے نو عمر بیٹے غیاث الدین کچھر وٹانی کو اپنی نگرانی میں تخت نشین کر دیا، اس طرح وہ خود تمام ایشیائی رومی علاقے کی سلطنت کا مالک بن بیٹھا اور اس کی حکومت کے تمام حکام ٹھیک ہو گئے۔

تاتاریوں کی ملک ظاہر سے جنگ: ۶۵۸ھ میں شام پر بار بار حملے کئے اس کا بیٹا القا خان بھی حمصے کرتا رہا، شام و مصر کا حکمران الملک لفظ ہر اس کی فوجوں کا مقابلہ کرتا رہا، اور اکثر ان کے شہروں میں گھس جاتا تھا، چنانچہ ۶۷۵ھ میں وہ رومی علاقوں میں داخل ہو گیا، وہاں کا تاری حکمران ”طنا“ نہی تھا، لہذا شاہ ظاہر کے مقابلے کے لئے ہلاکو خان کے بیٹے باقا خان نے دو تاری کمانڈروں کے ساتھ فوجیں بھیجیں ان کے نام ”کداون“ اور ”زقو“ تھے، شاہ ظاہر کے ہراول دستے کا سردار سترالاستر تھا۔

تاتاریوں کی شکست: چنانچہ ”کوکصو“ کے مقام پر تاری فوجوں سے جنگ ہوئی اس جنگ میں تاتاریوں کو شکست ہو گئی، شاہ ظاہر نے ان کا تعاقب کیا اور اپیلیش کے مقام پر دوبارہ جنگ ہوئی اور تاتاریوں کو دوبارہ شکست ہوئی، شاہ ظاہر قیساریہ کے مقام پر ان کا قتل عام کرتا رہا اور گرفتاریاں بھی کرتا رہا اس کے بعد اس نے قیساریہ فتح کر لیا، اور وہاں وہ برنواء کی آمد کا انتظار کرتا رہا، کیونکہ اس نے خفیہ طور پر شاہ ظاہر کو دعوت جنگ دی تھی اور اسے تاتاریوں کے علاقے پر حملہ کرنے پر تیار کر لیا تھا۔

برنواء کی سلطنت کا خاتمہ: جب مغلوں (تاتاریوں) کے حاکم ”ابا قاخان“ کو اطلاع ملی تو وہ بڑا لشکر لے کر قیساریہ پہنچ گیا، اس وقت تک شاہ ظاہر اپنے ملک واپس چلا گیا تھا ابا قاخان نے وہاں اپنی قوم کے فوجیوں کی لاشوں سے میدان بھر دیکھا اس وقت اس کو برنواء کی سازش کا اندازہ ہو گیا کیونکہ اس نے وہاں رومی علاقے کے کسی باشندوں کی لاش نہیں دیکھی اس پر اسے بہت غصہ آیا اور وہ برنواء کو گرفتار کر کے لے گیا اور اس کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

تاتاری شہزادے کا بھائی کے ہاتھوں قتل: ہلاکو خان کا ایک بیٹا قنطغر طاس ایشیائی روم میں اس کے بادشاہ غیاث الدین کچھر وٹان کے ساتھ رہتا تھا اور وہاں ابا قاخان کے دور سے وہاں کی مغل افواج کا سربراہ تھا، جب ابا قاخان کے بعد ہلاکو کا دوسرا بیٹا احمد کو دار حاکم بنا تو اس نے اپنے بھائی قنطغر طاس کو بلوایا مگر اس نے وہاں آنے میں پس و پیش کیا، کیونکہ اسے اپنی جان کا اندیشہ تھا، مگر غیاث الدین نے اسے تیار کیا کہ وہ اپنے بھائی کے حکم

کی تعمیل کرے چنانچہ وہ خود بھی اس کے ساتھ وہاں گیا، جب وہ وہاں پہنچا تو نکودار نے اپنے بھائی قنطغر حاس کو قتل کر دیا۔

سلطنت قونیہ کا خاتمہ: اس کے قتل کے بعد تاتاریوں نے غیاث الدین پر الزام لگا دیا کہ اسے نکودار کے خیالات کا علم ہونے کے باوجود وہ قنطغر حاس کو وہاں لایا تھا، چنانچہ جب نکودار کے بعد ارغوان بن اباقا خان بادشاہ بنا تو اس نے غیاث الدین کینسر و کو ایشیائی روم (یعنی موجودہ ترکی) کے علاقے سے معزول کر دیا اور اسے ارزنگان میں غیاث الدین کینسر و کے چچا زاد بھائی مسعود بن کیا کاؤس کو روٹی علاقے کا حاکم ۱۸ھ میں بنایا مگر اس کی سلطنت بہت جلد زوال پذیر ہو گئی اور قونیہ کی سلطنت پر مغلوں اور تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا، مگر ان کی حکومت بھی ناکام ہو گئی اسے بھی زوال کا سامنا کرنا پڑا، البتہ سیواس میں مرداش بن جومان کے غلام ”ارشٹا“ کے بیٹوں کی حکومت تھوڑے عرصے تک قائم رہی اس کے بعد یہ پورا علاقہ ترکمنوں کے قبضہ میں آ گیا اور وہ اس کے حکمران بن گئے۔

قونیہ کے حکمرانوں کا شجرہ: غیاث الدین کینسر و بن قلیچ ارسلان بن غیاث الدین کینسر و بن قلیچ ارسلان بن مسعود بن قلیچ ارسلان بن سلیمان بن قطلمش بن اسرائیل بن سلجوق

### خلاط اور آرمینیہ کے سلجوقی بادشاہ

سکمان قطبی: ..... آذربائیجان کے علاقے مزید پر اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد کی حکومت تھی، اس کا لقب قطب الدولہ تھا، اس کا ایک ترکی آزاد کردہ غلام بڑا بہادر اور اپنے احکام میں انصاف پسند شخص تھا، اس کا نام سکمان اور سقمان مشہور ہے اسی طرح قطب الدولہ کی نسبت سے سکمان القطبی بھی مشہور ہے۔

میا فار قین پر قبضہ: ..... خلاط اور آرمینیہ کے علاقے بنو بکر کے حاکم خاندان بنو مردان کے ماتحت تھے انھوں نے اپنی حکومت کے آخری دور میں رعایا پر بہت ظلم و ستم شروع کر دیا تھا اور شہر کے باشندے ان سے ناراض ہو گئے تھے اس لئے انھوں سکمان کو خط لکھ کر بلوایا کہ وہ ان کا حاکم بن جائے، چنانچہ ۵۰۲ھ میں وہ فوج لے کر آیا اور میا فار قین کا محاصرہ کر لیا آخر وہاں کے لوگوں نے پناہ کی درخواست کر دی اور یہ شہر میں داخل ہو کر قابض ہو گیا۔

انگریزوں سے جہاد: ..... اس کے بعد سلطان محمد شاہ بن ملک شاہ نے موصل کے حاکم مودود بن زید بن صدقہ کو حکم دیا کہ وہ انگریز فوجوں سے لڑ کر ان سے اسلامی علاقے چھین لے، اس نے سرحد کے حاکموں کو اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا، چنانچہ ہمدان کا حکمران برسق اور مراغہ کا حکمران احمد بنگ، اربل کا حکمران ابوالہیجا، مار دین کا حکمران ابوالغازی اور دیار بکر کا حکمران سقمان قطبی بھی اس کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوئے انھوں نے دشمن کے بہت سے قلعے فتح کر لئے اور پھر ”رہا“ کا محاصرہ کیا مگر وہ فتح نہ ہوا اور تل ناشر پر بھی ناکام ہو گئے۔

سقمان کی وفات: ..... اس دوران حلب کے حکمران رضوان بن تیش نے انھیں بلوایا، جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو اس نے ملاقات سے انکار کر دیا، اتنے میں سقمان قطبی بیمار ہو کر وہاں سے لوٹ پڑا مگر راستے میں ”بابس“ نامی جگہ پر اس کا انتقال ہو گیا، اور دوسرے ملکوں کی فوجیں بھی الگ الگ ہو گئیں، اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ظہیر الدین ابراہیم اس کا جانشین بنا، وہ بھی اپنے باپ کے طریقے پر چلتا رہا اور پھر ۵۲۱ھ میں اس کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کا بھائی احمد بن سکمان دس مہینے تک حکمران رہا۔

شاہ ارمن کی حکومت: پھر احمد بن سکمان کا بھی انتقال ہو گیا تو ارکان سلطنت نے اس کے بھتیجے شاہ ارمن سکمان بن ابراہیم بن سکمان کو خلاط اور آرمینیہ کا حکمران بنادیا، جو کہ ایک نوعمر لڑکا تھا، اس پر اس کی دادی (ابراہیم کی والدہ) حاوی اور غالب تھی، اس کی دادی نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تو ارکان سلطنت نے اس کی دادی کو قتل کر دیا اس کے بعد شاہ ارمن سکمان بن ابراہیم ۵۲۸ھ میں خود مختار حکمران بن گیا۔

کرج قوم سے جنگ: شاہ ارمن کی کرج قوم سے بہت جنگیں ہوئیں کیونکہ اس سے پہلے وہ ۵۰۶ھ میں اران کے علاقے کے شہر ”انی“

میں نہ رت مچکے تھے چنانچہ وہ ان کے مقابلے پر لشکر لے کر پہنچا تو انھوں نے اسے شکست دیدی اور اس کا بڑا نقصان کیا۔ اس کی بیوی ارزن روم کے حکمران طلیق بن علی کی بہن تھی، طلیق بن علی کے ساتھ بھی کرج قوم کی جنگ ہوئی جس میں طلیق کو شکست ہوئی اور خود گرفتار ہو گیا مگر شاہ ارمن نے کرج حاکم کے پاس فدیہ بھیج کر طلیق کو چھڑا لیا اور اسے اس کے ملک ارزن روم بھیج دیا۔

صلاح الدین ایوبی اور شاہ ارمن: اس کے بعد صلاح الدین ایوبی مصر و شام کا حکمران بن گیا اور اس کی سلطنت وسیع ہو گئی، مظفر الدین کو کبری نے اسے خط لکھ کر الجزیرہ فتح کرنے پر تیار کر لیا اور پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا۔

چنانچہ صلاح الدین ایوبی فوج لے کر سنجا پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا یہ علاقہ موصل کے راستوں کو ملاتا تھا، اس وقت موصل کا حاکم عز الدین مودود زنگی تھا، اس نے خلاط کے حکمران شاہ ارمن سے فوجی مدد مانگی،

چنانچہ اس نے اپنے آزاد کردہ غلام مکتمر کو صلاح الدین کے پاس جنگ نہ کرنے کی سفارش کرنے کے لئے بھیجا، مگر یہ صلاح الدین کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ سنجا کا محاصرہ کر چکا تھا اس لئے اس نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا لہذا مکتمر وہاں سے ناراض ہو کر واپس آ گیا،

شاہ ارمن کی روانگی: اس کے بعد شاہ ارمن خود صلاح الدین ایوبی سے جنگ کے لئے روانہ ہوا، اس نے قطب الدین، نجم الدین کو حاکم مار دین کے پاس بھیجا جو کہ اس کا بھتیجا اور عز الدین کا ماموں زاد بھائی تھا، اس کے ساتھ دولت شاہ بن طغرک شاہ بھی حاضر ہوا وہ ۵۷۸ھ میں اس وقت روانہ ہوا جب کہ صلاح الدین نے ”سنجا“ فتح کر لیا تھا اور فوجیں ادھر ادھر ہو گئی تھیں۔

جب اسے ان کے روانہ ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے حماۃ سے تقی الدین کو بلوایا وہ بہت جلد وہاں پہنچا اور راس عین کی طرف روانہ ہوا مگر اس وقت ان کی فوجیں منتشر ہو چکی تھیں، اس لئے صلاح الدین مار دین کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کے علاقے کو تباہ کر کے لوٹ آیا۔

حران پر قبضہ:..... اس سال کے آخر میں صلاح الدین ایوبی موصل کی طرف روانہ ہوا اور الجزیرہ سے گذرتا ہوا حران پہنچ گیا، وہاں اس کی ملاقات مظفر الدین کو کبری بن زین الدین سے ہوئی اس نے پچاس ہزار دینار دینے کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کیا، اس لئے صلاح الدین نے اس سے حران و ”الربا“ کے علاقے چھین لئے اور اسے کچھ عرصے بعد رہا کر دیا کیونکہ وعدے کے مطابق عمل ہو گیا تھا پھر اس کے علاقے بھی اسے دے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

سنجر شاہ کا اعلان وفاداری:..... اس کے بعد قلعہ اور دارا کی فوجیں بھی صلاح الدین کے پاس آ گئیں، سنجر شاہ نے جو کہ الجزیرہ کا حاکم اور عز الدین مودود کا بھتیجا تھا، بھی اپنے چچا کو چھوڑ کر صلاح الدین سے وفاداری کا اعلان کر دیا اور اس کے ساتھ موصل روانہ ہو۔ جب صلاح الدین ”بلہ“ شہر کے نزدیک پہنچا تو عز الدین نے اپنے چچا کے بیٹے نور الدین محمود اور اپنے ارکان سلطنت کے ایک گروپ کو اس سے صلح کی بات چیت کرنے کے لئے بھیجی۔ صلاح الدین نے اس وفد کی بہت عزت کی اور اپنے ارکان سلطنت سے صلح کی بابت مشورہ کیا، ہکاریہ کے سردار علی بن مشطوب نے صلح نہ کرنے کا مشورہ دیا۔

صلح نہ کرنے پر ندامت: اس کے مشورے پر صلاح الدین نے مصالحتی وفد کو واپس کر دیا اور صلح کرنے سے معذرت کر دی اس کے بعد جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور موصل سے دفرخ پہلے پڑاؤ کر دیا، اہل موصل نے سخت مقابلہ کر کے خود کو ناقابل تسخیر ثابت کر دیا۔ اس پر صلاح الدین کوندامت ہوئی کہ اس نے صلح کی پیشکش قبول کیوں نہیں کی؟ اور اس سلسلے میں اس نے علی بن احمد مشطوب اور اس کے ساتھیوں کو مورد الزم شہرادیہ۔ قاضی الغاضل ایسیانی نے اسے مصر سے خط لکھا اور اسے اس الزام سے بری قرار دے دیا۔

قلعہ الجزیرہ کا محاصرہ:..... اس کے بعد زین الدین یوسف حاکم اربل اور اس کا بھائی مظفر الدین کو کبری وہاں آئے تو صلاح الدین نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور انہیں مشرقی سمت کی فوجوں کے ساتھ شہر لایا پھر اس نے علی بن احمد مشطوب کو ہکاریہ ① قوم کے قلعہ الجزیرہ کے محاصرے کے لئے

بھی چنانچہ اس نے محاصرہ کر لیا، کرداس کے مقابلے پر آئے مگر اس نے قلعے کا محاصرہ برقرار رکھا، پھر صلاح الدین ایوبی بھی وہاں پہنچ گیا اور محاصرے میں کچھ عرصے تک شریک رہا۔

دھرم پال کو اطلاع ملی کہ اس کا نائب قلعہ دار صلاح الدین سے خط و کتابت کر رہا ہے تو اس نے اسے روک دیا۔ وہ مجاہدین کی رائے پر چل رہا تھا۔ پھر اس نے اس پر صلح کی ذمہ داری لگا دی جسے اس نے اپنی بھرپور کوشش سے پورا کر دیا اور پھر صلاح الدین میافارقین پہنچ گیا۔

خلاط میں مکتمر کی حکمرانی: خلاط کا حکمران شاہ ارض سکمان بن ابراہیم کا ۵۷۶ھ میں انتقال ہو گیا اس کے باپ کا آزاد کردہ غلام مکتمر میافارقین میں تھا، لہذا وہ جلد اپنے ساتھ دوسرے ارکان سلطنت کو لے کر دارالحکومت پہنچا اور سکمان خاندان کے تخت پر قابض ہو گیا۔ اس نے اسد الدین برتقش کو میافارقین کا حکمران بنادیا جو کہ شاہ ارمن کا غلام تھا۔ آذربائیجان اور ہمدان کے حکمران بہلولان بن ایلدکزن نے اپنی بیٹی کا نکاح شاہ ارمن سے اس لالچ میں کیا تھا کہ وہ خود خلاط پر قبضہ کرنا چاہتا تھا، چنانچہ جب شاہ ارمن کی وفات ہوئی تو وہ لشکر لے کر وہاں پہنچ گیا خلاط والوں نے صلاح الدین سے خط و کتابت کر کے اس کو بلوا کر اپنے دفاع کی بھرپور کوشش کی چنانچہ صلاح الدین لشکر لے کر روانہ ہو گیا۔

صلاح الدین کی آمد: صلاح الدین کے لشکر کے اگلے حصے کا سالار ناصر الدین محمد بن شیرکوه اور مظفر الدین بن زین الدین وغیرہ تھے۔ ان لوگوں نے خلاط کے قریب پڑاؤ کیا اور دونوں فوجوں کے قاصدوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور اہل خلاط ان دونوں سے دفاع کرتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ صلاح الدین کو یہ خبر ملی تھی کہ یہاں کا حاکم قطب الدین مرگیا ہے اور برتقش نے اس کے کم سن بیٹے کو تخت نشین کر دیا ہے مگر حقیقت میں خود مختار حاکم برتقش ہی ہے اس لئے صلاح الدین نے وہاں پہنچ کر محاصرہ کر لیا آخر کار وہاں کی فوجوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور صلاح الدین نے وہاں مکتمر کو حاکم مقرر کر دیا۔ مکتمر نے کافی عرصے تک حکومت کی مگر اس کی صلاح الدین سے جنگیں ہوتی رہیں۔ پھر جب ۵۸۹ھ میں صلاح الدین کی وفات ہو گئی تو اس نے خوشی کا اظہار کیا اور اپنا نام عبدالعزیز اور لقب سیف الدین رکھ لیا اور اس کے بعد اس کا بھی انتقال ہو گیا۔

مکتمر کی وفات:..... مکتمر نے اپنی حکومت کی ابتداء سے ہی شاہ ارمن کے ایک غلام آقسنقر کو اپنا مقرب خاص مقرر کر لیا تھا اور اس کو ”ہزار دیناری“ کا لقب دے کر اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دے دی تھی اور اسے اپنا نائب بنالیا وہ کچھ عرصے تو اس عہدے پر قائم رہا پھر اس کی مکتمر سے ان بن ہو گئی چنانچہ اس نے موقع کی تلاش شروع کر دی۔ پھر جب صلاح الدین کی وفات ہوئی تو مکتمر میافارقین سے روانہ ہوا اور آقسنقر نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ سلطان صلاح الدین کی وفات کے دو ماہ بعد رونما ہوا۔ مکتمر نے کل دس سال حکومت کی۔

مکتمر کے بعد:..... اس کے بعد آقسنقر خلاط اور آرمینیا کا حکمران بن گیا اور مکتمر کی بیوی اور بیٹے کو کسی قلعے میں قید کر دیا، اس کے بعد پانچ سال حکومت کر کے وہ ۵۹۳ھ میں انتقال کر گیا، اس کے بعد قطنغ ارمنی وہاں کا حاکم بنا مگر خلاط کے لوگ اس سے خوش نہ تھے اس لئے محض سات دن بعد ہی انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

محمد بن مکتمر کی حکومت: پھر لوگوں نے مکتمر کے بیٹے محمد کو قید سے نکال کر اپنا حکمران بنالیا اور اس کا لقب ”الملک المنصور“ رکھا۔ سلطنت کی نگرانی شاہ ارمن کا ”دوادار“ شجاع الدین قطنغ قجاقی کرنے لگا اور خود مختاری کے ساتھ ۶۰۳ھ تک حکومت کرتا رہا پھر اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا گیا۔

محمد بن مکتمر کی عشرت پسندی: محمد بن مکتمر شروع میں نیک خصلت شخص تھا مگر کسی وجہ سے فوج اور عوام اس سے ناراض ہو گئے اس کے علاوہ ”دوادار“ کی معزولی کے بعد وہ کچھ عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا اس لئے خلاط کے باشندوں نے فوج کے سربراہ بلبان (شاہ ارمن کے آزاد غلام) کی قیادت میں اس کے خلاف سازش تیار کی اور شاہ ارمن کے بھانجے ارتق بن ابوالغازی بن ابی (حاکم ماردین) سے خط و کتابت کر کے حکومت پر قبضہ کرنے کی دعوت دی۔ پھر بلبان نے بغاوت کا اعلان کر دیا اور ملاذ کرد چلا گیا وہاں اس کے پاس فوج جمع ہونے لگی اور یہ ملاذ کرد پر قبضہ کے بعد خلاط روانہ ہو گیا۔

ارتق کی آمد اور واپسی: اتنے میں ان کی دعوت پر ارتق وہاں آ پہنچا اور خلاط کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ ادھر بلبان نے سے پیغام بھیجی کہ فوج اور رعایا نے مجھ پر تم سے ساز باز کرنے کا الزام لگایا اس لئے تم واپس چلے جاؤ میں جب شہر پر قبضہ کر لوں گا تو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ اس نے واپس جانے میں تھوڑا سا مل کیا تو اس پر دوبارہ اسے دھمکی دے کر واپس جانے کو کہا لہذا وہ ماردین واپس چلا گیا۔ ادھر اشرف موسیٰ بن عادل کو بھی ارتق کے جانے سے لالچ پیدا ہو گئی مگر وہ مزید طاقت حاصل کرنے کے لئے ماردین کی طرف لوٹ گیا اور وہاں چھپ کر رہا اور آہستہ آہستہ چورے دیا رہبر کو تباہ کر کے حران لوٹ آیا۔

بلبان کا قبضہ: ادھر بلبان نے فوج جمع کر کے خلاط کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن ملتمر اپنی باقی ماندہ فوج لے کر متعہ بے پر نکلا۔ اس جنگ میں بلبان کو شکست ہوئی اور وہ اپنے مقبوضہ علاقے ملاز کرد اور ارمیش وغیرہ کی طرف واپس آ گیا۔ پھر اس نے نئی فوج جمع کی، دو بارہ خلاط پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور شہر والوں کو بہت ستایا مگر اس دوران محمد بن ملتمر اپنے عیش و عشرت میں مبتلا رہا۔ جب شہر والے محاصرے سے تگ آ گئے تو انہوں نے اس کے خلاف بغوت کردی اور اسے گرفتار کر کے بلبان کے حوالے کر دیا اس طرح بلبان نے شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں کا خود مختار حکمران بن گیا اور محمد بن ملتمر کو ایک قلعہ میں قید کر دیا۔

اوحد نجم الدین یوبی سے جنگ: اوحد نجم الدین یوب بن العادل کو اس کے والد نے میافارقین سے خط تک کے عدتے کا حکمران بنادیا تھا یہ ۶۰۴ھ میں ہوا۔ اس نے شہر سوس کا محاصرہ کرنے کے بعد اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے آس پاس کے علاقے پر بھی قبضہ کر لیا، بلبان اس کے حصوں کو نہیں روک سکا۔ پھر ”اوحد“ خلاط بھی پہنچ گیا یہاں بلبان نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اوحد کو شکست دے دی چنانچہ وہ میافارقین لوٹ گیا۔ اوحد سے دوبارہ جنگ:..... شکست کے بعد اوحد نے اپنے والد الملک العادل سے کمک طلب کی اور خود بھی فوجیں اکٹھی کر کے ایک بڑی فوج لے کر خلاط پہنچ گیا۔ یہاں دوبارہ جنگ ہوئی۔ اس بار بلبان کو شکست ہو گئی۔ یوبی افواج نے اسے شہر میں محصور کر دیا۔ اس کے بعد بلبان نے طغرک سے مدد مانگی اور جب اس کی کمک آ گئی تو ان دونوں کے سامنے اوحد کی فوجیں ٹھہرنے لگیں اور انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

بلبان کا قتل: اس کے بعد بلبان، طغرک سے ”مراش“ کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر یہاں طغرک نے غداری کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر طغرک خلاط کو فتح کرنے وہاں پہنچا مگر خلاط کے باشندوں نے اسے خاک چنادی۔ پھر وہ ملاز کرد پہنچ مگر شکست وہاں بھی منتظر تھی سی طرح ”ارزن“ پر بھی اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

خلاط میں اوحد کی حکومت:..... کچھ عرصے بعد خلاط والوں نے اوحد نجم الدین کی اطاعت قبول کر لی اور اس نے سارے ملک پر قبضہ کر لیا پھر اس نے کرج قوم سے بھی جنگ کی، جس کے بدلے میں انہوں نے خلاط اور اس کے گرد و نواح میں خوب تباہی پھیلانی مگر اوحد خلاط ہی میں مقیم رہا اور اس تباہی کے باوجود وہاں سے نہیں نکلا۔ اس پر قلعہ روم کے ایک فوجی گروپ نے اس کے خلاف بغاوت کردی اور ارجش شہر پر قبضہ کر لیا اور پھر سارے باغی اور فساد کی گروپ وہاں جمع ہو گئے۔

یہ حاست دیکھ کر اوحد نجم الدین نے الملک العادل سے فوجی مدد مانگی چنانچہ اس نے اپنے دوسرے بیٹے اشرف موسیٰ کو فوج دے کر بھیجی، جس نے قلعہ روم کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار وہاں کے فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس کے بعد اشرف اپنے علاقے حران اور ہاک کی جانب لوٹ گیا اور اوحد بھی خلاط چلا گیا۔

خلاط والوں کی بغاوت: کچھ عرصے کے بعد ملاز کرد کے حالات معلوم کرنے کے لئے اوحد وہاں گیا تو اہل خلاط نے اس کی فوج کے خلاف بغوت کردی اور انہیں وہاں سے نکال دیا پھر نجم الدین کے ساتھیوں کو قلعہ میں محصور کر کے شاہ ارمن اور اس کی قوم کی حمایت میں غرے لگائے۔ اوحد نجم الدین یہ دیکھ کر واپس چلا گیا اور پھر الجزیرہ کی فوج لے کر اس نے خلاط کا محاصرہ کر لیا۔

سلجوقی سلطنت کا خاتمہ: پھر خلاط والوں میں اختلافات پیدا ہو گئے اس لئے وہ زبردستی وہاں داخل ہو گیا اور خوب قتل عام کیا پھر ان نے شہر کے سرداروں کے ایک گروپ کو میاں فاروقین کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اتنے زیادہ تشدد اور قتل عام کے بعد خلاط والے اس کے مطیع ہو گئے۔ آخر کار اس ”غلام خاندان“ یعنی سقمان کے خاندان کی سلطنت کا نام و نشان مٹ گیا۔ اس سے پہلے اسی خاندان کے حکام مقرر ہوتے اور معزول ہوتے تھے مگر اب سقمان کے خاندان کا خلاط سے خاتمہ ہو گیا اور یہاں ایوبی خاندان کی حکومت قائم ہو گئی۔

خلاط کے حکمرانوں کا شجرہ: ... عزالدین بن بلبان مولیٰ آقسنقر شاہ ارض بن ابراہیم محمد بن ملکتر مولیٰ بن سکمان القطسی مولیٰ قطب الدین اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد بن میکال۔

صلیبی جنگوں کا تذکرہ: انگریز (یورپ کے لوگ) ایفات بن کومر بن یافت بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ صقاییہ خزر اور ترک بھی اسی نسل کے ہیں۔ ہر وشیوش کا خیال ہے وہ مابین غومر کے زمانے سے ہیں۔ ان کا وطن بحیرہ روم کے مغرب اور شمال میں ہے۔ جس وقت روم اور ایران کی سلطنتیں طاقتور تھیں یہ لوگ ان کے ماتحت تھے۔ پھر ان ممالک پر زوال طاری ہوا تو یہ انگریز سلطنتیں خود مختار ہو گئیں، الگ الگ سلطنتیں بھی وجود میں آ گئیں۔

مثلاً اندلس میں گاتھ قوم (قوط) کی حکومت قائم ہوئی اس کے بعد جلالقہ کی حکومت بنی۔ قوم جرمن کے لوگ انگینڈ سے لے کر بحر غربی شمالی یعنی (بحیرہ اٹلانٹک) تک اور اس کے آس پاس کے ممالک پر حکومت کرنے لگے۔ انہی میں سے فرانس کے حکمران بھی ہیں جو عربی میں افرنج (اور اردو میں انگریز یا فرنگی) کہلاتے ہیں ان کا ملک بحر روم کے مغرب سے لے کر جزیرہ نما اندلس کے اس پہاڑی سلسلے تک پھیلا ہوا ہے جو اندلس کے مشرقی حصے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور یہ پہاڑی سلسلہ سروت (اور آج کل انگلش میں پیرنیز) کہلاتا ہے۔

سلطنت فرانس: ... انگریز ممالک میں (ابن خلدون کے دور میں) فرانس کی سلطنت بہت بڑی اور وسیع ہے۔ رومی سلطنت کے زوال کے وقت سے یہ سلطنت طاقتور اور وسیع ہوتی چلی گئی اور یہ مشرق کی طرف پھیلتی گئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے پانچویں صدی کے آخر میں بحیرہ روم کے جزیروں پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت یہاں کا حکمران ”بردویل“ تھا اس نے صقلیہ یعنی جزیرہ سسی کی طرف اپنے حکام کو بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے یہ جزیرہ مسلمانوں سے ۴۸۰ھ میں چھین لیا۔ اور پھر وہ بحر روم سے آگے افریقہ، شام اور بیت المقدس کو فتح کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے اور ان علاقوں کو حاصل کرنے کے لئے محنت کرتے رہے۔

صلیبیوں کی آمد اور اس کی وجوہات: ... کہتے ہیں کہ جب مشرق میں سلجوقی حکومت طاقتور ہوئی اور انہوں نے فاطمی سلطنت سے شام کا علاقہ لے لیا اور مصر پر بھی محاصرہ ڈالا تو فاطمی حکمرانوں نے انگریز فوجوں کو اپنی طرف آنے کی دعوت دی اور انہیں یہاں آنے پر ابھارا۔ اس سلسلے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فاطمی حکمران المستنصر نے انگریزوں کے ساتھ سازش کی اور انہیں آنے جانے کی سہولتیں مہیا کیں تاکہ سلجوقیوں کے لئے رکاوٹ بن سکیں۔

انگریزوں کی تیاری: ... انگریز حکام اور ان کی فوجوں نے آگے بڑھنے کی تیاری شروع کر دی اور خشکی کے راستے سے قسطنطنیہ آ گئے۔ روم کے بادشاہ نے انہیں اس شرط پر اپنے علاقے سے گزرنے کی اجازت دی کہ وہ ”اٹاکیہ“ فتح کے بعد ان کے حوالے کر دیں گے کیونکہ اٹاکیہ مسلمانوں نے ان کے غلاموں سے چھین لیا تھا۔ انگریزوں نے یہ شرط تسلیم کر لی اس کے بعد شہنشاہ روم نے اپنی خلیج سے گزرنے کی ساری سہولتیں فراہم کیں اور وہ ۴۹۰ھ میں بے شمار فوجی سامان اور آلات حرب کے ساتھ بڑا لشکر لے کر آ گئے۔

قلیج ارسلان اور انگریزوں کی جنگ: ... انگریز قلیج ارسلان کے علاقے میں پہنچ گئے۔ قلیج ارسلان نے ان کا مقابلہ کیا اور ان سے شکست کھا گیا اور فرار ہو گیا۔ انگریز یہاں سے آگے بڑھے اور اس کے علاقے میں خوب ہڑبونگ مچا کر اٹاکیہ پہنچ گئے۔ یہاں کا حکمران ایک سلجوقی



میر بغیسین تھا نہوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا جب محاصرہ سخت ہو گیا تو اس کے حفاظتی فوج کے دستے میں سے کچھ نے اندریں جس کے باعث انگریزوں سے شہر پر قبضہ کر لیا۔ باغیسیان وہاں سے بھاگا مگر راستے میں قتل ہو گیا اس کا سر انگریز کمانڈر کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ ان جنگوں میں یورپ کے پانچ حکمران اپنی فوجوں سمیت آئے ہوئے تھے۔ (۱) بردویل۔ (۲) منجیل۔ (۳) کندفری۔ (۴) قمص۔ (۵) اسمند۔ سمند ہی کو اٹھائیہ کا حکمران بنادیا گیا (کیونکہ وہ اگلے حصے کی فوج کا کمانڈر تھا)۔

مسلمانوں کی تیاری: مسلمانوں کو اس سانحے کی اطلاع ہوئی تو وہ ہر طرف سے آکر جمع ہونے لگے اس کے لئے حکم موصل "تو مدد" شام کی فوجوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ دمشق روانہ ہوا۔ دمشق میں دقاق بن تیش، اتالیق طغٹکین، حمص کا حاکم جناح مدولہ، تاجر کا حکمران ارمدن اور سکمان ارق وغیرہ مسلم حکمران اس جہاد میں شریک ہوئے۔

انگریزوں کا محاصرہ اور جنگ: پھر یہ سب اٹھا کیروانہ ہوئے اور تیرہ دن تک انگریزوں کا محاصرہ کئے رکھا، جب انگریزوں کا محاصرہ سخت ہو گیا تو وہ بہت گھبرا گئے کیونکہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ہر طرف سے آئے ہوئے تھے انہوں نے جان کی امان کے ساتھ نکل جانے کی درخواست کی مگر مسلمان فوج نے ان کی درخواست نامنظور کر دی مگر اس کے بعد مسلمان فوج خود انتشار کا شکار ہو گئی۔ فوجوں کے سبب راعی کر بوق نے مسلمان سپاہی سے بدسلوکی کی، علاوہ ازیں مسلمان فوج کثرت کے باعث کچھ غرور میں بھی مبتلا ہو گئی تھی۔ اس لئے جب انگریز فوجیں دوبارہ مقابلے کے لئے آئیں اور ذرا جم کر مقابلہ کیا تو مسلمان پسپا ہو گئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے انگریز اسے کوئی جنگی چال سمجھ کر ان کے عقب میں نہیں گئے لیکن اس لڑائی میں ہزاروں مسلمان سپاہی شہید ہو گئے تھے۔

بیت المقدس پر صلیبی قبضہ: جب مسلمانوں کو اتنی بڑی شکست ہوئی تو انگریزوں کا حوصلہ بڑھ گیا لہذا انہوں نے آگے بڑھ کر مصر لعمان کا محاصرہ کر لیا، اس کی فصیلوں کے اندر بڑی زبردست جنگ ہوئی حتیٰ کہ شہر کے باشندے بہت گھبرا گئے اور فصیلوں کو چھوڑ کر گھروں کے اندر قلعہ بند ہو گئے، لہذا انگریز شہر میں داخل ہو گئے اور قبضہ کر لیا۔ پھر شہر میں تین دن تک قتل عام کیا اور پھر وہاں چالیس دن تک ٹھہرے رہے اس کے بعد وہ غزہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ غزہ کا چالیس دن محاصرہ کیا مگر وہ فتح نہ ہو سکا۔ آخر کار وہاں کے حکمران ابن منقذ نے ان سے صلح کر دی۔ پھر یہ لوگ حمص پہنچے اور اس کا محاصرہ کیا یہاں کے حکمران جناح الدولہ نے بھی صلح کر لی پھر انگریز فوج عکا پہنچی مگر اسے فتح نہ کر سکی۔

بیت المقدس کی حکومتیں: بیت المقدس سلجوقی حکمرانوں نے فتح کیا تھا اور یہ تاج الدولہ تیش کے قبضے میں تھا مگر اس نے ایک ترکمانی میر سکمان بن ارق کو اس کی حکومت دے دی تھی۔ پھر جب اٹھائیہ کی جنگ ہوئی تو مصر والوں نے بیت المقدس پر قبضہ کرنا چاہنا نچہ فی ظمی حکومت کے سالار اعلیٰ افضل بن بدر جمالی فوج لے کر بیت المقدس روانہ ہوا۔ وہاں ارق کے دونوں بیٹے سکمان اور ابوالغازی اور ان کے چچ کا بیٹا سوغوران کا بھتیجا قوتی موجود تھے، فاطمی لشکر نے شہر کا چالیس دن سے زائد عرصے تک محاصرہ کئے رکھا اور انہوں نے فصیل پر چالیس محاذیں لگا دی تھیں، بہر حال بعد میں شہریوں کو جان کی امان دے کر ۴۹۲ھ بیت المقدس پر فاطمی قابض ہو گئے۔ فاطمی کمانڈر افضل نے سلجوقی کمانڈروں سے چھاسلوک لیا اور انہیں دمشق بھجوا دیا پھر انہوں نے دریائے فرات عبور کیا، سکمان "زبا" اور ابوالغازی عراق چلا گیا۔

انگریزوں کا بیت المقدس پر قبضہ: ادھر افضل نے افتخار الدولہ کو اپنا نائب بنادیا دوسری طرف انگریزوں کی فوجیں عکا کے محاصرے میں کام ہوئیں تو انہوں نے بیت المقدس کا رخ کیا اور چالیس دن تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا۔ شہر کی چاروں طرف سے، کہ بندی کر لی تھی۔ آخر کار شہر طرف سے شہر میں اسی سال ماہ شعبان میں داخل ہو گئے۔ شہر پر قبضہ کر کے قتل عام کیا اور لوٹ مار چادی۔ چنانچہ انگریز فوج ایک ہفتے تک شہر میں رہی۔ کچھ مسلمان محراب داؤد میں پناہ گزیں ہو کر تین دن تک ان سے لڑتے رہے مگر وہ بھی جان کی امان لے کر عسقلان چلے گئے۔

مسلمان شہداء کی تعداد: بیت المقدس میں شہید ہونے والے علماء ائمہ عابدین اور مسجد اقصیٰ کے مجاورین کی تعداد ستر ہزار سے زائد تھی۔ گنبد صحراء (آج کل جو پیلے رنگ کا گنبد مسجد اقصیٰ کی تصویروں میں نظر آتا ہے) کے قریب چاندی کی چالیس قدیلیں لٹکی ہوئی تھیں ہر قدیل کی قیمت تین ہزار چھ سو ساٹھ درہم تھی اس کا شامی رطل کے اعتبار سے وزن چالیس رطل تھا یہاں ڈیڑھ سو چھوٹی قدیلیں بھی تھیں اس کے علاوہ بے شمار قیمتی سامان تھا جو انگریزوں نے لوٹ کر لے گئے تھے۔

بغداد میں مسلمانوں کی فریاد: مسلمانوں پر ہونے والے ان مظالم کی خوفناک روداد قاضی ابوسعید ہروی نے وہاں پہنچی تو وہاں قصر خلافت میں کھرام سا برپا ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے یہ حکم جاری کیا کہ علماء اور معزز امراء کا ایک گروپ سلطان برکیاروق کے پاس جا کر اسے اسلام اور مسلمانوں کی حمایت پر تیار کرے اس وفد میں مندرجہ ذیل علماء اور معزز حضرات بھی شامل تھے۔ علامہ قاضی ابومحمد دامغانی، امام ابوبکر شاشی، ابو اذہ بن عقیل وغیرہ۔ چنانچہ یہ لوگ حلوان روانہ ہو گئے۔

انگریزوں کی کامیابیاں: اس دوران انہیں سلجوقی سلطنت کے اختلافات اور انتشار کی اطلاع اور محمد بن ملک الپ ارسلان کے قتل کی خبریں پہنچیں لہذا یہ اُنے پاؤں واپس آ گئے۔ اس دوران انگریز صلیبی مسلمان شہروں پر غالب آتے گئے اور ”کنڈفری“ نامی ایک حاکم کو بیت المقدس کا حکمران مقرر کر دیا۔

مصری فوج اور صلیبیوں کی جنگ: بیت المقدس پر صلیبی قبضے کی اطلاع مصر پہنچی تو مصری سالار اعلیٰ افضل نے فوجیں جمع کیں اور عسقلان پہنچ گیا۔ اس نے انگریزوں کو دھمکی بھی دی۔ مگر انگریز صلیبیوں نے اس کی دھمکی کے جواب میں تیزی سے پیش قدمی کر کے اس کی بے خبری میں عسقلان میں اس کو گھیر لیا۔ افضل جنگ کے لئے تیار نہ تھا چنانچہ اسے شکست ہو گئی اور صلیبیوں نے خوب قتل عام کیا اور مسلمانوں کے دیہات لوٹ لئے۔ افضل عسقلان میں محصور ہو گیا اور اس کی شکست خوردہ افواج بھی تتر بتر ہو گئیں۔ اس کے بعد افضل مصر چلا گیا مگر انگریزوں نے وہاں بھی اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ اہل مصر نے انہیں بیس ہزار دینار سالانہ دینے کا وعدہ کیا تو وہ بیت المقدس واپس چلے گئے۔

گمشدین ابن دانشمند: گمشدین ابن دانشمند ایک ترکمانی امیر تھا، وہ پہلے ”طایلو“ کے لقب سے مشہور تھا۔ دانشمند معلم کے معنی میں مستعمل تھا اس کا والد ترکمانوں کا معلم تھا اس لئے وہ دانشمند مشہور تھا۔ ابن دانشمند مختلف عہدوں پر فائز ہوتا رہا حتیٰ کہ اسے سیواس وغیرہ کا حکمران بنادیا گیا۔ ملطیہ کے حکمران کی اس سے دشمنی تھی، اس نے اٹھارہ سال کے حکمران اسمند سے اس کے خلاف کمک مانگی تو وہ پانچ ہزار کا لشکر لے کر مدد کے لئے آیا۔ جب ابن دانشمند اس کے مقابلے کے لئے پہنچا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا پھر انگریز انکوریہ کے قلعے کی طرف گئے اور اس پر قبضہ کر کے وہاں موجود مسلمانوں کو شہید کر دیا۔

ابن دانشمند کے ہاتھوں انگریزوں کی شکست: اس کے بعد انگریزوں نے اسماعیل بن دانشمند کا محاصرہ کر لیا تو گمشدین اطلاع پا کر ان سے جنگ کرنے آیا اور انگریزوں کو بڑی طرح شکست دے کر تین لاکھ انگریز مار ڈالے۔ پھر یہ ملطیہ کی جانب روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر حکمران کو گرفتار کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ ملطیہ کے حکمران کی مدد کے لئے ”اسمند“ اٹھارہ سال کے انگریز فوج لے کر آیا۔ ابن دانشمند نے بڑی بہادری سے اس کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے اس کے ہاتھوں بے شمار فتوحات نصیب ہوئیں پھر اسمند بڑی مشکل سے اس کی قید سے نکل کر اپنے صلیبیوں کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس نے قیس عوام اور اس کے مضافات کے باشندوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس کی حکومت قبول کر لیں، مسلمان پہلے تو تذبذب میں پڑے مگر پھر ایک معاہدے کے بعد انہوں نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔

قلعہ جبلہ: جبلہ کا قلعہ طرابلس میں واقع تھا جسے رومی فتح کر چکے تھے اور مسلمانوں کے لئے وہاں کے حکمران کے بیٹے منصور کو حکمران مقرر کر دیا تھا وہی ان کے مقدمات نمٹاتا تھا۔

جب مسلمانوں کا اس علاقے پر قبضہ ہوا تو قلعہ جبلہ کی حکومت جمال الملک ابوالحسن علی بن عمار کے ہاتھ میں آئی جو کہ خواہ مخواہ طرابلس کا حاکم بن بیٹھ تھا اس نے منصور کو ہی حکمران کے طور پر برقرار رکھا اور اس کے انتقال کے بعد ابو محمد عبداللہ اس کا قائم مقام بنا جب اس نے خوشی کا ظہر کیا تو ابن عمر کو شک ہو گیا اور اسی نے اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی تو اس نے جبلہ میں بغاوت کر دی اور خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

قلعہ جبلہ کا محاصرہ ابو محمد کی بغاوت کے بعد ابن عمار نے اس کے خلاف دقاق بن تنش سے فوجی مدد مانگی چنانچہ وہ فوج لے کر آ گیا اس کے ساتھ اتالیق طغرکین بھی تھا مگر اس نے ان سب کے حملے ناکام کر دیئے تو وہ واپس لوٹ گئے۔ ان کے بعد انگریز آپہنچے اور انہوں نے قلعے کا محاصرہ کر رہا مگر وہ بھی ناکام ہو گئے۔

اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ سلطان برکیاروق شام پہنچ گیا یہ سن کر وہ چلے گئے مگر پھر دوبارہ آ گئے اس بارے میں یہ ظاہر کیا گیا کہ مصری فوج ابو محمد کی مدد کے لئے آ رہی ہے یہ سن کر وہ دوبارہ واپس چلے گئے۔

غدار عیسائیوں کا قتل: انگریز تیسری مرتبہ پھر آ گئے اس مرتبہ وہاں کے عیسائی باشندوں نے انگریزوں کو تفصیل کے کسی سورخ سے نبردِ داخل کرنے کا سوچا ہذا انہوں نے اس کام کے لئے تین سو منتخب افراد کو وہاں بھیجا۔ ابو محمد یہ سن کر تفصیل پر جا کر بیٹھ گیا اور انہیں رسی سے اوپر کھینچ کر قتل کرتا رہا حتیٰ کہ سب مارے گئے اور انگریز فوج پھر بھاگ گئی مگر پھر واپس آ گئی اس مرتبہ ابو محمد نے انہیں باقاعدہ لڑکر شکست دے دی اور ان کے حاکم کیرامیٹل کو گرفتار کر لیا چنانچہ فدیہ میں کافی بڑی رقم دے کر جان چھڑا کر چلا گیا۔

ابن صلیحہ کی روانگی: جب انگریزوں نے محاصرہ سخت کر دیا تو منصور بن صلیحہ نے دمشق کے حاکم طغرکین کو پیغام بھجوایا۔ ادھر ابن عمر نے بھی اسے سہان دقاق بن تنش کے ذریعے پیغام بھیجا کہ وہ خود کو ان کے حوالے کر دے اور تین ہزار دینار جرمانہ دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا، چنانچہ ابن صلیحہ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے یہ وعدہ کیا کہ وہ انہار سے اس کا سامان آنے کے بعد ایسا کرے گا مگر وزیر نے کسی آدمی کے ذریعے اس کے سامان پر قبضہ کر لیا، سامان میں بے شمار کپڑے، عمامے اور دیگر ساز و سامان برآمد ہوا چنانچہ وہ ان سب پر قابض ہو گیا۔

ابن عمار کی کامیابی: جب تاج الملک نے جبلہ پر قبضہ کیا تو اس نے رعایا کے ساتھ بہت بد سلوکی کی، لہذا ان لوگوں نے طرابلس کے حاکم فخر الملک ابوعی بن عمر سے خط و کتابت کی اور اسے حکومت کرنے کی دعوت دی، چنانچہ اس نے اپنا لشکر بھیجا اس لشکر نے تاج الملک کو گرفتار کر لیا۔ پھر ابن عمار کے نام پر قلعہ جبلہ پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد انہوں نے تاج الملک کو ابن عمار کی خدمت میں پیش کر دیا اس نے تاج الملک سے اچھا سلوک کیا اور سے دمشق اس کے باپ کے پاس بھیج کر یہ عذر پیش کیا کہ مجھے انگریزوں کے حملے کا خوف تھا اس لئے ایسا کرنا پڑا۔

صلیبی لشکر کا القدس پر حملہ: انگریز حاکم کنڈفری ۴۹۳ھ میں بیت المقدس کے محاصرے کے لئے روانہ ہوا، مگر اسے دشمن کا ایک تیر لگا جس سے وہ مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی بغداد میں پانچ سو افراد لے کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا دقاق حاکم دمشق اور جنح مدوہ حاکم حمص نے انگریزوں کا مقابلہ کر کے انہیں شکست سے دوچار کر دیا اور ان کا خاتمہ کیا پھر شہر والوں نے اپنے بڑے امیر و حاکم کے ذریعے ان کی امداد قبول کر دی۔

سروج اور قیساریہ پر قبضہ: ادھر سروج کے حکمران عثمان بن ارقم نے ترکمانی لشکر اکٹھا کیا اور ”ربا“ کی جانب روانہ ہوا، راستہ میں اس کا مقابلہ انگریز فوجوں سے ہوا اور انہوں نے اس کو رنج الاول ۴۹۴ھ میں شکست دے دی۔ اس کے بعد صلیبی لشکر سروج کی جانب روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور خوب قتل و غارت کی۔ اس کے بعد عکا کے قریب قلعہ کیفا پر قبضہ کیا اور اسوف پر بھی کامیابی کا جھنڈ گاڑ دیا، اس کے بعد جب کے مہینے میں قیساریہ پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور اسے خوب تباہ و برباد کر دیا۔

صنجیل صلیبی اور طرابلس: جو انگریز حکمران شام آ گئے تھے ان میں ایک ”صنجیل“ بھی تھا، اس نے طرابلس کا محاصرہ کیا چنانچہ اس سے مقابلہ کرنے ایشیائی روم سے فوج ارسال آ یا اور صنجیل کو شکست دے کر بھاگ دیا، طرابلس کے حاکم فخر الدولہ ابن عمار نے حمص میں موجود جنح الدولہ کے

نائب کو دقاق بن تنش کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ وہ اس بارے میں کوئی کارروائی عمل میں لائے، چنانچہ تاج الدولہ تنش بنفس نفیس خود آیا اور دقاق کی طرف سے بھی فوجی مدد آ پہنچی یہ سب طرابلس کے قریب جمع ہو گئے۔ ادھر صنجیل نے اپنی باری ہوئی فوج کو ان کے مقابلے پر الگ الگ کر کے بھیجا مگر ان سب کو شکست ہوئی۔ پھر اس نے خود طرابلس پر چڑھائی کی اور سخت محاصرہ کیا اور پھاڑی لوگوں اور عیسائیوں نے بھی اس کی خوب مدد کی چنانچہ شہر والوں نے اسے مال و دولت اور گھوڑے دے کر صلح کر لی۔

طرسوس پر قبضہ۔ اس کے بعد صنجیل نے طرابلس کے زیر کنٹرول علاقے طرسوس کی جانب پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا۔ اور قلعہ طوس رتک کا علاقہ تباہ و برباد کر دیا۔ وہاں اس کا مقابلہ ابن العریض سے ہوا مگر اس نے صنجیل کو شکست دے کر ایک ایسے صلیبی کمانڈر کو گرفتار کر لیا جس کے پاس دس ہزار دینار اور ایک ہزار قیدی تھے۔ یہ واقعہ ۳۹۵ھ کا ہے۔

جنات الدولہ کا خاتمہ: اس کے بعد صنجیل کر دوں کے قلعے کی طرف روانہ ہوا پیچھے سے جنات الدولہ اسے روکنے چلا مگر ایک مسجد میں ایک باطنی شخص نے اسے قتل کر دیا، کہا جاتا ہے کہ اس کا قتل رضوان بن تنش نے اس کے ذریعے کروایا تھا۔ اس کے بعد صنجیل حمص پہنچا اور اس کا محاصرہ کر کے اس کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا، پھر ”ربا“ کے حاکم قمص نے اسی سال کے اندر ”عکا“ پر بھی قبضہ کر لیا۔

قمص کی شکست: یہ خبر سن کر ساحلی علاقوں کے مسلمان جمع ہوئے اور قمص کو شکست دے کر اس کے اس تمام ساز و سامان اور منجنيقوں کو جلا دیا جو جنگ کے لئے کھڑی کی گئی تھیں۔ اس کے بعد قمص، سروت کی جانب چلا اور اس کا محاصرہ بھی کیا مگر ناکام رہا۔

بردویل کا فرار: اس دوران مصر کی فوج اپنے ساحلی علاقوں کی حفاظت کے لئے عسقلان پہنچیں تو بیت المقدس کا انگریز حاکم بردویل ان سے مقابلے کے لئے روانہ ہوا مگر مسلمانوں نے اسے شکست دے کر رملہ کی طرف فرار ہونے پر مجبور کر دیا، پھر مسلمانوں نے اس کا تعقب کر کے اسے گھیر لیا چنانچہ وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر یافا کی طرف بھاگ گیا اور باقی صلیبی فوج کو یافا تو گرفتار کر لیا گیا اور نہ قتل کر دیا گیا۔

مصری فوج سے جنگ: جب صلیبی افواج کی طاقت شام میں بڑھ گئی تو انہوں نے مصر پر حملے کا پروگرام بنالیا، یہ سن کر مصری افواج کے سپہ سالار افضل نے ان سے جنگ کے لئے اپنے باپ کے آزاد کردہ غلام سعد الدولہ قواسی ① کو ۳۹۶ھ میں فوج دے کر بھیجا۔ دوسری طرف بیت المقدس کے ایک اور حاکم بغدادین نے بھی جنگی تیاری کر لی۔ اور پھر صلیبی افواج کی مسلمانوں سے رملہ اور یافا کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ان کا کمانڈر سعد الدولہ گھوڑے سے گر کر شہید ہو گیا اور انگریزوں نے دیہاتی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

شرف المعالی کی آمد اور فتح: اس شکست کے بعد افضل نے اپنے بیٹے شرف المعالی کو انگریزوں کے مقابلے کے لئے بھیجا، چنانچہ اس نے رملہ کے قریب بازور نامی جگہ پر انگریزوں کو بڑی طرح شکست دی، مگر بہت سے صلیبی کمانڈر بھاگ کر قریبی قلعے میں پناہ گزین ہو گئے۔ شرف المعالی نے پندرہ دن اس قلعہ کا محاصرہ کرنے کے بعد اسے فتح کر لیا اور چار سو انگریزوں کو قتل اور تین سو کو گرفتار کر لیا۔ ②

بغدادین کی ناکام کوشش: ادھر صلیبی سردار بغدادین بھاگ کر یافا اور یافا سے بیت المقدس پہنچا، جہاں بے شمار صلیبی بیت المقدس کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے اس نے انہیں جنگ کے لئے تیار کیا اور یہ سب جنگ کے لئے عسقلان پہنچ گئے، جہاں شرف المعالی تھ مگر اس کوشش میں انہیں سخت ناکامی ہوئی۔

تاج العجم اور ابن قادوس کی آمد: پھر شرف المعالی نے اپنے باپ افضل سے مزید کمک طلب کی چنانچہ افضل نے اپنے والد کے آزاد کردہ غلام تاج العجم بڑی فوج اور قاضی ابن قادوس کو بحری بیڑہ دے کر (یافا کے محاصرے کے لئے) بھیجا چنانچہ جب بحری بیڑہ یافا پہنچا تو اس نے تاج العجم کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوجیں لے کر آ جائے مگر اس نے انکار کر دیا چنانچہ افضل نے اسے گرفتار کرنے کے لئے سپاہی بھیجے اور مصری افواج اور عسقلان کے

① یہ طواغیت سے معروف تھا۔ ② مقتولوں اور قیدیوں کی تعداد کامل ابن اثیر صفحہ ۳۶۲ جلد ۱۰ سے لے کر لکھی گئی ہے۔

دفاع کے لئے جمال الملک کو حاکم بنا کر بھیج دیا۔

انگریزوں کے مفتوحہ علاقے: ۱۲۹۶ھ کے اختتام تک انگریز عسقلان کو فتح نہیں کر سکے تھے البتہ بیت المقدس پر بدستوران کا قبضہ تھا اور شام کے کچھ علاقے ان کے کنٹرول میں تھے جن کی تفصیل یہ ہے، یاقا، ارسوف، قیساریہ، حیفہ، طبریہ، اردن، لاذقیہ اور انطاکیہ۔ ان کے علاوہ رہا اور سروج پر بھی ان کا ہی کنٹرول تھا۔

صنجیل نے فخر الملک ابن عمار کے زیر کنٹرول طرابلس کا محاصرہ کر رکھا تھا کیونکہ وہ اپنا بحری بیڑہ ہر طرف سے انگریزوں پر حملے کے لئے بھیج رہا تھا۔

انگریزوں کی مزید فتوحات: ۱۲۹۷ھ شروع ہوتے ہی ”رہا“ میں موجود انگریز فوج نے رقبہ اور قلعہ جعفر پر حملہ کر کے اس کے آس پاس کے علاقوں کا صفایا کر دیا، اس کا حکمران سالم بن مالک بن بدران بن مقلد تھا جسے سلطان ملک شاہ نے ۱۲۹۹ھ میں اس کا حاکم مقرر کیا تھا۔

۱۲۹۷ھ میں ہی صلیبی ممالک سے بہت سے بحری کشتیاں شام کے ساحل پر لنگر انداز ہوئیں جن میں بہت سے انگریز سوداگر اور سیاح سوار تھے صنجیل نے ان سے طرابلس کے محاصرے میں مدد مانگی چنانچہ یہ لوگ محاصرے میں شامل ہوئے مگر جب ناکام ہوئے تو جہیں کی طرف بھاگ گئے اور وہاں کے باشندوں کو جان کی امان دے کر اس پر قبضہ کر لیا مگر ان انگریزوں نے (جو نئے آئے تھے) معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہاں کے باسیوں کا خوب قتل عام کیا۔

عکا پر قبضہ: اس کے بعد بیت المقدس کے حاکم بغدادیوں نے ان نئے آنے والے صلیبیوں کو عکا کے محاصرے کے لئے کمک کے طور پر ہوا، ہندواہ اس محاصرے میں شریک ہوئے اور اس شہر کا نسکی اور بحری دونوں راستوں سے محاصرہ کر لیا وہاں مصر کے سپہ سالار افضل کی جانب سے موجود مصری کمانڈر نے ان کا مقابلہ کیا مگر ناکام ہو کر دمشق کی طرف بھاگ گیا چنانچہ انگریز فوج نے ”عکا“ پر قبضہ کر لیا، اور وہاں خوب تباہی پھیل گئی۔

مسلمانوں کے اختلافات: جب انگریز فوجیں شام کے کچھ حصے پر قابض ہو گئیں تو اس وقت بھی مسلمان حکمران آپس میں ہی ٹر رہے تھے حتیٰ کہ انگریزوں نے وہاں قدم جمائے۔ اس زمانے میں حران اور حمص کے علاقے ملک شاہ کے غلام ”قراجا“ کے زیر کنٹرول تھے۔ ادھر موصل میں چکر مش اور قلعہ کیف کا حکمران سقمان بن ارتق تھا۔ اچانک حران میں بغاوت ہوئی اور ترکوں کے ایک غلام جاوہی نے قراجا کو قتل کر دیا۔

متحدہ مجلس عمل کا قیام: .... اس بغاوت کے بعد انگریزوں نے حران پر قبضے کے لئے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت حاکم موصل اور سقمان بن ارتق میں خانہ جنگی چل رہی تھی تاہم حران کے دفاع کے لئے انہوں نے آپس کے اختلافات دفن کر کے ”متحدہ مجلس عمل“ قائم کر لی اور ایک معاہدے کے تحت انگریزوں کے خلاف جدوجہد پر متحد ہو گئے۔

متحدہ مجلس عمل کا جہاد اور صلیبی فوج کی شکست: اس وقت سقمان بن ارتق کے پاس سات ہزار ترکمانی سپاہی اور چکر مش کے پاس تین ہزار کی تعداد میں ترک، کرد اور عرب سپاہی تھے ان دونوں کی متحدہ افواج کے مقابلے پر حران سے صلیبی فوج ان کے قریب پہنچ گئی۔ جب فریقین میں جنگ شروع ہوئی تو مسلمان فوجیں ان سے دور رہ کر دوبارہ پلٹ کر ان پر حملہ آور ہوئیں اور ان کا صفایا کر دیا اور ان کے مال و سبب پر قبضہ کر لیا۔

بھگورے انگریزوں کا قتل عام: ... انطاکیہ کا انگریز حکمران اسمند اور ساحلی علاقوں کا حکمران پہاڑ کے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے جس کی خبر مسلمانوں کو نہیں تھی چنانچہ انگریزوں کی شکست دیکھ کر صبح کو یہ لوگ بھاگ نکلے جب مسلمانوں کو اطلاع ملی تو انہوں نے ان بھگورے صلیبیوں کا تعاقب کر کے انہیں جہنم واصل کر دیا۔

بردویل کی گرفتاری: ... اس جنگ میں ”رہا“ کا حاکم قمص بردویل گرفتار ہو گیا اسے سقمان کے لشکر کے ایک سپاہی نے گرفتار کیا تھا چکر مش کے ساتھیوں کو یہ بات ناگوار گذری کہ ترکمانی فوجی نے اسے گرفتار کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ چنانچہ انہوں نے موصل کے حاکم چکر مش پر دباؤ





حالت بدلتے رہے۔ حاکم حلب رضوان کے دور میں افامیہ کے حکمران نے اس سے بغاوت کر دی کیونکہ رافضی شیعہ تھا اس نے اس نے فاطمی حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس سے درخواست کی کہ کوئی حاکم یہاں بھیجا جائے چنانچہ فاطمی حکومت کی طرف سے خلف بن مدعب کو بھیجا گیا کیونکہ وہ جہاد کو بہت پسند کرتا تھا۔

خلف کی بغاوت - مگر افامیہ پہنچ کر خلف نے بغاوت کر دی اور خود مختاری کا دعویٰ کر دیا چنانچہ ملک کے دوسرے باغی اور فسادی اس کے پاس اکٹھے ہونے لگے اس دوران انگریزوں نے حلب کے ایک علاقے پر قبضہ کیا جہاں کے باسی شیعہ رافضی تھے وہاں کا قاضی بھی ابن مدعب کے پاس آ گیا اور رضوان کے ایک ساتھی ابوطاہر صانع کو جو کہ شیعوں کا بڑا حامی تھا پیغام بھیجا اور ابن ملاعب کے خلاف سازش بن کر اسے بھی اس میں شریک کر دیا کہ ابن ملاعب سے قلعہ چھین کر رضوان کے حوالے کر دیا جائے۔

رافضی قاضی کی سازش: اس رافضی کی سازش کا ابن ملاعب کے دو بیٹوں کو پتہ چل گیا انہوں نے اپنے باپ سے اس کا ذکر کر دیا مگر قاضی نے اس کے پاس پہنچ کر صرف اٹھ لیا اور اس الزام سے انکار کیا چنانچہ اس نے قاضی کو سچا جان کر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد یہ قاضی مسلسل بوجہ ہر اور رضوان سے مل کر سازش کرتا رہا آخر کار انہوں نے ”سرین“ نامی جگہ کے مسلح سواروں کو اس بہانے سے بھیجا کہ وہ ابن ملاعب کے پاس ملزمت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ابن ملاعب نے انہیں افامیہ کے باہر ٹھہرا دیا۔

ابن ملاعب کا قتل: پھر جب سازش مکمل ہونے کا وقت آیا تو قاضی نے انہیں فسیل سے اوپر چڑھا کر قلعہ میں اتار دیا انہوں نے ابن مدعب کو قتل کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا ابن ملاعب کے دونوں بیٹے بھاگ گئے ان میں سے ایک تو شیراز کے حکمران ابوالحسن بن منقذ کے پاس جا پہنچا مگر دوسرا مار گیا، ابوطاہر صانع قاضی کے پاس اس یقین کے ساتھ آیا کہ وہ اسے حکومت حوالہ کر دے گا مگر قاضی نے اسے حکومت نہیں دی مگر وہ سی کے ساتھ مقیم رہا۔

افامیہ پر صلیبی قبضہ: خلف بن ملاعب کا ایک بیٹا اپنے باپ سے ناراض ہو کر طغرکین کے پاس چلا گیا تھا اس نے سے کسی قبیلہ کا حکمران مقہور کر دیا مگر اس نے وہاں فتنہ و فساد برپا کر دیا چنانچہ طغرکین نے اسے بلوایا تو وہ انگریزوں کے پاس چلا گیا اور انہیں یہ ترغیب دیتا رہا کہ وہ افامیہ پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ انگریزوں نے افامیہ کا محاصرہ کر لیا، اور جب لوگ بھوکے مرنے لگے تو انہوں نے ابوطاہر صانع اور غدار رافضی قاضی کو قتل کر کے قلعہ انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۹۹ھ میں رونما ہوا۔

طرابلس کا محاصرہ: انگریز حکمران صنجیل طرابلس کا محاصرہ کرتا رہتا تھا اس نے ابن صلیح سے جملہ بھی چھین لیا تھا۔ اس نے طرابلس کے باہر ایک قلعہ بنوایا اور اس میں رہا جب مر گیا تو اسے اسی قلعے میں دفن کیا گیا۔ ادھر شاہ روم نے اہل لاذقیہ کو یہ حکم دیا کہ وہ ان انگریز فوجوں کو غلہ وغیرہ فراہم کریں جو طرابلس کے محاصرہ پر ہیں چنانچہ وہ غلہ وغیرہ کشتیوں میں لے کر گئے مگر ابن عمار کے ساتھیوں نے کشتیاں پکڑیں اور کچھ کشتیاں کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا۔ یہ محاصرہ پانچ سال تک جاری رہا اس دوران خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ دولت مندوں کی ساری کمائی ختم ہو گئی اور ان کی حالت خراب ہو گئی مگر ایک سال پانچ سو کشتیاں جزیرہ قبرص، اظاکیہ، جزائر وینس سے غلہ لے کر پہنچیں جن سے غلہ کی کمی پوری ہو گئی۔

ابن عمار بغداد میں: پھر ابن عمار کو یہ اطلاع ملی کہ سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے بھائی برکیاروق کے مرنے کے بعد بادشاہ بن گیا ہے تو اس نے اس کے پاس فریادی کی حیثیت سے جانے کا ارادہ کیا اس نے اپنا جانشین طرابلس میں اپنے چچا زاد بھائی ذوالمنقب کو مقرر کر دیا۔ ورنہ راستے میں طغرکین کے پاس رُکا جہاں سب اس نے استقبال کیا اور اس کے بعد یہ بغداد پہنچا جہاں سلطان محمد نے گرم جوشی سے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے فوجی کمک دینے کا وعدہ کیا۔

سلطان محمد کی فوجی امداد: جب ابن عمار بغداد سے روانہ ہوا تو سلطان اس سے نہروان کے مقام پر آ کر ملا پھر اس نے حکم دیا کہ امیر حسین بن تائق قطع تکین اس کے ساتھ جائے اور ان فوجوں کے ساتھ رہے جو اس امیر مودود کی کمان میں جاوولی سے جنگ کرنے موصل روانہ کی ہیں۔ اس

نے جاولی کا دماغ درست کرنے کا حکم بھی دیا اور یہ بھی کہ وہ ابن عمار کے ساتھ جائے۔

اس کے بعد سلطان محمد اور صدقہ بن مزید کی جنگ ہوگئی اور بعد میں صلح ہوگئی۔ ابن عمار خلعت حاصل کرنے کے بعد وہاں سے رخصت ہوا، اس کے ساتھ امیر حسین بھی تھا مگر وہ امیر مودود کے لشکر کے ساتھ موصل نہیں گیا بلکہ بغاوت کر دی۔ لہذا ابن عمار ماہ محرم ۵۰۲ھ میں دمشق پہنچا اور وہاں سے ایک دوسرے علاقے میں پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

طرابلس کا نیا حکمران: ادھر طرابلس والوں نے مصر کے سالار اعلیٰ افضل کو پیغام دیا کہ وہ ان کی ہر قسم کی امداد کرے اور ان کا کوئی حاکم بھی مقرر کرے چنانچہ اس نے اشرف الدولہ بن ابوطیب کو حکمران بنا کر فوجی کمک، خوراک، ہتھیار اور محاصرے کے تمام اسباب کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جس نے پہنچتے ہی ابن عمار کے سرے ذخیروں پر قبضہ کر کے اس کے گھر والوں کو گرفتار کر لیا اور ان سب چیزوں کو سمندر کے راستے مصر بھیج دیا۔

جاولی کا فرار: جاولی نے چکر مش کے ساتھیوں سے موصل چھین لیا تھا اور پھر باغی ہو گیا تھا اس لئے سلطان محمد نے امیر مودود کی کمان میں اس کے مقابلے پر فوج بھیجی۔ چنانچہ جاولی موصل سے بھاگ گیا اور اپنے ساتھ رہا کے حاکم بردویل کو بھی لے گیا جسے سقمان نے گرفتار کیا تھا اور پھر چکر مش نے اس سے لے لیا تھا۔

انگریز حکمران سے معاہدہ اور رہائی:..... موصل چھوڑنے کے بعد جاولی نے بردویل کو ۵۰۳ھ میں اس کی پانچ سال کی قید کے بعد رہا کر دیا اور اس کے معاوضے میں اس نے اس سے بھاری رقم وصول کی اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ ایک سو ساٹھ مسلمانوں کو اپنی قید سے رہا کرے گا اور جب جاولی کی ضرورت پڑی تو وہ جانی و مالی مدد بھی کرے گا۔ جب یہ معاہدہ مکمل ہو گیا تو اس نے قمص بردویل کو والی سالم بن مالک کے ساتھ قلعہ جعفر بھیجا وہاں اس کا ماموں زاد بھائی جو سکین ”تل ناشر“ آیا اس نے خود کو اپنے بھائی کی جگہ یرغمال بنوا دیا اس کے بعد جاولی نے اسے تو رہا کر دیا مگر اس کے سالے اور بیوی کو یرغمال کے طور پر روک لیا۔ پھر جب جو سکین ”فنج“ پہنچا تو اس نے اس پر حملہ کیا اور غارت مچا کر جاولی کے چند ساتھیوں کو گرفتار کر لیا جو کہ معاہدے کی خلاف ورزی تھی مگر اس نے اس کا یہ عذر پیش کیا کہ یہ شہر اس کے نہیں تھے۔

قمص بردویل کی رہائی:..... جب انگریز حاکم بردویل قمص رہا ہوا تو اٹھا کیہ گیا تا کہ ایک دوسرے انگریز حکمران سکری کے قبضے سے شہر ”رہا“ کو آزاد کرالے، کیونکہ اس کی قید کے دوران رہا پر سکری قابض ہو گیا تھا مگر اس نے یہ شہر اس کے حوالے نہیں کیا، بلکہ اس کے بدلے اسے تیس ہزار دینار پیش کر دیئے۔ اس کے بعد قمص ”تل ناشر“ پہنچا جہاں اس کا بھائی جو سکین جو اس کے بدلے یرغمال تھا اس سے آکر ملا۔ ادھر اٹھا کیہ کا حاکم سکری ان دونوں بھائیوں سے جنگ لڑنے آیا تا کہ وہ ان کے طاقتور ہونے سے پہلے ان کو شکست دے سکے، چنانچہ دونوں گروپوں میں لڑائی ہوئی اور پھر وہ دوبارہ اٹھا کیہ چلا گیا۔ پھر معاہدے کے مطابق اس نے ایک سو ساٹھ مسلمان قیدی رہا کر دیئے پھر یہ دونوں بھائی اٹھا کیہ کے قلعوں پر حملے کرتے رہے۔ چنانچہ شہلی حلب کے قلعے المہبان اور کیسوم کے حکمران نے جو کہ ارمنی قوم سے تھا، ان کی ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیدل فوج سے امداد کی۔

دربار پر قبضہ: سکری دوبارہ ان کے مقابلے پر آیا اور جنگ ہوتی رہی پھر ترکوں نے انہیں صلح کرنے پر تیار کر دیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ ”رہا“ کا شہر اس کے حاکم قمص بردویل کے حوالے کر دیا جائے، اور پھر عیسائیوں کے مذہبی رہنماؤں اور پادریوں نے بھی اس بات کی گواہی دی کہ سکری کا ماموں اسمند جب اپنے ملک واپس جانے لگا تھا تو اس نے یہ کہا تھا کہ جب اس کا حاکم قمص قید سے واپس آجائے تو اسے اس کا شہر واپس کر دینا۔ لہذا قمص کو سکری شہر ”رہا“ ماہ صفر ۵۰۳ھ میں لوٹا دیا اور قمص نے بھی جاولی کی شرائط کی پابندی کی۔

جاولی کی کوششیں: اس کے بعد جاولی شام کو فتح کرنے کے ارادے سے وہاں گیا اور اس کے مضافات میں گھومتا رہا۔ یہ حالت دیکھ کر حلب کے حکمران رضوان اٹھا کیہ کے حکمران سکری کو لکھا کہ وہ جاولی کے حملوں سے چوکتا رہے اس نے اس سے فوجی مدد بھی مانگی۔ چنانچہ سکری نے اس کی بات تسلیم کر لی اور اٹھا کیہ سے روانہ ہو گیا جاولی کے مقابلے کے لئے مدد کے طور پر رضوان نے فوج بھیجی اور جاولی نے قمص سے مدد مانگی تو وہ خود فوج

لے کر پنج پہنچا، وہاں یہ خبر ملی کہ سلطان محمد کی فوج نے اس کے شہر موصل پر قبضہ کر لیا ہے اور وہاں کے خزانوں پر بھی اس نے قبضہ کر لیا ہے یہ سن کر اس کے اکثر ساتھی اسے چھوڑ کر چلے گئے جن میں زنگی بن آقسقر بھی شامل تھا۔

پھر جلدی "تل ناشر" پہنچا جہاں اس کا مقابلہ سکری سے ہوا دونوں کی سخت لڑائی ہوئی جس میں اٹھارہ کی فوج تو ثابت قدم رہی مگر جلدی فوج ہمت ہار گئی اور شکست سے دو چار ہو گئی اس کے بعد انگریز فوج اپنے علاقے چلی گئیں اور قمص اور جو سکین تل ناشر آ گئے۔

**طغرکین کا صلیبی افواج کے خلاف جہاد:** طغرکین ۵۱۲ھ میں طبریہ کی طرف روانہ ہوا اس کا مقابلہ بغدادین کے بھانجے سے ہوا ابتدا میں تو مسلمان فوج کا نقصان ہوا مگر پھر وہ بہادری سے لڑے اور انگریزوں کو شکست دے دی، مسلمانوں نے بغدادین کے بھانجے کو گرفتار کر لیا، اس نے تادان کے طور پر تیس ہزار دینار دیئے اور پانچ سو مسلمان قیدی چھوڑنے کا وعدہ کیا مگر طغرکین نے نہیں مانا اور اسے صاف صاف کہہ دیا کہ "یا تو مسلمان ہو جاؤ ورنہ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" چنانچہ طغرکین نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ پھر انگریز حکمران بغدادین اور طغرکین کے مابین چار رسوں کے لئے صلح ہو گئی۔

**مختلف قلعوں پر قبضہ:** قلعہ غربہ، طرابلس کے ماتحت تھا اور ابن عمار کا آزاد کردہ غلام اس کا حاکم تھا، وہ باغی ہو گیا، اس دور میں وہاں خوراک کا ذخیرہ انگریزوں کی ہمدردیوں کے باعث ختم ہو گیا تھا اس لئے اس نے طغرکین کو اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اپنے ایک ساتھی اسرائیل کو بھیجا، جب ابن عمار کا غلام اس کے استقبال کے لئے اتر تو اسرائیل نے بھیڑ بھانڈ کا فائدہ اٹھا کر اسے تیر مار کر قتل کر دیا تاکہ اتالیق کو اس واقعے کی خبر نہ ہو سکے۔

اس کے بعد طغرکین قلعہ کے حالات معلوم کرنے روانہ ہوا مگر برف باری کی وجہ سے جا نہیں سکا۔ برف باری کے اختتام پر وہ چار ہزار سو فوج لے کر چلا اور راستے میں انگریزوں کے کئی قلعے فتح کرتا گیا جن میں قلعہ "الاکہ" بھی شامل تھا آگے چلا تو انگریزوں کا کمانڈر سردانی جو طرابلس کے محاصرے پر تھا وہ اس کے مقابلے پر آیا اور طغرکین کو شکست دے دی اور وہ حمص چلا گیا مگر سردانی نے قلعہ غربہ کے رہنے والوں کو جان کی مان دے کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طغرکین ماہ شعبان ۵۰۲ھ میں بیت المقدس پہنچا مگر بغدادین نے اسے پیغام دیا کہ وہ پرانی صلح پر قائم رہے۔

**صلیبیوں کی کامیابیاں:**..... طرابلس ابن عمار کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اور مصر کے حکمران نے وہاں اپنا نمائندہ مقرر کر دیا تھا مگر انگریزوں کا محاصرہ مسلسل جاری تھا اور ان کا سالار اعلیٰ منجیل کا بھانجا سردانی تھا، چنانچہ ۵۰۳ھ کے ماہ شعبان میں انگریز اور اور صلیبیوں کے مذہبی رہنما بے شمار اسلحہ اور خوراک کشتیوں کے ذریعے لے کر آئے۔ ان کی سردانی سے جھڑپ ہو گئی حتیٰ کہ جنگ شروع ہو گئی۔ اٹھارہ سیکڑی، سردانی کی مدد کے لئے آیا مگر بیت المقدس کے حکمران بغدادین نے ان دونوں کی صلح کرادی اور وہ سب مل کر طرابلس کے محاصرے کے لئے آ گئے۔ انہوں نے وہاں برجیں لگا دی تھیں جن کی وجہ سے محاصرہ بہت سخت ہو گیا۔ طرابلس والوں کے پاس خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا اور مصر کا بیڑہ خوراک لے کر بھی تک نہیں آیا تھا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انگریز فوج نے قبضہ کر کے بہت قتل و غارت مچائی۔

**فخر الدین بن عمار شیراز میں:**..... طرابلس کے حاکم نے بہت پہلے مانگ لی تھی اور جمیل نامی شہر چلا گیا تھا جہاں فخر الدین ابن عمار تھا وہاں کے لوگوں نے بھی حاکم اٹھارہ کیہ سے جان کی امان مانگ کر شہر کا قبضہ اسے دے دیا تھا اس لئے فخر الدین، سلطان علی بن منقذ کے پاس گیا اور وہاں سے دمشق چلا گیا جہاں طغرکین حاکم دمشق نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے دمشق کے ایک علاقے زبدانی کا ماہ محرم ۵۰۲ھ میں حکمران مقرر کر دیا۔

**صیدا پر صلیبی قبضہ:** . مصری بحری بیڑہ طرابلس پر قبضے کے آٹھ دن بعد پہنچا اور صور کے ساحل پر لنگر انداز ہوا اور اس کا غلہ بیروت، صور اور صیدا میں تقسیم کر دیا گیا۔ ادھر صیدا پر بھی رجب الاخر ۵۰۲ھ میں انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ انگریزوں کا ساٹھ کشتیوں پر مشتمل بحری بیڑہ خوراک وغیرہ لے کر وہاں پہنچا ان میں بہت سے سردار بھی تھے یہ لوگ زیارت کرنے اور جنگوں میں حصہ لینے آئے تھے۔ ان سے بغدادین سے ملے اور پھر سمندری اور خشکی کے راستوں سے صیدا کا گھیراؤ کر لیا اس طرح مصر کا بحری بیڑہ ان کی مدد کے لئے نہیں پہنچ سکا۔

صور کی فتح اس کے بعد انہوں نے صور پر چڑھائی کر دی۔ یہاں انہوں نے قلعہ توڑنے والے آلات استعمال کئے اس سے شہر والے ڈر گئے کہ نہیں ان کا بھی وہی حشر نہ ہو جو بیروت والوں کا ہوا تھا اس لئے انہوں نے انگریزوں سے جان کی امان مانگ لی چنانچہ وہ جلدی امادلی میں نہیں پڑے دے کر شہر پر قابض ہو گئے۔ شہر والوں کا ایک گروپ سینتالیس دن تک ایک جگہ محصور ہو گیا اور پھر دمشق چلا گیا مگر ان کی اکثریت انگریزوں کی پناہ ہی میں شہر میں رہتی رہی اور پھر بغداد میں واپس چلا گیا۔

عسقلان کے واقعات: عسقلان، مصر کی فاطمی حکومت کے زیر کنٹرول تھا ان کی فوجیں انگریز فوجوں سے ٹکراتی رہتی تھیں آخر کار ایک میر جہاں الملک ان کے مقابلے میں جان بحق ہو گیا۔ اس کے بعد شمس الخلافہ وہاں کا امیر بنا تو اس نے بغداد میں سے خط و کتابت کر کے صلح کر لی تاکہ فاطمی خلیفہ کے شر سے محفوظ رہ سکے۔

شمس الخلافہ حاکم عسقلان ۵۰۴ھ میں مصری چیف کمانڈر نے ایک کمانڈر کو جہاد کے لئے بھیجا اور اسے خلیفہ حکم دیا کہ شمس الخلافہ کو گرفتار کر کے خود عسقلان کا حاکم بن جائے مگر شمس الخلافہ کو اس کا علم ہو گیا اس لئے اس نے کھلم کھلا بغاوت کر دی۔ ایسے میں مصری خلیفہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں عسقلان صلیبیوں کے ہاتھ میں نہ چلا جائے اس لئے اس نے خط لکھ کر شمس الخلافہ کو بحال رکھا۔

اس کے بعد شمس الخلافہ نے عسقلان کی ساری فوج کو معزول کر کے ایک ارمنی گروپ سے مدد مانگی۔ اس کی اس حرکت پر شہری ناراض ہو گئے اور انہوں نے حمد کر کے اسے مار ڈالا اور مصر کے حاکم افضل کو اطاعت کے اظہار کا خط بھیجا، اس نے ایک حاکم بھیج دیا جسکی وجہ سے عسقلان کے تمام معاملات سدھر گئے۔

مسلمانوں پر ٹیکس کا اجراء:..... انگریز فوجوں کے نہ رکنے والے سیلاب کے پیش نظر چھوٹی چھوٹی مسلم مملکتوں نے ان سے خط و کتابت کر کے صلح کی درخواست کی مگر انگریزوں نے ان پر ٹیکس عائد کرنے پر اصرار کیا۔ چنانچہ حاکم حلب رضوان نے بیس ہزار دینار سالانہ، اور ایک مقررہ تعداد میں گھوڑے اور کپڑے دینا منظور کر لیا۔ حاکم صور نے سات ہزار دینار سالانہ اور حاکم شیراز نے چار ہزار دینار سالانہ، حماہ کے حاکم نے دو ہزار دینار سالانہ دینا منظور کر لیا۔ صلح کی مدت جو کی فصل کی کٹائی تک طے پائی۔

خلیفہ بغداد کے ہاں فریاد:..... اس کے بعد مصر کی تجارتی کشتیاں انگریزوں کے سامنے آ گئیں تو ان پر قبضہ کر لیا گیا اور تاجر قیدی بنائے گئے۔ شام کی یہ بڑی حالت دیکھ کر حلب کے علماء اور عوام کا ایک وفد خلیفہ بغداد کی خدمت میں فریاد لے کر پہنچا۔ خلیفہ جمعہ کے دن شاہی جامع مسجد میں آیا تو ان لوگوں کی چیخ و پکار نے نماز پڑھانے نہ دی بلکہ جوش و خروش اور ہڑبوںگ میں مسجد کا منبر بھی نوٹ گیا۔ بہر حال خلیفہ نے فوجی مدد بھیجنے کا وعدہ کیا اور دار الخلافہ سے مسجد کا منبر بنا کر بھیجوا یا گیا۔

سultan محمد کی تیری برائے جہاد: اس سے اگلے جمعے جامع مسجد میں ایک بڑا ہجوم پہنچا اور بان نے انہیں آنے سے روکا مگر وہ زبردستی جامع مسجد میں گھس گئے اور اتنا ہلچل مچایا کہ محراب کی کڑکیاں ٹوٹ گئیں اور ہلڑکی وجہ سے جمعہ کی نماز نہیں ہو سکی آخر کار خلیفہ نے سلطان کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ مسلمانوں کے ان دردناک حالات پر نظر کرے چنانچہ سلطان نے تمام مسلمانوں کے لئے حکم جاری کیا کہ جہاد کی تیاریاں کریں۔ اس نے اپنے بیٹے مسعود کو امیر مودود کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام مسلمان حکمران اپنے اپنے لشکر لے کر اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہو جائیں اور تمام اسلامی فوجیں متحد ہو کر صلیبیوں کا مقابلہ کر سکیں۔

مسلمانوں کی متحدہ افواج: سلطان کا بیٹا مسعود، موصل کے حاکم امیر مودود کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہوا تو قریبی مسلم ریاستوں کے بہت سے حکمران اپنی فوجوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) سقمان قطبی حاکم دیار بکر (۲) ابلنکی اور زنگی بن برحق ہمدان سے (۳) مراغہ کا حاکم امیر احمد بیگ (۴) حاکم رمل ابوالہیجاء (۵) ہمدان سے

حاکم کی طرف اس کا بھائی ایاز بن ابوالغازی شریک ہوا۔

یہ مسلم افواج بخارا پہنچیں اور عیسائیوں کے کئی قلعے فتح کئے اس کے بعد یہ سب ”رہا“ پہنچے اور اس کا محاصرہ کر لیا، اسلامی فوج کا کمانڈر انگریز فوج سے دریائے فرات کے قریب ہوا دونوں فوجوں نے جنگ شروع کرنے میں تذبذب کا اظہار کیا۔ مسلمان فوجیں پیچھے ہٹ کر حران کی طرف آگئیں تاکہ انگریز دریائے فرات عبور کر لیں مگر انگریز فوج توقع کے خلاف ”رہا“ چلی گئیں۔ وہاں انہوں نے خوراک کا ذخیرہ اور جنگ کا سامان جمع کر لیا اور کمزور شہریوں کو وہاں سے بھگا دیا۔

گھمسان کی جنگیں اس کے بعد انگریز افواج دریائے فرات عبور کر کے حلب کے علاقے میں داخل ہو گئیں اس سے پہلے جب انگریز فوج اجزیہ کی طرف چلی گئی تھیں تو رضوان نے ان سے وہ قلعے چھین لئے تھے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا اس لئے انگریز افواج اب دوبارہ قبضے کے لئے وہاں پہنچ گئیں۔ انہوں نے وہاں پہنچتے ہی خوب تباہی مچائی۔ اسی دوران سلطان کی متحدہ افواج ”رہا“ پہنچیں وہاں انہوں نے انگریز افواج سے جنگ کی مگر ناکام رہے۔ اس کے بعد یہ لوگ حلب پہنچے مگر حاکم حلب نے ان سے ملاقات نہیں کی۔

سقمان بن ارتق کی وفات: اس دوران حاکم دیار بکر سقمان قطبی بیمار پڑ گیا اس لئے اس کا لشکر واپس ہو گیا اور سقمان قطبی بلس کے مقام پر انتقال کر گیا اور اس کی لاش شہر پہنچائی گئی۔

مسلم افواج میں انتشار: سلطان کی متحدہ فوج نے معرۃ العمان کے قریب پڑاؤ کیا۔ اس وقت دمشق کا حاکم طغرکین، امیر مودود کے پاس آیا، پھر اسے ان مسلم حکمرانوں کے بارے میں کچھ شبہ ہوا تو اس نے خفیہ طور پر انگریزوں کو صلح کا پیغام بھیج دیا۔ پھر یہ متحدہ افواج منتشر ہو گئیں صرف طغرکین اور امیر مودود ریائے عاصی پر باقی رہ گئے۔ انگریزوں نے ان کی نا اتفاقی سے فائدہ اٹھایا اور افامیہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

اس کے بعد حاکم شیراز سلطان بن منقذ، مودود اور طغرکین کے پاس آیا اور انہیں اپنے علاقے شیراز کی طرف لے گیا اس سے انگریزوں کا کام آسان ہو گیا ان کی رسد وغیرہ ختم ہو چکی تھی اس لئے وہ وہاں سے چل دیئے اور مسلمانوں نے بھی ان کا پیچھا کر کے انہیں دور بھگا دیا۔

صور کا صلیبی محاصرہ: شاہی افواج کے منتشر ہونے کے بعد بیت المقدس کے صلیبی حاکم بغدادین نے اپنی فوجیں اکٹھی کیں اور ماہ جمادی الاولیٰ ۵۵۵ھ میں شہر صور کا محاصرہ کر لیا، یہ مصر کی فاطمی حکومت کے زیر کنٹرول تھا وہاں اس کا نمائندہ حاکم عز الملک تھا، انہوں نے وہاں برجوں اور متجنیقوں کی مدد سے محاصرہ سخت کر دیا۔ عز الملک نے طرابلس کے ایک ہزار بہادر نوجوانوں کو بلایا جنہوں نے سخت حملہ کیا اور فصیل کے بالکل قریب برج تک پہنچ کر اسے جلا دیا اور دوسرے برجوں پر آتش گیر روغن چھڑک کر اسے آگ لگا دی اور گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔

طغرکین کی فوجی امداد: صور کے باشندوں نے دمشق کے حکمران طغرکین کو مدد کے لئے پیغام بھجوایا اور کہا کہ وہ اس کے بدلے میں شہر اس کے حوالے کر دیں گے چنانچہ ہانیاس پہنچا اور انہیں دس گھوڑے بھیجے مگر صور میں شدید جنگ جاری تھی، شہر کے حکمران نے طغرکین کو جلد آنے کا پیغام دیا۔ ادھر طغرکین نے انگریزوں کے زیر کنٹرول علاقوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا اور ایک قلعے پر قابض ہو گیا اس نے ان کی خوراک اور رسد کی آمد کا راستہ بند کر دیا چنانچہ انگریز سمندری راستے سے رسد منگانے لگے۔

پھر طغرکین نے صیدا پر حملہ کر کے اسے بہت نقصان پہنچایا۔ اور جب میوہ پکنے کا موسم آیا تو انگریزوں کو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں طغرکین ان کے شہروں پر قبضہ نہ کر لے لہذا وہ صور کا محاصرہ اٹھا کر عکا چلے گئے اس کے بعد طغرکین شہر صور پہنچا اور ان کی مالی امداد کی اور اہل شہر اپنی فصیل اور خندق کی مرمت کرنے میں لگ گئے۔

سکری کا انتقال: پھر موصل کا حاکم امیر مودود نے ۵۵۶ھ میں مروج پر حملہ کر کے اس کے گرد و نواح میں تباہی پھینک دی، ان کے مقابلے کے لئے تل ناشر کا حکمران چکر مش نکلا، اس نے لشکر کے مال مویشی حملہ کر کے چھین لئے اور بہت سے سپاہی مار دیئے اور واپس چل گیا۔ اس کے بعد امنی

امیر کادہ بن کادہ کے علاقے میں انتقال ہو گیا۔ یہ اطلاع پا کر اٹاکیہ کا صلیبی حکمران اپنے علاقے سے اس کے علاقے پر قبضہ کرنے نکلا مگر راستے میں بیمار ہو گیا اور ۵۰۶ھ کے درمیانی عرصے میں انتقال کر گیا اس کے بعد اس کا بھانجا سرجان اٹاکیہ حاکم بنا اور اس کے معاملات درست ہو گئے۔

امیر مودود کے حملے: اس کے بعد امیر مودود نے مختلف علاقوں سے فوجیں اکٹھی کیں چنانچہ ۵۰۷ھ میں سنجا، ہاردین اور دمشق کے حکمران ایاز، طغرکین وغیرہ اپنی افواج لے کر صلیبی علاقوں میں داخل ہو گئے ان کے مقابلے کے لئے بیت المقدس کا حکمران اور جو سکین اپنے علاقوں سے نکلے مسلمان فوج دریائے فرات عبور کر کے بیت المقدس فتح کرنے کے ارادے سے اردن پہنچ گئی، صلیبی فوج اس کے سامنے تھی چنانچہ پندرہویں محرم کو زبردست جنگ ہوئی جس میں صلیبی شکست کھا کر بھاگے اور ان میں سے بہت سے سپاہی بحیرہ طبریہ اور دریائے اردن میں غرق ہو گئے مسلمانوں کو بہت مال غنیمت ملا۔

صلیبی علاقے کا صفایا: انگریز افواج جب شکست کھا کر واپس گئیں تو راستے میں طرابلس اور اٹاکیہ کی فوج بھی ملی یہ بھی ان کے ساتھ منتشر ہو کر طبریہ پہاڑوں پر مورچہ زن ہو گئے مسلمانوں نے ایک ماہ تک ان کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکے اس لئے انہیں چھوڑ کر چلے گئے لیکن مسلمانوں نے عکا اور بیت المقدس کے درمیان صلیبی علاقے کا صفایا کر دیا۔ مسلمان فوج علاقے سے دور ہونے اور خوراک ختم ہونے کی وجہ سے مرج الصفر لوٹ گئی خیال یہ تھا کہ موسم بہار میں جہاد دوبارہ شروع کریں گی اس لئے انہوں نے فوج کو چھٹی دے دی اور امیر مودود چھٹیاں گزارنے دمشق چلا گیا۔

امیر مودود کی شہادت: اسی سال ربیع الاول میں جمعے کی نماز پڑھ کر واپس آتے ہوئے امیر مودود کو فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے نیزے سے حملہ کر کے شہید کر دیا اس کے بعد دمشق کے حاکم طغرکین پر یہ الزام لگا کہ امیر مودود کو اس نے قتل کرایا تھا۔ مودود کی شہادت کے بعد سلطان محمد نے آقسقر برستی کو لشکر کا سالار اعلیٰ مقرر کیا اور صلیبیوں سے جہاد کرنے کے لئے اس کے ساتھ اپنے بیٹے مسعود کو بھی روانہ کیا، سلطان نے دوسرے علماء اور امراء کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔

چنانچہ عماد الدین زنگی، حاکم سنجا، غمک جہاد میں شریک ہوئے اور یہ فوج جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ ہوئی اور اسے مودود کے نائب کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اس کے بعد مار دین کا محاصرہ کیا چنانچہ اس کا حاکم ایلغازی ان کا مطیع ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے ایاز کو اس لشکر کے ساتھ روانہ کیا پھر یہ فوج ”رہا“ گئی اور ذوالحجہ ۵۰۸ھ میں ستر دن تک محاصرہ کیا مگر ناکام رہی۔ ان کے پاس خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا تھا اس لئے وہ ششماط اور سروج کی جانب روانہ ہو گئے اور انہیں خوب تباہ کیا۔ اتنے میں مرعش، کیسوم اور رخیان نامی علاقوں کا انگریز حکمران مر گیا اس کے بعد اس کی بیوی حکمران بنی، لیکن اس نے انگریزوں کے برخلاف برستی کی اطاعت کرنے کا عندیہ ظاہر کیا چنانچہ برستی نے خابور کے حاکم کو اس خاتون کے پاس بھیجا جو اب اس خاتون نے اس کے ہاتھ مال و دولت اور تحفے بھیجے اور مسلمانوں کی اطاعت کا وعدہ کیا۔ لہذا اس کے پاس جو صلیبی موجود تھے وہ اٹاکیہ بھاگ گئے۔

سلطان کی فوج کی تیاری: سلطان محمد، طغرکین سے ناراض تھا کیونکہ اس پر مودود کے قتل کا الزام تھا، اس لئے طغرکین باغی ہو گیا اور کھم کھلا بغاوت کی، مار دین کے ایلغازی نے بھی اس کا ساتھ دیا کیونکہ اس کی برستی سے رنجش تھی لہذا سلطان کو ان دونوں کی بغاوت اور انگریزوں سے جنگ کی وجہ سے بہت پریشانی ہوئی کیونکہ ان کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی۔ لہذا اس نے امیر برستق حاکم ہمدان سے مل کر فوج تیار کی، اس کے ساتھ امیر جیوس بیگ، امیر کسقری اور موصل اور الجزیرہ کی فوج بھی تھی، سلطان نے انہیں حکم دیا کہ ایلغازی اور طغرکین سے نمٹیں اور اس کے بعد انگریزوں کی خبر لیں۔

سلطانی متحدہ لشکر کی فتوحات: یہ لشکر ماہ رمضان ۵۰۸ھ میں جہاد کے لئے روانہ ہوا اور ملکہ کے مقام سے دریائے فرات عبور کر کے حلب پہنچ گیا جہاں رضوان کے بعد لؤلؤ الحادم حکمران تھا۔ وہاں فوج کا سالار اعلیٰ شمس الخواص تھا۔ سلطانی لشکر نے ان دونوں کے سامنے سلطان کا وہ خط پیش کیا جس میں شہر حلب ان کے حوالے کرنے کا حکم تھا۔ مگر ان دونوں نے جواب کو ٹال دیا اور ایلغازی اور طغرکین سے فوجی مدد مانگی چنانچہ وہ



دونوں دو ہزار سواروں کو لے کر وہاں پہنچے اور اس کے ذریعے سلطانی لشکر سے جنگ کی۔

یہ حالت دیکھ کر امیر برحق طغرکین کے علاقے حماۃ چلا گیا اور اسے فتح کر کے تین دن تک لوٹ مار کی۔ اور پھر اسے حمص کے امیر قرمان کے حوالے کر دیا۔ اس طرح وہ سلطان کے حکم کے مطابق ہر شہر فتح کرنے لگے۔ یہ بات دیگر حاکموں کو بری لگی اور ان کی نیت خراب ہو گئی۔

**لمبی جنگ کا فیصلہ** ادھر ایلغازی، شمس الخواص اور طغرکین اٹھا کیہ پہنچے اور اس انگریز حکمران ارنیل سے حماۃ کو بچانے کے لئے فوج بھیجی۔ مگر وہاں پہنچ کر اس پر قبضہ ہو جانے کی خبر ملی اٹھا کیہ میں ان کے پاس بیت المقدس اور طرابلس سے شیطان کی ذریت دوسرے انگریز حاکم بھی بھیج گئے، وہ سب اقامیہ کے مقام پر جمع ہوئے اور فیصلہ کیا کہ مسلمانوں سے ایک لمبی جنگ لڑی جائے تاکہ وہ سردی کے موسم میں بکھر جائیں۔

مسلمانوں کے حملے جب سردی کا موسم آیا اور مسلمانوں کا لشکر وہیں موجود تھا تو ایلغازی ماروین چلا گیا اور صغریٰ دمشق واپس آ گیا۔ انگریز افواج بھی اپنے علاقوں میں چلی گئیں۔ ایسے میں مسلمانوں نے کفر طاب کا رخ کیا جو اقامیہ کی طرح انگریزوں کے قبضے میں تھا انہوں نے اس کو فتح کیا اور انگریزوں پر حملہ کر کے اس کے حاکم کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد قلعہ اقامیہ پر حملہ کیا جو ناقابل تسخیر رہا تو مسلم فوج معرہ کی طرف لوٹی اس وقت معرہ انگریزوں کے قبضے میں تھا۔

مسلمان لشکر میں سے امیر جیوس بیگ نے علیحدہ ہو کر مرانہ پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ باقی لشکر مع ساز و سامان اور ماہر مویشی گئے۔ روانہ ہو گیا اور شام پہنچ کر صلیبی علاقوں پر چڑھائی کر دی۔

اٹھا کیہ کا حکمران پانچ سو سوار سپاہی اور دو ہزار پیدل فوج لیکر مقابلے کے لئے چلا اور راستے میں مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ کر دیا۔ وہ ابھی منزل پر نہیں پہنچے تھے کہ انگریزوں نے ان غلاموں اور ملازموں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کے خیموں میں گھس گئے جو مدد سے قتل کر دیا اتنے میں امیر برحق اور اس کا بھائی زنگی لشکر لے کر پہنچے اور ان مصیبت زدہ مسلمانوں کو گھیرے میں لے کر ان کی حفاظت کی، امیر برحق تو صلیبیوں سے مقابلے کا ارادہ کر رہا تھا مگر اس کے بھائی نے بھاگ جانے کا فیصلہ کیا اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ گیا انگریزوں نے کچھ دور تک پیچھا کیا اور پھر واپس آ گئے۔

اس واقعہ میں مسلمان فوج شکست کھا کر اپنے علاقوں میں چلی گئی اور حلب اور شام کے علاقوں میں انگریزوں کی دہشت پھیل گئی۔

**رمیلہ پر قبضہ کی جنگ:** اس کے بعد انگریز افواج نے دمشق کے ماتحت علاقے رمیلہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی بڑی مضبوط قلعہ بندی کر دی۔ ادھر دمشق کا حاکم طغرکین انگریزوں کے زیر کنٹرول علاقوں کو تباہ کرنا چاہ رہا تھا تو اسے اپنے ہی علاقے رمیلہ پر قبضے کی اطلاع ملی تو وہ بھگم بھاگ وہاں پہنچا اور اسے دوبارہ فتح کر لیا، بہت سے انگریز گرفتار ہوئے، مال غنیمت ملا اور وہ دمشق واپس آ گیا۔ پھر رمیلہ ۵۲۰ھ تک مسلمانوں کے پاس رہا اس کے بعد پھر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔

**بغدوین کی ہلاکت:** ۵۱۱ھ میں بیت المقدس کا صلیبی حکمران بغدوین ہلاک ہو گیا اس نے دیار بکر پر حملہ کیا تھا، مگر جب تینس پہنچی تو زخمی ہو گیا اس لئے بیت المقدس واپس آ گیا اور اسی زخم سے ہلاک ہو گیا اس وقت یہاں قمص بردوئل بھی موجود تھا مگر وہ واپس چلا گیا۔

**طغرکین کے حملے:** دمشق کا حکمران طغرکین صلیبیوں سے لڑنے کے لئے روانہ ہو کر یرموک پہنچا، جہاں انگریز حکمران نے صبح کا پیغام بھیجا تو طغرکین نے یہ شرط عائد کی کہ وہ فوراً جبل عروہ سے لے کر الغور تک کا علاقہ چھوڑ دے مگر اس نے شرط نہ مانی لہذا وہ صبر یہ پہنچا وہاں تباہی مچائی اور وہاں سے عسقدان پہنچی تو مصر کی فوجوں سے اس کا سامنا ہو گیا یہ فوجیں بغدوین کے تعاقب میں آئی تھیں، انہوں نے طغرکین کو بتایا کہ ہمارے حکمران نے آپ سے جنگ کرنے سے منع کیا ہے اس پر اس نے ان کا شکریہ ادا کیا اور دمشق واپس چلا گیا۔

**اذرعات پر صلیبی حملہ** طغرکین کو اطلاع ملی کہ انگریز فوج نے اذرعات پہنچ کر ایک قلعہ پر قبضہ کر کے وہاں لوٹ مار کی، لہذا اس نے تاج

الملک بوری کو ان سے لڑنے بھیجی، اس نے وہاں پہنچ کر انگریزوں کو ایک درے میں محصور کر دیا حتیٰ کہ انگریزوں کو نہ بچنے کی امید نہ رہی تو انہوں نے جان پر کھیل کر زوردار حملہ کیا اور مسلمانوں کو شکست دے دی اور خوب قتل و غارت گری کی۔ مسلمان شکست کھا کر واپس دمشق آ گئے۔

حوران پر صلیبی قبضہ : اس کے بعد طغرکین، ایلغازی کے پاس فوجی امداد لینے کے لئے حلب پہنچا، اس نے مدد کرنے کا وعدہ کیا مگر اچانک طماعی نے انگریزوں نے دمشق کے زیر کنٹرول حوران پر حملہ کر کے اس میں لوٹ مار کی ہے اس لئے طغرکین فوراً دمشق چلا گیا اور ایلغازی فوج انکشی کرنے کے لئے ماروین روانہ ہو گیا تاکہ وہ لوگ بل جل کر انگریزوں کا مقابلہ کریں۔ پھر ۵۱۳ھ میں انگریز افواج نے صوبہ کامی صرہ کریم اور بزانہ پر قبضہ کر لیا صوبہ والوں نے انہیں اپنی جائیداد میں شریک کر کے ان کے ساتھ صلح کر لی۔

ایلغازی کی فوجی کمک : اس کے بعد ایلغازی ماروین سے فوج نظامی اور رضا کار مجاہدین پر مشتمل بیس ہزار کا لشکر لئے آپہنچا اس کے ساتھ اسامہ بن مالک بن شریز کنانی، اردن کا حکمران امیر طغان ارسلان بن المکتر بن جناح بھی جنگ میں شریک تھے۔ انگریز افواج نے اثارب کے قریب تل عفریک کے قریب ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں راستے معدوم تھے انہوں نے لمبی جنگ کرنے کا سوچا مگر ابوالغازی ان کے سر پر پہنچ کر اچانک حملہ آور ہو گیا اور ان صفوں میں گھس کر انہیں تھس تھس کر دیا انگریزوں نے خوب مقابلہ کیا مگر دم نہ مار سکے اور اس نے ان کی خوب پٹائی کی۔ اٹھائیہ کا حکمران سیرجان مارا گیا اور ستر انگریز فوجی افسر گرفتار ہو گئے۔

جوسلین کی شکست :..... اس کے بعد تل ناشر کا صلیبی حکمران جوسلین ① دوسو انگریز سپاہیوں کو لے کر قبیلہ طے کی ایک شاخ بنو خالد پر حملہ آور ہوا، اور لوٹ مار کر کے گیا۔ انہی لوگوں نے اپنی قوم بنی ربیعہ کے علاقے کا پتہ انہیں بتا دیا جو کہ دمشق اور طبریہ کے درمیان رہتی تھی لہذا جوسلین نے وہاں اپنے ساتھی بھیجے اور خود دوسرے راستے سے روانہ ہوا مگر راہ بھٹک کر پیچھے رہ گیا اس کے ساتھی وہاں پہنچے اور وہاں کے لوگوں پر حملہ کر کے ان میں سے ستر افراد قتل کئے اور بارہ گرفتار کر لئے جنہیں خطیر رقم لے کر چھوڑا۔ اس واقعے کی اطلاع جوسلین کو ملی تو وہ طرابلس جا کر فوج لایا اور عسقلان پر حملہ آور ہوا مگر مسلمانوں نے اسے شکست دے دی اور یہ اپنا سامنہ لے کر لوٹ گیا۔

انگریزوں سے رہا کی آزادی کی کوشش :..... بہرام یعنی ایلغازی کا بھائی شہر رہا کی طرف بڑھا اور اس نے کافی عرصے تک اس کا محاصرہ کئے رکھا لیکن کامیاب نہ ہوا اس لئے وہاں سے چل دیا۔ راستے میں اسے کسی نے بتایا کہ جوسلین اس کے مقابلے پر آ رہا ہے۔ اس کا بیٹا مالک بن بہرام اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا تھا اس لئے وہ خود انگریزوں کے سامنے جا پہنچا اور انہیں دلدل میں دھکیل دیا۔ دلدل کے باعث وہ بھاگ نہ سکے، اور جوسلین بھی گرفتار ہو گیا اس نے بڑی رقم دے کر خود کو چھڑانا چاہا مگر مالک نے انکار کر دیا اور یہ شرط رکھی کہ وہ ”رہا“ کا قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دے مگر وہ نہ مانا اس لئے اسے خرت برت میں قید کر دیا اس کے ساتھ بہت بڑا شیطان اس کا خالہ زاد بھائی اور دوسرے صلیبی افسران بھی قید کئے گئے۔

قلعہ خرت برت پر جنگ : مالک بن بہرام قلعہ خرت برت کا حکمران تھا اس کے نزدیک قلعہ کرکر میں انگریز آباد تھے اس لئے اس نے ان کے قلعے کا محاصرہ کر لیا تو دوسرا صلیبی حکمران بغدادیوں اس کے مقابلے کے لئے ۵۱۷ھ ماہ صفر میں فوج لے کر آیا۔ مگر مالک بن بہرام نے ان انگریزوں کو شکست دے دی اور ان کے حکمران بغدادیوں اور دوسرے افسروں کو گرفتار کر لیا۔ مالک بن بہرام نے ان کو بھی خرت برت کے قلعے میں جوسلین وغیرہ کے ساتھ بند کر دیا۔ اس کے بعد مالک نے ربیع الاول کے مہینے میں حران فتح کر لیا۔

صلیبی افسروں کا فرار : جس وقت مالک بن بہرام خرت برت سے باہر گیا ہوا تھا تو جیل کے بعض اہل کاروں سے ساز باز کر کے انگریز قیدی افسران قلعہ سے بھاگ گئے۔ بغدادیوں تو اپنے شہر چلا گیا اور باقی افسروں نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ پھر جب مالک واپس آیا تو اس نے قلعے کا محاصرہ کر کے اسے ان سے چھڑا لیا اور وہاں ایک دوسرا فوجی دستہ مقرر کر دیا۔

شہر صور شہر صور فاطمی خلافت کے زیر کنٹرول تھا وہاں کے سربراہ افضل کی جانب سے عز الملک یہاں کا حاکم تھا۔ ۵۰۶ھ میں انگریزوں نے اس پر قبضے کا پروگرام بنایا اور ادھر شہریوں نے طغرکین سے مدد مانگی تو اس نے وہاں ایک حاکم ”مسعود“ نامی بھیجا اور مال اور فوجی مدد بھی فر ہم کی مسعود نے وہاں خطبہ یہ سکھ میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور نہ فاطمی حکومت کے خلاف کوئی دعویٰ کیا بلکہ اس کی اطلاع فاطمی خلیفہ کو دی اور مدد کے سے بیڑہ بھیجنے کی درخواست کی۔

صور پر فاطمی حکومت کے حالات: چنانچہ افضل نے اس کے خط کا جواب دیا اور شکر یہ بھی ادا کیا اس کے بعد افضل شہید ہو گیا اور بحری بیڑہ وہاں پہنچ گیا۔ بحری بیڑے کے آفسر کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ وہاں کے حکمران مسعود کو گرفتار کر لے کیونکہ اہل مصر کو اس سے کچھ شکایات تھیں چنانچہ بیڑے کا مقدمہ انجیش مسعود کو گرفتار کر کے مصر لے گیا اور اسے واپس دمشق بھیج دیا۔ پھر صور کا حکمران فاطمی حکومت کی طرف سے مقرر کیا گیا اور مسعود کی گرفتاری پر باقاعدہ معذرت نامہ بھیجا گیا۔ یہ واقعہ ۵۱۶ھ کا ہے۔

صور پر صلیبیوں کا حملہ: جب انگریزوں کو معلوم ہوا کہ مسعود صور سے واپس چلا گیا ہے تو انہوں نے صور پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا اور محاصرے کی تیاری کر لی، چنانچہ وہاں کے حاکم نے امیر کو اطلاع دی اور یہ عرض کر دیا کہ مجھ میں مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ادھر طغرکین بھی بنیاس پہنچ گیا تھا تا کہ وہ کسی بھی وقت مدد کر سکے اور اہل مصر سے بھی مدد مانگ لی۔

صور پر صلیبی قبضہ:..... انگریزوں نے صور کے باشندوں کو خط لکھا کہ وہ شہر ان کے حوالے کر کے شہر سے نکل جائیں۔ آخر کار اسی سال جمادی الاول میں انگریز نے شہر صور پر قبضہ کر لیا۔ شہر والے بھی جتنا سامان لے جاسکے تھے وہ لے گئے باقی وہیں چھوڑ دیا۔

امیر برستی کی کوششیں: برستی نے اپنی فوجیں اکٹھی کیں اور ۵۱۹ھ میں لشکر کے ساتھ کفرطاب کی طرف چلا، در محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد حلب کے شمال میں قلعہ غزیر پہنچا وہاں جو سلیم نامی انگریز حاکم موجود تھا اس نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو صلیبی افواج جمع ہو گئیں اور انہوں نے مل جل کر برستی کو شکست دے دی اس جنگ میں مسلمانوں کا سخت نقصان ہوا۔ پھر برستی حلب گیا اور اپنے بیٹے مسعود کو اپنا جانشین مقرر کیا اور خود دریائے فرات عبور کر کے موصل پہنچا تا کہ فوجی کمک حاصل کر سکے مگر اس دوران کسی نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بجائے اس کا بیٹا عزالدین کچھ عرصے حکمران رہا مگر ۵۲۱ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

زنگی خاندان کی حکومت:..... اس کے بعد سلطان محمود عماد الدین زنگی بن آقسقر، موصل، الجزیرہ اور دیار بکر کا حکمران بنا۔ پھر اس کی شام پر بھی حکومت قائم ہو گئی پھر اس کے بعد اس کے بیٹے سلطنت پر قابض ہوئے یہ سلطنت اپنے کارناموں کی بناء پر ایک عظیم سلطنت بن گئی، جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔

زنگی خاندان سے ہی ایوبی سلطنت قائم ہوئی چنانچہ انگریزوں کی ان صلیبی جنگوں کے حالات اسی سلطنت کے ساتھ ہی بیان کریں گے تاکہ مکرر بیان نہ ہو جائیں۔ ہم یہاں صرف وہ حالات بیان کریں گے جن کا تعلق مذکورہ دونوں سلطنتوں سے نہیں ہے۔

دمشق پر صلیبی حملہ: اس کے بعد صلیبی افواج ۵۲۰ھ میں جمع ہوئیں اور دمشق پر قبضے کے لئے روانہ ہوئیں اور مرج الصفر میں جا کر ٹھہریں۔ دمشق کے حکمران طغرکین نے دیار بکر وغیرہ کے ترکمانی سرداروں سے فوجی مدد مانگی چنانچہ وہ لوگ اس کی مدد کے لئے آ گئے۔ طغرکین خود ۵۲۰ھ کے آخر میں صلیبیوں سے مقابلے کے لئے پہنچا اور خود ان سے جنگ لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ میدان جنگ میں گھوڑے سے گر پڑا اس کے ساتھ یہ سمجھے کہ یہ مرجکا ہے اس لئے وہ سب بھاگ گئے پھر طغرکین بھی گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی بھگواڑی فوج میں شامل ہو گیا۔

صلیبیوں کا فرار: اس بھاگ دوڑ میں انگریزوں نے مسلمانوں کا پیچھا کیا، انہوں نے ترکمانوں کی پیدل فوج کا بہت نقصان کیا، ہذا جب صلیبی افواج تعاقب میں روانہ ہوئیں تو ترکمانوں کی پیدل فوج صلیبیوں کے خیموں کی طرف پلٹی اور وہاں ان کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور وہاں جو صلیبی

موجود تھے انہیں قتل کر کے دمشق جانچے۔ انگریز فوج شکست خوردہ لشکر اسلام کا تعاقب کر کے واپس پہنچا تو دیکھا کہ ان کے خیمے لٹ چکے ہیں لہذا وہ خود بھی اُلٹے پاؤں بھاگ گئے۔

صلیبیوں کا اتحادی لشکر۔ صلیبی حکام ۵۲۳ھ میں جب دمشق کو فتح کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے تو اس دوران دمشق میں مزدغانی اور اسماعیلیہ کا واقعہ رونما ہوا اور اس کا صلیبیوں کو بہت افسوس ہوا۔ پھر بیت المقدس، اٹاکیہ اور طرابلس کے انگریز حکام اور وہ صلیبی جو سمندر کے راستے زیارت اور تجارت کے مقصد سے آئے تھے سب اکٹھے ہوئے اور ایک بہت بڑی فوج لے کر دمشق روانہ ہوئے اس بڑے اتحادی لشکر میں دو ہزار سوار تھے اور پیدل فوج تو بے حساب تھی۔ ادھر طغرکین کے عربوں اور ترکمانوں کی فوج میں سے آٹھ ہزار سوار فوج اکٹھی کر لی تھی۔ صلیبی لشکر سال کے آخر میں دمشق پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

صلیبیوں کی شکست۔ صلیبیوں نے دمشق کے گرد و نواح میں لوٹ مار اور قتل و غارت کے لئے دستے تیار کر لئے اور خوب رسد و خوراک جمع کر لی۔ اس سلسلے میں تاج الملک کو یہ اطلاع ملی کہ صلیبیوں کا ایک دستہ حوران میں موجود ہے چنانچہ اس نے شمس الخواص کو ایک لشکر دے کر اس دستہ سے مقابلے کے لئے بھیجا، چنانچہ اس نے صلیبیوں پر فتح حاصل کر لی اور ان کے سامان پر قبضہ کر کے دمشق لوٹ آیا۔ انگریزوں کو جب ان کی شکست کی اطلاع ملی تو اپنا بھاری سامان جلا کر دمشق سے بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور بے شمار قتل کیا اور کئی لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد اٹاکیہ کے حکمران ہیمند ① نے قلعہ قدس موس پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

طرابلس میں لڑائی۔ ۵۲۷ھ میں الجزیرہ کی ترکمانی فوج جمع ہوئی اور طرابلس کے شہروں پر حملہ کیا تو بے شمار صلیبی مارے گئے اور مال غنیمت حاصل ہوا، یہ صورت حال دیکھ کر طرابلس کا صلیبی حکمران مقابلے پر آیا مسلمانوں نے اسے آگے آنے دیا اور پھر پلٹ کر اس پر حملہ کر کے شکست دے دی اور اسے بہت نقصان پہنچایا۔ صلیبی حاکم بقوین کے قلعے کی طرف بھاگ گیا اور وہاں قلعہ بندی کر لی۔ پھر جب ترکمانوں نے اس کا محاصرہ کیا تو وہ رات کے وقت اپنے بیس اہم ساتھیوں کے ساتھ طرابلس نکل گیا۔ پھر چاروں طرف سے صلیبی اکٹھے کر کے ترکمانوں کے مقابلے کے لئے پہنچا اور جنگ لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ جب صلیبیوں کو شکست ہونے لگی تو وہ آرمینیا کی طرف بھاگ نکلے۔ چونکہ ترکمان فوج ان کا پیچھا نہیں کر سکی تھی، اس لئے وہ واپس آ گئے۔

بانیاس مسلمانوں کے قبضے میں۔ ۵۳۶ھ میں دمشق کے حاکم بوری بن طغرکین کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا شمس الملوک اسماعیل اس کا جانشین بنا۔ انگریزوں نے اسے کمزور سمجھ کر صلح نامے کی خلاف ورزی شروع کی اور اس طرح کیا کہ کچھ مسلمان تاجر ”سروپ“ پہنچے تو صلیبیوں نے اس کا سب سامان چھین لیا، شمس الملوک نے انہیں خط لکھا کہ وہ تاجروں کا مال واپس کر دیں، مگر انہوں نے نہیں کیا، لہذا شمس الملوک نے تیاری کی اور ۵۳۷ھ میں بانیاس کے قریب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا مسلمانوں نے اس کی فسیل پر نقب لگا کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے صلیبیوں کا صفایا کر دیا، ان کی شکست خوردہ فوج قلعے میں محصور ہو گئی اور دو دن بعد اس نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ ادھر دوسرے علاقوں سے صلیبی مقابلے کے لئے جمع ہو گئے تھے مگر جب انہیں بانیاس پر قبضے کی خبر ملی تو واپس چلے گئے۔

شمس الملوک اسماعیل کی فتوحات۔ اس کے بعد دمشق کا حکمران شمس الملوک اسماعیل شقیف کی طرف فوج لے کر گیا، یہ علاقہ بیروت اور صیدا کے سامنے پہاڑ میں واقع تھا، یہ علاقہ وادی تیم کے رئیس ضحاک بن جندل کے زیر کنٹرول تھا وہ محفوظ جگہ میں تھا۔ مسلمان اور صلیبی دونوں اس سے الگ رہتے تھے اور وہ بھی ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کے مخالف اپنے ساتھ رکھ کر اپنی حفاظت کا کام لیتا تھا۔ ۵۳۸ھ میں شمس الملوک نے یہ علاقہ فتح کر لیا اور اس کی فتح کا صلیبیوں پر گہرا اثر ہوا اور وہ اس سے ڈرنے لگے۔

حوران پر حملہ۔ چنانچہ وہ حوران پہنچے اور چاروں طرف تباہی مچادی، شمس الملوک اپنی فوج کے کچھ حصے کو لے کر صلیبیوں سے مقابلے کے لئے

① گذشتہ صفحہ میں جس شخص کا نام اسناد لکھا ہے وہ بھی ہیمند ہے نسخوں کی فرق کی وجہ سے ناموں میں فرق ہو گیا ہے۔

یہ اس نے طبریہ، صحرہ اور عکا کا رخ کیا اور اس کے آس پاس موجود صلیبیوں کا صفایا کر دیا۔ جب انگریز حکام کو یہ اطلاع ملی تو وہ اپنے شہر کی جانب بھاگ گئے۔ انہیں ان علاقوں کی تباہی کا بڑا صدمہ تھا لہذا انہوں نے شمس الملوک سے دوبارہ صلح کرنے کی کوشش کی اور از سر نو جنگ بندی کا معاہدہ کر لیا۔

صلیبی افریقہ میں: جریدہ نامی جزیرہ افریقہ کے زیر کنٹرول تھا یہ طرابلس اور قابس کے درمیان واقع تھا۔ اس میں بربری قبائل آباد تھے جو کہ بڑی قبیلہ کے عربوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے وقت سے آباد تھے انہوں نے اس وقت صنهاجی کی سلطنت کا وہاں سے خاتمہ کر دیا تھا۔ اس زمانے میں روم و رسانی علاقوں میں انگریزوں کی سلطنتیں طاقتور ہونے لگی تھیں اور انہوں نے مسلمانوں کے ممالک کی طرف دست درازی شروع کر دی تھی چنانچہ صلیبیوں کا حکمران برودیل اپنے ساتھ بڑے افسران اور پادریوں کے ایک گروپ اور فوج لے کر شام پہنچی اور وہاں کے شہروں اور قلعوں کو فتح کر لیا۔

راجر بن نیفر: انہی انگریزوں میں ایک حاکم راجر بن نیفر بن خمیرہ بھی تھا اور اس کا دار الحکومت میلکو اشہر میں تھا جو کہ جزیرہ سسلی کے سامنے تھا۔ جب مسلمان حکومت زول پذیر ہوئی اور بنو الحسین کلبی کی سلطنت کا سسلی سے خاتمہ ہو گیا تو انگریز حاکم راجر نے مسلمانوں کے جزیرے پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنالیا۔

سسلی پر صلیبی قبضہ: جزیرہ سسلی کے کچھ علاقوں پر کچھ لوگ قابض ہو گئے تھے انہوں نے راجر کو یہ علاقہ فتح کرنے پر اکسایا، چنانچہ اس نے مسلمانوں کی خانہ جنگی میں انہیں ایک دوسرے کے خلاف لڑانے کے لئے بحری بیڑے میں اپنے سپاہی بھیجے، پھر اس نے ایک ایک کر کے مسلمانوں سے قلعے چھین لئے۔ حتیٰ کہ آخری علاقہ جو اس نے باغی عبداللہ بن جو اس سے چھینا تھا (وہ طبرانیہ اور مازرہ کا علاقہ تھا) وہ بذریعہ صبح اس نے ۱۱۶۳ء میں حاصل کر لئے تھے اس کے بعد وہاں سے مسلمانوں کی داستان ختم ہو گئی۔

راجر دوم: حکمران راجر ۱۱۹۳ء میں مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا راجر دوم تخت نشین ہوا اس نے بھی ایک لمبے عرصے حکومت کی اور سلطنت بھی اس کی وسیع ہوئی۔ اس کی حکومت اس دور میں قائم ہوئی جب کہ شام میں صلیبی اثر و رسوخ بہت ہو گیا تھا وہ اندرون ملک میں ہنس چکے تھے اور جس علاقے پر چاہتے قبضہ کریتے تھے۔ اس زمانے میں راجر دوم افریقہ کے ساحلوں پر حملے کر رہا تھا۔

راجر دوم کی پیش قدمی: ۱۱۵۳ء میں راجر دوم نے سسلی سے ایک بیڑہ جریدہ کی جانب بھیجا۔ اس وقت صنهاجی سلطنت کا خاتمہ ہو چکا تھا اس نے اس کی صلیبی افواج نے اس جزیرے کا محاصرہ کر لیا، پھر شدید جنگ کے بعد وہ جزیرے میں داخل ہو گئے اور خوب مال غنیمت حاصل کیا۔ بہت سے مسلمان گرفتار کئے اور باقی لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور صلیبیوں نے انہیں اپنا ٹیکس گزار بنا کر انہیں وہاں برقرار رکھا اور خود ان کے حاکم بن گئے۔

صلیبی قلعوں پر اسماعیل کا قبضہ: اس کے بعد دمشق کے حکمران شمس الملوک اسماعیل نے ۱۱۵۱ء میں امیر خرواش کی کمین میں شہر کو طرابلس اشام کی طرف روانہ کیا اس میں ترکمانی رضا کار اور باقاعدہ فوج بھی تھی طرابلس کا صلیبی حاکم مقابلے پر آیا مگر اسے شکست دے کر اس کی فوج کا صفایا کر دیا گیا اور اسے طرابلس میں محصور کر دیا گیا، اس کے علاوہ اس کے بیرونی علاقے کو تباہ اور وادی احمر کے قلعے کو فتح کر کے وہاں موجود صلیبیوں کو واصل جہنم کر دیا۔

عسقلان میں صلیبیوں کی پٹائی: ۱۱۵۵ء میں صلیبی افواج عسقلان گئیں اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں تباہی مچائی، چنانچہ وہاں سے مصری فوجیں ان پر حملہ آور ہوئیں اور انہوں نے انگریزوں کو شکست دے دی چنانچہ وہاں سے بھاگ گئے اس طرح مسلمانوں کو اندھنوں نے ان کے شر سے بچا لیا۔

مغربی طرابلس کی حکومت: جب افریقہ میں صنهاجی کی حکومت زوال پذیر ہوئی اور طرابلس میں ان کا اقتدار ختم ہو گیا تو یہاں کے باشندے

خودمختار ہو گئے۔ بنو بادیس کا آخری حاکم حسن بن علی بن یحییٰ، مہدیہ میں حاکم تھا مگر مغربی طرابلس میں ابویحییٰ بن مطروح خود مختار حکم بنایا تھا یہاں کے لوگوں نے حسن بن علی اور بنو بادیس نامی خاندان کی ماتحتی قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ انگریز چاروں طرف قندار حاصل کرنے کے لئے کوشاں تھے۔

صلیبیوں کی شکست: چنانچہ راجروم نے اس پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا اور بحری بیڑہ بھیج دیا جس نے ۵۳ھ کے آخر میں وہاں جنگ کی اور اس کی تفصیل میں نقب لگاں۔ اس دوران یہاں کے باشندوں نے عربوں سے فوجی مدد مانگی چنانچہ ان کی مدد کے لئے پہنچے اور صلیبیوں کو شکست دے کر ان کے ہتھیار اور مویشی چھین لئے، باقی صلیبی سسلی بھاگ گئے۔

ججیل پر حملہ: اس کے بعد صلیبی مغرب روانہ ہوئے اور بجایہ کے ساحلی علاقے ججیل پر حملہ کیا، یہاں کے رہنے والے پہڑوں میں بھاگ گئے اور صلیبی فوج نے ججیل کو بوٹ سیا اور وہ محل تباہ کر دیا جسے یحییٰ بن عزیز بن حماد نے تعمیر کرایا تھا اور اس کا نام التزہ رکھا تھا اس کے بعد وہ اپنے علاقے واپس چلے گئے اس کے بعد ۵۴ھ میں راجر نے دوبارہ بحری بیڑہ بھیجا جو مغربی طرابلس پر لنگر انداز ہوا اور فوج وہیں مقیم ہو گئی انہوں نے خشکی اور سمندر کے راستے سے شہر کا محاصرہ کر لیا جنگ تین دن جاری رہی۔

خانہ جنگی کا بُرا انجام:..... انگریزوں کی آمد سے پہلے مسلمان آپس کے اختلافات میں پڑے ہوئے تھے انہوں نے بنو مطروح کو وہاں سے نکال کر غزنوہ کے امراء میں سے کسی کو اپنا حکمران بنالیا تھا وہ اپنی قوم کے ساتھ حج کے لئے نکلا تھا انہوں نے حاکم بنالیا۔ چنانچہ جب بل شہر صلیبیوں سے جنگ میں مشغول تھے تو اس وقت بنو مطروح کے حامیوں نے موقع غنیمت جان کر اسے فوج سمیت شہر میں داخل کر دیا یوں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ صلیبیوں کو جب خانہ جنگی کا پتہ چلا تو انہوں نے فوراً فسیلوں پر بیڑھیاں لگوا دیں اور ان کے ذریعے فسیلوں پر چڑھ کر شہر میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا اور خوب لوٹا، بہت سے شہری گرفتار کر لئے، چنانچہ وہاں کے بے شمار باشندے عرب اور بربر کی بستیوں کی طرف بھاگ گئے۔

طرابلس صلیبی قبضے کے بعد:..... جب صلیبیوں نے جنگ بند کر دی تو عام معافی کا اعلان کر دیا چنانچہ مسلمان واپس آ گئے اور انہیں اخراج دین منظور کر لیا اور چھ ماہ کے عرصے میں ٹوٹ پھوٹ کی درستگی کی۔ ابن مطروح کو اپنا حاکم بنالیا۔ اس کے بعد سسلی میں یہ اعلان کیا گیا کہ جو شخص طرابلس جانا چاہے وہ جاسکتا ہے چنانچہ لوگ وہاں آ کر آباد ہو گئے اور اس کی آبادی بڑھ گئی۔

افریقہ میں مسلمانوں کا زوال: ادھر جب صہاجہ میں نظام سلطنت خراب ہوا تو قابس کے شہر پر بھی کچھ لوگوں نے قبضہ کر لیا اور دوسرے لوگ بھی خودمختار ہو گئے انہی میں ایک امیر ابن کامل بن جامع تھا جو قبیلہ ہلال کی ایک شاخ رباح سے تعلق رکھتا تھا یہ قبیلہ ہے جسے مصر کے فاطمی خلیفہ المستنصر کے وزیر جرجرائی نے مفر بن بادیس اور اس کی قوم کے خلاف بھیجا تھا انہوں نے سلطنت کمزور کر کے اس کا نظام بگاڑ دیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض علاقے ان کے اور بعض دوسروں کے قبضے میں آ گئے۔

قابس کا حکمران: بنو دھمان کے قبضے میں قابس کا علاقہ بھی تھا یہاں کے حکمران کا نام رشید تھا جس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کے بیٹے محمد بن رشید نے اقتدار سنبھالا اور بڑے بیٹے عمر کو نکال دیا، چھوٹے بیٹے محمد کو، غلام یوسف نے اپنے اثر میں رکھا ہوا تھا یہ خفیہ طور پر ان کے زنان خانے میں آتا جاتا رہتا تھا جہاں رشید کی بیوہ بھی ہوتی تھی ان لوگوں نے مہدیہ کے حاکم سے اس کی شکایت کی تو حاکم حسن بن علی نے یوسف کو اس بارے میں خط لکھ مگر وہ نہ مانا بلکہ دھمکی دی کہ وہ قابس میں صلیبیوں کو بلا لے گا اس لئے مہدیہ کے حاکم نے اس کے خلاف فوجیں بھیجنے کا پروگرام بنایا۔

یوسف کا قتل اور افریقہ کا قحط: ادھر یوسف نے مغربی طرابلس کے صلیبی حکمران سے اپنی اطاعت کا اظہار کیا اور درخواست کی کہ وہ اسے قابس کا حکمران بنادے جیسا کہ ابن مطروح کو طرابلس میں بنایا ہے۔ مگر شہر والوں کو اس کی اس سازش کی خبر لگ گئی لہذا جب حسن بن علی حاکم مہدیہ کی فوج وہاں پہنچیں تو شہر والوں نے ان کے ساتھ مل کر بغاوت کر دی چنانچہ یوسف محل میں محصور ہو گیا مگر شہریوں نے محل پر قبضہ کر لیا اور یوسف



کو گرفتار کر کے محمد کو معزول کر کے معمر کو حکمران بنا دیا، یوسف پر بہت تشدد کیا گیا جس سے وہ مر گیا یوسف کا بھائی عیسیٰ اور بیٹا سسی کے حاکم راجر کے پاس چلے گئے اور پناہ لے لی۔ ادھر افریقہ سخت مہنگائی اور قحط سالی کا شکار ہو گیا تھا اس لئے وہاں کے اکثر باشندے سسی چلے گئے بھوک کی شدت سے لوگ ایک دوسرے کا گوشت کھانے لگے اور موت کے حادثات کی کثرت ہو گئی۔

راجر کا راستہ آسان: اس صورت حال نے راجر کو موقع دے دیا چنانچہ اس نے وہ صلح کا معاہدہ توڑ دیا جو اس کے اور مہدیہ کے حکمران حسن کے درمیان کئی سال سے قائم تھا۔ لہذا اس نے ڈھائی سو کشتیوں کا ایک بحری بیڑہ تیار کیا اور انہیں جنگجو جوانوں اور ہتھیاروں سے لیس کر کے جرجی بن میخائیل کی عمان میں قوصہ کی طرف روانہ کیا۔ یہ جرجی وہ ہے جو عیسائی بن گیا تھا اور اس کے حالات ہم صہباجہ اور موصدین کے تذکرے میں بیان کر چکے ہیں۔

بحری بیڑہ: قوصہ میں اس نے ایک مہدیہ کی ایک کشتی دیکھی تو اس نے اسے لوٹ لیا اور وہاں ایک ڈاک کا کبوتر پکڑا گیا تو اس نے کبوتر کے پروں سے ایک خط باندھ دیا جس میں لکھا تھا کہ انگریزوں کا بحری بیڑہ قسطنطنیہ سے روانہ ہو کر ۸ صفر کو بندرگاہ کے قریب پہنچے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چھائی کہ وہ بندرگاہ میں داخل نہیں ہو سکا اس طرح اس کا پروگرام ناکام ہو گیا اس لئے اس نے حسن بن علی کو لکھا کہ ”میں صلح پر قائم ہوں اور میں اس لئے آیا تھا کہ محمد بن رشید کے انتقام کا مطالبہ کروں اور اس کا شہر قابس واپس ہو جائے۔“

مہدیہ کی فتح: یہ خط پڑھ کر حسن بن علی نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا تو لوگوں نے جنگ کرنے کی رائے دی مگر اس نے خوراک کی کمی کا عذر پیش کر کے جنگ سے گریز کیا، اور اس کے بعد ہلکے پھلکے سامان اٹھا کر شہر سے بھاگ گیا دوسرے لوگ بھی اپنے اہل و عیال اور سامان سمیت شہر سے نکل گئے اور کچھ لوگ گرجوں میں چھپ گئے۔ اس کے بعد ہوا معتدل ہو گئی اور صلیبی بندرگاہ پہنچ گئے اور بغیر کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہو گئے۔ بحری بیڑے کا افسر جرجی جب محل میں داخل ہوا تو وہاں قیمتی اسباب اور ایسی نایاب چیزیں نظر آئیں جو کہیں نہیں ملتی تھیں پھر اس نے وہاں سے چلے جانے والے باشندوں کے لئے معافی کا اعلان کر دیا چنانچہ جب لوگ آگئے تو ان پر ٹیکس عائد کر دیا۔

حسن بن علی کا حال:..... مہدیہ کا حکمران حسن بن علی اپنے اہل و عیال کے ساتھ ”معلقہ“ نامی جگہ پہنچا وہاں کا حاکم محرز بن زیاد تھا جو قبیلہ ہلالیون کا ایک امیر تھا، راستے میں اسی قبیلہ کا حاکم حسن بن ثعلب ملا، جب وہ محرز بن زیاد کے ہاں پہنچا تو زبردست خیر مقدم کیا گیا اور محرز نے اس سے اچھا سلوک کیا کیونکہ وہ اسے عربوں پر ترجیح دیتا اور اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ حسن اس کے پاس ایک مہینے تک رہا پھر اس نے مصر جانے کا پروگرام بنایا مگر جرجی کے بیڑے نے اس کا راستہ روکا ہوا تھا اس لئے اس نے یہ پروگرام ختم کر دیا پھر اس نے مغرب میں موصدین کے خاندان کے بادشاہ عبدالمومن کے پاس جانے کا ارادہ کیا راستے میں اس کا چچا زاد بھائی یحییٰ بن عبدالعزیز بجایہ میں رہتا تھا لہذا اس نے اپنے تینوں بیٹوں یحییٰ، تمیم اور علی کو وہاں بھیج کر اپنے آنے کی اجازت مانگی جو اس نے دے دی۔ اور ایک شخص کو بھیجا جو اسے جزائری مدعنے پہنچا دے۔ یحییٰ نے اس کی اور اس کی اولاد کی کفالت کی ذمہ داری لے لی۔ پھر عبدالمومن نے ۵۴۴ھ میں بجایہ فتح کر لیا۔

شمالی افریقہ میں مزید صلیبی قبضے: اس کے بعد جرجی نے ایک دوسرا بحری بیڑہ تیار کر کے صنعا قس بھیجی عرب و عجم کی مدد کے لئے آئے اور جنگ کے لئے بالکل تیار ہو گئے تو صلیبی پیچھے ہٹ گئے اور پھر آگے بڑھ کر انہیں شکست دے دی اور اہل عرب بھی وہاں سے چلے گئے چنانچہ صلیبیوں نے ۱۳ صفر کو شہر فتح کر لیا پہلے تو انہوں نے قتل عام کیا پھر ان کو پناہ دے دی اور ان کے قیدیوں سے تاوان وصول کیا اور ٹیکس بھی عائد کر دیا۔ سوسہ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ پھر سسلی کے حاکم راجر نے افریقہ کے ساحل کے باشندوں کے لئے امن و امان کا اعلان کیا ورنہ کے ساتھ مختلف وعدے کئے گئے۔

اقلیبیہ میں ناکامی: اس کے بعد جرجی تیونس کے ساحلی علاقے اقلیبیہ تک پہنچ گیا وہاں بھی اہل عرب کا لشکر جمع ہو گیا انہوں نے صلیبیوں سے

لڑکر انہیں شکست دی اور وہ ناکام ہو کر مہدیہ واپس چلے گئے۔

صلیبیوں کے اختلافات: سسلی کے حاکم راجر اور قسطنطنیہ میں روم کے بادشاہ کے درمیان کوئی جھگڑا نہ ہوا جس کی وجہ سے راجر کی افریقہ میں مہم رُک گئی اس فتنہ و فساد کا بانی مہدیہ کا حکمران جرجی تھا مگر جب وہ ۵۳۶ھ میں مر گیا تو فتنہ فساد ختم ہو گیا اور پھر راجر کا کوئی مخالف باقی نہیں رہا۔

بونہ کی فتح: پھر ۵۳۸ھ میں بونہ شہر کی طرف راجر نے بحری بیڑہ بھیجا جس کا کمانڈر وقتا المہدوی تھا اس نے شہر کا محاصرہ کیا اور اس کے لئے عربوں سے مدد مانگی چنانچہ یہ شہر فتح ہو گیا اس کے بعد اس نے خوب قتل عام کیا مگر علماء اور مذہبی رہنماؤں کو چھوڑ دیا تو وہ اہل و عیال اور اسباب سمیت دیہاتوں کی طرف نکل گئے۔ وہاں وقتا دس دن مقیم رہا پھر وہ مہدیہ ہوتے ہوئے سسلی واپس آ گیا۔

راجر کی ہلاکت: اس نرمی کو راجر نے بہت ناپسند کیا چنانچہ اس نے کمانڈر وقتا کو قید کر دیا اور اس پر مذہب کے خلاف الزامات بھی لگائے چنانچہ بڑے بڑے پادریوں نے جمع ہو کر اسے زندہ جلادیا۔ اس کے بعد راجر دوم بیس سال حکومت کر کے بعد وفات پا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ولیم حکمران بنا وہ خود نیک انسان تھا مگر اس کا وزیر مائیک البریقانی کا انتظام بُرا تھا اس لئے قلعہ سسلی اور قلعہ یہ کے باشندے اس کے مخالف بن گئے اور اس کے امراء افریقیوں پر ظلم کرنے لگے۔

عسقلان پر قبضہ:..... عسقلان فاطمی حکمران طاہر علوی کے زیر کنٹرول تھا، صلیبی فوجیں بار بار اس کا محاصرہ کر لیتی تھیں۔ مصر کے وزراء مار فوج اور ہتھیاروں سے اس کا دفاع کرتے تھے کیونکہ یہی لوگ حکمرانوں پر حاوی تھے، جب ۵۶۸ھ میں ابن السلا کا قتل ہوا تو مصر کے سیاسی حالات خراب ہو گئے اور پھر عباس وہاں وزیر بنا، اس دور خرابی میں صلیبی افواج شام سے روانہ ہوئیں اور انہوں نے عسقلان کا محاصرہ کر لیا مگر انہیں ناکامی ہوئی۔ اس کے بعد شہر کے باشندے اختلافات کا شکار ہو گئے حتیٰ کہ آپس میں تلواریں چل گئیں، یہ موقع غنیمت جان کر شہر پر قبضہ کر کے اسے اچھی طرح لوٹا۔

ابو الحسین غریانی: راجر دوم کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ولیم بادشاہ بنا تھا مگر اس کے وزیر کا انتظام خراب تھا اس لئے لوگ مخالف ہو گئے اس مخالفت کی اطلاع افریقہ کے ان مسلمانوں کو بھی ملی جو ان کے ماتحت تھے۔ اس سے پہلے راجر نے شہر صنعا قس فتح کر کے ابو الحسین غریانی نامی مسدین کو ان کا حاکم بنا دیا تھا وہ بڑا عالم اور دین دار انسان تھا، جب حکومت اس سے نہ سنبھلی تو اس نے اپنے بیٹے عمر کو حاکم بنانے کا ارادہ کیا تو راجر نے اسے حاکم مقرر کر دیا اور ابو الحسین کو سسلی بلوا کر یرغمال بنا کر رکھ لیا۔

ابو الحسین کی وصیت: ابو الحسین نے اپنے بیٹے عمر کو یہ وصیت کی کہ ”میرے پیارے بیٹے، میں تو بوڑھا ہو چکا اور موت قریب آ گئی ہے اس لئے تمہیں جب موقع ملے مسلمانوں کو دشمن کے چنگل سے آزاد کرالینا اور میرے بارے میں کوئی فکر مت کرو۔“

مسلمان علاقوں کی بازیابی: چنانچہ سسلی کے اس بادشاہ کے نظام میں خرابی واقع ہوئی تو عمر نے صنعا قس کے باشندوں کو بلا کر انہیں صلیبیوں کے خلاف بغاوت پر تیار کیا چنانچہ انہوں نے بغاوت کر دی اور ۵۵۵ھ میں انگریزوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد ابو یحییٰ بن مطروح طرابلس میں اور محمد بن رشید قابس پہنچ گئے اور حکومت سنبھال لی۔ ادھر عبدالمومن کا لشکر بونہ پہنچا اور قبضہ کر لیا اسی طرح مہدیہ، سوسہ اور مکمل افریقہ سے صلیبی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

ابو الحسین کی شہادت: عمر غریانی نے مہدیہ کے قریب رہنے والے اہل زویلہ کو یہ پیغام دیا کہ اپنے ساتھ موجود صلیبیوں پر حملہ کر دیں چنانچہ آس پاس کے لوگوں کی مدد سے انہوں نے ان صلیبیوں پر حملہ کر دیا پھر انہوں نے مہدیہ کے انگریزوں سے بھی جنگ لڑی اور ان کی خوراک کی رسد بند کر دی۔ سسلی کے حکمران کو جب یہ پتہ چلا تو اس نے عمر غریانی کو پیغام بھیجا اور اس کے باپ کے قتل کی دھمکی دی مگر عمر نے قہر کو قہر جنازہ دکھا کر کہا کہ میں نے اپنے باپ کو فتنہ کر دیا ہے چنانچہ قاصد سے یہ حالات سن کر سسلی کے حاکم نے ابو الحسین کو سولی دے دی چنانچہ وہ شہید ہو گیا۔

اہل زویلہ پر ظلم: صنعا قس سے مجاہدین اور عرب مجاہدین زویلہ پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے مل کر مہدیہ کا محاصرہ کر لیا۔ سسلی کے بادشاہ نے

مہدیہ کے لوگوں کو خوراک اور اسلحہ فراہم کر دیا اور عربوں کو مال و دولت دے کر ساتھیوں کو چھوڑنے کی لالچ دینے کی کوشش کی۔ پھر جنگ ہوئی تو اس عرب شکست کھا گئے اور صنعاقس والے بھی بحری راستے سے اپنے شہر چلے گئے۔ انگریزوں نے ان کا پیچھا کر کے انہیں زویلہ کے قریب پڑا لیا اور قتل کر کے زویلہ میں گھس گئے اور وہاں موجود لوگوں کا بھی قتل عام کیا۔

اہل زویلہ کی فریاد: صلیبیوں کے ان مظالم کی فریاد کرنے کے لئے وہ لوگ مغرب کے بادشاہ عبدالمومن کی خدمت میں پہنچے ورمردن درخواست کی عبدالمومن نے فریادرسی کرتے ہوئے مدد کرنے کا وعدہ کر لیا۔ یہ لوگ ان کی مہمان نوازی سے بہرہ مند ہوتے رہے پھر عبدالمومن نے تیری کی اور حکام کو حکامات جاری کئے کہ وہ پیداوار وصول کریں اور زراعت کو ترقی دینے کے لئے کنوئیں کھدوا دیں۔ اس کے بعد ماہ صفر ۵۵۴ھ کو ایک لاکھ فوج لے کر روانہ ہو گیا۔

سید سلطان عبدالمومن میدان میں: عبدالمومن کی اگلی فوج حسن بن علی (حاکم مہدیہ) کی کمان میں تھی۔ اس نے اس کے درمیان میں تیونس کا محاصرہ کر لیا وہاں صہباجہ سلطنت کا بچا ہوا ایک حاکم احمد بن خراسان تھا۔ مسلمان بحری بیڑہ سمندر کے دوسری طرف سے اس کا تیسراؤ کر کے پہنچ گیا۔ چنانچہ شہر کے دس اہم افراد شہر پناہ سے اتر کر آئے اور اپنے اور تمام اہل شہر کے لئے جان کی امان مانگی ہند عبدالمومن نے اس شرط پر مان دے دی کہ وہ اپنے مال میں انہیں شریک کریں گے اور احمد بن خراسان کو پکڑ کر ان کے حوالے کریں گے۔ چنانچہ جب یہ وعدہ مکمل ہو گیا تو عبدالمومن فوج لے کر مہدیہ روانہ ہو گیا۔

مہدیہ کا طویل محاصرہ: ... شاہ عبدالمومن کا بحری بیڑہ سمندر میں اس کے آگے تھا وہاں یہ لشکر اسی سال پندرہ رجب کو پہنچ گیا وہاں انگریزوں کے شہزادے اور کمانڈر موجود تھے، انگریزوں نے مہدیہ سے تھوڑی دور ”زویلہ“ کو تباہ کر دیا تھا لہذا شاہ عبدالمومن نے اسے اسی وقت آباد کر دیا۔ مہدیہ سے باہر میدان مسلمان فوج سے پُر ہو گیا اس نے چند دن تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا۔ چونکہ خشکی کے راستے سے جنگ کا میدان بہت تنگ تھا اور سمندر اس کو محیط کئے ہوئے تھا اس لئے سمندر میں یہ شہر ایک ایسے ہاتھ کی مانند تھا جس کا بازو خشک زمین پر ہو۔ بہرحال شاہ عبدالمومن نے بحری بیڑے سے سمندر میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ شاہ عبدالمومن خود حسن بن علی کے ساتھ بحری بیڑے میں سوار ہو کر سمندر میں چاروں طرف سے شہر کا معائنہ کرتا رہا تو پتہ چلا کہ شہر سمندری راستے سے تو بہت ہی محفوظ ہے۔ اس لئے اس نے محاصرہ لمبا کر کے خوراک اور رسد جمع کروں۔

صلیبی بحری بیڑے کی شکست: محاصرے کے دوران ہی، صنعاقس، طرابلس اور حیاں نفوسہ کے لوگوں نے عبدالمومن سے اس کی اطاعت قبول کرنے کا اظہار کیا، ادھر اس نے قابس کو لشکر بھیج کر فتح کر لیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو آس پاس کے علاقوں میں بھیج چنانچہ اس نے کئی علاقے فتح کر لئے۔ جب وہ شعبان کی آخری تاریخ تھی تو سسلی سے ایک مسلح بیڑہ جو دو سو کشتیوں پر مشتمل تھا، آیا اور ایک جزیرہ تباہ کر دیا۔

اس کے بعد سسلی کے حکمران نے پیغام دیا کہ اس کا بحری بیڑہ مہدیہ کی طرف بڑھ رہا ہے، جب وہ بندرگاہ کے قریب پہنچا تو عبدالمومن کی فوج نے اس پر حملہ کر دیا اس وقت اس کی فوج خشکی پر تھی۔ یہ حالت دیکھ کر عبدالمومن اللہ کے سامنے سجدے میں گر گیا اور چہرے پر مٹی مل کر اللہ سے فتح کی دعا کی، اور دعا قبول ہوئی، چنانچہ صلیبی شکست کھا کر بھاگ گئے۔

مہدیہ کی فتح: اس کے بعد مہدیہ کے باشندوں نے فوجی مدد سے مایوس ہو کر محاصرے کو ایک سال مزید برداشت کیا اور جب بہت ہی زیادہ تنگ ہو گئے تو انہوں نے شاہ عبدالمومن کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ عبدالمومن نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا مگر زبانی طور پر اطاعت کا اقرار کرتے رہے آخر کار بادشاہ نے انہیں جان کی امان دے کر وہاں سے چلے جانے کے لئے شہتیں دے دیں اور وہ ان کشتیوں میں سوار ہو گئے اور چونکہ ان دنوں سردی تھی اس لئے سمندر میں طوفان آ گیا اور اکثر صلیبی ڈوب کر مر گئے چھوٹے ہی زندہ بچ گئے۔

آخر کار شاہ عبدالمومن نے مہدیہ پر ماہ محرم ۵۵۵ھ میں قبضہ کر کے وہاں سے بارہ سال پر محیط صلیبی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

مہدیہ میں حسن کی پھر حکمرانی: شاہ عبداللہ المؤمن میں دن تک وہاں رہا، ان دنوں میں اس نے شہر کے حالات درست کئے، فوج کے حفاظتی دستے مقرر کئے اور خورک کا سامان مہیا کیا اور اپنے ایک ساتھی کو وہاں کا حکمران مقرر کر کے اس کے ساتھ حسن بن علی (سابق حکمران) کو بھی رکھا، اور حاکم کو اس کی ہدایت اور مشوروں پر چلنے کی ہدایت کی۔ حسن اور اس کے لئے جاگیریں مقرر کر دیں۔

شیرکوہ کا مصر پر حملہ: ۵۰۹ھ میں سلطان نورالدین عادل زنگی نے سلطان صلاح الدین ایوبی کے چچا اسد الدین شیرکوہ کو فاطمی خلیفہ کے خلاف وزیر شاہی کی مدد کرنے کے لئے بھیجا جو کہ ضرغام نامی حریف سے لڑ رہا تھا۔ پھر نورالدین خود بھی دمشق سے اپنی فوج لے کر صلیبیوں کی طرف چل دیا تاکہ صیبی شیرکوہ کے خلاف نہ لڑ سکیں۔ جب شیرکوہ مصر پہنچا تو ضرغام کا بھائی ناصر الدین مصر کی فوجیں لے کر اس سے ترے آیا مگر شیرکوہ نے سے تنہا کے مقام پر شکست دے دی اور قاہرہ تک پیچھا بھی کیا۔

پھر اسی سال قاہرہ پہنچ کر شاہ کو مصر کا وزیر بنادیا مگر شاہ نے جلد ہی معاہدے کی خلاف ورزی کر دی کیونکہ وہ شیرکوہ سے خوفزدہ تھا اس سے خفیہ طور پر انگریزوں کو شیرکوہ کے خلاف جنگ کرنے بلوایا۔ اور انہیں بہت مال و دولت دینے کی لالچ دی، چنانچہ صلیبیوں نے مصری عدوتے قبضہ کرنے کا پروگرام بنالیا۔ بیت المقدس کا صلیبی حاکم انگریز فوجوں کو لے کر روانہ ہوا اس کے ساتھ مسلمانوں کی فوجیں بھی شامل ہو گئیں اور سب کے سب شیرکوہ سے لڑنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ چنانچہ بلیس نامی جگہ پر اس کا محاصرہ کیا جو تین دن جاری رہا مگر وہ اس میں ناکام رہے۔

صلح کی کوشش: پھر انہیں یہ اطلاع ملی کہ نورالدین عادل نے ان کے ساتھی صلیبیوں کو خارد کے مقام پر شکست دی ہے اور بخارد کی فتح کے بعد بانیاس روانہ ہو گیا ہے تو یہ خبر سن کر ان کے ہوش اڑ گئے لہذا انہوں نے شیرکوہ سے صلح کی درخواست کی لہذا وہ بھی صلح کر کے بلیس سے شام کی طرف روانہ ہو گیا۔

دوبارہ جنگ: ۵۲۲ھ میں سلطان اسد الدین شیرکوہ دوبارہ مصر آیا اور اس نے دریائے نیل فسطح کے مقام سے عبور کر لیا اور جزیرے میں اتر گیا۔ یہ اطلاع پا کر مصر کے وزیر شاہ نے صلیبیوں سے مدد مانگی تو وہ مدد کے لئے روانہ ہو گئے اس وقت تک شیرکوہ مصر کے بالائی حصے میں پہنچ گیا تھا اس سے مصری اور صیبی افواج اس کے پیچھے روانہ ہوئیں اور اسے جالیا۔ شیرکوہ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ وہ سب جنگ بندی پر متفق تھے۔

شیرکوہ کی کامیاب حکمت عملی: چنانچہ صلیبی اور مصری افواج وہاں پہنچیں تو وہ صف بندی کر رہا تھا۔ لہذا اس نے فوج کے قلب میں صیبی افواج کے حملے کے خوف سے راشد کو اپنا نائب بنایا اور خود اپنے معتبر اور دلیر ساتھیوں کے ساتھ میمنہ میں شامل ہو گیا۔

لہذا صلیبیوں نے اس لشکر کے قلب پر حملہ کیا اور فوج کے اس حصے کو شکست دے کر ان کا پیچھا کرنے لگے۔ ادھر شیرکوہ نے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ ان کی فوج کے پچھلے حصے پر حملہ کر کے اسے بھگا دیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ پھر جب صلیبی فوج قلب لشکر کے تعاقب سے واپس آئی تو بے یہ حال دیکھ کر اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت بھاگنا پڑا لہذا وہ سب مصر چلے گئے۔

صلح اور اس کی شرائط: اس کے بعد اسد الدین نے اسکندریہ پہنچ کر صلح و امان کے ساتھ اسے فتح کر لیا اور اپنے بھتیجے صلاح الدین ایوبی کو وہاں کا گورنر بنادیا۔ پھر جب صلیبیوں نے اس کا محاصرہ کیا تو شیرکوہ بالائی مصر سے فوج لے کر پہنچا۔ چنانچہ صلیبیوں نے صلح کا پیغام دیا تو شیرکوہ نے صلح کی چند شرائط پیش کیں۔

(۱) پچاس ہزار تاوان جنگ دیا جائے (۲) کوئی انگریز اس شہر میں نہیں رہے گا (۳) وہ شہر کی کسی چیز پر قبضہ نہیں کریں گے۔ چنانچہ انگریزوں نے یہ شرائط قبول کر لیں اور شام واپس چلے گئے۔

قاہرہ میں صلیبی معاہدہ: پھر مصریوں نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا اور پھر مصریوں اور صلیبیوں کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ قاہرہ میں ان کی ٹمران فوج رہے گی اور اس کو قاہرہ کے دروازے کھولنے اور بند کرنے کا اختیار ہوگا۔ انہوں نے یہ شرط بھی رکھی کہ مصر کے خزانے میں سے انگریزوں کو بی

لاکھ دینار سالانہ دیئے جائیں گے پھر اس معاہدے کے بعد انگریز فوج شام کے ساحل پر اپنے شہروں کی طرف واپس چلی گئی۔

قاہرہ کا صلیبی محاصرہ:۔ اس کے بعد قاہرہ میں موجود انگریزوں کے حامیوں نے انہیں پیغام دیا کہ قاہرہ پر قبضہ کرنے میں ہم آپ کی مدد کریں گے۔ اس وقت شام کا انگریز حکمران ”مری“ تھا اس جیسا عظمند اور دلیر انگریز حاکم پہلے کوئی نہیں آیا تھا۔ اس نے مشورہ دیا کہ مصر سے خراج وصول کرنا اسے فتح کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ یہ بھی ممکن ہے وہ مجبور ہو کر اپنا ملک نورالدین کو دے دیں۔ لیکن بہر حال ان کے بادشاہ کو ہم سے پہلے ہی ہم سے صلح کرنے کی ضرورت پڑی تھی۔ مگر صلیبی نہ مانے اور بولے کہ مصر کو فتح کر کے ہماری طاقت بڑھ جائے گی۔ چنانچہ مجبور ہو کر بادشاہ نے ان کی رائے مان لی اور وہ سب مل کر مصر روانہ ہو گئے۔

چنانچہ یہ فوجیں صفر ۵۶۳ھ میں تینس پہنچ گئیں اور اسے فتح کر کے وہاں لوٹ مار مچادی اور پھر قاہرہ کا محاصرہ کر دیا۔

مصر میں آگ:۔ مصری وزیر مختار شاور نے مصر میں آگ لگا دینے کا حکم دیا اور یہ بھی کہ اس کے باقی قاہرہ ہجرت کر جائیں چنانچہ وہ شہر اور اس کے باشندوں کا مال خوب لوٹا گیا اور اسے آگ لگا دی گئی۔ یہ آگ انگریزوں کی آمد سے دو دن پہلے لگی تھی مگر دو مہینے بعد بھی نہ بجھ سکی۔

مصری، صلیبی صلح:۔ مصر کے فاطمی خلیفہ عاضد نے مدد کے لئے نورالدین زنگی سے فریاد کی مگر جب محاصرہ سخت ہوتا چد گیا تو مصر کے وزیر شاور نے صلیبی حکمران کو دس لاکھ دینار پر صلح کرنے کی تجویز دی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ ورنہ سہن زنگی کی فوج یہاں پہنچ جائیں گی۔ چنانچہ انگریز صلیبیوں نے اس کی تجویز تسلیم کر لی اور مصری حکومت کی طرف سے ایک لاکھ دینار انہیں دے دیئے گئے اور بقیہ رقم ان کی وصولی کے بعد دینے کا وعدہ کیا مگر مال ہی وصول نہ ہو سکا اس لئے صلیبی بقیہ رقم کا مطالبہ کرتے رہے۔

شیرکوہ کی مصر طلبی:۔ اس درمیانی عرصے میں مصریوں نے سلطان زنگی سے پھر مدد کی درخواست کی اور لکھا کہ شیرکوہ کو ان کے ہاں فوج دے کر بھیجا جائے ان کا لشکر مصر ہی میں قیام کرے گا اور اس کے بدلے مصر والے مصر کی آمدنی کا تہائی حصہ ادا کریں گے اور اسد شیرکوہ کو جاگیریں دیں گے اور ان کی فوج کو تمام اخراجات بھی دیں گے۔ چنانچہ سلطان نورالدین زنگی نے اسد شیرکوہ کو اس کی جاگیر حصہ سے بلوا کر مصر کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔

شیرکوہ کی روانگی:۔ سلطان نے مال مویشی، سواری کے گھوڑوں، اور ہتھیاروں کے علاوہ دو لاکھ دینار بھی دیئے اور شیرکوہ کو فوج اور خزانے کا خود مختار رکھ کر نڈرائی بنا دیا چنانچہ شیرکوہ چھ ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ ہوا اس نے فوج کی خامیاں دور کیں اور ہر فوجی سوار کے سبے بیس دینار مقرر کئے۔ اس کے ساتھ دوسرے امراء اور دیگر حکام بھی شامل تھے جن میں اس کا آزاد کردہ غلام خردیک، عزالدین قلیج، شرف الدین بن بخش، عین الدولہ باروتی، قصب الدین نیاں بن حسن اور اس کے بھائی ایوب کا ہونہار بیٹا یوسف صلاح الدین (ایوبی) اہم لوگ تھے۔

مصر سے صلیبیوں کا فرار:۔ اسد شیرکوہ جب مصر کے قریب پہنچا تو وہاں سے صلیبی افواج بھاگ گئیں اور اپنے شہروں کو بوٹ گئیں۔ اور شیرکوہ سارے وسط میں مصر میں داخل ہو گیا۔ جہاں فاطمی خلیفہ عاضد نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے خلعت فاخر عطا کی اور اس کی فوج کے وظائف بھی مقرر کر دیئے۔

غدار وزیر کا قتل:۔ مصر کے وزیر شاور نے اس مرتبہ بھی متفقہ معاہدے کو پورا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیا اور شیرکوہ کو گرفتار کر کے اس کی فوجوں کو صلیبیوں کے مقابلے میں استعمال کرنے کی سازش بنالی، مگر سازش ناکام ہوئی کیونکہ شیرکوہ نے اس کے بڑے اردے بھانپ لئے تھے ہذا شیرکوہ کے بھتیجے صلاح الدین اور غلام خردیک نے غدار وزیر کو امام شافعی مسجد کے مزار کے قریب واصل جہنم کر دیا۔

شیرکوہ مالک مصر:۔ اس کے بعد عاضد نے اپنی سلطنت کا انتظام شیرکوہ کے حوالے کر دیا اس کی صلیبی فوج وہاں پہنچ نہ سکی۔ پھر شیرکوہ کی وفات کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے مصر کی سلطنت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا پھر یہ اسلامی ملک انگریزوں کی یغیر سے محفوظ ہو گیا جیسا کہ ہم

سلطان کے حالات میں بیان کریں گے۔

دمياط کا محاصرہ : جب اسد شیر کوہ نے مصر فتح کیا تو انگریزوں کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں وہ شام اور شام کے ساحل پر صلیبی مقبوضات پر قبضہ نہ کر لیں۔ انہوں نے اپنی قوم اور خاندان کے ان باشندوں کو خطوط لکھے جو جزائر سسلی اور فرانس میں تھے، کہ وہ مصر فتح کرنے میں ان کی مدد کریں۔ پھر انہوں نے بیت المقدس سے اپنے مذہبی رہنماؤں اور پادریوں کو بھی ان علاقوں میں بھیجا تاکہ وہ انہیں مذہبی جوش دلا کر اپنی حمایت پر تیار کریں۔ انہوں نے ان نئے انگریز باشندوں سے مصر کے شہر دمياط آنے کا وعدہ لیا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ اس شہر پر قبضہ کر کے پورے مصر کو فتح کرنے کا ذریعہ بنائیں گے لہذا وہ سب کے سب دمياط کے قریب جمع ہو گئے اور سلطان صلاح الدین کے ابتدائی عہد حکومت میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

محاصرے میں ناکامی : چنانچہ سلطان صلاح الدین نے شہریوں کی مالی اور فوجی مدد کی وہاں پہنچ گیا، اس نے سلطان نور الدین کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ بہت جلد مصر کے لئے فوجی کمک بھیج دے کیونکہ مصر خطرے میں ہے چنانچہ سلطان زنگی نے اس پیغام کے بعد رگاتار فوجی کمک بھیجی اور خود بھی فوج لے کر صیسی کنٹرول والے علاقوں کی طرف بڑھا اور ان علاقوں کو تباہ کر کے رکھ دیا اور انگریز افواج نے پچاس دن تک دمياط کا محاصرہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے محاصرہ ختم کر دیا۔

صلیبیوں نے شام میں زنگی خاندان کے دور حکومت اور ایوبی خاندان کے دور میں جو حملے کئے تھے ان کے حالات ان دونوں حکومتوں کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔ ادھر صرف وہ واقعات بیان کئے جا رہے ہیں جن کا تعلق صرف قسطنطنیہ کو روم کے قبضے سے چھین لینے سے ہے۔

قسطنطنیہ کی فتح : جب ان انگریزوں نے اسلامی علاقوں پر قبضہ کر لیا تو ان کے تعلقات قسطنطنیہ کی رومی حکومت کے ساتھ بھی بدلتے رہے چنانچہ کبھی جنگ چھڑ جاتی اور کبھی صلح ہو جاتی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان صلیبیوں نے پہلے مسلمانوں کے ان علاقوں پر قبضہ کیا جو رومی سرحدوں کے قریب تھے یہ علاقے پہلے مسلمانوں نے رومیوں سے چھینے تھے اس لئے رومیوں نے مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی مدد کی۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار صلیبیوں نے رومیوں سے قسطنطنیہ بھی چھین لیا اور دارالحکومت رومیوں کے ہاتھ سے نکل گیا اور ایک عرصے تک صلیبیوں کے ہاتھ میں رہا۔ آخر کار ایک مذہبی رہنما شکاری نے صلیبیوں سے قسطنطنیہ دوبارہ چھین لیا۔

صلیبی فتح کے اسباب : اس فتح کا سبب یہ واقعات تھے کہ روم کے بادشاہوں نے انگریز حکمرانوں کے ہاں شادیاں کر لی تھیں یعنی ان کی ایک بیٹی کی شادی روم کے بادشاہ سے ہو گئی اس کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اس کے بچے کا ناموں افرنسیس تھا۔ اس کا چچا اس پر حملہ آور ہوا اور ملک اس کے باپ کے قبضے سے چھین لیا۔ تو یہ لڑکا بھاگ کر اپنے ماموں شاہ افرنسیس کے پاس چلا گیا، یہ اس وقت وہاں پہنچا جب صلیبی افواج صلاح الدین ایوبی سے بیت المقدس چھڑانے کی کوشش کر رہی تھیں کیونکہ صلاح الدین اسے فتح کر چکا تھا لہذا اسے چھڑانے کے لئے یورپ سے تین حکمران آئے ہوئے تھے۔

ان میں سے ایک تو دنیس کا نام دسوس تھا جو اس بحری بیڑے کا مالک تھا جس میں سوار ہو کر وہ اور اس کی فوج آئی ہوئی تھی یہ ناہینا اور بوڑھا شخص تھا اور گائیڈ کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرا شاہ افرنسیس کا نمائندہ تھا جو مارکویس کے نام سے مشہور تھا، تیسرا حام کبد اقلید کے نام سے مشہور تھا اس کی فوج کی تعداد سب سے زیادہ تھی چنانچہ شاہ افرنسیس نے اپنے بھانجے کو ان کے ساتھ بھیجا اور فوج کو ہدایت کی کہ وہ قسطنطنیہ میں اس کی بادشاہت کی حمایت کریں۔

انگریز کا بھانجہ بادشاہ : ماہ ذوالقعدہ ۵۹۹ھ میں یہ لشکر قسطنطنیہ پہنچا چنانچہ اس لڑکے کا چچا لشکر لے آیا اور لڑتا رہا۔ ادھر لڑکے کے حامیوں نے شہر میں آگ لگادی جس کی وجہ سے اس کا لشکر پریشان ہو کر بھاگ نکلا اور اس کا چچا بھی فرار ہو گیا ان صلیبی لگشتوں نے اس لڑکے کو بادشاہ بنا لیا اور اس لڑکے کے والد کو قید سے رہا کر دیا۔



انگریزوں کی لوٹ مار اور قبضہ: مگر اس کے بعد حکومت پر خود قابض ہو گئے، عوام کا مال ضبط کر لیا اور فروخت کے مال پر بھی ہاتھ صاف کر دیا وہاں کے گرجوں میں صلیبوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے بتوں پر جو سونا چڑھا ہوا تھا وہ بھی نکال لیا ایک نجیل سونے سے مرصع تھی اس میں سے بھی سونا غائب کر دیا۔

شہریوں کی بغاوت اور ان کا محاصرہ: رومیوں کو یہ حرکت بہت ناگوار گذری چنانچہ انہوں نے اس لڑکے کو قتل کر دیا اور شہر سے تمام صیبی انگریزوں کو نکال دیا۔ یہ واقعہ ۱۰۶۷ء کے درمیانی عرصے میں ہوا، پھر انگریزوں نے شہر کے باہر پڑاؤ کر کے شہر والوں کا محاصرہ کر دیا چنانچہ رومیوں نے قونیہ کے حکمران رکن الدین سلیمان بن قلیچ ارسلان سے اس کی فریاد کی مگر اس نے ان کی کوئی مدد نہیں کی شہر میں ان انگریزوں میں سے بہت سے لوگ رہ گئے جن کی تعداد تین ہزار بتائی جاتی ہے۔

صیبی انگریزوں کے ہاتھوں صیبی رومیوں کا قتل: پھر جب رومی افواج شہر سے باہر ان انگریزوں سے لڑ رہی تھیں تو اندران انگریزوں نے بغاوت کر دی اور شہر میں دوبارہ آگ لگا دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کے باہر موجود انگریز افواج شہر میں گھس گئیں، ورنہ لوٹ مار کرنے لگیں۔ اس دوران بہت سے رومی گرجوں میں جا کر چھپ گئے ان کا بڑا گرجا، سولیا، تھا مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا قتل و غارت روکنے کے لئے شہر کے بڑے پادری انجیل، ورنہ صیب لے کر نکلے انگریزوں نے انہیں بھی قتل کر دیا۔

بادشاہت کا جھگڑا: اس کے بعد اب تینوں انگریز حاکموں کے درمیان قسطنطنیہ کی ملکیت کے بارے میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ آخر میں قرعہ ڈالا گیا جس میں نام، کبد اقلید، کا نکلا چنانچہ قسطنطنیہ کا بادشاہ وہ بنا، مگر شرط یہ رکھی گئی کہ سمندری جزیرے یعنی امریطش اور رودس وغیرہ ونیس کے حاکم دموں کے زیر کنٹرول رہیں گے اور افرسیس کے نمائندہ مارکویس کے ہاتھ میں خلیج کا مشرقی حصہ ہوگا مگر کسی کو کچھ نہ ملا البتہ کبد اقلید قسطنطنیہ کا حاکم بن گیا اور تا حیات بادشاہ رہا۔

خلیج کے مشرقی حصے پر روم کے ایک بڑے پادری نے قبضہ کر لیا تھا اس کا نام شکری تھا۔ اور وہ انگریز بادشاہ کے مرنے کے بعد قسطنطنیہ پر بھی قابض ہو گیا اور اس نے یہ شہر یورپی انگریز صلیبوں کے ہاتھ سے چھین لیا۔

## دیار بکر میں بنو ارتق کی سلطنت

ارتق بن اسکک: ارتق بن اسکک جسے اسکت بھی کہا جاتا ہے سلجوقی حکمران الپ ارسلان کا غلام تھا، اس نے اس کی حکومت میں اہم کارنامے انجام دیئے تھے اور یہ حلوان اور اس کے نزدیکی عراقی قلعوں کا حکمران تھا،

۱۱۴۷ء میں جب سلطان ملک شاہ نے موصل کے محاصرہ کیلئے فخر الدولہ بن جبر کی کمان میں فوجیں روانہ کیں تھیں تو اس نے ان کے بعد ارتق کی کمان میں بھی ایک اور لشکر اس کے محاصرہ پر بھیجا، مگر اسے مسلم بن قریش نے شکست دیدی۔

پھر اس نے آمد کا محاصرہ کیا اور خفیہ طور پر محاصرہ توڑنے کا سمجھوتہ بھی کر لیا اور شرط لگائی کہ مال و دولت دیا جائے چنانچہ اس کے بعد وہ رقبہ بھاگ گیا اپنی اس حرکت کی وجہ سے اسے اپنی جان کا خوف لاحق ہوا تو سلطان تیش سے ملنے کی کوشش کی اور حلب کا حکمران بننے کے چکر میں صلب گیا مگر سطن تیش نے اس سے مقابلہ کر کے اسے شکست دی مگر ارتق نے جنگ میں اپنی بہادری کا سکھ ضرور جمادیا۔ اس کے بعد تیش حلب پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کا نگران حاکم ابن الحسین جان بچا کر ارتق کے پاس پہنچ گیا ارتق نے اسے تیش کے چنگل سے بچا لیا۔

ارتق کی موت: ۱۱۸۳ء میں بیت المقدس میں ارتق کا انتقال ہو گیا اور اس کے دونوں بیٹے اس کے جانشین بنے ان کے پاس رہا اور سروج کے شہر تھے بیٹوں کے نام ایلغازی اور سقمان تھے۔

یہی سقمان اس محاصرہ میں شامل تھا جو ۳۹۱ھ میں اٹلا کیہ پر انگریزوں کے قبضے کے بعد، شام، الجزائرہ اور دیار بکر کے حکمرانوں نے اٹھائیہ کا کیا تھا اور اس میں سقمان نے اہم کارنامے سرانجام دئے تھے۔ پھر ان مسلمان حکام میں اختلافات ہو گئے اور وہ سب واپس چلے گئے۔

اہل مصر اور سقمان۔ مصری حاکم ملک افضل نے سقمان کے زیر کنٹرول بیت المقدس پر فوج کشی کی اور چالیس دن کے محاصرہ کے بعد جان کی امان دے کر قبضہ کر لیا ارتق کے دونوں بیٹے سقمان اور ایلغازی اس کے استقبال کے لئے نکلے چنانچہ ملک افضل نے ان سے اچھا سلوک کیا اور قبضے کے بعد مصر چلا گیا۔ اس کے بعد بیت المقدس پر صلیبیوں نے قبضہ کر لیا جیسا کہ سلجوقی سلطنت کے تذکرے میں آچکا ہے۔

بنو ارتق کے احوال: ارتق کا بیٹا ایلغازی تو عراق چلا گیا اور بغداد کا کوتوال بن گیا اس کا بھائی سقمان رہا چلا گیا۔ جہاں اس کی موصل کے حکمران کر بوتق سے جنگیں ہوتی رہیں ایک جنگ میں اس کا بھتیجا یا قوتی گرفتار ہو گیا تھا۔ پھر ۳۹۵ھ میں کر بوتق کا انتقال ہو گیا اور پھر موسیٰ ترکمانی موصل کا حاکم بنا وہ قلعہ کیفا میں کر بوتق کا نائب تھا۔

قلعہ کیفا کی فتح: چنانچہ جزیرہ ابن عمر کے حکمران چکر مش نے اس کے خلاف فوج کشی کی اور موصل میں اس کا محاصرہ کر لیا موقع پر موسیٰ ترکمانی نے سقمان سے مدد مانگی اور مدد کے بدلے کیفا کا قلعہ دینے کا وعدہ کیا، لہذا سقمان فوج لے کر پہنچا اور چکر مش کو وہاں سے بھگادیا پھر جب موسیٰ سقمان سے ملاقات کے لئے شہر سے باہر نکلا تو اس کے ہی ایک غدار ساتھی نے اسے مار دیا مگر سقمان نے کیفا پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔

کوتوالی پر جنگ: اس کے بعد ایلغازی بن ارتق اور گمشدین قیصری کا جھگڑا ہوا کیونکہ قیصری کو بغداد کا کوتوال بن کر برکیہ روق نے بھیج دیا مگر ایلغازی پہلے سے ہی کوتوال تھا اس لئے اس نے اسے بغداد نہ آنے دیا اور اپنے بھائی سقمان سے مدد مانگ لی چنانچہ وہ فوج لے آیا اور ترکیت میں خوب دند بچادی پھر ایلغازی بھی اس کے پاس آ گیا اور اس کے ساتھ حلقہ کا حکمران صدقہ بن مزید بھی شامل ہو گیا، ان سب نے مل کر بغداد کے آس پاس ہنگامہ برپا کر دیا اور شہر پر بھی حملے کئے چنانچہ خلیفہ نے انہیں صلح کا پیغام بھیج کر وعدہ کیا کہ قیصری واپس چلا جائیگا چنانچہ وہ واسطہ اور ایلغازی بغداد اور سقمان اپنے علاقے واپس چلا گیا (جیسا کہ گذر چکا ہے)

مالک بن بہرام: اس کے بعد سقمان کے بھتیجے مالک بن بہرام نے ۳۹۵ھ میں خرمیہ کے پورے علاقے میں قبضہ کر لیا پہلے سردج اس کے قبضہ میں تھا جسے صلیبیوں نے چھین لیا تھا اس لئے وہ نمانہ گیا اور اسے بنو عیش بن عیسیٰ کے ہاتھ سے چھین لیا اس کے مقابلہ میں صدقہ بن مزید کو ہوا یا گیا تو اس نے نمانہ کو چھین کر انہیں واپس دلایا اور خود حلقہ واپس چلا گیا۔ مگر اس کے واپس جاتے ہی مالک بن بہرام نے دوبارہ اس پر قبضہ کر لیا جو مستقل اس کے پاس ہی رہا۔

اتحاد و اختلاف: پھر ۳۹۶ھ سقمان اور چکر مش (حاکم موصل) دونوں انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے پر متفق ہو گئے وہ حران کا محاصرہ کیا ہوا تھا لہذا ایسی حالت میں وہ آپس کے تنازع کو موقوف کر کے صلیبیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے نکلے سقمان سات ہزار ترکمانی فوج کی قیادت کر رہا تھا لہذا ان دونوں فوجوں نے صلیبیوں کو شکست دیدی اور ہار (اڈیسا) کے حاکم بردویل کو گرفتار کر لیا اس کو گرفتار کرنے والے سقمان کے فوجی تھے مگر چکر مش کے ساتھیوں نے زبردستی کر کے اس انگریز حاکم کو اپنا قیدی بنالیا اور اس جھگڑے کی وجہ سے دونوں فوجیں ایک دوسرے سے الگ ہو گئیں۔ اور دوبارہ ان میں جھگڑے اور اختلاف شروع ہو گئے۔

قلعہ مار دین کی فتح: مار دین کا قلعہ دیار بکر کے علاقے میں تھا سلطان برکیہ روق نے اس کے تمام اضلاع سمیت اس کو اپنے ایک مغنی (گلوکار) کو جاگیر میں دیدیا تھا۔ یہ موصل کے صوبے سے متعلق تھا اور یہاں کردوں کی قوم آکر راستہ میں فتنہ و فساد برپا کرتی رہتی تھی۔

یا قوتی کی گرفتاری: موصل کا حاکم کر بوتق ایک دفعہ شہر آمد کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ ہوا جو کسی ترکمانی سردار کے قبضے میں تھا اس کے حاکم نے سقمان سے فوجی کمک طلب کی تو وہ اس کی مدد کے لئے گیا۔ اور کر بوتق سے سخت جنگ کے بعد اسے شکست دی۔ اس کا بھتیجا یا قوتی بن ارتق گرفتار ہو گیا تھا

ور سے مغنی کے پاس قلعہ ماردین میں قید کر دیا گیا چنانچہ وہ ایک طویل مدت کے لئے وہاں قید رہا اس دوران کردوں کی لوٹ مار میں اضافہ ہوتا رہا۔ کردوں سے مقابلہ۔ ایسے حالات میں یا قوتی نے قلعہ کے حاکم مغنی کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے رہا کر دے۔ تاکہ وہ شہر سے باہر رہ کر مردوں سے مقابلہ کرے، حاکم نے اسے رہا کر دیا اور وہ کردوں کی بستیوں پر خلاط کے علاقے تک حملہ کرتا تھا۔ قلعہ کے کچھ سپاہی بھی اس کے ساتھ مل کر مسجون میں شریک ہوئے تھے اس قسم کے حملوں کا عادی بننے کے بعد اس نے قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ کردوں پر اچانک حملہ کرنے کے بعد، سپاہ و پس آیا تو اس نے قلعہ کے سپاہیوں کو بھی پکڑ لیا اور قلعہ کے قریب آ کر اس نے یہ اعلان کیا کہ اگر قلعہ کا دروازہ نہ کھولا گیا تو وہ ان کے سپاہیوں کو قتل کر دیگا۔ ہذا قلعہ والوں نے دروازہ کھول دیا تو اس نے داخل ہو کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے لشکر اکٹھا کر کے نصیبین کی طرف کوچ کیا اور جزیرہ ابن عمر پر حملہ کر دیا جو چکر مش کے زیر کنٹرول تھا۔

**یا قوتی کا قتل:** چکر مش اور اس کے ساتھیوں نے جنگ میں اسے شکست دی اور اسے قتل کر ڈالا پھر خود چکر مش بھی اس کے مرنے پر رو دیا۔ یا قوتی کی بیوی اس کے چچا سقمان کی بیٹی تھی وہ اس کے قتل کے بعد اپنے باپ کے پاس چلی گئی۔ اور اس نے ترکمانی فوج کو کٹھنا کرنا شروع کیا سقمان ان ترکمانی فوج کو لے کر نصیبین پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے اپنے بھتیجے کا انتقام لینے کا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ چکر مش نے اس کے خون بہا (دیت) کے طور پر اتنی زیادہ مال و دولت دی کہ وہ خوش ہو گیا اور اپنے وطن واپس چلا گیا۔

**سقمان کی حکومت:** یا قوتی کے مرنے کے بعد اس کا بھائی علی چکر مش کے ماتحت ماردین کا حاکم بن گیا مگر سقمان نے وہاں پہنچ کر اپنے بھتیجے کو جس جو دکا حاکم بنادیا اور ماردین کے قلعہ کو خود اپنی ملکیت میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد کیفا کے علاوہ اس نے نصیبین کو بھی اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔

**سقمان کی وفات:** پھر فخر الدین بن عمار حاکم طرابلس نے سقمان بن ارتق سے فرنگیوں کے خلاف فوجی امداد طلب کی۔ وہ مصر کے ذہبی خاندان سے ہاٹی ہو کر طرابلس کا خود مختار حاکم ہو گیا تھا۔ اور جب صلیبیوں نے شام کے ساحلی شہروں پر قبضہ کیا تو انہوں نے اس کے ساتھ بھی جنگ شروع کی تو اس نے ۴۹۸ھ میں سقمان سے امداد طلب کی سقمان نے اسے فوجی امداد دینے کا وعدہ کیا۔ ابھی وہ جنگی تیاریاں کر رہا تھا کہ دمشق کے خود مختار حاکم طغرکین کی طرف سے اسے ایک خط موصول ہوا جس میں اسے دمشق بلوایا گیا تھا۔ کیونکہ اسے انگریزوں کی طرف سے دمشق پر حملہ کا خطرہ تھا ہذا سقمان فوج لے کر فوراً روانہ ہوا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ طرابلس کے بعد دمشق جائیگا جب وہ قرشبین کے مقام پر پہنچا تو طغرکین کو سے ہوائے پرندہ مست ہوئی اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ مشورہ کرنے لگا کہ کسی طرح اسے دمشق آنے سے روکا جائے۔ اتنے میں سقمان بیت المقدس پہنچ کر انقلاں کر گیا۔ یوں دمشق والے اس کے خطرے سے محفوظ ہو گئے۔

سقمان کے ساتھیوں نے اسے مرنے سے پہلے مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے قلعہ کیفا میں واپس چلا جائے مگر اس نے وہاں جانے سے انکار کر دیا اور یہ کہہ کر یہ جہاد ہے اگر میں جہاد کے راستے میں مر گیا تو شہید ہوں گا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا ابراہیم اس کی میت سے رقعہ کیفا گیا وہاں سے وہاں دفن کیا۔

**ایلغازی کا حال:** سقمان کا بھائی ایلغازی بغداد کا کوتوال تھا سلطان محمد سلجوقی نے اسے اس وقت کو تو وال مقرر کیا تھا جب کہ اس کے ور اس کے بھائی برکیاروق کے درمیان خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ ۴۹۹ھ میں برکیاروق اور اس کے بھائی کے درمیان ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ بغداد و اردوس سے اسدئی ممالک اس کے زیر کنٹرول ہونگے۔ ان میں حلوان کا علاقہ بھی شامل تھا جو ایلغازی کی جاگیر تھا اس لئے ایلغازی نے بہت مستعدی سے ماٹھ بغداد میں برکیاروق کی سلطنت کا خطبہ پڑھوایا۔

**ایلغازی کی معزولی:** صدقہ بن مزید جو سلطان محمد کا حامی تھا، اس کو یہ بات ناگوار گذری چنانچہ وہ بغداد آیا تاکہ وہ ایلغازی کو اس کے عہدے سے الگ کر دے اس سے وہ یعقوب کے پاس چلا گیا۔ اور صدقہ بن مزید کو یہ معذرت نامہ بھجوایا کہ وہ برکیاروق کے ماتحت ہو گیا تھا اس لئے اس سے

امن اور صبح کا کوئی اور راستہ اس کے سوا نظر نہیں آیا تھا اس کے بعد جب برکیاروق کی وفات ہوئی تو ایلغازی نے اس کے بیٹے ملک شاہ کی سلطنت کا خطبہ پڑھوایا سلطان محمد نے اس بات کو بھی ناپسند کیا لہذا جب وہ مکمل بادشاہ بن گیا اور پورا اقتدار سنبھال لیا تو اس نے ایلغازی کو بغداد کے انتظام سے معزول کر دیا۔

ماردین پر قبضہ: اس کے بعد ایلغازی شام چلا گیا۔ اس نے وہاں پہنچ کر حلب کے حاکم رضوان بن تنش کو اس بات پر آہ کیا کہ وہ چکر مش کے مقبوضہ شہر نصیبین کا محاصرہ کرے۔ چنانچہ وہ دونوں فوج لے کر وہاں پہنچے اور شہر نصیبین کا محاصرہ کر لیا اس وقت چکر مش نے رضوان کو ایک پیغام بھیجا جس میں رضوان کو ایلغازی کے خلاف بھڑکایا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور نصیبین کا محاصرہ ختم کر کے وہ دونوں وہاں سے جدا ہو کر اپنے علاقوں کی طرف کوچ کر گئے۔ ایلغازی قلعہ ماردین چلا گیا چونکہ اس کا بھائی سقمان مرچکا تھا اس لئے اس نے آسانی کے ساتھ وہاں کا اقتدار سنبھال لیا۔

چکر مش کی حمایت: سلطان محمد نے ۵۰۲ھ میں مودود بن اقلین کو جاولی سکاوا کے بجائے موصل، الجزیرہ اور دیار بکر کا حکم بنادیا جوں سکاوا نے ان علاقوں کو چکر مش سے ہتھیلیا لیا تھا۔ پھر جب مودود موصل پہنچا، جاولی نصیبین چلا گیا۔ جو ان دنوں ایلغازی کے ماتحت تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے تعاون اور فوجی امداد کے لئے ایلغازی کو لکھا۔ پھر وہ اچانک ماردین ایلغازی کے پاس پہنچ گیا۔ اور اس سے فوجی امداد کے لئے درخواست کی لہذا وہ اسے فوجی کمک پہنچانے پر مجبور ہو گیا بلکہ وہ خود اس کے ساتھ فوج لے کر روانہ ہوا اور اس نے سنجار اور رجبہ کے مقامات کا تختہ می صرہ کر دیا۔

جب وہ خابور پہنچا تو ایلغازی وہاں سے بھاگ گیا اور وہاں سے نصیبین گیا پھر وہ اپنے شہر واپس آ گیا۔ اور جنگ کے معاملے میں پس و پیش کرتا رہا اور سخت اضطراب کا شکار ہو گیا۔

ایلغازی کی جہاد میں عدم شرکت: ۵۰۵ھ میں امیر مودود کو صلیبیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے بھیجا اور یہ حکم بھی دیا کہ ہر علاقے کے حکام اس کے ساتھ جہاد میں شامل ہوں۔ ان میں دیار بکر کے حاکم سقمان القطی، مراغہ کے حاکم احمد بک، ارہل کے حاکم ابوالہیجا اور ماردین کے حاکم ایلغازی کے نام شامل تھے۔ ایلغازی کے علاوہ سارے حکام اس جہاد میں شریک ہوئے۔ تاہم ایلغازی نے اپنے بیٹے ایاز کو لشکر دے کر وہاں بھیجا تھا۔ یہ تمام اسلامی فوجیں رہا کے مقام پر پہنچیں اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر وہ سروج کی طرف بڑھے مگر وہاں بھی یہی حال رہا۔

مودود کا قتل: ۵۰۶ھ میں اسلامی لشکر انگریزوں کے مخصوص شہروں کی طرف روانہ ہوا اور طبریہ کے مقام پر انہیں شکست دی اور فرنگیوں کے شہروں کو تباہ کر دیا۔ اس کے بعد مودود دمشق واپس آ گئے اور مختلف علاقوں کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔ امیر مودود موسم سرما گزارنے کے لیے حاکم دمشق طغرکین کے پاس مقیم ہوا مگر اچانک اسے قتل کر دیا گیا اور طغرکین پر قتل کی سازش کا الزام لگایا گیا۔

آقسنقر کی تقرری: اس کے بعد سلطان محمد نے موصل کا حاکم اور مجاہدین کے لشکر کا سپہ سالار آقسنقر برقی کو مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ صیب پرستوں کے ساتھ جنگ کرے۔ سلطان نے دیگر حکام کو اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔ اور اپنے فرزند ملک مسعود کو بڑا لشکر دے کر بھیجا تا کہ وہ بھی اس جہاد میں شریک ہو۔

ایلغازی کا فرار: آقسنقر جہاد کے لئے ۵۰۸ھ میں روانہ ہوا مگر ایلغازی بھاگ گیا۔ اس لئے آقسنقر نے اس کا قلعہ ماردین میں محاصرہ کیا۔ آخر کار ایلغازی ٹھیک ہو گیا۔ اور اس نے اپنے بیٹے ایاز کو فوج دے کر بھیجا۔ اس کے متحدہ اسلامی لشکر نے رہا کا محاصرہ کر کے اس کے مضامات کو تباہ کیا۔ پھر سروج اور شمشاط کا بھی یہی حال کیا۔ مرعش اور کیسوم کے علاقوں کے حاکم نے اطاعت قبول کر لی۔

ایلغازی کے بیٹے کی گرفتاری: آقسنقر نے واپس آ کر ایلغازی کے بیٹے کو قید کر لیا۔ اور ماردین کے مضامات کو لوٹ لیا۔ اس وقت ایلغازی

فور۔ اپنے بھتیجے رکن الدولہ داؤد کے پاس گیا جو اس کے بھائی سقمان کا بیٹا تھا اور قلعہ کیفا کا حاکم تھا اس نے اس سے فوجی امداد صوبہ کی چنانچہ اس نے فوجی امداد دی اور دونوں نے مل کر ۵۰۸ھ کے آخر میں برستی (اسلامی لشکر کے سپہ سالار) سے جنگ کرنے آئے۔ اور اسے شکست دے کر اس کے فرزند ایاز کو قید سے چھڑا لائے۔

انگریزوں سے ساز باز: سلطان محمد نے ایلاغازی کو جنگ کی دھمکی بھجوائی تو وہ دمشق کے حاکم طغرکین کے پاس فریادی کے حیثیت سے پہنچا چونکہ اس پر بھی امیر مودود کے قتل کا الزام لگ چکا تھا اس لئے طغرکین سلطان محمد سے ناراض تھا اس لئے دونوں نے انگریزوں سے فوجی مدد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لئے انہوں نے انطاکیہ کے انگریز حاکم کو پیغام بھجوایا چنانچہ وہ ان دونوں سے ملنے کے لئے حمص کے قریب پہنچا اور ان سے باہمی امداد کا معاہدہ کر کے انطاکیہ واپس چلا گیا۔

ایلاغازی کی گرفتاری: اس کے بعد ایلاغازی اپنے ساتھیوں کے ساتھ دیار بکر جا رہا تھا کہ حمص کا حاکم قیرجان راستے میں مدد۔ اس نے ایلاغازی کو گرفتار کر کے اسے قید کر لیا۔ اور سلطان محمد کو اس کی اطلاع بھیج دی مگر وہاں سے جواب میں کوئی تاخیر ہو گئی کہ اتنے میں طغرکین (حاکم دمشق) حمص پہنچا اور قیرجان کے پاس آیا اور اس کی رہائی کا مطالبہ کیا مگر قیرجان نے اسے قتل کرنے پر اصرار کیا تو طغرکین چلا گیا، بعد میں قیرجان نے (سلطان کی طرف سے کوئی جواب نہ آنے کی وجہ سے) ایلاغازی کو چھوڑ دیا، اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کریگا۔

ایلاغازی کے خلاف جنگ: وہاں سے ایلاغازی حلب چلا گیا۔ پھر سلطان نے ہمدان کے حاکم یوسف بن برسق اور دیگر حکام کی زیر قیادت کی ایلاغازی سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں۔ سلطان نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ صلیبیوں سے جہاد کریں چنانچہ یہ فوجیں صوبہ پہنچیں۔ وہاں کا حاکم مولانا خدام تھا جو قتلش کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس نے رضوان کی حکومت کے بعد اس کے بیٹے الپ ارسلان کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ اس کے بعد سپہ سالار شمس الخواص (شریک حکومت) تھا اس لئے اس اسلامی لشکر نے ان دونوں سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں سلطان محمد کی تحریری حکم کے مطابق صوبہ کا شہران کے حوالے کر دیں۔

حماۃ کی تباہی: مگر ایلاغازی اور طغرکین بہت جلد ان دونوں کی مدد کے لئے فوج لے کر وہاں آ پہنچے۔ اس وجہ سے صوبہ فتح نہیں ہو سکا لہذا یہ لشکر حماۃ پہنچا جو طغرکین کے کنٹرول میں تھا۔ اور وہیں اس کے ذخائر جمع تھے۔ اسلامی لشکر نے اس شہر کو فتح کر کے اسے تباہ کر دیا اور اس شہر کو حاکم حمص امیر قیرجان کے حوالے کر دیا۔ اس کے بدلے میں اس نے ایلاغازی کے بیٹے ایاز کو (جو اس کے پاس یرغمالی کے طور پر تھا) ان کے حوالے کر دیا۔

امداد کی درخواست: اس دوران ایلاغازی، طغرکین اور شمس الخواص، انطاکیہ کے انگریز حاکم روجیل کے پاس پہنچے تاکہ وہ شہر حماۃ کے دفاع کے لئے ان کی امداد کرے اس وقت ان کے پاس بیت المقدس کا حاکم بغدادین اور طرابلس کا حاکم قمص وغیرہ بھی آئے ہوئے تھے ان سب کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ وہ جنگ کو طول دیں تاکہ موسم سرما آنے پر یہ لشکر بھاگ جائے۔

فوجوں کی واپسی: انگریزوں کا لشکر قلعہ افامیہ میں موجود رہا اور وہاں سے منتشر نہیں ہوا آخر کار فوجیں واپس چلی گئیں طغرکین بھی اپنی فوج کے ساتھ دمشق واپس چلا گیا اور ایلاغازی قلعہ مار دین واپس آ گیا۔ اور صلیبی فوجیں بھی اپنے شہروں کو واپس چلی گئیں۔

مسلمانوں کو شکست: اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں نے کفرطاب فتح کر لیا۔ انہوں نے حلب جانے کا ارادہ بھی کیا تھا۔ مگر راستے میں نہیں انطاکیہ کا حاکم روجیل ملا جو پانچ سو سوار لے کر کفرطاب کی صلیبی افواج کی مدد کے لئے آیا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور سپہ سالار برسق اور اس کا بھائی شکست کھا کر اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔

ایاز کا قتل: ایلاغازی کا بیٹا ان کے پاس قید تھا۔ لہذا جن کی زیر نگرانی ایاز تھا انہوں نے جنگ کے موقع پر ۵۰۹ھ میں اسے قتل کر دیا اور صوبہ کا حاکم ۵۰۹ھ میں فوت ہو گیا اس کے بعد اس کی سلطنت کا انتظام مولانا خدام نے سنبھالا اور رضوان کے فرزند الپ ارسلان کو اس کا بادشاہ مقرر کیا پھر وہ

اس سے ناراض ہو گیا۔ اور اس کے بجائے اس کے بھائی سلطان شاہ کو بادشاہ مقرر کے خود اس نے حکومت کے اختیارات سنبھالے۔

**لولؤ الخادم کا قتل:** ۵۵۷ھ میں وہ قلعہ بھمر گیا تا کہ وہ مالک بن سالم بن بدران سے ملاقات کرے۔ اس وقت ترکی غلاموں نے اسے سازش کر کے قتل دیا۔ اس کا قتل خرت برت کے مقام پر ہوا۔ اور انہوں نے اس کے خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ مگر اہل حلب نے ان کا مقابلہ کر کے ان سے خزانے اور دوسری چیزیں جو انہوں نے چھینی تھیں وہ واپس لے لیں۔

لولؤ الخادم کی بجائے شمس الخواص اتا بک سربراہ ملک مقرر ہوا مگر ایک ماہ بعد وہ معزول ہو گیا۔ اس کے بجائے ابوالمعالی اندمشقی حکمران مقرر ہو، مگر وہ بھی معزول ہو گیا اور اس کی جاسید اوضبط کر لی گئی۔

**ایلغازی کی حکومت حلب:** جب حلب کی سلطنت متزلزل ہونے لگی اور اہل حلب کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں انگریز حلب کو فتح نہ کریں، اس لئے انہوں نے ایلغازی بن ارتق کو قلعہ ماروین سے بلوایا اور شہر کی حکومت اس کے حوالے کر دی یوں رضوان بن تنش کے خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اس کے بعد اس خاندان کے کسی شخص نے حکومت نہیں کی۔ جب ایلغازی حاکم بنا تو وہاں کا خزانہ خالی تھا اس نے سابق بادشاہ کے خادموں کا مال (جو بہت مال دار ہو گئے تھے) ضبط کیا اور ان کا مال دے کر صلیبیوں سے صلح کر لی۔ پھر وہ قلعہ ماروین کی حفاظت کے لئے وہاں گیا اور حلب میں اپنا جانشین اپنے بیٹے حسام الدین ترشاش کو بنایا۔

**فرنگیوں سے جنگ:** جب ایلغازی حلب کا حاکم بن گیا اور اس کے بعد وہاں سے چلا گیا تو صلیبیوں کو (حلب پر حملہ کرنے کے لئے) موقع نظر آیا۔ چنانچہ انہوں نے اس طرف پیش قدمی کی اور حلب کے ماتحت علاقوں یعنی مراغہ وغیرہ فتح کر لیا پھر حلب کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ایسے موقع پر حلب والوں کے لئے یہ ضروری ہو گیا کہ وہ ہر صورت میں اپنے شہر کا دفاع کریں۔ خواہ وہ جنگ کریں یا مال دے کر صلح کرنے کی کوشش کریں۔ ایسی حالت میں (جب کہ ان کے اندر بھرپور جنگ کرنے کی صلاحیت نہ تھی) انہوں نے صلیبیوں کو اپنی جاسید اور اراضی تقسیم کر دیں جو شہر سے باہر تھیں تاکہ وہ صلح کے ساتھ رہیں۔

**ایلغازی کی پیش قدمی کی:** پھر انہوں نے بغداد سے فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کی مگر وہاں سے کوئی امداد نہیں مل سکی۔ اس لئے ایلغازی نے مختلف مقامات سے فوجیں اور رضا کار اکٹھے کئے جن کی تعداد تقریباً بیس ہزار تھی وہ انہیں لے کر شام کی طرف ۵۱۳ھ میں روانہ ہوا۔ اس کے لشکر کے ساتھ اسامہ بن مبارک بن منقذ الکنتانی اور حاکم ارزن الروم، طغان ارسلان ابن رسیکن جناح بھی تھے۔

**صلیبیوں کو شکست:** صلیبی فوج نے اماری کے قلعہ کے قریب پڑاؤ ڈالا ان کے تین ہزار سوار تھے اور نو ہزار پیدل فوج تھی وہ تل عفرین کے مقام پر صف آراء ہوئے۔ جہاں مسلم بن قریش کو قتل کیا گیا تھا۔ وہ چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھرے ہوئے تھے۔ البتہ تین سرنگوں سے ان کی طرف راستہ جاتا تھا۔ جب ان صلیبیوں کی ایلغازی کے ساتھ جنگ ہوئی تو ایلغازی ان سرنگوں میں سے اندر گھس گیا تھا۔ صلیبی ان حملوں سے غافل تھے۔ تاہم انہوں نے بہادری سے مقابلہ کیا اور مسلمانوں کے لگاتار حملوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ مگر آخر میں شکست کھا کر بھاگ گئے مگر ہر طرف سے مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت کم صلیبی جان بچا سکے، ان کے ستر فوجی افسر گرفتار ہوئے۔ جن کا زرد یہ اہل حلب نے تین لاکھ دینار وصول کیا مگر انطاکیہ کا حاکم سر جان مارا گیا۔

**دوبارہ شکست:** جو صلیبی افواج معرکے سے بچ نکلی تھیں وہ صلیبیوں کی دوسری فوج کے ساتھ مل کر دوبارہ حملہ آور ہوئیں مگر ایلغازی نے انہیں شکست دیدی اور اثاب کا علاقہ فتح کر لیا اور ازونا کا قلعہ بھی فتح کر لیا۔

**سلطان سے مصالحت:** اس کے بعد وہ حلب واپس آ گیا اور شہر کے حالات درست کرنے کے بعد وہ دریائے فرات عبور کر کے ماروین آ گیا۔ اس نے حلب پر اپنے بیٹے سلیمان کو حکمران مقرر کیا۔ پھر وہیں بن صدقہ، ایلغازی کے پاس پناہ لینے کے لئے پہنچا تو ضیفہ امستر شد ہاتھ نے



مدید الدولہ کے ہاتھ ایلغازی کو پیغام بھیجا کہ وہ دبیس کو نکال دے۔ پھر ایلغازی اور سلطان محمود کے درمیان ایک معاہدہ صبح ہوا اور طاعت کے ثبوت میں ایلغازی نے اپنے بیٹے کو اس کے پاس یرغمالی کے طور پر بھیج دیا۔ صلح کا یہ معاہدہ کرنے کے بعد ایلغازی لوٹ آیا۔ اور اس کے بعد ۵۸۳ھ میں ۹۰ پھر انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا اور حلب کے اضلاع میں ان سے جنگ کی اور کامیابی حاصل کی۔

صلیبیوں کا محاصرہ پھر وہ اور حاکم دمشق طغرکین نے صلیبی فوجوں کا مشیرہ کے مقام پر محاصرہ کر لیا۔ پھر اس خیال سے کہ وہ سب کے سب فوج ہو جائیں گے انہیں قلعہ سے نکلنے کا راستہ دیدیا کہ وہ اس قلعہ سے نکل کر چلے جائیں۔

طریقہ جنگ ایلغازی کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جنگی مقامات پر طویل عرصے تک نہیں رہتا تھا۔ کیونکہ اس کی فوج میں ترکمانی سپاہیوں کی اکثریت تھی۔ وہ آٹے کی تھیلی اور خشک گوشت لے کر آتے تھے۔ اس لئے وہ زور اور خوراک کے ختم ہونے کے اندیشے سے جلد واپس جانے کی کوشش کرتا تھا۔

بیٹے کی بغاوت: ایلغازی نے اپنے بیٹے سلیمان کو حلب کا حاکم مقرر کیا تھا۔ مگر اس کے گہرے دوستوں نے اسے اپنے والد کے خلاف بھڑکا دیا۔ یہ خبر سن کر ایلغازی اس کے پاس پہنچا تو اس کے بیٹے نے معذرت پیش کی اس لئے اس نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی البتہ اس نے اس کے گہرے دوستوں کو گرفتار کر لیا جنہوں نے اس کے خلاف سازش کرانے میں حصہ لیا تھا۔ اس سازش کا سرغنہ ایک افسر تھا جسے اس کے والد نے کہیں سے اٹھا کر پا لیا تھا اور وہ اس کے گھر میں پل کر جوان ہوا تھا ایلغازی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی اور اس کی زبان کاٹ دی۔

سازش کا دوسرا سرغنہ حماۃ کا باشندہ تھا جسے لا کر ایلغازی نے اہل حلب کے سامنے پیش کیا پھر اس کی بھی زبان کاٹ دی اور آنکھ پھوڑ دی جس کے بعد وہ مر گیا۔

ایلغازی نے اپنے بیٹے کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر شفقت پوری غالب آئی (اور اسے چھوڑ دیا) سلیمان دمشق بھاگ گیا اور حاکم دمشق طغرکین نے اس کے حق میں سفارش کی مگر اس نے اس کی سفارش قبول نہیں کی۔

نیا حاکم حلب: پھر ایلغازی نے اپنے بھائی عبد الجبار کے بیٹے سلیمان کو حلب کا حاکم مقرر کیا اور اس کا لقب بدرالدولہ رکھ پھر وہ مدینہ واپس آ گیا یہ تمام واقعات ۵۸۵ھ میں رونما ہوئے۔

دبیس کی سفارش: پھر ایلغازی نے اپنے فرزند حسام الدین تمر تاش کو قاضی بہاء الدولہ ابوالحسن شہر زوری کے ساتھ (سھان کے پاس) بھیجا تاکہ وہ دبیس کے بارے میں سفارش کریں اور اس کے مطیع و فرمانبردار رہنے کی ضمانت دے سکیں۔ مگر اس میں کامیابی نہیں ہو سکی۔ جب تمر تاش اپنے والد کی طرف واپس آنے لگا تو سلطان نے اس کے والد کو میا فارقین کا شہر جاگیر میں عطاء کیا۔ یہ شہر پہلے سقمان قطبی حاکم خلاط کے زیر حکومت تھا۔ لہذا ایلغازی نے اس شہر پر قبضہ کر لیا اور یہاں کے ماتحت رہا یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین بن ایوب نے ۵۸۰ھ میں اسے فتح کر لیا۔

صلیبی حاکم کی گرفتاری: (اڈیا) رہا اور مردج کے علاقوں کا حاکم جو سلیم (فرنگی) تھا۔ مالک بن بہرام نے عانہ کا شہر فتح کر لیا تھا اس نے وہ ۵۸۵ھ میں رہا کی طرف روانہ ہوا۔ اور کئی دن تک اس شہر کا محاصرہ کرتا رہا، مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ (اس لئے وہاں سے واپس چلا گیا) مگر شہر کے صلیبی حاکم نے فرنگی فوجوں کو اکٹھا کر لیا تھا، اس لئے وہ مالک فوجوں کا تعاقب کرنے لگا۔ اس وقت مالک بن بہرام کی فوجیں منتشر ہو گئیں تھیں اور اس کے ساتھ صرف چار سو سپاہی باقی رہ گئے تھے۔ فرنگی فوجیں اس کا تعاقب کرتے ہوئے نرم اور دلدلی زمین تک پہنچ گئیں جہاں زمین کے اندر جذب ہو چکا تھا اس سے فرنگی فوجوں کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے اور وہاں سے نکل نہیں سکے، ایسی حالت میں مالک بن بہرام کی فوجوں نے انہیں جادوچا اور انہیں گرفتار کر لیا انہوں نے صلیبی حاکم جو سکین کو بھی گرفتار کر کے اونٹ کی کھال میں بند کر دیا۔ پھر اس سے مطالبہ کیا کہ وہ رہا کا شہر مسکنوں کے حوالے کر دے۔ مگر وہ اس پر رضا مند نہیں ہوا، اس نے اپنی رہائی کے لئے بہت سامان زرفدیہ کے طور پر دینا چاہا، مگر مسکنوں نے زرفدیہ قبول نہیں کیا اور اسے خربت برت کے مقام پر قید کر دیا۔

ایلغازی کی وفات۔ ماروین کا حاکم ایلغازی ماہ رمضان ۵۱۰ھ میں فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا حسام الدین تمرناش ماروین کا حاکم بن گیا۔ اس کے بھائی عبدالجبار کا بیٹا سلیمان حاکم تھا لہذا وہ حلب پر مستقل طور پر قابض ہو گیا۔

مالک بن بہرام کی فتوحات: مالک بن بہرام بن ارق نے شہر حران کی طرف فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کا چچا عبدالجبار کا بیٹا سلیمان صلیبیوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہو گیا ہے اور اس نے صلیبیوں کو اپنی قلعہ دیدیا ہے۔ اس لئے اس نے ارادہ کیا کہ وہ خود اس علاقہ پر قبضہ کر لے۔ چنانچہ ۵۱۶ھ میں بہار کے موسم میں اس نے حلب کی طرف پیش قدمی کی اور شہر والوں کو پناہ دے کر حلب فتح کر لیا۔

فتح مینج: پھر مالک بن بہرام نے ۵۱۸ھ میں شہر کی طرف کوچ کیا۔ اور محاصرہ کے بعد شہر کو فتح کر لیا۔ اور اس کے حاکم حسان تغلسی کو مقید کر دیا۔ البتہ قلعہ کے باشندے قلعہ بند ہو گئے اس لئے اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب صلیبیوں نے اس کے فتوحات کا حال سنا تو وہ اس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس نے قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لئے ایک فوجی دستہ مقرر کیا۔ اور خود صلیبیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے چلا گیا۔ جنگ میں اس نے صلیبیوں کو شکست دیدی اور ان کا قتل عام کیا۔ پھر مینج کے قلعہ کا محاصرہ کرنے کیلئے واپس چلا گیا۔ اس محاصرہ میں ایک دن اسے تیر لگا جو مہلک ثابت ہوا اس واقعہ سے اس کے لشکر میں ہلچل پیدا ہو گئی اور وہ منتشر ہو گئے حاکم شہر حسان بھی قید سے چھوٹ گیا۔

مالک کی شہادت: . . . ماروین کا حاکم تمرناش ابن ایلغازی اس کے ساتھ مینج کے محاصرہ میں شریک تھا۔ چنانچہ جب مالک بن بہرام شہید ہوا تو وہ اس کی ناش حلب لے گیا اور وہاں اسے دفن کیا پھر اس شہر پر قبضہ کر لیا بعد میں وہاں اپنا جانشین مقرر کر کے ماروین لوٹ گیا۔

حلب کا طویل محاصرہ: . . . ادھر صلیبیوں نے شہر صور کی طرف فوج کشی کی اور اسے فتح کر لیا۔ اس کے بعد انہوں نے مسلمانوں کے دوسرے شہروں کو فتح کرنے کا قصد کیا۔ اتنے میں وہیں بن صدقہ خلیفہ مسترشد باللہ کے واقعہ کے بعد بھاگ کر فرنگیوں کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے انہیں حلب کے فتح کرنے پر آمادہ کیا۔ لہذا فرنگی حکام اسے لے کر روانہ ہوئے اور انہوں نے حلب کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کو طول دینے کے لئے انہوں نے شہر کے باہر مکانات تعمیر کر لئے تھے۔ اس طرح محاصرہ طویل ہوتا گیا۔ اور خوراک کی قلت ہو گئی جس سے شہر والوں میں بے چینی پھیل گئی۔ اور ان کا حاکم ان حالات کا مقابلہ کرنے میں ناکام ثابت ہو رہا تھا۔ ایسے موقع پر انہیں موصل کے حاکم برستی سے بہتر کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ کیونکہ وہ (اسلامی ریاستوں میں) سب سے زیادہ طاقتور تھا۔ اور اس کے پاس فوج بھی سب سے زیادہ تھی۔ اس لئے اہل حلب نے اپنی مدافعت کے لئے اسے بدیا اور اسے حکومت کرنے کی دعوت دی۔

برستی کی حکومت: . . . برستی نے اس کے جواب میں یہ شرط رکھی کہ اس کے پہنچنے سے پہلے قلعہ پر قبضہ مل جائے۔ تاکہ وہاں وہ اپنا دربار مقرر کر سکے۔ اس کے بعد وہ فوج لے کر روانہ ہوا جب وہ صلیبیوں کی حدود کے قریب پہنچا تو وہ (اس کا مقابلہ کئے بغیر) اپنے شہروں کی طرف واپس ہو گئے۔ جب برستی حسب پہنچ تو اہل حلب نے اس کا گرجوئی کے ساتھ استقبال کیا۔ چنانچہ وہ شہر میں داخل ہو کر شہر اور اس کے متعلقہ اضلاع پر قبضہ ہو گیا۔ وہ اپنی وفات تک وہاں حکومت کرتا رہا اس کے بعد اس کا بیٹا عزیز الدین حلب کا حاکم مقرر ہوا۔ جب وہ بھی فوت ہو گیا تو سلطان محمود نے اتابک زنگی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا جیسا کہ ہم آگے چل کر حال بیان کریں گے۔

دیار بکر کے قلعوں کی تسخیر: حسام الدین تمرناش ماروین واپس آ گیا اور وہاں اس کی سلطنت قائم رہی۔ اس نے دیار بکر کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا تھا۔ یہاں تک ۵۳۲ھ میں اس نے دیار بکر کا قلعہ ساج بھی فتح کر لیا جو گذشتہ سلاطین بنو مروان کے قبضہ میں تھا اور یہ ان کا آخری قلعہ تھا۔

طویل عہد حکومت: . . . حسام الدین تمرناش نے اپنے بھائی سلیمان سے میافارقین کا علاقہ بھی چھین لیا تھا اور یہ بھی اس کی مملکت میں شامل ہو گیا تھا تمرناش نے ماروین پر اکتیس سال تک حکومت کی یہاں تک وہ ۵۴۷ھ میں فوت ہو گیا۔

تمر تاش کے جانشین: ... تمر تاش کی وفات کے بعد اس کا فرزند ابی بن تمر تاش ماردین کا حاکم مقرر ہوا۔ اور وہ اپنی وفات تک وہاں کا حاکم رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ایغازی بن ابی ماردین کا حاکم بنا۔ وہ بھی اپنی وفات تک وہاں کا حاکم رہا۔ مؤرخ ابن الاثیر نے ان دونوں کی تاریخ وفات تحریر نہیں کی ہے۔ مؤرخ حماۃ نے بھی یہ لکھا ہے کہ اسے بھی ان دونوں کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہے، جب ایغازی بن ابی بھی فوت ہو گیا تو نظم ملک البقش نے انتظام سلطنت سنبھالا۔ اس نے اس کا جانشین حکمران (برائے نام) اس کے فرزند حسام الدین بوطق، ارسلان بن ایغازی بن ابی کو مقرر کیا وہ بچہ تھا۔ اس لئے خود مختار حاکم نظام الملک البقش ہی رہا۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق حکومت کرتا رہا کیونکہ نو عمر حکم کے سرے، خفیہ رات اس کے ہاتھ میں تھے اور یہ حالت اس وقت تک باقی رہی جب تک کہ حسام الدین ۵۹۵ھ میں فوت ہوا، اس وقت تک بوطق حکومت کرتا تھا۔ مؤرخ ابن الاثیر نے اس شخص کا لقب حسام الدین ناصر الملک بیان کیا ہے۔

ماردین کا محاصرہ: اس زمانے میں سلطان العادل ابوبکر ابن ایوب نے ماردین کا قصد کیا۔ الجزیرہ کے تمام حکام اس سے خوف تھے۔ اور وہ اسے نہیں روک سکتے تھے پھر مصر کا حاکم عزیز بن صلاح الدین بھی فوت ہو گیا۔ اور اس کا بھائی الفضل حاکم ہوا۔ لہذا سلطان العادل نے اہل مصر و دمشق اور اہل سنجر کے ساتھ اپنے فرزند الکامل کو بھیجا انہوں نے ماردین کا محاصرہ کر لیا۔ اور محاصرہ بہت طویل مدت تک جاری رہا۔ یہی حالت میں البقش نے جو بوطق کا نگران تھا۔ اطاعت کرنے اور قلعہ کو مقررہ مدت کے اندر حوالے کرنے کا پیغام بھیجا بشرطیکہ وہ انہیں خوراک کا سامان فراہم کر دیں۔ سلطان العادل نے اپنے فرزند کو اس کے دروازہ پر مقرر کر دیا تاکہ قلعہ کے اندر ضرورت سے زائد خوراک نہ داخل ہونے پائے مگر اہل قلعہ نے اس کو مال دے کر رضامند کر لیا اور قلعہ کو خوراک سے بھر لیا۔

اس اثناء میں سلطان نور الدین حاکم موصل ان کی مدد کے لئے پہنچ گیا اور مدد کرتا رہا یہاں تک کہ سلطان العادل کا لشکر شکست کھا گیا۔ اہل قلعہ نے بھی نکل کر اس کے فرزند الکامل کے لشکر پر زبردست حملہ کیا چنانچہ دونوں لشکر شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اس کے بعد حاکم ماردین حسام الدین بوطق، سلطان نور الدین کے پاس گیا۔ اور اس سے ملاقات کر کے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر اپنے قلعہ کی طرف واپس آ گیا۔ نور الدین دہس کے پاس ٹھہرا ہوا تھا اور پھر وہ وہاں سے حوران جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا جیسا کہ ہم اس کی سلطنت میں انشاء اللہ بیان کریں گے۔

ارتق کی حکومت: جب بوطق ارسلان فوت ہو گیا تو لؤلؤ الخادم نے اس کے بعد اس کے چھوٹے بھائی ناصر الدین ارتق ارسلان بن قطب الدین ایغازی کو حاکم مقرر کیا۔ مؤرخ ابن الاثیر نے اس کا سن وفات بھی تحریر نہیں کیا ہے۔ وہ بھی البقش کی نگرانی میں ۶۱۰ھ تک کام کرتا رہا۔ آخر کار ارتق اس کی نگرانی سے تنگ آ گیا جب البقش ۶۱۰ھ میں بیمار ہوا تو ارتق اس کی عیادت کے لئے آیا اس وقت اس نے اس کے خادمہ لؤلؤ کو اس کے گھر کے کسی گوشے کے اندر مار ڈالا پھر البقش کو بھی اس کے بستر مرگ پر قتل کر دیا اس کے بعد وہ ماردین کا خود مختار بادشاہ بن گیا اور المنصور کا لقب اختیار کیا وہ ۶۳۶ھ میں فوت ہو گیا۔

ارتق کے جانشین: ... اس کے بعد اس کا بیٹا سعید نجم الدین غازی بن ارتق حاکم مقرر ہوا وہ ۶۵۸ھ یا ۶۵۳ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی مظفر قرار ارسلان بن ارتق کو حکومت ملی۔ اس نے ایک سال یا اس سے کم عرصے تک حکومت کی۔ پھر اس کے بعد اس کا بھائی منصور نجم الدین غازی بن قرار ارسلان ماردین کا حاکم بنا۔ وہ چون برس تک حکومت کرتا رہا اور ۶۷۷ھ میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا فرزند المنصور احمد حاکم ہوا اس نے تین سال تک حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا الصالح محمود صرف چار مہینے تک حکمران رہا یہاں تک کہ اس کا چچا مظفر فخر الدین داؤد المنصور نے اسے تخت سے اتار دیا اور خود حکومت کرنے لگا، اس کا ۶۷۷ھ میں انتقال ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مجد الدین عیسیٰ ماردین کا حاکم بنا اور بھی تک وہی ماردین کا بادشاہ ہے۔

ہلاکو خان کی اطاعت: جب ہلاکو خان بن تلو خان بن چنگیز خان شہر بغداد اور اس سے متعلقہ علاقوں کا حاکم بن تو مظفر قرار ارسلان (حاکم ماردین) نے اس کی اطاعت قبول کی۔ اور عملداری میں اس کا نام خطبہ (مساجد میں) پڑھوایا۔ اس کے جانشین بھی ہلاکو خان کی او۔ دکی اطاعت کرتے

رہے۔ جب بغداد میں تاتاری بادشاہوں کا آخری تاجدار ہلاک ہو گیا جس کا نام ابوسعید بن خسر بھر ہے تو سلاطین ماروین نے تاتاریوں کا نام خطبہ سے خارج کر دیا۔ اور ان کا بادشاہ احمد المنصور بالکل خود مختار ہو گیا وہ ابوالغازی بانی سلطنت کے بعد بارہواں سلطان ماروین ہے۔

قلعہ کیفا کے حکام: داؤد بن سقمان اپنے والد سقمان اور اپنے بھائی ابراہیم کے بعد قلعہ کیفا کا حاکم ہوا اس کی فات کی تاریخ کا ہمیں علم نہیں ہے۔

نورالدین محمد: اس کے بعد نورالدین محمد ولی عہد ہونے کی وجہ سے قلعہ کیفا کا حاکم مقرر ہوا۔ اس کے اور غازی صلاح الدین کے درمیان تعاون و اتحاد تھا۔ اس نے سلطان صلاح الدین کو موصل کی جنگ میں فوجی امداد پہنچائی۔ اس کی شرط یہ تھی کہ سلطان صلاح الدین آمد کی لڑائی میں اس کی مدد کرے۔ چنانچہ صلاح الدین نے اس جنگ میں اس کی مدد کی اور ۵۹۷ھ میں اس کے حاکم ابن سنان کا محاصرہ کیا پھر یہ شہر نورالدین محمد حاکم ماروین کے عہداری میں شامل ہو گیا جیسا کہ ہم سلطان صلاح الدین کے عہد کے واقعات میں اس کا ذکر کریں گے۔

قطب الدین سقمان: نورالدین محمد ۵۸۱ھ میں فوت ہوا اس کے دو بیٹے تھے چنانچہ اس کا بڑا فرزند قطب الدین سقمان بادشاہ ہوا اس کی سلطنت کا انتظام اس کے والد کے وزیر عوام ابن اسحاق الاسد کے سپرد ہوا اس سے پہلے نورالدین محمد کا بھائی عماد الدین حکومت کا دعویدار تھا مگر وہ اس وقت فوج لے کر موصل کے محاصرے میں سلطان صلاح الدین کی مدد کے لئے گیا ہوا تھا جب اسے اپنے بھائی کی وفات کی خبر ملی تو وہ یہ سمجھتے ہوئے اس کے بھائی نورالدین کی اولاد کم عمر ہیں شہر پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس لئے دہ خرت برت کے مقام پر حملہ آور ہوا اور اسے فتح کر کے اس کا حاکم بن بیٹھا اور اس کے بعد یہ حکومت اس کے بیٹوں کو وراثت میں ملی۔

صلاح الدین کی حمایت: جب سلطان صلاح الدین موصل کی جنگ سے فارغ ہوا تو قطب الدین سقمان (حاکم کیفا) اس سے مل سلطان صلاح الدین نے قلعہ کیفا میں اسے اس کی والد کی حکومت میں برقرار رکھا اور آمد کے شہر پر بھی اس کا تسلط برقرار رکھا جو اس نے اس کے والد کو فتح کر کے دیا تھا۔ مگر یہ شرط رکھی کہ وہ اس کے معاملات سے سلطان صلاح الدین ایوبی کو مطلع کیا کر۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرے اس نے اس کے فرزند قرار سلمان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام صلاح الدین تھا گودہاں کا حاکم مقرر کیا۔ اور اس نے وہاں کی سلطنت کے انتظامات سنبھال لئے، یوں قطب الدین سقمان قلعہ کیفا اور آمد اور اس کے مضافات پر حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ ۵۹۷ھ میں فوت ہوا اس کی موت قلعہ کیفا کے اوپر سے گرنے سے ہوئی۔

ولی عہد کا تقرر:..... اس کا بھائی محمود اس کے بعد حاکم بننے کا امیدوار تھا مگر اس کا بھائی قطب الدین سقمان اس سے بہت نفرت کرتا تھا اس لئے اس نے اس کو اپنی آخری عملداری قلعہ منصور کی طرف بھیج دیا تھا۔ اور اس کے بجائے اپنا ایک غلام جس کا نام ایاس تھا کا انتخاب کر کے اس کا نکاح اپنی بہن کے ساتھ کر دیا اور اسے اپنا ولی عہد بنالیا تھا۔

ناصرالدین محمود: لہذا جب قطب الدین سقمان فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا غلام ایاس اس کا جانشین ہوا۔ اس وقت کچھ ارکان سلطنت خفیہ طور پر محمود کے پاس چپے گئے۔ وہ فوج لے کر آمد پہنچا۔ اس سے پہلے آمد کی مداخلت کے لئے ایاس پہنچ چکا تھا مگر وہ مقابلہ نہیں کر سکا۔ محمود نے مدد فتح کر لیا۔ اور وہ تمام شہر پر مسلط ہو گیا۔ اس نے ایاس کو مقید کر لیا تا آنکہ اس نے شاہ روم کی سفارش سے اسے چھوڑ دیا اور وہ روم چل گیا اور وہاں کے امراء میں شامل ہو گیا۔

مسعود کی جانشینی: اب محمود کیفا، آمد اور اس کے مضافات کا خود مختار حاکم ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا لقب ناصرالدین رکھا، وہ ظالم اور بد سیرت تھا، نیز وہ فسفیانہ علوم جاننے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اس کی وفات ۶۱۹ھ میں ہوئی، اس کے بعد مسعود حاکم ہوا۔

مسعود کا محاصرہ: مسعود اور سلطان افضل بن عادل کے درمیان ناچاقی ہو گئی اور جنگ چھڑ گئی تو اس نے اس کے برخلاف اپنے بھائی اکمل سے فوجی امداد حاصل کی اور وہ مصر فوجیں لے کر روانہ ہوا۔ اس کا ساتھ کرک کا حاکم داؤد اور حماۃ کا حاکم المظفر بھی تھا۔ انہوں نے آمد کے مقام پر اس کا

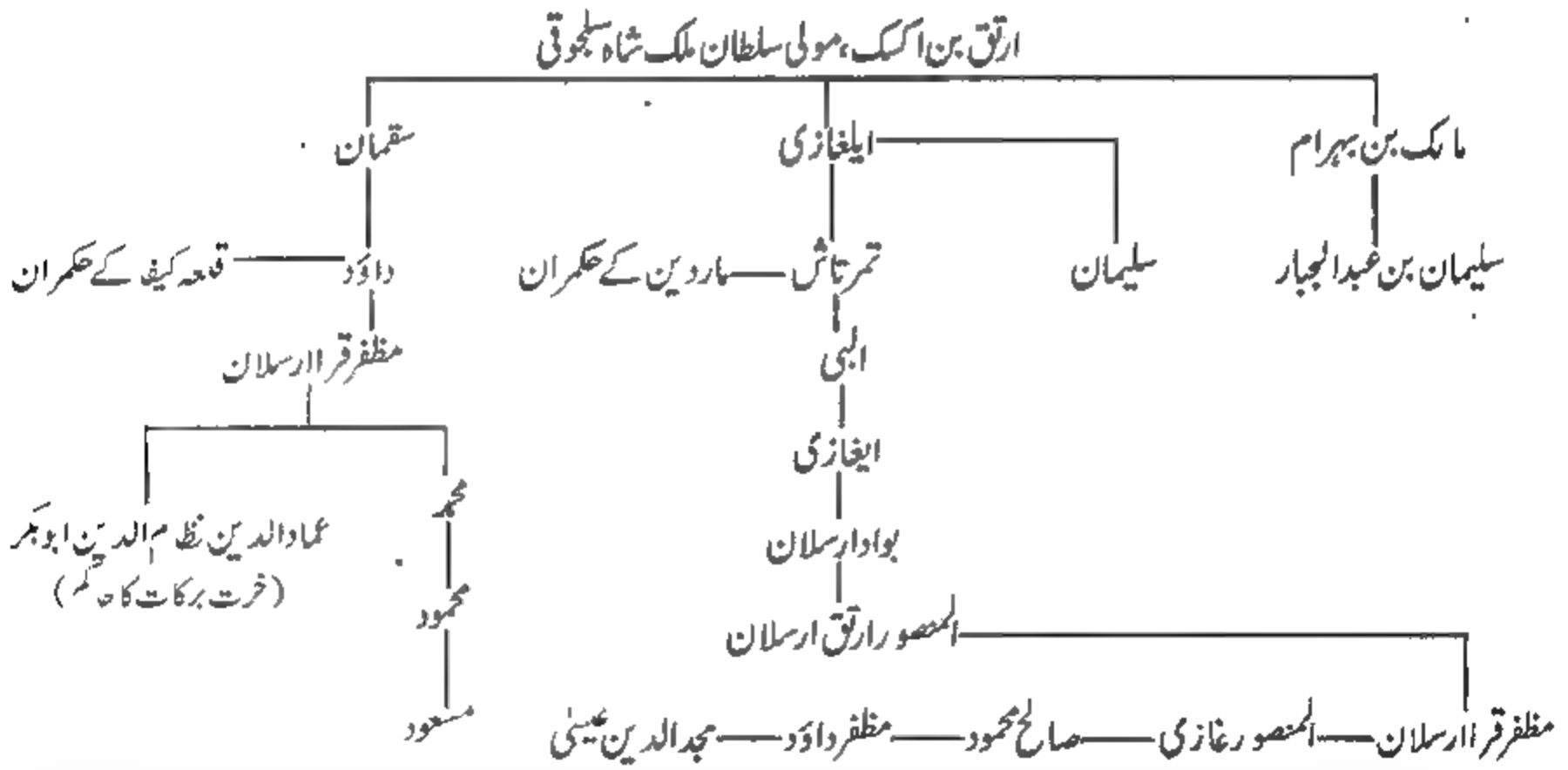
محاصرہ کر لیا۔ آخر کار وہ نکل کر اکامل کے پاس آیا تو اس نے اسے قید کر لیا وہ اکامل کی وفات تک اس کی قید میں رہا اس کے بعد وہ تاتاریوں سے یاس چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔

قلعہ خرت برت کے حکام: ... عماد الدین بن قرا ارسلان نے اپنے بھائی نور الدین کے فرزند قطب الدین عثمان سے خرت برت — علاقہ — چھین لیا تھا۔ یہ علاقہ اس کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ وہ ۶۰۱ھ میں فوت ہوا۔ اس نے وہاں بیس سال تک حکومت کی اس کے بعد اس کا بیٹا نجم الدین حاکم ہوا، اس کی اپنے چچا زاد بھائی ناصر الدین محمود حاکم کیفا سے دشمنی تھی اس لئے ناصر الدین محمود نے سلطان عادل بن ایوب کی امداد طلب کر لی تھی۔ اور اس کے فرزند اشرف کے ساتھ موصل کے محاصرہ میں شریک ہوا تھا۔ تاکہ وہ اس کے بعد فوج لے کر خرت برت کے مقام پر روانہ ہوا اور یہ قلعہ فتح کر کے اسے دیدے۔ یہ حالت دیکھ کر نظام الدین ابوبکر نے غیاث الدین قلیچ ارسلان حاکم روم سے فوجی امداد طلب کی۔

خرت برت کا محاصرہ: ماہ شعبان ۵۱۱ھ میں اشرف اور محمود فوجیں لے کر روانہ ہوئے اور انہوں نے خرت برت کا محاصرہ کر لیا اور اس سے بیرونی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ ان کے مقابلے کے لئے رومی علاقے کا حاکم غیاث الدین نے نظام الدین کی مدد کے لئے سمیہ کے حاکم افضل بن صلاح الدین کی زیر قیادت فوجیں روانہ کیں۔ جب یہ لشکر ملطیہ کے مقام پر پہنچا تو اشرف اور محمود خرت برت سے نکل کر نصف مہینہ کے صحرائی قلعوں کی طرف ہجیرہ مہینے کے قریب پہنچے اور ماہ ذوالحجہ ۵۱۱ھ میں انہیں فتح کر لیا۔

جب افضل، سلطان غیاث الدین کے لشکر کو لے کر قلعہ کی طرف پہنچا تو اشرف ہجیرہ سے لوٹ آیا۔ اس وقت نظام الدین بھی لشکر کو لے کر قلعہ کی طرف پہنچا مگر فتح کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا وہ قلعہ آمد کے پاس ہی رہا۔ پھر رومی علاقہ کے بادشاہ کی قبضہ نے خرت برت کا قلعہ اس خاندان سے چھین لیا اور اس طرح اس علاقے سے بنو عثمان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

### خاندان بنو ارتق کا شجرہ



الجزیرہ و شام کی زنگی سلطنت: ... زنگی خاندان کا بانی آق سقر سلطان ملک شاہ سلجوقی کا آزاد کردہ غلام تھا اس کا لقب قسیم الدولہ تھا سلطان ملک شاہ نے وزیر فخر الدولہ بن جہیر کو ۶۰۱ھ میں دیار بکر کو فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا تاکہ وہ اس علاقہ کو ابن مروان کے قبضہ سے چھڑکے۔ ابن مروان نے موصل کے حاکم شرف الدولہ مسلم بن عقیل سے فوجی امداد حاصل کی مگر شاہی لشکر نے اسے شکست دیدی اور وہ آمد میں محصور ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن حمیر کو شرف الدولہ کے خلاف فوج دیکر بھیجا وہ اسے رجب کے مقام پر ملا اور سلطان نے اسے تنہا پیش کئے تو سلطان اس سے خوش ہو گیا اور اسے اس کے شہر موصل کی طرف روانہ کر دیا اس کے بنو حمیر دیار بکر پر قابض ہو گئے جیسا کہ ہم نے بنو مروان کی سلطنت کے احوال میں بیان کیا تھا۔

**حلب کی حکومت** جب حلب میں صالح بن مرداس الکلابی کے بیٹوں کی حکومت ختم ہو گئی تو اہل حلب خود مختار ہو گئے۔ اس وقت اس کی حکومت کے تین دعوے دار تھے۔ (۱) شرف الدولہ مسلم بن قریش (۲) سلیمان بن قطلمش حاکم بلاد روم (۳) تیش ابن سلطان الپ ارسلان۔

قسیم الدولہ آقسنقر سے جنگ کرنے کے لئے حلب پر حملہ آور ہوا سلطان برکیاروق نے آقسنقر کی مدد کے لئے کر بوقا کو فوج دے کر بھیجا، اور وہ مقابلہ کے لئے نکلے۔ فریقین نے حلب سے چھ فرسخ کے فاصلے پر جنگ شروع کی۔ اس وقت آقسنقر کی کچھ فوجیں تیش کے لشکر میں چلی گئی جس سے آقسنقر کی صفوں میں خلل واقع ہوا اور اسے شکست ہو گئی شکست کے بعد آقسنقر کو قیدی بنا کر تیش کے پاس لا گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

کر بوقا اور بوزان حلب کے شہر کے اندر چلے گئے تیش نے ان کا تعاقب کیا اور محاصرہ کر کے شہر پر قبضہ کر لیا اور ان دونوں سپہ سالاروں کو قیدی بنا لیا جیسا کہ اس کی سلطنت کے حالات میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

**عماد الدین زنگی کے ابتدائی حالات:** قسیم الدولہ آقسنقر بہت بڑا سپاہ سالار اور انصاف پسند حاکم تھا۔ اس کے علاقے میں امن و امان رہا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا فرزند سلجوقی سلطنت کے زیر سایہ پرورش پاتا رہا، زنگی اس کا سب سے بڑا فرزند تھا وہ محبت و احترام سے پرورش پاتا رہا۔ سلطان برکیاروق اور اس کے بھائی محمد کے زمانے میں جب سلطان برکیاروق کی طرف کر بوقا موصل کا حاکم ہوا تو زنگی اس کے پاس تھا۔ کیونکہ وہ اس کے والد کا دوست تھا۔ کر بوقا اپنی حکومت کے زمانے میں آمد شہر کا محاصرہ کرنے گیا تھا، اس وقت آمد کا ایک ترکمانی امیر تھا اور اسے ستمان بن ارتق نے فوجی امداد دی تھی۔ اس زمانے میں زنگی بن آقسنقر بچہ تھا۔ تاہم وہ اس کے لشکر میں شامل تھا۔ اس کے والد کے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت بھی اس میں شامل تھی اور اس جنگ میں زنگی نے بھی حصہ لیا تھا۔

**کر بوقا کی فتح:** اس جنگ میں ستمان کو شکست ہوئی تھی اور کر بوقا غالب آیا تھا۔ اسی جنگ میں ابن یاقوتی ابن ارتق گرفتار ہو گیا تھا اور کر بوقا نے اسے مار دین کے قلعہ میں مقید کر دیا تھا۔ اور یہی واقعہ مار دین میں بنو ارتق کی حکومت کا ذریعہ بنا جیسا کہ ہم ان کی سلطنت کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

**حکام موصل کی تبدیلی:** پھر موصل کے حکام تبدیل ہوتے رہے۔ چنانچہ کر بوقا کے بعد چکر مش حاکم ہوا اور اس کے بعد جاوہی۔ کاوا اور اس کے بعد مودود ابن اتمکین نے حکومت کی اور اس کے بعد آقسنقر برقی موصل کا حاکم ہوا جیسا کہ سلجوقی سلطنت کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اسے سلطان محمد بن ملک شاہ نے ۵۵۸ھ میں حاکم مقرر کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ اپنے فرزند مسعود کو بھیجا تھا اور وہاں کے تمام امراء کو یہ تحریر کیا تھا کہ وہ اس کی قیادت میں فرنگیوں کے خلاف (جہاد کرنے کے لئے) اس کی اطاعت کریں۔ اور ان میں سے عماد الدین زنگی بھی تھا جو اس کا خاص ساتھی بن گیا۔ جب سلطان محمود اپنے والد محمد کے بعد ۵۱۱ھ تخت نشین ہوا تو اس کا بھائی مسعود موصل میں تھا۔ اور اس کا اتا بک جیوس بک بھی وہیں تھا چنانچہ برقی کو موصل سے ہوا کر بغداد کا کوٹوال بنا دیا گیا۔

**دہیس کی بغاوت:** حلب کے حاکم دہیس بن صدقہ نے خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کے خلاف بغاوت کی تو برقی نے لشکر اکٹھا کیا اور سلیمان بن قطلمش نے مسم بن قریش کو قتل کر دیا۔ پھر تیش نے سلیمان بن قطلمش کو قتل کر کے حلب پر قبضہ کر لیا۔ مگر اس کے قلعہ کو فتح نہیں کر سکا چنانچہ وہ اس کا محاصرہ کرتا رہا۔

**آقسنقر کا تقرر:** اہل حلب نے سلطان ملک کو پیغام بھجوایا اور اس سے درخواست کی کہ وہ حلب کی حکومت سنبھال لے چنانچہ سلطان خود ۵۹۷ھ



میں وہاں پہنچی۔ اس وقت تنش نے قلعہ کا محاصرہ ترک کر کے جنگل کا رخ کیا اور سلطان نے حلب کا اقتدار سنبھال لیا اور قسطنطنیہ کو قسطنطنیہ کا حکم مقرر کیا اس کے بعد وہ عراق واپس چلا گیا۔

آقسنقر نے حلب کو آباد کیا اور اس کے لئے مفید کام انجام دیئے۔ سلطان ملک شاہ نے اپنے بھائی تنش کو ہدایت کی کہ وہ قسطنطنیہ کے ساتھ جاکر فاطمی خدوہ کے مصر و شام کے علاقے فتح کرنے میں مدد کرے۔ چنانچہ آقسنقر نے اس کی ہمرای میں بہت سے علاقے فتح کئے۔ اس سے پہلے ۴۸۰ھ میں اس نے شیرز کے مقام پر بنو منقذ کے خلاف فوج کشی کی تھی اور اس کا محاصرہ کر کے اسے بہت تنگ کیا تھا اور آخر میں ان سے صلح کر کے واپس آ گیا تھا آقسنقر سلطان ملک کی وفات تک یعنی ۴۸۵ھ تک حلب کا حاکم رہا۔

**تنش کی سلطنت:** سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں اختلاف برپا ہوا اس کا بھائی تنش ۴۸۵ھ سے شام کا حکمران ہو گیا تھا جب اس کا بھائی ملک شاہ فوت ہو گیا تو تنش نے تمام سلجوقی سلطنت کا بادشاہ بننے کا ارادہ کیا۔ اور اس مقصد کے لئے اس نے فوجیں جمع کیں اور شام کے تمام امراء کو اپنا مطیع بنانے کے لئے اس نے دورہ کیا۔ وہ جب حلب گیا تو قسطنطنیہ کے آقسنقر نے اس کی اطاعت قبول کی ورنہ اس کا حکم باغیان اور رہا و حران کا حکم قیصران بھی اس کی اطاعت پر اس وقت آمادہ ہوئے جب تک کہ سلطان ملک شاہ کی اولاد کے حالات انہیں متنبہ نہ پہنچ جائیں۔

**تنش کی فتوحات:** یہ امراء سلطان تنش کے ساتھ رجب گئے اس نے اسے فتح کر کے وہاں اپنے نام کا خطبہ (مسجد میں) پڑھوایا پھر وہ نصیبین کو فتح کر کے موصل پہنچی۔ اور اس کے حاکم ابراہیم بن قریش بن بدران کو شکست دی۔ اس کے شکست دینے کا سہرا آقسنقر کے سر پر تھا اس نے ابراہیم بن قریش کو قتل کر کے اس سے موصل کا علاقہ چھین لیا اور سلطان نے اس کے پھوپھی زبیر بھائی علی بن مسلم بن قریش کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

وہاں سے وہ دیار بکر گیا اور اسے فتح بھی کر لیا پھر وہ آذربائیجان گیا ادھر سلطان ملک شاہ کا فرزند برکیاروق رہے، ہمدان اور آس پاس کے شہروں پر قابض ہو گیا تھا اس لئے وہ ان کی حفاظت کے لئے آیا۔

آقسنقر اور حاکم رہا، بوران، برکیاروق کے طرف دار ہو گئے جو ان کے آقا کے فرزند تھا اور وہ اس کی فوج میں شامل ہو گئے انہوں نے سہن تنش کو چھوڑ دیا تھا۔

**آقسنقر کا قتل:** ان کی اس حرکت پر تنش بہت ناراض ہوا چنانچہ جب وہ واپس شام آیا تو وہ فوجیں جمع کر کے ۴۸۸ھ میں قسطنطنیہ کے ساتھ حب کا قصد کیا۔ دبیس نے سلطان مسعود اور اس کے اتابک جیوس بک کے ساتھ خط و کتابت کی اور ان دونوں کو بغداد جانے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے مسعود کے ساتھ اس کا وزیر فخر الملک، طرابلس کا حاکم ابو علی بن عمار، زنگی بن قسیم الدولہ آقسنقر اور الجزیرہ کے امراء کی ایک جماعت روانہ ہوئی جب وہ بغداد پہنچے تو برستی نے اس کے ساتھ مصالحت کی اور ان کے ہمراہ آیا۔

**بغداد کے قریب جنگ:** سلطان مسعود بغداد پہنچ گیا منکمرس بھی بغداد آیا تو اس کے پاس دبیس بن صدقہ آیا اور ان دونوں کے درمیان بغداد کے قریب جنگ ہوئی۔ جیسا کہ اس کی سلطنت کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ منکمرس بغداد میں مقیم ہوا اس نے سہن محمود کی پنے بھائی مسعود کے ساتھ خانہ جنگی میں (مصالحت کے لئے) عمدہ خدمات انجام دیں اور سلطان اپنے بھائی مسعود پر غالب آ گیا اور اسے پنے پاس رکھا اور اس کے اتابک جیوس بک کو موصل سے بلوایا۔

**زنگی حکومت کا آغاز:** ۵۱۵ھ میں وہاں برستی کو بھیجا گیا تو زنگی کو اس کے ساتھ خصوصیت حاصل ہو گئی۔ سلطان سلجوقی نے برستی کو موصل کی حکومت کے علاوہ بغداد کا کوتوال بنایا اور ۵۱۲ھ میں موصل کے ساتھ واصل کی حکومت بھی اس کے سپرد کر دی اس نے وہاں کا حاکم زنگی کو بنایا۔ اس طرح زنگی نے دونوں علاقوں پر اپنا چھا اثر قائم کر لیا۔

**زنگی کی بہادری:** جب دبیس بن صدقہ اور خلیفہ مسترشد باللہ کے درمیان جنگ چھڑی تو خلیفہ مسترشد باللہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے

بغداد سے روانہ ہوا۔ موصل سے برستی اور عماد الدین زنگی بھی آئے وہیں کو شکست ہوئی اور عماد الدین نے اس موقع پر بہادری کے کارنامے دکھائے پھر وہیں بصرہ گیا اور بنو عقیل کی باقی ماندہ فوج کو اکٹھا کیا انہوں نے بصرہ جا کر اس شہر کو لوٹ لیا اور حاکم شہر کو قتل کر دیا۔

بصری کی حکومت اس نے بصری پر عماد الدین زنگی کو مقرر کیا تو اس نے اس کی عملداری سے مدافعت کی اور مضافات کے عربوں کو غلوب کیا اور باغی عرب وہاں سے بھاگ گئے۔ ۵۱۸ھ میں برستی کو بغداد کے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور وہ موصل واپس آ گیا وہاں پہنچ کر اس نے عماد الدین زنگی کو بویا تو وہ اس بات سے پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ موصل کے لئے ہر دن نیا ہوتا ہے اور وہ ہمیں مدد کے لئے بلورہا ہے۔ اس کے بعد وہ سلطان کے پاس گیا تاکہ وہ اسے اپنے ملازمین میں شامل کر لے، زنگی سلطان کے پاس اصفہان کے مقام پر پہنچا تو اس نے اپنی طرف سے اپنے بصری کا حاکم مقرر کیا اور وہاں اسے جاگیر دی۔

برستی کا قتل: برستی نے ۵۱۸ھ میں شہر حلب کو فتح کر لیا۔ پھر وہ ۵۱۹ھ میں مارا گیا۔ اس کا فرزند عز الدین مسعود حلب میں تھا اس نے وہ یہ خبر سن کر جلد موصل پہنچا اور وہاں کا حاکم بن گیا۔

عقیف کو شکست: اور خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود سلجوقی کے درمیان مخالفت ہو گئی تو خلیفہ نے خادم عقیف کو واسط بھیجی تاکہ وہاں سے سلطان محمود کے نائب کو پیش قدمی سے روک دے۔ یہ سن کر عماد الدین زنگی بصری سے اس کے مقابلہ کے لئے گیا اور اس کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد اسے شکست دی، عقیف خلیفہ مسترشد کے پاس چلا گیا۔

عماد الدین زنگی نے واسط میں قیام کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ کشتیوں میں فوج سوار کر کر دریائی راستے سے اور خشکی کے راستے سے بھی (بغداد) فوجوں کو لے کر پہنچے۔ چنانچہ عماد الدین زنگی نے بصری سے کشتیاں اکٹھی کیں اور انہیں مسلح افواج سے بھر دیا پھر وہ خشکی کے راستے سے سلطان کے پاس آیا تمام فوجیں مسلح تھیں یہ بہت خوفناک منظر تھا اسے دیکھ کر خلیفہ مسترشد گھبرا گیا اور صلح کا پیغام دینے لگا۔

عراق کا کو تو ال مقرر: چونکہ عماد الدین زنگی نے بصرہ اور واسط کے حاکم کی حیثیت سے نہایت عمدہ انتظامی صلاحیت اور تدبیر کا ثبوت دیا تھا اور بغداد میں اس نے اچھا فوجی مظاہرہ کیا تھا اس لئے سلطان محمود نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد ۵۲۱ھ میں عماد الدین زنگی کو بغداد اور عراق کا کو تو ال بنا دیا۔ سلطان کا خیال تھا کہ عماد الدین زنگی خلیفہ کے امور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے سکے گا۔ لہذا اس کے بعد سہان اپنے پایہ تخت اصفہان روانہ ہو گیا۔

موصل کی نئی حکومت: جب فرقہ باطنیہ کے لوگوں نے برستی کو قتل کر دیا تو اس وقت اس کا فرزند عز الدین مسعود حلب میں اس کی نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا لہذا وہ جلد موصل پہنچا۔ اور وہاں کا انتظام حکومت سنبھال لیا۔ پھر اس نے سلطان محمود سے تقرری کی منظوری حاصل کی تو اس نے اسے اس کی والدہ کی جگہ پر مقرر کیا وہ بہت بہادر انسان تھا اس لئے اس نے شام کو بھی فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اس مقصد کے لئے وہ حسبہ پہنچا اور وہاں کا محاصرہ کر لیا پھر اہل قلعہ نے اس سے پناہ طلب کی مگر اس اثناء میں وہ بیمار ہو گیا اور اس کی یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی۔ اور وہ مر گیا۔

موصل میں بد نظمی: مرنے کی خبر سننے ہی فوج میں ابتری اور انتشار پیدا ہو گیا اور وہ ایک دوسرے کو لوٹنے لگے یہاں تک کہ وہ اس کی لاش کو دفن کرنے کی طرف بھی متوجہ نہیں ہو سکے۔ آخر کار جاوہلی نے جو اس کے والد کا آزاد کردہ غلام تھا اور فوج کا افسر تھا اس کے بجائے اس کے چھوٹے بھائی کو حاکم مقرر کیا پھر اس نے تقرری کے بارے میں سلطان کو لکھا۔ اور اس مقصد کے لئے حاجب صلاح الدین محمود باغیسانی اور قاضی ابوالحسن ابن قاسم شہر زوری کو بھیجا۔

زنگی کی حمایت صلاح الدین حاجب نے اپنے سہمی بھری سے اس بارے میں مشورہ کیا بھری عماد الدین زنگی کا طرفدار تھا اس لئے اس نے صلاح الدین حاجب کو جاوہلی کے انجام سے ڈرایا اور قاضی کو اور اسے مشورہ دیا کہ وہ دونوں عماد الدین زنگی کو بھیجنے کا مشورہ دیں اور (ان خدمات کے

صلہ میں) اس نے جاگیریں اور حکومت کا عہدہ دلوانے کا وعدہ کیا۔

وزیر سے گفتگو : (اس مشورہ کے بعد) قاضی اور حاجب دونوں وزیر شرف الدین نوشیرواں بن خالد کے پاس پہنچے۔ اور وزیر مصوف سے الجزیرہ اور شام کے حالت زار سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ فرنگی صلیب پرست ان علاقوں کے اکثر حصوں پر یعنی ہاردین سے، عریش تک قبضہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے موصل کو ایسے حاکم کی ضرورت ہے جو ان فرنگیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے قابل نہیں ہے اور نہ وہ اپنے عدوت کی حفاظت کر سکتا ہے اس کے بعد اس وفد نے وزیر مذکور سے خطاب کرتے ہوئے آخر میں یہ کہا کہ ہم نے آپ کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا ہے اس لئے ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔

زنگی کا انتخاب : اس کے وزیر نے ان دونوں کی گفتگو سلطان تک پہنچائی سلطان نے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا اور موصل کے ان دونوں معزز افراد کو ہوا یا۔ اور ان سے مشورہ لیا کہ موصل کا حاکم بننے کے لائق کون ہو سکتا ہے۔ ان دونوں نے کچھ نام لئے، جن میں عماد الدین زنگی بھی شامل تھا۔ اس کے ساتھ انہوں نے زنگی کی طرف داری سے مال و دولت کا نذرانہ بھی سلطان کے خزانے کے لئے پیش کیا۔

حاکم موصل کی حیثیت سے سلطان نے ان کے مشورہ کو قبول کیا کیونکہ وہ زنگی کے انتظامی صلاحیت سے واقف تھا چنانچہ اس نے موصل کے تمام صوبوں پر زنگی کو حاکم مقرر کیا اور اس بارے میں اس نے تحریری بیان بھی لکھا اور زبانی بھی اسے حاکم بننے کا حکم سنایا۔ لہذا سلطان عماد الدین زنگی اپنے عداوت کی طرف روانہ ہوا راستے میں اس نے فوارع کے مقام کو فتح کیا اس کے بعد وہ موصل پہنچا۔ جاوہی اور اس کے لشکر نے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا۔

زنگی کے ماتحت حکام : اس کے بعد زنگی فوج لے کر جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں برستی کے آزاد کردہ غلام برسر اقتدار تھے انہوں نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا، زنگی نے انکا محاصرہ کر لیا۔ اس کی فوجوں اور اس کے شہر کے درمیان دریائے دجلہ حائل تھا۔ اس نے اس نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے اس سے آگے کے وسیع میدان میں ان سے جنگ کی جب شہر والوں کو شکست ہوئی تو وہ فصیل میں قلعہ بند ہو گئے پھر انہوں نے پناہ گئی تو زنگی نے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔

فتح نصیبین : اس کے بعد زنگی نصیبین کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ شہر حسام الدین تمر تاش بن ایلغازی حاکم، اردین کے زیر اقتدار تھا۔ اس نے قلعہ کیف کے حاکم اور اپنے چچا زاد بھائی رکن الدولہ داؤد بن سقمان سے فوجی کمک طلب کی چنانچہ اس نے کمک بھیجنے کا وعدہ کیا (اور اس کے وعدہ کے مطابق) حسام الدین نے اہل نصیبین کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ بیس دن تک ثابت قدمی سے ڈٹے رہیں چونکہ یہ پیغام شہر والوں تک نہیں پہنچ سکتا تھا اس لئے یہ پیغام زنگی کی فوجوں کے ہاتھ لگ گیا چنانچہ انہوں نے شہر فتح کر لیا۔

فتح سنجاور و خابور : وہاں سے زنگی سنجاور گیا وہاں کے لوگوں نے پہلے مقابلہ کیا پھر انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور اسے بھی فتح کر لیا، وہاں سے زنگی نے ایک لشکر خابور کی طرف روانہ کیا وہ بھی فتح ہو گیا اور اس کے تمام علاقے پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

فتح حران : پھر زنگی حران پہنچا، اس کے قریب رہا، سروج، اور الیرہ کے علاقے صلیبیوں کے قبضے میں تھے۔ اور ان کی وجہ سے حران کے باشندے پریشان تھے۔ اس لئے انہوں نے بہت جلد اسکی اطاعت قبول کر لی۔ پھر زنگی نے صلیبی حاکم جو سلین کو صلح کا پیغام بھیجا، تا کہ وہ اس کی طرف سے حمد کے اندیشہ سے مطمئن ہو جائے لہذا ان دونوں کے درمیان صلح ہو گئی۔

حلب کے حکام : ۵۱۵ھ میں برستی نے شہر حلب اور اس کے علاقے کو فتح کر لیا تھا اور وہاں اپنا جانشین اپنے بیٹے مسعود کو بنایا تھا جب فرقہ باطنیہ نے برستی کو موصل میں قتل کر دیا۔ تو اس کا فرزند بہت جلد موصل پہنچا اور حلب پر اپنا جانشین امیر قربان کو مطلق کیا۔ اس کے بعد اسے معزول کر دیا اور اس کے بجائے امیر قطلغا بہ کو حلب کا حاکم مقرر کیا۔ مگر قربان یہ کہہ کر حکومت اس کے حوالے نہیں کی؛ میرے اور امیر مسعود کے درمیان (اصلی فرمان کو ثابت کرنے کے لئے) ایک نشانی ہوتی ہے جو اس فرمان میں موجود نہیں۔

قطغابہ مسعود کے پاس گیا۔ اس نے بتایا کہ وہ اس وقت الرحبہ کا قصد کر رہا ہے۔ اس لئے وہ جلدی سے حلب کی طرف لوٹ گیا۔ شہر واس مضال بن ربیع کی قیادت میں اس کے طرفدار ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے اسے شہر میں داخل کر کے اسے اپنا حاکم بنالیا۔ اور قربان کو قلعہ سے نکال کر ایک ہزار دینار دے کر محفوظ مقام تک پہنچا دیا۔

**اہل حلب کی بغاوت:** قطغابہ نے ۵۲۱ھ کے درمیانی عرصے میں قلعہ اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ مگر حکومت حاصل کرنے کے بعد اس کی عادتیں خراب ہو گئیں۔ اور اس نے بے حد ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا۔ برے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے۔ اس لئے رعایا اس سے نفرت کرنے لگیں اور اسی سال عید الفطر کے دن عوام نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کے بجائے انہوں نے اپنے سابق حکمران بدرالدولہ سلیمان بن عبد الجبار بن ارتق کو اپنا حاکم بنالیا اور انہوں نے قطغابہ کو جو قلعہ میں تھا محاصرہ کر لیا۔

**صلیبیوں کی فوج کشی:** بیج کا حاکم حسان اور مراغہ کا حاکم حسن دونوں حاکموں کے درمیان صلح کرانے کے لئے پہنچے مگر صلح نہیں ہو سکی پھر رہا (اڈیسا) کا فرنگی حاکم جو سلین لشکر لے کر حلب پہنچا تو اہل حلب نے مال و دولت دے کر اس کے ساتھ صلح کر لی اور وہ واپس لوٹ گیا۔ پھر اٹلا کیہ کے حاکم نے فوج کشی کی اور شہر کا محاصرہ کر لیا اور اسی سال کے ماہ ذوالقعدہ کے نصف تک صلیبی قلعہ کا بھی محاصرہ کرتے رہے۔

**زنگی کی اطاعت:** جب عماد الدین زنگی حران کے حاکم کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے ساتھیوں میں سے دو امیروں کو سلطان کا یہ فرمان دے کر حلب بھیج دیا کہ موصل، الجزیرہ اور شام زنگی کے حوالے کر دیا جائے۔ جب اہل حلب نے یہ فرمان سنا تو انہوں نے جلد اطاعت قبول کر لی۔ اور ان دونوں امیروں میں سے ایک امیر حلب میں مقیم ہو گیا۔ اور حلب کے دونوں حکام بدرالدولہ سلیمان بن عبد الجبار اور قطغابہ، عماد الدین زنگی کے پاس پہنچے اور عماد الدین زنگی نے ان دونوں کے درمیان صلح کرادی۔ اور وہ دونوں زنگی کے پاس مقیم ہو گئے۔ پھر زنگی نے صلاح الدین محمد باغیسانی کی قیادت میں لشکر بھیج کر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس نے انتظامات درست کئے اور وہاں حکومت کرنے لگا۔ اس کے بعد زنگی خود ماہ محرم ۵۲۲ھ میں حلب کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں زنگی نے حسان سے بیج کا قلعہ چھینا اور حسن کے قبضہ سے مراغہ کو حاصل کیا۔

**زنگی کی آمد حلب:** اہل حلب نے زنگی کا استقبال کیا اس نے حلب کے مختلف علاقے اپنے امراء اور فوج میں تقسیم کئے۔ اس کے بعد قطغابہ کو گرفتار کر کے اسے ابن بدیع کے حوالے کیا اس نے اس کی آنکھ پھوڑ دی جس کے بعد وہ مر گیا۔

**نئے حاکم کا تقرر:** پھر ابن بدیع بھی باغی ہو گیا۔ اور قلعہ بھر کے حاکم سے امداد حاصل کرنے کے لئے وہاں چلا گیا۔ عماد الدین زنگی نے اس کے بجائے حب کا سربراہ اور حاکم علی بن عبدالرزاق کو مقرر کیا اور خود موصل لوٹ آیا۔

**فتح حماة:** پھر عماد الدین زنگی فرنگیوں سے جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا اور دریائے فرات کو عبور کر کے شام پہنچا۔ اس نے دمشق کے حاکم تاج الملوک بوری بن طغرکین سے فوجی کمک طلب کی۔ اس نے جانشین کے بارے میں پورا اطمینان کرنے کے بعد اپنی فوجوں کو اپنے بیٹے سوخ کی طرف بھیجا۔ اور اسے یہ حکم دیا کہ وہ فوج لے کر زنگی کی مدد کے لئے پہنچے جب یہ شامی فوجیں زنگی کے پاس پہنچیں تو اس نے ان کی تعظیم و تکریم کی۔ چند دنوں کے بعد اس نے ان کے ساتھ بے وفائی کی اور سوخ اور اس کے سپہ سالاروں کو جو اس کے ساتھ آئے تھے گرفتار کر کے انہیں حلب میں نظر بند کر دیا اور ان کے خیموں کو لوٹ لیا پھر مجددہ شہر حماة پہنچا، جو محافظوں سے خالی تھا۔ اس لئے اس نے اسے آسانی کے ساتھ فتح کر لیا۔

وہاں سے وہ حمص کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا حاکم قیرجان قراجا بن کے ساتھ اس کے لشکر میں موجود تھا یہ وہی شخص تھا جس نے سوخ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ لہذا زنگی نے اسے اس خیال کے تحت گرفتار کر لیا کہ اہل حمص اپنا علاقہ اس کے سپرد کر دیں گے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ پھر زنگی نے قیرجان کو اس کے پاس بھیجا تو وہ بھی اس کے ساتھ مل گیا۔ (اور واپس نہیں آیا) اس لئے عماد الدین زنگی نے کچھ عرصے میں حمص کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس لئے زنگی سوخ بن بوری کو لے کر موصل واپس آ گیا۔

**صلیبیوں کے خلاف جہاد:** جب عماد الدین زنگی موصل آیا تو اس کی فوجوں نے چند دن آرام کیا۔ پھر زنگی نے جہاد کے لئے تیاری کی اور

۵۲۴ھ میں شام و حبش کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے سب سے پہلے اثارب کے قلعہ کو (جو شام میں ہے) فتح کرنے کا قصد کیا۔ یہ قلعہ حبش سے تین فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ یہاں صلیب پرست رہتے تھے۔ جو اہل حلب کو بہت پریشان کرتے تھے۔ اس لئے زنگی نے فوج کشی کر کے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ انھیں یہاں سے فرنگیوں کی فوجیں اس کی حفاظت کرنے کے لئے آئیں اور جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔ مسلمان اپنی جان پر نہیں رہے۔ جنگ کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلیبیوں کو شکست فاش ہوئی۔ اور ان کے بہت سے سپہ سالار قیدی بنائے گئے۔ اور بہت سے صلیبیوں کو مار ڈالا گیا۔ ان کی لاشوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ ان کی ہڈیاں ساٹھ سال تک وہیں پڑی رہیں۔

**صلیبی قلعوں کی فتح:** (صلیبیوں کو تباہ کن شکست دینے کے بعد) زنگی قلعہ اثارب کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اسے فتح کر کے اسے تباہ و ویران کر دیا۔ وہاں جو صلیبی شخص تھے انہیں یا تو قتل کر دیا گیا یا قیدی بنالیا گیا۔ پھر وہ اٹھا کیہ کے قریب قلعہ حارم کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ بھی فرنگیوں کا قلعہ تھا اس لئے زنگی نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار صلیبی نے نصف خراج اداء کرنے کی شرط پر زنگی سے صلح کر لی۔ اس لئے وہ واپس چلا گیا۔ ان حصوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلیبیوں کے دلوں میں زنگی اور مسلمانوں کا رعب قائم ہو گیا اور ان کی ہوس ملک گیری کا خاتمہ ہو گیا۔

**بنو ارتق کو شکست:** جب زنگی اثارب اور حارم کے قلعوں کو فتح اور صلیبیوں کے ساتھ جہاد کرنے سے فارغ ہوا تو وہ الجزیرہ کی طرف لوٹ آیا۔ اور اس نے شہر سرخس کا محاصرہ کر لیا۔ جو ماردین کے حاکم کے ماتحت تھا۔ یہ شہر ماردین اور نصیبین کے درمیان تھا اور یہ دونوں ماردین کے حاکم ایغازی بن حسام الدین تمرناش بن یلغازی کے ماتحت تھے۔ کیفا کا حاکم رکن الدولہ داؤد بن سقمان تمرناش بن ارتق حسام الدین حاکم ماردین اور رکن الدولہ حاکم آمد مقبہ کے سنے اکٹھے ہوئے انہوں نے ترکمانوں کی تقریباً بیس ہزار فوج اکٹھی کر لی تھی۔ اور یہ سب زنگی کی فوج کے مقابلے کے لئے روانہ ہوئے۔ زنگی نے ان سب کو شکست دی اور سرخس کے شہر کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد رکن الدولہ جزیرہ ابن عمر کو لوٹنے کے لئے روانہ ہوا۔ مگر زنگی نے تقبہ کے سے اپنے شہر کی طرف بھاگ دیا۔ پھر زنگی قلعہ ہمدان کو فتح کرنے کے لئے موصل روانہ ہو گیا کیونکہ راستوں کی تنگی اور دشواریوں کی وجہ سے مزید پیش قدمی ممکن نہ تھی۔

**دہیس کی گرفتاری:** پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ دبیس بن صدقہ نے جب بصرہ چھوڑا تھا تو وہ ۵۲۵ھ میں شام کا قلعہ سرخس کی طرف روانہ ہو گیا تھا وہاں اسے ایک لونڈی نے بلوایا تھا جسے حسن نے اس لئے چھوڑ رکھا تھا کہ وہ اس سے نکاح کرے جب دبیس اس مقصد کے لئے غوطہ دمشق میں قبیلہ کلب کی ایک بستی میں سے گذرا تو قبیلہ کلب کے افراد نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور اسے دمشق کے حاکم تاج الملوک کے پاس لے گئے۔ یہ خبر اتا بک زنگی تک بھی پہنچی، وہ اس کا دشمن تھا۔ اس لئے اس نے تاج الملوک بوری حاکم دمشق کو اس بارے میں لکھا۔ اور اس کے بیٹے سوغ اور ان امراء کے ساتھ اس کا تبادلہ کرنے کی پیشکش کی جو اس کے ساتھ تھے۔ چنانچہ (قیدیوں کی اس تبادلہ کی تجویز کے مطابق) اس نے ان کو رہا کر دیا۔ اور ان کے بدلے میں بوری نے دبیس کو زنگی کے پاس بھیج دیا۔ دبیس کو اپنی ہلاکت کا یقین تھا مگر جب وہ وہاں پہنچا زنگی نے اس کی تعظیم کی اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کی شکایات دور کیں۔

**قاصدوں کی گرفتاری:** ادھر خلیفہ مسترشد نے بھی بوری ابن طغرکین حاکم دمشق کو دبیس کے بارے میں لکھا۔ مگر جب اپنی اس کے پاس پہنچے تو وہ دبیس کو زنگی کے سپرد کر چکا تھا۔ قاصدوں نے اس فعل پر زنگی کی برائی کی تو زنگی نے راستے ہی میں ان کو گرفتار کر دیا۔ وہ دونوں قاصد یہ تھے۔ (۱) سدید الدولہ بن النباری، (۲) ابوبکر ابن البشر الجزیری۔ زنگی نے ان دونوں کو قید کر لیا اور اس وقت چھوڑا جب خلیفہ مسترشد نے ان کے بارے میں سفارش کی۔ دبیس زنگی کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ عراق آیا۔

**محاصرہ بغداد:** جب سلطان محمود ۵۲۵ھ میں فوت ہو گیا تو (بادشاہ بننے میں) اس کے بیٹے داؤد اور اس کا بھائی مسعود کے درمیان بھگڑا ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں داؤد نے مسعود کے علاقے کی طرف پیش قدمی کی اور ماہ محرم ۵۲۶ھ میں تبریز کا محاصرہ کر لیا۔ پھر دونوں کے درمیان صلح ہو گئی اور مسعود تبریز سے نکل کر ہمدان چلا گیا اس نے خلیفہ مسترشد کو پیغام بھیجا کہ خطبہ میں اس کا نام شامل کیا جائے مگر خلیفہ نے انکار کر دیا۔ سلطان مسعود نے

اتابک عماد الدین زنگی سے بھی فوجی کمک طلب کی۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے بغداد کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

فریقین میں جنگ۔ مسعود سے پہلے اس کا بھائی سلجوق شاہ، حاکم فارس و خوزستان، اتابک قراچاشامی کے ساتھ بہت بڑا لشکر لے کر بغداد پہنچ چکا تھا۔ اور خلیفہ مسترشد نے اسے دار الخلافہ میں ٹھہرایا تھا۔ مسعود کا لشکر عباسیہ میں ٹھہرا تھا۔ جب خلیفہ مسترشد کا لشکر، اور سلجوق شاہ و قراچاشامی کا لشکر مسعود کے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکلا تو انہیں یہ خبر موصول ہوئی کہ عماد الدین زنگی کی فوجیں اس کے پیچھے آرہی ہیں اور یہ بھی اطلاع ملی کہ زنگی معشوب کے مقام پر پہنچ گیا ہے اس لئے قراچاشامی زنگی کے مقابلہ کیلئے پیچھے کی طرف لوٹا۔ اور سلجوق شاہ اپنا لشکر لے کر اپنے بھائی مسعود کی فوجوں سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

زنگی کو شکست۔ قراچاشامی کا لشکر تیز رفتاری کے ساتھ روانہ ہوا اور ایک دن ایک رات کا فاصلہ طے کرنے کے بعد صبح سویرے معشوب پہنچ گیا۔ اس نے جنگ کر کے زنگی کو شکست دی اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو قید کر لیا۔ زنگی شکست کھا کر تکریت پہنچا جہاں اس کا نائب سبطن صداح الدین کا والد نجم الدین ایوب بن شادی تھا (وہاں سے اس نے دریائے دجلہ کو عبور کیا)۔

صلح نامہ: ..... پھر خلیفہ مسترشد کے ساتھ ان شرائط پر صلح ہوئی کہ عراق ان کے پاس رہیگا۔ اور بادشاہت مسعود کی ہوگی۔ اور سلجوق شاہ ولی عہد ہونگے یہ معاہدہ صلح ۵۲۶ھ کے درمیانی عرصے میں ہوا۔

سلطان سنجر کی پیش قدمی: اس صلح نامہ کے بعد سلطان سنجر اپنے بھتیجے سلطان طغرل بن محمود کی بادشاہت کا مطالبہ کیا۔ طغرل اس کے پاس رہتا تھا لہذا (اس مطالبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے) سلطان سنجر خراسان روانہ ہوا اور ہمدان پہنچ گیا۔ سلطان مسعود اور سلجوق شاہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوئے اور مقابلہ کے لئے نکلے مگر جنگ کرنے میں اس لئے تاخیر کر رہے تھے کہ وہ خلیفہ مسترشد کے شامل ہونے کا انتظار کر رہے تھے خلیفہ مسترشد مغربی جانب سے آیا۔ اسے اطلاع ملی کہ اتابک زنگی اور دبیس بن صدقہ بغداد پہنچ رہے ہیں۔ دبیس نے دعویٰ کیا کہ سلطان سنجر نے اسے بغداد کا کوتوال مقرر کیا تھا۔ اس عرصے میں سلطان مسعود اور اس کے بھائی سلجوق نے سلطان سنجر سے جنگ کی جس میں مسعود کو شکست ہوئی جیسا کہ گذشتہ ابواب میں بیان کیا جا چکا ہے۔ دوسری طرف مسترشد بغداد لوٹ گیا۔ اور مغربی جانب عباسیہ میں مقیم ہوا اس کی فوجوں کا مقابلہ زنگی اور دبیس سے قلعہ برائہ پر ہوا۔ جس میں ان دونوں کو ماہِ رجب کے آخر ۵۲۶ھ میں شکست ہوئی اس کے بعد اتابک زنگی موصل چلا گیا۔

فرنگیوں کا حملہ: اتابک زنگی کی غیر حاضری میں فرنگیوں کا بادشاہ بیت المقدس سے حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اتابک زنگی کا نائب امیر اسوار مقابلاً کے لئے نکلا اس نے اپنے لشکر کے ساتھ ترکمانی فوجوں کو بھی شامل کیا۔ اور قسریں کے مقام پر اس کے لشکر نے صلیبیوں سے جنگ کی۔ اس نے جو انمردی کے ساتھ مقابلہ کیا تاہم مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ تب وہیں چلے گئے۔ فرنگیوں کا بادشاہ حلب کی عملداری میں کامیاب ہو کر گھس گیا اس کے بعد رہا سے صلیبی فوجیوں کا ایک دستہ حلب کے علاقے میں غارتگری کے لئے آیا۔ تو نائب امیر اسوار نے فوج کے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کیا اور صلیبیوں کو تباہ و برباد کر دیا اور جو باقی بچے انہیں قید کر لیا اور مسلمان جنگ میں کامیاب ہو کر واپس آئے۔

خلیفہ کا عتاب نامہ: ..... جب زنگی خلیفہ مسترشد سے شکست کھا کر لوٹا تو اس وقت سے خلیفہ مسترشد کے ساتھ اس کے تعلقات ناگوار ہو گئے اور خلیفہ موقع کا منتظر رہا۔ اس کے بعد سلاطین سلجوقیہ کے درمیان بہت اختلاف رونما ہوئے۔ اور امراء کی ایک بڑی جماعت فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے بھاگ کر خلیفہ کے پاس پہنچ گئی۔ اور اس کے زیر سایہ رہنے لگی۔ ایسی صورت میں خلیفہ مسترشد نے ارادہ کیا کہ وہ اتابک زنگی کے ذریعے ان امراء کا فیصلہ رائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے خلیفہ نے مشہور واعظ بہاء الدین ابوالفتوح اسفراینی کو بھیجا اور اس کے ہاتھ سخت عتاب نامہ بھیجا، جس میں زنگی کے خلاف سخت لہجہ استعمال کیا گیا تھا۔ نیز واعظ موصوف نے خلافت کی عزت و ناموس کی خاطر اپنے خیالات کے مطابق مزید سخت الفاظ استعمال کئے۔

اتابک زنگی اس پر سخت ناراض ہوا کیونکہ اس کے روبرو اس کی سخت توہین کی گئی تھی اس لئے اس نے واعظ مذکور کو قید کر لیا۔

محاصرہ موصل: خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود کو پیغام بھیجا: کہ وہ موصل کا قصد کر رہا ہے اور اس کا محاصرہ کر رہا ہے کیونکہ زنگی نے (اس



کے ساتھ) بدسلوکی کی ہے۔ پھر خلیفہ موصوف ماہ شعبان ۵۲۱ھ میں تیس ہزار جنگجو سپاہی لے کر موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ جب وہ موصل کے قریب پہنچے تو اتابک زنگی وہاں سے سبھا چلا گیا۔ اور موصل پر اپنا نائب نصر الدین بھری کو مقرر کیا۔ خلیفہ مسترشد نے وہاں پہنچ کر موصل کا محاصرہ کر دیا۔ اتابک زنگی نے خلیفہ مسترشد کے لشکر کی طرف خوراک کی رسد کی فراہمی بند کرادی تھی۔ اس وجہ سے خوراک کی قلت ہو گئی۔ اور خلیفہ کا لشکر پریشانی میں مبتلا ہو گیا۔ اہل شہر کی ایک جماعت نے ان پر حملہ کرنا چاہا مگر اس کا پتا چل گیا۔ چنانچہ وہ گرفتار کر لئے گئے اور انہیں سو لی پر چڑھا دیا گیا۔ یہ محاصرہ تین مہینے تک رہا مگر شہر فتح نہیں ہو سکا اس لئے محاصرہ ختم کر دیا گیا اور خلیفہ بغداد واپس چلا گیا کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا خادم مطر بغداد سے آیا تھا اور اس نے خلیفہ مذکور کو یہ اطلاع دی تھی کہ سلطان مسعود عراق آنے کا قصد کر رہا ہے اس لئے خلیفہ جلد واپس آ گیا۔

شہر حماۃ کا محاصرہ: اتابک زنگی نے ۵۲۳ھ میں حماۃ کا شہر تاج الملوک بوری بن طغرکین حاکم دمشق سے چھین لیا تھا۔ اور یہ شہر چار سال تک اس کی عملداری میں شامل رہا۔ تاج الملوک بوری نے ۵۲۶ھ میں وفات پائی۔ اور اس کا بیٹا شمس الملوک اسماعیل دمشق کا حکمران ہوا۔ اس نے فرنگیوں سے ہانسیا کے مقام کو ماہ صفر ۵۲۶ھ میں چھین لیا تھا۔ اس کے بعد اسے اطلاع ملی کہ خلیفہ مسترشد باللہ نے موصل کا محاصرہ کر دیا ہے۔ اس لئے اس نے شہر حماۃ کی طرف فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور پھر عید الفطر اور اس کے بعد کے دنوں میں جنگ کر کے اسے فتح کر دیا۔ شہر کے باشندوں نے پناہ طلب کی تو اس نے انہیں پناہ دیدی۔ پھر اس نے حماۃ کے قلعہ کا محاصرہ کیا جہاں حاکم شہر اور اس کے ساتھی محصور تھے۔ انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دئے۔ اس کے بعد شمس الملوک نے وہاں کے ذخیروں اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے اس نے قلعہ شیزر کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے حاکم ابن منقذ نے اسے کچھ مال و دولت پیش کر کے اس کے ساتھ صلح کر لی اور وہ اسی سال ماہ ذوالحجہ میں دمشق واپس آ گیا۔

اہم قلعوں کی تسخیر: ۵۲۸ھ میں اتابک زنگی حاکم موصل، اور حاکم مار دین دونوں نے مشترکہ طور پر شہر آمد کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے حاکم نے کیف کے حاکم داؤد بن سقمان سے فوجی کمک طلب کی۔ چنانچہ وہ لشکر لے کر دونوں کے مقابلہ کے لئے پہنچا۔ ان دونوں حاکموں نے اس کے ساتھ جنگ کر کے اسے شکست دی اور اس کے لشکر کے بہت سے سپاہی مارے گئے۔ جب آمد کا محاصرہ بہت طویل ہو گیا تو ان دونوں حکام کے مشترکہ لشکر نے اس کے باہر درخت اور انگور کی بلیں سب کاٹ دیں اس پر بھی شہر والوں نے ہتھیار نہیں ڈالے تو وہ دونوں فوج لے کر وہاں سے کوچ کر گئیں۔ اس کے بعد زنگی نے دیار بکر کے قلعے سور کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر کے اسی سال کے ماہ جب کی پندرہ تاریخ کو یہ قلعہ فتح کر دیا۔

زنگی کا وزیر: اس اثناء میں ضیاء الدین ابوسعید ابن الکفر ٹوٹی زنگی کے پاس آیا تو اتابک زنگی نے اسے اپنا وزیر مقرر کیا وہ بہت اچھا سیاستمدان اور شریف ثابت ہوا فوج بھی اس سے محبت کرتی تھی بعد میں اس کا ۵۳۶ھ میں انتقال ہو گیا۔

مفسدوں کی سرکوبی: ... پھر زنگی نے کردوں کے تمام حمید یہ قلعوں کو فتح کر لیا جس میں قلعہ اعقر اور قلعہ سوس وغیرہ شامل ہیں۔ جب زنگی موصل کا حاکم ہوا تھا تو اس نے ان تمام قلعوں پر عیسیٰ الحمیری کو ان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس نے خلیفہ مسترشد کے محاصرہ موصل کے موقع پر عمدہ خدمات انجام دی تھیں اور زنگی کے لئے کردوں کی فوج تیار کی تھی۔

تاہم جب خلیفہ مسترشد زنگی سے جنگ کر کے بغداد واپس چلا گیا تو زنگی اور اس کے لشکر نے ان قلعوں کا محاصرہ کیا اور شدید جنگ کے بعد اسی سال ان قلعوں کو فتح کر لیا۔ ان فتوحات کے بعد اس علاقے کے دیہات ان کی تباہ کاریوں سے محفوظ ہو گئے کیونکہ ان قلعوں کی فوجیں دیہاتوں میں لوٹ مار کر کے انہیں تباہ و برباد کر رہی تھیں۔

بکاریہ اور کواشی کے قلعوں کی تسخیر: مؤرخ ابن الاثیر جینی کی روایت سے بیان کرتا ہے کہ اتابک زنگی نے جب حمید یہ کے قلعے فتح کئے۔ اور وہاں کے لوگوں کو وہاں سے جلا وطن کر دیا ابوالہیاء بن عبد اللہ کو قلعہ اشب، الجزیرہ اور کواشی کے نکل جانے کا اندیشہ ہوا۔ اس لئے اس نے اتابک زنگی سے پناہ طلب کی اور اس کا حلیف بن گیا۔ اور اس کی خدمت میں مال و دولت کا نذرانہ پیش کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے فرزند احمد کو قلعہ اشب سے نکال کر اسے کواشی کا قلعہ دیدیا۔ اور قلعہ اشب پر ایک کرد حاکم مقرر کیا جس کا نام بادر منی تھا۔ اس کا فرزند وہی ہے جو بعد میں ابوعلی ابن احمد مشطوب

کے نام سے مشہور ہو کر سلطان صلاح الدین کے امراء میں شامل ہو گیا تھا۔

جب ابوالہیجاء جس کا اصلی نام موسیٰ تھا، فوت ہو گیا تو اس کا فرزند قلعہ اشب پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا مگر حاکم بادرمنی نے مقابلہ کیا۔ کیونکہ وہ اس قلعہ کو ابوالہیجاء کے صغیر فرزند علی کے لئے محفوظ کرنا چاہتا تھا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اتابک زنگی نے اپنے لشکر کو بے ترتیبی سے اس کی طرف کوچ کیا۔ وہاں کے باشندے اس سے جنگ کرنے کے لئے نکلے تو زنگی انہیں باہر دور تک لے آیا۔ اس کے بعد اس نے پیٹ رحمہ کی تو انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ بہت سے مارے گئے اور جو باقی بچے وہ گرفتار ہو گئے اور قلعہ پر فوراً قبضہ کر لیا۔ جب قلعہ کا حاکم بادرمنی کو درپردہ روں کے ساتھ اس کے پاس لایا گیا تو اس نے ان سب کو قتل کر دیا اور پھر موصول واپس آ گیا۔

جنگی قلعوں پر قبضہ: پھر اتابک زنگی جہاد کے لئے روانہ ہوا تو اس نے اپنے نائب نصیر الدین بھری کو فوج دے کر بھیجی۔ اس نے نجی کو خالی کر کے قلعہ عمارہ میں قیام کیا۔ انہوں نے قلعہ الشغبان، فرح، کواشی، زعفرانی، الفی، سرف، اور سفردہ کا محاصرہ کیا یہ سب ہکاریہ کے قلعے ہیں اس نے جنگ کر کے ان سب قلعوں کو فتح کر لیا اس طرح کوہستان (انجبل) اور زوزن کے علاقوں میں امن و امان قائم ہو گیا اور یہاں کی رعایا کر دوں کی لوٹ مار سے محفوظ ہو گئی۔

ہکاریہ کے غیر مفتوحہ قلعے: ہکاریہ کے وہ قلعے جو فتح نہیں ہو سکے تھے وہ یہ ہیں۔ (۱) حلا (۲) صور (۳) ہزور (۴) الملائسی (۵) یسرما (۶) مانزجا (۷) باکرا (۸) نسر، ان قلعوں کو سلطان زنگی کی شہادت کے بہت عرصے کے بعد عمادیہ کے حاکم قرابہ نے فتح کیا۔ ابن الاثیر کے قول کے مطابق وہ زین الدین علی کی طرف سے ان ہکاریہ قلعوں کا حاکم مقرر ہوا تھا مجھے ان قلعوں کی فتح کی تاریخ معلوم نہیں ہے اس لئے میں نے ان کا صرف تذکرہ یہاں کیا ہے۔

قلعوں کے بارے میں دوسری روایت: ... مؤرخ ابن الاثیر مزید تحریر کرتا ہے اس خبر کے برخلاف مجھے چند کردی عالموں نے بیان کیا ہے کہ ابو بکر زنگی نے قلعہ اشب و خراسانی اور قلعہ عمادیہ کو فتح کر لیا تھا۔ اور ہکاریہ کے قلعہ داروں میں سے صرف جبل صور اور ہزور کے قلعہ دار باقی رہ گئے۔ مگر ان کی قوت شوکت ایسی نہیں تھی کہ ان سے خوف کھایا جائے۔ اس کے بعد وہ موصول واپس آ گیا اور کوہستانی قلعوں کے لوگ، اس سے ڈرنے لگے۔

ایک قلعہ دار کی بحالی: ... جناب ایبہ، الفی اور فرح کے قلعوں کا حاکم فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا ان قلعوں کا حاکم ہوا۔ اس کی والدہ خدیجہ بنت الحسن، ابراہیم اور عیسیٰ کی ہمیشہ تھی۔ جو موصول میں زنگی امراء میں سے تھے۔ اس لئے اس کی والدہ نے اپنے فرزند علی کو، اپنے مذکورہ بالا دونوں بھائیوں کے پاس بھیجا جو اس کے ماموں تھے۔ مقصد یہ تھا کہ وہ دونوں ماموں اسے امن و امان کی ضمانت دلا سکیں چنانچہ وہ زنگی کے پاس گیا تو اس نے اسے ان قلعوں کی حکمرانی پر برقرار رکھا۔ اس طرح ہکاریہ کے قلعہ مستقل طور پر فتح ہو گئے قلعہ شغبان کا حاکم مہرانیہ میں سے تھا اس کا نام حسن بن عمر تھا اس نے اسے حاصل کر کے تباہ و برباد کر دیا کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

شکایت کا نتیجہ: ... نصیر الدین بھری (زنگی کا نائب) ایبہ، الفی اور فرح کے قلعوں کے حاکم علی کو ناپسند کرتا تھا۔ اس لئے اتابک زنگی سے اس کے خلاف شکایت کر کے اسے قید کرنے کا مشورہ دیا تو اس نے علی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر اسے اس فعل پر پشیمانی ہوئی اس لئے اس کی رہائی کا حکم دیا مگر معلوم ہوا کہ وہ قید خانے میں مر گیا ہے لہذا اس نے نصیر الدین کو اس کے قتل کا ملزم قرار دیا۔

دیگر قلعوں کی فتح: پھر اس نے قلعہ رجبہ کی طرف فوج بھیجی چنانچہ فوج نے جا کر وہاں اچانک حملہ کیا اور اس قلعہ کو فتح کر لیا۔ انہوں نے علی کے بیٹے اور بھائی کو قید کر لیا۔ مگر چونکہ اس کی والدہ خدیجہ وہاں نہیں تھی اس لئے وہ بچ گئی۔ قاصد نے زنگی کے پاس جا کر اسے قلعہ کی فتح کی خوشخبری سنائی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد اس نے علی کو باقی ماندہ قلعوں کی تسخیر کے لئے بھیجا مگر کواشی کا قلعہ ان سے فتح نہیں ہو سکا۔ اس لئے علی کی والدہ خدیجہ کواشی کے حاکم کے پاس گئی جو مہرانیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اس کا نام جرک رہتا تھا۔ خدیجہ نے اس سے درخواست کی کہ وہ کواشی کا قلعہ فوجوں

کے واسطے رد کرتے تھے کہ ان کے قیدی چھوڑے جاسکیں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور قلعے زنگی کے حوالے کر دیئے اور قیدی بھی چھوڑ دیئے۔ بعد ازاں ان کے کوہستانی علاقوں کا نظم و نسق درست ہو گیا۔

**دمشق کے حاکم کا قتل:** دمشق کے حاکم شمس الملوک اسماعیل بن بوری کی سلطنت کا نظم و نسق خراب ہو گیا تھا۔ اور اس کی طاقت کمزور ہوئی تھی۔ اس نے زنگی (صیب پرست) فوجیں اس پر دست درازی کرنے لگی تھیں اسے اپنا انجام خراب نظر آیا تو اس نے اتابک زنگی کو پوشیدہ طور پر بولایا تاکہ وہ اسے دمشق کی حکومت حوالے کر کے خود سبکدوش ہو جائے۔ اس کے ارکان سلطنت کو اس بات کا پتا چل گیا تھا۔ اس نے انہوں نے اس کی مدد سے اس کی شکایت کی اس کی والدہ نے وعدہ کیا کہ وہ جلد ہی اس سے نجات حاصل کر لیں گے۔ چنانچہ اس کی والدہ نے چنگیز سے درخواست کی کہ اسے قتل کر دیا۔

**زنگی کا محاصرہ دمشق:** اتنے میں اتابک زنگی بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس نے دریائے فرات کے کنارے سے اپنے قاصد بھیجے تو انہیں معلوم ہوا کہ شمس الملوک فوت ہو گیا ہے۔ اور اس کے بجائے اس کے بھائی محمود حاکم بن گیا ہے۔ اور تمام ارکان سلطنت نے اس کی حمایت کی ہے۔ یہ خبر لے کر وہ اتابک زنگی کے پاس پہنچے۔ یہ خبر سن کر وہ متاثر نہیں ہوا اور پیش قدمی کرتا ہوا دمشق کے باہر صف آرا ہوا دمشق کے ارباب حکومت نے زنگی کا سخت مت بد بیان کا سپہ سالار معین الدین اربوہ تھا، جو طغریکین کا حاکم تھا۔

**حاکم دمشق سے مصالحت:** پھر خلیفہ مسترشد نے ابوبکر بن بشر جندی کو اتابک زنگی کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ حاکم دمشق سے صلح کر لے چنانچہ زنگی نے مصالحت کر لی اور سال کے درمیان میں وہاں سے کوچ کر گیا۔

**مسعود کے خلاف متحدہ بغاوت:** بہت سے امراء سلجوقیہ سلطان مسعود کے خلاف بغاوت پر متحدہ طور پر تادم ہو گئے اور اس کے خلاف جنگ کرنے کیلئے تیاریاں کرنے لگے۔ چنانچہ داؤد بن سلطان محمود آذربائیجان سے ماہ صفر ۵۳۲ھ میں بغداد آیا اور پایہ تخت میں مقیم ہوا باغی امراء اس سے خط و کتابت کرنے لگے اور بعض امراء اس کے پاس آئے جن میں قزاقین، اصفہان، ابواز، اور ایلہ کے حکام اور اتابک زنگی حاکم موصل بھی شامل تھے۔ بغداد سے فوجیں ان کی طرف نکلیں۔ داؤد بن سلطان محمود بغداد کا کوٹوال مقرر ہوا۔ اور خلیفہ کا شاہی جلوس وزیر جسار الدین الرضی کے ساتھ نکلا۔ کیونکہ خلیفہ اس سے اور قاضی القضاۃ زینبی سے ناراض ہو گیا تھا۔

پھر خلیفہ راشد، سلطان داؤد اور اتابک زنگی نے مل کر ایک معاہدہ کیا۔ اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حلف اٹھایا۔ اور خلیفہ راشد نے اتابک زنگی کو دولاکھ دینار بھیجے۔ اتنے میں سلجوق شاہ واسط پہنچ گیا تھا۔ اس نے امیر بک ابہ کو گرفتار کر کے اس کا مال لوٹ لیا تھا۔ اتابک زنگی اس کی مدافعت کے لئے گیا۔ اس کے بعد دونوں میں صلح ہو گئی اور زنگی بغداد واپس آ گیا۔ اس نے ان تمام فوجوں کا معاہدہ کیا جو سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لئے تیار کی گئی تھیں۔ وہ خراسان کے راستے پر روانہ ہوا مگر جب اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان مسعود بغداد کی طرف روانہ ہو گیا ہے تو وہ لوٹ آیا اور شاہ داؤد بھی لوٹ آیا۔

**محاصرہ بغداد:** آخر کار سلطان مسعود بغداد کے قریب پہنچا اور اس کا پچاس دن سے زیادہ عرصے تک محاصرہ کرتا رہا۔ پھر وہ نہروان کی طرف کوچ کر گیا۔ جب حاکم واسط طرطائی کشتیاں لے کر اس کے پاس آیا تو وہ بغداد پہنچا اور دریا کو عبور کر کے مغربی جانب آیا۔

**خلیفہ راشد موصل میں:** پھر خلیفہ کی حامی فوجوں نے جو بغداد میں تھیں ان میں اختلاف پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ داؤد شکر لے کر اپنی سلطنت آذربائیجان واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھ جو امراء تھے وہ بھی منتشر ہو گئے۔ لہذا خلیفہ راشد اپنے ساتھیوں کو لے کر اتابک زنگی کے پاس چلا گیا جو کہ مغربی جانب تھا وہاں سے خلیفہ زنگی کے ساتھ موصل چلا گیا۔

**خلیفہ کی معزولی:** ان تمام اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان مسعود پندرہ ذوالقعدہ ۵۳۰ھ میں بغداد میں داخل ہو گیا۔ وہاں وہ خود بھی مقیم ہوا اور

اس کے ساتھ اس کا لشکر بھی رہنے لگا۔ اس نے تمام قاضیوں اور علماء کو جمع کیا اور ان کے سامنے خلیفہ راشد کا اس کے اپنے دستخطوں سے یہ حلف نامہ پیش کیا گیا کہ اگر وہ سلطان مسعود کے لئے فوج جمع کرے گا یا اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکلے گا تو اپنے آپ کو خلافت سے معزول کرے گا۔ یہ حلف نامہ دیکھ کر سب علماء نے اس کی معزولی کا فتویٰ دیا۔ پھر خلیفہ راشد کی معزولی کے بارے میں ارکان سلطنت کی شہادتیں پیش ہوئیں اور انہیں تحریر کیا گیا۔ اس کی پشت پر علماء نے اس کی معزولی کا فتویٰ تحریر کیا۔ چونکہ قاضی القضاۃ، خلیفہ راشد کے ساتھ موصل چلا گیا تھا اس سے قاضی المعین نے (معزولی کا) فیصلہ سنایا اور خلافت کے لئے ابن المستنصر کا نام پیش کیا۔

زنگی کی طرف سے تصدیق: اتابک زنگی کی طرف سے قاضی کمال الدین محمد بن عبد اللہ شہر زوری اپچی بن کر بغداد گئے۔ اور انہوں نے اس وقت بیعت کی جب کہ سابقہ خلیفہ کی معزولی ثابت ہو گئی تھی۔ قاضی موصوف اتابک زنگی کے لئے خلیفہ کی طرف سے خاص جاگیر کا حکم لے کر آئے، جو اس سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ خلیفہ کی معزولی کی مستند دستاویزات لے کر آئے تھے۔ چنانچہ موصل میں جو قاضی القضاۃ تھے، انہوں نے ان کے مطابق اپنا فیصلہ بھی ان کی تصدیق میں نافذ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلیفہ راشد (معزول) موصل سے آذربائیجان کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم خلفاء اور سبجوتی سلاطین کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

عساکر حلب کا جہاد: ... ۵۳۰ھ میں حلب کی فوجیں (جو زنگی کے ماتحت تھیں زنگی کی انہیں فوجوں کے ساتھ مل کر) اتابک زنگی کے حبس میں نائب امیر اسوار کی قیادت میں جہاد کے لئے روانہ ہوئیں۔ انہوں نے صلیبیوں کے شہروں کی طرف پیش قدمی کی اور ان کے علاقے کو تباہ و برباد کر دیا۔ مجاہدین نے بہت سامان غنیمت حاصل کیا۔ انہوں نے شہر اذقیہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو ویران کر دیا۔ وہاں سے وہ شیرز کی طرف گئے۔ شرم کے علاقے میں ترکی فوجیں اس قدر تیزی سے پھیل گئی تھیں کہ صلیبیوں پر ان کی دہشت طاری ہو گئی اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

حمص کا محاصرہ: ... اتابک زنگی ماہ شعبان ۵۳۱ھ میں فوج لے کر حمص روانہ ہوا۔ وہاں حاکم دمشق کی طرف سے معین الدین بن اقدنم حاکم تھا حمص اس کی جاگیر تھی۔ اس نے اپنے ساتھی صلاح الدین باغیسانی کو اس کی طرف بھیجا تا کہ وہ حمص کا شہر اس کے سپرد کر دے۔ اس نے معذرت کی اور کہا کہ شہر کو حوالے کرنا درست نہیں ہے اس لئے زنگی نے اس کا محاصرہ کر لیا تاہم اپچی ایک دوسرے کے پاس آتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے ہتھیار نہیں ڈالے تو زنگی نے وہاں سے کوچ کیا اور اسی سال شوال کے مہینے میں زنگی قلعہ بغدادین کو فتح کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا یہ قلعہ صلیبیوں کے ماتحت تھا۔

صلیبیوں کو شکست: ... صلیبیوں نے فوجوں کو اکٹھا کیا اور مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ گھسان کی جنگ ہوئی۔ آخر کار اللہ نے دشمن کو شکست دی اور مسلمانوں کو ان سے نجات ملی۔ صلیبیوں کے حکام بغدادین کے قلعہ کے اندر گھس کر محصور ہو گئے۔ اتابک زنگی نے محاصرہ سخت کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ان کا عیسائی پادری اور راہب روم اور یورپ کے عیسائی ممالک کی طرف گئے اور ان سے فوجی کمک طلب کی۔ انہوں نے رومیوں کو اس بات سے ڈرایا کہ اتابک زنگی بغدادین کے قلعہ پر قبضہ کر لے گا۔ اس کے بعد اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ مسلمان ان سے بیت المقدس بھی واپس لے لیں۔

قلعہ بغدادین کی تسخیر: اس کے بعد اتابک زنگی نے محاصرہ مزید سخت کر دیا اور انہیں اس قدر تنگ کیا کہ وہ محاصرہ کی سختی برداشت نہیں کر سکے۔ آخر کار انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور پچاس ہزار دینار ادا کرنا منظور کیا۔ زنگی نے یہ معاہدہ تسلیم کر لیا اور قلعہ فتح کر لیا، قلعہ کی تسخیر کے بعد انہوں نے سنا کہ روم اور فرنگی فوجیں لے کر ان کی مدد کرنے کے لئے آرہے ہیں۔

دیگر فتوحات: اتابک زنگی نے اس قلعہ کے محاصرہ کے دوران معرہ اور کفر طاب بھی فتح کر لیا تھا۔ یہ ملاقات حلب اور حماۃ کے درمیان تھی ان کی فتح کے بعد صلیبیوں کے حوصلے پست ہو گئے پھر اتابک زنگی ماہ محرم ۵۳۲ھ میں بعلبک کی طرف روانہ ہوا اور دمشق کی عملداری کے ایک قلعہ المعدن کو فتح کر لیا۔ پھر بانیاس کے نائب نے بھی اطاعت قبول کر لی۔

**فتح حمص** جب شاہ روم کا حلب پر حملہ ہوا تو زنگی سلمیہ کی طرف چلا گیا۔ جب رومیوں کا حملہ ختم ہو گیا تو زنگی نے، آپس سے حمص کا محاصرہ کر لیا۔ اس شہر میں زنگی نے دمشق کے حاکم محمود کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی والدہ سردخان بنت جادلی سے جس نے اپنے بیٹے کو قتل کر لیا تھا، اس کا نکاح کرادے۔ چنانچہ وہ اس کے رشتہ ازدواج میں آگئی اور ماہ رمضان میں زنگی کے پاس پہنچا دی گئی۔ اس عرصے میں زنگی نے شہر حمص اور اس کے قلعہ کو فتح کر لیا تھا۔ زنگی کا خیال تھا کہ اس سے نکاح کرنے کے بعد دمشق کی حکومت اس کے قبضہ میں آ جائیگی مگر ایسا نہیں ہوسکا۔

شاہ روم کے حملے۔ جب بغدادیوں کے صلیبیوں نے عیسائی قوموں کے بادشاہ، شاہ روم اور قسطنطنیہ سے فوجی امداد کی درخواست کی تو اس نے فوج جمع کی اور ۵۳۱ھ میں سمندر کے سفر پر روانہ ہوا، اور اس کے بحری بیڑے بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے پھر وہ قیسیقیہ کے شہر کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ شہر والوں نے مال دے کر اس کے ساتھ صلح کر لی۔ وہاں سے وہ ادنہ اور مصیصہ پہنچا جو ابن لیون ارمنی کے ماتحت تھے۔ شاہ روم نے دونوں شہروں کا محاصرہ کرنے کے بعد انہیں فتح کر لیا۔ اس کے بعد اس نے عین زابہ کی طرف پیش قدمی کی اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس نے تل حمدون پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کے باشندوں کو جزیرہ قبرص کی طرف منتقل کر دیا۔ اس نے اسی سال ماہ ذوالقعدہ میں شہر اظہ کیہ کو بھی فتح کر لیا وہاں کا حاکم ریمہ تھا جو صلیبیوں کا بادشاہ تھا۔ اس نے شاہ روم کے ساتھ صلح کر لی تھی۔ وہاں سے شاہ روم نبراس کی طرف لوٹا اور وہاں سے ابن لیون نے عدتے میں داخل ہوا اس نے مال دے کر صلح کر لی اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔

**فتح مراغہ**..... شاہ روم شام میں ۵۳۲ھ کے آغاز میں داخل ہوا اس نے مراغہ کا محاصرہ کر لیا۔ جو شہر حلب سے چھ فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ اہل مراغہ نے اتابک زنگی سے فریاد کی تو اس نے حلب کی مدافعت کے لئے فوجیں بھیجیں، تاہم شاہ روم نے مراغہ پر حملہ کر کے اور وہاں کے لوگوں کو پناہ دے کر سی سر کے درمیانی زمانے میں اسے فتح کر لیا۔ مگر فتح کے بعد عداری کر کے انہیں تباہ کر دیا پھر اس نے حلب کی طرف کوچ کیا۔ درواقع کے مقام پر پڑاؤ ڈال اس کے ساتھ صلیبی فوجیں بھی تھیں۔

دوسرے دن یہ فوجیں حلب پہنچ گئیں اور تین دن تک اس کا محاصرہ کیا مگر فتح نہیں کر سکے۔ ان کا ایک بہت بڑا پادری بھی وہاں قتل ہوا۔ وہاں سے وہ ۵۰۰۰ شعبان میں قلعہ اثارب کی طرف روانہ ہوا۔ جب شاہ روم وہاں پہنچا تو اس کے باشندے وہاں سے بھاگ گئے۔ رومیوں نے وہاں اپنے قیدیوں کو رکھا۔ اور ان پر محافظ فوجی دستے مقرر کئے (جب حلب کا نائب امیر اسوار کو اس بات کا علم ہوا تو) اس نے فوج بھیج کر وہاں کے محافظ دستوں کو قتل کر دیا اور وہ قیدیوں کو چھڑا لائے۔

اتابک زنگی اثارب قلعہ کی فتح کے بعد سلمیہ چلا گیا اور دریائے فرات کو عبور کر کے رقبہ پہنچا۔ اس نے رومیوں کا تعاقب کر کے ن کی خوراک کی رسد منقطع کر دی۔

زنگی کی فوجی سیاست: رومیوں نے قلعہ شیزر کی طرف پیش قدمی کی وہاں کا حاکم سلطان بن علی الکنانی تھا۔ انہوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اس پر (قلعہ شکن) حقیقی نصب کر دیں۔ وہاں کے حاکم نے اتابک زنگی سے کمک طلب کی تو وہ فوج لے کر وہاں پہنچا۔ اس نے نہر عاصی کے قریب شیزر اور حما کے درمیان قیام کیا اور وہاں سے فوجی دستے بھیجے تاکہ وہ رومیوں کی فوجی خیموں پر چھاپے مارتے رہیں۔ زنگی نے رومیوں کو چیلنج دیا ہے کہ وہ کھلے میدان میں ستر جنگ کریں مگر انہوں نے اس کا یہ چیلنج قبول نہیں کیا۔ پھر زنگی نے رومیوں کو صلیبیوں سے آپس میں ٹرانے کی کوشش کی اور ہر ایک کو دوسرے کے خطرات سے آگاہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں اور صلیبیوں میں سے ہر ایک دوسرے کو مشتبہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ آخر کار اسی سال کے ماہ رمضان میں چالیس دن تک قلعہ شیزر کے محاصرہ کے بعد شاہ روم وہاں سے کوچ کر گیا زنگی نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں تباہ و برباد کر دیے۔

رومیوں کے خطرات: اتابک زنگی نے سلطان مسعود کے پاس قاضی کمال الدین محمد بن عبد اللہ شہر زوری کو بھیجا تاکہ وہ اس سے دشمن کے برخلاف فوجی کمک طلب کرے۔ اور سلطان کو رومیوں کے خطرات سے آگاہ کرے کہ اگر انہوں نے حلب پر قبضہ کر لیا تو وہ دریائے فرات کے راستے بغداد پہنچ جائیں گے۔

بغداد میں عوامی احتجاج:۔۔۔ چنانچہ قاضی کمال الدین نے بغداد پہنچ کر یہ انتظام کیا کہ محل کی جامع مسجد میں جا کر مسلمان فریاد کریں اور منبر پر خطیب ان رومی حملوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور فریاد کریں اسی طرح سلطان کی شاہی مسجد میں چیخ و پکار اور نوحدہ بکاء کی آوازیں بلند ہوں۔ انہیں اور ہر طرف سے عوام کا سیل رواں اکٹھا ہو گیا اور وہ سب فریاد و فغاں کرتے ہوئے سلطان کے محل تک پہنچ گئے چنانچہ سلطان مسعود پر اس فریاد و فغاں کا بہت اثر ہوا اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا یہاں تک کہ قاضی کمال الدین کو اس کے برے اثرات محسوس ہوئے۔ پھر سلطان روم کے جانے کی خبر محسوس ہوئی چنانچہ قاضی موصوف نے سلطان مسعود کو اس کی خبر دی۔

بعلبک کی فتح: دمشق کے حاکم سلطان محمود کو قتل کر دیا گیا تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے یہ واقعہ ماہ شوال ۵۳۳ھ میں رونما ہوا تھا۔ اس کی والدہ زمرہ خان (سروخان؟) کا اتابک زنگی سے نکاح ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے زنگی کو جب کہ وہ الجزیرہ میں تھا قتل کی اطلاع دی اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ دمشق جا کر اس کے بیٹے کا انتقام وہاں کے ارکان سلطنت سے لیں۔ زنگی اس مقصد کے لئے روانہ ہوا اور اہل دمشق نے بھی محاصرہ کے لئے تیاری کر لی۔ مگر پھر زنگی نے شہر بعلبک کا قصد کیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ دمشق کا قائم مقام سربراہ نے کمال الدین محمد بن بوری کو دمشق کا بادشاہ مقرر کر دیا تھا۔ اور اس کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا۔ اس نے اپنی لونڈی بعلبک بھیج دی تھی۔ جب زنگی دمشق کی طرف روانہ ہوا تو اس نے اپنے پیچھے کو آگے انز کے پاس بھیج دیا تھا۔ تاکہ وہ شہر زنگی کے حوالے کر دے، جس کے بدلے میں وہ اس کے حسب پسند علاقے عطاء کر دیگا۔ مگر اس نے یہ بات نہ سنے سے انکار کر دیا۔ لہذا زنگی نے بعلبک کی طرف پیش قدمی کی اور اسی سال کے ماہ ذوالحجہ کے آخر میں اس کا محاصرہ سخت کر دیا اور شہر کے فصیلوں پر (قلعہ شکن آلات) بمباری نصاب کر دیں۔ پھر اس کا محاصرہ سخت کر دیا۔ یہاں تک کہ اہل شہر نے ہتھیار ڈال دیئے مگر قلعہ کی محافظ فوجیں ڈٹی رہیں۔ مگر جب وہ انز کی طرف سے فوجی کمک سے مایوس ہو گئیں تو انہوں نے پناہ طلب کی۔ مگر جب زنگی نے اس پر قبضہ کیا تو انہیں گرفتار کر کے انہیں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ اس نے انز کی لونڈی سے نکاح کر لیا اور اسے حلب لے گیا۔ جب زنگی کا انتقال ہوا تو اس کے فرزند نور الدین محمود نے اس کی موت کے بعد اس لونڈی کو اس کے آقا کے پاس واپس پہنچا دیا۔

محاصرہ دمشق:۔۔۔۔۔ اتابک زنگی بعلبک کی فتح سے فارغ ہونے کے بعد ماہ ربیع الاول ۵۳۳ھ میں دمشق کا محاصرہ کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ بقاع کے مقام پر مقیم ہوا اور وہاں سے حاکم دمشق جمال الدین محمد کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ دمشق کا شہر اس کے سپرد کر دے اور اس کے بدلے میں وہ جو علاقہ چاہے گا وہ اسے مل جائیگا۔ اس نے اس پیغام کا کوئی جواب نہیں دیا اس لئے وہ فوج کشی کرتا ہوا داریا کے مقام پر پہنچ گیا۔ فریقین کی ہراول فوجوں میں مقابلہ ہوا جس میں فتح اتابک زنگی کی فوجوں کو حاصل ہوئی۔ انہوں نے مخالف فوجوں کا صفایا کیا پھر زنگی نے دس دن کے لئے جنگ بندی کر دی۔ اس عرصے میں وہ حاکم دمشق سے گفت و شنید کرتا رہا زنگی نے اسے (دمشق کے بدلے) بعلبک اور حمص دینے کا وعدہ کیا اور جو شہر وہ پسند کرے اسے دیدیئے جائیں گے۔ حاکم دمشق ان باتوں کے لئے تیار ہو گیا تھا مگر اس کے ساتھیوں نے انہیں قبول نہیں کیا اس لئے جنگ پھر شروع ہو گئی اس اثناء میں اس سال کے ماہ شعبان میں دمشق کا حاکم جمال الدین محمد فوت ہو گیا لہذا معین الدین انز نے اس کے بجائے اس کے فرزند محمدی الدین انز کو حکم بنایا اور خود اس کی طرف سے حکومت کرتا رہا۔

فرنگیوں کی امداد: اتابک زنگی نے اب پھر شہر کو فتح کرنا چاہا مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس اثناء میں معین الدین انز نے فرنگیوں سے یہ درخواست کی کہ وہ اتابک زنگی کے مقابلہ میں اس کی فوجی مدد کریں۔ اس نے ان فرنگیوں کو زنگی کے خطرناک ارادوں سے آگاہ کر کے انہیں ڈرایا اور انہیں اس کے بدلے یقین درایا کہ وہ بانیاس کو فتح کرانے میں ان کی اعانت کریگا صلیبیوں نے اس کی درخواست قبول کر لی۔

(جب زنگی کو صلیبیوں کے حملے کی اطلاع ملی تو) وہ اس سال کی پندرہ تاریخ کو حوران پہنچا تاکہ وہ صلیبیوں کا مقابلہ کرے مگر وہ وہاں نہیں پہنچے اس لئے وہ دمشق کا محاصرہ کرنے کے لئے واپس آ گیا۔ وہ وہاں کے دیہات کو نذر آتش کر کے اپنے ملک واپس چلا گیا۔

انیاس پر صلیب پرستوں کا قبضہ: اس کے بعد صلیبی فوجیں آگئیں تو معین الدین انز دمشق کی فوجوں کو لے کر بانیاس کی طرف روانہ



ہوا۔ یہ مقدمہ اتابک زنگی کی عملداری میں تھا۔ تاہم اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ صلیبیوں کے ساتھ اپنے معاہدہ کو پورا کرے۔ بانیوں کا نائب حاکم مشہرہ طور پر محمد کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اسے راستے میں اٹاکیہ کا حاکم ملا جو فوجی کمک لے کر دمشق جا رہا تھا (جب اس سے مدد بھیڑ ہوئی تو) بانیوں کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ مارے گئے۔ ان کی شکست خوردہ فوج شہر پہنچ گئی تھی مگر اس کے حوصلے پست ہو گئے تھے اس لئے معین الدین اوزا اور فزنگی فوج نے شہر کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا پھر وہ فزنگی فوج کے حوالے کر دیا گیا۔

اہل دمشق سے مقابلہ۔ اس واقعہ سے زنگی بہت ناراض ہوا اور اس نے حوران اور دمشق کی عملداری میں اپنی فوجیں منتشر کر دیں اور خود وہ اچھٹا ٹک فوج لے کر دمشق پہنچ گیا۔ اہل دمشق کو اس کی آمد کی خبر نہیں ہو سکی تھی تاہم وہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے اور جنگ کرتے رہے۔ اہل دمشق کی ایک بڑی جماعت، ری گئی مگر چونکہ زنگی کی فوج کی تعداد کم تھی اس لئے وہ پیچھے ہٹ کر اپنی منتشر فوجوں کے انتظار میں مرج رہ پڑا۔ جب سب فوجیں گئیں تو انہیں لے کر اپنے ملک واپس آ گیا۔

شہر زور کی فتح۔ شہر زور کا علاقہ ایک ترکمانی حاکم قنچاق بن ارسلان شاد کے ماتحت تھا۔ اس پاس کے حکام اس کی عملداری میں داخل ہونے سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ یہ علاقہ دشوار گزار تھا اور اس میں بہت تنگ درے تھے اس وجہ سے اس حاکم کی طاقت بڑھ گئی اور بہت سے ترکمانیوں کی فوج میں داخل ہو گئے تھے۔

اتابک زنگی ۵۳۴ھ میں اس علاقہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ شہر زور کے حاکم نے بھی اپنی فوج کو اکٹھا کیا اور زنگی کا مقابلہ کیا مگر اتابک زنگی کو فتح حاصل ہوئی۔ اور اس نے دشمن کے جنگی خیموں کا صفایا کر دیا۔ پھر اس نے دشمن کا تعاقب کیا اور اس کے قلعوں کا محاصرہ کر کے ان سب کو فتح کر لیا۔ آخر میں قنچاق نے ہتھیار ڈال دیئے اور اسے پناہ دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قنچاق اس کا اور اس کے فرزندوں کا صدی کے آخر تک وفادار رہا اور ان کی خدمت کرتا رہا۔

دیگر جنگی قلعوں کی فتح: ۵۳۵ھ میں زنگی اور کیف کے حاکم داؤد بن ستمان کے درمیان جنگیں شروع ہوئیں، جس میں داؤد کو شکست ہوئی اور اتابک زنگی نے اس کا قلعہ ہمد کو فتح کر لیا اور پھر شہر موصل واپس آ گیا۔

۵۳۶ھ میں زنگی نے شہر الحرمیہ کو فتح کر لیا اور آل مہارش کو جو وہاں مقیم تھے موصل منتقل کر دیا۔ اور ان کے بجائے اپنے ساتھیوں کو وہاں بسایا پھر مد کے حاکم نے اس کے نام کا خطبہ (مساجد میں) پڑھوایا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس سے پہلے وہ زنگی کے خلاف تھا اور داؤد بن ستمان حاکم کیف کا حامی تھا۔

۵۳۷ھ میں زنگی نے قلعہ اشہب کی طرف لشکر بھیجا۔ یہ ہکاریہ کے علاقے میں کروڑوں کا سب سے بڑا قلعہ تھا اور یہاں ان کے اہل و عیال اور عمدہ ذخیرے محفوظ رہتے تھے۔ اس لشکر نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اتابک زنگی نے اس قلعہ کو تباہ و برباد اور ویران کرنے کا حکم دیا۔ اور اس قلعہ کے بجائے (جنگی، سمیت کے پیش نظر) قلعہ عمادہ تعمیر کر لیا۔ چونکہ یہ قلعہ بہت بڑا تھا اور اس کی مناسب حفاظت نہیں ہو سکتی تھی اس لئے یہ قلعہ عمادہ ویران ہو گیا تھا مگر اب اس کی دوبارہ تعمیر کرائی گئی۔ موصل کے نائب حاکم نصیر الدین نے بھی اکثر جنگی قلعے فتح کئے تھے۔

سلطان مسعود سے مصالحت: سلجوقی خاندان کا بادشاہ مسعود، اتابک زنگی سے باغیوں کی طرح نفرت رکھتا تھا۔ زنگی بھی سلطان موصوف سے اس وجہ سے چھیڑ چھا کر رکھتا تھا کہ اسے اپنی طرف سے دور رکھے۔ تاہم جب ۵۳۸ھ میں سلطان مسعود اپنے سب کاموں سے فارغ ہو گیا تو وہ اتابک زنگی کی سرکوبی اور موصل کا محاصرہ کرنے کے لئے بغداد آیا (زنگی کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو) اس نے اسے اپنی طرف منتقل کرنے اور اسے پناہ فرمادینے کے لئے پیغام بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ واپس چلا جائے وہ اس کو ایک لاکھ دینار پیش کریگا۔ چنانچہ اس نے رقم کی ادائیگی بھی پیش کر دی تھی اور اس میں سے بیس ہزار دینار ادا کئے۔ پھر خود سلطان ایسی مصیبت میں مبتلا ہوا کہ اسے اتابک زنگی کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اس لئے اس نے باقی رقم کا مطالبہ ترک کر دیا۔

زنگی نے بھی سلطان سے مخلصانہ سلوک کیا۔ اس کا ثبوت یہ تھا کہ زنگی کا بیٹا غازی سلطان کے پاس رہتا تھا جب وہ بھاگ کر موصل آیا تو زنگی نے اپنے نائب حاکم نصیر الدین جہری کو ہدایت کی کہ وہ اس کے فرزند کو موصل میں داخل ہونے سے روک دے۔ اس نے اپنے بیٹے کو بھی پیغام بھیجا کہ وہ سلطان کی خدمت میں واپس چلا جائے۔ زنگی نے سلطان کو یہ خط لکھا کہ میرا بیٹا سلطان کی ناراضگی کے خوف سے آیا ہے۔ میں نے اسے آپ کی خدمت کے لئے تیار کیا ہے اس لئے میں نے اس سے ملاقات نہیں کی میں بھی آپ کا غلام ہوں اور یہ ملک بھی آپ کا ہے زنگی کی اس تحریر سے سلطان بہت متاثر ہوا۔

دیار بکر کی فتوحات: پھر اتابک زنگی نے دیار بکر کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں کے مندرجہ ذیل قلعے اور شہر فتح کرے۔ طرہ، اسعد، حران، قلعة الرزق، قلعة نظایت، قلعة یاسنہ، قلعة ذوالقرنین وغیرہ۔ اس نے مار دین کے قریب فرنگی قلعے حملین، المودن، تل موزر اور اس کے علاوہ کھتن کے علاقے فتح کر لئے۔ اور وہاں محفظہ فوجیں مقرر کیں وہ شہر آمد بھی پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے شہر عانہ کی طرف بھی لشکر بھیجو جو دریائے فرات کی عملداری میں تھا اور اسے فتح کر لیا۔

نصیر الدین جہری کا قتل: موصل میں اتابک زنگی کے پاس ملک الپ ارسلان بن سلطان محمد متیم تھا اس کا لقب خفاجی تھا۔ وہ سلطان کے مشہور تھا اس نے سلطان کو یہ فریب دے رکھا تھا کہ ملک اس کا ہے اور وہ اس کا نائب ہے۔ اس لئے وہ سلطان مسعود کی وفات کا انتظار کر رہا ہے۔ اس کے بعد (مسجد میں) اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائیگا۔ اور وہ اپنے نام سے ملک پر حکومت کریگا۔ تاہم اس کی آمد درفت وہاں تھی اور وہ اس کی خدمت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتا تھا۔

بعض فتنہ پردازوں نے اتابک زنگی کی غیر حاضری میں شہزادہ موصوف کے ساتھ سازش کی اور اسے آمادہ کیا کہ وہ نائب حاکم کو قتل کر دے اور موصل پر قبضہ کر لے، چنانچہ جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اتابک کے بعض فوجیوں اور موالی کو اشارہ کیا۔ انہوں نے نصیر الدین پر حملہ کر کے وہ ذوالقلعہ ۵۳۹ھ میں قتل کر دیا اور اس کا سر اس کے ساتھیوں کی طرف پھینک دیا۔

قاتلوں کی سرکوبی: اتنے میں قاضی تاج الدین بن یحییٰ شہر زوری اس کے پاس آیا اور بظاہر اس کی اطاعت کا اظہار کیا اور اسے مشورہ دیا کہ وہ قاتل پہنچ کر مال و دولت اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لے، ادھر قاضی موصوف نے پہلے قلعے کے محافظ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ ان لوگوں کو داخل ہونے دے اس کے بعد ان سب کو گرفتار کر لے جب شہزادہ مذکور نصیر الدین کے قاتلوں کے ساتھ سوار ہو کر قلعہ پہنچا تو قلعہ کے حاکم نے ان سب کو قلعہ میں مقید کر لیا اس کے بعد قاضی شہر واپس آ گیا۔

atabk زنگی جب البیرہ کا محاصرہ کر رہا تھا تو اسے یہ اطلاع ملی اس لئے شہر میں اختلاف کے اندیشہ سے وہ موصل آ گیا۔ جب زین الدین علی ابن کو جک آیا تو زنگی نے اس کو نصیر الدین کے بجائے قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ پھر موصل میں رہ کر محاذ جنگ کی خبر کا انتظار کرتا رہا۔ اسے یہ اندیشہ تھا کہ وہ صیبی جو البیرہ میں تھے کہیں دوبارہ نہ آ جائیں اس لئے مار دین کے حاکم کو پیغام بھیجا گیا اور وہ قلعہ اس کے سپرد کر دیا گیا یوں وہ مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔

قلعہ جہر اور فنک کا محاصرہ: اتالیق زنگی نے ماہ محرم ۵۴۱ھ میں جہر کے قلعہ میں چڑھائی کر دی اس قلعہ کا نام درس بھی تھا اور یہ دریائے فرات پر واقع تھا۔ اس کا حکمران سالم ابن مالک العقلمی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے جب اس کے والد سے حلب لیا تھا تو اس کے بدلے میں اس کے والد کو جائیر کے طور پر یہ قلعہ عطا کر دیا تھا۔ اتالیق زنگی نے جزیرہ ابن عمر سے دوفرخ دور واقع قلعہ فنک پر بھی فوج بھیجی جس نے اس کا محاصرہ کر دیا ان دنوں فنک کا حاکم حسام الدین کردی تھا، اتالیق زنگی نے جہر قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا، حتیٰ کہ حسان مہنی نے بیچ میں پڑ کر صبح کرانے کی کوشش بھی کی مگر محاصرہ ختم نہیں ہوا۔

اتالیق زنگی کا قاتل: قلعہ جہر کا محاصرہ جاری تھا کہ اچانک زنگی کے ہی آزاد کردہ غلاموں نے ایک پروگرام بنا کر اسے قتل کر دیا اور بھاگ کر جہر قلعہ میں پناہ لے لی اور وہاں کے رہنے والوں کو اس کے قتل کی اطلاع دی، چنانچہ انہوں نے قلعہ کی تفصیل پر کھڑے ہو کر اعلان کر دیا۔ اعلان سن کر

زنگی کے ساتھی وہاں پہنچے تو وہ آخری سانسیں لے رہا تھا۔ اتالیق زنگی کی شہادت کا واقعہ ۵۴۱ھ میں رونما ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ساڑھے سال تھی اور یہ رقبہ میں مدفون ہوا۔

اتالیق زنگی کا کردار۔ اتالیق زنگی ایک باکردار سیاستدان اور انصاف پسند حکمران تھا اس کا اپنی فوج پر بڑا زعم و دبہہ تھا۔ اس نے بہت شہر آباد کئے اور وہاں امن و امان بھی قائم کیا۔ مظلوموں کی داد رسی کرنے والا، دلیر، غیور، اور بڑا مجاہد شخص تھا۔ اس کی شہادت کے بعد اس کا شکر فنک سے واپس چلا گیا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ میں نے ان کے بارے میں سنا کہ تین سو سال سے ان میں نواز نے کا طریقہ رائج ہے اور جو کوئی اس کے پاس پہنچے آتا ہے اسے پناہ ملتی ہے اور ان میں قومیت اور اتحاد کا بڑا جذبہ ہے۔

زنگی کی جانشینی کا اختلاف۔ زنگی کی شہادت کے بعد اس کا بیٹا اس کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر اسے لیے حلب پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا ادھر موصل میں ملک السلطان محمود نے حاکم بننے کا دعویٰ کیا۔ فوج کے بڑے گروپ نے اس کی حمایت کی چنانچہ اس نے خود مختار بادشاہ بننا چاہا، اس دوران جبار الدین محمد بن علی بن متولی الدیوان اور صلاح الدین بن محمد ہانیسانی حاجب اس بات پر متفق ہو گئے کہ سلطنت اصل ملک کے لئے محفوظ رکھی جائے۔ اس لئے وہ امرائے سلطنت سے یہ معاہدہ کرتے رہے کہ وہ سیف الدین غازی بن اتالیق زنگی کو حکمران تسلیم کر لیں۔ اور اس مقصد سے وہ اس پاس کے امیروں کو موصل بھیجتے رہے۔

السلطان: یہ دونوں ارکان السلطان کو ورغلائے رہے کہ عیش و عشرت اور لذت پسندی میں لگا رہے چنانچہ اس نے یہاں ہی کیا۔ اس دوران سیف الدین غازی شہر زور نامی شہر میں تھا یہ اسکی جاگیر تھی۔ اس نے زین الدین علی کو جگہ قلعہ کے نائب کو بلوایا ہوا تھا تا کہ وہ اس کے ساتھ رہے۔

ادھر السلطان سنجر روانہ ہوا، اس کے ساتھ حاجب اور اس کے دوست بھی تھے۔ انہوں نے وہاں کے حاکم سے خفیہ طور پر یہ ہدایت کی کہ وہ السلطان سے تاخیر کی معذرت کرے تا کہ وہ موصل پر قبضہ کر سکے، پھر جب وہ موصل کی جانب روانہ ہوئے تو سنجر کے قریب سے گزرے، وہاں شکر کھڑا تھا۔ چنانچہ انہوں نے السلطان کو یہ مشورہ دیا کہ وہ دریائے دجلہ مشرق کی جانب سے پار کرے۔ اور ساتھ ساتھ سیف الدین غازی کو بھی یہ اطلاع کر دی کہ اس کے پاس فوج کم ہے اس لئے سیف الدین نے فوج بھیج کر السلطان کو گرفتار کر لیا اور موصل میں قید کر دیا۔

سیف الدین کی حکمرانی: اب سیف الدین موصل اور الجزیرہ کا حکمران بن گیا، اس کا بھائی نور الدین محمود حسب کا حاکم بن گیا تھا، صدح الدین ہانیسانی بھی اس کے پاس پہنچ گیا تھا اور اس کی سلطنت کا انتظام سنبھالتا رہا۔

رہا پر صلیبی قبضہ: اتالیق زنگی کی شہادت کے بعد انگریز حکمران جو سلیم نے ۵۴۱ھ میں رہا پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہویوں کہ جو سلیم اپنے زیر کنٹرول قلعہ بشار میں رہ رہا تھا اس نے رہا کے باشندوں سے خط و کتابت کی، وہاں عام طور پر امنی آباد تھی اس لئے اس نے انکو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا تا کہ وہ شہر صلیبی حکمران کے حوالے کر دیں چنانچہ انہوں نے غداری کرتے ہوئے ایک مقررہ دن کا وعدہ کر لیا۔ جو سلیم وقت مقررہ پر پہنچ گیا اور اس پر قبضہ کر لیا مگر اس کا قلعہ اس کی دسترس سے محفوظ رہا۔

رہا کی واپسی: یہ خبر نور الدین کو حلب میں ملی چنانچہ وہ تیزی سے پیش قدمی کرتا ہوا رہا پہنچ گیا اس وقت تک جو سلیم قلعہ بشار چکا تھا۔ تاہم نور الدین نے غداروں سے مال و دولت چھین کر انہیں گرفتار کر لیا اور وہاں سے واپس آ گیا۔ ادھر سیف الدین نے بھی فوج بھیجی مگر انہیں رستے ہی میں نور الدین کے اس شاندار کارنامے کی اطلاع ملی لہذا وہ الٹے پاؤں ہی واپس ہو گئیں۔

بعلبک پر حاکم دمشق کا قبضہ: زنگی کی شہادت کے بعد دمشق کے حاکم نے بعلبک پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا، بعلبک میں زنگی کا نائب نجم الدین بن ایوب بن شادی کی حکومت تھی۔ چونکہ فوجی کمک نہیں پہنچ سکی اس لئے اس نے صلح کر لی اور بعلبک کو حاکم دمشق کے حوالے کر دیا۔ اس نے

بدلے اسے دولت اور جاگیریں دی گئیں اور دمشق کے دس گاؤں بھی دیئے گئے چنانچہ وہ حاکم دمشق کے ساتھ ہی دمشق چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔

فرزند ان زنگی کے حملے: ۵۴۲ھ میں نورالدین محمود حلب سے جہاد کے لئے انگریزوں کے علاقے کی طرف روانہ ہوا اور صلیبی شہر رتاج پر قبضہ کر لیا پھر دوسرے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ زنگی کی شہادت کے بعد صلیبیوں کا یہ خیال تھا کہ وہ شاید اپنے چھینے گئے علاقے واپس لے سکیں مگر ان کا یہ خیال غلط تھا۔ اسی طرح، اردین اور کیفا کے حاکم کو بھی یہی آرزو تھی کہ وہ اپنے علاقے واپس لے لیں، مگر جب سیف الدین غازی کی حکومت آئی تو وہ دیار بکر میں گھس گیا اور اس نے دارا اور دوسرے علاقے فتح کر لئے پھر آگے بڑھ کر مار دین کا محاصرہ کر کے اس کے گرد و نواح کو اتنا تباہ کیا کہ حاکم حسام الدین کو اس کے مقابلہ میں اتالیق زنگی کے ہاتھوں ہونے والی تباہی کم معلوم ہونے لگی۔

بہر حال اس تباہی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے سیف الدین غازی سے صلح کر لی اور بیٹی اس کے نکاح میں دیدی مگر وہ رخصتی سے پہلے ہی موصل چلا گیا۔ اور رخصتی سے پہلے ہی اس کا انتقال بھی ہو گیا اس کے بعد سیف الدین کے بھائی قطب الدین نے اس لڑکی سے عقد کر لیا۔

دمشق کے محاصرے پر مقابلہ:..... ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ (دقاق بن تمش کے آزاد غلام بنو طغرکین کے حالات میں) یورپ کے عدوئے جرمنی کا حاکم ۵۴۳ھ میں شام آیا تھا اور اس نے صلیبی افواج کے ساتھ مل کر دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا، اس وقت وہاں کا حاکم مجید الدین بن ارتق تھا، جو کہ معین الدین انزموٹی کے زیر تربیت تھا۔ ادھر معین الدین نے سیف الدین غازی کو پیغام بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی مدد کرے، لہذا غازی نے فوج تیار کر کے شام کی طرف پیش قدمی کی۔

غازی نے نورالدین محمود کو بھی بلوایا چنانچہ انہوں نے حمص میں قیام کیا اور صلیبی افواج سے محاصرہ ختم کرانے چلے۔ چنانچہ دمشق کے مسلمانوں کو ان کے آنے سے بڑی مدد ملی۔ ادھر معین الدین نے شام میں رہنے والی انگریز افواج اور نئی آنے والی جرمنی افواج کو الگ الگ پیغام بھیج کر ان میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی اس نے شام کی صلیبی افواج کو قلعہ بانیاس دینے کی پیشکش کی مگر شرط یہ تھی کہ وہ یہاں سے چلے جائیں۔

آخر کار اس کی سیاسی چال کامیاب ہو گئی۔ اور جرمنی کا حاکم دمشق سے چلا گیا اور قسطنطنیہ سے آگے شمالی سمت میں واقع اپنے ملک چلا گیا سیف الدین اور اس کے بھائی نے مسلمانوں کی حمایت میں اہم اور نمایاں کام انجام دیئے۔

صلیبیوں کے خلاف جہاد: جرمنی کے ساتھ ساتھ ہسپانیہ (اسپین) کا عیسائی بادشاہ جو کہ جلاقہ میں سے تھا یعنی اوفونش کا بیٹا بھی تھا اس کے دادا نے طرابلس الشام پر قبضہ کیا تھا جب کہ صلیبی شام پہنچے تھے۔ اب اس کا پوتا جرمنی کے بادشاہ کے ساتھ آیا تھا اس نے قلعہ عریمہ فتح کیا اور اس کے بعد طرابلس الشام کو انگریز حاکم حمص سے چھیننے کی کوشش کی اور اس کے لئے نورالدین محمود اور معین الدین انزموٹی بھی پیغام بھیجا یہ دونوں جرمن بادشاہ کے جانے کے بعد حلبک میں اکٹھے ہوئے تھے۔ اس نے ان دونوں مسلمان حاکموں کو اوفونش کے بیٹے کے خلاف بھڑکایا اور اس پر تیار کر لیا کہ وہ اس سے قلعہ عریمہ چھین لیں چنانچہ یہ دونوں ۵۴۳ھ میں لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

عریمہ پر قبضہ: ادھر اس نے سیف الدین کو بھی اسی قسم کا پیغام بھیجا، وہ حمص میں تھا اس نے ان دونوں مسلمان حاکموں کی مدد کے لئے جزیرہ ابن عمر کے گورنر عزالدین ابوبکر دیمسی کی کمان میں فوج بھیجی۔ چنانچہ انہوں نے عریمہ کا چند دن تک محاصرہ کیا پھر اس کی فصیل توڑ کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اس میں اوفونش کا شہزادہ بھی شامل تھا اس لئے سیف الدین کی فوج واپس چلی گئی۔

صلیبی فوج کی ہزیمت: پھر نورالدین محمود کو یہ اطلاع ملی کہ انگریز فوج شام کے علاقے بقیو میں اکٹھی ہو رہی ہے تاکہ وہ حسب پرچہ روانہ ہوا وہ وہاں پہنچ گیا اور انہیں شکست دے کر ان کا صفایا کر دیا اور باقی لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اس نے وہاں کے مال قیمت اور قیدی اپنے بھائی سیف الدین اور ضیفہ مقتضی کو بھی دیئے۔

سیف الدین غازی کی وفات: ۵۴۳ھ میں حاکم موصل سیف الدین غازی کا انتقال ہو گیا اس نے تین سال دو مہینے تک حکومت کی۔ اس

کا صرف ایک ہی کم سن بیٹا تھا جو نورالدین محمود کے پاس پرورش پاتا رہا مگر نو عمری میں ہی مر گیا اس طرح غازی کی نسل گئے نہیں چلی سکی۔

سیف الدین بہت سخی اور بہادر حکمران تھا وہ صبح و شام غریبوں کو کھانا کھلاتا اور ہر کھانے کے لئے سو بکریاں ذبح کی جاتی تھیں۔ یہ پہلے حکمران تھا جو اپنے سر پر جھنڈا بلند کرتا تھا۔ اس نے یہ حکم بھی جاری کیا کہ تلواریں گلے میں لٹکانے کے بجائے پٹکے میں (نیام) لٹکانی جائیں۔ اس نے نقباء اور علماء کے لئے مدارس تعمیر کروائے اور غریبوں کے لئے دارالامان بنوائے۔ جب مشہور شاعر جیس بھس نے اس کی تعریف میں قصیدہ پڑھا تو اس نے اسے خلعت کے ساتھ ایک ہزار مثقال سونا بھی انعام میں دیا۔

قطب الدین کی جانشینی: سیف الدین کے انتقال کے بعد وزیر جمال الدین اور سپہ سالار زین الدین علی نے بہت ہی جلدی سے بھٹی قطب الدین کو راکر اس کی جانشینی کا اعلان کر دیا اور اس کی اطاعت کی قسم کھائی۔ پھر وہ دارالحکومت پہنچا اس وقت زین الدین اس سے ساتھ تھا۔ یہاں لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اور موصل اور الجزیرہ میں اس کے بھائی کے سب ماتحت رہنے والوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ قطب الدین نے حسام الدین تمر تاش کی بیٹی سے شادی کی تھی جیسا کہ گذر چکا ہے۔ پہلے اس لڑکی سے غازی سیف الدین کا نکاح ہوا تھا مگر خستہ سے پہلے ہی غازی کی وفات ہو گئی تھی چنانچہ اس خاتون کے وطن سے ہی قطب الدین کی ساری اولاد تھی۔ قطب الدین مودود موصل کا بادشاہ بن گیا تھا اس کا بھائی نور الدین محمود شام میں تھا اور اس کا بڑا بھائی حلب اور حماة اس کے زیر کنٹرول تھے، لہذا اس کے بھائی نے غازی کے مرنے کے بعد امراء کے ایک گروپ سے خط و کتابت شروع کی۔

سنجار اور کیفا نورالدین کے قبضے میں: انہی امیروں میں سنجار کا نائب عبدالملک بھی تھا اس نے بھی اسے اطاعت کے اظہار کا خط لکھ دیا۔ وہ اپنے ستر بہادروں کو لے کر اس کے پاس روانہ ہوا اور اپنے ساتھیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی شہر میں داخل ہو گیا۔ اس وقت بارش ہو رہی تھی تو اسے پہچان نہیں سکے کہ وہ ترکمانی فوج کا سردار ہے۔ پھر نورالدین کو تو ال کے گھر پہنچا جہاں اس نے ہاتھ چوما اور اطاعت کا اظہار کیا پھر اس کے ساتھ بھی وہاں پہنچ گئے۔ اس کے بعد یہ سب مل کر سنجار کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر اس کی تیز رفتاری کے باعث اس کے ساتھی پھر پیچھے رہ گئے اور یہ صرف دو ساتھیوں کے ہمراہ سنجار پہنچا اور شہر کے باہر ہی رک گیا پھر اس نے وہاں کے نائب حاکم کو بلوایا مگر وہ موصل جانے کے لئے نکل ہوا تھا اور اس کا بیٹا اس کا نائب تھا ہذا اس نے اسے کہا کہ وہ اپنے باپ کو بلالائے وہ لڑکا تیزی سے گیا اور راستے سے ہی اسے بلا کر لے آیا چنانچہ عبدالملک نے سنجار شہر نورالدین محمود کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد کیفا کے حکمران فخر الدین قری ارسلان کو تعلقات کے بناء پر بلوایا چنانچہ وہ بھی اپنی فوج لے کر پہنچا۔

اس دوران سنجار پر قبضے کی اطلاع قطب الدین کو ملی تو وہ اپنے وزیر اور کمانڈر اعلیٰ کے ساتھ مل کر نورالدین سے جنگ کرنے سنجا روانہ ہوئے ابھی وہ تل عفرین تک پہنچے تھے کہ انہوں نے جنگ نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا اور وزیر جمال الدین نے اسے صلح کرنے کا مشورہ دیا تھا اور پھر نورالدین صلح کا معاہدہ کرنے خود جا پہنچا اور سنجار قطب الدین کو واپس کر دیا اور اس کے بدلے میں قطب الدین نے حمص، رجبہ اور شمس کا عقدہ نورالدین کو دیدیا۔ اس طرح نورالدین شام کا اکیلا حکمران بن گیا اور اس کا بھائی قطب الدین الجزیرہ کے تمام علاقوں کا خود مختار حاکم بن گیا اس معاہدہ پر دونوں متفق ہو گئے اور نورالدین سنجار میں موجود اپنے والد کے خزانے لے کر حلب واپس چلا گیا۔

انطاکیہ پر نورالدین کا حملہ: ۵۴۳ھ میں نورالدین نے انطاکیہ پر حملہ کیا اور اس کے بہت سے قلعے تباہ و برباد کر دیئے جب وہ ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا تو صیسی افواج نے اس پر حملہ کر دیا نورالدین نے ان کا مقابلہ کیا اور اس موقع پر بہادری کے جوہر دکھائے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزوں کو شکست ہو گئی اور انطاکیہ کا حکمران برنس واصل جہنم ہو گیا۔ یہ بہت ہی میٹھا حکمران تھا۔ اس کے بعد اس کے نابالغ بیٹے سمند کو حکمران بنایا گیا اس کی ماں نے ایک دوسرے حاکم برنس دوم سے نکاح کر لیا تاکہ وہ اس کی نگرانی کر سکے اور ملک کا نظام بھی چلا سکے۔ مگر نورالدین نے اس پر حملہ کر کے اسے شکست دیدی اور برنس دوم کو بھی گرفتار کر لیا اس طرح نابالغ لڑکا سمند کو حکومت کرنے کا موقع ملا۔

افامیہ کی فتح اور صلیبیوں سے صلح: ۵۴۵ھ میں نورالدین نے شیزر اور حماة کے درمیان واقع بہترین قلعہ فامیہ کا محاصرہ کیا اور سے فتح کر لیا

اور اس پر محافظ دستے مقرر کئے اور ان کے لئے ہتھیاروں اور خوراک کے ذخائر جمع کر لئے۔ ابھی وہ اس کام سے مکمل طور پر فارغ نہیں ہوئے تھے کہ شام میں موجود صلیبی اسکھٹے ہو کر مقابلہ کے لئے جمع ہو گئے مگر جب انہیں ان فتوحات کی اطلاع ملی تو انہیں مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اس لئے وہ صبح پر تیار ہو گئے اور نورالدین سے صلح کر لی۔

**صلیبی قلعوں پر چڑھائی:** اس کے بعد نورالدین نے صلیبیوں کے سربراہ کے قلعوں کی طرف پیش قدمی شروع کی اور حلب کے شہر میں تل باشر، عنتاب اور عذار وغیرہ جیسے قلعوں پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ انگریز حکمران جوینین نے بھی فوج جمع کر کے اس کا مقابلہ کیا۔ اور پھر اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزمائش میں ڈال دیا چنانچہ بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور بہت سے گرفتار ہو گئے۔

**جوسلین کی گرفتاری:** اس فتح پر جوسلین نے اتر کر ملک مسعود جو کہ نورالدین کا سر تھا کو خط لکھا اور نورالدین کی شکست پر اسے شرمزدہ لئی اس پر ملک مسعود نے اس کو گرفتار کرنے کی تدبیر سوچی اور آس پاس کے ترکمانی قبائل کو مال و دولت دے کر اسے گرفتار کرنے پر تیار کر لیا چنانچہ انہوں نے کوشش کر کے اسے پکڑ لیا پھر جوسلین سے مال لے کر اسے چھوڑنا چاہا مگر حلب کے ایک امیر ابو بکر الرامد نے ایک لشکر بھیج دیا جو اس قیدیہ کا نہیں تھا چنانچہ وہ لشکر جوسلین کو اپنے ساتھ لے آیا۔

اس کے بعد نورالدین کے ہاتھ سے مندرجہ ذیل قلعے فتح ہوئے۔ تل باشر، عنتاب، عذار، تل خالد، نورس، داوندار، مرج ارصا، قلعہ انادو، کفر شود، کفرلات، دلوکا، مرعش، نہر الجود، کل تیرہ قلعے تھے۔ نورالدین نے ان قلعوں میں خوراک کا ذخیرہ جمع کیا پھر انگریزوں نے پیش قدمی کی چنانچہ قلعہ جلاک پر ان سے مقابلہ ہوا جس میں صلیبی شکست کھا کر بھاگے مسلمانوں نے ان میں اکثر قتل کر دیئے جو باقی بچے وہ گرفتار کر لئے، پھر نورالدین نے دلوکا، قلعہ فتح کیا۔ اس سے وہاں کے لوگوں نے جان کی امان مانگی تو اس نے ان کے پاس حسان انجی کو بھیجا چنانچہ انہوں نے قلعہ ۵۳۹ھ میں اس کے حوالے کر دیا اور پھر قلعہ کو ہر طرح مضبوط کر لیا گیا۔

**دمشق کے حالات:** ۵۳۸ھ میں صلیبیوں نے فاطمیوں سے عسقلان کا علاقہ چھین لیا تھا۔ ان دونوں حکومتوں تک پہنچنے کیلئے نورالدین کے راستے میں دمشق رکاوٹ تھا اس پر قبضہ کرنا ضروری تھا۔ عسقلان کی فتح کے بعد صلیبیوں نے دمشق کی طرف بھی ہاتھ بڑھائے اور دمشق و لوب پر ٹیکس عائد کر دیا۔ اور ان سے یہ معاہدہ بھی کر لیا کہ وہ ان کے قبضے میں موجود قیدیوں کو ان کے وطن جانے کی اجازت دے دیں۔ ان دنوں دمشق کا حکمران مجید الدین انز بن محمد تھا جو تالیق طغرکین کا پڑپوتا تھا وہ بہت کمزور طبیعت کا انسان تھا اس لئے نورالدین کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں صلیبی دمشق کو فتح نہ کر لیں۔ مجید الدین اکثر اپنے ہمسایہ حکمرانوں سے چھیڑ خانی کرتا رہتا تھا اس کے نتیجے میں وہ صلیبیوں سے مدد مانگتے اور وہاں مناسب ہو جاتے تھے اس لئے نورالدین دمشق کے سیاسی حالات پر غور کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ بہت غور و فکر کے بعد اس نے مجید الدین سے تعلقات بڑھانا شروع کر دیئے اور پھر دونوں کے دوستانہ تعلقات مضبوط ہو گئے۔

**سیاسی حکمت عملی:** اس کے بعد اس نے ارکان سلطنت کے بارے میں مداخلت کرنی شروع کر دی اور ان پر یہ ازام لگانے لگا کہ وہ اس سے رابطہ کر کے سازش کرنا چاہتے ہیں اس طرح اس نے ان کو ایک دوسرے سے لڑوانا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ارکان سلطنت آہستہ آہستہ قتل ہوتے گئے اور پھر خدام عطاء بن حفاط کے علاوہ کوئی زندہ نہیں رہا۔ وہی اس وقت سلطنت کا منتظم تھا اور وہ نورالدین کے لئے پریشان کن تھا، اس کی وجہ سے نورالدین دمشق کو فتح نہیں کر سکا تھا اس لئے اس نے مجید کو اس کے خلاف بھڑکایا چنانچہ اس نے عطاء بن حفاط کو بھی قتل کر دیا۔

**دمشق پر نورالدین کا قبضہ:** اس طرح کے انتشار کی وجہ سے دمشق اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا ایسے میں نورالدین نے کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کر دیا اور اسے تنگ کرنے لگا تو اس نے صلیبیوں سے مدد مانگ لی اور اس کے بدلے میں مال و دولت کے ساتھ شہر بعلبک بھی انہیں دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ صلیبی افواج اس مقصد کے لئے تیار ہو گئیں، ۵۳۹ھ میں نورالدین دمشق روانہ ہوا اور اس نے دمشق کے لو جوانوں سے رابطہ کر کے انہیں کچھ دینے کا وعدہ کر لیا تھا لہذا جب سلطان نورالدین وہاں پہنچا تو نو جوانوں نے مجید کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ قلعہ پر پناہ لینے پر مجبور ہو گیا اس طرح



سلطان نورالدین نے دمشق فتح کر لیا۔

مجید الدین کے احوال..... پھر اس نے قلعہ کا محاصرہ کر کے مجید الدین کو جاگیریں دینے کا وعدہ کیا جس میں حمص کا شہر بھی شامل تھا چنانچہ مجید الدین وہاں چلا گیا اور سلطان نے وہ قلعہ بھی فتح کر لیا۔ بعد میں نورالدین نے اسے حمص کے بجائے بلس کا علاقہ دینا چاہا مگر وہ اس بات پر رضامند نہ ہوا اور وہیں مکان تعمیر کروا کر رہنے لگا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

تل باشر، حارم کے قلعوں کی فتح..... جب سلطان نورالدین دمشق کی مہم سے فارغ ہوا تو حلب کے شمال میں صلیبی افواج تل باشر میں تھیں انہوں نے اس سے پناہ مانگی اور اپنا قلعہ اس کے حوالے کر دیا، چنانچہ سلطان کے ایک بڑے امیر حسان انجی نے اس قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر ۵۵۵ھ میں انہ کے حاکم اسمند کے زیر کنٹرول قلعے بہرام کا محاصرہ کیا تو انگریز افواج اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔ پھر انہوں نے اس کا متبادل کرنے کا ارادہ تبدیل کر دیا اور سلطان نورالدین سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ قلعہ حارم کا آدھا علاقہ اسے دے دیں گے چنانچہ وہ ان سے صلح کر کے واپس چلا گیا۔

شیزر کا تعارف: شیزر کا قلعہ، حماہ سے آدھے مرحلے کے فاصلے پر ایک اونچے پہاڑ پر قائم تھا، اور وہاں تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ تھا اور اس پر بنو منقذ کننیوں کی حکومت تھی جو صالح بن مرداس (جو حلب کا حکمران تھا) کے زمانے میں ۴۲۰ھ سے اس قلعہ کے وارثانہ کم چلے آ رہے تھے۔

ابوالحسن بن نصیر بن منقذ کے بعد اس کا بیٹا نصر بن علی حاکم بنا، جب ۴۹۰ھ میں مرنے لگا تو اس نے بھائی ابوسم بن مرشد کو حکمران بنایا۔ ان دونوں بھائیوں میں اتنا اتحاد و اتفاق تھا جو کسی دو افراد میں نہیں ہو سکتا تھا، مرشد کے بہت سے بیٹے تھے جو کہ بڑے ہو کر سردار بنے۔ ان میں عزالدولہ ابوالحسن علی، مؤید الدولہ اسامہ اور اس کا بیٹا علی بن اسامہ زیادہ مشہور ہوئے پھر ان کی اپنے چچا زاد بھائیوں سے رقابت ہو گئی اور آپس میں شکایت ہونے لگی مگر مرشد اور اس کے بھائی کی اتحاد و اتفاق کی وجہ سے ان میں نا اتفاقی نہیں ہو سکی پھر ۵۳۱ھ میں مرشد کا انتقال ہو گیا تو اس کے بھائی سلطان نے اس کی اولاد کے ساتھ بد سلوکی کی اور اسے قلعہ شیزر سے نکال دیا چنانچہ وہ منتشر ہو گئے ان میں سے کچھ سلطان نورالدین کے پاس پہنچے۔ سلطان کو ان کی حالت دیکھ کر بہت افسوس ہوا مگر وہ صلیبیوں سے جنگ میں مصروف تھا اس لئے ان کے لئے کچھ نہ کر سکا۔ پھر جب سلطان کا بھی انتقال ہو گیا اور قلعہ کی حکومت اس کی اولاد کے پاس آئی تو انہوں نے صلیبیوں سے رابطے کرنا شروع کر دیئے ان کی اس حرکت پر سلطان نورالدین بہت ناراض ہو۔

شام میں زلزلہ: پھر ۵۵۲ھ میں بزاز بردست زلزلہ آیا جس کی وجہ سے شام کے اکثر شہر تباہ و برباد ہو گئے۔ بالخصوص حماہ، حمص، کفرطاب، معرہ، افامیہ، حصن الاکراد، عرقہ، لاذقیہ، طرابلس اور انطاکیہ کی ساری عمارتیں گر گئیں، شام کے وہ شہر جن کی عمارتوں کا حصہ راتھا اور فصیص تباہ ہو گئی تھیں ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ان فصیلوں کے گرنے سے سلطان نورالدین کو صلیبیوں کے حملہ کا خطرہ ہوا تو وہ اپنی فوجیں لے کر تمام شہروں کے چاروں طرف گشت کرنے نکلا اور جن شہروں کی فصیلیں ٹوٹ گئی تھیں ان کی مرمت کرائی۔

شیزر میں زلزلہ اور فتح: ابن اثیر کہتا ہے کہ انہی زلزلوں کے دنوں میں شیزر کے قلعے میں ایک دعوت میں حاکم شیزر کے ساتھ دوسرے امراء بیٹھے تھے کہ زلزلہ آیا اور قلعہ کی دیواریں ان پر گر گئیں اور شیزر کے حکمران سمیت کوئی امیر زندہ نہیں بچ سکا چنانچہ قلعہ کے قریب نورالدین کا ایک حاکم تھا اس نے فوراً اس کے نام سے اس قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی عمارتیں دوبارہ بنوائیں اور قلعہ کی فصیلوں کی مرمت کرائی چنانچہ یہ قلعہ دوبارہ اپنی آب و تاب پر آ گیا۔

ابن خلدان کا موقف: مؤرخ ابن خلدان یہ کہتے ہیں کہ ۴۷۱ھ میں بنو منقذ بنے رومیوں کے قبضے سے قلعہ شیزر چھینا، جس شخص نے اسے فتح کیا وہ علی بن منقذ بن نصر بن سعد تھا اس نے قلعہ کے احوال بغداد لکھ کر بھیجے تھے خط کی عبارت یوں تھی۔

حاکم شیزر کا خط: میں یہ خط قلعہ شیزر سے لکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عظیم قلعہ کو فتح کرنے کی توفیق عطا

فرمائی ہے۔ جو اس سے پہلے کسی کو حاصل نہیں ہوئی ہے۔ اگر اس کی حقیقت جاننے کی کوشش کی جائے تو یہ پتہ چلے گا کہ میں اس امت کا بر شیعہ ہوں اور جنات و سرکش مخلوقات کے لئے حضرت سلیمان کی طرح ہوں میں شوہر اور بیوی کے درمیان علیحدگی کر سکتا ہوں اور چاند کو اس کی جگہ سے نیچے اتار سکتا ہوں میں ستروں کا باپ ہوں میں ہی سب کچھ جانتا ہوں۔ جب میں نے اس کے قلعہ پر نظر ڈالی تو مجھے حیرت انگیز باتیں نظر آئیں کہ اس قلعہ پر تین ہزار افراد اپنے اہل و عیال سمیت رہ سکتے ہیں اس میں کوئی بھی انسان پانچ عورتیں اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔

میں نے اس کے قلعہ روم کے درمیان ایک ٹیلہ کا انتخاب کیا جو کہ حواص کے نام سے مشہور ہے اس ٹیلہ کو قلعہ بھی کہا جاتا ہے میں نے اس قلعہ کو آباد کیا اور اپنا خاندان اس میں آباد کیا۔ میں نے تلوار کے بل بوتے پر اسے رومیوں سے چھینا اور تیزی سے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس کے باوجود میں نے یہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کیا اور ان سے عزت و احترام کا رویہ اختیار کیا میں نے ان رومیوں کو اپنے اہل و عیال اور خاندان میں شامل کر لیا تھا۔ اس کے سوار میری بکریوں کے ساتھ چلتے تھے اور اذان کی آواز کی طرح ان کے ناقوس بھی بجتے تھے۔ جب شیرز کے اصل باشندوں نے میرا یہ سلوک دیکھا تو وہ مجھ سے مانوس ہو گئے۔ اور ان کی تقریباً آدھی آبادی میرے پاس آ گئی۔ میں نے ان سے بھی اچھا سلوک کیا۔ پھر جب مسلم بن قریش عقیلی ان کے ہاں آیا تو ان کے بیس ہزار افراد قتل کر دیئے اور جب مسلم بن قریش یہاں سے چلا گیا تو انہوں نے قلعہ میرے حوالے کر دیا۔

دونوں روایات کی حیثیت: ابن خلکان اور ابن اثیر کی روایات میں تقریباً پچاس سال کا فرق نظر آتا ہے مگر ابن اثیر کی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ صلیبیوں نے پانچویں صدی کے شروع میں شام کا کوئی علاقہ فتح نہیں کیا تھا۔

بعلبک کی فتح: بعلبک ضحاک بقاء کے زیر کنٹرول تھا بقاءؑ کی نسبت ہے۔ اب یہ شہر حاکم دمشق کے زیر کنٹرول ہے۔ جب سلطان نورالدین نے دمشق فتح کیا تو ضحاک نے بعلبک میں اپنا کنٹرول قائم رکھا۔ ادھر سلطان نورالدین صلیبیوں سے جنگ کے باعث اس طرف توجہ نہیں دے سکا تھا لیکن ۵۵۲ھ میں اس نے بعلبک کو فتح کر لیا تھا ۵۵۴ھ میں نورالدین حلب میں اقامت کے دوران بیمار ہو گیا اور اسی بیماری میں مرض کی شدت بڑھ گئی۔

بھائی کی بغاوت اور انسداد: اس کے ساتھ اس کا بھائی امیر امیران بھی موجود تھا اس نے اسکی بیماری سے فائدہ اٹھ کر فوج جمع کر کے حسب کا محاصرہ کر دیا۔ نورالدین کا سب سے اہم امیر شیر کوہ ابن شادی حمص کا گورنر تھا جب اسے بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ دمشق پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا، اس وقت دمشق پر صلاح الدین ایوبی بولند کے والد نجم الدین کی حکومت تھی اسے اپنے بھائی کی یہ حرکت پسند نہیں آئی اور اسے حکم دیا کہ پہلے وہ حلب جا کر سلطان کی موت اور زندگی کے بارے میں یقینی اطلاع حاصل کرے چنانچہ وہ تیزی کے ساتھ حلب پہنچا اور قلعہ پر چڑھ کر وہاں کی چھت سے لوگوں کو سلطان نورالدین زندہ حالت میں دکھادیا جس کی وجہ سے لوگ امیران سے الگ ہو گئے پھر اس کا بھائی حران چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

حران کی واپسی: پھر جب نورالدین تندرست ہوا تو اس نے اپنے بھائی سے حران کا علاقہ چھین کر زین الدین علی کو جبک کے حوالے کر دیا جو کہ نورالدین کا بھائی قطب الدین کا نائب تھا اس کے بعد اس نے رقہ کا محاصرہ کر لیا۔

سلیمان شاہ ابن سلطان محمد بن ملک شاہ: سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا خنجر کے ساتھ خراسان کے قریب رہتا تھا اس نے اسے اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ خراسان کے منبروں پر اس کا نام خطبہ میں لیا جاتا تھا پھر جب سلطان خنجر ۵۴۸ھ میں دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور سلیمان شاہ کے خلاف دشمن کی فوجیں آگئیں تو وہ مقابلہ کی ہمت نہ کر سکا اور بھاگ کر خوارزم شاہ کے یہاں چلا گیا۔ اور رشتہ منضبوط کرنے کے لئے اپنی بھینچی اس کے نکاح میں دیدی۔ مگر خوارزم شاہ کو سلیمان شاہ کے بارے میں ایسی خبریں ملی جن سے وہ مشکوک ہو گیا۔ اور اس کو خوارزم سے باہر نکال دیا گیا۔ چنانچہ سلیمان شاہ وہاں سے اصفہان آیا مگر شہر کے کوتوال نے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ اس لئے وہ قاشان چلا گیا مگر راستے میں ہی اس کے

بھائی محمود کے بھیجے ہوئے لشکر نے روک دیا۔ اس لئے وہ خراسان کی طرف چلا گیا مگر وہاں بھی اسے ملک شاہ نے آنے نہیں دیا اس لئے وہ بے بس ہو گیا اور بند خجین ۱ میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

سلیمان کی خلیفہ کے پاس حاضری!۔۔۔ یہاں سے اس نے خلیفہ بغداد کی خدمت میں اطاعت کا پیغام بھیجا اور اطاعت سے توبت کے طور پر وہاں اپنے اہل و عیال کو وہاں بھیج دیا اور خود بھی آنے کی اجازت مانگی چنانچہ خلیفہ نے اس کے اہل و عیال کا خیر مقدم کیا اور اسے بھی بغداد آنے دیا چنانچہ یہ تین سو افراد کے ساتھ وہاں پہنچا جہاں خلیفہ کے وزیر نے اس کا استقبال کیا اور جلوس کی شکل میں خلیفہ کے پاس لایا اس جلوس میں قاضی القضاۃ بھی شامل تھا ۵۵۵ھ کے آخر میں سلیمان شاہ کو خلعت فاخرہ سے نوازا گیا۔

سلیمان شاہ کی پیش قدمی: کچھ دن کے بعد سلیمان شاہ محل خلافت میں حاضر کیا گیا اور قاضی القضاۃ اور رجاں سلطنت کے سامنے اسے عت کا حنف اٹھایا اور پھر بغداد کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسے اس کے باپ کے القاب عطا کئے گئے پھر حمزہ دیا گیا کہ اس دو تین ہزار مسلم سو ر دیئے جائیں لہذا وہ ان کے ساتھ ۵۵۵ھ کے ماہ ربیع الاول میں کوہستان عجم کی جانب روانہ ہو گیا سلیمان تو حصون میں ٹھہر رہے تھے جبکہ ملک شاہ سے (جو ہمدان کا حاکم تھا) فوجی مدد مانگی، چنانچہ اس نے دو ہزار سپاہی بھیجے، جس کے صلے میں سلیمان شاہ نے اسے اپنا ولی عہد بنا دیا۔ خلیفہ نے ان دونوں حکام کی ماں و دولت اور ہتھیاروں سے مدد کی پھر رے کا حکمران ایلدکزان کے گروپ میں مل گیا اس طرح ایک بڑا لشکر بن گیا۔

سلیمان شاہ کی ناکامی اور گرفتاری: سلطان محمد نے سلیمان شاہ کے خلاف موصل کا حاکم قطب الدین مودود وراس کے نائب زین الدین علی بن کوہک سے مدد مانگی چنانچہ انہوں نے فوجی کمک بھیج دی، پھر سلطان محمد سلیمان شاہ سے لڑنے کے لئے روانہ ہو گیا، مگر اس لڑائی میں سلیمان شاہ کو ناکامی کا سامن کرنا پڑا فوج منتشر ہو گئی اور ایلدکزان بھی اسے چھوڑ کر چل دیا۔ پھر سلیمان شاہ شہر زور سے ہوتا ہوا بغداد کے لئے روانہ ہو گیا زین الدین کوہک کو اس کی اطلاع ملی تو وہ موصل سے فوج لے کر چلا اور شہر زور میں گھات لگا کر بیٹھ گیا اس کے ساتھ امیر اریق بھی تھا۔ چنانچہ جب سلیمان کا گذر وہاں سے ہوا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور موصل لے جا کر احترام کے ساتھ اسے نظر بند کر دیا اور اس کی اطلاع سلطان محمد کو بھیج دی۔

سلیمان شاہ کی تخت نشینی: مگر ۵۵۵ھ میں سلطان محمود بن محمد کا انتقال ہو گیا تو ہمدان کے معززین نے اتالیق قطب الدین کو پیغام بھیجا کہ ہم سلیمان شاہ کی بادشاہت چاہتے ہیں انہوں نے اس قسم کا معاہدہ بھی کیا تھا اس لئے قطب الدین نے اسے شاہوں کے انداز سے رخصت کیا و زین الدین کوہک کی کمین میں موصل کی فوج کو ہمدان تک چھوڑ کر آنے کا حکم دیا بلاداجمل کے نزدیک وہاں کی فوج اس کے استقبال کو پہنچی اور اپنے نئے بادشاہ کو لے گئی۔ اس حالت میں زین الدین کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا تو وہاں سے اپنی فوج لے کر موصل واپس آ گیا اور سلیمان شاہ ہمدان چھو گیا۔

نور الدین محمود کی جہادی سرگرمیاں: نور الدین محمود نے حلب کی فوج لے کر قلعہ حارم کے انگریزوں کا محاصرہ کر دیا پہلے تو انگریز اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے مگر بعد میں مقابلہ کرنے سے ڈر گئے اور لڑنے سکے جس سے محاصرہ طول پکڑ گیا اور نور الدین واپس آ گیا۔ اس کے بعد اس نے ۵۵۸ھ میں طرابلس پر قبضے کے لئے پیش قدمی کی مگر جب حصن الاکراد کے نیچے بقیصہ نامی میدان میں پہنچا تو یہاں انگریزوں کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑ گیا۔

پھر سلطان نور الدین اپنی فوج کے ساتھ بحیرہ قطیفہ پہنچ گیا جو کہ حمص کے قریب ہے وہیں اس کی ہزیمت یافتہ فوجیں بھی پہنچ گئی تھیں۔ اس کے بعد نور الدین نے حلب سے رزم، خیمے اور دیگر فوجی ساز و سامان جمع کیا اور فوج میں موجود خامیاں دور کیں۔ اتنے میں انگریزوں کو یہ علم ہو گیا کہ وہ حمص میں موجود ہے مگر وہ اس کے مقابلہ پر نہیں آئے اور صلح کی درخواست کی مگر سلطان نے یہ درخواست رد کر دی، اس لئے انگریز قلعہ حصن الاکراد میں محصور فوج مقرر کر کے وہاں سے نکل گئے۔

غریب اور مذہبی طبقے کے جہادی کردار کا اعتراف:۔۔۔۔۔ اس جنگ میں ایک شخص ابن نصری کو نور الدین نے معزول کر دیا کیونکہ جہاد سے

اخراجات زیادہ ہونے کی وجہ سے اس نے غرباء، علماء اور قراء اور خانقاہی بزرگوں کو زیادہ انعام دینے سے انکار کر دیا تھا اس پر سلطان نور الدین بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم مجھے صرف انہی لوگوں کی وجہ سے نصرت اور فتح کی امید ہے کیونکہ یہ لوگ بھی میرے ساتھ جہاد کرتے ہیں دن میں میدان میں آکر لڑتے ہیں اور رات کو میری حمایت میں دعاؤں کے تیر چلاتے ہیں اس لئے میں یہ اخراجات بند نہیں کر سکتا بیت اہل میں ان کا حق ہے اس لئے حق تلفی کرنا میرے بس میں نہیں۔

مسلم متحدہ محاذ: اس کے بعد نور الدین نے صلیبیوں سے انتقام لینے کی تیاری کی کچھ انگریز افواج مصر کی جانب روانہ ہوئی تھیں۔ لہذا اس نے موقع غنیمت جانا کہ ان کے شہروں پر حملہ کر دیا جائے چنانچہ جہاد میں مدد کے لئے اس نے کچھ مسلم حکام کے پاس پیغام بھیجا۔ ان میں یہ لوگ شامل تھے (۱) قطب الدین مودود امیر موصل، (۲) فخر الدین قرار گورنر کیفا، (۳) نجم الدین ولی امیر ماردین۔

چنانچہ یہ سب امراء مل کر اس ترتیب سے روانہ ہوئے کہ درمیان میں اس کا بھائی قطب الدین اور اگلے حصے میں سپہ سالار زین الدین کو جب اور اس کے پیچھے کیفا کا گورنر تھا۔ نجم الدین نے بھی ماردین سے فوج بھیجی تھی۔ جب ساری امدادی فوجیں آگئیں تو سلطان نور الدین نے ۵۵۹ھ میں قلعہ حارم کی طرف پیش قدمی کی اور اس کے قلعہ پر بمبھقئیں لگا دیں۔

صلیبیوں کی اتحادی افواج:..... اس جنگ کے لئے شام کے ساحلی علاقوں میں جو صلیبی حکام باقی تھے، وہ سب اکٹھے ہو گئے ان میں سب سے آگے، اٹاک کیہ کا حکمران اسمند بن برنس، طرابلس کا حاکم قمص، اور جو سلین کا بیٹا بھی تھا ان کے علاوہ دوسرے عیسائی اقوام سے بھی مدد مانگی گئی اور وہ شامل ہو گئے تھے اس لئے نور الدین قلعہ حارم کا محاصرہ چھوڑ کر ارتاج کی طرف چلا گیا۔

اتحادی افواج کی ناکامی:..... یہ دیکھ کر صلیبی افواج نے جنگ کا خیال چھوڑ دیا اور قلعہ حارم کی طرف لوٹے مگر سلطان کی فوج نے ان کا پیچھا کیا اور ان سے جنگ چھیڑ دی اس لئے انہوں نے حلب کی فوج پر حملہ کر دیا۔ کیفا کا گورنر میمنہ میں تھا اسے شکست ہو گئی چنانچہ صلیبی اس کا تعاقب کرنے لگے ایسے میں زین الدین کو جب نے موصل کی فوج لے کر صلیبی صفوں پر حملہ کیا اور ان کا زبردست نقصان ہونے لگا تو صلیبیوں نے میمنہ کا پیچھا چھوڑ دیا اور جب وہ اپنی صفوں تک آئے تو جنگ کا رخ ان کی سمت پلٹ گیا اور انہیں زبردست شکست ہو گئی۔

کفر کے سرداروں کی گرفتاری:..... سلطان جنگ سے فارغ ہو کر صلیبی سرغنوں کو گرفتار کرنے میں مصروف ہو گیا، گرفتار ہونے والوں میں برنس سمند اور قمص بھی شامل تھے چونکہ اٹاک کیہ فوج سے خالی تھا اس لئے مسلمان حکمرانوں نے اس پر قبضے کے لئے دستے بھیجنا چاہے مگر نور الدین نے انہیں روک دیا۔

صاحب بصیرت نور الدین (نور الدین کی یہ ممانعت اس کی سیاسی بصیرت کی غمازی کرتی ہے) کہ اس نے یہ کہا کہ اٹاک کیہ پر حملہ کرنے کی صورت میں مجھے خطرہ اس بات کا ہے کہ اٹاک کیہ والے شہر کو شاہ روم کے حوالے نہ کر دیں کیونکہ سمند ان کا بھانجہ ہے اور ہمارے لئے اسمند کے پڑوس میں رہنا بہتر ہے شاہ روم کا پڑوس اچھا نہیں اس کے بعد اس نے حارم کو فتح کر لیا۔

قلعہ بانیاں کی فتح: سلطان نور الدین نے جب حارم کا قلعہ فتح کیا تو اس نے موصل اور کیفا کی افواج کو اپنے اپنے علاقوں پر واپس جانے کی اجازت دے دی اور خود بانیاں فتح کرنے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔ یہ علاقہ ۵۶۲ھ سے صلیبیوں کے زیر کنٹرول تھا پھر اس نے طبرہ کی طرف راستہ تبدیل کر دیا اس لئے صلیبیوں نے اس سے اپنا بچاؤ شروع کر دیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر نور الدین نے ان کی مخالف سمت سے بانیاں کی طرف پیش قدمی کی کیونکہ اس وقت اس کی محافظ افواج کی تعداد کم ہو چکی تھی۔ پھر سلطان نے ذوالحجہ میں اس کا محاصرہ اور جنگ کر دیا اس کے ساتھ اس کا بھائی نصیر الدین امیران بھی جنگ میں شریک تھا دوران جنگ اس کی آنکھ میں تیر لگ گیا۔

یہ حالت دیکھ کر انہوں (صلیبیوں) نے جنگ کی تیاری شروع کر دی ابھی فوجیں جمع نہیں ہونے پائی تھیں کہ سلطان نے یہ قلعہ فتح کر لیا اور وہاں سپاہی مقرر کر دیئے اور ہتھیار بھی اکٹھے کر لئے۔ صلیبیوں پر اتنا زیادہ خوف طاری ہو گیا کہ انہوں نے طبرہ کی حکومت میں اسے آدھے کا، ملک بن

دیا اور اس نے باقی آدھے پر ٹیکس عائد کر دیا۔

منیطرہ پر صلیبی قبضہ: مصر جانے والے صلیبی حکمرانوں کے پاس حارم اور بانیاس پر قبضے کی اطلاعات پہنچیں مگر وہ اس سے پہلے یہ علاقے فتح کر چکا تھا اس نے نورالدین دمشق واپس چلا گیا۔ اس کے بعد صلیبیوں نے اچانک قلعہ منیطرہ پر حملہ کر کے اسے ۱۱۵۷ء میں فتح کر لیا۔ پھر جب وہ اس قلعہ کو فتح کر چکا تھا تو صلیبی اپنی فوجیں جمع کر کے پہنچے مگر اب ان کے لئے یہ قلعہ واپس لینا ناممکن تھا لہذا بے نیل و مرام لوٹ گئے۔

فاطمی حکومت کا زوال: اس زمانے میں مصر کی فاطمی خلافت کو زوال آ گیا تھا اس کے وزیروں نے اپنے خلیفہ پر غلبہ حاصل کر لیا تھا آخری وزیر شاہ و سعدی تھا۔ اسے صالح بن رزیک نے قوس ۱۱ کا حکمران بنایا تھا مگر بعد میں اسے شرمندگی ہوئی۔ جب صالح بن رزیک جو مصر کا خود مختار حکمران تھا انتقال کر گیا تو اس کا بیٹا رزیک اس کا جانشین بنا اور اس نے قوس کی حکومت سے معزول کر دیا مگر وہ اس پر راضی نہ تھا لہذا اس نے فوج کٹھی کر کے قاہرہ پر کنٹرول کر لیا۔ اور رزیک کو قتل کر دیا پھر خلیفہ عاضد پر حاوی ہو کر خود مختار حکمران بن گیا۔ اور امیر الجیش کا لقب ختم کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۱۵۸ء کے ہیں۔ اس کے وزیرت کے سات ماہ کے بعد ہی دربان ضرغام نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے قاہرہ سے بھاگ دیا۔

مصر پر زنگی کا حملہ: شاہ و یہاں سے شام گیا اور نورالدین زنگی کے پاس اپنی فریاد لے کر پہنچا اور مدد مانگی، مدد کے بدلے مصری محصوراتیں فیصد دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ زنگی کی فوج بھی مستقل وہاں رہے گی۔

لہذا سلطان زنگی نے اپنے امیر شیرکوہ کو منتخب کیا اور اس نے لشکر تیار کر کے ۱۱۵۹ء میں مصر کی طرف کوچ کر دیا نورالدین اس کے بعد صلیبی علاقوں کی جانب روانہ ہو گیا تاکہ وہ شیرکوہ سے نہ لڑ سکیں۔ اسد شیرکوہ شاہ و کے ساتھ روانہ ہوا اس کے ساتھ اس کا بھتیجہ صالح ابن ایوبی بھی تھا جب یہ لشکر بلبیس تک پہنچا تو ضرغام کا بھائی ناصرالدین فوج لے کر حملہ آور ہوا مگر شکست کھا کر قاہرہ چلا گیا اسد شیرکوہ نے اس کا پیچھا کر کے اسے سیدہ نفیسہ کے مزار کے پاس قتل کر دیا اور اس کا بھائی بھی مارا گیا۔

شاہ و کی بد عہدی: اس کے ساتھ شاہ و کو وزارت پر بحال کر دیا اور اسد شیرکوہ نے شہر کے باہر قیام کیا اور شاہ و کے وعدہ پورا کرنے کا انتظار کرتا رہا مگر شاہ و نے بد عہدی کی اسے کہہ کر وہ حمص واپس چلا جائے مگر شیرکوہ نے اپنی مقرر شدہ ٹیکس کی رقم لینے پر اصرار کیا پھر بلبیس اور مشرقی علاقوں پر قبضہ کر لیا چنانچہ شاہ و نے صلیبی افواج سے مدد مانگ لی لہذا وہ فوراً روانہ ہو گئے۔

نورالدین کا خروج: صلیبی نورالدین سے خائف تھے اس لئے مصر فتح کرنا چاہتے تھے۔ ادھر سلطان نورالدین دمشق سے روانہ ہوا تاکہ صلیبیوں کی پیش قدمی کو روکے مگر وہ نہیں روک سکے اور اپنے شہروں پر محافظہ دے کر چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ جب صلیبی مصر کے قریب پہنچے تو اسد شیرکوہ مصری علاقے سے روانہ ہو گیا اور مصری اور صلیبی افواج نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

صلیبیوں سے شیرکوہ کی صلح: ان افواج نے تین ماہ تک محاصرہ جاری رکھا اور صبح و شام جنگ لڑتے رہے جب صلیبیوں کو یہ اطلاع ملی کہ قلعہ حارم اور دوسرے علاقوں میں انہیں شکست ہوئی ہے تو انہوں نے اسد شیرکوہ سے صلح کی بات چیت شروع کر دی مگر اپنی شکست کی خبریں چھپائے رکھیں لہذا شیرکوہ نے صلح کر لی اور مصری علاقہ چھوڑ کر شام چلا گیا راستے میں صلیبی افواج گھات میں بیٹھی رہیں مگر وہ راستہ بدلتا ہوا اللہ کے فضل و کرم سے اپنے علاقے میں پہنچ گیا۔

مصر پر شیرکوہ کا دوبارہ حملہ: سلطان نورالدین نے ۱۱۶۲ء میں شیرکوہ کو دوبارہ مصر بھیجا اور وہ لشکر کے ساتھ قاہرہ کے مغربی جانب سے آیا اور نیل کے ساحل پر جیزہ کے مقام پر اتر اور قاہرہ کا پچاس دن تک محاصرہ کئے رکھا، شاہ و نے صلیبیوں سے مدد مانگ لی اور خود اس کے مقابلے سے مصر کے بالائی علاقے میں پہنچا دونوں فریق کی جنگ ہوئی تو اسد شیرکوہ نے مصریوں کو شکست دیدی اور اسکندریہ کی سرحد پر جا کر اسکندریہ کو فتح کر کے وہاں

صلاح الدین کو گورنر مقرر کیا اور دوبارہ واپس آ کر مصر کے بالائی علاقہ صعید میں بتاہی مجاوی۔

فریقین کی پھر صلح اوہر مصری اور انگریز افواج نے پیش قدمی کر کے اسکندریہ میں صلاح الدین کا محاصرہ کر لیا مگر جب اسد شیر کوہ اپنی فوج کروہاں پہنچی تو فرنگی افواج صلح کرنے پر تیار ہو گئیں۔ چنانچہ صلح کے بعد شیر کوہ شام واپس آ گیا اور ان کے لئے اسکندریہ چھوڑ دی۔

مصر پر صلیبی قبضہ: شور کے بیٹے شجاع نے نور الدین کو لکھا کہ اس نے دوسرے امراء مصر کے ساتھ اس کی اطاعت قبول کر لی ہے پھر مصر پر صلیبی افواج کا تسلط قائم ہو گیا اور انہوں نے باقاعدہ اپنا ”شحنہ“ (انسپکٹر جنرل پولیس) بھی مقرر دیا قاہرہ کے دروازے بھی ان کے کنٹرول میں تھے لہذا انہوں نے شام میں اپنے حکمران کو مصر فتح کرنے پر تیار کر لیا انہوں نے اہل مصر پر ٹیکس بھی لگا دیا تھا یہ صورتحال دیکھ کر سلطان نور الدین نے فوری اقدامات کئے اور ۵۶۲ھ کے موسم بہار میں اسد شیر کوہ کو دوبارہ حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے مصر پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور شاد کو قتل کر کے صعیبوں کو مصر سے نکال دیا خلیفہ عاضد نے پہلے کی طرح اس کو خود مختار وزارت پیش کر دی پھر کچھ عرصے کے بعد اسد شیر کوہ کا انتقال ہو گیا۔

صلاح الدین حاکم مصر: شیر کوہ کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا صلاح الدین ایوبی صعیب مصر میں اس کا جانشین بنا، مگر وہ بدستور سلطان نور الدین کا مطیع و فرمانبردار رہا، اور پھر جب خلیفہ عاضد کا انتقال ہوا تو سلطان نور الدین نے صلاح الدین ایوبی کو یہ حکم بھیجا کہ مصر میں عباسی خلافت کا سلسلہ شروع کیا جائے اور خلیفہ مستغنی کے نام کا خطبہ پڑھوایا جائے، ایک دوسری روایت یہ ہے کہ فاطمی خلیفہ عاضد کی زندگی میں ہی یہ حکم بھیج دیا تھا اور پچاس دن کے بعد خلیفہ عاضد مر گیا تو اس کے بعد خلافت عباسیہ کا خطبہ وہاں پڑھوایا گیا اس طرح مصر میں سلطنت فاطمیہ اور خلافت کا خاتمہ ہو گیا یہ واقعہ ۵۶۲ھ میں پیش آیا۔

اس سے پہلے سلطان نور الدین اور قونیہ کے حکمران قلیج ارسلان بن مسعود کا جھگڑا ہو گیا تھا مگر صالح بن رزیک نے قلیج ارسلان کو فتنہ سے روک دیا تھا۔

نور الدین زنگی کے کارنامے:..... سلطان نور الدین نے ۵۶۲ھ میں جہاد کے لئے لشکر مرتب کیا اور اپنے بھائی قطب الدین کو موصل سے بویا تو وہ اس کے پاس حمص میں پہنچا پھر وہ دونوں بھائی فوج لے کر صلیبی علاقوں میں داخل ہوئے جب وہ حصن الاکراد سے گزرے تو اس کے آس پاس کا علاقہ تباہ کر دیا پھر انہوں نے عرقہ کا محاصرہ کیا اور ”حکہ“ کو دیران کر کے رکھ دیا مسلمانوں نے عریمہ اور صافیتا بھی فتح کر لئے۔ کچھ سرایا بھی اس نے بھیجے جو صعیبوں کو نقصان پہنچا کر حمص لوٹ آئے اور وہاں ماہ رمضان تک رکے رہے، پھر قلعہ بانیاس منتقل ہو گئے اس کے بعد انہوں نے قلعہ ہونین پر حملہ کیا تو وہاں انگریز بھاگ گئے۔ سلطان نے اس قلعہ کی تفصیل تو ذکر اس میں آگ لگادی۔ پھر اس نے بیروت کا رخ کیا تو اس کا بھائی قطب الدین موصل چلا گیا۔ لہذا سلطان نے اسے ”رقہ“ کا علاقہ دیدیا۔ پھر شہر نج میں غازی بن حسان باغی ہو گیا تو سلطان نے فوج بھیج کر اس پر قبضہ کر لیا اور علاقہ اس کے بھائی قطب الدین نیال بن حسان کو دیدیا۔ چنانچہ یہ شہر اسی کے زیر کنٹرول رہا حتیٰ کہ اسے صلاح الدین ایوبی نے گرفتار کر لیا۔

قلعہ جہر کے احوال:..... قبیلہ بنو کلاب نے قلعہ جہر کے حکمران شہاب الدین ملک بن علی عقیلی کو گرفتار کر لیا۔ جہر کا نام پہلے دوس تھا مگر بعد میں قلعہ کے بانی کے نام پر اس کا نام جہر رکھ دیا گیا۔ جب سلطان ملک شاہ نے حلب فتح کیا تو اس نے یہ قلعہ اپنے جد امجد کو بدیہ کے طور پر دیدیا تھا اور یہ قلعہ اس کی اوراد کے قبضے میں رہا۔ پھر جب حاکم جہر ۵۶۳ھ میں شکار کے لئے نکلا تو بنو کلاب والے گھات میں تھے انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے دمشق کے حاکم فخر الدین محمود کے پاس لے گئے اس نے اسے عزت و احترام کے ساتھ نظر بند رکھا اور یہ کوشش کرتا رہا کہ وہ اپنی خوشی سے قلعہ جہر سے کن رہ کش ہو جائے مگر وہ کسی طرح رضا مند نہیں ہوا۔

چنانچہ سلطان نے امیر فخر الدین مسعود بن ابی علی زعفرانی کی کمان میں لشکر بھیجا اس نے ایک عرصے تک محاصرہ کئے رکھا مگر کامیاب نہیں ہو سکا پھر دوسرا لشکر بھی آیا اور پورے لشکر کا امیر اپنے رضاعی بھائی امیر فخر الدین ابوبکر الدایہ کو مقرر کیا جو اس کے بڑے امراء میں سے تھا اس کا محاصرہ بھی کامیاب نہیں رہا اس نے دوبارہ اس کے حاکم کے ساتھ اچھا سلوک کیا گیا چنانچہ اس مرتبہ وہ رضا مند ہو گیا تو سلطان نور الدین نے سروج اور اس کے



کچھ وقت سے دیدیئے۔ ان کے ساتھ ساتھ حلب کا میدان، شہر مراغہ اور بیس ہزار دینار بھی دیئے اس طرح قلعہ بصرہ فتح ہوا اور ۵۶۴ھ میں یہاں سے بنو مالک کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

موصل کے اہم واقعات: پہلے گزر چکا ہے اتالیق زنگی کا موصل میں نائب نصیر الدین بھری تھا، جس وقت عماد الدین زنگی موصل سے باہر تھا تو سلطان محمود کے بیٹے الپ ارسلان نے ۵۳۹ھ میں موصل کی سلطنت کے حصول کے لئے اسے قتل کر دیا تھا پھر جب سلطان زنگی اسیرہ کے محاصرے سے واپس آیا تو اس نے اس کے بھائی زین الدین علی بن کشمگین کو موصل کے قلعے میں نائب بنادیا تھا، یہ اتالیق زنگی اس کے بیٹے غازی اور قطب الدین کے زمانے میں ۵۵۸ھ تک ان کے وزیر جمال الدین محمد بن علی اصفہانی کے ساتھ اپنے عہدے پر برقرار رہا۔ اس نے اسے نظر بند کر دیا تھا اور وہ وزیر نظر بندی کے دوران ہلاک ہو گیا تھا، اس کی لاش مدینہ منورہ لائی گئی، اسے وہاں ایک خانقاہ میں دفن کیا گیا جو اس نے اس مقصد کے لئے تیار کر لی تھی اس کی وفات قطب الدین کے بیٹے سیف الدین کے زمانے میں ہوئی اور اس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے جدو مدین بوالحسن کا اس عہدے پر تقرر کر دیا۔

زین کی خود مختاری: زین الدین بن علی کشمگین جو کہ اس جگہ میں مشہور تھا قطب الدین کے دور میں خود مختار ہو گیا تھا اور مستقل طور پر سلطنت کا منتظم تھا اس کے قبضے میں اکثر شہر جاگیر کے طور پر آگئے تھے جن میں یہ شہر اور قلعے شامل تھے اربل شہر زور بکاریہ کے قلعے مشد عم دیہ جمد یہ تکریت سنجر وغیرہ زین الدین نے اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کے ذخائر اربل منتقل کر دیئے تھے اور خود نائب کی حیثیت سے قلعہ موصل میں رہتا تھا، ضعیف العمری اور سماعت و بصارت سے محروم ہونے کے باعث اس نے موصل چھوڑ کر اربل جانے کا پروگرام بنایا اور اپنے تمام زیر کنٹرول علاقے قطب الدین کے حوالے کر دیئے اور ۵۶۴ھ میں اربل چلا گیا۔

فخر الدین عبدالمسیح کی تقرری: قطب الدین نے اس کے بجائے فخر الدین عبدالمسیح کو متعین کیا جو اس کے دادا تائب زنگی کا زاد کردہ غلام تھا اس نے اسے اپنی سلطنت کا حکمران بنایا، چنانچہ وہ قلعہ میں مقیم ہو گیا اور اسے دوبارہ تعمیر کیا کیونکہ زین الدین نے اسے تعمیر نہیں کیا تھا۔

نجم الدین ایوب کی روانگی: ۵۶۵ھ میں غازی صلاح الدین نے سلطان نور الدین محمود کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس کے والد نجم مدین ایوب کو اس کے پاس بھیج دے، چنانچہ نور الدین نے اس کے والد کو ایک فوجی دستہ کی نگرانی میں بھیج دیا اس قافلے میں بہت سے تاجروں اور سلطان صلاح الدین کے ساتھی بھی شامل ہو گئے۔

قلعہ کرک کا محاصرہ:..... سلطان نور الدین کو خیال آیا کہ اس قافلہ کا وہ راستہ جو صلیبی انگریزوں کے علاقے سے گذرتا ہے وہ خطرناک ہے اس لئے اس کی فوجیں قلعہ کرک کی طرف بڑھیں اس قلعہ کی بنیاد پرنس ارقاط نے رکھی تھی،

اور اسے نہایت اہم جنگی نوعیت کا قلعہ بنادیا تھا اس لئے سلطان نور الدین نے اس کا محاصرہ کر لیا صلیبیوں نے بھی اس کے مقابلے کے لئے فوجیں جمع کرنا شروع کیں مگر سلطان نور الدین نے ان کی فوجوں کے جمع ہونے سے پہلے ہی ان کے ہر اول دستے کی فوج پر حملہ کر دیا، فرنگی فوجوں نے مقابلہ نہیں کیا اور وہ الٹے پاؤں بھاگ گئیں لہذا سلطان نے ان کے شہروں پر حملہ کر کے انھیں تباہ کر دیا، راستے میں جو قلعے نظر آئے انھیں بھی تباہ اور ویران کر دیا، اس کے بعد مسلمانوں کے علاقے میں پہنچ کر حوشب نامی جگہ پر مقیم ہوا، یہاں سے سلطان نے نجم الدین ایوب کو مصر روانہ کیا، چنانچہ وہ ۵۶۵ھ کے درمیانی عرصے میں مصر پہنچ گیا جہاں فاطمی خلیفہ عاضد سوار ہو کر اس کے استقبال کے لئے باہر آیا ہوا تھا۔

صلیبی سردار کا قتل: جب سلطان نور الدین شیرا میں تھا تو وہ قلعہ اکبرہ کے گورنر شہاب الدین محمد بن الیاس ابن ابی الغازی بن ارق سے ملنے کے لئے روانہ ہوا، چنانچہ جب وہ ”بلبلک“ کے قریب پہنچا تو اسے صلیبی فوجوں کا ایک دستہ ملا جسے اس نے جنگ کر کے شکست دیدی اور انھیں تباہ کر دیا، پھر جنگی قیدی اور مقتولوں کے سر سلطان نور الدین کے پاس لائے گئے تو اس نے ان کٹے ہوئے سروں میں حصن لایا اور ان کے صلیبی حکمران استبان (استبار کے سردار) کا سر پہچان لیا جو مسلمانوں کے لئے بہت خطرناک تھا۔

قیامت خیز زلزلے۔ ابھی سلطان نور الدین اسی جگہ تھا کہ اسے ان زبردست زلزلوں کی خبر ملی جو شام، موصل، الجزیرہ، اور عرق سے تمام علاقوں میں آئے تھے اور ان کی وجہ سے ان علاقوں کے اکثر شہر تباہ اور ویران ہو گئے تھے نور الدین نے ان تمام تباہ شدہ علاقوں کا گشت کیا اور کئی جگہ دیگر تمام علاقوں کی تعمیر و مرمت کا کام کرایا، یہاں تک کہ اس کی انتھک کوششوں کی بدولت تمام تباہ شدہ علاقے ٹھیک ہو گئے، صیب پرست انگریزوں نے بھی اپنے شہروں کی تعمیر و مرمت کر لی کیونکہ انھیں سلطان نور الدین کے حملوں کا خوف تھا۔

موصل میں غازی کی حکومت: موصل کا حکمران قطب الدین کا بیٹا مودود کا ماہ ذوالحجہ ۵۶۵ھ میں انتقال ہو گیا اس نے سب سے اکیس سال حکومت کی تھی، اس نے اپنا ولی عہد اپنے بڑے بیٹے عماد الدین کو بنایا تھا، اس وقت حکومت کا منتظم فخر الدین عبد المسیح تھا، وہ نور الدین محمود کا بہت فرما نبرہ اور عماد الدین سے اس کی ناراضگی کا اسے علم تھا، اس لئے اس نے اس کی جگہ اس کے بھائی سیف الدین غازی کو اس کی مدد خاتون بنت حسام الدین بن ایغازی کے مشورے اور حمایت سے موصل کا گورنر بنادیا، عماد الدین مدد مانگنے کے لئے اپنے چچا کے پاس چلا گیا، اس طرح فخر الدین عبد المسیح موصل کا خود مختار حکمران بن گیا اور وہی اس کے سیاہ و سفید کا مالک بن گیا۔

نور الدین کے حملے:۔۔۔ جب سیف الدین غازی بن قطب الدین غازی موصل کا برائے نام بادشاہ رہ گیا اور فخر الدین عبد المسیح اس پر حاوی ہو گیا تو اس کی خود مختاری کی اطلاع پر نور الدین محمود کو بہت غصہ آیا، اس لئے وہ اس کے خلاف لشکر لے کر موصل کی طرف روانہ ہوا، اس نے ۵۶۶ھ کے شروع میں قلعہ ہجر کے قریب دریائے فرات کو عبور کیا اور شہر رقعہ پر حملہ کر کے اسے فتح کیا اس کے بعد شہر نصیبین کو فتح کیا، یہ سب موصل کے ماتحت تھے۔

کیف کا گورنر نور الدین محمد بن قرا ارسلان بھی اس کی مدد کے لئے آگیا پھر اس نے سنجار کی طرف پیش قدمی کر کے اس کا محاصرہ کر دیا اور اس کو فتح کر کے اپنے بھتیجے عماد الدین بن قطب الدین کے حوالے کر دیا، اس دوران اسے موصل کے امراء کے خطوط ملے جس میں اس کی حمایت کی گئی تھی، اس لئے وہ تیز رفتاری کے ساتھ شہر ”کلک“ پہنچا، پھر اس نے دریائے دجلہ عبور کر کے موصل کی مشرقی سمت قلعہ ”نینوا“ میں قیام کیا اب اس کے اور موصل کے درمیان صرف دریائے دجلہ رکاوٹ تھا ان ہی دنوں موصل کی فسیل میں بھی بڑا سوراخ ہو گیا تھا۔

موصل کا محاصرہ:۔۔۔ ادھر موصل میں سیف الدین غازی نے اپنے بھائی عز الدین مسعود کو ان بلاد الجبل، آذربائیجان، اصفہان اور رے کے حکمران اتابک شمس الدین کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس کے چچا نور الدین کے خلاف اس کی مدد کرے، اس لئے اس نے اپنے مشیر ایدک ز کو نور الدین کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے موصل پر حملہ کرنے سے روکے، نور الدین نے اس کا سخت جواب دیا اور موصل کا محاصرہ کر لیا، ادھر موصل کے تمام امراء سلطان نور الدین کی اطاعت پر متفق ہو گئے۔ چنانچہ فخر الدین عبد المسیح بھی اس شرط پر ہتھیار ڈالنے پر تیار ہو گیا کہ اس کا بھتیجہ سیف الدین اپنے عہدے پر برقرار رہے گا۔

نور الدین کا موصل پر قبضہ: نور الدین نے اس کی یہ شرط قبول کر لی مگر یہ حکم دیا کہ وہ خود موصل چھوڑ کر اس کے ساتھ شام چلے، جب یہ معاہدہ فریقین میں ہو گیا تو نور الدین نے ۵۶۶ھ کے ماہ جمادی الاول میں موصل پر قبضہ کر لیا اور شہر میں داخل ہو گیا پھر اس نے قلعہ کا غلام ایک فصی غلام کو مقرر کیا جس کا نام مشکین تھا اسے سعد الدین کا لقب دیا گیا۔

موصل کی جامع مسجد کی تعمیر: سلطان نے اس کے بھتیجے سیف الدین کو اس کے عہدے پر برقرار رکھا جب سلطان موصل کا محاصرہ کئے ہوئے تھا تو عبسی خیفہ المستفی کی طرف سے اس کے پاس خلعت شاہی پہنچی پھر اس نے موصل میں جامع مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا جو اس کے نام سے مشہور ہوئی۔

دیگر انتظامات: سلطان نے سیف الدین (عبد المسیح فخر الملک کے بھتیجے) کو حکم دیا کہ وہ مشکین کو تمام امور سلطنت میں مشورہ دیا کرے، اس نے اپنے بھائی قطب الدین کے (بڑے) بیٹے عماد الدین کو سنجار کا علاقہ جاگیر میں دیدیا اس کے بعد وہ شام واپس چلا گیا۔

جہاد کے لئے پیش قدمی: غازی صلاح الدین ماہ صفر ۵۶۹ھ میں مصر سے صلیبی علاقوں میں جہاد کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور قلعہ

شوبہ پر حملہ کیا وہاں کے باشندوں نے ہتھیار ڈالنے کے لئے دس دن کی مہلت مانگی جو دیدی گئی، سلطان نورالدین کو بھی (س کے جہاں) اطلاع مل گئی تھی اس نے بھی دمشق کے دوسرے راستے سے صلیبیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے پیش قدمی کی۔

صلاح الدین کا اندیشہ: ...سلطان صلاح الدین کو جب یہ اطلاع ملی تو اس کے ساتھیوں نے اسے یہ مشورہ دیا کہ "اگر آپ سلطان نورالدین صلیبیوں کے خلاف مدد کریں گے تو جب صلیبی کمزور ہو جائیں گے تو اس کے بعد سلطان نورالدین آپ کے خلاف بڑھے گا، اس صورت میں آپ اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے، چنانچہ صلاح الدین نے قلعہ شوبہ کا محاصرہ ملتوی کر کے مصر واپس چلا گیا، اس نے سلطان نورالدین کو یہ معذرت نامہ بھیجی کہ اسے اطلاع ملی تھی کہ بعض شرارتی امراء اس کے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں (اس لئے وہ مصر واپس چلا گیا) مگر سلطان نورالدین نے اس کا یہ معذرت نامہ قبول نہیں کیا، اور اسے مصر کی حکومت سے معزول کرنے کا ارادہ کر لیا، چنانچہ اسی دوران مازی صلاح الدین نے اپنے وید اپنے مہم جو شہاب الحارمی اور دوسرے رشتہ داروں سے بھی مشورے کئے۔

تقی الدین کا مشورہ: اس کے نتیجے میں تقی الدین عمر نے اسے مشورہ دیا کہ وہ بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کر دے، مگر اس کے والد نجم الدین نے اس کا مشورہ پسند نہیں کیا اور اس سے کہا کہ "ہم میں سے کوئی نہیں جو سلطان نورالدین کا مقابلہ کر سکے" اس کے والد نے اسے یہی مشورہ دیا کہ وہ اسے فرمانبرداری کے اظہار کا خط لکھے اور اگر وہ تم سے یہ علاقہ لینا چاہے تو تم بغیر حیل و حجت کے اسے یہ علاقہ حوالے کر دینا۔

رنجش کا خاتمہ: ..... جب مجلس اختتام پذیر ہوئی تو اس کے والد نے تنہائی میں یہ بات کہی کہ تم اس گفتگو سے دوسرے امراء کے لئے دست درازی کی راہ کیوں ہموار کر رہے ہو، اگر تم یہ ہی کام کرنا چاہتے ہو تو میں پہلا وہ شخص ہوں گا جو اس کا مقابلہ کروں گا، مگر اس کے ساتھ نرمی اختیار کرنا بہتر ہے، چنانچہ سلطان صلاح الدین نے اپنے والد کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اسے نرم لہجے میں خط لکھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان نورالدین نے اس سے درگزر کیا اور اس سے لڑنے کا خیال چھوڑ دیا، لہذا مصر میں سلطان صلاح الدین کی حکومت برقرار رہی۔

صلیب پرستوں کی سرکوبی: اس کے بعد سلطان نورالدین نے فوجیں اکٹھی کیں اور صلیبیوں سے جہاد کے لئے پیش قدمی کی کیونکہ انہوں نے اس کے ملک کے باشندوں کی تجارتی کشتیاں لوٹ لی تھیں اور یہ مغالطہ دے کر عہد شکنی کی کہ وہ کشتیاں ٹوٹ گئی تھیں، سلطان نے اس کا یہ مغالطہ تسلیم نہیں کیا اور ان کے خلاف فوج کشی کر دی اور ان کے شہر اٹاکیہ اور طرابلس وغیرہ کے لئے دستے روانہ کر دیئے خود اس نے عرقہ کے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور اس کے بیرونی حصے کو ویران کر دیا، اس نے قلعہ صاحبیا اور عرقہ کی طرف فوجی دستے بھیجے اور ان دونوں قلعوں کو فتح کر کے تباہ و ویران کر دیا، پھر سلطان عرقہ سے طرابلس کی طرف روانہ ہو گیا، اور راستے میں جو صلیبی علاقے دکھائی دیئے ان کو تباہ و برباد کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلیبی خود بخود ٹھیک ہونے لگے۔ اور انہوں نے شہریوں سے لوٹا ہوا مال واپس کر دیا جو انہوں نے معزز شہریوں سے چھینا تھا اس کے بعد سلطان نورالدین ان کے شہروں کو تباہ کرنے اور ان کے مردوں کو قتل کرنے اور ان کا مال غنیمت واپس کرنے کے بعد ان سے صلح کر لی۔

فوری خبر رسانی کا انتظام: ..... سلطان نورالدین نے اس سال فوری خبر رسانی کے لئے کبوتروں کے ذریعے شام میں خبریں بھیجنے کا انتظام کیا کیونکہ اس کی سلطنت وسیع ہو گئی تھی اس لئے خبر رسانی کا انتظام کرنا ضروری تھا اس نے ایسے پرندوں کے ذریعے انتظام کرنے والوں کے لئے معقول تنخواہ مقرر کی، تاکہ یہ پرندے اپنے بازوؤں میں تیز رفتاری کے ساتھ جلد خطوط لاسکیں اور لے جائیں۔

صلیبیوں کے ساتھ جھڑپیں: اس کے بعد صلیبی دمشق کے ماتحت حوران کے علاقے پر حملہ آور ہوئے جب سلطان نورالدین ان کے مقابلے کے لئے گیا تو وہ دیہاتوں کی طرف بھاگ گئے، چنانچہ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں خوب پامال کیا، سلطان نے ... کے مقدمہ پر پڑاؤ کیا اور وہاں سے فوجی دستے بریہ کے علاقے کی طرف بھیجے، چنانچہ انہوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا، جب صلیبی فوج اس کو پہنچنے سے پہنچیں تو اس وقت تک مسلمان فوجیں واپس جا چکی تھیں چنانچہ صلیبیوں نے مسلمان فوجوں کا تعاقب کرنے کے لئے دریا عبوریہ اور اپنا چھینا ہوا مال واپس لینے کی کوشش کی تو مسلمانوں نے ان سے سخت جنگ لڑی آخر کار صلیبی ناکام ہو کر واپس چلے گئے۔

آرمینی سردار ابن لیون کے حالات:..... آرمینی سردار مطیع بن لیون جو حلب کے راستوں کا انتظام سنبھالتا تھا سلطان نور الدین کا مطیع و فرمانبردار رہا، سلطان نے اسے بار برداری اور نقل و حرکت کا منتظم بنادیا اور شام کے علاقے میں جاگیر دیدی، وہ سلطان کی فوجوں کے ساتھ جاتا اور اپنے ہم مذہب صلیبیوں کے خلاف مسلمانوں کی جنگوں میں ان کا ہاتھ بٹاتا تھا، اور جب کبھی اسے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد کی ضرورت پڑتی تو مسلمان ان کی مدد کیا کرتے۔

رومی علاقے پر قبضہ: ابن لیون کے علاقے (آرمینیا) کے قریب اردن، مصیصہ اور طرس کے شہر تھے یہ شہر قسطنطنیہ کے بادشاہ روم کے قبضے میں تھے ابن لیون نے ان پر قبضہ کر لیا تھا اس لئے قسطنطنیہ کے بادشاہ نے ۵۶۱ھ کے درمیانی عرصے میں اپنے مذہبی رہنماؤں کی کمان میں ایک بہت بڑا لشکر بھیجا، ابن لیون نے سلطان نور الدین سے فوجی امداد مانگی چنانچہ سلطان نے اس کی مدد کے لئے فوج بھیج دی، اس کے بعد ابن لیون نے رومی فوجوں کے ساتھ جنگ کر کے انہیں شکست دیدی اور جنگ میں جو مال غنیمت اور قیدی ملے وہ اس نے سلطان نور الدین کے پاس بھیج دیئے اس طرح ابن لیون کی شان و شوکت اور ملکی طاقت بڑھ گئی اور شہنشاہ روم کو اپنا علاقہ واپس لینے کی امید نہیں رہی۔

رومی علاقے کی طرف یلغار: رومی علاقے (موجودہ ترکی) ملطیہ، سیواس، احضری اور قیساریہ کا حکمران ذوالنون بن محمد بن دانشمندان علاقوں کا اپنے چچا باغی ارسلان اور اس کے بھائی ابراہیم بن محمد کے بعد حکمران بنا تھا اس لئے قلیچ ارسلان بن محمد کا اس کے شہروں میں خوف و ہراس پھیلاتا رہا، حتیٰ کہ اس نے ان تمام علاقوں کو فتح کر لیا، اور ذوالنون وہاں سے بھاگ کر نور الدین کے پاس پہنچ گیا اور اس سے فریاد کی سلطان قلیچ ارسلان کو اس کے حق میں ایک سفارشی خط لکھا کہ وہ اس کے علاقے واپس کر دے مگر اس نے سلطان نور الدین کی سفارش قبول نہیں کی۔ اس لئے سلطان نے اس کے خلاف پیش قدمی کی اور ۵۶۸ھ کے ماہ ذوالقعدہ میں قلیچ ارسلان کے کچھ شہر اور اس کے درمیان کے علاقے فتح کئے ان کے نام بکسور، مہنسا، مرعش اور مرزبان تھے پھر اس نے سیواس کی طرف افواج کو روانہ کیا اور اس کو بھی فتح کر لیا۔

مشروط صلح: آخر مجبور ہو کر قلیچ ارسلان نے سلطان نور الدین سے رحم کی اپیل کی لہذا سلطان نور الدین ان شرائط پر اس کے ساتھ صلح کر لی کہ وہ صلیبی افواج کے خلاف اس کی مدد کرے گا سیواس کا علاقہ ذوالنون کے پاس رہے گا، اور وہاں سلطان نور الدین کی فوج اس کے ساتھ رہے گی، صلح کے بعد سلطان نور الدین اپنے ملک واپس چلا گیا اور اس کی وفات تک سیواس کا علاقہ ذوالنون کے قبضہ میں رہا۔

نور الدین کی بادشاہت: اس کے بعد سلطان نور الدین کا قاصد بغداد سے آیا جس کا نام کمال الدین ابوالفضل محمد بن عبداللہ شہر زوری تھا، وہ اپنے ساتھ خلیفہ المستنصر کا یہ پیغام لایا تھا، سلطان نور الدین موصل، جزیرہ، اربل، خلاط، شام، بلاد روم اور دیار مصر کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔

الکرک میں ملاقات کی تجویز: ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سلطان نور الدین اور صلاح الدین کے درمیان ناچاقی پیدا ہو گئی تھی اور سلطان نور الدین نے صلاح الدین ایوبی کو مصر کی حکومت سے ہٹانے کا پروگرام بنالیا تھا مگر سلطان صلاح الدین نے نرم رویہ اختیار کیا تھا اس لئے یہ فیصلہ ہو کہ دونوں بادشاہ آئندہ ”الکرک“ کے مقام پر اکٹھے ہوں گے اور ان دونوں میں سے جو بھی پہلے پہنچے وہ دوسرے کا انتظار کرے، چنانچہ سلطان صلاح الدین ۵۶۸ھ شوال میں مصر روانہ ہوا اور الکرک پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

صلاح الدین کا ملاقات سے گریز: جب سلطان نور الدین کو سلطان صلاح الدین کی مصر سے روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی فوجوں کی خامیوں دور گئیں اور فوج لے کر الکرک سے دو منزلوں کے فاصلے پر الرقیم کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اس خبر سے سلطان صلاح الدین کو خوف لاحق ہو گیا اور اسے خطرہ ہوا کہ ملاقات کے وقت نور الدین اسے فوجاً معزول کر دے گا، اس نے اپنے والد نجم الدین ایوب کو مصر میں اپنا نائب بنایا تھا اچانک اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کے والد کی طبیعت بہت خراب ہے لہذا اس موقع پر سلطان صلاح الدین کو سلطان نور الدین کی ملاقات سے جان چھڑانے کا اچھا موقع ہاتھ میں آ گیا اور وہ فوراً مصر واپس چلا گیا پھر اس نے فقیہ عسلی کے ہاتھ پر سلطان نور الدین کو خط بھیجا اور معذرت کی اور یہ بھی پیغام دیا کہ مصر کی حکومت اس کے لئے زیادہ اہم ہے۔

نجم الدین ایوب کی وفات:۔۔۔ جب سلطان صلاح الدین مصر پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کے والد کا انتقال ہو چکا ہے نجم الدین سواری سے زخمی ہو گیا تھا۔ گھر لے جایا گیا، چند دنوں کے بعد مادۃ الحجۃ کے آخر میں اس کا انتقال ہو گیا۔

نور الدین کے مطالبات:۔ سلطان نور الدین بھی دمشق چلا گیا اس نے اپنے ملک کے قاضی کمال الدین شہر زوری کو بغداد بھیجا کہ وہ خیفہ سے اپنے زیر کنٹرول علاقوں کی بادشاہت کا پروانہ حاصل کر سکے اس کے زیر کنٹرول علاقے مصر، شام، الجزیرہ اور موصل تھے اور دیر بکر خطہ اور بدروم نے اس کی اطاعت کو قبول کیا تھا نور الدین نے یہ درخواست بھی کی تھی کہ اس کے والد زنگی کی جو جاگیریں عراق میں تھیں وہ بھی اس سے واپس کر دی جائیں یہ جاگیریں صریقین، رے، صارب میں تھیں۔ اس نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ دریادجلہ کے کنارے موصل سے باہر اس کو پچھڑمین دیدیہ نے جہاں وہ فقہ شافعیہ کے ایک دارالعلوم تعمیر کرائے گا چنانچہ اس کے یہ تمام مطالبات منظور کر لئے گئے۔

سلطان نور الدین کی وفات:۔ سلطان نور الدین محمود بن اتابک زنگی کا ۱۱۸۹ھ میں انتقال ہو گیا اس نے سترہ سال حکومت کی اس نے سلطان صلاح الدین بن ایوب سے مصر کی حکومت چھیننے کی تیاری شروع کر دی تھی اور اپنے بھتیجے سیف الدین کی کمان میں صلیبیوں سے جہاد کے نام پر اس نے ایک بڑا لشکر بنالیا تھا اس کی سلطنت بہت وسیع ہو گئی تھی حتیٰ کہ جب سیف الدین بن ایوب حاکم بنا تو اس کے نام کا خطبہ حریمین اور یمن کی مساجد میں بھی پڑھا جاتا تھا۔

نور الدین کی سیرت:۔ سلطان نور الدین مسلمانوں کے مفادات کا خاص طور پر خیال رکھتا تھا اور نماز اور جہاد کا پابند تھا، ام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فقہی مسک سے بھی اچھی طرح واقف تھا نہایت عادل اور انصاف پسند حکمران تھا اور اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں جنگی ٹیکس نہیں لیتا تھا۔

تعمیر کی کام:۔ سلطان نور الدین نے (شام کے زلزلوں کے بعد) شام کے قلعوں کو مضبوط کیا اور اس کے شہروں پر فصیحیں تعمیر کرائیں ان میں دمشق حصص حماة شیزر، حلبک شامل ہیں۔

رفاہ عام کے کام:۔ اس نے موصل میں (عظیم الشان) جامع مسجد نوری تعمیر کرائی اس نے ہسپتال بھی تعمیر کرائے اور رستے میں سرائے اور صوفیائے کرام کے لئے خانقاہیں پورے ملک میں بنوائے اور ان کے لئے بہت سے اوقات مقرر کر دیئے چنانچہ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کے وقف کی ماہانہ آمدنی نو ہزار شامی دینار تھی۔

سلطان نور الدین علماء اور دیندار لوگوں کا بے حد احترام کرتا تھا اور ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور مجالس میں ان کے لئے بے حد محبت کا نمبر کرتا، اور ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا تھا سلطان نور الدین نہایت متواضع اور باوقار حکمران تھا۔

ملک صالح کی جانشینی:۔ جب سلطان نور الدین کا انتقال ہوا تو دمشق میں تمام امراء سپہ سالار اور ارکان سلطنت نے اکٹھے ہو کر نور الدین کے بیٹے ملک صالح اسماعیل کے ہاتھ پر بیعت کر لی وہ اس وقت گیارہ سال کا کم عمر لڑکا تھا انھوں نے اس کی اطاعت کا حلف لیا شام کی عوام نے در سلطان صلاح الدین نے مصر میں اس کی اطاعت قبول کی اور تمام ملک کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا گیا، ملک صالح کا نگران اور اس کی سلطنت کا منتظم دوسرا امیر شمس الدین محمد بن عبد الملک المتقدم بنا قاضی کمال الدین شہر زوری نے اسے یہ مشورہ دیا کہ وہ تمام معاملات میں سلطان صلاح الدین سے رجوع کیا کرے تاکہ وہ ان کی اطاعت سے روگردانی نہ کرے مگر ان لوگوں نے اس مشورہ پر توجہ نہ دی۔

حاکم موصل کی خود مختاری:۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ سلطان نے الجزیرہ فتح کر کے اپنے بھائی قطب الدین کے بیٹے سیف الدین غازی کو موصل کا گورنر بنایا تھا مگر وہ خود مختار ہو گیا تھا، سلطان نے قلعہ موصل کا گورنر سعد الدین کشمکین کو بنایا تھا سلطان نے مرنے سے پہلے ان دونوں کو ہوا یا تھا چنانچہ سیف الدین غازی اور کشمکین دونوں لشکر لے کر روانہ ہوئے راستہ میں انہیں سلطان نور الدین کی وفات کی اطلاع ملی تو اس وقت فوج کے اگلے حصے پر کشمکین فوج تھا وہ یہ خبر سن کر حلب بھاگ گیا۔

سیف الدین کی فتوحات: ... لہذا سیف الدین غازی نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور وہ نصیبین واپس چلا گیا اور اس کو فتح کر کے اپنی افواج کو خابور کی طرف بھیجا جنہوں نے یہ علاقہ بھی فتح کر لیا اس کے بعد وہ حران گیا وہاں کا حکمران سلطان نور الدین کا آزاد کردہ غلام تھا اس شہر کا چند دنوں تک محاصرہ کیا گیا پھر سیف الدین غازی نے اس شرط پر اس سے صلح کی کہ وہ (اطاعت کرنے کے بعد) اسے حران کا لک بنادے گا مگر جب اس نے اطاعت قبول کر لی اسے گرفتار کر کے حران پر قبضہ کر لیا، جب سیف الدین غازی روہا پہنچا تو وہاں کا حکمران سلطان نور الدین کا ایک خادم تھا اس نے بھی شہر اس کے حوالے کر دیا اور اس کے معاوضہ میں اسے جزیرہ ابن عمر کا قلعہ الزعفرانی دیا گیا اس کے بعد وہ بھی اس سے چھین بیٹ گیا۔

الجزیرہ پر قبضہ: پھر وہاں سے سیف الدین رقدہ اور پھر سروج پہنچا اور انھیں بھی فتح کر لیا، یوں الجزیرہ کے سارے علاقے اس نے فتح کر لئے تھے، البتہ قلعہ جعفر فتح نہیں ہو سکا تھا، کیوں کہ وہ بڑا مضبوط قلعہ تھا اور اسی طرح ”رأس عین“ بھی فتح نہیں ہو سکا تھا، کیونکہ وہ اس کے ماموں زاد بھائی قطب الدین (حاکم ماروین) کے قبضے میں تھا، شمس الدین علی بن الدلیہ حلب میں تھا وہ سلطان نور الدین کا سب سے بڑا امیر تھا اور اس کے پاس فوج بھی تھی مگر وہ سیف الدین اور فخر الدین عبدالمسیح کا مقابلہ نہیں کر سکا۔

فتح دمشق کا منصوبہ: ... سلطان نور الدین نے فخر الدین عبدالمسیح کو اپنے انتقال سے قبل سیواس میں ذوالنون بن دانشمند کے پاس بھیج دیا تھا، جب نور الدین کا انتقال ہو گیا تو وہ اپنے دوست سیف الدین غازی کے پاس چلا گیا، کیونکہ اس نے اس کو بادشاہ بنایا تھا، سیف الدین اس وقت الجزیرہ کو فتح کر چکا تھا، اس لئے فخر الدین نے اسے مشورہ دیا کہ وہ شام کا رخ کرے اس کے ایک دوسرے بڑے امیر نے اس سے اختلاف کیا مگر سیف الدین نے اسی کا مشورہ قبول کیا اور موصل واپس آ گیا۔

صلاح الدین کا پیغام: ... غازی صلاح الدین نے ملک صالح اور اس کے ارکان سلطنت کو یہ پیغام دیا کہ انھوں نے سیف الدین کے مقابلے پر اس کو کیوں دعوت نہیں دی؟ صلاح الدین نے انھیں ان خطرات کے بارے میں بتایا جو اس کی مدد کے بغیر سیف الدین کا مقابلہ کرنے سے پیدا ہو سکتے تھے، اس کے بعد شمس الدین الدلیہ نے ملک صالح کو دمشق سے حلب آنے کا پیغام بھیجا تھا کہ وہ دونوں مل کر الجزیرہ واپس لے سکیں، مگر ملک صالح کے امراء نے اس کو وہاں جانے سے منع کر دیا کیوں کہ انھیں خطرہ تھا کہ ابن الدلیہ انہیں اس پر مسلط نہ ہو جائے۔

صلیبیوں سے فتح: سلطان نور الدین کے انتقال کے بعد صلیبیوں نے پیش قدمی کر کے قلعہ بانیاں کا محاصرہ کر لیا جو دمشق کے زیر کنٹرول تھا، شمس الدین المقدم نے بھی فوجیں اکٹھی کیں اور دمشق سے روانہ ہو گیا اس نے صلیبیوں سے رابطہ کر کے انھیں سیف الدین اور صلاح الدین کے حملوں کے خطرات سے آگاہ کیا، اس لئے صلیبیوں نے اس نے دولت لے کر صلح کر لی۔

صلیب پرستوں کا خطرہ: ... سلطان صلاح الدین کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس صلح کو بہت ناپسند کیا، اس نے ملک صالح اور اس کے ارکان سلطنت کو لکھا کہ یہ بہت بری حرکت کی ہے، اس سے صلیبی حملوں کا خطرہ کم نہیں بلکہ بڑھ جائیگا۔

حلب پر حملے کا خطرہ: ... چونکہ سیف الدین غازی نے الجزیرہ کے سب علاقے فتح کر لئے تھے اس لئے شمس الدین ابن الدلیہ کو یہ خطرہ ہوا کہ وہ حلب پر بھی قبضہ کر لے گا اس لئے اس نے سعد الدین مشکین کو جو سیف الدین غازی کے پاس سے بھاگ کر وہاں آیا تھا، دمشق بھیجا تا کہ وہ ملک صالح سے اس کے دفاع کے لئے درخواست کرے، جب مشکین دمشق کے قریب پہنچا تو ابن المقدم نے اس کے خلاف فوج کا دستہ بھیج جس نے اسے لوٹ لیا اور وہ ناکام حلب سے واپس آ گیا۔

مشکین کی حکومت حلب: اس کے بعد ابن المقدم اور دمشق کے دیگر ارکان سلطنت نے یہ فیصلہ کیا کہ ملک صالح کا حلب جان زیادہ مناسب ہے، چنانچہ انہوں نے مشکین کو بلوایا اور اس کے ساتھ ملک صالح کو بھیجا جب مشکین حلب پہنچا تو اس نے ابن الدلیہ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر لیا اور رئیس حلب ابن الجشاب اور ایک اعلیٰ افسر کو بھی گرفتار کر لیا اور پھر ملک صالح کے حکم سے حلب کا خود مختار حاکم بن گیا۔



سیف الدین سے مصالحت: ابن المقدم اور دمشق کے امراء کو جب (اس کی خود مختاری) کی اطلاع ملی تو انھیں اس سے خطرہ محسوس ہوا۔ اس لئے انھوں نے سیف الدین غازی کو لکھا کہ وہ اسے دمشق کا حکمران بنانا چاہتے ہیں، مگر سیف الدین نے وہاں جانے میں تامل کیا اور وہ سمجھ کہ شاید جوئے چور ہے۔ اس لئے اس نے اس کی اطلاع کشمکشیں کو دیدی، اور اس نے اسے وہ مال و دولت دے کر جو اس نے اس کے شہروں سے چھینا تھا۔ صبح کردی، اس سے دمشق والوں کے دلوں میں اور بھی شکوک و شبہات پیدا ہو گئے اس لئے انھوں نے سلطان صلاح الدین ایوبی سے رابطہ کیا، اسے آنے کی دعوت دی۔

سلطان صلاح الدین کی فتح دمشق: سلطان صلاح الدین مصر سے برق رفتاری کے ساتھ روانہ ہوا اور راستے میں صلیبیوں کو شکست دیتے ہوئے بحرہ بنی دس کے گورنر نے اس کی اطاعت قبول کی پھر وہ وہاں سے دمشق پہنچا تو وہاں کے ارکان سلطنت شمس الدین محمد بن عبدالمک کی زیر کنٹرول سنجا کا علاقہ ۵۴۴ھ میں سلطان نور الدین کے حوالہ کیا تھا لہذا پھر سلطان صلاح الدین ۵۴۵ھ ماہ ربیع الاول کے آخر میں دمشق میں داخل ہوئے۔ انداز سے داخل ہو گیا دمشق میں وہ اپنے والد کے گھر میں جو ”دارالعرفی“ کے نام سے مشہور تھا، قیام پذیر ہوا۔

قلعہ دمشق کی تسخیر: قلعہ کا گورنر ریحان تھا جو سلطان نور الدین کا وفادار خادم تھا سلطان صلاح الدین نے قاضی کمال مدین شہزوری کے ذریعے اسے یہ پیغام بھیجوا یا کہ وہ (صلاح الدین) ملک صالح کا ہی مطیع و فرمانبردار ہے اور اس نے اپنے ملک میں اسی کی بادشاہت کا خطبہ مساجد میں پڑھوایا ہے وہ تو یہاں محض اس لئے آیا ہے کہ جو چھین لئے گئے ہیں وہ علاقے بازیاں کرائیں۔ اس طرح سازشی گروپ کا خاتمہ کر دیا اور صلاح الدین مسلسل حلب کا محاصرہ کیے رہا، کشمکشیں نے دوسری چال یہ چلی کہ اس نے صلیبی فوج کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ سلطان صلاح الدین کے ملک پر حملہ کریں تاکہ وہ ان کے علاقوں سے روانہ ہو جائے۔

صلیبیوں کی پیش قدمی: سلطان نور الدین ۵۵۹ھ میں اقصیٰ کو جو اس وقت طرابلس کے حاکم سنجل کے پاس تھا قلعہ حارم کی جنگ میں گرفتار کر رہا تھا، اس وقت سے لے کر وہ اب تک حلب میں نظر بند تھا، اس لئے کشمکشیں نے اس وقت اسے ڈیڑھ لاکھ دینار اور ایک ہزار قیدیوں کے بدلے میں رہ کر دیس کا صلیبیوں کے بادشاہ مری کے بیٹے پر بہت بڑا اثر تھا اور وہ اس کی رائے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا، چنانچہ جب کی سرتویر تاریخ کو وہ صلیبی افواج کو لے کر قلعہ رستہین کی طرف روانہ ہو گیا۔

ایک اور قلعہ کی فتح: ادھر سلطان صلاح الدین نے دوسرے دن اس سے صلح کر لی اور وہ وہاں سے بھاگ گئے، اس دوران صلاح الدین قلعہ کا محاصرہ کئے رہا اور شعبان کے آخر میں اسے بھی فتح کر لیا اس طرح اس کا شام کے اکثر علاقے پر قبضہ ہو گیا۔

عسک کی فتح: وہاں سے صلاح الدین بعلبک کی طرف روانہ ہوا جہاں کا حکمران سلطان نور الدین کا آزاد کردہ غلام مین اندم تھا۔ اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا، آخر کار شہر والوں نے ہتھیار ڈال دیئے اس طرح صلاح الدین نے بعلبک اسی سال رمضان کی چند رھویں تاریخ کو فتح کر لیا اور اسے شمس الدین محمد بن عبدالمک کے حوالے کر دیا کیونکہ اسے دمشق کی فتح کے موقع پر اطاعت اور وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے شہر اس کے حوالے کر دیا تھا۔

فوجی امداد کی درخواست: جب سلطان صلاح الدین نے حمص اور حماۃ فتح کر لئے اور حلب کا محاصرہ کیا تو ملک صالح اسماعیل نے حلب سے اپنے چچ زاد بھائی سیف الدین غازی سے رابطہ کر کے اس سے فوجی امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے فوجیں اس مقصد کے لئے اکٹھی کر لیں، اس نے دوسرے بھائی عماد الدین زنگی (حاکم سنجا) سے بھی فوجی کمک مانگی تھی، مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ اس کے سلطان صلاح الدین سے گہرے تعلقات تھے، کیونکہ صلاح الدین نے ہی اسے سنجا کا حاکم بنایا تھا، اس لئے اس نے صلاح الدین سے اور بھی توقعات وابستہ کر رکھیں تھیں۔

سیف الدین غازی کی امداد: لہذا سیف الدین غازی نے سلطان صلاح الدین کے مقابلے کے لئے ۵۷۰ھ میں اپنے بھائی عزالدین مسعود کے ہمراہ ۱۰ سپہ سالار عزالدین زلقندار کی کمان میں فوجیں بھیجیں اور خود سیف الدین غازی فوج لے کر سنجا کی طرف روانہ ہو گیا

اور وہاں اس نے اپنے بھائی عماد الدین کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

موصل کی فوج کو شکست: جب وہ سنجاہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، تو اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان صلاح الدین نے اس کے بھائی عز الدین اور اس کے لشکر کو شکست دیدی ہے اس لئے وہ عماد الدین سے صلح کر کے موصل چلا آیا۔

متحدہ فوج کا دوبارہ مقابلہ: سیف الدین غازی نے دوبارہ اپنے بھائی عز الدین کو فوجیں دے کر زلقندار کے ساتھ بھیجی اور وہ حسب کی طرف روانہ ہو گئے وہاں اس کا لشکر بھی اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور وہ سب کے سب سلطان صلاح الدین کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گئے۔

پیغام صلح کی ناکامی: سلطان صلاح الدین عماد الدین کو موصل میں یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس کے اور ملک صالح کے درمیان سرحد پر صلح کر دے کہ ملک صالح اس کو دمشق پر قبضہ رکھنے کی اجازت دیدے اور اس کے بدلے میں وہ اسے حمص اور حماة واپس کر دے گا۔ مگر ملک صالح نے یہ شرط رکھی کہ وہ شام کے سارے شہر واپس کر دے اور صرف مصر کی حکومت پر اکتفا کرے۔

متحدہ لشکر کی شکست: لہذا صلاح الدین سے ان کی افواج حماة کے قریب مقابل ہوئیں اس جنگ میں انھیں شکست ہوئی ابدتہ عز الدین تھوڑی دیر ثابت قدم رہا مگر سلطان صلاح الدین نے جان توڑ حملہ کر کے اسے بھی شکست دیدی اور خوب مال غنیمت حاصل کیا پھر اس نے حلب کی فوج کا پیچھا کر کے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور پھر ان کا محاصرہ کر لیا، جب محاصرہ لمبا ہو گیا تو انہوں نے شام کے زیر کنٹرول علاقوں کا جائزہ لے کر اسے حکم تسلیم کر لیا اور اس سے صلح کر لی۔

خطبہ بند: اس کامیابی کے بعد سلطان صلاح الدین نے اپنے زیر کنٹرول علاقوں کی مساجد میں ملک صالح کے نام کا خطبہ پڑھوانا بند کر دیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوانا اپنی پوری سلطنت میں جاری کر دیا۔

قلعہ بغدادین کا محاصرہ اور فتح:..... سلطان صلاح الدین اسی سال شوال کی دس تاریخ کو روانہ ہوا اور حماة واپس آ گیا اور وہاں سے قلعہ بغدادین کی فتح کے لئے چلا، اس قلعہ کا حکمران فخر الدین مسعود بن زعفرانی تھا، جو سلطان نور الدین کا ایک امیر تھا، اور سلطان صلاح الدین سے بھی وابستہ ہو گیا تھا وہاں اس نے اچھی خدمات انجام دیں مگر جب اسے اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی تو وہ صلاح الدین کو چھوڑ کر بغدادین چلا آیا جہاں اس کا نائب حاکم تھا۔

چنانچہ سلطان صلاح الدین نے بغدادین کا محاصرہ کر لیا یہاں کے رہنے والوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو صلاح الدین نے اسے اپنے ہموں شہاب الدین محمود بن تکلش حارمی کے حوالے کر دیا، حمص کا علاقہ اس نے اپنے چچا زاد بھائی ناصر الدین بن شیر کوہ کے سپرد کیا اور ۵۷۰ھ کے آخر میں دمشق لوٹ آیا۔

سیف الدین کی تیسری لڑائی: موصل کا حاکم سیف الدین غازی اپنے بھائی کی شکست کے بعد سنجاہ کا محاصرہ چھوڑ کر موصل واپس آ گیا تھا اس نے فوج اکٹھی کی اور ان کو خوب مال دیا اور نیفا اور ماردین کے حکام سے بھی کمک مانگی، اس طرح چھ ہزار سوار سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوا اور ۵۷۰ھ میں بہار کے موسم میں نصیبین پہنچا اور وہاں سردی کے موسم کے ختم تک ٹھہرا رہا، اس کے بعد حلب پہنچا تو سعد الدین کششین جو کہ حکومت کا سربراہ تھا نے اپنی فوجوں کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا۔

اس ساری صورت حال سے واقف ہو کر سلطان صلاح الدین نے مصر سے اپنی فوجیں بلوائیں اور انھیں روانہ ہونے کا حکم دیا چنانچہ وہ اس کے پاس پہنچ گئیں پھر وہ دمشق سے روانہ ہو کر سیف الدین اور کششین کی افواج سے لڑنے پہنچ گیا اور پھر تل الفحول میں فریقین کا مقابلہ ہوا تو آخر کار دشمن کی افواج شکست کھا کر حلب واپس چلی گئیں سیف الدین نے اپنے بھائی عز الدین کو حلب میں اپنی افواج کی کمان کے لئے چھوڑا اور خود ریائے فرات عبور کر کے موصل بھاگ گیا، کیونکہ اس کا خیال یہ تھا کہ سلطان صلاح الدین اس کے تعاقب میں ہے۔

ملک صالح سپہ سالار: ملک صالح نے اپنے وزیر جلال الدین اور مجاہد الدین قاسمان سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ وہ موصل سے قلعہ حمید یہ چلا جائے گا مگر ان دونوں نے اس رائے کی مخالفت کی آخر کار اس نے زلفقار کو سپہ سالاری سے معزول کر دیا کیونکہ اسی کے مشورے پر عمل کرنے سے یہ شکست ہوئی پھر اس نے اس کی جگہ قاسمان کو سپہ سالار مقرر کیا۔

مراغہ اور منبج کی فتح: سلطان صلاح الدین لشکر کو شکست دے کر مال غنیمت حاصل کر کے مراغہ روانہ ہوا اور اسے فتح کر کے وہاں اپنا نمائندہ مقرر کر دیا پھر وہ منبج گیا وہاں حکمران قطب الدین نیال بن حسان تھا جو سلطان صلاح الدین کا پکا دشمن تھا، لہذا صلاح الدین نے اس کے شہر پر قبضہ کر لیا اور اس کے قلعہ کا سخت محاصرہ کیا، اور اس کی فصیلوں میں آگ لگا کر قلعہ فتح کر کے اسے گرفتار کر لیا اور پھر اس کا سامان ضبط کر کے اسے چھوڑ دیا چنانچہ وہ موصل بھاگ گیا جہاں سیف الدین نے اسے رقبہ کا علاقہ دیدیا پھر جب صلاح الدین منبج سے فارغ ہوا تو اس نے قلعہ اعزاز کی جانب فوج کشی کی جو ایک مضبوط قلعہ تھا، سلطان نے چالیس دن تک اس کا محاصرہ کیئے رکھا اس کے بعد قلعہ والوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور بقرعید کے دن قلعہ اس کے سپرد کر دیا۔

حلب کا محاصرہ: اس کے بعد سلطان صلاح الدین حلب کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کا محاصرہ کر لیا ملک صالح بھی وہاں موجود تھا، چنانچہ اہل حلب نے بے جگری سے جنگ لڑی اس لئے سلطان نے جنگ طویل کر دی اور پھر صلح کی کوشش کی بشرطیکہ موصل کا حکم سیف الدین، کیف اور مردین کے حکمران بھی اس میں شامل ہوں چنانچہ اس شرط پر معاہدہ طے ہو گیا اور ملک صالح کی بہن سلطان صلاح الدین کے پاس آئی چنانچہ سلطان نے اس کی بہت عزت کی اور اسے خوب عطیات دیئے، ملک صالح کی بہن نے سلطان سے قلعہ اعزاز مانگا جو سلطان نے بڑی خوشی سے دیدیا اس کے بعد سلطان صلاح الدین اسماعیلی علاقوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہر زور کے حکمران کا مسئلہ: مجاہد الدین قاسمان "اربل" کا منتظم تھا اس کی شہر زور کے حکمران شہاب الدین محمد بن بدر بن سے دشمنی تھی چنانچہ جب سیف الدین نے مجاہد الدین کو موصل کا نائب بنایا تو شہاب الدین کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا، اس لئے اس نے سیف الدین کی اطاعت سے انکار کر دیا یہ واقعہ ۵۷۲ھ میں ہوا لہذا وزیر جلال الدین نے اسے بہت اچھے طریقے سے سمجھایا، اور بغاوت کے انجام سے ڈرایا چنانچہ سمجھانے سے اس نے اطاعت قبول کر لی اور موصل حاضر ہو کر اطاعت کرنے کا اعلان کر دیا۔

کشمشکین کا عروج و زوال: سعد الدین کشمشکین حلب میں ملک صالح کی حکومت کا مگران تھا ابو صالح عجمی اس کا مخالف تھا جس نے سلطان نور الدین اور ملک صالح کے ہاں بہت اثر و رسوخ حاصل کر رکھا تھا اور وزیر کے مرتبے سے آگے بڑھ گیا تھا، اسے کسی باطنی نے قتل کر دیا تھا اس صرح کشمشکین کے لئے میدان خالی ہو گیا اور وہ ملک صالح پر بھی حاوی ہو کر خود مختار ہو گیا تھا اس کے ظلم و استبداد کی بہت شکایتیں ہونے لگیں اور یہ بھی الزام لگایا گیا کہ وزیر کو بھی اس نے ہی قتل کر لیا تھا لہذا اس نے گرفتار کر کے قید کر دیا گیا سلطان نے اسے قلعہ حارم دیا ہوا تھا ہذا اس کے ساتھ وہاں قلعہ بند ہو گئے ملک صالح نے چاہا کہ وہ قلعہ اس کے حوالے کر دیں مگر انھوں نے انکار کر دیا۔

قلعہ حارم پر قبضہ: پھر کشمشکین جیل میں ہی ہلاک ہو گیا تو اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا گیا آخر کار ملک صالح نے مال و دوست دے کر ان سے قلعہ حاصل کر لیا، کیونکہ اس کے محاصرے پر جو لشکر بھیجا گیا تھا وہ محاصرے سے تنگ آ گیا تھا لہذا جب اس کے ساتھیوں نے قلعہ اس کے حوالے کیا تو اس نے اپنی طرف سے ایک حکمران مقرر کر دیا۔

ملک صالح کی موت: ۵۷۷ھ میں حلب کے حکمران ملک صالح اسماعیل بن نور الدین کا انتقال ہو گیا اس نے آٹھ سال حکومت کی تھی اس نے اپنا ولی عہد عز الدین مسعود کو بنایا تھا، مگر کچھ ارکان سلطنت عز الدین کے بڑے بھائی، سنجار کے حکمران عماد الدین کے حق میں تھے کیونکہ اس کی ملک صالح کی بہن سے رشتہ داری تھی اور اس کا والد سلطان نور الدین بھی اسے زیادہ پسند کرتا تھا مگر اس نے انکار کر دیا اور عز الدین نے ایک جملہ یہ بھی



موصل پر حملہ سلطان صلاح الدین کو یہ خبر پہنچی کہ انگریزوں نے دمشق کے زیر کنٹرول علاقوں پر حملہ کیا ہے اور وہ دریا تک پہنچ چکے ہیں۔ مگر سلطان نے اس خبر کو اہمیت نہ دی اور اپنا کام جاری رکھا پھر مظفر الدین کو کبریٰ اور ناصر الدین بن شیر کو وہ سلطان کو موصل پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ ساتھ ہی سنجا اور جزیرہ ابن عمر کی جانب پیش قدمی پر بھی تیار کر لیا، چنانچہ اس نے ان کے مشورے کے مطابق موصل کی جانب قدم بڑھائے۔

موصل کے حکمران عز الدین اور نائب مجاہد الدین نے بڑی فوج جمع کر لی تھی اور خوب دل کھول کر مال و دولت سے نواز تھے اپنے زیر نمرس ملاتے فوج سے بھرے تھے۔ ان میں الجزیرہ، سنجا، موصل اور اربل کے ملاقاتی بھی شامل تھے، سلطان وہاں روانہ ہوا اور جب مذہب کے نزاع پر پہنچا تو مظفر الدین، ناصر شیر کوہ اور دوسرے ارکان سلطنت کے ہمراہ فصیلیس دیکھنے گیا تو بہت مضبوط پایادہ لکھ کر سلطان نے ان دونوں سے یہ کہا کہ ”تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔“

موصل کی جنگ: اس کے بعد وہ علی الصبح شہر پہنچ گیا اور اس کے ساتھیوں نے جنگ کے لئے صف بندی کر لی اس نے منجیق بھی ستھری کی مگر فائدہ نہ ہوا، اس نے نو منجیق گاڑیں مگر راتوں میں موصل کے لوگ آ کر انھیں لے جاتے اور رات کے وقت مشعلیں لے کر گشت چلی کرتے نظر آتے اس سے صلاح الدین کو شب خوب کا خطرہ محسوس ہوا، چنانچہ اس نے جنگ کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

صلح کی ایک کوشش: اس دوران شیخ الشیوخ صدر الدین شہر زوری، خلیفہ ناصر کی جانب سے اس کے خادم خاص شیر کے ساتھ دونوں کی صلح کرانے پہنچے، صلح کی شرائط یہ تھیں کہ سلطان الجزیرہ واپس کر دے، جو بلا سلطان نے حلب کی واپسی کی شرط لگائی جو انھوں نے نہ منظور کر دی، اس کے بعد سلطان حلب کی واپسی کی شرط سے دست بردار ہو گیا اور کہا کہ بس یہ لوگ ایک دوسرے کی امداد کرنا چھوڑ دیں، مگر وہ اس کے سنے بھی رضا مند نہیں ہوئے، اس سلسلے میں آذربائیجان کے حکمران، قراسلان کے قاصد بھی پہنچ گئے تھے، اور خلاط کے حکمران شاہدین کا پیغام بھی آیا تھا، مگر ان دونوں گروپوں میں کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

سنجا کی فتح: چنانچہ سلطان صلاح الدین نے موصل سے سنجا کی جانب پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا، وہاں عز الدین کا بھائی میر امیرن اور خود عز الدین بھی شکرے موجود تھے، شرف الدین کا سلطان سے مقابلہ ہوا اور موصل سے بھی اس کے لئے مدد آئی مگر سلطان نے اس کے راستے میں آ کر اسے روک دیا، اور دوا دیہ کے بعض کردی امراء نے اس میں مداخلت کی، چنانچہ صلاح الدین نے اسے شکست دیدی اور وہ موصل چلا گیا، پھر سلطان نے سنجا فتح کر لیا ہوا اس کے جزیرہ کے تمام زیر کنٹرول علاقوں کے لئے ڈیفنس لائن ثابت ہوا۔ سلطان نے وہاں سعد الدین ابن معین الدین انز کو حکمران بنایا۔ یہ وہ ہے جو اپنے دادا کے غلام مشکین کے دور میں دمشق پر قابض ہو گیا تھا۔

سلطان سنجا سے واپسی کے وقت نصیبین سے ہو کر گذرنا تو وہاں کے لوگوں نے اس سے وہاں کے گورنر ابو الحسین اسمین کی شکایت کی چنانچہ سلطان نے اسے معزول کر دیا، پھر وہاں سے ”حران“ مظفر الدین کو کبریٰ کے پاس پہنچا اور ۵۷۸ھ میں وہاں کے قلعے میں آرام کیا اور اپنی فوجوں کو روانگی کی اجازت دی۔ اس دوران موصل کے حکمران کے پاس معافی تلافی کے لئے کئی قاصد بھیجے اور آخر میں اپنے آزا کردہ غلام ”سکر جاد“ کو بھیجی اس وقت سلطان سنجا کے محاصرے پر تھا، اس نے اس کی طرف توجہ نہ کی چنانچہ وہ غصہ ہو کر وہاں سے چلا گیا۔

فوجوں کا اجتماع اور واپسی: اس کے بعد مار دین کا حاکم شاہ ارمن یعنی شابرین قطب الدین کے پاس پہنچا اور اس سے فوجی مدد مانگی، قطب الدین اس کا بھانجا اور عز الدین کا ماموں زاد بھائی تھا، وہ اس کے ساتھ روانہ ہوا، ان کے پاس عز الدین بھی موصل سے فوج لے کر آ گیا تھا پھر ان سب نے جنگ کا پکا ارادہ کر لیا، چنانچہ جب صلاح الدین کو یہ خبر ملی تو اس نے حمص اور حماہ کے حکمران تقی الدین کو بھیجا، یہ اس کا بھتیجا تھا ورنہ خود اس کا مقابہ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور اس میں اس کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

دشمن یہ اطلاع پا کر بکھر گئے اور اپنے علاقوں میں بھاگ گئے چنانچہ سلطان صلاح الدین بھی مار دین چلا گیا اور وہاں چند دن رہنے کے بعد واپس آیا۔ آمد اور دوسرے علاقوں کی فتح: سلطان جب مار دین سے روانہ ہوا تو آمد پہنچ کر ۵۷۹ھ میں محاصرے کے بعد اسے فتح کر لیا اور معاہدے

کے مطابق اسے قزارسلان کے بیٹے نورالدین محمد کے حوالے کر کے شام روانہ ہو گیا، راستے میں تل خالد کا ”جو حلب کا علاقہ تھا“ محاصرہ کیا چنانچہ ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور سلطان نے ماہ محرم ۵۷۹ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔

وہاں سے سلطان عینتاب کی طرف روانہ ہوا وہاں پر نورالدین زنگی مرحوم کے خزانچی اسماعیل کا بھائی ناصرالدین محمد گورنر تھا اسے زنگی نے ہی مقرر کیا تھا اس نے حکومت پر باقی رہنے کی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے اور سلطان صلاح الدین کا فرمانبردار ہو کر حکومت کرنے لگا۔

حلب پر سلطان کا قبضہ: پھر یہاں سے سلطان صلاح الدین نے حلب کی جانب قدم بڑھائے جہاں کا حکمران عمادالدین بن مودود تھا سلطان نے وہاں چند دن تک میدانِ اختر کے نزدیک قیام کیا اور پھر جبل جوشن کی طرف منتقل ہو گیا، ادھر عمادالدین حلب کی فوج کو تنخواہ نہیں دے سکتا تھا اس نے کچھ مدد خراب ہو چکا تھا لہذا سلطان نے اسے پیغام دیا کہ حلب کے بدلے سنجاہ نصیبین، خابور، رقة، اور سرودج لے لو، چنانچہ عمادالدین نے یہ بات منظور کر لی، سلطان نے یہ شرط بھی لگائی تھی کہ عمادالدین سے جب بھی فوجی مدد مانگی جائے گی تو وہ حاضر ضرور ہوگا آخر کار ان شرائط کے مطابق یہ شہر ایک دوسرے کے پاس چلے گئے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی ۵۷۹ھ کے آخر میں حلب میں داخل ہو گیا۔

قلعہ حارم کی فتح: جب کی فتح کے بعد سلطان کا چھوٹا بھائی تاج الملک بوری کا انتقال ہو گیا، اس کے گھٹنے میں چوٹ آئی تھی جس کی تکلیف جان بیاں ثابت ہوئی، جب سے فراغت کے بعد سلطان نے قلعہ حارم کی طرف پیش قدمی کی یہاں سلطان نورالدین زنگی کا آزاد کردہ غلام سر جک گورنر تھا اس کو عمادالدین نے مقرر کیا تھا مگر جب اس نے حلب صلاح الدین کے حوالے کیا تو سر جک نے قلعہ بندی کر لی، اور سلطان کا مطیع نہیں بنا، اس لئے صلاح الدین نے حارم کا محاصرہ کر لیا، دونوں کے درمیان قاصدوں کی آمد و رفت رہی مگر اس دوران سر جک نے خفیہ طور پر صلیبیوں کو آنے کی دعوت دیدی۔

مگر سر جک کے ساتھیوں کو کسی طرح یہ بات پہنچ گئی انھیں اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ قلعہ وہ صلیبیوں کے حوالے نہ کر دے اس لئے انھوں نے سر جک کو گرفتار کر کے صلاح الدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے، چنانچہ سلطان نے اس پر قبضہ کر کے اپنا ایک خاص معتمد وہاں کا گورنر بنادیا، پھر سلطان نے تل خالد پر امیر دارم ہاروتی کو حکمران مقرر کر دیا جو کہ تل باشر کا گورنر تھا، قلعہ عزانہ امیر سلیمان کو دیدیا اسے عمادالدین نے ویران کر دیا تھا، اس نے دوبارہ آباد کر دیا، سلطان نے حلب کے مختلف علاقے اپنے امراء اور فوج میں تقسیم کر دیئے۔

مجاہد الدین قائمان کا زوال: ... مجاہد الدین قائمان موصل میں بڑی مستحکم اور خود مختار حکومت کا مالک تھا، ادھر عزالدین محمود جو کہ سپہ سالار تھا اور اس کا لقب زلفندار تھا اور شرف الدین احمد بن ابوالخیر بڑے امراء میں سے تھے، یہ دونوں عزالدین مسعود کو اس کے خلاف بھڑکاتے اور اس کی خوب شکایتیں کیا کرتے تھے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عزالدین مسعود نے مجاہد کو موصل سے الگ کرنے کا فیصلہ کر لیا مگر وہ اس کی مجلس میں یہ حرکت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ مجاہد الدین ایک خود مختار حاکم تھا اور اس کے اختیارات اور دبدبہ بھی خوب تھا، اس کے لئے اس نے یہ چال چلی کہ بیماری کا ڈھونگ رچا لیا اور پھر چونکہ مجاہد خاصی تھکا اس لئے محل میں اس سے پردہ نہ تھا لہذا یہ عیادت کے لئے محل کے اندر چلا گیا، جہاں بادشاہ نے اس کو گرفتار کر لیا، اور پھر خود سوار ہو کر قلعہ میں پہنچی اور اس کے مال و دولت اور ذخائر پر قبضہ کر کے زلفندار کو وہاں کا گورنر بنادیا اور احمد بن ابوالخیر کو امیر حاجب بنادیا، یہ عراق کے حکمران کا بیٹا تھا، اور ان دونوں کو ہی سلطنت کے کاموں کا اختیار دیدیا۔

مجاہد الدین کے عہدے اور اختیارات: ... مجاہد الدین کے قبضے میں آریل اور جزیرہ ابن عمر تھے جہاں کے حکمران نو عمر لڑکے تھے جو کہ با ترتیب زین الدین یوسف بن زین الدین علی کو جک اور معز الدین بن شہر شاہ بن سیف الدین غازی تھے، اس کے زیر کنٹرول شہر زور کا علاقہ، دقوق اور قلعہ عقر الحمید یہ بھی تھے ان علاقوں میں اس کے اپنے نائب مقرر تھے، حقیقی بات یہ تھی جب سلطان صلاح الدین نے الجزیرہ فتح کیا تو عزالدین مسعود کے قبضے میں صرف موصل تھا اور اس کا قلعہ مجاہد الدین کے قبضے میں تھا، حقیقی معنوں میں وہی موصل کا اصل بادشاہ تھا اور پھر جب اسے عزالدین نے



گرفتار رہا تو خود مختار حکمران بن گیا اور جزیرہ ابن عمر کے حکمران نے سلطان کی اطلاع قبول کی۔

صلح کی ایک اور ناکام کوشش: خلیفہ ناصر نے دوبارہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین شہر زوری اور خادم بشیر کو عزالدین اور صلاح الدین کے درمیان صلح کرانے بھیجا، انھوں نے یہ تجویز دی کہ اربل اور الجزیرہ سلطان صلاح الدین کے پاس رہیں گے، مگر عزالدین نے یہ کہہ کر اسے یہ عدالت میرے کنٹرول میں ہیں اس تجویز کو رد کر دیا۔

اس کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے موصل فتح کرنے کا ارادہ کر لیا، اس موقع پر شاہ عزالدین زلقعدار اور حاکم عرق کے بیٹے یہ بہت ناراضگی ظاہر کی کیونکہ ان دونوں نے مجاہد الدین کو الگ کر کے بڑی مشکل پیدا کر دی تھی، چنانچہ اس نے سب سے پہلے آذربائیجان کے گورنر کو معزول کیا اور اسے کہا کہ آذربائیجان کو میں خود کنٹرول کروں گا اور اس کے لئے تین ہزار سواروں کا لشکر تیار کر دیا، چنانچہ وہ موگ ربل گئے اور اسے تہہ و تبرہ کر دیا ان کے مقابلے کے لئے زین الدین یوسف پہنچا، دیکھا کہ یہ لوگ الگ الگ لوٹ مار میں مصروف ہیں چنانچہ اس نے شکست دیدی اور وہاں سے چل گیا اور اربل عجم اپنے علاقوں میں چلے گئے اور مجاہد الدین موصل چلا گیا۔

سلطان کی دمشق سے روانگی: ۵۸۱ھ کے ماہ ذوالقعدہ میں صلاح الدین دمشق سے روانہ ہوا، چنانچہ حران پہنچ کر اس نے مظفر الدین کو کبریٰ کو گرفتار کر لیا کیونکہ اس نے پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا تھا مگر اس کے پہنچنے پر وعدہ نہیں نبھایا، دوسری وجہ یہ تھی کہ الجزیرہ والے اس کے خلاف تھے، اس کے بعد اسے رہا کر کے حران اور رہا کی حکومت پر بحال کر دیا۔ پھر جب سلطان حران سے روانہ ہوا تو ”کیف داری“ اور جزیرہ ابن عمر کی فوج اس کے ساتھ آکر مل گئیں ان میں عزالدین (حاکم موصل) کا بھیجا، جو کہ جزیرہ ابن عمر کا حکمران تھا اور عزالدین سے علیحدہ ہو چکا تھا اور مجاہد الدین کی گرفتاری کے بعد خود مختار ہو گیا تھا، بھی شامل تھا۔

موصل کا وفد اور اس کی واپسی: ... یہ سب مل کر صلاح الدین کے ساتھ موصل کی جانب پیش قدمی میں شامل تھے، چنانچہ جب یہ شہر کے نزدیک پہنچے تو عزالدین کی والدہ، اس کا چچا زاد نور الدین محمود اور موصل کے ارکان سلطنت کا ایک گروپ اس سے ملنے آئے ان کا خیال تھا کہ صلاح الدین ایوبی ملاقات کا موقع ضرور دیکھا مگر علی بن احمد مشطوب نے انھیں واپس کر دیا چنانچہ وہ چلے گئے

اس کے بعد صلاح الدین نے موصل پہنچ کر جنگ چھیڑ دی مگر جنگ میں اسے کامیابی نہیں ہوئی اس وقت اسے وفد کے وٹے جانے کا افسوس ہوا اور اس دوران قاضی فاضل کا ملامت بھرا خط اس کے پاس پہنچا، دھر سے زین الدین یوسف (حاکم اربل) بھی پہنچ گیا صلاح الدین نے مظفر الدین کو کبریٰ کے ساتھ ٹھہرایا یہ کبریٰ کا بھائی تھا، اس کے بعد سلطان نے علی بن احمد مشطوب کو ہکاریہ کے علاقے میں الجزیرہ کے قلعہ کی طرف روانہ کیا جہاں ”کرد ہکاریہ“ اس کے خلاف جمع ہو گئے مشطوب نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

میاہ فارقین کی فتح: ادھر سلطان صلاح الدین موصل کے اس طویل محاصرے سے تنگ آ گیا، اتنے میں اسے ۵۸۲ھ ربیع الاول کے آخر میں یہ اطلاع ملی کہ خلاط کے حکمران شاہرین کا نور ربیع الاول کو انتقال ہو چکا ہے اور اس کا علاقہ اس کے آزاد کردہ غلام بکتر کے تصرف میں ہے، یہ سن کر وہ موصل سے روانہ ہو کر میاہ فارقین آیا، اور اسے فتح کر کے نصیبین سے ہوتا ہوا ماہ رمضان ۵۸۲ھ میں دوبارہ موصل پہنچ گیا۔

عزالدین سے صلح: ... پھر دونوں فریقوں میں صلح کی بات چیت شروع ہوئی اور یہ طے پایا کہ عزالدین، شہر زور کا ملکہ، فراکی دور، و تراب کا عداقہ سلطان صلاح الدین کے حوالے کر دے گا، اور منبروں پر سلطان کے نام کا خطبہ پڑھوائے گا، سکے بھی سلطان کے نام کا ہوگا، اسی دوران سلطان بیمار ہو کر حران چل گیا اور اس کے نمائندے صلح کی تکمیل کے بعد اس کے پاس حاضر ہوئے، سلطان کے ساتھ اس کا بھائی اور چچا زاد بھائی ناصر شیر کوہ بھی تھے، اس صلح کے بعد موصل میں امن و امان ہو گیا۔

ترکمان اور کرد قوم کی خانہ جنگیاں: ... اس کے بعد جزیرہ موصل، عماریہ، دیار بکر، خلاط، شام، شہر زور، اور آذربائیجان میں زبردستی

فسادات پیش آگئے یہ ترکمان قوم اور کردوں کے درمیان ہوئے بے شمار لوگ مارے گئے، اور فسادات کا سلسلہ کئی سال جاری رہا۔

ان فسادات کا سبب یہ تھا کہ ترکمانوں کی ایک بارات وہین لے کر زوزان اور کردوں کے قلعے کے پاس سے گذری تو وہاں کے لوگوں نے جوانوں کی عادت کے مطابق ولیمہ کی فرمائش کی، جس کا جواب انھوں نے تلخ انداز سے دیا، اس پر حاکم قلعہ نے مشتعل ہو کر دو گھوڑا سوار اس کے بدلے میں ترکمانوں نے کردوں پر حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا۔

پھر مجاہد الدین نے ان کے درمیان میں پڑ کر صلح کرائی اور دونوں کو خوب تحفے تحائف دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں قومیں دوبارہ متحد ہو گئیں اور فساد ختم ہو گیا۔

زین الدین یوسف کی وفات: اربل کا حکمران زین الدین یوسف بن علی کو چک جو کہ سلطان صلاح الدین کا مطیع بن گیا تھا، اربل کے معطلے میں اس کی عزادین سے ۵۸۶ھ میں صلح ہو گئی تھی، پھر وہ اپنا لشکر لے کر سلطان کے پاس آیا اور وہیں بیمار ہو گیا اور اتنی سال رمضان کے آخر میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی زندگی میں اس کے بھائی نے اس کے علاقے پر قبضہ کر کے وہاں کے امراء کے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا تھا جن میں ”قلعہ حقیر کان“ کا گورنر بلداجی بھی شامل تھا اس نے صلاح الدین ایوبی سے گزارش کی وہ اسے اس کے بھائی کے بدلے ”اربل“ کا حکمران بنادے، چنانچہ سلطان نے اسے اربل کا حکمران بنادیا، اور اس کے کنٹرول میں شہر زور، دو قبرقرانی اور بنی قحجان کے علاقے بھی شامل کر دیئے۔

مجاہد الدین قائمان اور اربل: اربل والوں نے مجاہد الدین قائمان سے درخواست کی کہ وہ یہاں آجائے اور وہ اسے حکمران بنانا چاہتے ہیں مگر مجاہد نے صلاح الدین کے خوف سے یہ درخواست رد کر دی، یہ اس وقت موصل میں تھا۔

ایک وجہ اس کی یہ بھی تھی کہ عزالدین نے جب اسے رہا کر کے اپنا نائب بنایا تھا تو اس نے اس کو پہلے کی طرح اختیارات نہیں دیئے تھے، جبکہ ایک غلام کو اس کے ساتھ شریک کر دیا تھا جس کا اسے بہت افسوس تھا، لہذا اربل والوں کے خط کے جواب میں لکھا کہ ”میں ولہ کوئی ایسا کام نہیں کروں گا جس سے فلاں آدمی بھی میرے ساتھ شریک اقتدار ہو جائے“ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ زین الدین کے بھائی مظفر الدین نے اربل پر قبضہ کر لیا۔

سنجر شاہ کا دوغلا پن: سنجر شاہ بن سیف الدین غازی، اپنے والد کی وصیت کے مطابق جزیرہ ابن عمر کا حکمران بن گیا، اور جب مجاہد الدین کو الگ کیا گیا تو وہ اپنے چچا عزالدین سے باغی ہو گیا اور اس کی صلاح الدین کو مخبری کرنے لگا اور عزالدین کے خلاف اسے بھڑکاتا رہتا تھا تا کہ ان دونوں کے درمیان قطع تعلق ہو جائے۔

محاصرے: پھر جب ۵۸۶ھ میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے عکا کا محاصرہ کیا تو اس نے اپنے گرد و نواح کے ان حکمرانوں سے فوجی مدد مانگی جو اس کے زیر کنٹرول تھا چنانچہ عزالدین (شاہ موصل) اور اس کا بھائی عماد الدین ”جو کہ سنجر اور نصیرین کا حکمران تھا“ سنجر شاہ ”جو کہ جزیرہ ابن عمر کا حکمران تھا“ اور قلعہ کیفا کے گورنر مدد کے لئے عکا پہنچے اتنے میں جزیرہ ابن عمر سے سنجر شاہ کی مدد کے لئے ایک گروپ پہنچا، سنجر کو ان سے خطرہ پیدا ہوا لہذا اس نے صلاح الدین سے واپس جانے کے لئے اجازت مانگی، مگر سلطان نے یہ عذر پیش کیا کہ اس طرح فوجیں منتشر ہو جائیں گی، لیکن وہ جانے پر اصرار کرتا رہا اور واپس چلا گیا اسی زمانے میں تقی الدین عمر شاہ، حماة سے فوج لے کر آ رہا تھا لہذا صلاح الدین نے اسے یہ پیغام بھیجا کہ سنجر شاہ کا راستہ روکے اور اسے واپس لے آئے، چنانچہ راستے میں ہی وہ اس سے ملا اور زبردستی انہیں واپس لے آیا۔

سلطان نے عزالدین کو بھی حکم دیا تھا کہ جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ کر لے کیونکہ اس کے خیال میں کوئی سیاسی چال تھی، عزالدین نے وہاں کی اجازت اور جزیرہ ابن عمر پر قبضے کی منظوری لی اور جزیرے کا محاصرہ کر لیا مگر وہ فتح نہ ہو سکا اس لئے وہ آدھا علاقہ لینے کی شرط پر صلح کر کے موصل واپس آ گیا۔

الجزیرہ کے حکمرانوں کی تبدیلی: سلطان صلاح الدین نے الجزیرہ کے شہر، حران، رہا، سمیاط اور میافارقین کو فتح کر کے ان کا حکمران اپنے

بھیجے تقی الدین عمر بن شاہ کو مقرر کیا تھا، جب تقی الدین کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے بھائی العادل ابو بکر بن ایوب کو وہاں کا گورنر بنادیا، پھر بسب سلطان صلاح الدین کا ۵۸۹ھ میں انتقال ہو گیا تو شاہ موصل عز الدین نے یہ علاقے چھیننے کا ارادہ کیا اور اپنے ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا چنانچہ کچھ لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ آس پاس کے حکام سے مدد لی جائے، مثلاً ارمل، سنجار، جزیرہ ابن عمرو وغیرہ اور ان میں سے جو ہماری بات نہ مانے اس سے فوراً جنگ چھیڑ دی جائے اور وہاں کے باسیوں کے ہوشیار ہونے سے پہلے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا جائے۔

قائمان کا مشورہ: ... مجاہد الدین قائمان نے اسے یہ مشورہ دیا کہ ان علاقوں کے حکمرانوں سے مشورہ کیا جائے اور ان کے مشورے کے مطابق عمل کیا جائے چنانچہ اس نے مجاہد الدین کا مشورہ مان لیا کہ ان بادشاہوں سے خط و کتاب کی جائے چنانچہ انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ سلطان صلاح الدین کی اولاد کے رویہ کا انتظار کیا جائے کیونکہ ان کا شہر مطیع و فرمانبردار ہے اور سلطنت کا نظام قائم ہے۔

مختلف اطلاعات: ... پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ مار دین کے حکمران نے ان کے کسی شہر پر حملہ کر دیا ہے لہذا وہ بہت بڑا لشکر لے کر مار دین پر حملہ کرنے کے لئے پہنچ گیا چنانچہ انہوں نے نقل و حرکت چھوڑ دی پھر انھیں اطلاع ملی کہ وہ حران کے قریب لشکر لے کر پہنچ گیا ہے تو وہ اس لئے اس کے خلاف نقل و حرکت کے لئے تیار ہو گیا اور جب اس کا حاکم سنجار کے ساتھ معاہدہ ہو گیا تو افضل کے ہاں شام کی افواج ملک عادل کے پاس پہنچ گئیں اور اس کو طاقت حاصل ہو گئی۔

ملک عادل کے خلاف پیش قدمی: ... اور عز الدین بھی اپنی فوجیں لے کر موصل سے نصیبین پہنچ گیا اور اپنے بھائی عماد الدین کو لے کر وہ سب یہاں پہنچ گئے، ملک عادل نے بھی ان کے قریب ”مرج الدیحان“ نامی جگہ پر اپنی فوجیں اکٹھی کر لی تھیں وہ ان سے خوفزدہ تھا چند دنوں تک دونوں اسی حالت میں رہے پھر عز الدین بیمار ہو گیا تو وہ فوجوں کو اپنے بھائی عماد الدین کی کمان میں دے کر موصل واپس چلا گیا۔

موصل میں ارسلان شاہ کی حکومت: جب عز الدین موصل واپس آیا تو دو مہینے تک زندہ رہا، اس کا مرض بڑھتا گیا اور پھر وہ ماہ رمضان کے آخر میں ۵۸۹ھ میں انتقال کر گیا اور اس کے بجائے اس کا فرزند نور الدین ارسلان شاہ موصل کا حکمران مقرر ہوا اس کی سلطنت کا انتظار مجاہد الدین قائمان کے حوالے ہوا جو اس کے والد کے زمانے میں موصل کی سلطنت کا منتظم تھا۔

عماد الدین کی وفات اور بیٹے کی تخت نشینی: ... پھر اس کا بھائی عماد الدین بن مودود، سنجار، خابور و نصیبین رقبہ اور سروج کا حکمران بھی ماہ محرم ۵۹۳ھ میں انتقال کر گیا یہ وہ حکمران تھا جس کو یہ علاقہ دے کر سلطان صلاح الدین نے حلب کا علاقہ لیا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا قطب الدین بادشاہ بنا اس کا ناظم سلطنت اس کے والد کا آزاد کردہ غلام مجاہد الدین برتیش تھا قطب الدین ایک مدبّر، انصاف پسند نیک اور متواضع انسان تھا وہ عہد اور دیندار لوگوں سے بہت محبت کرتا اور ان کا بے حد ادب و احترام کرتا تھا، البتہ وہ شافعیہ سے تعصب رکھتا تھا اس نے سنجار میں حنفیہ کے لئے ایک مخصوص مدرسہ تعمیر کرایا تھا۔

عماد الدین حاکم سنجار کی طرف سے نصیبین کے علاقے کے نائب نے موصل کے ان دیہات کی طرف ہاتھ بڑھانا شروع کر دیا جو اس کے علاقے کے قریب تھے اس بارے میں سلطنت موصل کے حکمران سربراہ مجاہد الدین قائمان نے اپنے بادشاہ نور الدین سے خفیہ رکھ کر عماد الدین کو ایک خط لکھا جس میں اس کے نائب کے بارے میں شکایت کی گئی تھی مگر عماد الدین اپنے اس دعوے پر مصر رہا کہ یہ علاقے اس کے زیر کنٹرول علاقوں میں شامل ہیں اس کا جواب بہت سخت انداز میں تھا اس لئے نور الدین نے اس کا وہ خط اپنی سلطنت کے بزرگوں کے ہاتھ واپس بھیج دیا اس وقت وہ بیمار تھا، اس موقع پر بھی اس نے اسی طرح جواب دیا، قاصد نے جو اتنا بک زنگی کے دور کا شخص تھا اسے نصیحت کی مگر وہ اس کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آیا۔

نصیبین پر حملہ: چنانچہ ایسی حالت میں نور الدین نے نصیبین پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا مگر تھوڑے عرصہ بعد یہ خبر ملی کہ عماد الدین کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کی جگہ اس کا بیٹا قطب الدین حاکم بنا ہے اس موقع پر نور الدین نے نصیبین پر حملہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا اور ماہ جمادی الاولیٰ ۵۹۳ھ میں

اس مقصد کے لئے روانہ ہو گیا۔

قطب الدین بن سبخر بھی فوج لے کر آیا مگر نور الدین اس سے پہلے فوج لے کر پہنچ چکا تھا، چنانچہ جب مقابلہ ہوا تو نور الدین نے اس کو شکست دی اور وہ شکست کھا کر قلعہ بند ہو گیا وہاں سے وہ اپنے نائب مجاہد الدین برقعش کے ہمراہ حران پہنچا، پھر ان لوگوں نے سلطان عادل سے مدد درخواست کی۔

اس دوران سلطان نور الدین نصیرین میں تھا پھر سلطان عادل الجزیرہ پہنچا تو وہاں سے چلا گیا اور اسی سال کے مارمضان میں موصل پہنچ گیا اس کے چلے جانے کے بعد قطب الدین وہاں واپس آ گیا۔

**قائمان کی وفات:** اس موقع پر سلطان نور الدین کے لشکر کے بہت سپاہی جان بحق ہوئے اور موصل کے بہت امراء بھی مر گئے اور سلطنت کا سربراہ مجاہد الدین قائمان بھی فوت ہو گیا۔

**ماردین کا محاصرہ:** جب نور الدین موصل اور قطب الدین نصیرین پہنچ گئے تو سلطان عادل نے بھی وہاں سے روانہ ہو کر ماردین کا محاصرہ کیا، اور کچھ دن سخت محاصرہ کرنے کے بعد خود تو واپس چلا گیا مگر اپنے بیٹے کو کامل کی کمان میں محاصرہ کے لئے سپاہی سمیت چھوڑ گیا تھا، یہ بات الجزیرہ اور دیار بکر کے حکمرانوں کو ناگوار کنڈزی اور انھیں خطرہ ہوا کہ وہ اس طرح ان کے سارے علاقوں پر قبضہ کرے گا۔

**کامل کے خلاف متحدہ محاذ:** جب سلطان عادل خود نور الدین کے مقابلہ کے لئے آیا تھا تو اس وقت ان علاقوں کا کوئی حکمران اس کے مقابلہ کے لئے نہیں پہنچا تھا کیونکہ اس وقت اس کا لشکر بہت زیادہ تھا مگر جب وہ دمشق چلا گیا اور صرف اس کا بیٹا کامل ماردین میں رہ گیا تو انھوں نے اس لئے اس کا مقابلہ کرنا آسان سمجھا اس کے علاوہ اس جنگ کے لئے سلطان صلاح الدین کے بیٹے ظاہر اور افضل نے بھی انھیں بھڑکایا کیونکہ وہ اپنے چچا عادل کے خلاف تھے۔ چنانچہ موصل کا حکمران نور الدین ارسلان شاہ سب سے پہلے یکم شعبان ۷۹۵ھ میں جنگ کے لئے چلا اور دہیس پہنچ گیا، وہاں اس کے ساتھ اس کا چچا زاد بھائی ”جاکم سنجار“ قطب الدین محمد بن زنگی اور دوسرا چچا زاد بھائی سنجار شاہ ابن غازی جو کہ جزیرہ ابن عمر کا حاکم تھا یہ بھی فوج لے کر آ گئے، عید الفطر گزارنے کے بعد یہ ساری افواج روانہ ہو گئیں اور ماردین کے قریب کامل سے جنگ کرنے کے لئے آ گئے بڑھیں۔

**کامل کو شکست:** اس وقت ماردین کے لوگ محاصرے سے بہت تنگ آ گئے تھے چنانچہ ان کے حکمران نے کامل کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور قلعہ اس کے حوالے کرنے کے لئے مدت اور یہ شرط مقرر کیں کہ وہ انھیں خوراک کی رسد حاصل کرنے کی اجازت دیگا چنانچہ شہزادہ کامل نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اور وہ اس عرصہ میں مزید کارروائی کر رہے تھے کہ اتنے میں ان کو ان افواج کے آنے کی اطلاع ملی تو ماردین والوں نے صلح سے انکار کر دیا۔ اور کامل شکست کھا کر بیرونی علاقے کی طرف پسا ہو گیا مگر قلعہ والوں نے باہر نکل کر اس کی فوجوں کا شام تک مقابلہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہزادہ کامل راتوں رات شوال کی پندرھویں تاریخ کو اپنے ملک روانہ ہو گیا اور قلعے والوں نے اس کی فوج کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا۔

**نور الدین کی واپسی:** اب ماردین کے حکمران لوگوں ارسلان ابن ایلا غازی نے قلعہ سے نکل کر نور الدین کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ اپنے قلعہ کی طرف واپس چلا گیا نور الدین اور اس کے ساتھی تستر چلے گئے وہاں سے وہ ”رأس عین“ پہنچے، جہاں انھیں حلب سے ظاہر بن صلاح الدین کا قاصد آ کر ملا، اس نے یہ پیغام پہنچایا کہ سلطان ظاہر کے نام کا اس سلطنت میں خطبہ اور سکھ ہونا چاہیے، اس مطالبہ پر وہ حیران ہو گیا اور اس نے ان کی حمایت کرنے کا ارادہ منسوخ کر دیا پھر وہ بیمار ہو گیا اور اس کا عذر پیش کر دیا اور پھر اسی سال وہ ماہ ذوالحجہ کے آخر میں موصل واپس آ گیا۔

**الجزیرہ کی طرف پیش قدمی:** ملک عادل نے ۷۹۶ھ میں اپنے بھتیجے افضل بن صلاح الدین سے مصر کی سلطنت چھین لی، اس سے سلطان حلب ظاہر اور حاکم ماردین کو سخت خطرہ پیدا ہو گیا، انھوں نے موصل کے حکمران نور الدین سے اتحاد کرنے کے لئے اس سے رابطہ کیا انھوں نے اس کو اس بات پر تیار کیا کہ وہ ملک عادل کے زیر کنٹرول علاقوں الجزیرہ، رہا، حران، رقة اور نجاہ کی طرف پیش قدمی کرے، چنانچہ سلطان نور الدین یہ علاقے

فتح کرنے کے لئے ماہ شعبان ۵۹۷ھ میں روانہ ہو گیا۔

فریقین کی صلح نور الدین کے ساتھ بخاری کا حاکم اور اس کا چچا اذ بھائی قطب الدین اور مار دین کا حاکم حسام الدین بھی شامل ہوئے۔ اور وہ سب اس عین پہنچے اس وقت حران میں فائز بن العادل ایک بڑے لشکر کے ساتھ موجود تھا، اس نے نور الدین کو صلح کا پیغام بھیجی، جو اس نے فوراً منظور کر لیا، کیونکہ اس کے لشکر میں موت کے بہت واقعات ہو چکے تھے، چنانچہ فریقین نے حلف اٹھایا اور سلطان عادل سے بھی حلف اٹھوایا گیا، اس کے بعد نور الدین اسی سال ماہ القعدہ میں موصل واپس آ گیا۔

نور الدین کا نصیبین پر حملہ اس کے بعد سلطان عادل بخار کے حکمران قطب الدین سے رابطہ کرتا رہا، اور اس کو اپنی اہمیت پر توجہ کرتا رہا، چنانچہ وہ اس کا مطیع ہو گیا اور ۶۰۰ھ میں اس نے اپنی سلطنت کی مساجد میں اس کی حکومت کا خطبہ پڑھوانا شروع کر دیا، یہ خبر سن کر موصل سے نور الدین لشکر کے قطب الدین کے علاقہ نصیبین پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر کے شہر پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اس نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، قلعہ بھی فتح ہونے لگا تھا کہ اچانک اس کے نائب نے موصل سے یہ خبر دی، کہ مظفر الدین کو کبری (حاکم اربل) نے موصل کے علاقوں پر حملہ کر دیا ہے اس نے نور الدین نصیبین سے روانہ ہو گیا، تاکہ وہ اربل پر حملہ کرے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ خبر صحیح نہیں تھی اس لئے وہ بخار کے علاقہ تل خضر پہنچا اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا، اس دوران موسیٰ بن عادل حران سے حاکم بخار کی مدد کے لئے فوج لے کر اس میں آیا، اس کی حمایت حاکم اربل، مظفر الدین، حاکم کیفا و آمد اور حاکم جزیرہ بن عمر نے بھی کی، انھوں نے خط لکھ کر متحدہ لشکر میں شامل ہونے کا وعدہ کر لیا۔

نور الدین کی شکست: جب نور الدین نصیبین سے روانہ ہوا تھا تو وہ سب اکٹھے ہو گئے تھے ان کے ساتھ موسیٰ بن عادل کا بھائی نجم الدین یعنی حاکم میافارقین بھی شامل ہو گیا۔

یہ صورت حال دیکھ کر نور الدین تل خضر سے کفرقان آ گیا، اس کا مقصد جنگ کو طویل کرنا تھا تاکہ دشمن کا لشکر بکھر جائے مگر اس کے ایک منجر کا خط آیا جس میں دشمن کی تعداد کو کم اور ناقابل توجہ قرار دیا وہ اس کے ایک آزاد کردہ غلام کا خط تھا اس لئے وہ اس پر بھروسہ کرتے ہوئے نوشہری کی طرف روانہ ہو گیا، یہ مقام دشمن کے فوجوں کے قریب تھا، اس لئے فریقین صف آرا ہو گئے اور جنگ ہونے لگی، مگر اس میں نور الدین کو شکست ہوئی اور وہ تھوڑی سی شکست خوردہ فوج کے ساتھ بھاگ گیا، دشمن کا لشکر کفرقان میں قیام پذیر ہوا، اور انھوں نے شہر فید اور اس کے متعلقہ دیہاتوں دونوں طرف سے قاصد صبح کی بات چیت کرتے رہے تاکہ نور الدین تل خضر کا علاقہ قطب الدین کو واپس کر دے چنانچہ اس نے وہ علاقہ واپس کر دیا اور ۶۰۱ھ میں فریقین میں صلح ہو گئی اور ہر ایک اپنے شہر واپس چلا گیا۔

سنجر شاہ کے مظالم: سنجر شاہ بن غازی بن مودود اپنے باپ کی وصیت کے مطابق جزیرہ ابن عمر کے علاقہ کا حاکم بنا تھا، وہاں انتہائی بد سیرت اور ظالم و جابر حکمران تھا جو نہ صرف اپنی رعایا اور لشکر پر مظالم کرتا تھا بلکہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ بھی بد سلوکی کیا کرتا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنے دونوں بیٹوں محمود اور مودود کو وزان کے علاقے کے قلعہ فرج کی طرف جلا وطن کر دیا تھا اور اس کی وجہ محض غلط فہمی اور شک و شبہ تھا۔

سنجر شاہ نے اپنے دوسرے بیٹے غازی کو نکال کر اسے شہر کے ایک گھر میں قید کر دیا تھا جہاں غازی کی حالت بہت خراب ہو گئی، وہ گھر بہت خطرناک تھا اس لئے وہ چپکے سے وہاں سے بھاگ کر شہر میں روپوش ہو گیا اس نے موصل کے حکمران نور الدین کو بھی یہ پیغام بھیجا کہ شاید وہ وہاں پہنچ گیا ہے، اس لئے اس نے اس کے والد کے خوف سے اسے راستے کا خرچ اور سامان بھیجا دیا (تاکہ وہ اس کے پاس نہ آجائے)

سنجر شاہ کا قتل: پھر سنجر شاہ نے اسے تلاش کرنا چھوڑ دیا کیونکہ یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ وہ شام میں ہے مگر غازی (وہیں شہر میں رہ کر) سازشیں کرتا رہا پھر وہ ایک بار چھپ کر اپنے باپ کے گھر میں داخل ہو گیا اور اس کی لونڈیوں کے پاس چھپ گیا، چنانچہ ایک رات جبکہ سنجر شاہ نشے کی حالت میں تھا تو وہ کہیں میں اس کے پاس پہنچا اور نیزہ سے اس پر چودہ وار کئے اور پھر اسے ذبح کر دیا اور زندان خانے میں رہنے لگا۔

محمود بن سنجر کی حکومت: محل سے باہر جب استاذ الدولہ کو سنجر کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے ارکان سلطنت کو اس کے سامنے بل کئے اور اسے بند کرادیئے، اور لوگوں سے محمود بن سنجر شاہ کی حکومت کے لئے بیعت لے لی پھر اس نے محمود اور اس کے بھائی محمود بن سنجر (جو یہاں) (جب یہ کام مکمل ہو گیا) تو انھوں نے محل میں داخل ہو کر غازی کو قتل کر دیا جب محمود وہاں پہنچا تو انھوں نے اسے حکمران بنا کر اس کے نائب کا لقب معین الدین دیا اور پھر ان لونڈیوں کو جلد میں ڈبو دیا جنہوں نے قتل کی سازش میں ساتھ دیا تھا۔

عادل اور نور الدین کی رشتہ داری: قطب الدین محمود بن زنگی اور اس کے چچا زاد بھائی نور الدین ارسلان شاہ بن مسعود کے درمیان بہت سخت دشمنی تھی اس قوم کے کچھ واقعات پہلے تحریر ہو چکے ہیں، اس لئے ۶۰۵ھ میں جب سلطان عادل (حاکم مصر و شام) نے اپنی بیٹی کے رشتہ کی سلطان نور الدین کے لڑکے کے لئے پیش کش کی تو اس نے اپنے بیٹے کا سلطان عادل کی بیٹی سے نکاح کر دیا۔

عادل اور نور الدین کا اتحاد: سلطان نور الدین کو جزیرہ ابن عمر پر قبضہ کی خواہش تھی، اس لئے اس نے سلطان عادل کو اس بات پر تیار کیا کہ وہ سنجر کے حکمران قطب الدین سنجر کے خلاف اس کی مدد کرے تاکہ قطب الدین کا علاقہ جو سنجر، نصیبین اور خابور پر مشتمل ہے سلطان عادل کو مل جائے اور سنجر شہ کا علاقہ (جزیرہ ابن عمر) سلطان نور الدین کو مل جائے، چنانچہ سلطان عادل نے اس کا مشورہ مان لیا۔

اس نے نور الدین کو یہ امید دلائی کہ وہ قطب الدین کے علاقے فتح کرنے کے بعد اس کے بیٹے کو دیدے گا جو اس کا دبا دہی تھا۔

چنانچہ ان دونوں نے اس کے لئے حلف اٹھایا اور پھر سلطان عادل ۶۰۶ھ میں دمشق سے خابور فتح کرنے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

خابور و نصیبین کی فتح: ادھر نور الدین نے جب اس معاملے پر دوبارہ غور کیا تو پتہ چلا کہ وہ ایک الجھن میں پھنس گیا ہے کیونکہ وہ اس کے بغیر بھی وہ علاقے فتح کر سکتا تھا، چنانچہ اگر نور الدین الجزیرہ کی طرف روانہ ہوتا تو بنو عادل اس کے اور موصل کے درمیان رکاوٹ بن سکتے ہیں اور اگر نور الدین سرکشی کرے تو وہ وہاں پہنچ سکتے ہیں اس لئے وہ تذبذب میں مبتلا رہا کہ اتنے میں سلطان عادل نے خابور اور نصیبین فتح کر لئے، چنانچہ قطب الدین نے یہ پروگرام بنایا کہ وہ سنجر بد لے میں دیکر وہ علاقے حاصل کر لے مگر اس کے باپ کے آزاد کردہ غلام احمد بن برنقش نے اس سے اختلاف کیا، اس دوران نور الدین نے اپنے بیٹے قاہر کے ساتھ ملکر سلطان عادل کی مدد کرنے کے لئے لشکر تیار کر لیا کیونکہ دونوں میں اس بات کا معاہدہ ہو چکا تھا۔

معاہدے کا اختتام: اتنے میں قطب الدین سنجر نے اپنے بیٹے کو اربل کے حکمران مظفر الدین کے پاس فوجی امداد حاصل کرنے بھیجی ادھر مظفر الدین نے سلطان عادل کو پیغام بھیجا کہ وہ جنگ نہ کرے لیکن عادل نے اس کی سفارش قبول نہیں کی کیونکہ نور الدین اس کی مدد کر رہا تھا اس پر مظفر الدین اس سے ناراض ہو گیا اور اس نے نور الدین کو کہلوادیا کہ وہ ان کے مشترکہ دشمن (عادل) کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کی مدد کرے، چنانچہ نور الدین نے ان کی بات مان لی اور سلطان عادل کی مدد کرنے سے رک گیا۔

طاہر اور سنجر کا اعلان: پھر اس نے اور مظفر الدین نے حلب کے حکمران طاہر بن صلاح الدین اور رومی سلطنت کے بادشاہ سنجر بن قلیچ ارسلان سے فوجی مدد کی درخواست کی چنانچہ ان دونوں نے ان کی درخواست منظور کر لی اور انھوں نے یہ اعلان کیا کہ اگر سلطان عادل نے سنجر کے علاقے نہ چھوڑے تو وہ اس کے علاقے پر حملہ کر دیں گے۔

فریقین میں مصالحت: ادھر بغداد سے خلیفہ ناصر نے بھی استاذ الدولہ ابو نصر، ہبۃ اللہ بن المبارک بن الفضلک اور اپنے خاص آزاد کردہ غلام امراقاش کو بھیجا کہ وہ سنجر کے علاقے خالی کرانے کے لئے کوشش کریں ادھر سلطان عادل کے ساتھ بھی سنجر پر سختی کرنے میں تذبذب کا شکار ہو گئے، خاص طور پر حمص اور جبہ کے حاکم اسد الدین شیر کوہ نے اعلانیہ اس محاصرے کی مخالفت کی اس لئے سلطان عادل نے صلح کی تجویز مان لی اور پھر یہ فیصلہ ہوا کہ سلطان عادل نے نصیبین اور خابور کے جو علاقے فتح کئے ہیں وہ اس کے قبضے میں رہیں گے اور سنجر کا علاقہ قطب الدین کے پاس رہے گا۔

فریقین نے ان شرائط پر حلف اٹھایا پھر اس کے بعد سلطان عادل حران چلا گیا اور سلطان مظفر الدین اربل واپس آ گیا۔



ارسلان شاہ کی وفات نورالدین ارسلان شاہ بن مسعود ۶۱۵ھ کے درمیان انتقال کر گیا اس نے موصل میں ٹھہر رہے تھے حکومت کی تھی، نورالدین نہایت طبعاً بہادور اور باوغب حکمران تھا اور اپنی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا، اس نے ایسے وقت میں اپنے آپ کو جد اور سہت و زرقی و جبکہ وہ ختم ہو چکی تھی، وفات کے وقت اس نے اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنا ولی عہد بنایا، اس کی عمر بیس سال تھی اس نے یہ بھی وصیت کی کہ اس کا آزاد کردہ غلام بدرالدین لؤلؤ سلطنت کا انتظام سنبھالے گا۔ کیونکہ وہ بہت اچھا سیاست دان تھا، وہ مجاہد الدین قاسم بن وقت سے بعد سے انتظام سلطنت سنبھالے ہوئے تھے اس نے اپنے چھوٹے بیٹے عماد الدین کو قلعہ عقر الحمید یہ اور قلعہ شوش کا حاکم بنا کر اسے عتقر کی طرف بھیج دیا تھا۔

چنانچہ جب نورالدین کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کے بیٹے عزالدین مسعود کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کا لقب نقدر رہا اس طرح وہ موصل اور اس کے علاقہ کا حاکم بن گیا اور بدرالدین لؤلؤ اس کی سلطنت کا انتظام سنبھالنے لگا۔

القاہر کی وفات اور بیٹے کی جانشینی: سلطان قاہر عزالدین مسعود ۶۱۵ھ میں ماہ ربیع الاول کے آخر میں وفات ہوئی، اس نے ستر سال حکومت کی اس کا جانشین اس کا بڑا بیٹا نورالدین ارسلان شاہ تھا اس کی وفات کے وقت اس کی عمر بیس سال تھی۔

جب وہ بادشاہ بنا تو اس کا سربراہ مملکت اور سرپرست بھی لؤلؤ کو بنایا گیا، جیسا کہ اس کے والد کے دور میں وہی منتظم سلطنت تھا، اسی کے مطابق رعایا نے بیعت کی اور الدین نے بادشاہت کا انتظام سنبھال لیا۔

دوستانہ تعلقات: اس نے بغداد کے خلیفہ کو لکھا کہ وہ حسب معمول حکم نامہ اور خلعت بھجوائے چنانچہ یہ چیزیں بھی پہنچ گئیں اس نے ملک کے آس پاس کے بادشاہوں سے دوستانہ تعلقات قائم کئے جیسا کہ اس کے بزرگوں کے ساتھ ان کے دوستانہ تعلقات قائم تھے، اس کا چچا عماد الدین قلعہ عقر الحمید یہ میں تھا، اس کو خواجواہ یقین تھا کہ سلطنت اس کے ہاتھ میں آئے گی مگر یہی یقین خیال ثابت ہوا۔

نیک سیرت بادشاہ: نورالدین کا انتظام سلطنت ٹھیک رہا کیونکہ وہ نیک سیرت شخص تھا، وہ فریادیوں اور ضرورت مندوں کی شکایتیں سن کر ان کے ساتھ انصاف کرتا تھا خلیفہ کی طرف سے بھی اس کی بادشاہت کا پروانہ دیا گیا تھا اور بدرالدین لؤلؤ کو بھی نگران مان لیا گیا تھا چنانچہ دونوں کے لئے شاہی خلعت کا تحفہ دیا۔

عماد الدین کی بغاوت: اس کے چچا عماد الدین کو اسی کے باپ نے عقر اور مشوش کے دو قلعوں کا حاکم بنایا تھا، جو کہ موصل کے قریب تھے اور اصل حکومت اس نے بڑے بیٹے قاہر کے لئے مقرر کی تھی، چنانچہ جب ”قاہر“ کا انتقال ہو گیا تو عماد الدین بادشاہت کا امیدوار بن کر کوشش کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکا، البتہ عماد یہ کے نائب حاکم نے جو اس کے دادا کا آزاد کردہ غلام تھا، اس کی اطاعت قبول کر کے اس کے ساتھ سازش کر لی، مگر بدر الدین لؤلؤ کو اس کا پتہ چل گیا، چنانچہ اس نے نائب کو معزول کر کے وہاں دوسرا نائب بھیج دیا اور اس کے بعد اس نے دوسرے حکام کے بھی اختیارات کم کر دیئے۔

عماد یہ پر قبضہ: پھر نورالدین بن القاہر کمزوری کی وجہ سے بہت عرصے بیمار رہا، اسے کئی بیماریاں لگ گئیں تھیں ان کی وجہ سے وہ طویل عرصہ تک رعایا کی نظروں سے غائب رہا، اس لئے عماد الدین زنگی نے عماد یہ میں نورالدین کی موت کی خبر اڑادی، اور یہ اعلان کیا، ”کہ میں اپنے بزرگوں کی سلطنت کا زیادہ حقدار ہوں“ لوگوں نے یہ بات سچ سمجھ کر بدرالدین لؤلؤ کے نائب اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا، پھر انھوں نے عماد یہ کا شہر عماد الدین کے حوالے کر دیا، یہ واقعہ ماہ رمضان ۶۱۵ھ کی پندرھویں تاریخ کو پیش آیا۔

منظفر کی حمایت: بدرالدین لؤلؤ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے فوج تیار کر کے سردی کے موسم میں عماد یہ کا محاصرہ کر لیا، اس وقت سردی بہت پڑ رہی تھی، اور ہر فباری بھی ہو رہی تھی، اس لئے وہ جنگ نہیں کر سکے، ارمل کے حاکم سلطان مظفر الدین نے عماد الدین کی حمایت کی، اور فوجی امداد دے کر پہنچ گیا، اس پر بدرالدین لؤلؤ نے اسے وہ معاہدہ یاد دلایا، جس میں یہ تحریر تھا کہ وہ موصل کے علاقوں پر حملہ نہیں کریگا اس معاہدے میں ہکاریہ اور

زوزان کے قلعے بھی شامل تھے اس لئے اسے ان لوگوں کی فوجی امداد نہیں کرنی چاہیے جو حملہ کرنے آئے ہیں، مگر وہ اس کے باوجود وہ اس کی امداد پر مصر رہا اور عہد شکنی کر دی۔

موصل کے حاکم کو شکست: ... لؤلؤ کا لشکر عمادیہ کا محاصرہ کئے رہا، آخر کار وہ ایک رات کو مشکل راستے عبور کرتے ہوئے سوار ہو کر پیش قدمی کرتے ہوئے عمادیہ کے قریب پہنچ گئے، لہذا عمادیہ والوں نے نکل کر اس کے لشکر کو دروں اور گھائیوں میں لڑ کر شکست دی اور یہ فوج شکست کھا کر موصل واپس آ گئی اس کے بعد عماد الدین نے ہکاریہ زوزان کے اہل قلعہ کو اس کی اطاعت قبول کرنے کا حکم بھیجا تو انھوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور وہ ان پر حکومت کرنے لگا۔

اشرف موسیٰ اور بدر الدین جب عماد الدین سے ہکاریہ اور زوزان کے قلعے فتح کر لئے اور اربل سے مظفر الدین نے اس کی مدد کی تو بدر الدین لؤلؤ کو اس سے بہت خطرہ پیدا ہوا اس لئے اس نے سلطان اشرف موسیٰ بن عادل کی اطاعت قبول کر لی وہ الجزیرہ اور خلاط کے اکثر علاقوں کا حاکم بن گیا تھا، اس نے اس سے فوجی مدد مانگی چنانچہ اس نے وعدہ کر لیا موسیٰ بن عادل اس وقت حلب میں تھا اور وہ بلاد روم کے حاکم کے کیکاؤس سے لڑ رہا تھا، اس نے مظفر الدین کو کہلوایا کہ وہ اس کی عہد شکنی پر ناراض ہے، اس لئے وہ موصل کے وہ علاقے واپس کر دے جن پر اس نے قبضہ کر لیا ہے اور اگر اس نے زنگی کی حمایت اور امداد پر اصرار کیا تو وہ اس کے علاقے پر حملہ کر دیگا۔

مظفر الدین کی مخالفت: ... مظفر الدین نے اس کے پیغام کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اس نے اپنے ساتھ حاکم ماردین اور کیفا کے حاکم ناصر الدین محمود کو بھی ملا لیا، چنانچہ وہ اشرف موسیٰ بن عادل کے مطیع نہیں ہوئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اشرف موسیٰ نے نصیبین کی طرف اپنی فوجیں بھیج دیں تاکہ جب لؤلؤ کو ضرورت پڑے وہ اس کی مدد کر سکیں۔

عماد الدین کی شکست: ... جب موصل کی فوج عمادیہ کا محاصرہ چھوڑ کر واپس چلی گئی تو عماد الدین زنگی قلعہ عقریٰ طرف روانہ ہو گیا تاکہ وہ موصل کے صحرائی علاقوں پر قبضہ کر سکے، کیونکہ وہ موصل کے کوہستانی علاقوں پر قبضہ کر چکا تھا، اور اس سلسلے میں اربل کے حاکم مظفر الدین نے اسے فوجی امداد دی تھی۔

جب عماد الدین وہاں پہنچا تو موصل کی فوجیں شہر سے چار فرسخ کے فاصلے پر قلعہ عقریٰ سمت صف بندی کر لی پھر یہ متفقہ فیصلہ ہوا کہ موصل کی افواج عماد الدین زنگی کی فوج پر اچانک حملہ کریں گی چنانچہ انھوں نے ماہ محرم کی آخری تاریخ کو ۶۱۶ھ میں صبح کے وقت اچانک حملہ کر کے عماد الدین کے لشکر کو شکست دیدی، اور وہ بھاگ کر اربل پہنچ گیا اور موصل کا لشکر اپنی جگہ واپس آ گیا۔

نور الدین کی وفات: ... اس کے بعد خلیفہ ناصر اور اشرف موسیٰ بن عادل کے قاصدین وہاں پہنچے اور صلح کرنے لگے، چنانچہ فریقین میں صلح ہو گئی، اور انہوں نے آپس میں معاہدہ کر لیا، نور الدین تخت نشین ہوتے ہی طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو گیا تھا، اس لئے وہ ایک سال کی حکومت بھی پوری کرنے نہیں پایا تھا کہ انتقال کر گیا۔

سلطنت کے نگران: ... لؤلؤ نے اس کی جگہ ناصر الدین محمد بن القاہر کو تین سال کی عمر میں تخت نشین کر دیا اور فوج سے اس کی بادشاہت کی بیعت لے کر ایک شاہانہ جلوس میں اس کو سوار کر کے بٹھلایا جسے دیکھ کر لوگ مطمئن ہو گئے۔

وصل پر حملہ: نور الدین کی وفات کے بعد اس کے بھائی ناصر الدین کی کم سنی کی وجہ سے اس کے چچا عماد الدین اور اربل کے حاکم مظفر الدین نے دوبارہ موصل پر حملہ کرنے کا پروگرام بنالیا چنانچہ اس مقصد کے لئے انھوں نے اپنے فوجی دستے موصل کے گرد و نواح کو تباہ کرنے بھیج دیئے ایسے میں لؤلؤ نے اپنے بڑے بیٹے کو فوج دیکر موسیٰ اشرف کی امداد کے لئے بھیج رکھا تھا، جو صلیبیوں کے ساحلی علاقوں پر حملہ کرتا رہتا تھا تاکہ وہ دمیاط پر اپنے ساتھیوں کو کمک نہ بھیج سکیں۔

کمک کی فوج۔ ایسے موقع پر (جبکہ موصل پر دشمن کے حملے کا خطرہ تھا) لؤلؤ نے فوراً اشرف کی اس فوج کو بلا لیا جو نصیبین پر متعین تھی۔ چنانچہ وہ ۱۱۶ھ کے وسط میں موصل پہنچ گئی اس کا سپہ سالار اشرف کا آزاد کردہ غلام ایک تھا، لؤلؤ نے اس فوج کو نا کافی تصور کیا کیونکہ وہ اس سے رشتہ برہمی جو اس نے شام بھیجی ہوا تھا، بلکہ اسے تو وہ اس سے بھی کم لگ رہی تھی۔ ایک نے اصرار کیا کہ وہ دریائے دجلہ پار کرے اور بل چد جے۔ لؤلؤ نے اسے چند دن روکے رکھا جب اس نے بہت اصرار کیا تو لؤلؤ بھی اس کے ساتھ دریا پار کر کے چلا گیا اور موصل سے دفرسخ کے فاصلے پر دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر صف بندی کر لی۔

سخت مقابلہ۔ مظفر الدین نے بھی لشکر اکٹھا کیا اور انہوں نے دریا عبور کر کے زاب پر پڑاؤ کیا، ایک اپنے لشکر اور بوہو کی فوج کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا ماہر جب میں آدھی رات تک چلتا رہا، لؤلؤ کا مشورہ تھا کہ صبح کا انتظار کرے مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ رات کے وقت ہی ان پر حملہ کر دیا ایک نے عماد الدین زنگی کے لشکر کے بائیں بازو یعنی میسرہ پر حملہ کر کے اسے شکست دیدی اسی طرح لؤلؤ کا میسرہ بھی جو بہت تھوڑی تعداد میں تھا، شکست کھا گیا لہذا مظفر الدین نے پیش قدمی کر کے اسے شکست دیدی اور دریائے دجلہ عبور کر کے موصل پہنچ گیا اور وہاں تین دن رہا پھر سے یہ اطلاع پہنچی کہ لؤلؤ اس پر شب خون مارنا چاہتا ہے اس لئے وہ واپس چلا گیا، پھر صبح بات چیت شروع ہوئی اور آخر کار اس بات پر صفا ہوئی کہ جس کے قبضے میں جو عداقت ہے وہ اس پر قابض رہے گا۔

حاکم سنجاہ کی وفات: سنجاہ کا حکمران قطب الدین محمد بن زنگی بن مودود ۸ صفر ۱۱۶ھ میں انتقال کر گیا، وہ نیک سیرت انسان تھا، اور اپنے امراء کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا، اس کے بعد اس کا بیٹا عماد الدین شاہین شاہ حاکم سنجاہ بنا اور وہ چند مہینوں تک حکومت کرتا رہا، ایک دفعہ وہ تل خضر کے مقام پر گیا تو اس کے بھائی عمر نے ایک گروپ لے کر اس پر حملہ کر دیا، اور اس کو قتل کر کے خود حاکم بن بیٹھا، وہ کچھ عرصے تک حکومت کرتا رہا اور پھر اشرف بن عدل نے ماہ جمادی الاولیٰ ۱۱۶ھ میں شہر سنجاہ پر قبضہ کر لیا۔

کواشی پر عماد الدین کا قبضہ: ... کواشی موصل کا بہترین اور اعلیٰ قلعہ تھا اور نہایت ہی مضبوط تھا، جب عماد یہ کے باشندے خود مختار ہو گئے تو اس قلعے کی فوج نے بھی خود مختاری کا گرام بنایا انھوں نے لؤلؤ کے نائب حاکم کو وہاں سے بھگادیا اور صرف دور ہی سے اطاعت کا ظہر کرتے رہے، کیونکہ انھیں ان یرغملیوں کی ہلاکت کا خطرہ تھا، پھر انھوں نے عماد الدین زنگی کو بلوا کر قلعہ اس کے حوالے کر دیا، اور وہ وہیں مقیم ہو گیا، لؤلؤ نے ایسی حالت میں اسے ان معاہدوں کا حوالہ دیا جنہیں توڑنا مناسب نہیں تھا، مگر اس نے اس کی طرف توجہ نہ کی پھر اس نے حلب میں اشرف کو پیغام بھیجی کہ وہ اس کی فوجی مدد کرے چنانچہ اس نے پیش قدمی کی اور دریائے فرات کو عبور کر کے حران پہنچ گیا۔

اشرف کے خلاف پروپیگنڈا: ادھر اربل کا حاکم مظفر الدین اپنے گرد و نواح کے حکمرانوں سے رابطہ کر کے انہیں اشرف کے خلاف بھڑکاتا رہا اور اس کے حملوں سے ڈراتا رہا، اس دوران کیکاؤس بن کینسر اور حاکم روم کے درمیان خانہ جنگی ہوئی، اور کیکاؤس صوبہ کی طرف رو نہ ہوا تو مظفر الدین نے اپنے گرد و نواح کے علاقوں کے بادشاہوں کو جن میں کیکاؤس، آمد اور مار دین وغیرہ جیسے علاقوں کے حکام شامل تھے کیکاؤس کی حمایت کرنے کی دعوت دی چنانچہ انھوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔

اشرف کے خلاف سازش: اتنے میں کیکاؤس کا انتقال ہو گیا مگر اشرف کے دل میں اس کے اور مظفر الدین کے بارے میں کدورت باقی تھی، اس لئے اشرف حران پہنچ گیا تاکہ وہ لؤلؤ کی مدد کرے، مگر مظفر الدین نے اس کے ایک امیر احمد بن علی المشطوب اور عزالدین محمد حمیدی وغیرہ کو اس کے خلاف بھڑکایا، چنانچہ وہ اشرف کو چھوڑ کر مار دین کے ماتحت علاقہ دیش میں پہنچے تاکہ وہ دیگر اطراف کے بادشاہوں سے ملکر اشرف کا مقابلہ کر سکیں۔

سازش کی ناکامی: ادھر اشرف نے آمد کے حکمران کو اپنا حمایتی بنالیا اور اسے شہر جالی اور حیل جودی کے علاقے دیکر دارا کا علاقہ فتح ہونے پر وہ بھی دینے کا وعدہ کیا اس لئے وہ اس کا حمایتی بن گیا اور مخالف جماعت سے الگ ہو گیا، اس کے علاوہ دوسرے امراء بھی اس کی اطاعت قبول کرنے پر

مجبور ہوئے اس طرح مخالف گروپ کا شیرازہ بکھر گیا اور صرف ابن المصطوب اشرف کے مقابلے پر باقی رہ گیا تھا اس لئے اس نے اربل جانے کا ارادہ کر لیا چنانچہ جب وہ نصیبین کے علاقے سے گزرا تو وہاں ایک سردار نے اسے شکست دیدی اور وہ شکست کھا کر سنجاہ بھاگ گیا جہاں اس کے حکم نے اسے گرفتار کر لیا مگر پھر اسے چھوڑ دیا لہذا اس نے فساد یوں کو اکٹھا کر کے موصل کے ماتحت علاقے بقعا کا رخ کیا اور وہاں تباہی مچا کر واپس آ گیا۔

ابن المصطوب کی شکست: پھر وہ سنجاہ سے دوبارہ موصل کے علاقے کی طرف روانہ ہوا اور لولؤ نے گھات لگانے کے لئے ایک شتر بھیج دیا انھوں نے اس کا راستہ روک کر اسے پھر شکست دیدی۔

تل اخضر کی فتح: وہ سنجاہ کے علاقہ تل اخضر کے پاس سے گزرا تو لوگوں نے اسے وہاں روک لیا اور لولؤ کو پیغام بھیجا کہ وہاں آئے اور پھر اس کا می صرہ کر کے ماہ ربیع الاول ۶۱۷ھ میں تل اخضر کو فتح کر لیا ابن المصطوب کو گرفتار کر کے موصل بھیجا اور پھر اسے اشرف کے پاس بھیج دیا، چنانچہ اس نے اسے حران میں قید کر دیا جہاں وہ کئی سال تک قید رہا اور جیل ہی میں مر گیا۔

ماردین کے حکمران سے صلح: جب آمد کے حکمران نے اشرف کی اطاعت کر لی تو وہ حران سے ماردین کی طرف روانہ ہوا اور وہیں میں قیام کر کے ماردین کا می صرہ کر لیا اشرف کے ساتھ آمد کا حکم بھی اس محاصرے میں شریک تھا، اشرف اور حاکم ماردین کے درمیان بات چیت ہوتی رہی ماردین کے حاکم کی یہ شرط تھی کہ وہ اسے ”راس العین“ کا علاقہ واپس کر دے، اشرف نے یہ علاقہ اس شرط پر دیا کہ وہ اسے تیس ہزار دینار اور آمد کے حکمران کو الموز کا علاقہ دیگا (جو شہر عثمان کے قریب ہے) آخر کار فریقین میں صلح ہو گئی۔

علاقوں کی تبدیلی: پھر اشرف وہیں سے نصیبین روانہ ہوا تا کہ وہ وہاں سے موصل چلا جائے، راستے میں حاکم سنجاہ کے ایلچی اسے ملے اور اس کا پیغام دیا کہ وہ سنجاہ کا علاقہ اس شرط پر حوالے کرنے کے لئے تیار ہے کہ وہ اسے اس کے بدلے میں رقعہ کا علاقہ دے، کیونکہ لولؤ نے تل اخضر پر قبضہ کر لیا ہے اس لئے اسے اب اس کی طرف سے بہت خطرہ رہتا ہے اور چونکہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا اس لئے اس کے ارکان سسنت اس سے نفرت کرتے ہیں چنانچہ اشرف نے اس کی بات مان لی اور اسے رقعہ کا علاقہ دیدیا اور خود ماہ جمادی الاولیٰ ۶۱۷ھ سنجاہ پر قبضہ کر لیا اور حاکم سنجاہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ وہاں سے چلا گیا، یوں زنگی خاندان کی حکومت چورانوے سال کے بعد اس کے علاقے سے ختم ہو گئی۔

مظفر سے صلح: جب اشرف نے سنجاہ پر قبضہ کیا تو وہ موصل روانہ ہو گیا جہاں صلح کرانے کے لئے خلیفہ عباسی الناصر اور حاکم اربل مظفر الدین کے قاصد پہنچے ہوئے تھے، مظفر الدین موصل کے ماتحت قلعے حاکم موصل، لولؤ کو واپس کرنے کے لئے تیار تھا تاہم اس کا اصرار تھا کہ وہ دیکھ کا علاقہ زنگی کے قبضہ میں رہے گا اس معاملہ پر دو مہینے تک بات جاری رہی مگر کامیابی نہ ہو سکی، لہذا اشرف اربل پر حملہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور وہ وہیں زاب کے قریب پہنچ گیا، چونکہ لشکر مظفر الدین کے ساتھ حاکم کی بدسلوکی سے تنگ آ گیا تھا اس لئے اس نے اس کی درخواست قبول کرنے کا مشورہ دیا اور اشرف کے ساتھیوں نے بھی اس کی تائید کی لہذا صلح ہو گئی، العقر اور شوش کے قلعے اشرف کے نائبین کے حوالے کر دیئے گئے، یہ دونوں قلعے زنگی کے تھے اور رہن کے طور پر تھے۔

اشرف ۱۰ رمضان ۶۱۷ھ میں سنجاہ واپس گیا مگر جب قلعوں پر قبضہ کرنے کے لئے سپاہی گئے وہاں کی فوج نے قلعے ان کے حوالے نہیں کئے بلکہ مزاحمت کی، چنانچہ عماد الدین زنگی نے شہاب ابن العادل کی پناہ حاصل کی اور اس نے اپنے بھائی اشرف سے اس کی سفارش کی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور العقر اور شوش کے دونوں قلعے اس کو واپس دیئے اور اپنے حکام کو وہاں سے واپس بلا لیا۔

جب لولؤ کو پتا چلا کہ اشرف قلعہ تل اخضر بھی لینا چاہتا ہے کیونکہ یہ پرانے زمانے سے سنجاہ کا ایک حصہ رہا ہے تو اس نے اشرف کو پیغام پہنچایا کہ وہ یہ قلعہ اس کے حوالے کر دینا چاہتا ہے۔

موصل کے قلعوں پر قبضہ: جب زنگی کا ہکار یہ، زوزان اور سادو کے قلعوں پر قبضہ ہو گیا تو وہاں کی عوام نے اسے ویس نیک سیرت نہیں پایا

جیسا کہ لو لو تھا اس لئے انھوں نے اسے ان قلعوں پر قبضہ کرنے کے لئے لکھا چنانچہ اس نے ان کی بات مان لی مگر جب اشرف سے اجازت مانگی تو اس نے اجازت نہیں دی۔ جب زنگی اشرف کے ہاں سے واپس آیا تو اس نے عمادیہ کا محاصرہ کر لیا مگر کامیاب نہ ہو سکا چنانچہ انہوں نے پھر لو لو سے رابطہ کیا تو اس نے دوبارہ اشرف سے اجازت مانگی تو اس نے اسے ایک نیا قلعہ نصیبین کا علاقہ اور دونوں دریاؤں کے درمیان کی حکومت عطا کی اور وہ قلعہ فتح کرنے کی اجازت دیدی اور اپنے حکام وہاں بھیجے چنانچہ اس نے معاہدے کی پوری پابندی کی اور موصل کے ماتحت باقی قلعوں نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا اور ان سب نے لو لو کی اطاعت قبول کر لی یوں حکومت منظم ہو گئی۔

قلعہ شوش کی فتح۔ شوش اور العقر کے قلعے موصل سے بارہ فرسخ کے فاصلے پر تھے اور ایک دوسرے کے قریب تھے، یہ دونوں عماد الدین زنگی ابن نور الدین کی والدہ کی وصیت کے مطابق اس کے قبضہ میں تھے اس کے مقابلے میں ان دونوں قلعوں کے ساتھ ساتھ ہکاریہ و رزوان کے قلعے بھی تھے جو موصل میں شامل ہو گئے تھے۔

وہ خود ۶۱۹ھ بمطابق خندان کی یادگار ازبک ابن بھلوان (حاکم آذربائیجان) کی طرف روانہ ہوا اور اس کے ساتھ سفر کرنے لگا، اس نے بھی اسے جاگیر دی اور وہ اس کے پاس رہنے لگا۔

اشرف کا موصل پر قبضہ۔۔۔۔۔ پھر اشرف بن عادل نے موصل پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور لو لو نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اس نے خلاط و آرمینہ کے سارے علاقے فتح کر لئے تھے اور اپنے بھائی شہاب الدین غازی کے کنٹرول میں دے دیئے پھر اس نے اسے اپنی پوری سلطنت کا ولی عہد بنادیا اور اس کے بعد دونوں بھائیوں کے درمیان خانہ جنگی ہونے لگی تو غازی نے اپنے بھائی معظم (حاکم دمشق) اور مظفر الدین کو کبریٰ سے مدد مانگی اور ایک دوسرے کو موصل کا محاصرہ کرنے کی دعوت دی چنانچہ ان دونوں کے بھائی الکامل نے اپنی افواج کو اکٹھا کیا اور خلاط کی جانب روانہ ہو گیا، اور اس کا محاصرہ کر لیا اس سے پہلے اس نے حاکم دمشق معظم کو جو پیغام بھیجا تھا اس میں اسے سخت دھمکی دی تھی اس لئے وہ اپنے بھائی کی مدد نہیں کر سکا۔

شہاب الدین غازی نے مظفر الدین کو کبریٰ سے مدد مانگی تو وہ موصل کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا تاکہ اشرف کو خلاط کی طرف سے روک سکے، دمشق کا حکمران معظم بھی اپنے بھائی غازی کی مدد کے لئے روانہ ہو گیا۔ موصل کا حاکم لو لو محاصرے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا چنانچہ مظفر الدین دس دن تک اس کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہیں ہو سکا اس لئے وہ ۶۲۳ھ کے درمیانی عرصے میں وہاں سے چد گیا پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ اشرف نے اپنے بھائی کے ہاتھ سے خلاط چھین لیا ہے تو وہ اپنے کئے پر سخت نادم ہوا۔

اہل عمادیہ کی بغاوت:۔ قلعہ عمادیہ موصل کے ماتحت تھا ۶۱۵ھ میں وہاں کے باشندوں نے بغاوت کی اور عماد الدین زنگی کے حامی بن گئے، پھر دوبارہ لو لو حاکم موصل کے مطیع و فرمانبردار بن گئے اور کچھ عرصے تک یہ مطیع رہے پھر وہ اپنی عادت سے مجبور ہو کر سرکش ہو گئے اور لو لو کو مجبور کیا کہ وہ اپنے نائب حاکم کو معزول کرے چنانچہ یکے بعد دیگرے وہ اپنے نائبوں کو معزول کرتا رہا، پھر خواجہ ابراہیم اور اس کا بھائی اپنے حامیوں کے ساتھ خود مختار بن گئے اور انھوں نے اپنے مخالفوں کو قلعہ سے باہر نکال دیا اور لو لو کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔

بغاوت کی سرکوبی:۔ لو لو ان کی سرکوبی کے لئے ۶۲۲ھ میں روانہ ہوا اور ان کے قلعے کا محاصرہ کر کے ان کی خوراک کی فراہمی کا راستہ بند کر دیا اس نے قلعہ ہزوان کی جانب بھی فوج کو بھیجا کیوں کہ عمادیہ والوں کی طرح انھوں نے بھی بغاوت کر دی تھی چنانچہ جب ان کا محاصرہ کیا گیا تو وہ مطیع ہو گئے اور یہ قلعہ فتح کر لیا گیا۔

عمادیہ کی فتح۔ اس کے بعد لو لو نے اپنے نائب امین الدین کی کمان میں عمادیہ کی طرف فوج بھیجی اور خود موصل واپس آ گیا، یہ محاصرہ اس سال کے ۶۰۵ھ ذوالقعدہ تک جاری رہا آخر کار عمادیہ والوں نے امین الدین سے مال و جاگیر اور قلعہ کا معاوضہ دینے اور صلح کرنے کے لئے رابطہ کیا اور لو لو (حاکم موصل) نے اسے تسلیم کر لیا، امین الدین اس سے پہلے یہاں کا حاکم رہ چکا تھا، اس لئے یہاں اس کے خفیہ حامیوں کا ایک گروپ تھا جو اس کی امداد کے لئے تیار تھا اور اس سے رابطے میں رہتے تھے اس دوران اکثر اہل شہر خواجہ ابراہیم کی اولاد کی حرکتوں سے ناراض ہو گئے تھے کیونکہ ان کا یہ خیال

تھا کہ انھوں نے صلح کرنے میں اپنا مفاد پہلے رکھا ہے اور انھیں نظر انداز کر دیا ہے لہذا امین الدین کے خفیہ حمایتیوں کو ان پر حاوی ہونے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ انھوں نے خفیہ طور پر امین الدین کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ شہر پر رات کے وقت حملہ کر کے شہر والوں سے صلح کر لے چنانچہ اس نے ان سے صلح کر لی۔ شہر والوں نے خواجہ ابراہیم کے بیٹوں پر حملہ کر دیا اور لؤلؤ کی حمایت میں نعرے بلند کئے یہ سن کر لشکر قلعہ پر چڑھ گیا اور امین الدین نے قلعہ کو فتح کر لیا اور اس سے پہلے کہ لؤلؤ خواجہ کے بیٹوں کے وفد سے کوئی معاہدہ صلح کرتا اس نے فتح کی اطلاع اسے بھیج دی۔

جلال الدین کی دوبارہ آمد: جلال الدین شکری بن خوارزم شاہ کے ساتھ ۶۱۲ھ میں تاتاریوں کی خوارزم، خراسان اور غزنہ میں جنگ ہوئی تھی ان جنگوں میں جلال الدین کو شکست ہوئی اور وہ ہندوستان چلا گیا پھر وہ وہاں سے ۶۱۲ھ میں واپس آیا اور عراق و آذربائیجان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا چونکہ وہ اشرف بن عادل کے خلاط اور جزیرہ کے علاقوں کے قریب پہنچ گیا اس لئے ان دونوں کے درمیان فتنے کا دروازہ کھل گیا چنانچہ اشرف کے قریبی علاقوں کے حکام نے اسے بھڑکانا شروع کیا۔

جلال الدین کی پیش قدمی اور واپسی: چنانچہ جلال الدین نے خلاط کی طرف اور مظفر الدین نے موصل کی طرف پیش قدمی کی اور وہ زاب کے قریب پہنچ کر جلال الدین کا انتظار کرتا رہا حاکم دمشق المعظم اور حماۃ کی طرف روانہ ہو گیا ادھر لؤلؤ نے موصل کے لئے اشرف سے فوجی مدد مانگی۔ چنانچہ وہ حران پہنچا اور اس کے بعد وہیں پہنچا تو دوسری طرف اس کے نائب حاکم نے بغاوت کر دی تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ دھرو نہ ہو گیا اور خطہ کے علاقے میں تباہی مچا کر وہاں سے چلا گیا۔

مخالفین کی واپسی: اس کے چلے جانے کے بعد دوسرے مخالف حکام کے بازو کٹ گئے اور ان پر اشرف کا رعب طاری ہو گیا اس سے پہلے خود اس کا بھائی حمص اور حماۃ کے قریب پہنچ گیا اور اس نے حمص اور حماۃ کا محاصرہ کرنے کی دھمکی دی تھی دوسری طرف مظفر الدین بھی موصل کا گھیراؤ کرنے کی دھمکی دے رہا تھا مگر اب دونوں حمص اور حماۃ اور موصل کو چھوڑ کر اپنے اپنے شہروں کی طرف چلے گئے چنانچہ دوسرے حکام بھی اسی طرح اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گئے۔

فتنہ تاتاری: تاتاری فوجوں نے جب ۶۲۸ھ میں جلال الدین خوارزم شاہ پر آمد میں حملہ کر کے اسے قتل کر دیا تو ان کا پھر مقابلہ کوئی بادشاہ نہ کر سکا لہذا وہ ملک عراق کے طول و عرض میں تباہی مچاتے گئے اور پھر وہ الجزیرہ میں داخل ہو گئے اور سب سے پہلے نصیبین کا علاقہ تباہ و برباد کیا پھر وہ نجد گئے اور اسے لوٹ لیا پھر خابور کے علاقہ میں داخل ہو کر وہاں تباہی مچائی۔

تاتاریوں کی واپسی: تاتاریوں کا ایک گروپ موصل گیا اور اس کے علاقے کا صفایا کر دیا پھر وہ اربل پہنچے اور وہاں فساد برپا کیا تو مظفر الدین اپنا لشکر لے کر ان کے مقابلے لئے نکلا اس نے موصل کے حکمران سے بھی مدد مانگی تو لؤلؤ نے اس کی مدد کے لئے اپنی فوج بھیج دی اس کے بعد تاتاری فوج وہاں سے واپس آذربائیجان چلی گئی اس لئے تمام افواج اپنے اپنے شہر واپس چلی گئیں۔

مظفر الدین کی وفات: اربل کا حاکم مظفر الدین کو کبریٰ بن زین الدین کجک ۶۲۹ھ میں انتقال کر گیا اس کی وفات اس کے بھائی یوسف کے بعد صلاح الدین کے دور میں ہوئی اس نے وہاں چوالیس سال حکومت کی مگر چونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اس نے وصیت کی کہ اربل کی حکومت خلیفہ المستنصر کے حوالے کر دی جائے چنانچہ خلیفہ المستنصر نے وہاں اپنا نائب بھیج کر اربل پر قبضہ کر لیا اور یہ علاقہ بھی خلیفہ کی ماتحتی میں شامل ہو گیا۔

خوارزم شاہ کی فوج کا انتشار: جب جلال الدین خوارزم شاہ آمد کے قریب شہید ہو گیا تو اس کی فوج روپی علاقے کے حکمران کی قبضہ چلی گئی چنانچہ اس نے اس سے مدد لی، جب ۶۳۳ھ میں اس کا انتقال ہو گیا اس کا فرزند کینسر و حاکم بنا تو اس نے اس کے چیف کمانڈر کو گرفتار کر لیا اور باقی سپاہی وہاں سے چلے گئے اور ملک کے مختلف علاقوں میں روپوش ہو گئے، صالح نجم الدین ایوب، حران، کیفا اور آمد میں اپنے اپنے ملک العادل کی طرف سے نائب تھا اس نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ وہ خوارزم شاہ کی فوج کو اپنے ساتھ ملا لے چنانچہ اس کے والد نے اس کی جہزت دیدی اور اس



نے اس فوج کو اپنے ہاں ملازم رکھ لیا جب اس کے باپ کا ۶۳۵ھ میں انتقال ہوا تو یہ فوج باغی ہو کر موصل چلی گئی جہاں وہ اپنے ساتھ ساتھ باغی اور ان کے ساتھ مل کر مختلف جنگیں لڑیں۔

سبک صالح سے معاہدہ۔ اس صورت حال میں ملک صالح نے سنجاہ میں اس فوج کا محاصرہ کر لیا اور انھیں یہ رنج دیکر اپنے ساتھ مدینہ منورہ انھیں حران اور ربا کا علاقہ دیدے گا تاکہ وہ وہاں آباد ہو سکیں چنانچہ انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس نے وعدے کے مطابق انہیں دونوں علاقے دیدیئے اور انہوں نے دونوں علاقوں پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے لؤلؤ کے زیر کنٹرول نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا اس وقت بنو ایوب کے خاندان میں جو شام کے مختلف علاقوں کے حکمران تھے بہت نا اتفاقی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ ان کے انتشار کے احوال آگئے چل کر ان کی سلطنت کے پٹن میں آ کر آئیں گے، اس وقت سنجاہ کی حکومت جو ادیونس ابن مودود بن الہلال کے کنٹرول میں آگئی تھی اس نے یہ حکومت صالح بن محمد بن ایوب سے دمشق کی حکومت کے بدلے میں حاصل کی تھی لؤلؤ نے اس سے ۶۳۷ھ میں یہ حکومت چھین لی تھی۔

خوارزم کی فوج سے جنگ:..... اس کے بعد حلب کے حکمران اور خوارزمی افواج میں جنگ چھڑ گئی انھوں نے صفیہ خاتون بنت اعدال سے مدد طلب کی تو اس نے معظم بوران شاہ بن صلاح الدین کی کمان میں فوجیں بھیجیں مگر انھوں نے اس لشکر کو شکست دے کر اس کے بھتیجے کو گرفتار کر لیا اور حبس میں داخل ہو کر اسے تباہ کر دیا اس کے بعد فتح کو فتح کر کے وہاں فتنہ و فساد برپا کیا اور انھوں نے رقبہ سے دریائے فرات کو کاٹ دیا، جب وہ واپس جانے لگے تو دمشق اور حمص کی افواج ان کے تعاقب میں گئیں اور انھیں شکست دے کر ان کا قتل عام کیا چنانچہ وہ بھاگ کر اپنے شہر حران چلے گئے مگر حبس کی فوجیں بھی وہاں پہنچ گئیں اور انھوں نے حران فتح کر لیا، خوارزم کی فوجیں وہاں سے غارتی ہو گئیں یہ حالت دیکھ کر حامد موصل کو فوراً نصیبین پہنچا اور اس نے وہ شہر ان کے قبضے سے آزاد کر لیا۔

لؤلؤ کی شکست: صفیہ بنت العادل ۶۳۷ھ میں حلب میں انتقال کر گئی یہ وہاں اپنے والد عزیز محمد بن الظاہر غازی بن صلاح الدین کے بعد حکمران رہی تھی، اس کے بعد اس کا بھائی الناصر یوسف بن العزیز حاکم مقرر ہوا اس کا نگران اس کا آزاد کردہ غلام اخیال خاتونی مقرر ہوا ۶۳۸ھ میں اس کے لشکر اور حامد موصل بدرالدین لؤلؤ کی افواج کے درمیان جنگ ہوئی جس میں لؤلؤ کو شکست ہوئی اور الناصر نے نصیبین، دار، اور قر قیس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور لؤلؤ حلب پہنچ گیا۔

لؤلؤ کی ہلاکو خان کی اطاعت:..... جب ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کر کے اسے فتح کیا اور خلیفہ مستعصم سمیت بغداد کے تمام معززین کو قتل کر دیا تو وہاں سے وہ آذر بایجان چلا گیا اس وقت لؤلؤ فوراً اس کے پاس پہنچا اور اس کی حکومت تسلیم کر کے موصل آ گیا۔

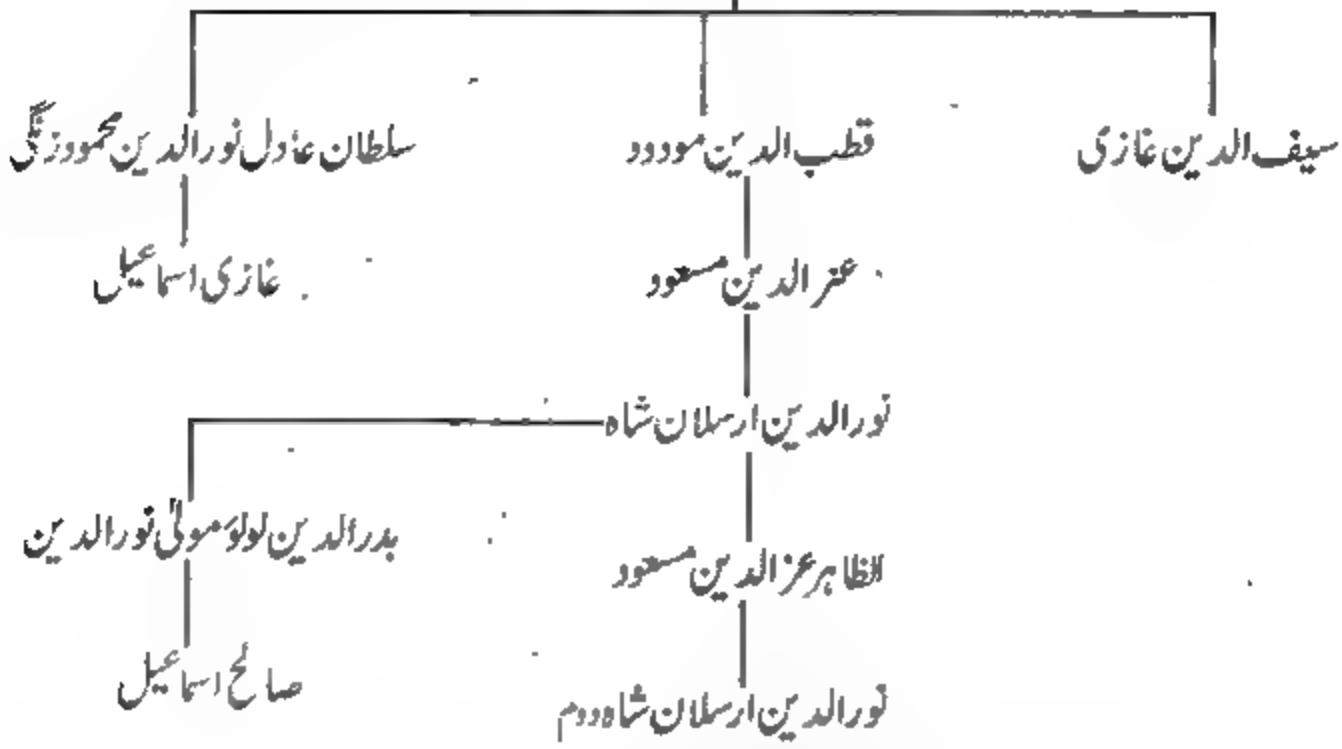
لؤلؤ کی وفات: بدرالدین لؤلؤ ۶۳۷ھ میں انتقال کر گیا اس کا لقب الملک الرحیم تھا اس کے بعد اس کا ایک بیٹا صالح اسماعیل موصل کا حاکم اس کا دوسرا بیٹا مظفر علاء الدین علی سنجاہ کا حاکم بنا اور جزیرہ ابن عمر کا حاکم اس کا تیسرا بیٹا مجاہد اسحاق تھا ہلاکو خان نے انھیں کچھ عرصہ تک حکومت کر دی پھر ان سب سے ان کی حکومتیں چھین لیں اور پھر وہ سب مصر چلے گئے اور وہاں بادشاہ ظاہر بیہر س کے مہمان بن گئے۔

زنگی سلطنت کا خاتمہ: ہلاکو خان نے شام کی طرف پیش قدمی کی اور اس پر قبضہ کر لیا، یوں خاندان اتابک زنگی کی سلطنت کا شام اور جزیرہ کے تمام علاقوں سے مکمل خاتمہ ہو گیا

## زنگی سلطنت کا شجرہ نسب

قیم الدولہ آقستغر مولیٰ سلطان ملک شاہ

اتابک عماد الدین زنگی



ایوبی خاندان کی سلطنت و حکومت: ..... یہ سلطنت بھی زنگی خاندان کی ایک شاخ کی تھی ان کے جد امجد ایوب بن شادی کا نسب نامہ بعض مؤرخین یوں بیان کرتے ہیں ایوب بن شادی بن مروان بن علی بن عشرہ بن الحسن بن علی بن احمد بن علی بن عبدالعزیز بن ہدیمہ بن اخصین بن حارث بن سنان بن عمر بن مرثیہ بن عوف النعمانی الدوسی۔

ایوبی خاندان کا بانی: ..... مشہور مؤرخ ابن الاثیر کہتے ہیں کہ یہ لوگ روادیہ کرد قوم سے تعلق رکھتے ہیں ابن خلکان کہتے ہیں کہ اس خاندان کا جد امجد شادی دربن کا ایک معزز شخص تھا وہاں اس کا دوست بہروز رہتا تھا، جہاں اسے ایک خفیہ امیر نے قتل کرنے کی کوشش کی تو بہروز بھاگ کر سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاہ کے پاس پہنچ گیا اور وہاں وہ اس کے بیٹوں کے خادم کی خدمت کرنے لگا، جب وہ خادم مر گیا تو سلطان نے بہروز کو اس کی جگہ پر اپنے بیٹوں کا خادم مقرر کر دیا جب اس کی صلاحیت اور قابلیت ظاہر ہوئی تو اسے ایک سرکاری عہدہ دیدیا گیا۔ اس وقت اس نے اپنے دوست شادی بن مروان کو بلوایا کیونکہ ان دونوں میں بے حد محبت اور دوستی تھی لہذا شادی بہروز کے پاس پہنچ گیا۔

نجم الدین ایوب کی حکومت: ..... پھر سلطان نے بہروز کو بغداد کا کوٹوال بنادیا تو جب وہ بغداد گیا تو شادی کو بھی لے گیا پھر سلطان نے اسے قلعہ تکریت، جاکیر میں دیا تو اس نے شادی کو اس کا حاکم مقرر کر دیا جہاں شادی اپنی وفات تک حکومت کرتا رہا پھر اس کی وفات کے بعد بہروز نے اس کے بیٹے نجم الدین ایوب کو اس کی جگہ تکریت کا حکمران بنادیا جو اسد الدین شیرکوہ سے بڑا تھا اور وہ وہاں کافی مدت تک حکومت کرتا رہا۔

ایوب کا کارنامہ: موصل کے حکمران عماد الدین زنگی نے سلطان مسعود کی حمایت میں خلیفہ مسترشد کے خلاف ۵۲۰ھ میں حملہ کیا تھا تو اسے شکست ہو گئی تھی، چنانچہ جب وہ موصل جانے کے لئے واپس ہوا تو تکریت کے پاس سے گزرا اس وقت نجم الدین ایوب نے اسے راستے کا خریف فراہم کیا اور وہ جلد دریا کو عبور کرنے کے لئے پل تیار کر لیا اور اسے دریا پار کرنے کے لئے ہر ممکن سہولت فراہم لی۔

ایوبی زنگی کے دربار میں: اس دوران اسد الدین شیرکوہ نے تکریت میں کسی قتل کر دیا اور اس کے بھائی نجم الدین ایوب نے اس کا فدیہ ادا

نہیں کیا تو بہر ذر نے اسے حکومت سے ہٹا کر ان دونوں بھائیوں کو تکریت سے نکال دیا، چنانچہ دونوں بھائی عماد الدین زنگی کے پاس چھپ گئے جہاں زنگی نے ان دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور انہیں جاگیریں عطا کیں پھر جب زنگی نے ۵۳۲ھ میں بعلبک فتح کیا تو نجم الدین ایوب کو وہاں نائب بنادیا چنانچہ وہ اس کے دور میں وہاں کا حاکم رہا۔

دمشق میں قیام: جب ۵۴۱ھ میں عماد الدین زنگی کی وفات ہوئی تو حاکم دمشق فخر الدین طغرکین نے بعلبک پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر دیا آخر کار نجم الدین ایوب نے اس شرط پر ہتھیار اٹل دیئے کہ وہ اسے دمشق میں جاگیر دیا چنانچہ وہ طغرکین کے ساتھ دمشق میں رہا۔

اسد الدین شیرکوہ... البتہ اسد الدین شیرکوہ، نور الدین محمود بن زنگی کے ساتھ ہی رہا، زنگی نے اس کی انتظامی قابلیت سے متاثر ہو کر سے حمص و درجہ کے شہر دیئے تھے اور اسے فوج کا چیف کمانڈر قرار دیا تھا، سلطان زنگی کا دمشق پر قبضہ اور اہل دمشق کی مداخلت اور اسد الدین شیرکوہ کی مرہون محنت تھی، کیونکہ جب اس کا بھائی دمشق میں تھا وہ اس سے رابطے میں رہا، چنانچہ دونوں بھائیوں کی کوششوں اور تدبیروں سے ۵۴۹ھ میں دمشق فتح ہو گیا۔

فاطمی سلطنت کا زوال: اس دور میں مصر میں فاطمی سلطنت کا زوال ہو چلا تھا اور اس کی ترقی رک گئی تھی بلکہ اس کے وزراء، اپنے خفاء پر حاوی ہو چکے تھے اور خلفاء کے اختیارات باقی نہیں رہے تھے اور چونکہ اس سلطنت پر زوال آ گیا تھا، اس لئے صلیبی افواج مصر کے ساحل اور دیر شہروں پر حملے کرنے لگی تھیں یہاں تک کہ انہوں نے مصر کے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور قاہرہ کے دربار خلافت پر بھی ان کا تسلط قائم ہو گیا تھا۔

اور ان پر ٹیکس بھی لگا دیا تھا، اس طرح اہل مصر سخت مصیبت میں مبتلا تھے اور یہ تمام تکالیف برداشت کر رہے تھے کہ آخر کار تاک زنگی، اور اس کی سلجوقی قوم نے ان کی فاطمی خلافت کی تحریک و دعوت کا خاتمہ کر دیا اس طرح خلیفہ عاضد ان کا آخری خلیفہ ثابت ہوا۔

خلیفہ عاضد پر پہلے تو صالح ابن زریک وزیر کی حیثیت سے مسلط تھا اس کے بعد شاور سعدی غالب آ گیا اس نے زریک بن صالح کو ۵۵۷ھ میں قتل کر دیا تھا اور خود عاضد پر مسلط ہو گیا۔ پھر ضرغام اس وزیر پر غالب آ گیا اور اس کو قاہرہ سے نکال دیا، نو مہینے تک مصر پر حکومت کرتا رہا۔

چنانچہ شاور شام بھاگ گیا اور ۵۵۹ھ میں نور الدین زنگی کے پاس فریاد لے کر پہنچا اور مصری سلطنت کی ایک تباہی آمدنی اسے دینے کا وعدہ کیا بشرطیکہ وہ اس کے ساتھ ایسی فوج بھیجے جو وہاں مستقل طور پر قیام کر سکے چنانچہ نور الدین نے یہ درخواست قبول کر لی اور اسد الدین شیرکوہ کو فوج دے کر بھیج دیا۔

ایوبی سلطنت کا آغاز: شیرکوہ نے ضرغام کو قتل کر کے شاور کو اس کا مرتبہ وزارت بحال کر دیا آخر کار اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فاطمی سلطنت ختم ہو گئی اور مصر اور اس کا تمام علاقہ ایوبی خاندان کے کنٹرول میں آ گیا، ابتداء میں نور الدین محمود زنگی کی حکومت رہی مگر جب نور الدین زنگی کا انتقال ہوا اور سلطان صلاح الدین خود مختار حاکم بن گیا تو یہاں خلفائے عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا سلطان صلاح الدین اس کے بعد سلطان نور الدین محمود کے بیٹوں پر بھی حاوی ہو گیا اور اس نے شام کا علاقہ بھی ان سے چھین لیا، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کا چچا زاد بھائی مودود بہت تباہی مچا چکا تھا اس طرح صلاح الدین کی سلطنت وسیع ہوتی گئی اور اس کی وفات کے بعد بھی اس خاندان کی سلطنت میں توسیع ہوئی حتیٰ کہ یہ سلطنت بھی ختم ہو گئی۔

وزیر مصر کی فریاد پر روانگی: پھر جب سلطان نور الدین محمود نے شاور کی فریاد پر اس کے ساتھ اپنا لشکر بھیجنے کا پروگرام بنایا تو اس نے اس لشکر کا کمانڈر اسد الدین شیرکوہ بن شاور کو منتخب کیا وہ اس وقت اس کے بڑے امراء میں شامل تھا، سلطان نے اسے حمص سے ہوا یا جہاں کا وہ حکمران تھا وہاں اس کی جاگیریں پھر سلطان نے فوج تیار کی اور ان کی خامیوں کی تلافی کی۔

شیرکوہ کی روانگی: شیرکوہ، دمشق سے جمادی الاولیٰ ۵۵۹ھ میں فوج لے کر چلا اس کے ساتھ ساتھ خود سلطان نور الدین بھی اپنی فوجیں لے کر صلیبیوں کے علاقوں کی جانب روانہ ہوا۔ وہ انھیں شیرکوہ کے لشکر کو روکنے یا لوٹانے سے روک سکے اور صلیبی حاکم مصر سے دوستانہ تعلقات اور معاہدہ

کے کی وجہ سے اس کے لشکر کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے۔

ضرغام کا قتل۔ جب اسد الدین شیرکوہ اپنی فوج لے بیس پہنچا تو وہاں ضرغام کے بھائی ناصر الدین نے اس کا مقابلہ کیا مگر شکست کھا مرقاہرہ بھاگ گیا پھر خود ضرغام ۵۰ جمادی الاخریٰ کی آخری تاریخ کو مقابلہ کرنے نکلا مگر سیدہ نفیسہ بیچھٹا کے مزار کے قریب اپنے بھائی سمیت مارا گیا۔

شاہور کی غداری۔ پھر شیرکوہ نے شاہر کو وزیر کے عہدہ پر بحال کر دیا مگر وزیر بننے کے بعد اس نے شیرکوہ کو واپس جانے کا حکم دیا اور اس معاہدہ سے پھر گیا جو اس نے کیا تھا جب اسد الدین شیرکوہ نے اس سے وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے منظور نہیں کیا اس لئے شیرکوہ نے بیس و مصر کے مشرقی شہروں پر قبضہ کر لیا اس صورت حال میں شاہر نے صلیبیوں سے فوجی امداد مانگی اور انھیں مراعات دینے کا وعدہ کر لیا چنانچہ انھوں نے اس کی درخواست فوراً منظور کر لی اور ان کا بادشاہ بڑی فوج لے کر روانہ ہو گیا اس نے ان صلیبیوں کو بھی اپنی فوج میں شامل کر لیا جو بیت المقدس کی زیارت کے لئے آئے تھے کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اسد الدین شیرکوہ مصر فتح کر لے گا یہ حالات دیکھ کر سلطان نور الدین فوج لے کر گیا تاکہ انھیں جنگ میں مشغول رکھ کر صلیبیوں کو وہاں جانے سے روکے مگر وہ آگے بڑھ چکے تھے۔

مشرکہ فوج سے مقابلہ۔..... اسد الدین شیرکوہ بیس پہنچا تو مصری اور صلیبیوں انواج متحد ہو کر مقابلہ کے لئے آگئیں انھوں نے اس کا تین مہینے محاصرہ کئے رکھا اور شیرکوہ صبح و شام ان سے جنگ کرتا رہا اور ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اس لئے صلیبی فتح حاصل نہ کر سکے بہتہ انھوں نے اس کے ذرائع ابلاغ کے راستے بند کر دیئے تھے اس دوران سلطان نور الدین نے جزیرہ، دیار بکر اور مصر حارم کے حکام کو جنگ کرنے پر تیار کر لیا۔ چنانچہ جب صلیبی افواج مقابلہ کے لئے پہنچیں تو سلطان نے انھیں شکست دے کر ان کا صفایا کر دیا اور اٹاکیہ و طرابلس کے حکام کو گرفتار کر لیا، حارم جو حسب کے قریب تھا، فتح کر لیا گیا، پھر سلطان ہانیاس پہنچا جو دمشق کے قریب تھا اور اسے بھی اس نے فتح کر لیا جیسا کہ سلطان نور الدین کے حالات میں تفصیل سے گزر چکا ہے جب صلیبی افواج بیس میں اسد الدین شیرکوہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں تو انھیں اس شکست کی خبر ملی اس خبر سے ان کے حوصلے پست ہو گئے، مگر انھوں نے یہ خبر اسد الدین شیرکوہ سے صلح کی بات چیت شروع کر دی اور یہ شرط رکھی کہ وہ شام واپس چلا جائے، چنانچہ اس نے ان سے صلح کر لی اور اسی سال کے ماہ ذوالحجہ میں شام واپس چلا گیا۔

دوبارہ حملہ۔..... اسد الدین شیرکوہ شام واپس آ گیا مگر چونکہ شاہور کی غداری کا بدلہ لینا چاہتا تھا اس لئے وہ دوبارہ حملہ کرنے کے لئے فوج جمع کرتا رہا یہ فوج تیار ہی اس نے ۵۶۲ھ تک مکمل کر لی چنانچہ جب اس نے فوج اکٹھی کر لی تو سلطان نور الدین نے اس کے ساتھ کمندروں کا ایک گروپ بھیج دیا اور مسلمان مجاہدوں کی حفاظت کے لئے بڑی تعداد میں فوج بھیجی جو مصر کی طرف روانہ ہو گئی جب شیرکوہ اس طیفح کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں سے مغربی علاقوں کی طرف دریا عبور کیا اور حیزہ کے مقام پر پڑاؤ کر کے پچاس دن تک ٹھہرا رہا۔

صلیبی کمک۔..... ادھر شاہور نے صلیبیوں سے امداد مانگی لی چونکہ صلیبیوں کو سلطان نور الدین اور شیرکوہ کی سلطنت کی توسیع و استحکام کا خطرہ تھا اس لئے وہ بہت جلد مصر پہنچ گئے اور انھوں نے بھی اپنی فوج کے ساتھ دریا عبور کر کے حیزہ میں پڑاؤ کیا شیرکوہ اس وقت وہاں سے بارہ کی مصر کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور وہاں سے وہ ایک ایسی جگہ پہنچ چکا تھا جو بامبین کے نام سے مشہور تھی۔

دشمن کی تعداد اور مسلمانوں کے مشورے۔..... دشمن کی فوجوں نے شیرکوہ کا تعاقب کر کے اسے بامبین پر پالیا یہ واقعہ ۵۶۲ھ کے درمیان کا ہے جب شیرکوہ نے دشمن کی بڑی تعداد کو دیکھا کہ وہ جنگ کے لئے مکمل طور پر تیار بھی تھی چنانچہ اس کے ساتھی ہمت ہار گئے اس لئے اس نے ان سے مشورہ کیا بعض افراد کا یہ کہنا تھا کہ دریائے نیل کو عبور کر کے مشرقی علاقے کی طرف چلے جائیں اور شام واپس چلے جائیں مگر ان کے کمندروں کی رائے یہ تھی کہ آخری دم تک جنگ لڑی جائے دوسری صورت میں انھیں سلطان نور الدین کے ناراض ہونے کا اندیشہ تھا۔

صلاح الدین کی پیش قدمی۔ لہذا آغازی صلاح الدین نے جنگ کے لئے پیش قدمی کی چنانچہ صف بندی کی گئی اور صلاح الدین کو شہرے

قصبہ میں رہا گیا۔ شیرکوہ خود میمنہ میں ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ جن کی وفاداری اور سرفروشی پر اسے اعتماد تھا۔ چنانچہ دشمن نے مدینہ میں مدد نہ پاتے ہوئے بغیر دست کر کے ان کا مقابلہ کیا اور اسد الدین شیرکوہ نے اس کی بالکل مخالف سمت میں دشمن کی پچھلی صفوں پر حملہ کیا اور اس کے سورہاؤں کو قتل اور بے شمار گرفتار کر لیا۔

دشمن کی شکست یہ صورت حال یہ کر اگلی صفوں کی دو افواج جو صلاح الدین سے جنگ کر رہی تھیں پسپا ہونے لگیں ان کا خیال یہ تھا کہ انھیں شکست ہو گئی ہے اس لئے وہ پیچھے کی طرف ہٹ گئیں وہاں انھوں نے دیکھا کہ اسد الدین شیرکوہ ان کی پچھلی صفوں کا سدھار رہا ہے ہذا وہ بے بہار کرمصر واپس چلے گئے۔

صعید اور اسکندر یہ کی فتح: پھر یہاں سے اسد الدین شیرکوہ اسکندر یہ پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے اس کی امانت قبول کر لی چنانچہ شیرکوہ نے صلاح الدین کو پناہ بخشی بن کرمصر کے بالائی حصے صعید کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا اور اپنے کارکنوں کو وہاں ٹیکس وصول کرنے بھیج دیا۔

دشمن سے صلح: اور مصری افواج قاہرہ پہنچ چکی تھیں انھوں نے اپنی جنگی کمزوریاں دور کر کے اسکندر یہ کی طرف پیش قدمی کی اور صلاح الدین کا محاصرہ کر دیا یہ محاصرہ اس کے لئے بہت نقصان دہ رہا پھر اسد الدین شیرکوہ مصر کے بالائی حصے سے اس کی مدد کرنے کے لئے روانہ ہو۔

صلح کی شرائط: ان کی تجاویز یہ تھیں کہ وہ اسکندر یہ اہل مصر کو واپس کر دے، وہ اس کے بدلے اسے پچاس ہزار دینار دیں گے مصر کے باقی حصے سے شیرکوہ نے جو ٹیکس وصول کیا ہے وہ اس کے علاوہ ہے، شیرکوہ نے ان کی یہ تجاویز اس شرط کے ساتھ منظور کیں کہ صلیبی افواج اپنے علاقوں کی طرف واپس چلی جائیں گے اور مصر کے کسی گاؤں پر بھی ان کا قبضہ نہیں ہوگا یہ معاہدہ اس سال کے ماہ شوال کے درمیان میں مکمل ہو۔

اہلیان مصر پر صلیبی ٹیکس: اسد الدین شیرکوہ اور اس کی افواج ماہ ذوالقعدہ کی پندرہ تاریخ کو شام واپس آ گئیں مگر صلیبیوں نے (مصر کے وزیر) شاور پر یہ شرط عائد کر دی کہ قاہرہ میں ان کے محافظ برقرار رہیں گے اور شہر کے دروازے بھی ان کی حفاظت میں رہیں گے تاکہ وہ نور الدین زنگی کا مقابلہ کر سکیں انھوں نے اس پر ایک لاکھ دینار سالانہ ٹیکس بھی عائد کیا جسے اس نے قبول کیا اس کے بعد صلیبی افواج اپنے شہر کے ساحلی شہروں کی طرف واپس چلی گئیں مگر مصر میں وہ اپنے افسروں کا ایک گروپ چھوڑ گئیں۔

مصر کی فتح کا منصوبہ: جب صلیبیوں نے قاہرہ اور مصر پر ٹیکس عائد کیا وہاں محافظ دستے مقرر کئے اور شہر کے دروازے پر ان کا قبضہ ہو گیا تو وہ ملک پر اچھی طرح قابض ہو گئے انھوں نے وہاں اپنے ماہر افسروں کا ایک گروپ بھی برقرار رکھا جنہوں نے اپنی حیثیت وہاں مستحکم کر لی اور وہ سلطنت کی خفیہ جگہوں سے واقف ہو گئے اس کے بعد وہ پورے ملک کو فتح کرنے کے منصوبے بنانے لگے اور اس سلسلے میں انھوں نے شام کے حکمران سے جس کا نام مری تھا رابطہ شروع کیا شام میں اس جیسا کوئی صلیبی بادشاہ نہیں گزرا تھا صلیبیوں نے اسے اس بات پر بہت مدد دی اور اسے سبز باغ دکھائے مگر اس نے ان کی یہ تجویز نہیں مانی تاہم افسروں نے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور اسے سمجھایا کہ مصر فتح کرنے کے بعد وہ سلطان نور الدین پر بھی فتح حاصل کر میں گے ورنہ مصر والے نور الدین کے حامی بن جائیں گے مگر ان تمام کوششوں اور یقین دہانیوں کے باوجود وہ اپنی رائے پر قائم رہے آخر کار اس نے ان کی بات مان لی اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں، سلطان نور الدین کو جب اس کی جنگی تیاریوں کا علم ہوا تو اس نے بھی اپنی فوج جمع کی اور سرحدوں پر جو فوجیں تھیں انھیں بھی بلا لیا۔

مصر کا صلیبی محاصرہ: صلیبی فوج ۵۶۳ھ کے شروع میں مصر روانہ ہوئی اور انھوں نے ماہ صفر میں ”ہلبیس“ فتح کر لیا وہاں خوب تباہی پھیل گئی پھر شاور کے دشمنوں کے خط ان کے پاس آئے جن میں ان کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی چنانچہ انھوں نے مصر کی طرف پیش قدمی کی اور قاہرہ کا محاصرہ کر لیا۔

مصر میں آگ: یہ صورت حال دیکھ کر شاور نے مصر کو آگ لگا دینے کا حکم دیدیا تاکہ وہاں کے باشندے قاہرہ منتقل ہو جائیں اور یہاں سے

کا صحیح طرح مقابلہ کیا جاسکے، چنانچہ لوگ منتقل ہو گئے بعد میں ان کا شہر نذر آتش ہو گیا اس کے ساتھ ساتھ ان پر بھی ظلم ہوا اور ان کا مال و دوست و دشمن گریہ و مہینے تک شہر میں آگ بھڑکتی رہی۔

صبح کی درخواست۔ ادھر عاضد نے سلطان نور الدین کے پاس اپنی فریاد پہنچائی چنانچہ اس نے اس کی فریاد سن کر شکر تیار کرنا شروع کر دیا دوسری طرف قاہرہ کا محاصرہ سخت ہو گیا لہذا محاصرہ سے تنگ آ کر شاور نے صلیبی حکمران کو صلح کا پیغام بھیجا اور اپنے پرانے تعلقات جتلاتے ہوئے اس نے اعلان کیا کہ وہ صلیبیوں کا حامی ہے عاضد اور سلطان نور الدین کا حامی نہیں ہے اس نے اس سے درخواست کی کہ وہ مالے کر صلح کر لے، کیونکہ مسلمان اس کے عداوہ ہر چیز سے نفرت کرتے ہیں۔

دس لاکھ پر صلح۔ چنانچہ جب صلیبی حکمران نے یہ دیکھا کہ قاہرہ فتح نہیں ہو سکتا تو اس نے دس لاکھ دینار پر صلح کر لی، شاور نے فوری طور پر ایک لاکھ دینار ان صلیبیوں کو ادا کر دیئے اس کے بعد اس نے انھیں چلے جانے کو کہا چنانچہ وہ چلے گئے اس کے بعد شاور نے باقی رقم جمع کرنی شروع کی مگر عوام اسے نہیں ادا کر سکی۔

فاطمی خلیفہ کا پیغام:۔ ادھر خلیفہ عاضد کے قاصد مسلسل نور الدین کے پاس آتے رہے وہ یہ پیغام لاتے کہ اسد الدین شیر کوہ اور اس کی افواج محافظ لشکر کی حیثیت سے اس کے پاس رہیں ان کے تمام اخراجات وہ خود ادا کریگا نیز سلطان نور الدین کو مصر کی زمینوں کے ٹیکس کا تہائی حصہ دیتے رہے گا چنانچہ نور الدین نے اسد الدین شیر کوہ کو تمھ سے بلایا اور اسے دو لاکھ دینار ضروری کپڑے مویشی اور اسلحہ فراہم کیا، اور اس سے پوری افواج خزانوں، درویشوں، نقل و حرکت کے انتظامات کے لئے خود مختار کمانڈر بنادیا اور ہر سوار کے لئے بیس دینار مقرر کئے اس کے ساتھ اپنے کچھ امراء اور سپہ سالار بھی اس کے ساتھ روانہ کئے جو کہ یہ ہیں (۱) عز الدین خروک جو اس کے آزداد کردہ غلام تھا (۲) عز الدین قتیق (۳) شرف الدین و عش (۴) عز الدین الباروتی (۵) قطب الدین نیال بن حسان الخجی۔

شیر کوہ کی روانگی:۔ سلطان نے صلاح الدین ایوبی کو بھی اپنے چچا شیر کوہ کی مدد کے لئے روانہ کر دیا صلاح الدین نے پہلے تو معذرت کی مگر سلطان کی اصرار پر جانے کے لئے تیار ہو گیا پھر اسد الدین شیر کوہ ماہ ربیع الاول کے درمیان میں مصر کی طرف روانہ ہو جب وہ مصر کے قریب پہنچا تو اس وقت صلیبی افواج اپنے وطن واپس چلی گئی تھیں یہ خبر سن کر سلطان نور الدین بہت خوش ہوا اور اس نے شام میں اس خوشخبری کے بعد خوشی میں تقریب منعقد کی۔

شاور کی غداری:۔ اسد الدین شیر کوہ ماہ جمادی الاخریٰ کے نصف میں قاہرہ پہنچ گیا تھا اور شہر سے باہر اس نے پڑاؤ ڈالنا تاہم خلیفہ عاضد نے اس سے ملاقات کی اور خلعت عطا کی اور اسے اور اس کے لشکر کو انعامات اور وظائف دیئے اسد الدین شیر کوہ اس بات کا انتظار کرتا رہا کہ معاہدے کے مطابق شرائط پوری کی جائیں، مگر شاور ٹال مٹول کرتا رہا اور وعدوں پر ثر خاتار با پھر شاور نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اسد الدین شیر کوہ کو گرفتار کر کے لشکر کو خود ملزم رکھ لے مگر اس کے بیٹے الکامل نے اسے اس ارادہ سے باز رکھا اس لئے اس نے یہ ارادہ ملتوی کر دیا ادھر شیر کوہ کے ساتھی شاور کی طرف تقریباً پانچ سو چھ تھے اس لئے اس کے امراء نے آپس میں مشورہ کیا اس کا بھتیجا صلاح الدین اور عز الدین فردک اس بات پر متفق تھے کہ شاور کو قتل کر دیا جائے مگر شیر کوہ کو اس رائے سے اختلاف تھا۔

شاور کا قتل۔ ایک دن شاور صبح کے وقت شیر کوہ کی خیمہ گاہ میں اس سے ملنے آیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے مزار کی زیارت کے لئے گیا ہوا ہے اس وقت وہاں صلاح الدین اور عز الدین فردک موجود تھے وہ اس کے ساتھ شیر کوہ سے ملاقات کے لئے چلے مگر راستے میں انھوں نے اسے گرفتار کر لیا اور فوراً شیر کوہ کو اس کی اطلاع دی خلیفہ عاضد نے بھی فوراً یہ پیغام بھیجا کہ اسے قتل کر دیا جائے ہذا انھوں نے اس کا سر کاٹ کر اس کے پاس بھیج دیا اس کے بعد خلیفہ عاضد نے اس کے گھروں کو لوٹنے کا حکم دیدیا چنانچہ عوام نے اس کے گھروں میں خوب مٹ مار دی۔

وزارت پر تقرر۔ شیر کوہ خلیفہ عاضد کے محل میں آیا تو خلیفہ نے اسے وزیر بنا کر اس کا لقب الملک المنصور امیر الجیوش (سپہ سالار) رکھ دیا قصر



خداوند میں قاضی فیض بیسانی کے قلم سے ایک فرمان جاری ہوا جس میں خلیفہ کے دستخط خاص سے یہ بات لکھی ہوئی تھی۔

فاطمی خلیفہ کا فرمان یہ وہ فرمان ہے جو اس سے پہلے کسی وزیر کے لئے نہیں تحریر کیا گیا ہے اس لئے آپ اس عہد سے پرفز ہیں جس کا منہ تعالیٰ و امیر المؤمنین آپ کو اہل سمجھتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے آپ پر رحمت ہے کہ اس نے آپ کو صحیح راستے کی طرف ہدایت کی ہے (اس نے) آپ امیر المؤمنین کے فرمان پر اپنی پوری قوت کے ساتھ قائم رہیں آپ کو یہ فخر کرنا چاہیے کہ آپ خاندان نبوت کی خدمت فرما رہے ہیں وریوں امیر المؤمنین نے اپنی کامیابی کے لئے ایک (صحیح) راستہ اختیار کر لیا ہے تم اپنی قسمیں پکی کرنے کے بعد انھیں ضائع مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

شیرکوہ کی مصر پر حکومت: پھر اسد الدین شیرکوہ شاور کے دفتر میں بیٹھ کر وزارت کے کام انجام دینے لگا اور مورسطنٹ انجی مدینے لگا اس نے فوج کو جاگیریں عطا کیں اس نے امن و امان قائم کر کے اہل مصر کو اپنے شہر واپس آ کر اپنے گھروں میں آباد ہونے کی ہدایت بھیجیں پھر اس نے سلطان نور الدین کو بھی تمام واقعات تفصیل سے لکھ کر بھیجے اور اپنا کام بدستور کرتا رہا۔

شیرکوہ کو خراج تحسین: جب شیرکوہ خلیفہ عاضد کے پاس گیا تو وہاں مصر کے سب سے بڑے استاذ جو ہر شخص نے اسکے بارے میں یوں بیان کیا کہ ”ہمارے آقا خلیفہ عاضد آپ کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ جب سے آپ آئے ہیں اس وقت سے ہم آپ کے عہدے اور مرتبے کو بہت پسند کرتے ہیں، اس واقعہ کا آپ کو بھی علم ہے ہمیں یقین ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے آپ کو ہمارے دشمنوں پر غلبہ کرنے کے لئے اس عہدے پر فز فرمایا اس پر اسد الدین شیرکوہ نے خیر خواہی اور سلطنت سے وفاداری کا حلف اٹھایا پھر استاد موصوف نے خلیفہ عاضد کی طرف سے یہ کہا کہ ”سج سے تمام اختیارات آپ کے ہاتھ میں ہیں۔“

مشیر خاص کا عہدہ: اس کے بعد شیرکوہ کو از سر نو خلعت عطا کی گئی، شیرکوہ نے عبدالقوی کو اپنا جانشین اور مشیر مقرر کیا جو مصر کے قاضی لقنہ دور فاطمی تحریک کے سب سے بڑے مبلغ داعی اعظم، پسند کیا اور اپنا مشیر خاص بنا لیا۔

ادھر شاور کا بیٹا کامل اپنے تمام بھائیوں کے ساتھ محل میں بند ہو کر بیٹھ گیا شیرکوہ کو اس پر بہت افسوس ہوا کیونکہ اس نے اپنے والد کو بری حرکات سے روکنے کی بہت کوشش کی تھی۔

شیرکوہ کا انتقال: اسد الدین شیرکوہ کا ۵۶۴ھ میں ماہ جمادی الآخری میں انتقال ہو گیا وہ صرف دو مہینے وزیر ہا اپنی وفات کے قریب اس نے اپنے ساتھی بہاء الدین قراقرش کو وصیت کرتے ہوئے لکھا خدا کا شکر ہے کہ ہم اس ملک میں اپنے مقاصد اور ارادوں میں کامیاب ہو گئے اور یہاں کے باشندے ہم سے خوش ہیں اس لئے تم قاہرہ کی تفصیل سے باہر مت نکلنا اور بحری بیڑے کے انتظام کے امور میں کبھی کوتاہی نہ کرنا۔

زنگی کے امراء میں اختلاف: جب شیرکوہ انتقال کر گیا تو وہ امراء اور حکام جو اس کے ساتھ مصر آئے تھے اس کی جگہ خود وزیر بننے کے امیدوار بن گئے وہ یہ تھے (۱) عزالدولہ الباروتی (۲) شرف الدین المشطوب البکاری (۳) قطب الدین بنال بن حسن النجفی (۴) شہب الدین یرمی۔ یہ صلاح مدین کے مامور تھے ان میں سے ہر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنے لگا۔

جوہ کا مشورہ: شاہی محل کے ممبر اور سلطنت کے خاص خاص ارکان نے اس بارے میں مشورہ کیا تو استاذ جوہر نے یہ مشورہ دیا کہ وزارت کا عہدہ خود رہنے دیا جائے اور غرقوم کی فوج میں سے تین ہزار سپاہی منتخب کر کے ان کا چیف کمانڈر قراقرش کو بنا دیا جائے اور انھیں مشرقی علاقے میں جاگیر دیدی جائے چنانچہ یہ فوج وہاں رہ کر صلیبی حملوں کا دفاع کریگی اس طرح کوئی شخص خلیفہ پر حاوی اور غالب نہیں ہوگا بلکہ وہ خلیفہ اور عوام کے درمیان رابطہ اور وسیلے کا کام کریگا۔

صلاح الدین پر اتفاق رائے: مجھے لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ صلاح الدین کو اپنے چچا کا جانشین بنایا جائے چنانچہ سب دونوں نے اس

تائید کی اور قاضی القضاۃ نے بھی جھجک اور تذذب کے ساتھ صلاح الدین کی حمایت کی اس کی وجہ محض اس کا نومر ہونا تھا ورنہ اس میں خونی قریبی کے و جرم نہیں تھے جو اس کے دوسرے ساتھیوں میں موجود تھے ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ اس کی حکومت میں لوگوں کو اپنی رائے کی آزادی حاصل ہوں۔

صلاح الدین بحیثیت وزیر مصر: لہذا خلیفہ عاضد نے اس کو بلوا کر وزارت کا منصب عطا کیا اس کا لقب الملک ابن صرر رکھا اس تقرری کی وجہ سے صلاح الدین کے دوسرے ساتھی اس کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے شروع میں اس کی اطاعت تسلیم نہیں کی مگر عیسیٰ الہکاری اس کا زبردست حامی رہا اور بعد میں اس نے اپنے ساتھیوں کو اس کا طرفدار بنالیا البتہ الباروقی مخالف بنا رہا اور وہ سلطان نور الدین کے پاس شرمچہ گی اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے مصر میں قدم جمائے۔

صلاح الدین کی مقبولیت: وہ مصر میں سلطان نور الدین کا نائب تھا اور سلطان نور الدین بھی خط و کتابت میں اسے امیر السفہ رکھتے تھے۔ مصر کے تمام امراء کے ساتھ ساتھ اس سے ایک ہی طرح پیش آتا تھا سلطان صلاح الدین اتنی خوش اسلوبی کے ساتھ مصر کی سلطنت کا انتظام سنبھالتا رہا کہ عوام اس سے مطمئن ہو گئے وہ دل کھول کر ان پر بخشش کرتا تھا چنانچہ اس نے رعایا کے دلوں کو اپنا غلام بنالیا اس طرح خلیفہ عاضد کا اثر کم ہوتا چلا گیا پھر اس نے سلطان نور الدین سے یہ درخواست کی کہ وہ اس کے بھائیوں اور اس کے اہل و عیال کو مصر بھجوادے چنانچہ سلطان نے انہیں شرم سے مصر بھیج دیا، اس طرح اس کے تمام کام درست ہو گئے اور اس کی حکومت روز بروز ترقی کرتی رہی۔

موتمن الخلافت کی سازش: ... خلیفہ عاضد کے محل میں ایک خصی امیر تھا جو محل کا داروغہ تھا اسے موتمن الخلافت کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، چنانچہ جب ارکان سلطنت نے صلاح الدین کو وزیر تسلیم کر لیا تو اس نے کچھ لوگوں کے ساتھ سازش کی اور صلیبیوں سے خفیہ رابطہ کر کے انہیں حملہ کرنے کے لئے بھاری اس کا مقصد یہ تھا کہ جب صلاح الدین ان کے مقابلے کے لئے نکلے تو وہ پیچھے سے حملہ کر دے اور پھر اس کا تعاقب کریں اور اس صورتوں میں صلیبی صلاح الدین کا خاتمہ کر دیں گے۔

سازش کا انکشاف: ... اس سازشی گروپ نے ایک خط تیز رفتار اپنی کے ذریعہ بھیجا اس نے وہ خط اپنے جوتوں میں رکھ لیا، رستے میں ایک ترکمانی شخص ملا اس نے نئے جوتے دیکھ کر اس سے چھین لئے مگر کچھ جاسوسوں کو نئے جوتوں پر شک وشبہ ہوا تو اسے صلاح الدین کے پاس لے گئے چنانچہ اس نے انہیں پھاڑا تو اندر سے خفیہ پیغام نکل آیا جسے اس نے پڑھ لیا، جب اس خط کے کاتب کو بلوایا گیا تو اس نے صلاح الدین کو اصل حقیقت بتادی مگر صلاح الدین نے یہ بات چھپائے رکھی اور موقع کا منتظر رہا چنانچہ ایک دن موتمن الخلافت سیر و تفریح کے لئے اپنے کسی گاؤں کی طرف روانہ ہوا تو صلاح الدین نے اس کے تعاقب میں ایک شخص کو بھیجا جو اس کا سر کاٹ کر لے آیا۔

قرار قوش کی تقرری: ... صلاح الدین نے اب محل کے خصلوں سے محل کی نگرانی و انتظام واپس لے لیا اور اس پر بہاء الدین قرار قوش کو جو اس کا سفید فم خصی خادم تھا نگران مقرر کیا اور محل کے انتظامات اس کے سپرد کر دیئے۔

مصر کے سیاہ فام افراد کی بغاوت: مصر کے سیاہ فام لوگ موتمن الخلافت کے قتل پر بہت ناراض تھے چنانچہ پانچ ہزار سیاہ فام سلطان صدر الدین سے جنگ کرنے پر تیار ہو گئے اور اس سال کے ماہ ذوالقعدہ میں اس کے محل کی محافظ فوج سے ان کا مقابلہ ہوا چنانچہ سلطان نے ان کے مرکز منصورہ میں آگ لگوا دی جہاں ان کے اہل و عیال موجود تھے انہوں نے جب یہ خبر سنی تو وہ شکست کھا کر بھاگ گئے مگر گلیوں میں بھی ان کا تلواروں سے استقبال کیا گیا۔

بغاوت کا خاتمہ: جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور وہ دریا عبور کر کے حیز پہنچ گئے مگر سلطان صلاح الدین کا بھائی شمس الدولہ وہاں پہنچ گیا اور انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

صلیبی جنگی تیاری: صلیبی حکمران کو صلاح الدین کے حکمران بننے پر بڑا افسوس ہوا وہ اس بات پر بہت پشیمان تھے کہ وہ اسے اور اس کے چچا

شیر وہ کو مصر جانے سے نہ روک سکے اب انہیں مصر پر سلطان نور الدین کے تسلط کی وجہ سے اپنی ہلاکت کا سخت خطرہ تھا اس لئے اس نے راہبوں اور پادریوں کو عیسائی مذاہن میں بھیجا تا کہ وہ انھیں دعوت دیں کہ وہ بیت المقدس کی حفاظت کریں صقلیہ (سسیلی) اور اندلس (اسپین) کے صلیبیوں سے رابطہ کیا تا کہ وہ بھی امدادی فوج بھیجیں چنانچہ یہ سب ان کی مدد کرنے پر رضامند ہو گئے اور ان سب مذاہن کے رضا کار ۵۶۵ھ میں شام کے ساحل مدیترہ میں اکٹھے ہو گئے۔ وہ ایک ہزار بحری جہازوں میں سوار تھے یہ سب صلیبی دمیاط کی طرف بھیجے گئے تھے تا کہ وہ اسے فتح کر کے مصر کے قریب پہنچ جائیں۔

حمہ کا مقابلہ: سلطان صلاح الدین نے دمیاط میں شمس الخواص منکبرس کو حکمران بنایا تھا اس نے صلاح الدین کو ان کے آنے کی اطلاع دی تو سلطان نے بہرہ دین قراقوش کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور غرقوم کے امیروں کو حکم دیا کہ وہ آگے بڑھیں اس سے پہلے اس نے کشتیوں میں ہتھیار اور مہمان خوراک اچھی طرح فراہم کر دیا تھا۔

سلطان صلاح الدین نے نور الدین سے بھی فوجی مدد مانگی، امداد کے طور پر اس نے اسے یہ بھی لکھا کہ مصری ارکان سلطنت کی شورش کی وجہ سے وہ خود وہاں نہیں جاسکتا۔

صلیبی علاقوں کی برپا دی: لہذا سلطان نور الدین زنگی نے امدادی فوج بھیج دی اور خود بھی ایک لشکر لے کر روانہ ہوا، صلیبی فوج راستے کی مخافت سے لشکر لے کر سواحل شام پر ان کے علاقوں پر حملہ آور ہوئی اور ان میں خوب تباہی مچائی۔

دمیاط کا محاصرہ: صلیبی افواج نے دمیاط کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو انھیں اس وقت اس تباہی کی اطلاع ملی اس وقت وہ دمیاط کے شہروں پر قبضہ نہیں کر سکے تھے اور اس دوران ان کے بہت سے آدمی مارے گئے تھے اس لئے پچاس دن کے بعد انہوں نے محاصرہ کر دیا پھر سواحل شام کے صلیبی اپنے شہر واپس گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے شہر ویران ہو چکے ہیں۔

نور الدین زنگی کی امداد: دمیاط کی جنگ میں سلطان نور الدین نے جو فوج سلطان صلاح الدین کی مدد کے لئے بھیجی تھی اس کے ساتھ کپڑوں و راستے کے علاوہ دس لاکھ دینار بھی بھیجے تھے۔

نجم الدین کی مصروا نگلی: سلطان صلاح الدین نے اس سال کے درمیان میں سلطان نور الدین سے یہ درخواست کی کہ وہ اس کے و مدد نجم الدین ایوب کو اس کے پاس بھجوادے لہذا سلطان نور الدین نے اس کے والد کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا اس کے ساتھ تاجروں کا ایک گروپ بھی تھا سلطان نور الدین کو راستے میں کرک کے صلیبیوں کے حملے کا خطرہ تھا اس لئے وہ خود کرک گیا اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ عرصے کے بعد اپنے ساتھیوں میں بخشش کے طور پر تقسیم کر دیا اور کچھ کو آزاد کر دیا۔

فاطمی خلیفہ عاضد کا کردار: خلیفہ عاضد جب بیمار ہوا تو اس نے سلطان صلاح الدین کو بلوایا مگر وہ نہیں گیا، کیونکہ اس نے سے کوئی مکر و فریب کی چال سمجھا مگر جب اس کا انتقال ہو گیا تو اسے بہت ندامت ہوئی کیونکہ سلطان اسے شریف الطبع، نرم دل اور نیک سیرت انسان سمجھتا تھا۔

فاطمی سلطنت کا خاتمہ: پھر جب خلیفہ المستنصر کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی خبر بغداد میں ہوئی تو مختلف خوشی کی تقریبات منعقد کی گئی اور سابق خلیفہ المستنصر کے خاص خادم صندل کے ہاتھوں سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کو خلعت بھیجی گئیں صندل سلطان نور الدین کے پاس پہنچا، وہاں سے صلاح الدین اور مصر کے خطباء کے لئے خلعت بھیجی گئیں اور کالے جھنڈے بھی بھیجے گئے۔

نور الدین سے ناجاتی کی وجہ: ہم سلطان نور الدین کے تذکرے میں یہ لکھ چکے ہیں کہ سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کی ناجاتی ہو گئی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ سلطان صلاح الدین نے ۵۶۶ھ میں صلیبیوں کے شہروں پر حملہ کیا تھا اور کرک کے قریب قلعہ شوبک کا محاصرہ کر لیا تھا اور انھوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے جب یہ اطلاع سلطان نور الدین کو ملی تو اس نے دوسری سمت سے صلیبی شہروں پر حملہ کرنے کا قصد کیا اور اسے ملاقات

کے لئے بدایہ مگر سلطان صلاح الدین کو اس بارے میں شک ہو گیا کہ اگر اس نے سلطان نور الدین سے ملاقات کر کے اطاعت کا اظہار کیا تو اس کے بعد وہ اسے کہیں معزوں نہ کر دے اس لئے وہ فوراً مصر واپس چلا گیا اس نے یہ عذر پیش کیا کہ فاطمی امراء کی بغاوت کے بارے میں کچھ اطلاع ملی تھی، اس لئے وہ فوراً واپس چلا گیا۔

نور الدین اور صلاح الدین کی صلح:۔۔۔ سلطان نور الدین کو یہ حرکت پسند نہیں آئی اس لئے اس نے صلاح الدین کو معزوں کرنے کا پروگرام بنالیا اور سلطان صلاح الدین کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تھی اس لئے وہ مقابلے کے لئے تیار ہو گیا مگر اس کے والد نجم الدین ایوب نے اسے روکا اور اسے مشورہ دیا کہ وہ سلطان نور الدین سے نرم رویہ اختیار کر کے اس سے رابطہ کر لے کیونکہ اگر اسے مخالفانہ باتوں کی اطلاع ملے گی تو وہ معزوں کا پکا پروگرام بنائے گا اس لئے سلطان صلاح الدین نے ایسا ہی کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان نور الدین نے اس کے ساتھ صلح کر لی اور ن دونوں کے پرانے تعذبات بحال ہو گئے مشترکہ طور پر دونوں بادشاہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ دونوں مل کر کرک پر حملہ کریں گے۔

چنانچہ سلطان صلاح الدین نے ۵۶۸ھ میں اس مقصد کے لئے پیش قدمی کی سلطان نور الدین بھی جنگی تیاری کے بعد دمشق سے روانہ ہو گیا جب وہ کرک سے دو منزلوں کے فاصلے پر الرقیم کے مقام پر پہنچا اور سلطان صلاح الدین کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو صلاح الدین کو دوبارہ اپنی معزوں کا شک ہو گیا اتنے میں اس کے والد نجم الدین ایوب کی بیماری کی اطلاع آئی تو فوراً واپس چلا گیا واپسی پر اس نے نور الدین الفقیہ الہکاری کو اس کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس کے والد کی بیماری کی اطلاع دے کر معذرت پیش کرے اور بتائے کہ صلاح الدین ایوبی اس وجہ سے واپس چلا گیا ہے چنانچہ سلطان نور الدین نے اس کا یہ عذر تسلیم کر لیا اور خود بھی دمشق واپس چلا گیا۔

نجم الدین ایوب کا انتقال:۔۔۔۔۔ جس وقت سلطان صلاح الدین مصر گیا تھا تو اس وقت اس کا والد نجم الدین ایوب سلطان نور الدین کے پاس کچھ عرصہ تک دمشق میں رہا مگر جب سلطان صلاح الدین کی حکومت مصر میں مضبوط ہو گئی تو سلطان نور الدین نے ۵۶۵ھ میں اپنے لشکر کے ساتھ اسے مصر بھیجا اور خود لشکر کے ساتھ کرک کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا تا کہ صلیبی افواج اس کا راستہ نہ روک سکیں، جب نجم الدین مصر پہنچا تو خلیفہ عاصم نے شہر سے نکل کر اس کا استقبال کیا پھر وہ مصر میں عزت و احترام کے ساتھ رہا، جب سلطان صلاح الدین ۵۶۸ھ میں دوسری مرتبہ سلطان نور الدین سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنے کے لئے کرک روانہ ہوا، تو نجم الدین مصر ہی میں مقیم رہا اس زمانے میں وہ ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار ہو کر شہر سے باہر نکلا اس وقت گھوڑے نے سرکشی اور اٹھکیلیاں کرتے ہوئے اسے گرا دیا اور وہ زخمی ہو کر گھر واپس آیا پھر اس کے بعد چند دن بیمار رہنے کے بعد اسی سال کے ماہ ذوالحجہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ نجم الدین نہایت نیک سیرت، انسان فیاض تھا وہ علماء اور فقراء سے اچھا سلوک کرتا تھا۔

طرابلس الغرب میں ایوبی حکومت کا قیام:۔۔۔ قراقوش، تقی الدین عمر بن شاہ بن نجم الدین ایوب کا آزاد کردہ غلام تھا جو سلطان صلاح الدین کا بھتیجا تھا، ایک دفعہ اس کے آقا نے کسی وجہ سے اس پر غصہ کیا تو وہ ناراض ہو کر مغرب شمالی افریقہ کی طرف چلا گیا اور طرابلس الغرب کے قریب جبل نقوسہ میں مقیم ہو گیا اور وہاں کے لوگوں کو اپنے آقاؤں یعنی خاندان ایوبی کی اطاعت کی دعوت دیتا رہا۔

مسعود ابن زمام کا اثر:۔۔۔ ان پہاڑ کی وادیوں میں مسعود ابن زمام جو بلطہ کے نام سے مشہور تھا اپنے قبیلہ رباح کے ساتھ جو بنی مر کے عربوں سے متعلق تھا مقیم تھا اس نے سلطان عبدالحمید کی جو موحدین کا حکمران اور مہدی کا جانشین تھا اطاعت قبول نہیں کی تھی اس لئے وہ مغرب اور افریقہ سے اپنے قبیلے کو لیکر اس دور افتاد علاقے میں رہنے لگا تھا۔

طرابلس الغرب کی فتح:۔۔۔ قراقوش نے اسے اپنے آقاؤں کو ایوبی خاندان کی اطاعت قبول کرنے پر تیار کر لیا، چنانچہ اس نے اس کی دعوت قبول کر لی، اور اپنے قبائل سمیت قراقوش کے ساتھ طرابلس کی طرف روانہ ہو گیا، قراقوش نے طرابلس الغرب کا محاصرہ کر کے اس شہر کو فتح کر لیا اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ یہاں کے محل میں رہنے لگا۔

دیگر فتوحات:۔۔۔ پھر قراقوش سے ایک شہر قابس، توزر، نفطہ اور بلاد نفراہ پر جو افریقہ کے شہر تھے قابض ہو گیا، اس طرح سے اس نے بہت سال

و دولت جمع کر لیا اور اس کا ذخیرہ شہر قابس میں رکھا، یہ شہر ان عرب قبائل کے حملوں کی وجہ سے ویران ہو گئے تھے کیونکہ یہاں کے باشندے اپنے شہروں کا دفاع نہیں کر سکتے تھے۔

ابن غانیہ اور صدق الدین۔ پھر قراقوش کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ اب افریقہ کا سارا علاقہ فتح کرنے کا خواب دیکھنے لگا۔ اس نے یحییٰ بن ناصر ستونی سے تعلقات قائم کر لیے، جو اس علاقے کی سابق سلطنت کا ایک باغی امیر تھا چنانچہ ان دونوں کے مشترکہ کارنامے موحدین کی سلطنت میں قابل ذکر ہیں مگر آخر کار ابن غانیہ قراقوش کے مفتوحہ علاقوں پر مسلط ہو گیا اور اس نے قراقوش کو قتل کر دیا جیسا کہ موحدین کی سلطنت کے حالات میں دیکھا گیا۔

نوبہ کے قلعہ کی فتح: جب وہ نوبہ یا یمن کو فتح کر لیا چنانچہ سلطان صلاح الدین کے بڑے بھائی شمس الدولہ توران شاہ ابن یوب نے نوبہ کی طرف پیش قدمی کی اور ۵۶۸ھ میں وہ لشکر لے کر وہاں پہنچ گیا وہاں پہنچ کر اس نے ایک سرحدی قلعے کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا مگر جب اس نے اس علاقہ کا جائزہ لیا تو اسے وہاں آمدنی کے ذرائع نظر نہیں آئے اور نہ ہی وہاں ٹیکس وصول کرنے کا کوئی امکان تھا کیونکہ وہاں کے باشندوں کی غذا صرف باجرہ تھی اور وہاں کے لوگ تنگدستی کے ساتھ گزارا کر رہے تھے اس لئے کہ ہر وقت وہاں فتنہ و فساد ہوتا رہتا تھا اس لئے اس نے، یہی سرحدی فتوحات پر اکتفا کیا اور آگے نہیں بڑھا اور غلاموں اور لونڈیوں کو لے کر واپس آ گیا۔

یمن کی طرف پیش قدمی: جب وہ مصر واپس آیا تو وہاں تھوڑے عرصہ تک رہا پھر سلطان صلاح الدین نے اسے یمن بھیج دیا، یمن پر ۶۵۴ھ میں علی بن مہدی خارجی قابض ہو گیا اور اب یہاں کا حاکم اس کا بیٹا عبدالنبی تھا اور اس کا دار الحکومت زبید تھا اور وہاں کے کچھ حصے پر یہ سر بن ہدلی حکمران تھا جو بنو الزریع کے حکمران کے خاندان سے تھا۔

عمارة الیمنی العبیدی جو مشہور شاعر اور بنو زریک (سابق وزیر مصر) کا مصاحب تھا ان کا امیر تھا اس کا خاندان یمن سے تعلق رکھتا تھا وہ شمس الدولہ کا ملازم تھا اور اسے یمن فتح کرنے کی ترغیب دیتا رہتا تھا۔

لہذا شمس الدولہ نے جنگی تیاریاں مکمل کرنے اور فوجی خامیاں دور کرنے اور مال و اعیال کا سامان فراہم کرنے کے بعد یمن کی طرف پیش قدمی کی اور ۶۶۹ھ کے درمیانی عرصے میں مصر سے روانہ ہو گیا، وہ مکہ معظمہ سے گذرنا ہوا زبید پہنچا وہاں یمن کا حکمران عبدالنبی بن علی بن مہدی تھا وہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلا اور جنگ کرتا رہا مگر آخر کار اسے شکست ہوئی اور وہ شہر میں محصور ہو گیا اب شمس الدولہ کے سپاہی اس کے فصیوں پر چڑھ کر شہر میں گھس گئے اور شہر کو فتح کر لیا انہوں نے شہر کے حاکم عبدالنبی اور اس کی بیوی کو گرفتار کر لیا، شمس الدولہ نے شہر کے امراء میں سے مبارک بن کامل ابن منقذ کو زبید کا حکمران بنایا جو کہ اس کی فوج میں شامل تھا۔

عبدالنبی کی گرفتاری:..... اس نے عبدالنبی کو مبارک کے حوالے کر دیا تا کہ وہ اس سے مال و دولت نکال سکے چنانچہ اس کے پاس سے بہت سے خفیہ خزانے ملے، جہاں بہت سا مال و دولت جمع تھی پھر اس کی بیوی نے بھی کچھ خزانوں کا پتہ بتایا یہاں سے بھی خوب مال و دولت نکلی پھر زبید کی مسجد میں عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

فتح عدن: وہاں سے شمس الدولہ توران شاہ عدن گیا جہاں کا حکمران یا سر بن بلال تھا اس کے والد بلال بن جریر نے اپنے موالی بنو الزریع سے یہ سلطنت چھین لی تھی اور اس کے بعد اس کا بیٹا یا سر حکمران بنا، یا سر مقابلہ کرنے آیا مگر شمس الدولہ نے اسے شکست دیدی و اس کے لشکر نے شہر پر قبضہ کر لیا اور یا سر کو گرفتار کر کے شمس الدولہ کے پاس لے آئے، جب وہ عدن میں داخل ہوا تو یمن کا حاکم عبدالنبی بھی اس کے ساتھ موجود تھا، شمس الدولہ نے اس کے گرد و نواح کا علاقہ بھی فتح کر کے زبید واپس آ گیا، پھر وہ کوہستانی علاقوں کو فتح کرنے روانہ ہوا چنانچہ اس نے سب سے مضبوط قلعہ قمبر، قلعہ تعلق، جند اور دوسرے قلعے فتح کر لئے۔

یمن کے مرکز کی تبدیلی: اس نے عدن کا حاکم عز الدولہ عثمان بن زنجیلی کو مقرر کیا اور زبید کو اپنا دار الحکومت قرار دیا مگر یہ (مرکز) مضرت ثابت ہوا تو وہ طبیبوں کو لے کر کوہستانی علاقوں میں گھومتا رہتا کہ وہ رہائش کے لئے عمدہ آب و ہوا کی جگہ کا انتخاب کریں چنانچہ طبیبوں نے تعز کا علاقہ

پسند کیا تو اس نے وہاں ایک شہر تعمیر کرایا اور اسے اپنا دار الحکومت بنایا پھر اس کی سلطنت اس کی اولاد اور اس کی موالی (آزاد کردہ غلام خاندان) ہوسوں میں قائم رہی جن کا حال ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

فاطمیوں کی سازش: مصر میں فاطمی گروہ کے کچھ لوگ موجود تھے جن میں عمار بن ابوالحسن یمنی (جو کہ مشہور شاعر تھا) عبدالصمد الکاتب، قاضی عویدس، ابن کامل، داعی الدعاة، فوج کے کچھ افراد اور شاہی محل کے ملازمین شامل تھے انہوں نے یہ سازش کی کہ صقلیہ اور سواحل شام کے ساحلی علاقوں سے صلیبی افواج کو ہوا یا جائے انہوں نے صلیبیوں کو مصر بلوانے میں مال و دولت بھی خرچ کی ان کا منصوبہ یہ تھا کہ اگر سلطان صلاح الدین خود فوج لے کر ان کے مقابلہ کے لئے نکلے تو یہ لگ قاہرہ میں بغاوت کر دیں گے۔

اور اگر وہ خود قہرہ میں مقیم رہے اور صلیبیوں کے مقابلہ کے لیے اپنی فوج بھیجے تو وہ اس کی تنہائی سے فائدہ اٹھا کر اسے گرفتار کریں گے۔ اس سازش میں ان کے ساتھ سلطان صلاح الدین کے امراء کا ایک گروپ بھی شامل ہو گیا تھا انہوں نے یمن میں اس کے بھائی توران شہ کی موجودگی کو غنیمت سمجھ لیا، انہیں اپنے اس منصوبہ کی کامیابی کا اتنا یقین تھا کہ انہوں نے آپس میں سلطنت کے تمام عہدے بھی تقسیم کر لیے تھے اور وزارت کے عہدے کے لئے ہوزریک اور بنو شاہور کا ایک شخص امیدوار تھے۔

مخبروں کی اطلاع: علی بن یحییٰ الواعظ بھی اس سازش میں ان کے ساتھ مل گیا تھا اس نے صلاح الدین کو اس سازش کی اطلاع دے دی چنانچہ صلاح الدین نے صلیبیوں کے علاقے میں بھی اپنے جاسوس بھیج دیئے تھے جو ان کے اپنی کے پیچھے لگے ہوئے تھے چنانچہ جب انہوں نے اصلی واقعات بتائے تو صلاح الدین نے انہیں گرفتار کر لیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ علی بن یحییٰ نے اس سازش کی اطلاع قاضی کو دی اور اس نے یہ اطلاع سلطان صلاح الدین تک پہنچی تھی گرفتاری کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ ان سازشیوں کو پھانسی دے دی جائے۔

عمارہ شاعر قاضی کے گھر کے پاس سے گزرا تو اس نے قاضی سے ملنا چاہا مگر ملاقات نہ ہو سکی اس موقع پر اس نے یہ مشہور شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے: عبدالرحیم روپوش ہو گیا ہے اس کا صحیح سلامت ہونا عجیب بات ہے، پھر ان سب سازشیوں کو پھانسی دے دی گئی اور اعلان کیا گیا کہ فاطمی فرقہ کے تمام لوگوں کو مصر کے بالائی حصے (صعید) میں بھیج دیا جائے سلطان عاصد کے اولاد کا بھی محل میں محاصرہ کر لیا گیا اس کا ردوائی کے بعد صلیبی افواج صقلیہ سے اسکندریہ آئیں گے۔

مصر پر صلیبیوں کا حملہ: جب فاطمی گروہ کے اپنی صقلیہ کے پاس پہنچے تو وہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور انہوں نے جنگجو صلیبیوں کے دوسو بحری جہاز روانہ کئے جن میں پچاس ہزار پیدل اور پانچ سو سوار سپاہی تھے ان میں تیس گاڑیاں گھوڑوں کی تھیں اور چھ گاڑیاں سامان جنگ کی تھیں اور چالیس گاڑیاں کھانے پینے کے سامان کی تھیں، ان کی کمان حاکم صقلیہ کے چچا زاد بھائی کے پاس تھی چنانچہ جب یہ لوگ ۵۷۰ھ میں اسکندریہ کے ساحل پر اترے تو شہر والے فصیلوں پر چڑھ کر ان کا مقابلہ کرنے لگے اور فصیلوں پر جینیفیں نصب کر دیں۔

فرنگیوں کو شکست: اس جنگ کی اطلاع جب صلاح الدین یوبی کے پاس پہنچی تو ہر طرف سے کمانڈر صاحبان اسکندریہ پہنچ گئے یہ سب تیسرے دن ہی نکلے اور صلیبیوں سے لڑتے رہے اور آخر کار ان پر غالب آ گئے، دن کے آخری حصہ میں فوج کو یہ خوشخبری ملی کہ سلطان صلاح الدین وہاں پہنچ رہے ہیں لہذا وہ جنگ کا فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور رات کا اندھیرا ہو جانے کے بعد انہوں نے صلیبیوں کے خیموں پر جو ساحل سمندر پر لگے ہوئے تھے، حملہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلیبی بھاگ کر کشتیوں میں سوار ہو گئے جس کا انجام یہ ہوا کہ بے شمار افراد مارے گئے اور کچھ ڈوب کر مر گئے، صلیبی فوج کی بہت تھوڑی تعداد بچ سکی، ان میں سے تقریباً تین سو افراد نے رات کے وقت ایک ٹیلے کی چوٹی پر پناہ لی مگر صبح کے وقت وہاں سے ترے توان میں سے ایک گروپ مارا گیا اور باقی کو گرفتار کر لیا گیا آخر کار وہ اپنے بحری بیڑے کو واپس لے گئے۔

کنز الدولہ کی بغاوت: اسوان کے علاقے میں ایک عرب سردار تھا جس کا لقب کنز الدولہ تھا وہ مصر میں فاطمی فرقہ کا حامی تھا اس بارے میں



اس کے کارنامے بھی مشہور تھے جب سلطان صلاح الدین مصر کا حاکم بنا تو اس نے اپنے امراء کے درمیان مصر کا بالائی حصہ تقسیم کر دیا تھا چنانچہ ۵۵۷ھ میں کنز الدولہ نے بغاوت کا اعلان کر دیا عرب اور حبشی اس کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے ابوالہیجا، السمین کے بھائی کے مدد سے دمشق میں گھس کر اسے مار ڈالا، ابوالہیجا، السمین سلطان صلاح الدین کا بڑا امیر تھا اس لئے سلطان نے کنز الدولہ سے جنگ لڑنے کے لئے سے بھیجے اس کے ساتھ دیگر کمانڈروں اور ایک بڑا لشکر بھی روانہ کیا چنانچہ وہ سب اسوان روانہ ہو گئے۔

بغاوت کی سرکوبی۔ یہ فوج دارالحکومت کے قریب پہنچی تو فوج نے باغیوں کے ایک گروپ کا محاصرہ کر لیا اور انہیں شکست دے کر ان کا صفیا کر دیا پھر یہ فوج کنز الدولہ کی طرف بڑھی اور اس سے جنگ کر کے اسے شکست دے دی، اس جنگ میں کنز الدولہ مارا گیا اور اس کے ساتھیوں کا بھی سنا کر دیا گیا اور اس کے بعد اسوان اور مصر کے بالائی حصہ صعید میں امن وامان کا دور دورہ ہو گیا۔

نور الدین زنگی کی وفات: سلطان صلاح الدین مصر میں سلطان نور الدین کے زیر اثر حکومت کر رہا تھا، سلطان نور الدین کا ۵۶۹ھ میں انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا صالح اسماعیل، شمس الدین محمد بن عبدالملک المتقدم کی زیر نگرانی سلطان بن گیا، سلطان صلاح الدین نے اس کی حاکمیت قبول کر لی مگر اس بات پر مامت کا اظہار بھی کیا کہ اس سے اس بارے میں مشورہ کیوں نہیں کیا گیا۔

الجزیرہ پر غازی کا تسلط:..... اس کے بعد موصل کا حاکم غازی بن قطب الدین نے نور الدین کے زیر کنٹرول الجزیرہ کے علاقوں میں سے نصیبین، خابور، حران، رہا اور رقة پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا، جب صلاح الدین کو ان واقعات کی خبر ملی تو وہ نور الدین کی حکومت سے سخت ناراض ہوا کہ انہوں نے اس کی اطلاع نہیں دی ورنہ وہ ان علاقوں کا دفاع کرتا۔

حلب کی خود مختاری:..... سلطان نور الدین نے سعد الدین گمشکین کو قلعہ موصل کا حکمران مقرر کیا اور سیف الدین غازی کو حکم دیا کہ وہ اپنے امور سلطنت میں اس سے مشورہ لیا کرے چنانچہ جب نور الدین کا انتقال ہوا تو وہ حلب چلا گیا اور وہاں شمس الدین علی بن الدیہ کے پاس رہنے لگا جو نور الدین کے انتقال کے بعد وہاں کا خود مختار حاکم بن گیا تھا ابن الدیہ نے اسے ایک لشکر کے ساتھ دمشق بھیجا تا کہ وہ سیف الدین غازی کے مقابلہ پر ملک صالح کو حلب لے کر آئے، وہاں کے ارکان سلطنت نے پہلے اس کی تجویز کی مخالفت کی اور اسے وہاں سے نکال دیا مگر غور و فکر کے بعد وہ اس تجویز کے حامی ہو گئے اور گمشکین کو بلوایا چنانچہ وہ ملک صالح کو لے کر آ گیا، حلب میں داخل ہوتے ہی اس نے الدیہ اور حلب کے دوسرے ارکان سلطنت کو گرفتار کر لیا اور ملک صالح کے زیر نگرانی خود وہاں کا مختار حاکم ہو گیا، اس کے اس اقدام سے دمشق کے امراء کو خوف لاحق ہو گیا اور انہوں نے سیف الدین غازی کو پیغام بھیجا کہ وہ اس شہر پر قبضہ کر لے مگر غازی نے اس پیغام کو اپنے چچا زاد بھائی کی طرف سے سیاسی فریب سمجھ کر اس تجویز پر عمل نہیں کیا بلکہ اس کے زیر کنٹرول شہروں کے بارے میں اس نے اپنے چچا زاد بھائی سے صلح کر لی۔

فتح دمشق: اس کے بعد امراء دمشق نے یہی تجویز سلطان صلاح الدین کو بھیجی، اس تجویز کا سب سے بڑا شخص ابن، مقدم تھا سلطان صلاح الدین نے اس تجویز پر فوری کارروائی کی اور فوراً شام کی طرف پیش قدمی کر کے بصرہ فتح کر لیا پھر وہ دمشق کی طرف روانہ ہو گیا اور ماہ ربیع الاول کے آخر میں ۵۷۰ھ میں دمشق میں داخل ہو گیا اور وہاں اپنے والد کے گھر میں ٹھہرا جو عقیقی کے نام سے مشہور تھا، سلطان نے قاضی کمال الدین ابن شہر زوری کے ذریعہ قلعہ دمشق کے حاکم ریحان الحادم کو یہ پیغام بھیجا کہ صلاح الدین ملک صالح کا ہی مطیع و فرمانبردار ہے وہ صرف اس کی مدد کرنے کے لئے ہی آیا ہے، اس پیغام کے بعد ریحان نے قلعہ سلطان کے حوالہ کر دیا لہذا اس نے دمشق پر اپنا جانشین اپنے بھائی سیف الاسلام طغرین کو مقرر کیا اور خود حمص کی طرف چلا گیا۔

حمص کی فتح: وہاں پر امیر مسعود زعفرانی کی طرف سے ایک حاکم مقرر تھا کیونکہ یہ شہر اس کے ماتحت تھا سلطان نے جنگ کر کے شہر فتح کر لیا اور قلعہ پر جنگ کے لئے لشکر چھوڑ کر وہاں سے حماہ روانہ ہوا، وہاں بھی سلطان نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ ملک صالح کا وفادار ہے اور وہ اس سے جنگ لڑ رہا ہے کہ وہ ملک صالح کے الجزیرہ میں چھپنے ہوئے علاقے واپس کر سکے اس نے یہ پیغام حاکم قلعہ خردیک کو بھیجا اور پھر اسے اپنا جانشین بنایا۔

محاصرہ حلب: پھر سلطان صلاح الدین، ملک صالح سے ملنے روانہ ہوا تاکہ وہ اس سے اتحاد کر کے دایہ کی اولاد کو رہا کرے، دایہ نے حماہ کے قلعہ پر اس کے بھائی کو اپنا جانشین بنایا تھا جب وہ حلب پہنچا تو گمشدین خادم نے اسے قید کر لیا چنانچہ جب یہ خبر قلعہ حماہ میں اس کے بھائی کو ملی تو اس نے قلعہ سلطان صلاح الدین کے حوالہ کر دیا چنانچہ وہ حلب کی طرف روانہ ہوا اور جمادی الآخر کی تین تاریخ کو حلب کا محاصرہ کر دیا وہاں کے باشندوں نے ملک صالح کی حمایت میں بڑی بہادری کے ساتھ صلاح الدین کا مقابلہ کیا۔

فرنگی حاکم کی رہائی: حلب میں اس سے پہلے طرابلس کا حکمران اسمند قید تھا جسے سلطان نور الدین نے حارم کی جنگ میں ۵۵۹ھ میں گرفتار کیا تھا، گمشدین نے اس سے تاوان وصول کر کے اپنے شہر کے قیدیوں سے تبادلہ میں اسے رہا کر دیا تھا اسی سال کے شروع میں نور الدین کا انتقال ہو گیا تھا اور ایک مجذومی بیٹا چھوڑا تھا جس کی کفالت اسمند کر رہا تھا اور ان علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

قلعہ حمص کی تسخیر: جب سلطان صلاح الدین نے حلب کا محاصرہ کیا تو گمشدین نے اسمند سے مدد مانگی تو وہ حمص کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا، یہ دیکھ کر سلطان صلاح الدین حلب کا محاصرہ کر کے اس کے مقابلہ پر روانہ ہو گیا جب صلیبی فوج نے سلطان کی روانگی کی خبر سنی تو وہ حمص سے بھاگ کھڑی ہوئی مگر سلطان نے خود وہاں ۱۰ ارجب کو پہنچ کر اس کے قلعہ کا محاصرہ کرنے کے بعد اس سال کے ماہ شعبان کے آخر میں اس پر قبضہ کر لیا۔

فتح بعلبک: صلاح الدین وہاں سے بعلبک گیا وہاں کا حکمران نور الدین کے زمانہ سے یمن کا خادم تھا اس شہر کا بھی محاصرہ کیا چنانچہ اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور اسی سال ماہ رمضان کی چار تاریخ کو یہ شہر بھی فتح ہو گیا یوں سلطان صلاح الدین کے قبضہ میں شام کے مشہور شہر دمشق، حماہ اور بعلبک آ گئے، ان شہروں پر قبضہ ہونے کے بعد ملک صالح نے اپنے چچا زاد بھائی اور موصل کے حکمران سیف الدین غازی سے فوجی امداد طلب کی چنانچہ اس نے اپنے بھائی عز الدین مسعود کی کمان میں لشکر بھیجا جس کا چیف کمانڈر عز الدین زلقندار تھا اس لشکر کے ساتھ مل کر صلب کی افواج سلطان صلاح الدین سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو گئیں۔

متحدہ فوجوں کی شکست: اس وقت سلطان صلاح الدین نے سیف الدین غازی کو یہ پیغام دیا کہ وہ حمص اور حماہ کے علاقے ان کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہے مگر دمشق کو وہ ملک صالح کے نائب کی حیثیت سے خود اپنے پاس رکھے گا، مگر غازی نے اصرار کیا کہ تمام علاقے واپس کئے جائیں لہذا سلطان صلاح الدین نے ان کی افواج کا مقابلہ کرنے کے لئے پیش قدمی کی اور ماہ رمضان المبارک کے آخر میں دونوں فوجوں کی حماہ کے گرد و نواح میں جنگ ہوئی چنانچہ سلطان صلاح الدین نے انہیں شکست دی اور ان کے سارے مال پر قبضہ کر لیا بلکہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے انہیں حلب کی طرف بھگا دیا اور شہر کا محاصرہ کر کے ملک صالح کے نام کا خطبہ بند کر دیا۔

آخر کار یہ لوگ مجبور ہو گئے کہ وہ شام کے شہروں پر صلاح الدین کا قبضہ تسلیم کر کے اس کے ساتھ صلح کر لیں چنانچہ سلطان صلاح الدین نے ان کے ساتھ صلح کر لی۔

ابن زعفران کی غداری: پھر سلطان صلاح الدین حلب سے ۲۰ شوال کو روانہ ہوا اور حماہ واپس آیا وہاں فخر الدین مسعود ابن زعفرانی (نور الدین کا امیر) تھا وہ حمص و حماہ، سلمیہ، تل خالد اور رہا کے علاوہ ماردین کا بھی حکمران تھا جب سلطان نے اس کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ کر لیا تو وہ مسلمانوں کے ساتھ مل گیا مگر جب اس کے ساتھ رہنے سے ان کی توقعات پوری نہیں ہو سکیں تو وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا۔

زیر کنٹرول علاقوں پر گورنروں کا تقرر: جب سلطان صلاح الدین حلب کے محاصرہ کے بعد حماہ آیا تو وہ وہاں سے بعوص کی طرف روانہ ہوا چنانچہ وہاں کے حکمران نے ہتھیار ڈال دیئے اس کے بعد سلطان حماہ واپس آ گیا اور وہاں پر اپنے ماموں شہاب الدین محمود کو گورنر بنایا اور حمص میں ناصر الدولہ بن شیر کوہ کو گورنر مقرر کیا اور بعلبک کا گورنر شمس الدین ابن المقدم کو بنایا اور دمشق کی حکومت عماد الدین کے حوالے کی۔

صلاح الدین کی مزید فتوحات: جب سیف الدین غازی کے بھائی کی فوج شکست کھا گئی تو سیف الدین غازی نے ۵۶۱ھ میں دوبارہ

پیش قدمی کی اور کیفا اور ماروین کے حکمرانوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر چھ ہزار فوج کے ساتھ کوچ کیا وہ اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں نصیبین پہنچے وہاں اس نے سردی کا موسم گزارا، جب غازی کا لشکر زیادہ عرصہ تک وہاں رہنے سے تنگ آ گیا تو وہ حلب کی طرف روانہ ہو گیا وہاں اس کے ساتھ مشکین خدمت کی قیادت میں ملک حاکم کا لشکر بھی شامل ہو گیا، سلطان صلاح الدین دمشق سے ان کے مقابلہ کے لئے پہنچے اور سلطان کے لشکر کے لئے پہلے جنگ چھیڑ دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غازی کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ لوگ بھاگ گئے مگر حلب تک ان کا تعاقب کیا گیا آخر کار سیف الدین غازی شکست کھا کر موصل روانہ ہو گیا اس نے اپنے بھائی عز الدین کو حلب میں چھوڑا پھر سلطان صلاح الدین نے ان کے علاقہ پر قبضہ کرنے کے بعد مراغہ کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا اور اس پر اپنا گورنر مقرر کرنے کے بعد وہ منج کی طرف روانہ ہوا وہاں کا حکمران قطب الدین نیل بن حسان اسلحہ تھا، سلطان اس کی دشمنی کے برے نتائج کی وجہ سے اس سے بہت ناراض تھا اس لئے قطب الدین موصل بھاگ گیا تو سیف الدین غازی نے شہر رقہ کا حاکم بنادیا۔

قلعہ عزاز کی فتح: پھر سلطان صلاح الدین قلعہ عزاز کی طرف روانہ ہوا اور اسی سال ماہ ذوالقعدہ کے شروع میں اس قلعہ کا محاصرہ کر دیا، یہ سخت محاصرہ چالیس دن تک جاری رہا آخر کار وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے چنانچہ سلطان نے اسی سال عید الاضحیٰ کے دوسرے دن اس پر قبضہ کر لیا۔

سلطان پر حملہ: جب سلطان نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو ایک دن فرقہ باطنیہ کے ایک مسلح شخص نے سلطان پر حملہ کر دیا مگر سلطان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے قتل کر دیا اور اس سازش کے جرم میں اس کے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔

حلب کا محاصرہ: سلطان نے قلعہ عزاز کے فتح کے بعد حلب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا ملک صالح حلب ہی میں تھا اس لئے شہروانوں نے چارٹاری کے ساتھ مقابلہ کیا پھر دونوں کی صلح کرانے کے لئے ایک دوسرے کے سفیر بن کر ہر ایک کے پاس پہنچ گئے، صلح کی س گفتگو میں موصل، کیفا اور ماروین کے حکام بھی شریک تھے اور آخر کار ماہ محرم ۵۹۲ھ میں مصالحت ہو گئی، ملک صالح کی چھوٹی بہن سلطان صلاح الدین کے پاس آئی اور اس نے اپنے نئے قلعہ عزاز مانگا تو سلطان صلاح الدین نے اسے یہ قلعہ عطا کر دیا اور پھر وہ دمشق واپس آ گیا۔

اسماعیلیہ فرقوں کے شہروں پر حملے: جب سلطان صلاح الدین حلب سے روانہ ہوا تو اس نے فرقہ اسماعیلیہ کے پیروکاروں کے حملے کی وجہ سے ان کی سرکوبی کا ارادہ کر لیا چنانچہ ماہ محرم ۵۹۲ھ میں اس نے اسماعیلیہ کی شہروں کا رخ کیا اور ان کا صفایا کر کے ویران کر دیا اس نے قلعہ ہامین کا بھی محاصرہ کر لیا اور اس کے فصیلوں پر تختیں نصب کرادیں، یہ صورت حال دیکھ کر فرقہ اسماعیلیہ کے سردارستان نے سلطان صلاح الدین کے ماموں شہاب الدین ماری کو حماۃ میں ایک پیغام بھیجا کہ وہ سلطان سے ان کی جان بخشی کی سفارش کرے، چنانچہ سلطان نے اپنے ماموں کی سفارش پر وہاں سے اپنی فوجیں ہٹالیں اور یوں ان کی جان بخشی ہو گئی۔

توران شاہ کا تقرر: سلطان کے بھائی توران شاہ نے یمن کا علاقہ فتح کر لیا تھا اور وہاں کے شہروں پر مکمل تسلط و حکومت قائم کرنے کے بعد جب وہ سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اسے دمشق کا گورنر مقرر کر دیا اور خود مصر روانہ ہوا کیونکہ اسے مصر سے نکلے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا تھا وہاں اس نے ابن سنان بن لقمان بن محمد کو اپنے نائب کی حیثیت سے حکمران بنایا ہوا تھا۔

فصیل کی تعمیر: جب سلطان مصر پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ قاہرہ کے چاروں طرف ایک مضبوط فصیل قائم کی جائے اور اس قلعہ کے چاروں طرف بھی فصیل قائم کی جائے جو پہاڑ پر تھا اس فصیل کا احاطہ انتیس ہزار تین سو گز تھا چنانچہ یہ کام سلطان صلاح الدین کی وفات تک مسلسل جاری رہا، اس فصیل کی تعمیر کا نگران اس کا آزاد کردہ غلام قراقوش تھا۔

صلیبیوں پر اچانک حملے: صلیبیوں کے ایک گروپ نے حلب کے علاقے پر حملہ کیا چنانچہ بعلبک کا گورنر شمس الدین محمد بن مقدم ان کا مقابلہ کرنے گیا وہ ان پر حملہ کرنے کے لئے دلدلی علاقوں میں چھپ گیا تھا اور اچانک ان پر حملہ کر کے انکو بہت نقصان پہنچایا اور اس نے دوسو صلیبی گرفتار کر

کے سلطان صلاح الدین کے پاس بھیج دیئے، اسی زمانہ میں سلطان کا بھائی توران شاہ بن ایوب یمن سے واپس آیا ہوا تھا اور دمشق کا حکمران بن گیا تھا سے یہ اطلاع ملی کہ صلیبیوں کے ایک فوجی دستے نے دمشق کے علاقے پر حملہ کیا ہے تو وہ فوراً روانہ ہو گیا اور مردج کے قریب ان سے جنگ لڑی۔

توران شاہ کی شکست: جنگ میں وہ ثابت قدم نہیں رہ سکا چنانچہ صلیبیوں نے اسے شکست دی اس جنگ میں دمشق کا ایک سپہ سالار سیف الدین ابوبکر بن السلا صلیبیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اس سے صلیبیوں کی جرأت بڑھ گئی کہ وہ اس علاقے پر حملہ کرے مگر جب سلطان صلاح الدین نے صلیبیوں کے علاقے پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے صلح کی تجویز پیش کر دیں چنانچہ سلطان نے صلح کر لی۔

صلاح الدین پر مشکل وقت: سلطان صلاح الدین ماہ جمادی الاولیٰ ۵۷۳ھ میں صلیبیوں کے ان شہروں پر جو شام کے ساحل پر تھے حملہ کرنے کے لئے مصر سے روانہ ہوا جب عسقلان پہنچا تو اس کے پورے علاقے کا صفایا کر دیا مگر اسے وہاں صلیبیوں کا نام و نشان نہیں ملا لہذا سلطان کی افواج ان کے شہروں میں گھس گھس اور رملہ کی طرف پلٹیں تو اچانک دیکھا کہ صلیبی لشکر اپنی افواج کے ساتھ ان کی طرف بڑھ رہا ہے اس وقت سلطان صلاح الدین کی فوجیں چھوٹے فوجی دستوں کی صورت میں ادھر ادھر منتشر ہو گئی تھیں اور اس کے ساتھ مختصر فوجی تھی۔

دلیرانہ کارنامے: تاہم سلطان صلاح الدین اپنے محاذ پر ثابت قدم رہا اور گھسان کی جنگ ہوئی اس وقت سلطان کے بھتیجے محمد نے سلطان کی حفاظت نہایت بہادری اور جٹاری سے کی تقی الدین کا ایک بیٹا جس کا نام احمد تھا، ابھی تک اس کی مونچھیں بھی نہیں نکلی تھی مگر وہ بڑا دیر اور بہادر تھا اس نے بھی اس جنگ میں نہایت دلیرانہ کارنامے انجام دیے مگر جام شہادت نوش کیا، مسلمانوں کو مکمل شکست ہو گئی اس دوران کچھ صلیبی سپاہیوں نے سلطان صلاح الدین کی طرف بڑھنے کی کوشش کی مگر مارے گئے اس جنگ میں فقیہ عیسیٰ ہکاری نے بھی جانثاری کے ساتھ مقابلہ کیا پھر وہ گرفتار ہو گیا۔

مصر کی طرف واپسی: جب سلطان صلاح الدین اس جنگ میں ناکام ہو کر واپس آیا تو رات ہو چکی تھی وہ اپنی مختصر پکی کچھی فوج کے ساتھ جنگل میں مصر جانے کے لئے گھس پڑا، راستے میں وہ بھوک و پیاس اور دیگر تکلیفوں میں مبتلا رہا، آخر کار ماہ جمادی الآخر کی پندرہویں تاریخ کو وہ قاہرہ پہنچ گیا۔

سلطان صلاح الدین کا خط: مورخ ابن الاثیر لکھتے ہیں کہ میں نے خود سلطان صلاح الدین کا ایک خط دیکھا ہے اس نے اپنے بھائی توران شاہ کو دمشق بھیجا تھا وہ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے پہلے تو اس نے دیوان حماسہ کے ایک شاعر کا شعر لکھا کہ میں نے تمہیں اس وقت یاد کیا جب ہمارے درمیان نیزوں کی بوچھاڑ تھی اور گندم گوں سیدھے نیزے ہم پر حملہ کر رہے تھے، آگے چل کر سلطان تحریر کرتا ہے کہ ہم کئی مرتبہ ہلاکت اور تباہی کے کنارے تک پہنچ گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان خطروں سے بچایا وہ یقیناً ہم سے کوئی کام لینا چاہتا ہے اور اسی کے حکم کے مطابق ہیں اور ہم ثابت قدم اور صحیح سدا مت رہیں، سلطان صلاح الدین کے جو فوجی دستے صلیبیوں کے شہروں میں داخل ہو گئے تھے ان میں سے کچھ تو شہید ہو گئے اور باقی گرفتار ہو گئے، فقیہ عیسیٰ ہکاری کا قصہ یہ تھا کہ جب وہ شکست کھا کر بھاگا تو اس کے ساتھ اس کا بھائی ظہیر اور اس کے دیگر ساتھی بھی تھے یہ لوگ راستہ بھول گئے یوں وہ گرفتار ہو گئے، سلطان صلاح الدین نے فقیہ عیسیٰ ہکاری کے رہائی کے لئے ساٹھ ہزار دینار تاوان ادا کیا۔

حماۃ پر صلیبی حملے: جب سلطان صلاح الدین کو شکست ہوئی تھی تو اسی زمانہ میں صلیبی انگریزوں کا ایک افسر ساحل شام پہنچا، اس زمانہ میں سلطان صلاح الدین کا بھائی توران شاہ بن ایوب بھی اپنے مختصر لشکر کے ساتھ دمشق واپس آ گیا، ان حالات کے باوجود وہ عیش پرستی میں لگا رہا، بند اس موقع سے فائدہ اٹھا کر نئے صلیبی کمانڈر نے شام کی صلیبی افواج کو جمع کر کے انہیں خوب دولت دیکر مالامال کیا اور پھر ان کے ساتھ شہر حماۃ کا محاصرہ کر لیا، وہاں کا حکمران شہاب الدین محمود الحارمی تھا جو سلطان صلاح الدین کا ماموں تھا اور اس وقت بیمار تھا صلیبیوں نے سخت جنگ کی اور سخت محاصرہ کیا انہوں نے شہر کے ایک حصے پر قبضہ بھی کر لیا تھا مگر مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کر کے اس علاقے سے نکال دیا اور حماۃ میں نہیں بالکل گھسنے نہیں دیا آخر کار چار دن کے بعد وہ یہ محاصرہ ختم کر کے شہر حارم کی طرف چلے گئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

جب صلیبی شہر حماہ سے گئے تھے تو اس وقت شہاب الدین حارثی کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے صلیبیوں نے حارثی کا موصی صرہ جاری کیا۔ انہوں نے بات سے بھی تقویت ملی کہ ملک صالح، حاکم حلب اور اس کی سلطنت کے نگران کشکین الخادم کے درمیان ناچاقی ہو گئی ہے آخر کار صلیبیوں کو اس دولت دے کر رخصت کیا گیا۔

فرنگیوں کی پسپائی: صلیبی افواج ۵۷۳ھ میں شہر حماہ پر دوبارہ حملہ آور ہوئیں اور اس کے آس پاس تباہی مچائی اور وہاں کے عسکروں کا صفیا کر دیا۔ آخر کار شہر کی محافظہ فوجیں مقابلہ کے لئے نکلیں اور انہوں نے صلیبی افواج کو شکست دے کر ان سے چھینا ہوا علاقہ واپس لے لیا۔ انہوں نے مقتولوں کے سردار اور قیدیوں کو سلطان صلاح الدین کے پاس بھیجا جو شام سے واپس آتے ہوئے حمص کے باہر اس وقت موجود تھا چنانچہ اس نے ترمقیدیوں کو اس وقت قتل کرادیا۔

بعلبک کی حکومت کے لئے جنگ: جب سلطان صلاح الدین نے شہر بعلبک فتح کیا تھا تو اس نے وہاں شمس الدین محمد بن عبدالمک المقدم کو اپنا نائب حکمران مقرر کیا تھا اسے دمشق کا شہر سلطان کے حوالے کرنے کے بدلے میں اس شہر کا حکمران بنایا گیا تھا مگر سلطان کا بھائی شمس الدین محمد جو اپنے بھائی کے پاس پرورش پاتا تھا اس شہر کی حکومت چاہتا تھا چنانچہ اس نے بعلبک کا حکمران بننے کا مطالبہ پیش کر دیا لہذا سلطان صلاح الدین نے ابن المقدم کو حکم دیا کہ وہ اس شہر کی حکومت اس کے بھائی کے حوالہ کر دے مگر اس نے یہ بات منظور نہیں کی اور سلطان کو دمشق کے بارے میں اس کا معاہدہ یاد دلایا، اس کے بعد ابن المقدم بعلبک جا کر قلعہ بند ہو گیا آخر کار سلطان کا لشکر آیا تو اس نے مقابلہ کیا، جب انہوں نے طویل محاصرہ جاری رکھا تو اس نے صلاح الدین سے معاوضہ مانگا تو سلطان نے اس کے بدلے میں دوسرا شہر اس کو دے دیا اس کے بعد سلطان کے بھائی شمس الدین نے جا کر بعلبک پر قبضہ کر لیا۔

مسلمانوں کی فتح: ۵۷۳ھ میں صلیبی بادشاہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر روانہ ہوا اس نے دمشق کے علاقہ پر حملہ کر کے اس کا صفیا کر دیا صلیبیوں نے وہاں بہت قتل عام کیا اور بے شمار مسلمانوں کو گرفتار کر لیا، ان کا مقابلہ کرنے کے لئے سلطان صلاح الدین نے اپنے بھتیجے فرخ شاہ کو لشکر دے کر بھیجا اس نے ان کا پیچھا کیا اور ایک جگہ انہیں اچانک گھیر لیا جبکہ وہ لوگ جنگ کے لئے تیار نہیں تھے، بہت گھسان کی جنگ ہوئی، آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کی اور صلیبیوں کے بہت سے کمانڈر مارے گئے جن میں ہنفری بھی شامل تھا اس کی بہادری کی مثال دی جاتی تھی۔

فرنگیوں کا مزید حملہ: اس کے بعد انطاکیہ اور لاذقیہ کے شہزادے نے شیزر کے مقام پر مسلمانوں پر حملہ کیا، اس وقت سلطان صلاح الدین بانیاس کے نزدیک محاذ الاضرار کے ایک صلیبی قلعے پر حملے کے لئے آیا ہوا تھا چنانچہ اس نے اپنے بھائی شہنشاہ کے بیٹے نقی الدین عمر اور ناصر الدین کو لشکر دے کر حمص بھیجا تاکہ وہ دشمن کے مقابلہ میں شہر کی حفاظت کریں۔

مستحکم قلعہ کا محاصرہ: صلیبیوں نے بانیاس کے قریب حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر کے قریب ایک مضبوط قلعہ بنالیا تھا جس کا نام محاذ الاضرار تھا لہذا سلطان صلاح الدین نے دمشق سے ۵۷۵ھ میں بانیاس کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں قیام کیا اور وہیں سے اس نے فوجی دستے صلیبی شہروں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجے پھر اس نے مذکورہ بالا قلعہ کی طرف پیش قدمی کی اور اس کو آزمانے کے لئے اس قلعہ کا موصی صرہ کر لیا پھر وہاں سے وہ اپنے مرکزی فوجی کیمپ کی طرف واپس آیا اور صلیبی بستیوں پر غارتگری کرنے کے لئے اس نے فوجی دستے بھیجے صلیبی بادشاہ نے اپنی فوج سے اس کے ایک دستے پر حملہ کیا انہوں نے سلطان صلاح الدین کو اس حملہ کی اطلاع بھیجی۔

صلیبی امراء کی گرفتاری: جب دونوں فوجوں کی جنگ ہو رہی تھی تو سلطان صلاح الدین فوج لے کر آیا اور صلیبیوں کو شکست دے کر خوب تباہ کیا صلیبی بادشاہ بڑی مشکل سے شکست خوردہ فوج کے ساتھ بچ کر نکلا، البتہ رملہ اور نابلس کا حکمران جو صلیبی بادشاہ کا ساتھی تھا رفقہ رہو گیا اور کا بھائی بھی جو جہیں اور طبریہ کا حکمران تھا گرفتار ہو گیا نیز فرنگیوں، صلیبیوں کے مددگار فرقہ فدائیہ و اساتاریہ کے امراء بھی گرفتار ہوئے، رملہ کے حکمران اور

تیز ران نے ڈیڑھ لکھ دینار کا زرتاوان و بے کر اور مسلمانوں کے ایک ہزار قیدی رہا کر کے اپنے کوچھڑایا، اس جنگ میں سلطان صلاح الدین کے بھتیجے عزالدین فرخ شاہ نے بہت مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے۔

ایک مستحکم قلعے کی فتح۔ اس کے بعد سلطان صلاح الدین بنیاس واپس آگیا اور صلیبی شہروں پر حملہ کرنے کے لئے فوجی دستے بھیجے اور خود اس قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لئے فوج لے کر روانہ ہو گیا، یہاں زبردست لڑائی ہوئی آخر کار مسلمانوں نے اسکی فصیل پر چڑھ کر اس کے ایک برج پر قبضہ کر لیا، صلیبیوں کی فوجی کمک خطرہ سے آنے والی تھی اور مسلمانوں کو ان کی آمد کا انتظار تھا اس لئے دوسرے دن انہوں نے فصیل میں سوراخ کر کے وہاں آگ لگا دی جس سے فصیل گر گئی اور مسلمانوں نے قلعہ پر تلوار کے زور پر قبضہ کر لیا، یہ فتح ربیع الاول کے آخر ۵۷۵ھ میں حاصل ہوئی، مسلمانوں نے قلعہ میں موجود سب لوگوں کو گرفتار کر لیا، پھر سلطان صلاح الدین نے حکم دیا کہ قلعہ کو گرا کے اسے زمین کے برابر کر دیا جائے اور صلیبی امدادی فوجیں طبریہ میں اکٹھی ہو گئی تھیں جب انہیں شکست کی اطلاع ملی تو وہ منتشر ہو گئیں اس طرح صلیبیوں کو زبردست شکست ہوئی۔

قلعہ ارسلان سے جنگ: ... حلب کے شمال میں قلعہ رعیان کو نور الدین عادل بن قلیج ارسلان نے فتح کیا پہلے وہ بلاد روم کے حکمران شمس الدین ابن المقدم کے قبضہ میں تھا لہذا جب یہ قلعہ سلطان صلاح الدین کی سلطنت سے الگ ہو گیا تو قلیج ارسلان نے اسے واپس لینے کا پروگرام بنایا چنانچہ اس نے اس کا محاصرہ کرنے کے لئے ایک لشکر بھیجا سلطان صلاح الدین نے بھی اپنے بھتیجے تقی الدین کی کمان میں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے فوج بھیجی چنانچہ سلطان کے لشکر نے جنگ لڑ کر انہیں شکست دے دی، تقی الدین چونکہ اس مہم میں گیا ہوا تھا اس لئے وہ حصن الرضار کی جنگ میں سہان کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا تھا وہ جنگ کے بعد اپنے چچا صلاح الدین کے پاس آیا۔

حاکم آمد سے ناچاقی: ... قلعہ کیفا آمد کے حکمران نور الدین محمود بن قلیج ارسلان اور بلاد روم کے حکمران قلیج ارسلان کے تعلقات خراب ہو گئے تھے کیونکہ اس نے داماد بن جانے کے بعد اسکی بیٹی کو تکلیف پہنچائی تھی اور دوسری شادی کر لی تھی اس لئے قلیج ارسلان نے اس سے جنگ لڑنے، اور اس کے شہروں پر قبضہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا تھا۔

صلاح الدین کی مداخلت: اس صورتحال میں نور الدین نے سلطان صلاح الدین سے فوجی مدد مانگی تو سلطان نے قلیج ارسلان کو اس کے بارے میں سفارشی خط لکھا تو قلیج ارسلان نے مطالبہ کیا کہ اسنے اپنی بیٹی کی اس کے ساتھ شادی کے وقت جو قلعے اسے دیئے تھے وہ قلعے اسے واپس دلوائے مگر سلطان صلاح الدین نے پھر نور الدین کی حمایت پر اصرار کیا بلکہ قلعہ رعیان کی طرف پیش قدمی کی اور حلب کے راستے سے گزر کر اسے بائیں طرف چھوڑ کر تل باشر سے ہوتا ہوا قلعہ رعیان پہنچ گیا وہاں نور الدین محمود، سلطان صلاح الدین کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ رہنے لگا۔

قاصد کی نصیحت: ادھر قلیج ارسلان نے اپنے پیغام میں نور الدین کی حرکتوں کا پورا کچا چٹھایا بیان کر دیا کہ کس طرح اس نے اس کی بیٹی کو تکلیف پہنچائی، جب قاصد نے اسے یہ پیغام پہنچایا تو سلطان کو بہت غصہ آیا اور اس کے شہر پر حملہ کرنے کی دھمکی دی قاصد نے اس وقت تو اسے جواب نہیں دیا مگر جب سلطان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو وہ دوسرے دن اس سے آکر تنہائی میں ملا اور گفتگو کر کے اسے سمجھایا کہ وہ حملہ کرنے کے ارادے سے باز رہے کیونکہ اسکی ایک معمولی سے بات پر بہت مال و دولت خرچ ہوگی، جانوں کا نقصان اس کے علاوہ ہوگا اس نے کہا کہ آپ کو تو قلیج ارسلان کی بیٹی کی حمایت کرنا چاہئے تاکہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

دونوں حکام میں مصالحت: اس طرح سلطان صلاح الدین کو یہ معلوم ہو گیا کہ ایٹچی صحیح کہہ رہا ہے لہذا اس نے ایٹچی سے کہا کہ نور الدین نے اپنا معاملہ میرے حوالہ کیا ہے لہذا تم ان دونوں کے درمیان صلح کرادو، میں تمہاری مدد کروں گا جس سے تم مطمئن ہو جاؤ گے، چنانچہ سہان صلاح الدین کی ہدایت کے مطابق قاصد نے ان دونوں کے درمیان صلح کرادی اس کے بعد سلطان واپس شام چلا گیا اور نور الدین دیار بکر چد گیا اور اس نے اس سے شدہ مدت کے اندر جس کا اس نے ایٹچی سے وعدہ کیا تھا قلیج ارسلان کی بیٹی کی سوکن یعنی اپنی دوسری بیوی کو طلاق دے دی۔



قلیچ بن الہون کی اہمیت: قلیچ بن الہون کے علاقے سے حلب کے راستے گزرتے تھے اس لئے اس کے علاقے کی بہت سی سیاحتیں ہوتی تھیں۔ نورا الدین محمود زنگی نے اس کی خدمات حاصل کر لی تھیں اور شام کا کچھ علاقہ بھی اسے دے دیا تھا اور وہ فوجی مہمات میں اس کے ساتھ فوج لے کر جاتا تھا۔ اس نے حاکم قسطنطنیہ کے علاقوں پر حملہ کر کے رصیصہ اور طرسوس کے علاقے رومی سلطنت سے چھین لئے تھے اس لئے دونوں حکمرانوں کے درمیان جنگ ہوتی رہتی تھی۔

ابن الہون کا ترکمان قوم پر ظلم: جب سلطان نور الدین کا انتقال ہو گیا اور اس کی سلطنت تقسیم ہو گئی تو قلیچ بن الہون اپنے علاقے کا مستقل اور آزاد حاکم بن گیا اس علاقے میں ترکمان قوم اپنے جانور چرایا کرتی تھی کیونکہ وہ علاقہ بے حد محفوظ اور مضبوط تھا اور اس کے درے دستوار گزار تھے، ابن الہون نے ترکمانی قوم کو وہاں جانور چرانے کی اجازت دے رکھی تھی مگر ایک سال کے بعد اس نے ان لوگوں کے ساتھ وعدہ خدانی کی اور انہیں قتل کر کے ان کے جانور چھین لئے۔

مظلوموں کی وادری: جب سلطان صلاح الدین قلعہ سے واپس آ رہا تھا تو اسے اس حادثہ کی اطلاع ملی چنانچہ سلطان نے اس کے شہر کی طرف قیوم بڑھائے اور خود سلطان نے بحر اسود کے قریب پڑاؤ ڈالا اور اپنے فوجی دستے اس کے علاقے میں بھیج دیئے انہوں نے وہاں جا کر ان عداقوں کا صفایا کر دیا، ابن الہون نے اپنے ایک قلعے میں مال و دولت کا ذخیرہ جمع کر رکھا تھا اور اسے وہ ذخیرہ لٹ جانے کا خطرہ ہو تو اس نے وہ قلعہ ویران کرنا چاہا مگر سلطان صلاح الدین اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا اور اس نے اس پورے ذخیرہ پر قبضہ کر لیا، آخر کار ابن الہون مجبور ہو گیا کہ وہ ترکمانی قوم کے تمام مال مویشی واپس کر دے، اگر سلطان صلح کے ساتھ وہاں سے چلا جائے تو وہ ترکمان قوم کے قیدیوں کو بھی چھوڑنے پر تیار ہو گیا چنانچہ سلطان صلاح الدین نے اس کی سب باتیں منظور کر لیں اور وہ ۵۷۵ھ کے درمیانی عرصے میں وہاں سے واپس چلا گیا۔

الکرک کی تباہی: شہر الکرک کا حکمران پرنس ارنالط نہایت ہی سرکش اور بد طبیعت اور متعصب حکمران تھا اس نے شہر الکرک اور اس کا قلعہ تعمیر کر یا تھا ورنہ اس سے پہلے اس کا نام ونشان بھی نہ تھا اس کا پروگرام (نعوذ باللہ) مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا تھا، عز الدین فرخ شاہ کو اس پروگرام کا علم اس وقت ہو گیا تھا جبکہ وہ دمشق میں تھا اس لئے اس نے فوج انٹھی کی اور ۵۷۷ھ میں الکرک کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں پہنچ کر اس کے گرد و نواح میں تباہی مچا دی، اور وہ وہاں کچھ عرصہ تک مقیم رہا تا کہ اگر وہ دوبارہ حملہ کرنے کے لئے آئے تو اس کا مقابلہ کرے مگر جب اس کی امید دم توڑ گئی تو فرخ شاہ دمشق واپس چلا گیا۔

توران شاہ کی یمن سے واپسی: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ شمس الدولہ توران شاہ نے ۵۶۸ھ میں یمن پر قبضہ کر کے شیرز کے ایک امیر مبارک بن کامل کو زبید کا حکمران بنادیا تھا اور عدن کا حاکم عز الدولہ عثمان الزنجلی کو مقرر کیا تھا اس نے شہر تعز کو تعمیر کرا کے اسے اپنی سلطنت کا دار الحکومت قرار دیا تھا ۵۷۴ھ میں اپنے بھائی صلاح الدین کے پاس آ گیا اس وقت صلاح الدین حلب کے محاصرے سے واپس آ رہا تھا کہ اسکی مدد قات توران شاہ سے ہوئی چنانچہ اس نے اسے دمشق کا حکمران مقرر کر دیا اور خود مصر چلا گیا۔

توران شاہ کا انتقال: پھر اس کے بھائی سلطان صلاح الدین نے اسے شہر اسکندریہ کا حاکم بنادیا، یمن کی حکومت تو اسے پہلے ہی سے ملی ہوئی تھی، اور یمن کے دیگر صوبوں کی آمدنی صرف ملا کرتی تھی اس کے باوجود وہ دولاکھ مصری دینار کا مقروض تھا پھر ۵۷۶ھ میں اس کا انتقال ہو گیا تھا اور اس کی وفات کے بعد اس کا سارا قرضہ اس کے بھائی صلاح الدین نے ادا کیا جب اسے اس کی وفات کی اطلاع ملی تو وہ مصر روانہ ہو گیا اور اس نے دمشق پر عز الدین فرخ شاہ ابن شہنشاہ کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔

## یمین کے مزید حالات

حاکم زبید کی گرفتاری: زبید (یمین) کا نائب گورنر مبارک بن کامل اپنے صوبے میں خود مختار ہو گیا تھا اور وہاں کے مال و دولت پر بھی اس کا مکمل کنٹرول تھا۔ آخر کار اسے وطن کی یاد نے ستایا تو اس نے شمس الدولہ سے وطن واپس جانے کی اجازت مانگی تو اس نے اجازت دے دی، پھر اس نے اس کے بھائی عطف زبید سے اجازت مانگی اور شمس الدولہ کے ساتھ رہنے لگا جب اس کا انتقال ہو گیا تو وہ سلطان صلاح الدین کے ساتھ رہنے لگا اس دوران اس نے بہت مال و دولت جمع کر لیا تھا چنانچہ سلطان کے پاس اس کی شکایت کی گئی کہ اس نے یمین کا سرکاری مال دبا رکھا ہے اور مدینہ و پیش نہیں کیا ہے، اس کام کے لئے اس کے دشمن اس کے خلاف منصوبے بناتے رہے، مبارک مصر کے مدوینہ نامی جگہ میں رہتا تھا ایک دن اس نے ایک تقریب میں ارکان سلطنت کو بلوایا اس کے نوکر اور غلام خریداری کے لئے مصر گئے ہوئے تھے تو دشمنوں نے یہ اطلاع صلاح الدین کو پہنچی کہ وہ یمین بھاگ رہا ہے یوں انکی سازش کامیاب ہو گئی اور سلطان نے اسے گرفتار کر لیا، اس لئے اس کی حالت اتنی بری ہو گئی کہ اتنی ہزار مصری دینار واد کر نے پڑے، اس کے علاوہ اس نے ایک معقول رقم ارکان سلطنت کو بھی دی اس کے بعد اس کو رہا کر کے اس کو اس کے عہدے پر بحال کر دیا گیا۔

یمین کے حکمرانوں میں اختلافات:..... جب شمس الدین یمین پہنچا تو اس وقت یمین کے نائبین خطان بن منقذ اور عثمان بن الزنجیلی میں سخت اختلافات ہو چکے تھے اس صورت میں سلطان صلاح الدین کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ یمین کا علاقہ اس کے کنٹرول میں نہیں رہے گا اس لئے اس نے اپنے امراء کے ایک گروپ کو حاکم مصر صارم الدین قطفغ ابیہ کے ساتھ بھیجا چنانچہ یہ گروپ کو یمین روانہ ہو گئے، قطفغ ابیہ نے وہاں پہنچ کر خطان بن منقذ سے زبید کا علاقہ حاصل کر لیا مگر وہ جلد ہی انتقال کر گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خطان دوبارہ زبید پہنچ گیا اور وہاں کے باشندوں نے اسکی اطاعت قبول کر لی اور اس نے عثمان الزنجیلی پر فتح حاصل کر لی۔

سیف الاسلام کی حکومت:..... اس موقع پر سلطان صلاح الدین کو یہ لکھا کہ وہ اپنے کسی رشتہ دار کو حاکم بنا کر بھیجے لہذا سلطان صلاح الدین نے اپنے بھائی سیف الاسلام طغرکین کو گورنر بنا کر بھیجا جب وہ وہاں پہنچا تو خطان بن منقذ زبید سے نکل کر ایک قلعہ میں محصور ہو گیا اور سیف الاسلام زبید میں مقیم ہو گیا اور اس نے خطان کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے پناہ دینے کے لئے تیار ہے، چنانچہ وہ پناہ لے کر اس کے پاس آ گیا چنانچہ سیف الاسلام نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

خطان کی گرفتاری: کچھ عرصہ کے بعد شام جانے کی اجازت مانگی مگر سیف الاسلام نے اجازت نہیں دی مگر جب بہت ضد کرنے لگا تو اس نے اجازت دے دی مگر پھر جب اس نے تمام سامان باندھ لیا اور جانے کے لئے اس سے ملنے اس کے پاس آیا تو سیف الاسلام نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے تمام سامان، مال و متاع پر قبضہ کر لیا پھر اسے کسی قلعہ میں قید کر لیا، یہی اس کا آخری انجام تھا، کہا جاتا ہے کہ اس کے جس مال و متاع پر قبضہ کیا تھا ان میں سونے کے ستر صندوق تھے۔

یمین میں امن و امان: جب عثمان زنجیلی کو خطان کے حالات کا علم ہوا تو اسے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا لہذا اس نے اپنا سارا مال کشتیوں کے ذریعے بحری راستے سے روانہ کر دیا اور خود شام بھاگ گیا مگر اس کے سامان کی کشتیوں کو سیف الاسلام نے پکڑ کر قبضہ کر لیا اس کا صرف وہ سامان بچ سکا جو وہ اپنے ساتھ لے گیا تھا اس کے بعد یمین کی حکومت سیف الاسلام کے لئے بالکل محفوظ ہو گئی۔

قلعہ البیرہ کی حکومت: قلعہ البیرہ عراق کے قلعوں میں سے ایک تھا اس کا حکمران شہاب الدین ابن اریق تھا جو حاکم مدینہ قطب الدین ابوالغزی بن اریق کا چچا زاد بھائی تھا اس نے سلطان نور الدین محمود زنگی حاکم شام کی اطاعت قبول کی ہوئی تھی اس کے بعد اس کا بیٹا قلعہ البیرہ کا حکمران مقرر ہوا، جب سلطان نور الدین کا انتقال ہوا تو اس نے عز الدین مسعود (حاکم موصل) کی اطاعت قبول کر لی اس کے بعد مدینہ اور موصل کے

حکمرانوں میں گہرے اور مخلصانہ تعلقات قائم ہو گئے تو قطب الدین (حاکم ماروین) نے عزالدین سے قلعہ البیر فتح کرنے کی اجازت مانگی چنانچہ اس نے اجازت دے دی۔

قلعہ البیرہ کا محاصرہ: چنانچہ قطب الدین لشکر لے کر قلعہ شمشاط چلا گیا وہاں وہ خود مقیم رہا اور لشکر قلعہ البیرہ کی طرف بھیج دیا جس نے قلعہ البیرہ کا محاصرہ کر لیا۔

سلطنت کی سفارش: ادھر قلعہ البیرہ کے گورنر نے سلطان صلاح الدین سے فوجی مدد مانگی اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ اس کا اسی طرح مطیع و فرمانبردار رہے گا جس طرح اس کا باپ سلطان نور الدین کا فرمانبردار تھا لہذا سلطان صلاح الدین نے ماروین کے حکمران قطب الدین کو سفارشی خط لکھ کر اس نے سفارش قبول نہیں کی تاہم وہ صلیبیوں سے جنگ کرنے کی وجہ سے اس طرف توجہ نہیں کر سکا اور قطب الدین کی افواج اس قلعہ سے چلی گئیں۔

البیرہ کی فتح: اس کے بعد قلعہ البیرہ کا حکمران سلطان صلاح الدین کے پاس آیا اور اس نے اپنی وفاداری اور طاعت کا اظہار کیا اس طرح یہ قلعہ بھی سلطان صلاح الدین کے زیر انتظام علاقوں میں شامل ہو گیا۔

صلیبی فوج کی بربادی: اس کے بعد سلطان صلاح الدین ماہ محرم ۷۵۸ھ میں مصر سے روانہ ہوا اور وہ شام جا رہا تھا چنانچہ جب وہ ایبنا نامی جگہ سے گذرا، صلیبی افواج نے اس کا راستہ روک لیا لہذا سلطان نے اپنا سامان اپنے بھائی تاج الملوک کے ذریعے دمشق بھجوا دیا اور خود لشکر لے کر صلیبیوں کے شہروں کا رخ کیا اور کرک اور شوبک کو تباہ کر دیا اور وہاں سے ماہ صفر کی پندرہویں تاریخ کو دمشق پہنچ گیا۔

قلعہ شقیف کی فتح: فرنگی فوجیں جب کرک کے مقام پر جمع ہوئی تھیں تو وہ شام کے راستے سے اپنے شہروں میں داخل ہوئی تھیں لہذا دمشق کے نائب گورنر عزالدین فرخ شاہ نے ان کا مقابلہ کیا اس نے اس کے حلاقوں کو تباہ کر کے ان کے دیہاتوں کو ویران کر دیا اور اس نے بہت سے صلیبیوں کو قتل کر دیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا، اس کے علاوہ اس نے ایک قلعہ شقیف کو بزور شمشیر فتح کر لیا، مسلمانوں کے لئے یہ قلعہ بہت خطرناک تھا اس قلعہ شقیف کے فتح ہونے کے بعد اس کی اطلاع سلطان صلاح الدین کو پہنچی تو وہ اس سے بہت خوش ہوا۔

بیسان کی فتح: سلطان صلاح الدین نے چند دن دمشق میں آرام کیا پھر وہ اس سال ربیع الاول میں فوج لے کر روانہ ہوا اس کا ردہ صبریہ کی طرف پیش قدمی کرنے کا تھا اس لئے اس نے اردن میں خیمے لگائے ادھر صلیبی فوجیں طبریہ میں اکٹھی ہو گئیں تھیں اس لئے صلاح الدین نے اپنے بھتیجے فرخ شاہ کو بیسان کی جانب روانہ کر دیا، چنانچہ اس نے بیسان کو تلواریں کے زور پر فتح کر کے اس کو تباہ و برباد کر دیا اس نے غر پر بھی حملہ کیا اور وہاں کے صلیبیوں کو قتل کر دیا اور جو بچ گئے انہیں گرفتار کر لیا۔

صلیبی افواج سے جنگ: جب صلیبی افواج طبریہ سے جبل کوکب چلی گئیں تو سلطان صلاح الدین نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کے خلاف پیش قدمی کی، چنانچہ صلیبی افواج پہاڑ میں محصور ہو گئیں اس صورت حال میں سلطان نے اپنے دونوں بھتیجوں تقی الدین و مراد عزالدین فرخ شاہ کو دستے دے کر بھیجا جنہوں نے صلیبیوں سے سخت جنگ لڑی مگر پھر انہوں نے جنگ بند کر دی اور سلطان صلاح الدین دمشق چل گیا۔

بیروت کا محاصرہ: پھر سلطان بیروت کی طرف روانہ ہوا اور اس کے آس پاس علاقوں میں خوب تباہی مچا دی، سلطان نے مصر سے بیروت کے محاصرے کے لئے بحری بیڑہ بلوایا تھا چنانچہ بحری بیڑہ وہاں پہنچ گیا اور اس کی مدد سے اس نے چند دن اس کا محاصرہ کئے رکھا۔

فرنگی جہاز کی تباہی: اس دوران اسے اطلاع ملی کہ دمياط کے مقام پر صلیبی مسافروں سے بھری ہوئی ایک بڑی شتی سمندری طوفان سے تباہ گئی ہے اس میں صلیبی زائروں کی ایک جماعت کا گروپ سوار تھا جو بیت المقدس کی زیارت کے لئے آ رہا تھا کہ دمياط کے قریب ہواں کا طوفان آیا اور وہ کشتی تباہ ہو گئی اور پھر بچنے والے ایک ہزار چھ صلیبی گرفتار کر لیے گئے آخر کار سلطان بیروت سے الجزیرہ روانہ ہو گیا جس کی وجہ سے ہم آہنگی باہر

بین کریں گے۔

مظفر الدین کا رابطہ۔ مظفر الدین کو کبریٰ بن زین الدین کجک کا والد، موصل کے قلعہ کا نائب حاکم تھا خود مظفر الدین کو کبریٰ سلطان مودود اور اس کے بیٹوں کے دور حکومت میں بہت اثر و رسوخ رکھتا تھا آخر میں اربل کا حکمران بن گیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

پھر موصل کے حکمران عز الدین نے مظفر الدین کو یہ علاقہ دے دیا اس کی ہمدردیاں سلطان صلاح الدین کے ساتھ تھیں، درود اسے الجزیرہ کے عداوتوں کا حکمران بنانا چاہتا تھا اس لئے جس وقت سلطان صلاح الدین نے بیروت کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اس نے اس سے رابطہ کیا اور اسے ان علاقوں کی فتح ہونے کی امید دلائی اور اس سے درخواست کی کہ وہ فوراً وہاں پہنچ جائے۔

الجزیرہ کی طرف پیش قدمی: چنانچہ سلطان بیروت سے روانہ ہو گیا اور اس نے یہ مشہور کیا کہ وہ حلب کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے مگر اس نے دریائے فرات کا رخ کر لیا جہاں مظفر الدین اس کے ساتھ مل گیا اور وہ سب قلعہ البیرہ کی طرف روانہ ہو گئے جس کے حکمران نے عز الدین کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

موصل کے حکمران عز الدین اور مجاہد الدین کو جب یہ اطلاع ملی کہ سلطان صلاح الدین شام کی طرف بڑھ رہے ہیں تو انہیں یہ مغالطہ ہوا کہ اس کا حلب پر حملہ کرنے کا ارادہ ہے اس لئے وہ اس سے مقابلے کے لئے روانہ ہو گئے مگر جب سلطان نے دریائے فرات عبور کیا تو وہ موصل واپس آ گئے انہوں نے رہا کی طرف فوجی دستہ بھیجا۔

رہا اور حران کی فتح: .... ادھر سلطان صلاح الدین نے دیار بکر وغیرہ کے حکام سے رابطہ کر کے انہیں علاقے دینے کا وعدہ کر لیا، کیف کے حکمران نور الدین محمود سے اس نے یہ وعدہ کیا کہ وہ اسے آمد کی حکومت دیدیگا چنانچہ وہ اس کے پاس لشکر لے کر پہنچ گیا اور سلطان کے ساتھ مل کر رہا کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا اس زمانے میں رہا کے حاکم امیر فخر الدین بن مسعود زعفرانی تھا جب اس نے جنگ میں شدت محسوس کی تو اس نے ہتھیار ڈال کر شہر صلاح الدین کے حوالہ کر دیا بلکہ اس کے ساتھ قلعہ کے محاصرہ میں بھی شریک ہوا اور پھر قلعہ کے نائب حاکم نے بھی مال و دولت حاصل کر کے قلعہ سلطان کے حوالہ کر دیا، سلطان نے رہا اور حران دونوں شہروں کی حکومت مظفر الدین کو عطا کر دی۔

رقہ اور بلاد خابور کی فتح: پھر وہ سب لوگ فوج کے ساتھ رقعہ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں کا حکمران قطب الدین نیل بن حسان منجی تھا وہ شہر چھوڑ کر موصل چلا گیا اسی طرح صلاح الدین نے رقعہ آسانی سے فتح کر لیا اس کے بعد سلطان قر قیسیا، ماسکین اور عربان کی طرف بڑھا جو خابور کے شہر تھے، وہاں اس نے ان شہروں کو بھی فتح کر لیا۔

فتح نصیبین: .... وہاں سے اس نے نصیبین پر حملہ کیا چنانچہ اس نے شہر کو فوراً فتح کر لیا البتہ قلعہ کا محاصرہ چند دنوں تک جاری رہا پھر وہ بھی تسخیر ہو گیا اور سلطان نے اس پر ابو الہیجا السمین کو اس کا حکمران بنایا۔

فرنگیوں کے اچانک حملے: ان شہروں کو فتح کر کے فارغ ہونے کے بعد سلطان صلاح الدین نے حاکم کیف نور الدین کے ساتھ مل کر موصل پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا، مگر اتنے میں یہ خبر ملی کہ صلیبیوں نے دمشق کے مضافات پر حملہ کر کے وہاں کے دیہات کو تباہ کر دیا ہے، ان کا ارادہ تھا کہ دریائے کی جامع مسجد کو تباہ کریں مگر دمشق کے نائب حاکم نے انہیں دھمکی دی کہ اگر انہوں نے جامع مسجد پر حملہ کیا تو وہ اس کے بدلہ میں ان کے راجوں اور خانقاہوں کو تباہ و برباد کر دے گا، لہذا وہ اپنے اس ناپاک عزائم سے باز آ گئے۔

جنگی تیاریاں: ان تمام اطلاعات کے باوجود سلطان صلاح الدین نے موصل پر حملہ کرنے کا پروگرام ملتوی نہیں کیا اور موصل کی طرف پیش قدمی کی، موصل کے حکمران نے بہت بڑا لشکر اکٹھا کر کے محاصرے کے لئے مکمل تیاری کر لی تھی اور اپنے نائب کو جنگی تیاری کے لئے مخصوص کر دیا تھا چنانچہ سنجا، اربل اور جزیرہ ابن عمر میں فوجی کمک، اسلحہ اور ضروری مال و دولت جمع کر لئے گئے۔

ناقل بل سنجیر شہر موصل جب سلطان صلاح الدین، مظفر الدین اور شیرکوہ کے بیٹے کے ساتھ موصل کے قریب پہنچے تو حاکم شہر کی جنگی تیاریوں کو دیکھ کر وہ سب حیران ہو گئے اور شہر فتح نہ ہونے کا یقین ہو گیا، لہذا سلطان نے اپنے ان دونوں مشیروں کو برا بھلا کہا کیونکہ ان دونوں نے اس سے موصل پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

موصل کی جنگ کا آغاز: بہر حال سلطان نے دوسرے دن یکم رجب کو جنگ کی تیاری شروع کر دی اور وہ خود باب کندہ کی طرف شہر سے رُخ کیا اور اپنے قلعہ دار کو باب الجسر پر متعین کیا اور اپنے بھائی تاج الملوک کو باب العماری پر متعین کر کے موصل والوں سے جنگ چھیڑ دی مگر اسے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی تاہم کچھ لوگ نکلے اور انہوں نے مقابلہ کیا، سلطان نے فسیل پر ایک مخفی نصب کرائی تو دشمن نے شہر کی سمت سے اس کی توجہ یقین نصب کر دیں، پھر شہر سے کچھ فوج نکلی اور اس نے سخت جنگ کے بعد اس پر قبضہ کر لیا، سلطان کو یہ خطہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ رات کے وقت شب خون نہ مار دیں اس سے وہ پیچھے ہٹ گیا کیونکہ اس نے شہر والوں کو رات کے وقت مشعلیں لے کر باب الجسر سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا پھر وہ واپس چلے گئے۔

صلح کی کوشش: اس دوران خلیفہ الناصر کی طرف سے حضرت صدر الدین شیخ الشیوخ اور مشیر الخادم ایک دوسرے کے پاس سفیراتے گئے مگر عز الدین نے سلطان صلاح الدین سے صلح کی شرائط کے سلسلہ میں یہ مطالبہ کیا کہ وہ ان کے چھینے گئے علاقے واپس کر دے مگر سلطان نے اس سے جواب میں کہا کہ وہ اس شرط پر واپس کرنے کو تیار ہے کہ وہ اسے حلب دیدیں مگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوئے چنانچہ پھر سلطان نے یہ شرط رکھی کہ وہ اس کے حاکم کی مدد سے ہاتھ اٹھالے مگر وہ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوئے، اس کے بعد حاکم آذربائیجان اور شاہرین (حاکم خلاط) کے قاصد بھی صلح کرانے کے لئے آئے مگر وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

سنجار کا محاصرہ: اسی زمانہ میں سنجار والوں نے سلطان کے ساتھیوں کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی، لہذا سلطان نے موصل کا محاصرہ چھوڑ کر سنجار کا رخ کر لیا وہاں حاکم شرف الدین امیر امیران بندو تھا وہ حاکم موصل عز الدین کا بھائی تھا وہ اپنا لشکر لئے مقابلے پر موجود تھا، اور اس کی کمک کے لئے مجاہد الدین نے بھی فوج بھیج دی تھی سلطان صلاح الدین نے پیش قدمی کر کے سنجار کا محاصرہ کر لیا، یہ محاصرہ بہت سخت تھا چنانچہ اس کی مدد سے سلطان نے ان کی جانب کے برج پر قبضہ کر لیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے حکمران امیر امیران نے ہتھیار ڈال دیئے اور پھر جب وہ اپنا لشکر لے کر موصل چل گیا تو سلطان نے سنجار پر قبضہ کر لیا، سعد الدین ابن معین الدین کو گورنر مقرر کیا جس کا باپ کامل بن طغرکین دمشق میں تھا سی طرح سنجار بھی سلطان کے زیر کنٹرول الجزیرہ کے علاقوں میں شامل ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان صلاح الدین نصیبین گیا اور وہاں کے باشندوں نے اس کے حاکم ابوالہیجا، السمین کی شکایت کی تو اس نے اس کو وہاں سے ہٹا کر اپنے ساتھ رکھ لیا اور وہاں سے ۵۷۸ھ میں حران پہنچ گیا، یہاں آکر اس نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا تا کہ وہ آرام کرے اور خود اپنے خاص معتمدین، درمختص دوستوں کے ساتھ وہاں قیام پذیر ہو گیا۔

شاہرین کا پیغام صلح: عز الدین نے حاکم خلاط شاہرین سے سلطان صلاح الدین کے مقابلہ کے لئے فوجی امداد مانگی تھی لہذا اس نے سلطان کے پاس کئی اپنی بھیجے تا کہ وہ عز الدین کے حق میں اس کی سفارش مان لیں مگر وہ نہ مانا اور اسے مغالطہ ہوتا رہا اس لئے اس نے اپنے ایک دوسرے سزا کر دہ غلام سیف الدین بکتر کو اس وقت بھیجا جب سلطان نے سنجار کا محاصرہ کر لیا تھا اس نے اس قاصد کے ذریعے سے یہ بدیت کی تھی کہ سلطان محاصرہ ختم کر دے مگر سلطان نے اس کے پیغام کا کوئی جواب نہیں دیا اور ٹال مٹول کرتا رہا، کیونکہ اسے امید تھی کہ وہ سنجار پر قبضہ کرے گا آخر کار ہتھر (قاصد) نے اپنے آق کی طرف سے اسے دھمکی دی اور ناراض ہو کر چلا گیا اور اس نے سلطان کا انعام و اکرام بھی قبول نہیں کیا۔

سلطان اور مخالف افواج کا اجتماع: قاصد نے شاہرین کو، وہاں سے آکر سلطان کے خلاف خوب بھڑکایا چنانچہ شاہرین جو خلاط کے بیرونی حصے میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا فوراً مار دین کی طرف روانہ ہو گیا اس زمانے میں مار دین کا حکمران اس کا بھائی تھا اور عز الدین کا مونس زاد بھائی،

اس کا واما، قطب الدین سنجار واپسی میں حران میں ٹھہرا ہوا تھا اور اس نے تمام فوجوں کو ادھر ادھر کر دیا تھا۔

دشمن کا فرار۔ جب اس نے سنا کہ یہ سب اس کے خلاف اکٹھے ہو رہے ہیں تو اس نے اپنے بھتیجے تقی الدین ابن شاہ منشاہ کو حما سے بنوایا اور اس وقت روانہ ہو گیا یہ اطلاع پا کر فوجیں منتشر ہو گئیں اور ہر فوج اپنے اپنے علاقے کی طرف چلی گئیں مگر سلطان صلاح الدین نے، ردین کا رخ کیا اور وہاں چند دن ٹھہرنے کے بعد واپس چلا گیا۔

صلیبیوں کے بحری حملے: پرنس ارنالڈ الکرک کے صلیبی حکمران نے ایک بحری جہاز کئی ٹکڑوں میں بنوایا اور اس کے اجزاء، لے کر ایڈم کے حکمران کے پاس گیا اور مرضی کے مطابق اس کے اجزاء جوڑ کر اسے نہر سوز میں لنگر انداز کر دیا، پھر اس بحری بیڑہ کو صلیبی جنگجوؤں سے بھر کر اسے بحری حملوں کے لئے روانہ کر دیا ان میں سے ایک گروپ کو قلعہ ایلمہ کے چاروں طرف متعین کیا گیا تاکہ وہ چاروں طرف سے اس کی حفاظت کرے، ایک عیذاب کی طرف روانہ ہوا انہوں نے حجاز کے سمندری ساحلوں پر حملے شروع کر دیئے اور وہاں جو تجارتی جہاز اور کشتیاں نظر آئیں ان پر قبضہ کرنے لگے، ان کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو ایسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا جس سے پہلے نہیں پڑا تھا کیونکہ بحر قزیم میں اس سے پہلے کوئی صلیبی تاجر یا سپہی داخل نہیں ہو تھا۔

صلیبی بیڑے کی تباہی: ... اس زمانے میں سلطان صلاح الدین کے نائب کی حیثیت سے اس کا بھائی الملک العادل ابوبکر بن ایوب مصر کا گورنر تھا اس نے صلیبی بحری حملے روکنے کے لئے ایک بحری بیڑہ بنوایا اور اس میں جنگجو سپاہیوں کو سوار کرایا جو مصر کے امیر البحر حامد بن یوسف الی جب کی کمان میں سمندری جنگ کے لئے روانہ ہوئے سب سے پہلے وہ قائد اس صلیبی بیڑہ کا مقابلہ کرنے کے لئے پہنچا جو چاروں طرف سے ایلمہ کی حفاظت کر رہا تھا چنانچہ مسلمانوں کے بحری بیڑہ نے ان کے بحری بیڑے کو بالکل تباہ و برباد کر دیا۔

صلیبی بیڑوں کی تلاش: ... کامیابی حاصل کرنے کے بعد یہ اسلامی بیڑہ دوسرے صلیبی بیڑوں کی تلاش میں روانہ ہو گیا چنانچہ جب وہ عیذاب پہنچا تو وہاں انہیں ان کا بیڑہ نظر نہیں آیا اس لئے کہ وہ بندرگاہ کی طرف جانے والا تھا اور اس کا ارادہ حاجیوں پر حملہ کرنے کا تھا مگر جب انہوں نے ولؤلؤ کو مسلمانوں کے بیڑے کی قیادت کرتے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنی شکست کا یقین ہو گیا اس لئے صلیبی سمندر سے نکل کر حوراء کی گھٹیوں میں چھپ گئے۔ امیر البحر ولؤلؤ نے بھی اپنی کشتیوں سے اتر کر بدوؤں کو جو سوار تھے جمع کیا اور ان کی مدد سے جنگ لڑ کر انہیں شکست دے دی ان میں سے اکثر مارے گئے اور جو باقی بچے انہیں گرفتار کر لیا گیا ان میں سے کچھ توج کے موقع پر منی بھیج دیئے گئے جہاں انہیں قربانی کے دن قتل کر دیا گیا باقی قیدیوں کو لے کر وہ مصر لوٹ آیا۔

فرخ شاہ کی وفات: ... اس زمانہ میں سلطان صلاح الدین کا بھتیجا عز الدین فرخ شاہ بن شہنشاہ، جو دمشق کا حکمران تھا صلیبیوں سے جہاد کرنے کے لئے فوج لے کر روانہ ہوا مگر راستے میں وہ بیمار ہو گیا لہذا واپس لوٹ آیا اور اسی بیماری میں وہ ماہ جمادی الاولیٰ ۷۵۷ھ میں انتقال کر گیا وہ سلطان کے اہل و عیال کا نگران تھا اور سلطان اپنے تمام ساتھیوں سے زیادہ اس پر بھروسہ کرتا تھا اسے اس کے انتقال کی خبر اس وقت ملی جب کہ وہ دریائے فرات عبور کر کے الجزیرہ اور موصل کی طرف جا رہا تھا لہذا سلطان نے شمس الدین محمد المقدم کو دمشق کا گورنر بنا کر وہاں اسے اپنا نائب بنایا اور پھر اپنی مہم پر روانہ ہو گیا۔

آمد کی فتح: پہلے لکھ چکے ہیں کہ صلاح الدین ماردین کی طرف جا کر وہاں اس کے گرد و نواح میں چند دن ٹھہرا رہا تھا پھر وہاں سے روانہ ہو کر آمدن طرف پہنچا اس نے نور الدین حاکم کیفا سے آمدن فتح کر کے اسے دینے کا معاہدہ کیا ہوا تھا اس لئے سلطان نے ماہ ذوالحجہ کی چند روئیں تاریخ کو شہر آمد کا محاصرہ کر لیا وہاں کا حاکم بہاء الدین بن بیسان تھا یہ شہر بہت محفوظ و مستحکم تھا مگر ابن بیسان کا انتظام سلطنت بہت ہی خراب تھا اس نے عوام کے ساتھ کج روی اختیار کر رکھی تھی، اس لئے یہاں کے باشندے اس کی بددیانتی اور مظالم سے تنگ آئے ہوئے تھے اس نے ان کے لئے روزگار کے دروازے بھی



بند کر دیئے تھے۔

تین دن کی مہلت سلطان صلاح الدین نے اہل آمد کو پیغام بھیجا جس میں ترغیب بھی تھی اور دھمکی بھی، لہذا ابن بیسن کی مفت پر تیار ہو گئے اور اس کی حمایت میں جنگ کرنے سے انکار کر دیا اس لئے ابن بیسن نے اپنے گھر کے باہر نقب لگا کر اپنی خواتین کو قاضی انصاف کے ہمراہ سلطان کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ رحم کھا کر اسے وہاں سے جانے کے لئے تین دن کی مہلت دیں چنانچہ سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

سامان کی منتقلی۔ ابن بیسن نے شہر کے باہر ایک خیمہ لگایا جہاں وہ اپنا سامان اور دولت کا ذخیرہ منتقل کرنے لگا لوگوں نے اس کی کوئی مدد نہیں کی لہذا سامان کی منتقلی کا کام مشکل ہو گیا اس لئے اس نے سلطان صلاح الدین سے اس بارے میں مدد مانگی چنانچہ سلطان نے ہر برداری کے جانور اور آدمی بھجوائے اسی طرح اس نے تین دن میں اپنا سامان منتقل کر لیا، جب یہ مدت گزر گئی تو اسے باقی سامان لے جانے سے منع کر دیا گیا۔

معائدہ کی پابندی: اسی طرح سلطان صلاح الدین نے عاشورہ محرم ۵۷۹ھ میں آمد کے شہر کو فتح کر لیا فتح کرنے کے بعد سلطان نے معاہدے مطابق یہ شہر حاکم کیف نور الدین کے حوالے کر دیا اس نے سلطان کو یہ اطلاع دی کہ اس شہر میں دولت کے بہت سے ذخیرے موجود ہیں جنہیں وہ اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں مگر سلطان نے لے جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میری یہ عادت نہیں ہے کہ میں اصل چیز دے دوں اور اس کی فروغ نہ دوں۔

جب نور الدین حاکم کیف شہر میں داخل ہوا تو اس نے سلطان صلاح الدین اور اس کے امراء کو جشن فتح میں بلوایا جو اس نے ان کے اعزاز میں منعقد کیا تھا، اس جشن میں اس نے ان سب کو شایان شان تحائف پیش کئے اس کے بعد سلطان وہاں سے واپس چلا گیا۔

تل خالد اور عنتاب کی فتح: جب سلطان صلاح الدین آمد کی فتح سے فارغ ہوا تو وہ حلب کے علاقوں میں داخل ہو گیا چنانچہ اس نے تل خالد کا محاصرہ کر کے اس کی فصیلوں پر تحقیقیں نصب کر دیں جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے انہیں پنہاں دیکر اسے، محرم ۵۷۹ھ میں فتح کر لیا۔

اس کے بعد اس نے عنتاب کا رخ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا وہاں کا حاکم ناصر الدین محمد تھا جو شیخ اسماعیل کا بھائی تھا وہ سلطان نور الدین عادل کا خزانچی اور اس کا دوست تھا اور اسی نے اسکو وہاں کا گورنر بنایا تھا۔

اس نے سلطان سے اپیل کی اسے اسکی اطاعت قبول ہے لہذا سلطان اسے حکومت پر بحال رکھے، چنانچہ سلطان نے صف لے کر اس کی یہ بات مان لی اور وہ سلطان کی خدمت میں رہنے لگا، اس موقع پر مسلمانوں کو بہت مال غنیمت حاصل ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کے واقعات: ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ مصر کے بحری بیڑے کا سمندر میں ایک صلیبی بیڑے سے مقابلہ ہو جس میں چھ سو صلیبی سپاہی سوار تھے اور ان کے ساتھ بہت مال بھی تھا یہ لوگ شام کے صلیبیوں کے پاس جا رہے تھے کہ مسلمان ان پر غالب آ گئے اور جو کچھ ان کے پاس تھا اس پر قبضہ کر لیا پھر وہ مصر صحیح سلامت آ گئے۔

باران رحمت کا نزول: دوسرا واقعہ خشکی جنگ کا ہے وہ یہ ہے کہ صلیبیوں کے ایک فوجی دستے نے دارون کے مقام پر حملہ کیا مسلمانوں نے یلہ کے مقام پر انہیں جالیا اور عیسیت تک ان کا تعاقب کیا اس دوران مسلمانوں کو سخت پیاس لگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بارش برسادی، جس کی وجہ سے وہ خوب سیراب ہو گئے اور پھر انہوں نے صلیبیوں سے جنگ لڑ کر انہیں شکست فاش دے کر ان کا صفایا کر دیا اس کے بعد وہ مطہر ہو گئے اور مسلمان بخیر و عافیت مصر واپس آ گئے۔

ملک صالح کی وفات: ملک صالح اسماعیل بن نور الدین صرف حلب کا حاکم رہ گیا تھا اس کے علاوہ شام کا کوئی علاقہ اس کے قبضہ میں نہ تھا اس نے اپنی زندگی میں حلب سلطان صلاح الدین سے بچائے رکھا وہ ۵۷۹ھ کے درمیان انتقال کر گئے اس نے اپنے چچا نور الدین حاکم موصل کو اپنی ولی عہد مقرر کیا تھا لہذا اس کی وفات کے بعد نور الدین اپنے نائب مجاہد الدین قاضی کو لے کر حلب پہنچا اور اسے اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں

شامل کر لیا۔

حکومتوں کا تبادلہ: اس کے بعد اس کے بھائی عماد الدین نے جو سنجار کا حاکم تھا حلب سے سنجار کی حکومت بدلنا چاہی چنانچہ عزالدین نے تبادلے کی تجویز منظور کر لی اس نے اپنے بھائی سے سنجار کا علاقہ حاصل کر لیا اس کے بعد وہ موصل واپس آ گیا پھر عماد الدین نے حلب کی طرف جا کر اس پر قبضہ کر لیا، ادھر سلطان صلاح الدین کو سلطنتوں کا یہ تبادلہ پسند نہیں آیا اسے اندیشہ ہوا کہ عماد الدین حلب پر قبضہ کرنے کے بعد شام کی طرف پیش قدمی کرے گا۔

حلب کا محاصرہ: اس وقت سلطان مصر میں تھا لہذا وہ فوراً شام پہنچا اور وہاں سے الجزیرہ گیا اور وہاں کے کئی علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے موصل کا محاصرہ کر لیا، اس کے بعد آمد کا محاصرہ کرنے کے بعد اسے بھی فتح کر لیا پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ حلب کے زیر کنٹرول علاقوں میں داخل ہو گیا اور اس نے تل خالد اور عنتاب کے علاقے فتح کر لئے پھر اس نے حلب کی طرف پیش قدمی کر کے ماہ محرم ۵۷۹ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا وہ چند دنوں تک میدان الخضیر میں حاضر رہا پھر وہ جبل جوشق کی طرف چلا گیا اور وہاں سے صبح و شام جنگ لڑتا رہا۔

حلب کی فتح: ادھر عزالدین کے لشکر نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا اور اسے یہ کہہ کر تنگ کرتے رہے کہ وہ حلب کا شیر صلیب اب دین کے حوالہ کر دیں گے لہذا اس نے اس مقصد کے لئے طومان الباروتی کو بھیجا جو صلاح الدین کا حمایتی تھا اس نے یہ شرائط پیش کیں کہ اسے سنجر، نصیبین، رقبہ اور خابور کے علاقے دے دیئے جائیں ان کے بدلے میں وہ حلب کی حکومت سے ہاتھ کھینچ لے گا چنانچہ ان شرائط پر حلف نامہ تیار ہو گیا پھر اسی سال ماہ صفر کی اٹھارہ تاریخ کو عزالدین ان شہروں کی طرف روانہ ہو گئے اور سلطان صلاح الدین حلب میں داخل ہو گیا سلطان نے عماد الدین کے سامنے یہ شرط بھی رکھی تھی کہ جب وہ واپس آئے تو وہ اس کے ساتھ اس کی فوج میں شامل رہے گا چنانچہ عماد الدین حکومت سے جب دست کش ہوا تو اس موقع پر جشن منایا گیا اس کے بعد عماد الدین اپنے نئے علاقوں کی طرف چلا گیا۔

تاج الملوک کی وفات:..... حلب کے محاصرہ کے موقع پر جو لوگ مارے گئے ان میں سلطان صلاح الدین کا چھوٹا بھائی بھی شامل تھا جس کا نام تاج الملوک نور الدین تھا وہ اس محاصرے میں زخمی ہو گیا تھا اور وہ ان زخموں کی وجہ سے صلح کے بعد اور سلطان کا شہر میں داخل ہونے سے پہلے انتقال کر گیا۔

قلعہ حارم کی تسخیر:..... حلب کے فتح کے بعد سلطان صلاح الدین نے قلعہ حارم کی جانب سے پیش قدمی کی وہاں کا حاکم سلطان نور الدین زنگی کا آزاد کردہ غلام طرحک تھا یہ قلعہ اب ملک صالح کے کنٹرول میں تھا سلطان نے اس کا محاصرہ کر لیا پھر فریقین میں قاصدوں کے ذریعے مذاکرات ہوئے مگر قلعہ کے حاکم نے صلح نہیں کی بلکہ اس نے صلیبیوں سے فوجی امداد مانگ لی، جب یہ بات اس کی فوج کو پتہ چلی تو انہوں نے اپنے حاکم پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا پھر انہوں نے سلطان صلاح الدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اس طرح سلطان کا اس قلعہ پر قبضہ ہو گیا اور اپنے ایک خاص آدمی کو اس کا گورنر بنادیا۔

نئے حکام کا تقرر:..... سلطان نے تل خالد کا علاقہ تل باشر کے حکمران باروتی کو دے دیا، قلعہ عزاز کو عماد الدین اسماعیل نے ویران کر دیا تھا اس کا گورنر سلطان نے سلیمان بن جبار کو بنادیا سلطان حلب میں اس وقت تک ٹھہرا رہا جب تک کہ سارے کام پورے نہیں ہو گئے پھر وہ سب علاقوں کے گورنر مقرر کر کے دمشق واپس چلا گیا۔

حلب کا نیا حکمران: جب صلاح الدین حلب کے معاملہ سے فارغ ہوا تو اس نے وہاں کا حکمران اپنے بیٹے الظاہر غازی کو بنادیا اس کی کمسنی کی وجہ سے سلطان نے امیر سیف الدین تادکج کو اس کا نگران بنادیا جو امراء اسد یہ میں سب سے معتمد شخص تھا

دوبارہ جہاد کی تیاری: جب سلطان دمشق پہنچا تو اس نے جہاد کی تیاری شروع کر دی اور شام اور الجزائر اور دیار بکر کی فوجوں کو اکٹھا کر کے صلیبی علاقوں کی طرف پیش قدمی کی، سلطان نے ۵۷۹ھ کے درمیانی عرصے میں دریائے اردن عبور کیا چنانچہ اسے دیکھ کر ان علاقوں کے لوگ بھاگ بھاگ کر اس

سے سلطان نے بیسان کی طرف پیش قدمی کی چنانچہ اسے ویران کر کے اسے جلادیا، اس کے بعد سلطان نے اس کے گرد و نواح پر حملہ کر دیا جہاں صلیبی فوجیں کھڑی تھیں مگر سلطان کو دیکھ کر انہوں نے جنگ سے گریز کیا اور پہاڑی پر چڑھ کر ان میں چھپ گئے اور چاروں طرف خندق کھود لی۔

صلیبی علاقوں کی تباہی: سلطان نے پانچ دن تک ان کا محاصرہ کیا اور آہستہ آہستہ انہیں نیچے اترنے پر تیار کرنا چاہا مگر وہ مقابلیے سے نہیں ہٹے۔ آخر کار سلطان وہاں سے لوٹ گیا اور اس کے گرد و نواح پر حملہ کر کے بہت سامان غنیمت حاصل کیا پھر وہ اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔

الکرک کا محاصرہ جب سلطان بیسان کی جنگ سے لوٹا تو اس نے کرک پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور لشکر لے کر روانہ ہو گیا سلطان نے اپنے بھائی ابوبکر الملک العادل بن ایوب کو جو مصر میں اس کا نائب تھا بلوایا تاکہ وہ کرک کے قریب آکر اس کے ساتھ شامل ہو جائے، سلطان نے اسے حلب اور اس کے قلعہ کی حکومت بھی پیش کی تھی جو اس نے منظور کر لی، سلطان نے اسے یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہ وہاں سے اپنے اہل و عیال اور مال و دوست بھی لے کر آئے چنانچہ وہ سلطان کے ساتھ الکرک کے مقام پر آکر شامل ہو گیا اسلامی لشکر نے چند دنوں تک اس کا محاصرہ کیا اور اس کے کچھ بیرونی علاقے فتح کر لئے تھے، انہوں نے شہر پناہ پر مجبوقین لگا دیں۔

مگر سلطان نے اس کے محاصرے کی مکمل تیاری نہیں کی تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ صلیبی افواج اس کا زبردست مقابلہ کریں گے چنانچہ اس نے بہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو اس کا محاصرہ ختم کر دیا۔

حکام کے تبادلے: سلطان صلاح الدین نے اپنے بھائی الملک العادل کی جگہ اپنے بھتیجے تقی الدین ابن شاہ کو مصر کا گورنر بنایا اور الملک العادل کو اپنے ساتھ دمشق لے گیا اور اسے حلب منبج اور ان سے متعلقہ علاقوں کا گورنر مقرر کیا اس نے اسی سال ماہ رمضان المبارک میں اسے حلب بھیج دیا تھا اور اپنے بیٹے الفارغازی کو حلب سے واپس بلا لیا۔

الکرک کا دوبارہ محاصرہ: ..... سلطان، ۵۸۰ھ کے ماہ ربیع الآخر میں کرک کے محاصرہ کے لئے دوبارہ روانہ ہوا اس سے پہلے اس نے فوجیں اکٹھی کر کے کیفا کے حکم نور الدین اور مصر کی افواج کو بھی بلوایا تھا اور الکرک کے محاصرے کی مکمل تیاریاں کر لی تھیں، اس نے اس کے بیرونی علاقے پر مجبوقین لگا کے اسے فتح کر لیا تھا اب قلعہ کے خندق کے پیچھے کا حصہ باقی رہ گیا تھا یہ خندق بیرونی علاقے اور قلعہ کے درمیان رکاوٹ تھی اس کی گہرائی ساٹھ گز تھی اس مقصد کے حصول کے لئے تیروں اور پتھروں سے مقابلہ ہوا قلعہ والوں نے اپنے بادشاہ سے مزید فوجی کمک مانگی اور اپنی حالت بیان کی بہذا صلیبیوں نے فوج اکٹھی کی اور پھر اس قلعہ کی طرف کوچ کیا۔

سلطان بھی ان سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور ایک سخت زمین پر پہنچ کر ان سے مقابلہ کا انتظار کرتا رہا مگر صلیبی افواج نے میدان جنگ میں نکلنے سے گریز کیا تو سلطان اپنی فوج لے کر چند فرسخ پیچھے ہٹ گیا اور صلیبی فوجیں الکرک کی طرف چلی گئیں۔

فرنگی بستیوں کی تباہی: پھر جب سلطان نے دیکھا کہ الکرک کا قلعہ مزید فوجی امداد کی وجہ سے زیادہ مضبوط ہو گیا ہے تو اس نے یہ محاصرہ بھی ختم کر دیا اور نابلس پر حملہ کر کے اسے ویران کر دیا اور وہاں آگ لگا دی اس کے بعد وہ سبطیہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار مبارک تھا، سلطان نے وہاں سے مسلمان قیدیوں کو آزاد کرایا پھر وہاں سے موضع جنین کی طرف روانہ ہوا اور اسے لوٹ کر ویران کر دیا۔

سلطان نے وہاں سے ہر طرف فوجی دستے بھیجے اور راستہ میں جہاں سے گذرا اسے تباہ کر دیا یوں اسلامی لشکر نے بہت سامان غنیمت بھی حاصل کیا پھر سلطان کامیابی کے ساتھ دمشق واپس پہنچ گیا۔

الجزیرہ کی طرف پیش قدمی: پھر سلطان صلاح الدین نے دمشق سے الجزیرہ کی طرف ماہ ذوالقعدہ ۵۸۰ھ میں پیش قدمی کی اور دریائے فرات عبور کر کے اس سے پہلے مظفر الدین کو کبریٰ، علی کو چک اسے بار بار تیار کرتے رہے کہ وہ موصل پر حملہ کر دے اس نے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ جب سلطان وہاں آئے گا تو وہ پچاس ہزار دینار اسے پیش کرے گا چنانچہ جب سلطان حران پہنچا تو اس نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا اس نے سلطان سے اسے

گرفتار کر لیا مگر اہل جزیرہ کو تکلیف پہنچنے کے اندیشے کی وجہ سے اسے رہا کر دیا اور انہیں حران اور روبا کا علاقہ بھی واپس دے دیا۔

موصل پر حملہ کی تیاری جب سلطان ماہ ربیع الاول میں روانہ ہوا تو اس کے لشکر میں کیفا کا حکمران نور الدین اور جزیرہ بن عمر کا حکمران معز الدین سنجر شاہ بھی شامل ہو گئے معز الدین سنجر شاہ نے مجاہد الدین کے زوال کے بعد اپنے چچا عز الدین حاکم موصل کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

خواتین کی درخواست: یہ سب حکام سلطان صلاح الدین کے ساتھ موصل پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے چنانچہ جب یہ شہر بلد پہنچے تو وہاں سلطان سے عز الدین کی والدہ اور اس کے چچا نور الدین کی بیٹی اور شامی خاندان کے دیگر افراد ملنے آئے انہوں نے سلطان سے صبح کرنے کی درخواست کی، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ سلطان ان خواتین کی درخواست نہیں ٹھکرائے گا بالخصوص سلطان نور الدین کی بیٹی کی بات ضرور مان لے گا۔

موصل والوں سے جنگ: سلطان صلاح الدین نے اس بارے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو فقیہ عیسیٰ اور علی بن احمد امشوط کے مشورہ سے خواتین کی درخواست نامنظور کر دی، اس کے بعد یہ لشکر موصل کی طرف روانہ ہوا اور اہل موصل سے انہوں نے جنگ شروع کر دی اہل موصل نے جان پر کھیل کر مقابلہ کیا کیونکہ وہ خواتین کی درخواست کو رد کر دینے پر بہت ناراض تھا اسلئے شہر فتح نہیں ہو سکا چنانچہ سلطان نے غصہ مشورہ دینے پر اپنے ہمراہیوں کو بہت برا بھلا کہا۔

جنگ میں ناکامی: اتنے میں اربل کا گورنر زین الدین یوسف اور اس کا بھائی مظفر الدین کو کبری پہنچ گئے سلطان نے ان دونوں کو مشرقی جانب متعین کیا اور علی بن احمد امشوط الہکاری کو الجزیرہ کے ایک قلعہ کی طرف اس کا محاصرہ کرنے بھیجا، ہکاریہ کو قوم اس کے خلاف اس وقت تک بڑتی رہیں جب تک کہ سلطان صلاح الدین ایوبی موصل سے واپس نہیں آ گیا، موصل کے حاکم عز الدین کو یہ اطلاع ملی کہ اس کا نائب زلقندار جو قلعہ کا گورنر ہے سلطان صلاح الدین سے رابطہ کر رہا ہے لہذا اس نے اسے اس سے رابطہ کرنے سے منع کیا۔

خلاط کے حاکم کی وفات: اس دوران سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ خلاط کا حکمران شاہرین انتقال کر گیا ہے لہذا سلطان نے یہ موقع غنیمت سمجھ کر وہ اس کے علاقوں کو فتح کر لے تاکہ آگے چل کر اس کی سلطنت کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہو، پھر اسے وہاں کے باشندوں کے خطوط بھی ملے جن میں اسے وہاں بلایا گیا تھا اس لئے وہ موصل چھوڑ کر اس طرف روانہ ہو گیا۔

اہل خلاط کی سیاسی چال: حقیقت یہ تھی کہ خلاط والوں نے اسے فریب دینے کے لئے بلوایا تھا کیونکہ اس زمانہ میں آذر بایجان کے حکمران شمس الدین بہلوان بن ایلد کرنے بھی اس علاقے کو فتح کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور اس نے بوڑھا ہونے کے باوجود اپنی بیٹی کا نکاح شہرین سے کر دیا تھا تاکہ اس کے رشتہ کے بہانے وہ خلاط پر قبضہ کر سکے لہذا جب وہ اس مقصد کے لئے روانہ ہوا تو انہوں نے سلطان صلاح الدین سے رابطہ کر لیا، ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ ایک دوسرے سے لڑا کر اپنے علاقے کا دفاع کر سکیں۔

اہل خلاط اور بہلوان: چنانچہ سلطان صلاح الدین خلاط کی طرف روانہ ہوا اس کے ہراول فوجی دستوں کی کمان ناصر الدین محمد بن شیر کوہ اور مظفر الدین وغیرہ کر رہے تھے جس زمانے میں ان لوگوں نے پیش قدمی کی تھی اسی زمانے میں آذر بایجان کا حکمران بھی وہاں پہنچا اور وہ خلاط کے قریب مقیم ہو گیا، خلاط والوں کے قاصدوں نے بیک وقت سلطان صلاح الدین اور بہلوان (حاکم آذر بایجان) دونوں سے بات چیت کی، آخر کار خلاط والوں نے بہلوان کی اطاعت قبول کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا۔

قطب الدین کی وفات: جب خلاط والوں نے بہلوان کے نام کا خطبہ پڑھوایا تو اس وقت صلاح الدین شہر میافارقین کے قریب تھا یہ شہر حاکم، ردین قطب الدین کے زیر کنٹرول تھا اس کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کے بعد اس کا ایک کم سن لڑکا رہ گیا تھا اسلئے اس نے اس کی حکومت خلاط کے حکمران شاہرین کے حوالہ کر دینے کی وصیت کی تھی اور اس نے وہاں اپنی فوج متعین کر دی تھی۔

میافارقین کا محاصرہ: چنانچہ جب شاہرین کا انتقال ہو گیا تو سلطان نے میافارقین پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا چنانچہ اس نے ۵۸۱ھ میں

کیم، ہمدی الاون کو اس شہر کا محاصرہ کر لیا، میافارقین کا سپہ سالار اسد الدین برنقش تھا اس نے شہر کا بڑے اچھے طریقے سے دفاع کیا، شہر میں قطب الدین (مرحوم حاکم) کی بیوہ اپنی بیٹیوں کے ساتھ رہتی تھی وہ حاکم کیفا نور الدین کی ہمشرہ تھی، سلطان صلاح الدین نے اس سے کہو یا کہ وہ برنقش شہر اس کے حوالے کر دینا چاہتا ہے اور میں تمہارے بھائی نور الدین کے حق کی اس لئے حمایت کر رہا ہوں کہ میں تمہاری بیٹیوں کا نکاح اپنے بیٹوں سے کروں گا اسی طرح شہر ہمارے قبضہ میں رہیگا۔

شہر پر قبضہ: ادھر برنقش کو کسی نے یہ اطلاع دی کہ قطب الدین کی بیوہ سلطان صلاح الدین کی حمایت کر رہی ہے، درہل خط نے بھی اس کے ساتھ رابطہ کیا ہے چونکہ خلاط والوں کی خط و کتابت کی خبر صحیح تھی اس لئے وہ گھبرا گیا اور اس نے جاگیر اور مال کی شرائط کے ساتھ شہر حوالہ کر دینے کا پیغام بھیج دیا اور پھر اس نے شہر سلطان کے حوالہ کر دیا، سلطان نے شہر پر قبضہ کر کے اپنے ایک بیٹے کا نکاح خاتون کی ایک بیٹی سے کر دیا اور اسے اس کی بیٹیوں کو قلعہ دھقناج میں ٹھہرایا۔

موصل کی طرف روانگی: پھر یہاں سے سلطان موصل کی طرف روانہ ہوا اور نصیمین سے گذرتا ہوا کفرارمان پہنچا اس نے پروگرام بنایا کہ وہ یہاں سردی کا موسم گزارے اور موصل کے تمام اضلاع کا ٹیکس وصول کر کے اسے استعمال کرے اور موصل کی ساری زمین مختلف لوگوں میں تقسیم کر دے۔

صلح کی شرط: ... مجاہد الدین صلح پر آمادہ ہو گیا اور ایلیچوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور یہ شرط رکھی گئی کہ عز الدین اسے شہر زور اور اس کا محققہ عداقہ، غرابلی کا عداقہ اور زاب کے پیچھے کی اضلاع اسے دیدے۔

صلح کی تکمیل: ... سلطان صلاح الدین اس دوران بیمار ہو گیا لہذا حران واپس آ گیا اور اس کے ایلچی یہ خبر لے کر آئے کہ اس کی شرائط منظور ہو گئی ہیں لہذا صلح ہو گئی اور حلف و وعدہ کے مطابق شہر حوالے کر دیئے گئے۔

ایوبی سلطنت کی تقسیم: ... سلطان صلاح الدین حران میں کافی عرصہ تک بیمار رہا اس کے پاس اسکا بھائی ملک عادل، حاکم حلب اور اس کا بیٹا الملک العزیز عثمان بن صلاح الدین موجود تھے، جب سلطان کی بیماری نے خطرناک صورت اختیار کر لی تو اس نے اپنی سلطنت اپنی اوراد کی درمیان تقسیم کر دی اور سرے ملک کا نگران اپنے بھائی ملک عادل کو بنایا، پھر سلطان ماہ محرم ۵۸۲ھ میں دمشق واپس چلا گیا۔

ناصر الدین کی وفات: جب سلطان حران میں تھا تو اس کا چچا زاد بھائی ناصر الدین محمود بن شیر کوہ بھی وہاں موجود تھا جس کی جاگیر میں حمص اور رجبہ کا علاقہ شامل تھا، وہ سلطان سے پہلے حمص واپس چلا گیا تھا چنانچہ جب وہ حلب پہنچا تو اس نے وہاں کے امراء کو اس بات پر تیار کر لیا کہ اگر سلطان صلاح الدین کا انتقال ہو جائے تو وہ اس کے بادشاہ بننے کی حمایت کریں اس کے بعد وہ حمص پہنچ گیا، اس نے اہل دمشق کو بھی اس قسم کا پیغام بھیجوا یا مگر قدرت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ سلطان صلاح الدین تو اپنی خطرناک بیماری سے شفا یاب ہو گیا اور ناصر الدین عید الاضحیٰ کی رات کو انتقال کر گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ اسے زہر دے کر خفیہ طور پر ہلاک کیا گیا اس کے بعد اس کا بارہ سالہ بیٹا شیر کوہ اس کے ماتحت عدوتوں کا حاکم اور چانشین مقرر ہوا۔

تقسیم سلطنت کی تفصیل: ... سلطان صلاح الدین کا ایک بیٹا الملک العزیز عثمان حلب میں اس کے بھائی ملک عادل کی نگرانی میں تھا اور اس کا بڑا بیٹا افضل علی مصر میں اس کے بھتیجے تقی الدین عمر بن شہنشاہ کی نگرانی میں تھا اسے سلطان نے اس وقت مصر بھیجا تھا کہ جب اس نے ملک عادل کو وہاں سے بلوایا تھا پھر جب سلطان حران میں بیمار ہوا تو اسے اس بات پر افسوس ہوا کہ اس نے اپنے کسی بیٹے کو کسی علاقے کا مستقل اور آزاد حکمران نہیں بنوایا اور اس کے بعض گہرے دوستوں نے بھی اسے اس طرف توجہ نہیں دلائی لہذا اس نے اپنے ایک بیٹے کو اپنے بھائی ملک عادل کی سرپرستی میں حسب کی طرح مصر کا حکمران بنا کر بھیجا پھر اس نے الجزیرہ کے علاقے میں سے حران، رہا اور میافارقین کا علاقہ ملک عادل کو دے دیا اور اپنے بیٹے عثمان کو مصر

کا خود مختار حکمران بنادیا۔

تقی الدین کی مخالفت۔ پھر اس نے اپنے بیٹے افضل اور اپنے بھتیجے تقی الدین کو بلوایا مگر تقی الدین سلطان کے پاس نہیں گیا اور اس نے یہ پروگرام بنالیا کہ وہ اپنے آزاد کردہ غلام قراقوش کے پاس مغرب (شمالی افریقہ) میں ان علاقوں کی طرف چلا جائے، کیونکہ اس نے طرابلس اور افریقہ کے علاقہ جرید پر قبضہ کر لیا تھا۔

شامی علاقوں پر تقرر۔ مگر جب سلطان صلاح الدین کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے نرمی اور خوش اخلاقی کے ذریعہ خط لکھ کر اسے بلوالیا جب وہ وہاں پہنچا تو سلطان نے حما، منج، معرہ، کفرطاب، جبل جوز اور اس کے پورے علاقے کی حکومت دیدی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب تقی الدین کو سلطان صلاح الدین کی بیماری اور اس کے انتقال کی غلط خبر پہنچی تو اس نے خود بادشاہ بننا چاہا، یہ خبر سلطان صلاح الدین کو مل گئی تھی لہذا اس نے فقیہ عیسیٰ البکاری کو وہاں بھیجا کیونکہ اس کا حکم سب مانتے تھے سلطان نے اسے یہ ہدایت دی تھی کہ وہ تقی الدین کو مصر سے نکال کر خود وہاں ٹہرے چنانچہ وہ اطماع دیے بغیر وہاں پہنچ گیا اور اس نے تقی الدین کو نکل جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ شہر کے باہر ہی رک گیا اس کے بعد اس نے شمالی افریقہ جانے کی تیاری کرنے لگا مگر سلطان نے خط لکھ کر اسے اپنے پاس بلالیا۔

صلیبی حکام کے حالات: ... طرابلس کے صلیبی حاکم ایمنڈ بن سخیل نے طبریہ کی صلیبی انگریز ملکہ سے نکاح کر لیا تھا اور اس کے پاس ہی رہ رہا تھا اس دوران شام کا صلیبی بادشاہ جو جذامی تھا انتقال کر گیا اس نے اپنے کم سن بھتیجے کو ولی عہد بنایا تھا اور طرابلس کا یہ صلیبی حاکم اس کا نگران بنا اور چونکہ وہ صلیبی حکمرانوں میں سے سب سے بڑا اور معمر تھا اس لئے وہ اس کی مملکت کا انتظام سنبھالتا رہا، اس کا مقصد یہ تھا کہ نگرانی کے پردے میں وہ اس کے علاقے پر قبضہ کر لے مگر اتفاق سے وہ کم سن حاکم مر گیا تو سلطنت اس کی باپ کی طرف منتقل ہو گئی اس طرح حاکم طرابلس کی آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔

صلیبی بادشاہ کی تاج پوشی: ... اس کے بعد اس صلیبی ملکہ نے مغرب سے آنے والے ایک صلیبی سے نکاح کر لیا اور ایک جشن میں اسے تاج پہنا کر اپنی حکومت سے دست بردار ہونے کا اعلان کیا، اس جشن تاج پوشی میں سارے بشارت، مذہبی پیشوا، راہبوں اور استہارہ، دادیہ اور بارویہ نامی فرقوں نے شرکت کی۔

صلیبی حکمرانوں کی بغاوت: ... اس کے بعد حاکم طرابلس سے یہ مطالبہ کیا گیا کیونکہ وہ جب کم سن بچہ کی کفالت کر رہا تھا کہ وہ اس زمانہ کے محصولات کا حساب پیش کریں اس پر وہ سخت غصہ ہوا چنانچہ اس نے کھلم کھلا بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کر دیا اس کے بعد اس نے سلطان صلاح الدین سے رابطہ کیا اور اس کے پاس چلا گیا سلطان نے اسے اپنے شہر میں جو اس کے ہم مذہب (عیسائی) افراد کا حاکم بنادیا اور اس کی حمایت کے لئے سلطنت نے ان عیسائی سرداروں کو بھی رہا کر دیا جو اس کے قید میں تھے اس اقدام سے وہ بہت خوش ہوا اور سلطان کا یہی اقدام صلیبی شہر دس کو فتح کرنے اور بیت المقدس کو ان سے واپس چھیننے کا ذریعہ بنا۔

صلیبی علاقوں پر حملے: سلطان صلاح الدین نے طبریہ کے سمت سے ساری صلیبی بستیوں میں اپنے فوجی دستے بھیجے چنانچہ انہوں نے ان علاقوں کو تباہ کر کے مال غنیمت حاصل کیا۔ یہ تمام واقعات ۵۸۲ھ میں پیش آئے۔

حاکم الکریک سے صلح: ان صلیبی حکام میں شہزادہ ارناط جو الکریک کا حکمران تھا سب سے زیادہ چال باز اور خطرناک شخص تھا سلطان نے اس پر زبردست حملہ کر کے اس شہر کا محاصرہ کر لیا چنانچہ وہ صلح کرنے پر مجبور ہوا، اس صلح کرنے کے بعد دونوں قوموں کے درمیان کے راستوں پر امن وامان قائم ہو گیا۔

صلیبی حاکم کی غداری: مگر اسی سال (مسلمان) تاجروں اور فوجیوں کا ایک قافلہ (اس کے علاقہ سے) گذرا تو اس صلیبی حاکم نے غداری کر کے انہیں گرفتار کر لیا اور ان کے پاس جو سامان تھا اسے لوٹ لیا سلطان صلاح الدین نے پیغام بھیج کر اس سے باز پرس کی مگر اس صلیبی حاکم نے غداری



پر صرکیہ اس پر سلطان نے عہد کر لیا کہ اگر وہ کامیاب ہو گیا تو وہ اسے قتل کر دیگا چنانچہ سلطان نے اس مقصد کے لئے موصل، جزیرہ، ربل، مند و شام اور اس الماع تک پہنچ گیا۔

جج کے قافلے کی حفاظت: اس دوران سلطان کو یہ خبر ملی کہ پرنس ارنات نے شام کے حاجیوں کے قافلے پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا ہے اس وقت سلطان کے ساتھ اس کا بھتیجا محمد بن لاجیل وغیرہ بھی شامل تھے لہذا سلطان نے کچھ فوج اپنے بیٹے افضل علی کی قیادت میں چھوڑی اور خود اس نے بصری کی طرف پیش قدمی کی چنانچہ جب پرنس ارنات نے سلطان کی فوج کی آمد کی خبر سنی تو وہ حملہ کرنے سے رک گیا یوں حاجیوں کا قافلہ صحیح سلامت وہاں سے گذر گیا۔

صلیبی علاقوں کی تباہی: اس کے بعد سلطان صلاح الدین الکربک کی طرف روانہ ہوا اور اپنے فوجی دستے الکربک کے علاقے در شوبک کے علاقے میں بھیجے چنانچہ انہوں نے وہ دونوں علاقے تباہ کر دیئے، پرنس ارنات الکربک میں قلعہ بند ہو گیا کیونکہ دیگر صلیبی افواج اس کی امداد کے لئے نہیں پہنچ سکیں کیونکہ یہ افواج سلطان کے بیٹے افضل کی افواج سے جنگ لڑ رہی تھیں اس دوران سلطان نے اپنے بیٹے افضل کو حکم دیا کہ وہ ایک فوجی مہم کا بھیجے تاکہ وہ اس کے گرد و نواح کے علاقے تباہ کر سکے۔

مسلمانوں کی عظیم فتح: چنانچہ افضل نے مظفر الدین کوکبری حاکم حران و رہا اور قائمان النجی اور داروم الباروقی کو بھیجا یہ لوگ وہ صفر کے آخر میں فوج کے ساتھ روانہ ہو گئے اور انہوں نے صبح سویرے صفوریہ پر حملہ کیا جہاں صلیبی جانثار رضا کار اور استباریہ گروپ کے فوجی دستے موجود تھے، یہ سب مسلمانوں کے مقابلہ پر آئے اور فریقین میں گھسان کی جنگ ہوئی، آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کی اور صلیبیوں کو شکست سے دوچار کر دیا اور اس جنگ میں ان کا امیر مارا گیا اور مسلمانوں کو بہت مال غنیمت حاصل ہوا اور وہ کامیاب ہو کر واپس آئے پھر مسلمانوں کی فوجیں صبریہ کے پاس سے گذریں وہاں صلیبی حکمران موجود تھا مگر اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی کیونکہ اس کے اور سلطان صلاح الدین کے درمیان معاہدہ تھا۔ چونکہ یہ عظیم فتح تھی اس لئے پورے ملک میں اس کی خوشخبری پہنچادی گئی۔

سلطان کی نئی مہم: جب صفوریہ کے مقام پر صلیبی فدائی فداویہ اور استباریہ کو شکست ہو گئی تو مسلمان مال غنیمت کے ساتھ صلیبی حکمران ایمنڈ کے پاس طبریہ کے قریب سے ہو کر گذرے، نمائندہ فتح کی خوشخبری لے کر سلطان کے پاس پہنچا جو کہ اپنی فوجی کمپ میں پہنچ ہوا تھا اور یکمپ س کے بیٹے کی کمان میں تھا سلطان قلعہ کرک کے پاس سے بھی گذرے اور اس نے ان صلیبی علاقوں پر جہاد کرنے کا پروگرام سوچ لیا تھا چنانچہ ان کا لشکر مقابے کے لئے تیار ہو گیا۔

ایمنڈ کی غداری: سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ صلیبی حکمران ایمنڈ نے اپنے مذہبی بھائیوں سے مل کر معاہدہ توڑ دیا ہے وجہ یہ تھی کہ تم عیسائی پادری اور راہب اس کی مسدود دوستی کی پالیسی کو ناپسند کرتے تھے، کہ مسلمان افواج عیسائیوں کی قیدی اور ان کا مال غنیمت لے کر اس کے شہر میں سے گذرے اور وہ ان سے مزاحمت نہ کرے حالانکہ انہوں نے ان کے فدائیوں اور استباریہ گروپ اور دیگر مذہبی رہنماؤں کو مار دیا تھا انہوں نے اسے یہ دھمکی بھی دی کہ وہ اس کے خلاف کفر کا فتویٰ بھی دے دیں گے لہذا ایمنڈ بہت شرمندہ ہوا اور اس نے اپنا فیصلہ تبدیل کر کے ان سے معافی مانگ لی۔ چنانچہ انہوں نے اسے معاف کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ان کافروں اور صلیب پرستوں کا پھر سے حمایتی بن گیا اور انہوں نے اس سے از سر نو صفحہ اٹھوا کر اسے اپنے ساتھ شامل کر لیا اور پھر وہ سب مل کر عکا سے صفوریہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جہاد کا پروگرام: جب یہ اطلاع سلطان صلاح الدین کو پہنچی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا، کچھ نے اسے اس وقت تک جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا جب تک کہ وہ کمزور نہ ہو جائیں، کچھ ساتھیوں نے جنگ لڑنے کا مشورہ دیا تاکہ وہ اس کے بعد عکا پہنچ کر الجزیرہ کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا بدلہ لے سکیں چنانچہ سلطان صلاح الدین نے جنگ کرنے کا مشورہ پسند کیا اور فوراً ان سے مقابلہ کرنے کی تیاری کر دی۔

طبریہ کی فتح: پھر سلطان ماہ رمضان المبارک کے آخر میں الاخوانہ سے روانہ ہوا وہ طبریہ کے پیچھے چلا رہا اور وہاں سے اس نے صلیبی لشکر کی

طرف پیش قدمی کی مگر اس وقت تک وہ اپنے خیموں سے باہر نہیں نکلے تھے، چنانچہ رات ہوئی تو سلطان نے اپنے لشکر کی ایک جماعت طبریہ بھیجی جس نے اسی رات طبریہ فتح کر کے اس کو آگ لگا دی اور وہاں کے مال غنیمت کو لوٹ لیا وہاں کے باشندے قلعہ بند ہو گئے جن کے ساتھ مکہ اور اس کے بچے بھی تھے۔

پیش قدمی۔ جب صلیبیوں کو یہ اطلاع ملی تو ان کا بادشاہ بہت پریشان ہوا چنانچہ ایمنڈ نے صلح کرنے کا سوچا مگر الکراک کے حاکم ارناط نے اس سے اختلاف کیا اور ایمنڈ پر سلطان صلاح الدین کی حمایت اور اس سے دوستی کا الزام لگایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صلیبی افواج نے مقابلہ کا عزم کر لیا اور وہ جنگ لڑنے کے لئے اپنے فوجی مرکز پہنچ گئے اور سلطان صلاح الدین بھی اپنے محاذ پر پہنچ گیا۔

صلیبی افواج سے جنگ:۔ جب دونوں فریق اپنے اپنے مورچوں میں پہنچ گئے تو صلیبیوں کے مرکز سے پانی کچھ دور ہو گیا جس کی وجہ سے وہ پیاسے مرنے لگے مگر اب پیچھے ہٹنے کا کوئی راستہ نہ تھا کیونکہ سلطان صلاح الدین ان سے پہلے ہی سوار ہو کر میدان میں پہنچ چکا تھا اور گھسبن کی جنگ شروع کر دی تھی سلطان صلاح الدین مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر ان کا حال معلوم کرتا رہتا تھا۔

ایمنڈ کا فرار:۔ آخر کار صلیبی حکمران نے تقی الدین عمر بن شاہ کے مورچے کی طرف زبردست حملہ کیا چنانچہ اس نے اور اس کی فوج نے نہایت بہادری سے ان کا مقابلہ کیا اور اس مورچے سے انہوں نے ایمنڈ کو بھگا دیا اور صلیبی افواج کی صفیں الٹ پلٹ ہو گئیں اور مسلمانوں نے مسلسل حملے کئے اور پھر اچانک زمین کی سوکھی گھاس پر کسی چنگاری سے آگ لگ گئی چنانچہ اس آگ کی لپیٹ بھی انہیں بہت تنگ کرتی رہی، پیاس کی وجہ سے صلیبیوں کی ایک بڑی تعداد مر گئی اور ان کی افرادی قوت کم ہوتی گئیں، مسلمانوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اس دوران وہ حطین کے قریب ایک ٹیلے پر چڑھ گئے تاکہ وہاں اپنے خیمے لگاسکیں مگر وہ صرف بادشاہ کا خیمہ ہی لگا سکے اس موقع پر مسلمانوں کی تلواریں ان کی زندگیوں کاٹ رہی تھیں حتیٰ کہ صلیبی فوج کا اکثر حصہ تباہ و فنا ہو گیا اور بادشاہ کے علاوہ ان کے منتخب اور چیدہ چیدہ سرداروں کی صرف ایک سو پچاس افراد کا گروپ ہی زندہ بچا۔

فرنگی سرداروں کی گرفتاری:۔ مسلمان لگاتار ان پر حملے کرتے رہے حتیٰ کہ ان صلیبی سرداروں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے مسلمانوں نے ان کے بادشاہ اور ان کے بھائی پرنس ارناط حاکم الکراک، حاکم حلی، ہنقری کے بیٹے صلیبی فدائیوں کے سردار اور ان کے رضا کاروں اور استہارہ کے ایک بڑے گروپ کو گرفتار کر لیا ۱۱۹۰ھ میں جب انہوں نے ان علاقوں پر قبضہ کیا تھا اس وقت سے اب تک انہیں ایسا زبردست نقصان نہیں پہنچا تھا۔

ارناط کا قتل:۔ پھر سلطان صلاح الدین اپنے خیمے میں بیٹھ گیا وہاں اس نے ان صلیبی قیدیوں کو بلوایا سلطان نے صلیبی بادشاہ کے شاہی منصب کا خیال رکھتے ہوئے اسے اپنے پاس بٹھایا اور اسے بہت ڈانٹا اس کے بعد وہ پرنس ارناط کی طرف مڑا اور اپنی منت اور قسم کی وجہ سے اس نے خود اپنے ہاتھ سے اسے قتل کر دیا، قتل سے پہلے سلطان نے اسے اس کی غداری یا بددلی اور اس کی اس بری حرکت کا ذکر بھی کیا جو اس نے حرمین اور حایوں پر حملہ کرنے کے سلسلے میں کی تھی۔

ایمنڈ کی ہلاکت:۔ سلطان نے باقی صلیبی سرداروں کو قید رکھا مگر طرابلس کا حکمران فرار ہو گیا تھا جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں وہ صدے کی وجہ سے چند دنوں کے بعد مر گیا تھا۔

قلعہ طبریہ کی فتح:۔ جب سلطان ان معاملات سے فارغ ہوا تو وہ طبریہ روانہ ہو گیا اور دوبارہ جنگ شروع کر دی، صلیبی مکہ نے سلطان سے پناہ مانگی تو سلطان نے اسے اور اس کی اوراد اور اس کے ساتھیوں کو جان کی امان دی اور ان کی مال و دولت کی حفاظت کا وعدہ بھی کیا چنانچہ جب وہ وہاں سے نکلی تو سلطان نے مزاحمت نہ کر کے اپنا وعدہ پورا کیا۔

صلیبی قیدیوں کا قتل:۔ سلطان نے صلیبی بادشاہ اور دوسرے قیدی سرداروں کو دمشق بھیج دیا جہاں وہ سب قید رہے پھر اس نے فداویہ اور استہارہ کے رضا کاروں کو جمع کر کے قتل کر دیا۔ مورخ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے ایک سال کے بعد جب میں اس جگہ سے گذر رہا تو مجھے دور

سے ان کی وہ بکریاں نظر آئیں جو سیلاب میں بہہ کر آئی تھیں اور درندے انہیں چبا چکے تھے۔

عکا کی فتح اور پہلا جمعہ: جب سلطان صلاح الدین طبریہ کی فتح سے فارغ ہوا تو اس نے عکا کی طرف پیش قدمی کر کے وہاں جنگ کی اس شہر میں جو صلیبی تھے انہوں نے فصیلوں کے اندر جا کر پناہ لی اس کے بعد انہوں نے پناہ مانگی تو سلطان نے انہیں جان کی امان دے کر انہیں وہاں سے جانے کا اختیار بھی دے دیا چنانچہ جتنا ساز و سامان اس کی سواریاں اٹھا سکیں وہ لے گئے۔ سلطان صلاح الدین اس شہر میں کیم جہ دی ادا ولی ۵۸۳ھ کو داخل ہوا، مسلمانوں نے شہر میں داخل ہو کر شہر کی پرانی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی، یہ پہلی جمعہ کی نماز تھی جو صلیبیوں کی سرحد شام پر قبضہ کرنے کے بعد پڑھی گئی۔

مال غنیمت کی تقسیم: سلطان نے عکا شہر اور وہاں فداویہ گروپ کی جو جاگیریں اور زمینیں تھیں وہ سب اپنے بیٹے افضل کو دے دیں، سلطان نے اکثر وہ سامان جو صلیبی نہیں لے جاسکتے تھے فقیہ عسلی الہکاری کو دے دیا اور جو باقی بچا اسے اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا اس کے بعد سلطان صدارت امین چند دن وہاں رکا رہا تا کہ وہاں کے حالات درست کر سکے پھر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

یافا کی فتح: جب سلطان صلاح الدین نے صلیبیوں کو شکست دے دی تو اس نے اپنے بھائی ملک عادل کو مصر سے بل کر حکم دیا کہ وہ مصر کی جانب سے براہ راست صلیبی علاقوں کی طرف پیش قدمی کرے، اس کے بعد سلطان نے مجدل پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور مال غنیمت حاصل کیا پھر وہ شہر یافا کی طرف روانہ ہوا اور اسے بزور شمشیر فتح کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا۔

نابلس، بعلبک و حیفاء کی فتح: جب سلطان عکا میں بیٹھا ہوا تھا تو اس نے کچھ فوجی دستے قیساریہ، حیفاء، اسطوریہ، بعلبک اور شقیف وغیرہ کی طرف روانہ کئے تھے یہ سارے علاقے عکا کے آس پاس واقع تھے انہوں نے انہیں فتح کر کے تباہ کر دیا اور بہت سارا مال غنیمت بھی حاصل کیا پھر سلطان نے حام عمر بن ارضعن کو لشکر دے کر نابلس بھیجا اس نے سبطیہ نامی شہر کو فتح کر لیا جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کا شہر تھا اور یہیں حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار بھی واقع ہے پھر وہ شہر نابلس کی طرف روانہ ہوا اور اسے بھی فتح کر لیا، وہاں جو صلیبی موجود تھے وہ قلعہ بند ہو گئے چنانچہ انہیں وہاں کے مال و دولت سمیت رہنے کی اجازت دے دی گئی۔

تنسین و صیدا کی فتح: ..... سلطان تقی الدین عمر بن شاہ شہنشاہ کو فوج دے کر تنسین کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ وہاں سے صلیبی غلہ کی رسد بند کر دے اور صور سے بھی اس رسد کو روک دے چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا چنانچہ وہاں کے لوگ اتنے تنگ ہوئے کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے پھر انہیں پناہ دے کر اس پر قبضہ کر لیا گیا۔

صیدا اور بیروت کی فتح: اس کے بعد وہ صیدا کی طرف روانہ ہو گیا راستے میں صرخد کا شہر آیا تو اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر سلطان اسی دن بیروت رو نہ ہوا اور شہر کی ایک جانب سے ان پر حملہ کر دیا شہر والے تو یہ سمجھے کہ مسلمان دوسری جانب سے شہر میں گھس گئے ہیں اس لئے وہ بہت پریشان ہو گئے۔ چونکہ وہاں دیہاتوں سے مختلف لوگ آ گئے تھے مگر وہ بھی ان کی پریشانی کم نہیں کر سکے۔ چنانچہ انہیں ہتھیار پھینکنے پڑ گئے، اور مسلمانوں نے آٹھ دن کے محاصرے کے بعد جمادی الثانی کے آخری دن بیروت پر قبضہ کر لیا۔

جبیل پر قبضہ: جبیل کا حکمران دمشق میں قید تھا اس نے اپنے نائب کو یہ ہدایت کی کہ وہ جبیل کا قلعہ سلطان کے حوالے کر دے تو سلطان اسے آزاد کر دیا چنانچہ بیروت کے محاصرے کے دوران اسے بلوایا گیا تو اس نے قلعہ سلطان کے حوالے کر کے جان چھڑا دی، وہ بڑے سمجھدار صلیبی سردار تھا۔ ادھر طرابلس کا حکمران جب حطین کی جنگ سے بچ کر بھاگ گیا تو صور کی طرف نکل گیا وہ صور کو پہچانا چاہتا تھا اس لئے مسلمانوں کو روکنے کی غرض سے وہیں رہنے لگا مگر جب سلطان نے تنسین، صیدا اور بیروت پر قبضہ کر لیا تو اسکی ہمت ٹوٹ گئی اور یہ اپنے شہر طرابلس چلا گیا، اس طرح صور اور صیدا، بغیر صلیبی محفظین کے رہ گئے۔

مارکونیس کی آمد۔ اس دوران ایک صلیبی تاجر جسے مارکونیس کہا جاتا تھا مغرب سے بڑا فوجی ساز و سامان لے کر عکا کی بندرگاہ پر اترا اسے شہر فتح ہو نے کی اطلاع نہیں ملی تھی، چنانچہ اس کے ہر اول دستے کے افسر نے معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے اطلاع دی کہ شہر پر سلطان صلاح الدین کا قبضہ ہو چکا ہے اور اسکا بیٹا افضل یہاں موجود ہے، اور یہ کہ صور اور عسقلان پر ابھی تک صلیبی قبضہ ہے مگر سمندری ہوا کے بند ہونے کی وجہ سے وہاں جہاز پہنچ نہیں سکتے۔ لہذا اس نے پناہ حاصل کرنے کوشش کی تا کہ وہ بندرگاہ میں داخل ہو سکے مگر ابھی یہ معاملہ طے ہی ہو رہا تھا کہ ہوا چل پڑی اور اسے صور سے نئی امیر افضل نے اسکا تعاقب کروایا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

صور پر مارکونیس کی حکومت:۔ اوہر مارکونیس صور کی بندرگاہ پر پہنچ گیا تو اس نے دیکھا کہ صلیبی قلعوں کے بھگوڑے اور مختلف لوگ صور میں پناہ سے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسے حکومت سنبھالنے کی دعوت دی چنانچہ اس شہر کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کر کے شہر والوں سے اس بات پر صفا لیا کہ یہ شہر اس کے کنٹرول میں رہے گا اور کوئی دوسرا شخص اس میں مداخلت نہیں کریگا۔ ایسی صورت ہوگی تو وہ شہر پر کثیر رقم خرچ کرنے کو تیار رہے۔ اس کے بعد اس نے شہر کا نظام درست کیا اور قلعہ بندی کے لئے مناسب انتظامات کئے، خندقیں کھودیں اور فصیلیں درست کرائیں۔ چنانچہ وہ شہر کا بد شرکت غیرے حکمران بن گیا۔

عسقلان کا محاصرہ اور جنگ: سلطان صلاح الدین بیروت، جبیل اور اس سے متصل قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد عسقلان اور بیت المقدس کی جانب متوجہ ہوا عسقلان کا شہر شام اور مصر کو جدا کرتا تھا اس لئے وہ بیروت سے سیدھا عسقلان روانہ ہوا جہاں اسے اپنا بھائی عادل بھی مل گیا جو کہ مصر سے ایک بڑا لشکر لے کر آیا ہوا تھا لہذا سلطان نے جمادی الاخریٰ کے شروع میں شہر کا محاصرہ کر کے جنگ شروع کر دی۔

پھر سلطان نے دمشق میں قید صلیبی حکمران اور اس کے علمبردار کو دمشق سے بلوا کر حکم دیا کہ وہ صلیبیوں کو حکم دیں کہ وہ شہر سلطان کے حوالے نہ کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے شہریوں کو حکم دیا مگر انہوں نے تعمیل سے انکار کر دیا۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین نے ایک زبردست جنگ لڑی اور ان کی فصیوں پر بمبھقوں سے حملہ کیا۔ اوہر صلیبی حکمران شہر والوں سے مسلسل رابطے میں تھا کہ وہ شہر سلطان کے حوالے کر دیں تا کہ وہ رہا ہو کر مسلمانوں سے انتقام لے سکے مگر شہر والوں نے اس کا مشورہ نہیں مانا۔

عسقلان پر قبضہ:..... جب محاصرہ بہت سخت ہو گیا اور شہر والے تنگ آ گئے تو انہوں نے اپنی شرائط کے مطابق سلطان کے سامنے ہتھیار ڈا دیئے، سلطان صلاح الدین نے ان کی ساری شرائط مان لیں۔ اور چودہ دن کے محاصرے کے بعد اسی سال کے درمیان شہر پر قبضہ کر لیا، اور شہر والے اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کے ساتھ بیت المقدس چلے گئے۔

سلطان نے اس کے بعد اپنے فوجی دستے آس پاس کے علاقوں میں بھیجے، چنانچہ ان فوجوں نے رملہ، داروم غزہ، مدین الجلیل، بیت المقدس اور نظروں کے علاقے فتح کر لئے اور ہر اس علاقے پر قبضہ کیا جو خداویہ (صلیبی فداویوں) کے زیر کنٹرول تھا۔

سلطان صلاح الدین نے عسقلان کے محاصرے کے دوران مصر سے بحری بیڑہ منگوایا تھا جسے حسام الدین لؤیٰ حاجب لے کر پہنچا، چنانچہ اس نے بیڑے کے ذریعے عسقلان کی بندرگاہ اور القدس پر حملے کئے اور وہاں کی مضافات سے جو حاصل ہوا وہ مال غنیمت کے طور پر کام آیا۔

بیت المقدس پر صلاح الدین کا حملہ:۔ پھر جب سلطان صلاح الدین عسقلان اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر قبضہ کر کے فارغ ہوا تو اس نے بیت المقدس کا رخ کر لیا۔ اس وقت بیت المقدس میں عیسائیوں کا بطرک اعظم (پوپ) رملہ کا حکمران بالہان بن نیزان اور بادشاہ کی ایک عزیزہ شہزادی رہیہ موجود تھیں ان کے علاوہ وہ صلیبی سردار اور کمانڈر جو حطین کی جنگ اور مقبوضہ علاقوں سے جان بچا کر نکل گئے تھے، وہ بھی موجود تھے یہ سب لوگ اپنے مذہب کی خاطر جان تک لڑانے کا عزم کئے بیٹھے تھے انہوں نے جنگی تیاری کر لی تھی اور شہر پر بمبھقیں نصب کرادی تھیں۔

حملہ کا آغاز: سب سے پہلے ایک مسلمان کمانڈر اپنے دستے کو لے کر آگے بڑھا مگر صلیبیوں نے اسے گھیر کر اس کے ہاتھوں سمیت شہید کر دیا۔

مسلمانوں کو اس کی شہادت کا بڑا رنج ہوا۔ چنانچہ پندرہ رجب کو وہ بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھے مگر شہر کی محاذ فذول نہ ہو سکے۔ اس دوران صلاح الدین نے پانچ روز تک شہر کی چاروں اطراف کا فوجی نظر سے مطالعہ کیا اور پھر فیصلہ کن جنگ لڑنے کے لئے شان سمت میں محاذ بنایا۔ یہ جگہ باب العمود اور صیہون نامی کنیہ کے نزدیک تھی، سلطان فوج کے ساتھ اسی جگہ آگیا اور وہاں کی فصیلوں پر بمبھیس لگا کر جنگ کا آغاز دیا۔ چنانچہ ایک عظیم جنگ شروع ہو گئی اور روزانہ ایک بڑی تعداد اپنی جانیں دینے لگیں۔

**صلیبی فوج کی پسپائی:** گھمسان کی اس جنگ میں بنو بدران کا ایک بڑا سردار عز الدین عیسیٰ بن مالک بھی شہید ہو تھا جو کہ قلعہ جبر کے حکمران کا بیٹا تھا، مسلمانوں کو اس کی شہادت پر بڑا افسوس ہوا۔ لہذا دشمن پر سختی کے ساتھ حملہ آور ہوئے اور زبردست جنگ کے بعد ان کے پاؤں کھڑے ہوئے اور دشمن بھاگ کر شہر میں محصور ہو گیا، مسلمانوں نے ان کی خندقیں قبضہ کر لیں اور ان کی فصیل پر نقب لگا دی جس سے صیبی فوج کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے صلاح الدین سے جان کی امان مانگ لی مگر صلاح الدین نے جواب دیا کہ اگلے ۴۰ روز میں جس طرح صیبی توار کے زور پر سے فوج بنے تھے میں بھی اسی طرح بیت المقدس کو فتح کرونگا۔

**صلح کا صلیبی پیغام:** پھر رملہ کا صلیبی حکمران شہر کے دروازے سے باہر آیا اور سلطان کے پاس پہنچ کر اس سے جان کی امان کے بارے میں سلطان سے براہ راست بات چیت کی اور رحم کی درخواست کی مگر سلطان نے شہر کو تلواریں ڈالنے سے منع کرنے پر اصرار کیا اس پر صیبی حکمران نے دھمکی دی کہ ”ہم اپنے بیوی بچے قتل کر کے تم سے آخری دم تک لڑیں گے اور ان پانچ ہزار مسلمان قیدیوں کو بھی مار دیں گے جو ہمارے قبضے میں ہیں اور اس کے ساتھ ہی تمام مال مویشی اور دوسرے جانور بھی ختم کر دیں گے اس دھمکی کے بعد سلطان صلاح الدین اپنے احباب کے ساتھ مشورہ کرنے پر مجبور ہو گیا۔

**صلح کی شرائط:** چنانچہ اس کے سب ساتھیوں نے اتفاق رائے سے انہیں جان کی امان دینے کا مشورہ دیا چنانچہ حسب ذیل شرائط پر صلح ہو گئی۔ (۱) صلیبیوں کا ہر مرد دس اور عورت پانچ اور بچہ دو دینا ادا کریگا۔ (۲) یہ ادائیگی چالیس دن میں ہو جانی چاہیے ورنہ گرفتار کر لیا جائیگا۔ چنانچہ شرائط کے مطابق ہی عمل ہوا اور رملہ کے حکمران نے غریب صلیبیوں کی جانب سے تیس ہزار دینار ادا کئے۔

**بیت المقدس کی فتح:** اس کے بعد ۲۹ رجب ۵۹۳ھ میں جمعہ کے دن صلاح الدین ایوبی فاتح بن کر بیت المقدس میں داخل ہوا اور شہر کی فصیلوں پر اسلامی جھنڈا لہرایا گیا، میدان مسلمانوں کے لئے بڑا یادگار دن تھا۔

بیت المقدس کے دروازے پر ایک خزانچی فدیہ وصول کرنے کے لئے مقرر تھا۔ مگر وصولی میں عیسائیوں سے زیادہ سختی نہیں کی گئی اس سے بہت سے لوگ فدیہ ادا کئے بغیر ہی چلے گئے پھر آخر میں سولہ ہزار صلیبی ایسے رہ گئے جو رقم ادا نہیں کر سکتے تھے لہذا انہیں گرفتار کر کے قید کر دیا گیا۔

**صلیبیوں کی تعداد:** بعد میں تحقیق سے یہ پتہ چلا کہ خواتین اور بچوں کے علاوہ مختلف علاقوں سے آئے ہوئے وہاں ساٹھ ہزار صیبی جنگجو (فتح کے دن) موجود تھے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ رملہ کے حکمران بلبان نے اٹھارہ ہزار آدمیوں کا فدیہ ادا کیا تھا سولہ ہزار ادا نہ کر سکے تو قید ہوئے۔ در بہت سے امراء نے ایک بڑی تعداد کو مسلمانوں کے بھیس میں وہاں سے بھگا دیا (اور وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے فدیہ ادا کیا اس طرح یہ تعداد تقریباً صحیح ہے)۔

**صلاح الدین ایوبی کی رحمدلی:** سلطان صلاح الدین نے رحم کھاتے ہوئے رومی شاہی خاندان کی راہبہ بنی ہوئی خاتون کو رہا کر دیا اور انہیں اپنے نوکروں اور خدام کے ساتھ مال و دولت سمیت جانے دیا۔ اسی طرح صلیبی ملکہ کو جس کی وجہ سے اس کے شوہر کو گرفتار کر کے نابھ میں قید کیا تھا، رہا کر کے سامان سمیت جانے کی اجازت دیدی اور کوئی ٹیکس بھی وصول نہیں کیا۔

بھرک اعظم (پوپ) بھی اپنے مال و دولت سمیت وہاں سے چلا گیا۔ پرنس ارنالڈ جو جنگ حطین کے موقع پر مارا گیا تھا اس کی بیوہ اپنے بیٹے کو معافی دے دے کی چنانچہ سلطان نے اسے الکرک بھیجا تا کہ وہ صلیبیوں کو اجازت دے کہ وہ قلعہ مسلمانوں کے سپرد کر دیں۔

صلیبی اعظم اور شعار مقدسہ: پھر ایک ہرے گنبد پر سونے کی صلیب اعظم لگی ہوئی تھی مسلمانوں کے ایک گروپ نے اسے چڑھ کر اتار دیا اس موقع پر فضاء غرہ تکبیر سے گونج رہی تھی۔ پھر جب بیت المقدس دشمن سے خالی ہو گیا تو صلاح الدین نے حکم دیا کہ اس کے مسمم مقدس شعار وغیرہ دوبارہ اصلی حالت پر لائے جائیں جنہیں ناپاک صلیبیوں نے تبدیل کر دیا تھا لہذا انہیں درست کر دیا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ بیت المقدس کی مسجد (مسجد اقصیٰ) اور قبۃ صخرہ کو بھی پاک و صاف کیا جائے چنانچہ وہاں صفائی کرا کے اسے پاک و صاف کر دیا گیا۔

قبۃ الصخرہ میں جمعہ کا خطاب:۔ مسلمانوں نے دوسرا جمعہ قبۃ الصخرہ میں ادا کیا، خطبہ جمعہ دمشق کے قاضی محی الدین بن زنگی نے سہان کے حکم پر دیا۔ انہوں نے خطبے میں اس وقت کے موجودہ حالات اور عظمت اسلام کو اس انداز سے بیان کیا کہ مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس خطبے کو مختلف مؤرخین نے نقل کیا ہے۔

صلاح الدین ایوبی امام مسجد: اس کے بعد صلاح الدین ایوبی مسجد اقصیٰ میں پانچوں نمازیں اور جمعہ خود پڑھا تا رہا۔ پھر اس نے یہاں منبر بنانے کا حکم دیا لوگوں نے بتایا کہ حلب میں سلطان نور الدین کے لئے ایک عمدہ منبر بنایا گیا تھا۔ لہذا اس کے حکم سے وہ منبر مسجد اقصیٰ میں نصب کر دیا گیا۔ پھر اس نے مسجد اقصیٰ کو آباد کرنے اور مناسب تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

قبۃ صخرہ کا سنگ مرمر: اس نے حکم دیا کہ قبۃ صخرہ کے اندر جو سنگ مرمر ہے اسے اکھاڑ دیا جائے۔ اس سے پہلے عیسائی پادریوں نے صخرہ کا پتھر چوری کر کے بیچنا شروع کر دیا تھا اور اسے وہ تراش کر سونے کے بھاؤ فروخت کرتے اور انگریز اس کے متبرک ہونے کے طور پر اس میں بڑھ چڑھ کر بھاؤ تاؤ کر کے اپنے گرجوں میں رکھنے لگے اس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہیں یہ چٹان ہی ختم نہ ہو جائے اس لئے اس پر سنگ مرمر بچھا دیا گیا تھا۔ (مگر مسلمانوں سے اس کا اندیشہ نہ تھا) اس لئے سلطان نے اسے اکھاڑا دیا۔

پھر قرآن مجید کے بے شمار نسخے وہاں آگئے اور تنخواہ پر قاریوں کا تقرر ہوا، سلطان نے وہاں خانقاہیں اور مدارس بھی تعمیر کروائے جو اس کا بہترین کارنامہ تھا۔ انگریز جب وہاں سے نکلے تو انہوں نے اپنی جائیدادیں ستے دامنوں فروخت کر دیں جو کہ وہاں کے مقامی عیسائیوں نے خرید میں پھر سلطان نے ان مقامی عیسائیوں پر جزیہ مقرر کر دیا۔

صلیبیوں سے صور پر جنگ: بیت المقدس کی فتح کے بعد ماہ شعبان کے آخر تک سلطان وہیں پر رہا، ادھر صور میں صلیبی بڑی تعداد میں جمع ہو چکے تھے اس لئے سلطان وہاں سے روانہ ہو کر عکا پہنچ گیا۔ ادھر مارکوئیس نامی حاکم نے بہت تیاری کی ہوئی تھی گہری خندقیں کھودیں فصیلیں درست کرائیں۔ شہر کے تین اطراف میں سمندر تھا۔ لہذا اس نے دائیں حصے کو بائیں حصے سے ملا کر جزیرہ نما بنا دیا۔

سلطان ۲۱ رمضان کو وہاں پہنچا اور اپنا مورچہ و محاذ ایک بلند ٹیلہ پر قائم کیا جہاں سے وہ جنگ کی نگرانی کر سکے اس نے جنگ کے لئے ہاریں مقرر کیں اور اپنے بیٹے افضل، ظاہر اور بھائی ملک عادل اور بھتیجے تقی الدین کو کمانڈر مقرر کیا تاکہ یہ باری باری جنگ کی قیادت کر سکیں۔

بحری جنگ کا آغاز: سلطان نے صور کی فصیلوں پر بمبھیں لگا دیں تھیں۔ صلیبی افواج آگ کا حملہ کرنے والی اور جنگی کشتیوں میں بیٹھ کر مسلمانوں پر پیچھے سے سمندری راستے سے حملہ کرتے اس طرح وہ مسلمانوں کو شہر کی فصیل کے پاس جانے سے روکتے رہے مگر سلطان نے عکا سے مصری بیڑہ منگوا کر ان کا مقابلہ کیا اور یوں فصیل کے قریب بھی پہنچ گیا اور دونوں راستوں سے انگریز صلیبیوں کا محاصرہ کر دیا۔ مگر صلیبی مسلمانوں کے پانچ جہازوں پر حملہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور باقی بچنے والوں کو سلطان نے طاقت کی کمی کی بناء پر بیروت واپس بھیج دیا۔ انگریز ان کے عقب میں گئے تو وہ لوگ ساحل پر کود گئے اور بحری بیڑہ خالی ہو گیا جسے سلطان نے اپنے پاس منگوا کر تڑوا دیا۔

فتح میں مشکلات: سلطان نے شہر کا تختی سے محاصرہ کیا مگر فتح نہ کر سکا کیونکہ وہاں عکا، عسقلان اور بیت المقدس کے سرے بھڑوڑے جمع تھے وہاں حکمران خوب اپنا مال و دولت خرچ کر رہے تھے۔ اور دروازے سے صلیبی کمک بھی منگوا لی تھی جس کا انتظار تھا۔



چنانچہ جب سلطان نے محسوس کیا کہ یہ شہر فتح نہیں ہو سکے گا تو اس نے وہاں سے روانگی کے بارے میں مشورہ کیا مگر ساتھی جنگ سے گریزاں تھے اس نے سلطان وہاں سے شوال کے آخر میں عکار روانہ ہو گیا فوجوں کو اپنے وطن جا کر بہار کے موسم تک آرام کرنے کی اجازت دیدی چنانچہ مشرق، شام و مصر کی افواہ چلی گئیں، سلطان اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ عکا میں ٹھہر گیا اور وہاں کا حکمران فردیک کو بنادیا۔

صور پر قبضہ: جس وقت سلطان نے عسقلان کا محاصرہ کیا ہوا تھا اس وقت اس نے صور کے محاصرے کے لئے فوج بھیجی تھی جس نے ان کا بہت سخت محاصرہ کر کے ان کی رسد بند کر دی تھی اس لئے انہوں نے سلطان صلاح الدین کو امان دینے کا پیغام بھجوایا وہ اس وقت عسقلان کے محاصرہ میں تھا چنانچہ سلطان نے امان دے کر شہر پر قبضہ کر لیا۔

کوکب اور صفد کا محاصرہ: جب سلطان نے عسقلان کی طرف پیش قدمی کی تھی تو اس وقت قلعہ کوکب اور صفد کے محاصرہ کے لئے ایک ایک دستہ فوج بھیجی جنہوں نے ان کا محاصرہ کر لیا، محاصرہ کا مقصد یہ تھا کہ راہ گیروں اور قاتلوں کو انگریزوں کے حملوں سے محفوظ کیا جاسکے۔ قلعہ صفد فدویہ فرقہ کے سنٹرول میں طبریہ کے قریب واقع تھا اور کوکب اردن کے نزدیک تھا، وہ صلیبی جو جنگ عظیم سے بچ نکلے تھے وہ یہاں مقیم تھے بہرحال سلطان کے لشکروں کی روانگی سے یہاں کے راستے پر امن ہو گئے اور علاقے فساد سے خالی ہو گئے۔

صلیبیوں کا اچانک حملہ: ... ماہ شوال کے آخری رات کو یہ واقعہ ہوا کہ وہ فوج جو قلعہ کوکب کا محاصرہ کرنے پر مقرر تھی وہ سردی کی سخت رات میں غافل ہو کر سو گئی چنانچہ صلیبیوں نے قلعہ سے اچانک نکل کر حملہ کر دیا اور ان کے ہتھیار اور خوراک لوٹ، سمیٹ کر قلعہ میں گھس گئے۔ جب صلاح الدین کو اس کا پتہ چلا تو وہ اس وقت صور سے روانہ ہونے والا تھا مگر اس نے اس اطلاع کے بعد قلعہ پر حملہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا اور امیر قنمان نجی کے کمان میں اپنا لشکر صور پر چھوڑا اور خود عکار روانہ ہو گیا چنانچہ جب سردی کا موسم گزر گیا تو وہ عکا سے محرم ۵۸۴ھ کو قلعہ کوکب کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے فتح نہیں کر سکا۔

صلاح الدین کی دمشق واپسی: اس وقت انگریزوں کے ساحلی علاقوں میں عکا سے جنوب تک قلعہ کوکب قلعہ صفد و کرک کے ساتھ سیبی کنٹرول میں کوئی اور قلعہ باقی نہیں رہا تھا، چنانچہ جب یہ قلعہ فتح نہیں ہو سکا تو اس نے محاصرہ کرنے والا لشکر قنمان نجی کی کمان میں دیدیا، اور خود بیع الاول میں دمشق روانہ ہو گیا۔ چنانچہ دمشق میں اس سے بیچ ارسلان اور قزل ارسلان کے سفیر آکر ملے اور اسے فتوحات پر مبارک باد دی اس کے آنے سے دمشق کے لوگ بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد اس نے جہاد کی تیاری شروع کر دی اور ان کا ارادہ ساحلی علاقوں اور انطاکیہ وغیرہ کا تھا۔

جہاد پر روانگی: ۵۸۴ھ کے موسم بہار میں صلاح الدین بیحد دمشق سے چلا اور حمص میں ٹھہرا، اور وہاں سے الجزائرہ اور اطراف کے حکمرانوں کو جہاد کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ سب وہاں پہنچ گئے۔ چنانچہ صلاح الدین بیحد حصن الاکراد روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔

اس کے بعد وہ خود انطاکیہ کے نزدیکی قلعوں پر حملہ کرنے گیا اور طرابلس تک ان کے علاقوں پر حملہ کرتا رہا چنانچہ یہ پڑاؤ پر واپس آیا تو مال غنیمت سے زمین بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ کچھ اور دن حصن الاکراد میں ٹھہرا رہا۔

منصور بن نبیل کی آمد: ... اسی قیام کے دوران جبلہ کا حکمران منصور بن نبیل اس کے پاس وفد لے کر آیا، اسے انطاکیہ کے صیبی حاکم نے فتح کے بعد مقرر کیا تھا یہ وہاں کے مسلمانوں کا حکمران تھا اور صلیبی بادشاہ اسمند کی جانب سے اس کے انتظامی امور انجام دیتا تھا۔ اب صلاح الدین کو عروج حاصل ہو گیا تھا اور اسلام کا بول بالا ہو رہا تھا اس لئے وہاں کے خفیہ راز اسے بتانے کیلئے آیا اور لاذقیہ کے بھی فوجی خفیہ راستے بتا دیئے اور اس پر زور دیا کہ وہ ان دونوں علاقوں پر قبضہ کر لے۔

قلعہ طرطوس کی فتح: سلطان پہلی جمادی الاولیٰ کو وہاں سے روانہ ہو کر طرطوس پہنچا اور وہاں کے انگریزوں نے شبہ خد کر کے دو مضبوط قلعوں میں پناہ لے رکھی تھی۔ چنانچہ سلطان نے شہر کو تباہ کر دیا۔ ان دونوں قلعوں میں ایک فدویہ گروپ کا قلعہ بھی تھا۔ وہاں ان کا افسر وہ شخص تھا جسے سلطان

نے ایک جنگ میں گرفتار کر کے بیت المقدس کی فتح کے وقت رہا کر دیا تھا اور دوسرے قلعہ والوں نے پناہ مانگ لی تو سلطان نے یہودیہ کے قلعہ والوں کو دیا اور اسے ڈھا کر اس کے پتھر سمندر میں پھینکوا دیئے۔ مگر قلعہ فداویہ (جبلہ) والوں نے مقابلہ کیا۔

جبلہ کی فتح۔ چنانچہ سلطان نے دوسرے قلعے (اہل استباریہ کے قلعے) کے ایک بلند مینار پر چڑھ کر معائنہ کیا، دیکھا کہ ایک پہاڑی راستہ وہاں سے جبلہ جاتا ہے اور وہ راستے سے دائیں طرف ہٹ کر تھا اور سمندر بائیں طرف تھا یہ بہت تنگ درہ تھا جس میں سے صرف ایک ایک آدمی ایک وقت میں گزر سکتا تھا۔

ادھر سسی کے صلیبی حکمران نے ساٹھ حصے میں شامی صلیبیوں کی امداد کے لئے بحری بیڑہ بھیجا، وہ طرابلس میں ٹنگر انداز ہوا پھر جب انہوں نے صلاح الدین کے حصوں کا حال سنا تو وہ مغرب کی طرف چل دیئے اور بحری بیڑے کے سپاہی کشتیوں کے اگلے حصے پر کھڑے ہو کر تیر چھاتے، لہذا سلطان صلاح الدین نے اس راستے کی سمندری جانب ڈھالوں کی ایک فصیل بنالی اور اس کے پیچھے تیر چلانے والے کھڑے کر دیئے حتیٰ کہ اس کا لشکر اس تنگ درے میں سے گزر کر جبلہ کی جانب پہنچ گیا اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں قلعہ میں داخل ہو کر جبلہ فتح کر لی، سلطان سے پہلے قاضی وہاں پہنچ گیا تھا۔ مسلمانوں نے اس کی فصیلوں پر اسلامی جھنڈے لہرا دیئے اور اس کی محافظ فوج کو قلعہ کی جانب جلا وطن کر دیا، قاضی نے جبلہ والوں کو جان کی امان دیدی مگر ایک گروپ برغمال کے طور پر رکھ لیا تاکہ انطاکیہ میں موجود مسلمان قیدیوں سے ان کا تبادلہ کیا جاسکے۔

جبلہ میں حاکم کا تقرر:۔ پھر اس شہر کے امیر اور سرداران کی اطاعت کے اظہار کے لئے سلطان صلاح الدین کے پاس آئے۔ اس وقت سلطان جبلہ اور حماہ کے درمیان ایک پہاڑ پر ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ ان کے لئے یہ راستہ بڑا مشکل تھا اس لئے سلطان نے فوراً وہ راستہ کشادہ کر دیا پھر اس نے شیر کے حکمران سابق الدین عثمان بن الدایہ کو جبلہ کا حکمران بنایا اور وہاں سے لازقیہ کی جانب چل پڑا۔

لازقیہ کی فتح:۔ جب سلطان کو جبلہ کے معاملہ سے فراغت ملی تو اس نے لازقیہ کی جانب پیش قدمی کی اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں وہاں پہنچا، اس شہر کے محافظ صلیبی افواج وہاں ایک اونچے پہاڑ کے دو قلعوں میں محصور ہو گئیں، چنانچہ مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کر کے قلعوں کا محاصرہ کر دیا، مسلمان فصیلوں کو ٹھنی طرف سے کھودنے لگے جس سے صلیبی فوج کو اپنی بربادی صاف نظر آنے لگی، ایسے میں انہیں قاضی جبلہ نے ہتھیار ڈالنے کو کہا تو انہوں نے جان کی امان مانگی چنانچہ دیدی گئی اور دونوں قلعوں پر اسلامی جھنڈے لہرا دیئے گئے۔ پھر یہ شہر ویران کر دیا گیا تھا مگر اس کی شاندار اور مستحکم عمارتوں کی وجہ سے تقی الدین کے حوالے کر دیا گیا جس نے اسے پہلے سے بھی اچھی حالت میں لوٹا دیا اور نہایت اچھی اور مستحکم قلعہ بندی کر لی، تقی الدین بڑا عالی ہمت انسان تھا۔

صلیبی بحری افسر اور سلطان:۔ لازقیہ کی بندرگاہ میں سسلی کے صلیبی حکمران کا بحری بیڑہ رکھا ہوا تھا یہ لوگ شہریوں کے ہتھیار ڈالنے پر سخت ناراض تھے اور انہیں وہاں سے نکلنے سے روکنے لگے چنانچہ ان کا بحری افسر سلطان کے پاس پہنچا اور ٹیکس مقرر کرنے پر جھگڑنے لگا اور دھمکی دی کہ ابھی صلیبی کمک آنے والی ہے مگر سلطان نے اس کی دھمکی پر بڑا احتقارت آمیز جواب دیا اور اسے خوب ڈرایا، چنانچہ وہ وہاں سے چل گیا۔

صیہون کی فتح:۔ لازقیہ سے فارغ ہو کر سامان نے صیہون کی طرف پیش قدمی کی، یہ قلعہ ایک دشوار گزار پہاڑ پر واقع تھا پہاڑ کے چاروں طرف ایک گہری اور تنگ وادی تھی، اور وہ صرف شمال کی جانب سے پہاڑ سے ملی ہوئی تھی اس کی فصیلوں کی تعداد پانچ تھی اور خندق بہت گہری تھی، سلطان نے تنگ راستے کی بناء پر پہاڑ پر ہی پڑاؤ ڈال دیا اور اپنے بیٹے طاہر کی کمان میں ہراول دستے کو روانہ کیا چنانچہ وہ وادی کے درے پر رک گیا اور وہاں منجیقین لگا دیں اور ان کے قلعے پر پتھر پھینکنے اور ہر قسم کے تیر بھی چلائے۔ تھوڑی دیر تو دشمن نے جم کر مقابلہ کیا (مگر پھر ہمت ہارنے لگا)۔

مسلمانوں نے دوسرے دن حملہ کیا اور چنانوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ان کی فصیل فتح کر لی۔ پھر مزید جنگ لڑ کر دو فصیلیں اور فتح کیں اور وہاں شہر میں موجود خوراک کے ذخائر اور چوپائیوں پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد وہاں کی افواج قلعہ بند ہو گئیں مگر مسلمانوں نے اس کے بعد بھی جنگ بند نہ کی حتیٰ کہ صلیبیوں نے جان کی امان مانگی، چنانچہ

سطن نے انہیں بیت المقدس کی شرائط کے مطابق جان کی امان دیدی اور قلعہ پر اسلامی جھنڈا لہرا دیا۔ پھر قلعہ بوفش کے حکمران ناصر مدین بن کورس کو اس قلعہ کا حکمران بنا دیا گیا جس نے اسے انتہائی مستحکم بنا دیا۔

پچھ اور قلعوں کی فتح پھر جب مسلمان افواج آس پاس کے علاقوں میں گئیں تو پتہ چلا کہ انگریز دوسرے علاقے بھی خالی رہ گئے ہیں ہندو مسلمانوں نے ان سب قلعوں کو فتح کر لیا اور ان تک رسائی کے لئے ایک شاندار راستہ بنایا جو آسانی سے صلیبی علاقوں اور صلیبی طرف بھی جاتا تھا۔

بکاس اور شغری کی فتح: اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے قلعہ صیہون سے جمادی الاخریٰ کی تین تاریخ کو قلعہ بکاس کی جانب پیش قدمی کی، صلیبی یہ قلعہ چھوڑ کر قلعہ شغری میں محصور ہو گئے تھے، اس لئے سلطان نے اسے آسانی سے فتح کر لیا۔ اور قلعہ شغری کا محاصرہ کیا، اس قلعہ سے رذقیہ، جبہ اور صیہون کی جانب راستہ نکلتا تھا جہاں سلطان نے ان سے جنگ لڑی اور مجتہدین لگا دیں مگر پھر وہاں تک نہیں پہنچ پارہے تھے، اس لئے صلیبی قلعہ کی حفاظت کرتے رہے اس دوران انہوں نے اٹھا کیا کہ حکمران سے مدد مانگی اور مدد نہ دینے کی صورت میں قلعہ مسلمانوں کو دینے کی دھمکی دی۔ مگر ہندو نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تھا لہذا مدد نہیں پہنچ سکی چنانچہ انہوں نے شکست تسلیم کر لی اور تین دن کی مہلت مانگی جو کہ ریٹائرمنٹ کے لئے کر دیدی گئی تین دن کے بعد انگریزوں نے یہ قلعہ جمادی الاخریٰ کی پندرہ تاریخ کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا

سرزمین کی فتح: ... بکاس اور شغری کی جنگ کے دوران سلطان نے اپنے بیٹے ظاہر کو سرزمین کی جانب بھیجا اس نے وہاں جا کر محاصرہ کر رہا تھا اور انگریزوں پر مقررہ ٹیکس وصول کر کے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں قلعہ کو تباہ کر دیا یہاں موجود مسلمان قیدی بھی رہا ہو گئے یہ سارے قلعے اٹھا کر کنٹرول میں تھے اور محض ایک ماہ میں سب فتح ہو گئے

قلعہ بزریرہ: شغری کی فتح سے فارغ ہو کر سلطان نے قلعہ بزریرہ کی جانب پیش قدمی کی جو کہ افامیہ کے سامنے واقع تھا اور ان دونوں کے درمیان دریائے عاصی کے پانی کی جھیل اور کئی بہنے والے چشمے بھی تھے۔ یہاں کے انگریز مسلمانوں کو بہت تکلیف دیا کرتے تھے۔ ہندو سطن نے ۲۴ جمادی الاخریٰ کو اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ قلعہ شمال، جنوب اور مشرق کی سمت سے نہایت محفوظ تھا کیونکہ ان سمتوں سے کوئی راستہ نہ تھا، البتہ مغربی جانب سے ایک راستہ جاتا تھا۔ چنانچہ سلطان نے پڑاؤ وہیں ڈالا اور مجتہدین لگا دیں مگر قلعہ کی بہت زیادہ اونچائی اور دوری کی وجہ سے ان کے پتھر وہاں تک پہنچ نہیں پارہے تھے۔

ہذا سلطان نے صف بندی کر کے اپنی فوج کو تقسیم کر دیا اور ہر کمانڈر کو حکم دیا کہ وہ یکے بعد دیگرے جنگ لڑیں گے۔ اس لئے سب سے پہلے عماد الدین زنگی بن مودود اور اس کے لشکر نے ان سے جنگ لڑی حتیٰ کہ دشمن اپنے قلعہ کی طرف چڑھ گیا جہاں مسلمانوں کے لئے چڑھنا بہت مشکل تھا۔ البتہ وہ ایک جگہ پہنچ چکے تھے جہاں سے پتھر با آسانی پھینکے جاسکتے تھے۔ دشمن اوپر سے پتھر لڑھکا کر مسلمانوں پر پھینکتا تھا جو عموماً بیکار جاتا تھا۔

زبردست جنگ: جب اس طرح سے فوجیں تھک گئیں تو واپس آگئیں اور پھر سلطان کا خاص دستہ اوپر چڑھا جس نے انتہائی سخت جنگ لڑی سطن اور اسکا بھتیجا ان کی ہمت بڑھاتے رہے چنانچہ جب یہ افواج تھک گئیں اور انہوں نے واپس آنے کا ارادہ کیا تو سلطان صلاح مدین نے انہیں اور دوسرے گروپ کو آواز دی چنانچہ وہ بھی پہلے گروپ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے لگے۔ اس کے بعد عماد الدین کا دستہ بھی ان کے پیچھے آگیا اور ایک زبردست جنگ ہونے لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز پسا ہو کر اپنے قلعہ میں گھس گئے اور ساتھ میں مسلمان فوج بھی داخل ہو گئی۔

قلعہ کی فتح مسلمان فوج کا بقیہ حصہ مشرق کی سمت میں پڑاؤ کی جگہ پر تھا ان پر انگریزوں نے حملہ نہیں کیا تھا اس سے وہ لوگ بھی آگے بڑھ کر مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور انگریزوں کا تعاقب کرتے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گئے اور سب نے مل کر قلعہ فتح کر لیا۔

نعرہ تکبیر کا رعب صلیبی انگریز جب قلعے کے گنبد کے پاس گئے تو زنجیروں میں جکڑے مسلمان قیدی بھی ان کے ساتھ تھے جب انہوں نے

اپنے مسلمان بھائیوں کی نعرہ تکبیر کو سنا تو انہوں نے بھی ایک فلک شکاف نعرہ لگایا جسے سن کر انگریز صلیبی خوف زدہ ہوئے وہ یہ سمجھے کہ مسلمان وہاں تک پہنچ گئے۔ لہذا ان کے اعصاب ڈھیلے ہو گئے اور مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے ختم کر دیا۔ مسلمانوں نے حاکم اور اس کے ہر وادوں کو بھی پکڑ لیا پھر سلطان نے قیدی ایک جگہ جمع کئے اور جب انطاکیہ کے قریب پہنچا تو انہیں وہاں بھیج دیا کیونکہ حاکم انطاکیہ کی بیوی سلطان کے سے منجھری مرنے کی تحفہ وغیرہ بھیجتی رہتی تھی اس لئے اس نے بھی یہ رعایت کی۔

قلعہ در بساک کی فتح: قلعہ بزرگ کی فتح سے فارغ ہو کر سلطان دوسرے دن ہی دریائے عاصی کے نئے پل کے پاس جو کہ انطاکیہ کے قریب تھا پہنچ گیا اس نے کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد فوج کا ایک دستہ وہاں چھوڑ کر بقیہ فوج کے ساتھ قلعہ در بساک کی طرف پیش قدمی کی اور اسی سال کے ماہ رجب میں وہاں پہنچ گیا، صلیبی رضا کار فدا یوں کامرکزی قلعہ تھا، خطرے کی حالت میں وہ یہاں آ کر چھپ جاتے تھے۔

سلطان نے یہاں تحقیق لگا دی تھیں جن کی وجہ سے ان کی فسیل گر گئی پھر ان پر حملہ ہوا اور مسلمان فوج نے فسیل کے نیچے سوراخ کر دیا جس سے برج گر گیا۔ دوسری جنگ پھر چھڑی تو انگریز بڑے جم کر لڑے کیونکہ انہیں انطاکیہ کی جانب سے کمک آنے کی توقع تھی چنانچہ وہ اس طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے شکست تسلیم کر لی سلطان نے صرف ان کو جان کی امان دے کر وہاں سے انطاکیہ کی جانب نکال دیا اور ۲۰ رجب کو قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

قلعہ بغراس کی فتح: اس کے بعد عماد الدین سلطان کے حکم سے در بساک سے قلعہ بغراس روانہ ہوا یہ قلعہ انطاکیہ کے بہت قریب تھا اس لئے اسے انطاکیہ سے بہت جلد کمک مل سکتی تھی۔ بہر حال قلعہ کا محاصرہ کر کے تحقیق لگا دی گئیں، مگر چونکہ قلعہ اونچائی پر تھا اس لئے پتھر پھینکنے سے فائدہ نہ ہوا۔ اس کے علاوہ اونچائی پر خود مسلمانوں کو پانی کی پریشانی تھی اس لئے یہ بھی اس پر غور کر رہے تھے کہ قلعہ والوں کا سفیر صلح کا پیغام لے کر آیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کو صرف جان کی امان دے کر قلعہ اور اس کے سامان پر قبضہ کر لیا اور قلعہ کو تباہ کر دیا۔ بعد میں حاکم ارمن بن ایون نے اس کو دوبارہ آباد کیا اور قلعہ کی شکل دے کر اپنے کنٹرول میں لے لیا۔

حاکم انطاکیہ سے صلح: بغراس کے فتح ہونے کے بعد انطاکیہ کے حکمران اسمند کو خطرہ محسوس ہونے لگا اس نے صلاح الدین کو صلح کا پیغام بھیجا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ ان مسلمان قیدیوں کو رہا کر دے گا جو اس کے پاس قید میں ہیں۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اسے صلح پر تیار کر دیا تاکہ لوگ آرام کر کے دوبارہ جنگ کی تیاری کر سکیں، لہذا سلطان نے جنگ بندی کی تجویز مان لی اور آٹھ مہینے کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ کر لیا۔ سلطان نے اپنا سفیر بھیج کر اسمند سے صف اٹھوایا اور پھر اس نے مسلمان قیدی رہا کر دیئے۔ اس صلح کے بعد سلطان ۳ شعبان کو حلب پہنچ گیا اور دوسرے علاقوں کے حکام بھی اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ گئے۔

اسمند کا مقام: اس زمانے میں اسمند انگریزوں کا سب سے بڑا حکمران تھا اس کی سلطنت بہت وسیع تھی طرابلس کا پورا علاقہ بھی اس کے کنٹرول میں آ گیا تھا، وہاں اس نے اپنے بڑے بیٹے کو حاکم بنا دیا تھا۔

امیر مدینہ قاسم بن مہنا: سلطان صلاح الدین حلب سے دمشق آ گیا۔ ان تمام جنگوں میں سلطان کے ساتھ مدینہ منورہ کے امیر ابو فلیت قاسم بن مہنا بھی شریک تھے۔ وہ ہر جنگ اور فتح میں ساتھ ساتھ رہے سلطان بھی ان کے ساتھ کواچھا شگون سمجھتا اور ان کے دیدار سے برکت حاصل کرتا تھا اسی وجہ سے سلطان نے ان کی تعظیم و تکریم میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی اور وہ انہم کاموں میں ان سے مشورہ کرتا تھا۔

سلطان کا عزم جہاد: سلطان یکم رمضان کو دمشق آیا تو کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ فوج کو جانے کی اجازت دیدے مگر سلطان نے اپنے عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جب تک کوکب، صغد اور کرک جیسے صلیبی قلعے اسلامی شہروں کے درمیان موجود ہیں انہیں جہد سے جہد فتح کرنے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ سلطان نے اپنے بھائی عادل کی کمان میں فوج روانہ کی تو وہ در بساک اور بغراس کی سمت میں بہت آگے تک پہنچ گیا اور پھر اس نے کرک ۱۲ صرہ کیا کہ کرک والے تھک گئے اور ان کے خوراک کے ذخائر ختم ہو گئے چنانچہ انہوں نے پناہ مانگ لی۔

قلعہ الکمرک اور صفد کی فتح: چنانچہ ان کو جان کی امان دیدی گئی پھر انہوں نے قلعہ صلاح الدین کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد آس پاس کے دوسرے قلعوں پر بھی مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ان میں سب سے بڑا قلعہ شوبک تھا اس کے بعد اس علاقے میں امن و امان قائم ہو گیا اور مصر سے بیت المقدس تک کے پورے علاقے پر اسلام کا جھنڈا لہرا نے لگا۔

پھر ملتان دمشق آیا اور پندرہ رمضان تک وہیں رہا اور پھر صفد کا محاصرہ کرنے کیلئے چل دیا۔ وہاں منجنيقین وغیرہ لگا کر محاصرہ کر دیا، ان کی مدد پہنچنے میں ہی دم ہو گئی تھی دوسرے محاصرہ میں انہیں خوراک بالکل ختم ہونے کا خطرہ تھا اس لئے انہوں نے شکست تسلیم کر لی سلطان نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور انگریزوں کو شہر بھاگ گئے۔

صلیبی کمک کا خاتمہ: جس وقت سلطان نے صفد کا محاصرہ کر رکھا تھا اس وقت انگریزوں نے قلعہ کو کب ہاتھ سے نکل جانے کے پیش نظر ان کے لئے فوجی کمک بھیج دی، کوکب کی طرف قائمانہ بھی متعین تھا اسے اس کمک کی آمد کی اطلاع مل گئی اس لئے یہ ان کی طرف بڑھا، یہ فوج ایک گھنٹی میں چھپ گئی تھی مگر مسلمان فوج نے ڈھونڈ کر اس کا قلع قمع کر دیا۔ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچا۔ اس فوج کے دو افسر زندہ ہاتھ گئے نہیں سلطان کے پاس صفد آیا گیا۔ سلطان نے معمول کے مطابق قتل کا حکم دیدیا، مگر ان میں سے ایک نے رحم کی درخواست کی سلطان نے دونوں کو معاف کر کے قیدی بند کیا۔

قلعہ کوکب پر قبضہ: اس کے بعد سلطان صلاح الدین قلعہ کوکب پر حملہ کرنے خود روانہ ہوا اور وہاں جا کر اس کا محاصرہ کر لیا، ان کو جان کی دھمک دینے کا وعدہ کیا مگر وہ لوگ قلعہ کی دفاع پر لڑنے پر مصر رہے، لہذا سلطان نے منجنيقوں سے سنگباری کی اور حملہ بھی کرتا رہا مگر بارش ہو گئی اور ایک حویل عرصے تک سلطان کو ٹھہرنا پڑا۔

بارش ختم ہونے کے بعد دوبارہ جنگ شروع ہوئی تو سلطان نے تفصیلات پر سخت حملے کئے اور ایک برج گرا دیا جس سے انگریز خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے شکست تسلیم کر لی۔ اس طرح سلطان صلاح الدین ایوبی نے پندرہ ذوالقعدہ کو قلعہ کوکب پر قبضہ کر لیا، اور زندہ بچنے والے انگریزوں کو شہر بھاگ گئے۔

صلیبی کمک کی آمد: صور پہنچنے کے بعد انگریز افسر نے مشورہ کر کے اپنے صلیبی بھائیوں کے پاس مدد کے لئے سفیر بھیجے۔ چنانچہ وہاں سے صلیبی فدائیوں کے کئی گروپ آ پہنچے۔ ادھر مسلمان صلیبیوں کے ایلہ سے لے کر بیروت تک تمام ساحلی علاقے فتح کر چکے تھے۔ ان کے درمیان صرف شہر صور تھا جہاں صلیبی قبضہ تھے۔ لہذا صلاح الدین کوکب سے فارغ ہو کر بیت المقدس چلا گیا جہاں عید الفصح پر قربانی کی اور پھر عکا کا پہنچ جہاں اس نے پورا سردی کا موسم گزارا۔

قلعہ شقیف کا محاصرہ: اس کے بعد ۵۸۵ھ کے موسم بہار میں سلطان قلعہ شقیف کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا۔ یہ قلعہ صید کے حاکم رناط کے کنٹروں میں تھا، یہ شخص سب صلیبی حکمرانوں میں زیادہ مکار اور چال باز تھا۔ چنانچہ جب سلطان مرج العیون پہنچا تو یہ وہاں آیا اور سلطان سے بڑے خلوص اور محبت کا اظہار کیا اور جمادی الاخریٰ تک کے لئے مہلت مانگی تاکہ اپنے خاندان کو صور کے حکمران مارکویس کے پاس سے نکل سکے، رہا کہ میں اس کے بعد قلعہ آپ کے حوالے کر دوں گا۔ چنانچہ سلطان وعدہ کے مطابق وہیں مقیم رہا۔ اس دوران حاکم انطاکیہ سے جنگ بندی کی مدت ختم ہو گئی اس لئے سلطان نے اپنے بھتیجے علی الدین کی کمان میں انطاکیہ کے قریبی علاقوں پر قبضہ کے لئے فوج بھیجی۔

صور میں صلیبی افواج کا اجتماع: اتنے میں اسے یہ اطلاع ملی کہ دوسرے علاقوں سے صلیبی رضا کار مارکویس کے پاس صور میں جمع ہو رہے

ہیں سمندر پار ملکوں سے بھی امداد آرہی ہے شام کا فرنگی بادشاہ جسے سلطان نے رہا کیا تھا وہ بھی مارکونیس سے مل گیا ہے ادھر اسے یہ خطرہ بھی تھا کہ اگر شقیف کا محاصرہ چھوڑا تو اس کی رسد، غلہ وغیرہ ختم ہو جائیگا لہذا ایوہیں رہا اور محاصرہ جاری رکھا

ارناط کی گرفتاری ادھر مہلت کی مدت بھی ختم ہوگئی۔ اس نے شقیف کی طرف پیش قدمی کی اور حاتم ارناط کو بدلتا ہوا چھوڑا تو اس نے کہا کہ جی تک مارکونیس نے میرے خاندان کو نہیں چھوڑا ہے اس لئے مزید مہلت چاہئے۔ اس طرح سلطان کو اس کی مکاری کا پتہ چل گیا۔ لہذا اس نے اسے گرفتار کر لیا اور مجبور کیا کہ وہ شقیف والوں سے کہدے کہ قلعہ حوالے کر دیں مگر وہ نہ مانا۔ لہذا اسے دمشق بھیج کر قید کر دیا گیا، اور سلطان نے خود آگے بڑھ کے محاصرہ کر کے تختی شروع کر دی۔

صلیبی فوج کی شکست اس سے پہلے سلطان نے صور کی جانب صلیبیوں سے مزاحمت کے لئے فوج روانہ کر دی تھی۔ لہذا اس کو معصوم ہوا کہ صلیبی فوج صیدا کا محاصرہ کرنے روانہ ہوئی ہے۔ چنانچہ ان کا مسلمانوں سے مقابلہ ہوا جس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور ان کے بے شمار لوگ قتل کر کے سات بڑے صلیبی جنگجو گرفتار کر لئے۔ اس جنگ میں سلطان کا ایک خاص مولیٰ شہید ہوا تھا اس لئے سلطان خود وہاں پہنچا تا کہ اپنے مولیٰ کے قتل کا انتقام لے۔

غلط فہمی سے مسلمانوں کی شہادت: چنانچہ سلطان ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر صلیبیوں کے محاذ کا پتہ لگانے نکل ادھر سلطان کی فوج یہ سمجھی کہ سلطان صلیبیوں سے جنگ لڑنا چاہتا ہے لہذا وہ آگے بڑھ گئے اور اندر تک دشمن کے علاقے میں چلے گئے چنانچہ سلطان نے انہیں واپس مانے کے لئے کچھ افسر بھیجے مگر وہ واپس نہیں آئے۔

ادھر انگریز نے جب مسلمان فوجوں کو دیکھا تو وہ سمجھے کہ پیچھے بڑی فوج آرہی ہے اس لئے جاسوسوں کو بھیجا مگر جاسوسوں نے اطلاع دی کہ یہ فوج اصل فوج سے صحیحہ ہے۔ لہذا انہوں نے ان سے بے کوم تعداد میں دیکھ کر حملہ کر کے شہید کر دیا، یہ حملہ ۹ جمادی الاولیٰ کو ہوا۔

سلطان کا انتقام: یہ خبر سن کر سلطان صلاح الدین پہاڑ کی طرف فوج لے کر گیا اور انہیں شکست دے کر پل کی طرف بھگا دیا ان میں سے بے شمار صلیبی جہنم واصل ہوئے اور ان کے ایک سوز رہ پوش سمندر میں ڈوب گئے، سلطان ان کا محاصرہ کرنا چاہتا تھا اور فوج بھی اس کے پاس جمع ہوگئی تھی مگر انگریزوں کی طرف بھاگ گئے اور سلطان بھی بیس کی جانب لوٹ گیا تا کہ وہ عکا کی حفاظت کا انتظام کر سکے اور اپنے مرکزی محاذ کی طرف لوٹ جائے۔

گھات لگانے کا پروگرام: .... سلطان کو مرکزی خیموں میں پہنچ کر اطلاع ملی کہ انگریز اپنی ضروریات کے لئے اپنے راستے سے باہر نکلنے والے ہیں۔ چنانچہ اس نے فوج کو عکا کے محاذ پر اطلاع دی اور حکم دیا کہ آٹھ تاریخ کو ان پر اپنے علاقوں سے حملہ کیا جائے اور اس کے لئے سب نے مختلف جگہوں پر گھات لگا دی پھر لشکر کا ایک حصہ اس طرف بھیجا تا کہ وہ انگریزوں سے چھیڑ چھاڑ کر کے انہیں گھیر کر اس طرف لے آئیں چنانچہ انہوں نے ان سے چھیڑ چھاڑ کی مگر انگریز اس طرف نہیں آئے،

پھر کافی دن انتظار کرنے کے بعد گھات میں چھپی فوج باہر نکلی تو انگریزوں نے انہیں گھیر لیا، چنانچہ سخت جنگ کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوگئی، ان کمین گاہوں میں بنو طے کے چار کمانڈر بھی تھے جو بھاگ کر ایک وادی میں گھس گئے سلطان کے بعض غلام بھی ان کے پیچھے چلے گئے مگر انگریز انہیں دیکھ چکے تھے چنانچہ ان کو چن چن کر شہید کر دیا۔

شہر صور: پہلے گزر چکا ہے کہ صور کا شہر ایک انگریز نواب مارکونیس نے آباد کیا تھا جو ان انگریز صلیبیوں پر مشتمل تھا جو سمندر پار آئے تھے، چنانچہ سلطان جب کوئی صلیبی علاقہ قبضہ کر لیتا تو صلیبی بھاگ کر یہاں پناہ لے لیتے تھے۔ اس طرح صلیبیوں کی ایک بڑی تعداد یہاں آباد ہوگئی تھی اور ان کے پاس بے شمار مال و دولت بھی تھا۔

یورپ میں جنگ کے لئے بھرتی: جب سلطان نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تو ان کے بہت سے عیسائی رہب اور پادری اور ان کے



مذہبی پیشوا سیہ متی لباس پہن کر سمندر پار چلے گئے اور بڑا پادری بطرک بھی وہاں جا کر دوسرے عیسائیوں کے ساتھ مل کر فریاد کرتا رہا اس نے عیسائیوں کو اس پر رنجی کر لیا کہ سب عیسائی بیت المقدس پر شکست کا انتقام لیں۔ لہذا ہر شہر سے کافی تعداد میں اس صلیبی جنگ کے نئے انگریز مرتد تیار ہو گئے تھے حتیٰ کہ خواتین بھی جنگ کے لئے تیار تھیں ان میں سے جو جنگ نہیں لڑ سکتا تھا وہ دوسرے کو اجرت پر وہاں بھیج رہا تھا۔ یوں انہوں نے اس مذہبی جنگ کے لئے بے تحاشا مال و دولت خرچ کیا، چنانچہ ہر جگہ سے صلیبی فوج، فدائی تیار ہو کر صور شہر پہنچنے لگے پھر وہاں ہر وقت سپاہیوں، خوراک و ہتھیار کا سلسلہ جاری رہنے لگا۔

**صلیبی لشکر کی فوج کشی:** ان تمام انگریز صلیبیوں نے بالاتفاق عکا کی طرف روانگی اور اس کے محاصرے کا فیصلہ کیا چنانچہ وہ ۵۸۵ھ میں ۸ مارچ کو ساحلی راستے پر روانہ ہوئے۔ ان کے محافظ کے طور پر بحری بیڑے ان کے ساتھ ساتھ چلتے رہے مسلمان افوج اپنے اپنے علاقوں سے ن پر چانک حمہ کرتی رہیں مگر پھر بھی یہ عظیم لشکر پندرہ روز جب کو عکا پہنچ گیا۔

سلطان صلاح الدین کا پروگرام تھا کہ ان کے سامنے فوج کشی کر کے انہیں نقصان پہنچائے مگر ساتھیوں نے، ختد فکیان کی رائے یہ تھی کہ راستہ بہت تنگ و ردشوار گزار ہے اس لئے مسلمانوں نے دوسرا راستہ چن لیا ادھر صلیبی بیڑے نے سمندر کی ناکہ بندی کر لی تھی اس لئے مسلمانوں کو سمندری راستہ نہ مل سکا۔

**سلطان کی دعوت جہاد:** چنانچہ سلطان صلاح الدین نے ان کے سامنے محاذ قائم کر لیا اور اس پاس کے مسلمانوں کو جہاد میں شرکت کی دعوت دی۔ چنانچہ دیار بکر، موصل، بخارا اور الجزیرہ سے مسلمان امداد چلے آئے۔ سلطان کا بھتیجا حماة سے لشکر لے کر آیا اور مظفر الدین کو کبریٰ حران، وروزہ سے فوجیں لے کر آئے، مسلمانوں کو خشکی کے راستے سے مکہ پہنچ رہی تھی مگر وہ لوگ صور شہر میں محصور تھے۔ ان کے درمیان مشہور و قعات پیش آتے رہے تاہم صلاح الدین نے ماہر جب کے باقی ایام میں جنگ نہیں چھیڑی۔

**عکا کا دفاع:** پھر جب شعبان کا مہینہ شروع ہوا تو سلطان نے پورے دن انگریزوں سے جنگ لڑی اور رات کے وقت بھی مسلمان صفوں میں رہے، صبح ہوتے ہی دوبارہ جنگ چھیڑ دی اور انتہائی صبر کے ساتھ میدان میں اتر گئے۔ سلطان کے بھتیجے تقی الدین نے دوپہر کے وقت میمنہ کے ساتھ یہ زبردست حمہ کیا کہ وہ مورچوں سے پسپا ہو گئے اور مسلمان ان کے مورچوں پر قابض ہو گئے، پھر مسلمان شہر میں داخل ہو گئے۔ در سہن نے شہر میں مزاحمت کا بھرپور انتظام کر لیا اور انگریزوں سے مقابلہ کے لئے امیر حسام الدین ابوالہیجا، السمین کی کمان میں لشکر بھیج جو اربل کے کردوں میں سے ان کا سب سے بڑا افسر تھا۔

**جنگی تدبیریں:** دوسرے دن مسلمان جب جنگ کے لئے آئے تو دیکھا کہ انگریزوں نے چاروں طرف خندقیں کھود کر ان میں خود کو محصور کر لیا ہے۔ لہذا اس دن جنگ نہیں ہو سکی اور وہ مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ ہو گئے۔

پھر سلطان کی فوج سے عرب قبائل کے کچھ لوگ انگریزوں کے علاقوں کی طرف سمندر کے ساحل کے کچھ مقامات پر جو کہ دریا کے موڑ پر واقع تھے، جا کر چھپ گئے اور اپنے خفیہ ٹھکانوں سے ان پر حملہ کرتے رہے۔ چنانچہ شعبان کی چندہ تاریخ کو انگریزوں کا صفیہ کر دیا اور ان کے سرسطن کی خدمت میں بھیج دیئے۔ چنانچہ سلطان نے ان مجاہدین کی ہمت افزائی کی اور ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔

**سلطان کی فوج کے مراکز:** پھر سلطان صلاح الدین نے مصر سے اپنی فوج منگوائی مگر انگریزوں کو یہ اطلاع مل گئی۔ لہذا انہوں نے مصری فوج کو وہاں آنے سے روکنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ادھر سلطان کی فوج کئی چھاؤنیوں میں پھیلی ہوئی تھی ایک چھاؤنی حبشہ، تحت اسمند کا مقابلہ کرنے کے لئے قائم تھی۔ دوسری دفاعی فوج حمص میں طرابلس کے صلیبیوں کے مقابلہ کے لئے موجود تھی۔ سلطان کی فوج کا بڑا حصہ صورہ کے محصرہ پر تھا۔ ایک بڑی چھاؤنی دمیاط میں اور دوسری اسکندریہ میں قائم تھی۔

**خاص کمانڈروں کی شہادت:** اسی دوران شعبان کی بیس تاریخ کو انگریزوں نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا یہ سن کر سلطان صلاح الدین

سوار ہوا اور لشکر میں آکر صف بندی کر لی۔ پھر انگریزوں نے سلطانی فوج کے سینہ پر اچانک حملہ کیا جس کی کمان تقی الدین کر رہا تھا۔ چنانچہ یہ حصہ کسی حد تک پیچھے چلا گیا تو سلطان نے اپنے خاص مجاہدین ان کی مدد کے لئے بھیجے جس سے سلطان کے لشکر کا قلب کمزور ہو گیا اور انگریز کے حملہ میں کئی خاص افسر جن میں (۱) امیر علی بن مروان (۲) ظہیر جو کہ فقیہ عیسیٰ کے بھائی تھے اور حاجب ظلیل ہکاری، شہید ہو گئے۔

شاہی خیمہ پر حملہ: انگریزوں نے سلطان صلاح الدین کے خاص خیمہ پر بھی حملہ کر دیا اور بعض وزراء کو شہید کر کے خیمہ لوٹ لیا مشہور عالم جمال الدین بن رواحہ بھی اس واقعہ میں شہید ہوئے خیمہ کے آس پاس جو لوگ تھے وہ شکست کھا گئے اور جو انگریز سپاہی آگے بڑھ کر وہاں تک آ پہنچے تھے وہ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئے۔

صلیبی دستہ کا خاتمہ: لہذا یہ دیکھ کر مسلمانوں کی میسرہ کی فوج ان آگے آنے والے انگریزوں پر حملہ کر کے انہیں خندق کے پیچھے دھکیل دیا، پھر یہ مسلمان سپاہی آگے بڑھ کر سلطانی خیمہ تک آئے اور وہاں جو انگریز صلیبی سپاہی دیکھا مار ڈالا، اس دوران سلطان بھی واپس آ گیا جو کہ ادھر ادھر منتشر ہونے والی فوج کو لینے گیا ہوا تھا۔ اس موقع پر مسلمانوں نے انگریز سپاہیوں کو گھیر کر سب کو ختم کر دیا۔

انگریزوں کا قتل عام: مسلمانوں نے انگریزوں کے گروپ فداویہ کے سردار کو دوبارہ گرفتار کر لیا اور سلطان نے اس کے قتل کا حکم بھی دیدیا۔ اس سے پہلے سلطان دو مرتبہ اس کو رہا کر چکا تھا۔ بہر حال تمام انگریزوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کی لاشوں کو دریا میں پھینک دیا گیا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے بھاگے ہوئے سپاہی بعض طہریہ سے، بعض دریائے اردن کے پیچھے سے اور بعض دمشق سے واپس آئے۔ پھر دوبارہ جنگ شروع ہو گئی لیکن عین معرکے دوران مسلمانوں کو لپٹے لپٹے ہاتھوں کے ہاتھوں اپنا سامان لوٹ جانے کی اطلاع ملی، مسلمان فوج اپنا ساز و سامان بچانے میں مصروف ہو گئی اور انگریزوں کا ٹھیک سے قلع قمع نہیں کر سکی۔ لہذا اس مرتبہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہے۔

سلطان صلاح الدین کی واپسی: جنگ کے بعد انگریز سپاہیوں کی لاشوں کی کثرت کی وجہ سے دبا پھوٹ نکلی، لہذا سلطان صلاح الدین کئی مرتبہ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہوا، اراکین حکومت نے تبدیلی آب و ہوا کے لئے کئی اور جگہ جانے کا مشورہ دیا، آخر جب اطباء نے بھی یہی مشورہ دیا تو ۴ رمضان المبارک کو وہاں سے کوچ کر گیا اور عکا پہنچ کر اپنی روانگی کی وجہ بیان کی۔

حفاظتی انتظامات: عکا سے مسلمانوں کی روانگی کے بعد انگریزوں نے عکا کی حفاظت کے انتظامات شروع کر دیئے، چاروں طرف اپنے بحری بیڑے پھیلا دیئے اور میدان جنگ میں خندق بھی کھود لی، اس کے علاوہ اپنی افواج کے ارد گرد قلعہ کی دیواروں کی طرح مٹی کی فصیل بنائی تاکہ مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ رہے۔

ادھر سلطان کو جب ان تیاریوں کا علم ہوا تو اس نے ان کی روک تھام کے لئے ایک لشکر بھیجا چاہا جو سلطان کی بیماری کی وجہ سے نہ جاسکا جب کہ دشمن نے اپنے منصوبہ کو مکمل کر لیا، اس کے علاوہ اہل عکا روزانہ انگریزوں سے جنگ بھی کرتے تھے۔

منصری فوج کی آمد: ۱۵ ابرھ ۱۲۵۱ھ کو مصر سے ملک عادل ابو بکر بن ایوب زبردست لڑاکا فوج لے کر آ پہنچا، اس کے پاس محاصرہ توڑنے والے ہر قسم کے آلات بھی تھے، جب کہ اس کے پیچھے پیچھے امیر لؤلؤ کا بحری بیڑہ بھی تھا جس نے آتے ہی انگریزوں کی ایک کشتی بھی پکڑ لی تھی اور بطور مال غنیمت ان کا سارا مال بھی لے لیا تھا اور اسے لے کر عکا کی بندرگاہ میں آ پہنچا تھا۔ ادھر سلطان بھی صحت یاب ہو چکا تھا لیکن سر دیں ختم ہونے تک وہ اجزیہ میں ہی ایک جگہ ٹھہرا رہا۔

دوبارہ جنگ: سلطان صلاح الدین کی حملہ کے لئے روانگی کی اطلاع ملتے ہی صفر ۱۲۵۱ھ میں انگریز بھی مقابلہ کے لئے نکلے، زبردست جنگ ہوئی، اور دونوں طرف سے خوب جانی نقصان ہوا، اس جنگ کی اطلاع ملتے ہی سلطان نے دمشق حمص اور حماة سے فوجیں جمع کیں اور اجزیہ سے تل کسان جا پہنچا اور انگریزوں پر حملہ کر دیا، اس حملے کی وجہ سے انگریز دو طرف مصروف ہو گئے اور عکا کے مسلمانوں پر حملہ نہ کر سکے۔

بہذا اب انگریزوں نے نئی تدبیر استعمال کی، انہوں نے عکا کے محاصرے کے دوران لکڑی کے تین اونچے اونچے برج تیار کر لئے تھے۔ یہ برج ساتھ گزلبے اور پانچ منزلوں پر مشتمل تھے، اس کے علاوہ ان برجوں کو چڑے سے ڈھانک کر ان پر ایسے کیمیکل مل دیئے گئے تھے جن کی وجہ سے اب ان کو آگ نہیں لگ سکتی تھی، ان میں بہت سے سپاہی بھی تھے، ان برجوں کو انہوں نے فصیلوں کے قریب کر دیا اور ان کی مدد سے مسند فوج کے اندرونی معاملات معلوم کرنے لگے، ان کا علاج کرنے کے لئے اہل عکا نے ایک زبردست غوطہ خور فوج کو بھیجا تا کہ ان کا بخوبی سد باب کیا جائے، چنانچہ غوطہ خور لشکر روانہ ہوا اور اس نے انگریزوں سے زبردست جنگ شروع کر دی۔ لہذا انگریزوں کو دوبارہ دو مختلف محاذوں پر لڑنا پڑا جس کی وجہ سے ان کا دباؤ کم ہو گیا۔ یہ جنگ تین دن جاری رہی۔

برجوں کی تباہی۔ مسلمان فوجیں اب تک ان برجوں کو تباہ نہ کر سکیں تھیں، انہوں نے مٹی کے تیل کے گولے بھی پھینکے لیکن پھر بھی کچھ نہ ہو سکا، لیکن اسی وقت دمشق کا ایک باشندہ سامنے آیا اور اس نے مٹی کے تیل اور دوسرے کیمیکل ملا کر ایک محلول تیار کیا اور شہر کے حکمران قراقوش جہا پہنچا اور اس سے کہا کہ اس محلول کو شہر کے سامنے کی کسی منجیق تک پہنچا دو تو اس منجیق میں آگ لگ جائیگی، چنانچہ اس محلول کو ایک جلتی ہنڈیا میں ڈال کر ان برجوں میں پھینکا گیا تو ان برجوں کو آگ لگ گئی اور وہ جل کر راکھ ہو گئے۔ اہل شہر اس مصیبت سے نجات پا کر بہت خوش ہوئے، سلطان نے اس شخص کو انعام دینا چاہا لیکن اس نے کہا کہ یہ کام میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا ہے لہذا اس کا انعام بھی میں اسی سے منگا۔

جہاد کی دعوت۔ سلطان نے اردہ گرد کے مسلمان بادشاہوں کو بھی انگریزوں سے جہاد کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ سلطان کی دعوت پر بہت کچھ ہوئے سب سے پہلے سنجار کا حکمران عماد الدین زنگی بن مودود اپنی فوج لے کر پہنچا، پھر موصل کا بادشاہ علاء الدین بن طرب، پھر عزالدین بن مسعود بن مودود بھی اپنے باپ کی طرف سے لشکر لے کر آیا، اور پھر اربل کا بادشاہ زین الدین بھی آپہنچا یہ تمام بادشاہ آتے ہی پہلے انگریزوں سے جنگ کرتے اور پھر اپنے ٹھکانے کا انتظام کرتے تھے۔

دوسری طرف مصر کا بحری بیڑہ بھی آپہنچا تھا، انگریزوں نے اس سے مقابلہ کے لئے اپنا بیڑہ تیار کیا تھا لیکن سلطان نے جنگ چھیڑ کر ان کو اپنے ساتھ مصروف کر لیا تا کہ مصری بیڑہ صحیح سالم بندرگاہ تک آپہنچے، انگریزوں نے سلطان کا مقابلہ کیا، بہر حال مصری بیڑہ بخیر و عافیت بندرگاہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

اہل جرمنی کی آمد۔ دوسری طرف انگریزوں کی مدد کے لئے بڑی تعداد میں المانی (جرمنی) بھی آپہنچے تھے یہ بہت بہادر اور زبردست جنگجو مشہور تھے اور بحراوقیانوس کے شمال مغرب میں واقع جزیرہ انگلستان کے رہنے والے تھے، ان کی بڑی تعداد نو جوان عیسائیوں پر مشتمل تھی کیونکہ ان کے پادری بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں فتح کی خبر لے کر پہنچے اور عیسائیوں کی مدد کے لئے بلایا تو ان کا بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے لاء لشکر کے ساتھ صیبی جنگ میں شرکت کے لئے روانہ ہو گیا۔ راستے میں موجود تمام عیسائی حکومتوں نے اس کو راستہ دیا البتہ قسطنطنیہ میں روم کے حکمران نے اس کو روکن چاہا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی، لیکن پھر بھی اس نے سلطان صلاح الدین کو اس کے بارے میں بتا دیا اور ان کے لئے طعم و قیام کا کوئی انتظام نہ کیا جس کی وجہ سے نہیں کھانے پینے اور خوراک کے معاملہ میں تنگی ہو گئی اور پھر جب یہ خلیج قسطنطنیہ سے ہوتے ہوئے قلیج ارسلان کی حکومت سے گذرتے ہوئے ترکمان ان کے پیچھے لگ گئے، یہ وقفے وقفے سے ان پر حملہ کرتے اور کئی افراد قتل کر دیتے، اس کے علاوہ شدید سردیوں نے بھی حملہ کر دیا۔ لہذا نو جوان عیسائیوں کی بڑی تعداد راستے میں ہی بھوک اور ٹھنڈ سے ہلاک ہو گئی۔

اہل قونیہ کا تعاون۔ قونیہ میں قلیج ارسلان کی اولاد کی حکومت تھی اور یہاں کا بادشاہ قطب الدین ملک شاہ بن قلیج ارسلان تھا، اس نے عیسائیوں کے اس لشکر کو روکنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا لہذا واپس چلا گیا، لیکن عیسائی لشکر اس کے پیچھے قونیہ جا پہنچا، اور اس کو تنہا بھجوانے کا کہ وہ انہیں خوراک وغیرہ خریدنے کی اجازت دیں، اس کے علاوہ اپنے بیس سردار بھی بطور ضمانت قونیہ کے بادشاہ کے پاس بھجوانے کیلئے رہتے ہیں فسادیوں نے حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو قید کر لیا، تاہم بادشاہ نے خرید و فروخت کی اجازت دیدی تھی۔

عیسائی بادشاہ کی موت: اس کے علاوہ آرمینیا کے بادشاہ کاموی بن حلفای بن الیون نے نہ صرف ان کی خاطر خواہ مدد کی بلکہ ان کی احاطت کا اظہار بھی کیا اور ان کے ساتھ اٹھارہ سال تک بھی گیا، یہاں عیسائیوں کا بادشاہ نہانے کے لئے دریا میں اتر اتر تو ڈوب کر مر گیا، اس کے بعد اس کے بیٹے کو بادشاہ بنایا گیا لیکن ۱۶ سال کی پینچ کر ان عیسائیوں میں جھگڑا شروع ہو گیا، ایک گروپ آنجمنائی بادشاہ کے بھائی کو بادشاہ بنانا چاہتا تھا جب کہ دوسرا گروپ واپس جانے کا خواہشمند تھا، لہذا یہ دونوں ہی گروپ واپس چلے گئے۔

جو گروپ بادشاہ کے بیٹے کا حمایتی تھا اس کی تعداد چالیس ہزار تھی لیکن راستے میں بڑی تعداد مر گئی، عکا کے حکمران نے ان کو عکا کے عیسائی کے پاس پہنچانے کا انتظام کیا۔ یہ لوگ براستہ جبلہ اور لاذقیہ روانہ ہوئے لیکن حلب سے گذرتے ہوئے ان میں سے بہت سوں کو اہل حلب نے پکڑ لیا، طرابلس پہنچتے پہنچتے ان کے اور بہت سے افراد مر گئے آخر کار گرتے پڑتے صرف ایک ہزار افراد سمندری راستے سے عکا پہنچے، ہاں عیسائیوں میں کسی بات پر اختلاف ہو رہا تھا یہ دیکھ کر انہوں نے سمندری راستے سے واپس جانا چاہا لیکن ان کی کشتیاں وغیرہ ڈوب گئیں اور اس لشکر میں سے کوئی نہ بچا۔

مسلمانوں کا مشورہ: قلیچ ارسلان سلطان صلاح الدین کو اس لشکر کے بارے میں اطلاعات فراہم کیا کرتا تھا چونکہ وعدے سے مطابقت نہ ہو سکتی تھی لہذا وہ ٹھیک ٹھیک خدشات نبی نہیں دے سکا، جب کہ سہان نے اس لشکر کی اطلاع ملتے ہی آپس میں مشورہ شروع کر دیا تھا، بعض اراکین نے اس لشکر کو راستے میں روک کر جنگ کا مشورہ دیا۔ جب کہ بعض دیگر اراکین نے یہ مشورہ دیا کہ سلطان کو یہیں ٹھہرنا چاہیے کہیں انگریز عکا کو فتح نہ کر لیں، سلطان نے اس مشورہ کو پسند کیا پھر بھی احتیاطاً جبلہ، لاذقیہ، شیزر اور حلب کے باشندوں کے لئے کچھ فوجیں ان علاقوں میں تعینات کر دیں تھیں۔

عکا پر حملہ: آخر کار ۱۰ جمادی الثانی ۵۸۶ھ میں عیسائیوں نے عکا پر حملہ کر دیا، انگریزوں نے سلطان صلاح الدین کے لشکر پر حملہ کیا، ملک عادل ابو بکر بن ایوب مصری لشکر کے ساتھ آئے، زبردست جنگ ہوئی، انگریز مصری لشکر کے خیموں تک جا پہنچے، مصری لشکر نے دوبارہ زبردست حملہ کیا اور ان کو اپنے خیموں سے ہٹا دیا، دوسری طرف بعض مصری دستے بچتے بچاتے عیسائیوں کی خندقوں کے پاس جا پہنچے اور وہاں سے ہونے والی عیسائی مدد کو روک دیا، چنانچہ انگریزوں کا قتل عام شروع ہو گیا، بیس ہزار سے زیادہ عیسائی مارے گئے۔

کھانے کی تنگی: مصری فوج کے ساتھ ہی موصل کی فوج کا قیام تھا، انکا حکمران علاء الدین خوارزم شاہ بن عزالدین مسعود تھا ان کے پاس اگرچہ خوراک کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا لیکن سلطان صلاح الدین نے ان کو لڑنے کا حکم دیا، اسی دوران جرمنوں کے بادشاہ کی موت کی خبر سلطان کو ملی اور یہ بھی پتہ چلا کہ ان میں زبردست اختلاف پیدا ہو چکا ہے، اس اطلاع سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی کیونکہ اس سے عیسائیوں کی حوصلہ شکنی ہوئی تھی۔

انگریزوں کی کمک: ادھر دودن بعد سمندری راستے سے بذریعہ کندھری انگریزوں کی مدد آگئی، یہ اپنے باپ کی طرف سے افرینس کے بادشاہ کا بھتیجا اور انگلستان کے بادشاہ کا بھانجہ تھا۔ اس نے انگریزوں کو خوب مال و دولت دیا، اور بہت سے دستوں میں تقسیم کرنے کے بعد مزید مددگار فوج بھیجنے کا وعدہ بھی کیا۔ لہذا عیسائی نئے سرے سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

ادھر سلطان صلاح الدین نے میدان جنگ میں لاشوں کی کثرت، بدبو اور وبا کی وجہ سے میدان جنگ چھوڑ کر سخت زمین کی طرف منتقل ہو گیا جب کہ دوسری طرف کندھری نے واپس پہنچتے ہی حقیقی اور قلعہ شکن آلات تیار کروائے اور عکا کی طرف نصب کروادے لیکن اہل عکا نے عیسائیوں کو قتل کر کے یہ سارے آلات اپنے ساتھ لے گئے اسی وجہ سے یہ اس کے بعد ایسے آلات نصب نہ کر سکا، آخر اس نے ایک بہت بڑی مٹی کا ٹیلہ بنوایا اور اس کے پیچھے حقیقی اور قلعہ شکن آلات نصب کروائے لیکن اس وقت حالات بہت خراب ہو چکے تھے اور خوراک بھی ختم ہونے والی تھی۔

خوراک و رسید کی فراہمی: چنانچہ سلطان نے اسکندریہ اور بیروت کو خوراک کی فراہمی کے لئے کہا لہذا انہوں نے خوراک اور سامان رسد کے جہاز بھر کر بھجوائے اور ان جہازوں پر صلیبیں لگا دیں تاکہ عیسائی دھوکہ کھا جائیں، لہذا خوراک کے جہاز کامیابی سے بندرگاہ تک پہنچ گئے۔

پوپ کا پیغام: ادھر عیسائی بھی غافل نہ تھے، ان کی ایک ملکہ ایک ہزار سپاہی اور بہت سے جہاز و کشتیاں بے ریسائیوں کی مدد کے

آپہنچیں، یہ اتنا ساز و سامان لائی تھی کہ اسکندریہ کا سمندر بھر گیا۔

ادھر رومی جہج کے سب سے بڑے پوپ نے ان عیسائیوں کو پیغام بھجوایا کہ آپ لوگ صبر و استقامت کے ساتھ جنگ رتے رہیں یونہی عنقریب آپ کو مزید مدد پہنچائی جائے گی وہ مختلف عیسائیوں اور بادشاہوں کو بھی ان کی مدد کے لئے تیار کر رہا ہے۔ لہذا یہ پیغام سن کر عیسائیوں کے حوصلے اور بڑھ گئے۔ لہذا انہوں نے نئے سرے سے عکا کے محاصرہ کے لئے ایک لشکر تیار کر کے بھیجا اور ۱۱۱۱ شوال کو حملہ آور ہوئے۔ سلطان اپنا جنگی ساز و سامان لیحون نامی جگہ بھجوا چکا تھا جو عکا سے تین فرسخ دور ہے، اس کے بعد سلطان نے بھی نئے سرے سے جنگ کی صفیں سیدھی کیں۔

سلطانی انتظام سلطان کے تینوں بیٹے یعنی الفضل علی، الظاہر غازی اور الظاہر خضر کلب لشکر میں، جب کہ اس کا بھائی ملک عادل اپنی اور مصری فوج کے ساتھ میمنہ میں اور سنجار کا حکمران عماد الدین، حماة کا حکمران نقی الدین اور الجزیرہ کا حکمران ابن عمر معز الدین بنجر شاہ میسرہ میں تھے، جب کہ سہان خود ایک چھوٹے سے خیمہ میں اونچے نیچے پر اپنی فوج کی نگرانی کر رہا تھا۔

انگریزوں نے وہاں پہنچ کر مسلمانوں کی بڑی تعداد دیکھ کر خندقیں چھوڑنے پر اظہارِ ندامت کیا۔ لہذا رات وہیں گزر کر صبح خیموں کی طرف واپس چلے گئے مسلمانوں کے ہر اول دستے نے ان کا تعاقب کر کے انہیں اپنے خندقوں میں محصور رہنے پر مجبور کر دیا۔

آخر کار ۲۳ شوال کو مسلمانوں نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو کمین گاہوں میں چھپا دیا اور خود عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے، عیسائی چار سو سپاہی بے کرمق بلہ کے لئے آئے، مسلمان پسپا ہوئے، انگریز جوش میں آگے بڑھے یہاں تک کہ مسلمانوں کی کمین گاہیں آگئیں اچانک مسلمانوں کا لشکر نکل آیا اور ان کا صفایا شروع کر دیا، اس کے بعد ان میں سے ایک بھی جان نہیں ہوسکا۔

خوراک کی کمی: انگریزوں کے پاس خوراک بہت کم رہ گئی تھی لہذا امنگائی بھی بڑھ گئی تھی لہذا صورتِ کرنسی کے لحاظ سے غنہ کی ایک بوری کی قیمت سودینا تک ہو گئی تھی اور یہ بھی دور دور سے حاصل کیا جاتا تھا، مثلاً بیروت سے اس کے حکمران اسامہ کے ذریعے، صیدا سے اس کے نائب حکمران سیف الدین علی بن احمد المشطوب کے ذریعے فراہم کیا جاتا تھا، اس کے علاوہ عسقلان وغیرہ بھی اس کے مراکز تھے لیکن سردیوں کے موسم اور سمندری طوفان کی وجہ سے جہازوں کی آمد و رفت رک گئی لہذا انگریزوں کی حالت اور خراب ہو گئی، آخر سردیوں میں عیسائیوں نے حسب معمول اپنے جہازوں پر ہی میں کھڑے کر دیئے اور پھر عکا کا سمندری راستہ سامنے آ گیا۔

لشکروں کی تبدیلی: ... اہل عکا نے صورت حال کی اطلاع سلطان کو دی، وہاں موجود امیر حسام الدین ابوالہیجاہ اسمین بھی جنگوں سے تنگ چکا تھا، لہذا سلطان نے وہاں دوسرے امیر کو بھیجا اور اس لشکر کی جگہ دوسرا تازہ دم لشکر بھیجا اور اپنے بھائی ملک عادل کو انتظام سنبھالنے کا کہہ ہذا وہ سمندر میں کوہ حیفہ چلا گیا، وہاں کشتیوں اور جہازوں کو جمع کر کے تھوڑا تھوڑا کر کے ایک دستے کے بدلے دوسرا دستہ بھیجتا رہا، یوں ساٹھ کے بجائے صرف بیس افسران وہاں پہنچے، چونکہ وہ اپنے گھریا پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ لہذا سلطان کے عیسائی ملازموں کو ان کی دیکھ بھال اور اخراجات کی فراہمی کا حکم ہوا اور یوں فوج کی بڑی تعداد عکا جا پہنچی۔

زین الدین کی وفات: ... سردیوں کے بعد انگریز جہاز واپس چلے گئے، لیکن بہر حال عیسائیوں کی طاقت ختم ہو چکی تھی اس لئے وہ عکا کے حالات سے بے خبر تھے جب کہ عکا پہنچنے والے مسلمان حکمرانوں میں (۱) سیف الدین علی بن احمد المشطوب (۲) قبیلہ اسدیہ کے سردار عز الدین ارسلان (۳) ابن جادلی وغیرہ شامل تھے، یہ حکمران ۵۸ھ کے شروع میں عکا پہنچے۔

اربل کے حکمران زین الدین یوسف بن زین الدین نے چونکہ سلطان صلاح الدین کی اطاعت قبول کر لی تھی لہذا وہ عکا کی جنگ میں بھی شریک ہوا تھا، اسی دوران یہ بیمار ہو گیا اور آخر کار ۱۸ رمضان میں اس کی وفات ہو گئی اس کا بھائی مظفر الدین کو کبریٰ روہا اور حران کا حکمران تھا، زین الدین کی وفات کے بعد اس کے کسی سردار نے اربل وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان سے درخواست کی کہ اگر اسے باقاعدہ اربل کا حکمران تسلیم کر دیا جائے تو وہ روہا اور حران سے دست بردار ہو جائیگا۔ لہذا سلطان نے اس کو نہ صرف اربل کا علاقہ دیدیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ پورا شہر زور اور دار بند اسریلی

(جسے قحیق بھی کہتے ہیں) بھی اس کو دیدیے۔

اہل اربل کی خط و کتابت: اہل اربل چونکہ سلطان سے خوفزدہ تھے، لہذا انہوں نے موصل کے حکمران مجاہد الدین سے خط و کتابت کی جسے عزالدین ایک مرتبہ قید کر کے رہا کر چکا تھا، اس نے مجاہد الدین کے پاس اپنا ایک جاسوس بھی بٹھارکھا تھا جو نہ صرف مجاہد کی نگرانی کرتا تھا بلکہ اکثر اس کی مخالفت بھی کیا کرتا تھا، لہذا اس کی مخالفت کی ڈر سے مجاہد الدین نے کوئی دخل اندازی نہ کی اور زین الدین کا بھائی مظفر الدین اربل حکمران بن گیا اور اس کی حکومت پختہ ہوگئی۔

تقی الدین کی حکومت رہا اور حران سے مظفر الدین کی دست بردار ہونے کے بعد سلطان نے ان علاقوں کا حکمران اپنے بھتیجے تقی الدین عمر کو بنادیا، یہ پہلے ہی دیار بکر میں میافارقین، حماة اور اس طرف کے شامی علاقوں کا حکمران تھا، لہذا اس نے سلطان کی ہدایت کے مطابق ان میں سے کچھ علاقے اپنی فوج کو جاگیر کے طور پر دیدیے تاکہ عیسائیوں سے جنگ کے دوران مدد مل سکے۔

یہاں پہنچتے ہی تقی الدین نے یہاں کے انتظامات ٹھیک کئے اور میافارقین چلا گیا، آس پاس کے شہروں کو فتح کرنے کی خواہش میں دیار بکر کے ایک محل نامی شہر پر حملہ کیا، خلاط کے حکمران سیف الدین بکتر اپنی فوج لے کر اس کے مقابلہ میں آیا لیکن اس کو شکست ہوگئی اور تقی الدین نے اس کے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

محاصرے میں ناکامی: پھر سیف الدین بکتر نے سلطان شاکرین کے وزیر مجد الدین بن رستق کو گرفتار کر لیا اور ایک قلعہ میں قید کر دیا جنگ میں شکست ہوتے ہی اس نے قلعہ کے نگران کو خط لکھا کہ وزیر کو قتل کر دے، لیکن نگران کو خط اس وقت ملا جب تقی الدین قلعہ کا محاصرہ کر چکا تھا، لہذا قلعہ فتح کرتے ہی تقی الدین نے ابن رستق کو رہا کر دیا، رہا ہوتے ہی ابن رستق نے خلاط پہنچ کر محاصرہ کر لیا یہاں سے ناکامی کے بعد ملاز گرد جا کر محاصرہ کر لیا، چونکہ محاصرہ بہت سخت تھا لہذا اہل ملاز گرد نے ہتھیار ڈالنے کے لئے ایک وقت مقرر کیا، اس دوران ابن رستق بیمار ہو گیا اور شہر پر قبضہ کا وقت آنے سے دو دن پہلے اس کا انتقال ہو گیا، اس کا بیٹا سے میافارقین لے آیا اور یہاں اس کی تدفین ہوئی جب کہ خلاط میں بکتر کی حکومت مضبوط ہوگئی۔

عیسائیوں کی کمک: ..... انہی دنوں عکا کا محاصرہ کرنے والے عیسائیوں کو کمک ملنا شروع ہوگئی تھی، لہذا امدد لے کر سب سے پہلے فرانس کا بادشاہ پہنچا، یہ بہت مشہور اور طاقتور بادشاہ تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ عیسائیوں کا اصل بادشاہ یہی تھا تو غلط نہ ہوگا، یہ ۱۲ ربيع الاول ۵۸۴ھ میں عیسائی سپاہیوں اور ہتھیاروں سے بھرے ہوئے چھ بڑے بحری جہاز لے کر پہنچا تھا اس نے آتے ہی جنگ کی قیادت کو سنبھال لیا، لہذا عیسائی نئے سرے سے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔

بحری حملہ کی تیاری: سلطان ان حالات سے غافل نہ تھا، اور اس وقت انگریزوں کے خیموں کے قریب معمر عمر نامی جگہ پر موجود تھا، اور صبح سویرے جنگ کرنے کے خلاف تھا، بہر حال عیسائیوں کے بیڑوں کو مصروف رکھنے کے لئے سلطان نے بیروت میں موجود اسامہ کو کھاکو وہاں سے اپنا بحری بیڑہ روانہ کرے، لہذا اس نے وہاں سے اپنے جہاز بھیجے، راستے میں ان کو انگلستان کے بادشاہ کے پانچ جہاز ملے جو قبرص (SYPRUS) قبضہ کرنے کے لئے اس جزیرہ پر موجود تھا، مسلمان بحری فوج نے ان پانچوں جہازوں پر مال و اسباب سمیت قبضہ کر لیا، اس کے علاوہ دوسرے بادشاہوں کو بھی سلطان نے اسی قسم کی ہدایات دیں لہذا عکا کی بندرگاہ مسلمانوں کے بحری اور جنگی جہازوں سے بھر گئی۔

عکا پر حملہ: عیسائیوں نے عکا پر حملے شروع کر دیئے تھے اس کے علاوہ ۴ جمادی الاولیٰ کو انہوں نے منجیقین اور قلعہ شکن آلات بھی نصب کر دیئے، چونکہ سلطان ان سے جنگ کرنے کیلئے ان کے بہت قریب ہو گیا تھا، لہذا اہل شہر پر ان کا دباؤ کچھ کم ہو گیا، لیکن اسی دوران انگلستان کے بادشاہ نے نہ صرف قبرص کو فتح کر لیا بلکہ وہاں کے حکمران کو بھی معزول کر دیا اور وہاں سے مال و اسباب اور سپاہیوں سے بھرے ہوئے پچیس جہاز لے کر ۱۵ رجب کو انگریزوں کی مدد کو آ پہنچا راستے میں آتے ہوئے ان کو مسلمانوں کا ایک جہاز ملا، مسلمان سپاہیوں نے انگریزوں سے جنگ کی، لیکن



کامیابی کی کوئی صورت نہ دیکھ کر جہاز کے کپتان نے جہاز کو آگ لگا دی تاکہ انگریز ان کے جہاز اور مال و اسباب پر قبضہ نہ کر سکیں۔ لہذا یہ جہاز جل کر تباہ ہو گیا اور ڈوب گیا۔

دوسری طرف انگریزوں نے منجنيقوں وغیرہ کے ساتھ عکا پر حملہ کیا، ان کے بعض آلات تو مسلمانوں نے جل دیئے اور بعض اپنے ساتھ لے گئے، انگریز واپس بھاگ گئے تاکہ وہاں پہنچ کر مٹی کے ٹیلے بنائیں اور منجنيقوں سے حملے کریں، اسمیں انہیں کامیابی ہوئی جس کی وجہ سے اہل عکا سخت خطرہ میں گھر گئے۔

اہل عکا کی شکست: ادھر اہل عکا ویسے ہی محاصروں سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ لہذا وہاں کے امیر سیف الدین بن علی بن حمد اہل عکا کی مشغوبہ فرانس کے بادشاہ کے پاس گیا اور اہل عکا کے لئے پناہ طلب کی لیکن اس نے انکار کر دیا، ادھر عز الدین ارسل الاسدی، ابن عز الدین جوی، اور سنقرار جانی بھی اپنی اپنی فوج لے کر واپس چلے گئے لہذا اہل عکا کے حوصلے بالکل پست ہو گئے۔

دوسری طرف انگریزوں نے صلاح الدین سے کہا کہ شہر ان کے حوالے کر دیا جائے چنانچہ سلطان صلاح الدین (۱) تمام اہل عکا کو امن دینے، (۲) ان کی تعداد کے برابر قیدیوں کو رہا کرنے (۳) بیت المقدس سے چھینی ہوئی ان کی صلیب واپس کرنے کی شرط پر شہر انگریزوں کے حوالے کرنے پر تیار ہو گیا، لیکن انگریزوں نے یہ شرائط قبول نہ کیں چنانچہ سلطان صلاح الدین نے عکا کے رہنے والے مسلمانوں کو ہدایت دیں کہ سب لوگ جمع ہو کر شہر خالی کریں اور ان کے پیچھے سے نکلیں تاکہ دشمن سے محفوظ رہ سکیں۔

عکا پر عیسائیوں کا قبضہ: ... اگلے دن صبح کے وقت انگریزوں نے عکا پر حملہ کر دیا، مسلمانوں نے امن کے سفید جھنڈے ہرائے، عکا کے میر المشغوب نے ان کو پیغام بھجوایا کہ وہ نہ صرف ان کے پانچ سو قیدی رہا کریگا بلکہ ان کو دو لاکھ دینار بھی دیگا، اس کے علاوہ ان کی صلیب بھی واپس کی جائیگی اور صورت کے حکمران کو چودہ ہزار دینار بھی ادا کریگا، انگریزوں نے دو مہینے کی مدت مقرر کر کے یہ شرائط منظور کر لیں، لہذا مسلمانوں نے شہر ان کے حوالے کر دیا، لیکن انگریزوں نے غداری کی اور انہیں مال و دولت، صلیب اور قیدیوں کے عوض گرفتار کر لیا۔

چونکہ سلطان صلاح الدین خزانے کو رفاہ عامہ اور فلاح و بہبود کے کاموں میں کثرت سے خرچ کیا کرتا تھا۔ لہذا اس وقت خزانے میں اتنی رقم نہ تھی کہ انگریزوں کو جنگ کا تاوان ادا کیا جاسکے، چنانچہ اس نے ایک لاکھ دینار ادا کر کے اپنے نائب حکمران کو بھیج دیا تاکہ عیسائیوں کی فداویہ جماعت وعدہ شکنی اور غداری نہ ہونے کی ضمانت دے لیکن انگریزوں کے بادشاہ نے کہا کہ جب تم مال و دولت، قیدی اور صلیب ہمارے حوالے کر دو گے اور ہمارے یرغمالی بھی دیدو گے تو ہم تمہارے قیدیوں کو رہا کر دیں گے۔

عیسائیوں کی وعدہ شکنی: ادھر سلطان صلاح الدین فداویہ جماعت سے ان کے یرغمالیوں کے بارے میں ضمانت اور حلف اٹھوانے کا خواہشمند تھا لیکن وہ نہ مانے اور قیدیوں، صلیب اور ایک لاکھ دینار کے بدلے اپنے من مانے قیدی چھوڑنے کا کہتے رہے سلطان سمجھ گیا کہ یہ وعدہ شکنی کے درپے ہیں اور اس صورت میں یہ معمولی اور ناکارہ لوگوں کو رہا کریں گے، جب کہ افسروں اور سرداروں کی رہائی مشکل ہے، ان کے بدلے بھاری رقم کا مطالبہ کریں گے، لہذا سلطان ان کے مطالبات کے جواب میں خاموش رہا۔

قیدیوں کا قتل: رجب کے آخر میں انگریز جشن منانے کے لئے باہر نکلے مسلمانوں نے ان پر حملہ کرنا چاہا، لہذا جب مسلمان میدان جنگ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ عیسائیوں نے قیدیوں میں سے تمام اعوام اور معمولی افراد کو قتل کر دیا ہے اور بھاری رقم کی امید میں سرداروں اور فیسروں کو بدستور قید میں رکھا ہے اس صورت حال سے آگاہ ہو کر سلطان سخت پریشان ہوا لہذا اس مرتبہ سلطان کو وہ خزانہ بھی نکالنا پڑا جو عوام کی فداویہ جماعت کے لئے محفوظ رکھا تھا۔

عسقلان روانگی: عکا پر قبضے کے بعد صورت کا حکمران مارکوئیس انگلستان کے بادشاہ سے خوف زدہ ہو گیا، اور غداری کے ڈر سے صورت واپس چلا گیا جب کہ یہ ساری شعبان کے شروع میں عسقلان پر حملہ کے لئے روانہ ہوئے اور ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے رہے، یہ راستہ انہوں نے نہ چھوڑا۔

ادھر سلطان صلاح الدین نے اپنے بیٹے افضل، سیف الدین ابوزکوش اور عز الدین خردیک کو لشکر دے کر عیسائیوں کے قصب میں بھیجا۔ مسدود دستہ وقفہ وقفہ سے ان پر حملہ کرتا رہا اور ان کو گرفتار یا قتل کر دیا، اسی دوران افضل نے اپنے باپ سلطان صلاح الدین سے مدد منگی لیکن فوج اس پر تیار نہ تھی۔

جھڑپیں: عیسائیوں کے اس لشکر نے یافا پہنچ کر پڑاؤ ڈالا، اس کے ساتھ انگلستان کا بادشاہ بھی تھا، یہاں ان کی مدد کے لئے عکا سے فوج آ پہنچی جب کہ اسلامی لشکر بھی ان کے سامنے تھا پھر عیسائی لشکر نے قیصریہ کی طرف کوچ کیا، اسلامی لشکر بدستور پیچھے پیچھے تھا اور موقع ملتے ہی حملہ کرتا اور انہیں نقصان پہنچاتا تھا رات کے وقت مسلمانوں نے ان پر شب خون مارا اور بہت سوں کو گرفتار کیا اور قتل کر دیا۔

اسلامی لشکر کی شکست اور دوبارہ حملہ: اگلے دن عیسائی لشکر اسوف پہنچا، یہاں راستہ تنگ تھا اس لئے اسلامی لشکر ان سے پہلے پہنچ گیا اور عیسائیوں پر حملہ کر کے انہیں سمندر کی طرف بھگا دیا، لیکن پھر عیسائیوں نے پلٹ کر زبردست حملہ کیا مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کا دستہ لشکر کے قلب کی طرف بھاگ کھڑا ہوا جہاں سلطان خود بھی موجود تھا۔ اس کے بعد عیسائی لشکر یافا پہنچا اور اسے خالی پا کر اس پر قبضہ کر لیا، جب کہ سلطان اپنا ساز و سامان لے کر رملہ پہنچا اور وہاں سے عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے عسقلان جانا چاہا لیکن اراکین نے مخالفت کی اور کہا کہ انگریز وہاں بھی سخت مقابلہ کر کے ہم پر غلبہ نہ حاصل کر لیں اور عسقلان کے اسلحہ اور خوراک کے ذخائر کی وجہ سے مزید طاقتور نہ ہو جائیں۔ لیکن پھر بھی سلطان نے فوج کو عسقلان کی حفاظت کا حکم دیا لیکن فوج نہ مانی، چنانچہ سلطان نے فوج کو اپنے بھائی ملک عادل کی ماتحتی میں چھوڑا اور خود عسقلان کی حفاظت کے لئے روانہ ہوا، وہاں سلطان ۱۹ شعبان کو پہنچا اور پہنچتے ہی شہر کو تباہ و برباد کر دیا اور فصیلوں کے پتھر سمندر میں پھینکوا دیئے، شہر کے ساتھ ساتھ بے انتہا مال و اسباب بھی تباہ ہو گیا، جب عیسائیوں کو عسقلان کی تباہی کا علم ہوا تو انہوں نے عسقلان کا ارادہ ملتوی کر دیا اور یافا ہی میں ٹھہرے رہے۔ جب کہ صور کے حکمران مارکونیس نے بذریعہ خط انگلستان کے بادشاہ کو برا بھلا کہا کہ اگر انگلستان کا بادشاہ پہلے ہی سلطان صلاح الدین سے جنگ کر لیتا تو عسقلان کی تباہی کی نوبت نہیں آتی۔

بیت المقدس کی حفاظت: ..... عسقلان سے فارغ ہو کر سلطان بیت المقدس کی حفاظت کے لئے روانہ ہوا تا کہ وہاں ایسے انتظامات کئے جائیں کہ وہ محاصرے کے لئے تیار ہو جائے، جب کے اپنی فوجوں کو آرام کے غرض سے اپنے وطن واپسی کی اجازت بھی سلطان نے دیدی تھی۔ پھر ۸ رمضان کو وہ واپس میدان جنگ کی طرف چلا گیا، جب کہ انگریزوں نے یافا میں تعمیرات شروع کر دیں، یہ صورت حال دیکھ کر سلطان نظرون چلا گیا اور ۱۵ رمضان المبارک کو وہاں جا پہنچا۔

عیسائیوں کے ساتھ رشتہ داری: ... اسی دوران ملک عادل اور انگلستان کے بادشاہ کے درمیان سفیروں کی آمد و رفت شروع ہو گئی، انگلستان کا بادشاہ یہ چاہتا تھا کہ اگر عیسائیوں کی فداویہ جماعت راضی ہو جائے تو ملک عادل کی شادی اپنی بہن کے ساتھ کر دے اس صورت میں مسلمانوں کے ساحلی شہروں اور بیت المقدس پر ملک عادل کی جب کہ عکا اور عیسائیوں کے ساحلی شہروں پر عیسائیوں اور اس کی بہن کی حکومت سمندر کے پار تک ہوگی سلطان صلاح الدین اس پر راضی ہو گیا لیکن عیسائیوں کے پادریوں نے اس تجویز پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور انگلستان کے بادشاہ کی بہن کو اس عمل سے روک دیا، چنانچہ یہ رشتہ داری قائم نہ ہو سکی، جو کہ دراصل انگلستانی بادشاہ کا ایک دھوکہ تھا۔

بیت المقدس کی طرف روانگی: ... پھر ۳۳ ربیع الثانی کو انگریز بیت المقدس پر حملہ کرنے کے لئے یافا سے رملہ پہنچے، سلطان نے مصری فوجوں کو ابوالہیجا کی نگرانی میں چھوڑا جس سے مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوا، اور خود سلطان بیت المقدس چلا گیا، انگریز ۳۳ ربیع الثانی کو رملہ سے نظرون آ پہنچے، لہذا یہاں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جھڑپیں شروع ہو گئیں، ایک جھڑپ میں مسلمانوں نے انگریزوں کے پچاس سے زیادہ فوجی گرفتار کر لئے تھے۔

دوسری طرف سلطان نے بیت المقدس پہنچتے ہی فصیل کی تعمیر کروائی اور ٹوٹی ہوئی فصیل کی مرمت کروائی، اور خصوصاً اس جگہ کو اور مضبوط کروایا جہاں سے خود اس نے بیت المقدس کو فتح کیا تھا فصیلوں کے رخنے بند کروائے اور فصیلوں کے باہر خندقیں بھی کھدوائی۔ سلطان کو اس کام کی اتنی فکر تھی

کہ یہ کام اس نے اپنی اولاد اور دوستوں تک میں تقسیم کیے جب فیصلوں کے لئے پتھروں کی کمی ہوئی تو سلطان خود گھوڑے پر جاتا اور بتا کر اس کی دیکھا دیکھی باقی لشکر بھی اس کام میں مصروف رہا۔

برطانیوی بادشاہ کا فیصلہ: ... عیسائی فوجیں نظروں میں تھیں اور چونکہ مسلمانوں نے ان کی رسد وغیرہ روک رکھی تھی اس لئے عیسائی فوجیں بہت پریشان تھیں کیونکہ یہاں رملہ کی طرح رسد و کمک وغیرہ نہیں پہنچ رہی تھی، اسی دوران انگلستان کے بادشاہ نے بیت المقدس کا نقشہ منگوایا اور غور و فکر کرنا شروع کر دیا، نقشہ دیکھ کر اسے علم ہوا کہ بیت المقدس چاروں طرف سے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اور صرف شمالی سمت سے جانا ممکن ہے اور یہ راستہ بھی بہت گہرا ہے، لہذا انگلستان کے بادشاہ نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ اس شہر کا محاصرہ ناممکن ہے کیونکہ ہم ایک طرف سے محاصرہ کریں گے تو باقی اطراف سے محاصرہ نہ ہو سکے گا اور اگر دوطرف سے محاصرہ کریں گے تو مسلمان حملہ کر کے ہمارے ایک طرف کے لشکر کو تباہ کر دیں گے اور دوسری طرف کا لشکر اپنے محاذ کی تباہی کے خطرے کے پیش نظر دوسری طرف کے لشکر کی مدد کے لئے نہیں پہنچ سکے گا، اور اگر اپنے محاذ پر حفاظتی لشکر چھوڑ کر خود مدد کو جائیں گے تو فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے دوسرے لشکر کی تباہی سے پہلے پہنچ نہ سکیں گے، اس کے علاوہ سامان، رسد، کمک اور خوراک کی ویسے ہی بہت قلت ہے۔

عیسائی فوج نے اس کی تائید کی، لہذا عیسائی لشکر رملہ واپس آ گیا اور وہاں سے پھر محرم ۵۸۵ھ میں عسقلان جا کر وہاں نئی تعمیر شروع کر دی جب کہ انگلستان کا بادشاہ اسدای چوکیوں پر حملہ کرنے لگا، سلطان بھی بیت المقدس سے مختلف دستے بھیجتا، یہ دستے عیسائیوں پر حملہ آور ہوتے ان کی رسد و کمک کو روکتے اور ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیتے

مارکونیس کا قتل: ... اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے عیسائی بادشاہوں کو قتل کروانے کے لئے اسماعیلیوں کے سردار سنان سے رابطہ کیا ورس ہزار دینار کی پیش کش کی، لیکن چونکہ اسماعیلی کو یہ خطرہ تھا کہ سلطان ان کے خاتمے کے بعد اسماعیلیوں کی طرف متوجہ نہ ہو جائے، لہذا انہوں نے انگلستان کے بادشاہ کو قتل کرنے سے انکار کر دیا، البتہ مارکونیس کو قتل کرنے کی حامی بھری اور دو آدمی راہبوں کے بھیس میں صور پہنچے یہ لوگ رملہ اور صیدا کے حکمران ابن بارزان سے بھی ملے اور اچھے مہینے تک صور میں رہے، یہاں تک کہ مارکونیس ان سے مانوس ہو گیا، ایک صور کے بشب نے مارکونیس کو ہلایا تو انہوں نے مارکونیس پر حملہ کر دیا اور اسے شدید زخمی کر دیا، جب کہ دونوں میں سے ایک آدمی چرچ میں جا چھپا، اتفاق سے مارکونیس کو زخمی حالت میں اسی چرچ میں لے جایا گیا۔ لہذا اس اسماعیلی نے موقع ملنے ہی کام تمام کر دیا جب کہ صور میں یہ مشہور ہو گیا کہ اس کو انگلستان کے بادشاہ نے اس لئے قتل کروایا ہے کیونکہ وہ شام پر تنہا حکومت کرنے کا خواہشمند ہے۔

کندھری کی حکومت: مارکونیس کے بعد سمندر کی طرف سے آئے ہوئے عیسائیوں میں سے ایک شخص کندھری صور کا بادشاہ بن گیا یہ شخص فرانسیسی بادشاہ کا بھانجا اور برطانیوی بادشاہ کا بھتیجا تھا، لہذا اس نے اسی رات عیسائی ملکہ سے نکاح بھی کیا اور رخصتی بھی کر دی، اور برطانیوی بادشاہ کے جاتے ہی عکا اور آس پاس کے علاقوں کا حکمران بن گیا اور یہ حاکم ۵۹۴ھ میں چھت سے گر کر مرا۔

سلطانی خلعت: انگلستان کے بادشاہ کے جاتے ہی کندھری نے سلطان کے پاس صلح کا پیغام بھیجا تھا اور حکومت کی سند اور خلعت بھی مانگی تھی لہذا اسدای نے اس کی درخواست بخوشی قبول کی اور اس کو خلعت بھیج دی جسے اس نے عکا میں پہنا۔

تقی الدین کی وفات: بیت المقدس آتے ہی سلطان کو اپنے بھتیجے تقی الدین عمر کی وفات کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے مقبوضہ علاقوں حران، ہربا، دمیاط، میافارقین اور ازجان کا حکمران اس کا بیٹا ناصر الدین بن گیا۔

افضل کی حکومت: ناصر الدین نے اپنے باپ کے مقبوضہ علاقوں پر برقرار رہنے اور مزید علاقوں پر حکومت کرنے کی درخواست سلطان کی خدمت میں پیش کی لیکن اس کی کم عمری کی وجہ سے سلطان نے اس کی درخواست منظور نہ کی، اسی دوران سلطان کے بیٹے افضل نے ناصر الدین کے

مقبوضہ علاقوں پر حکومت کی درخواست دی، اور دمشق سے دست برداری کا اظہار کیا چنانچہ سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

عادل کی دخل اندازی: اس کے بعد سلطان نے مشرقی علاقوں کے حکمرانوں سے جو موصل، سنجا، الجزیرہ اور ربل میں تھے، خط و کتابت شروع کر دی اور خود بھی لشکر لے کر روانہ ہوا، چونکہ ناصر الدین جانتا تھا کہ وہ سلطان سے مقابلہ نہیں کر سکتا لہذا اس نے ملک عادل سے درخواست کی کہ سلطان سے کہہ کر اسے شام کی صرف ان علاقوں کی حکومت دی جائے جو اس کے باپ کے قبضے میں تھی اور وہ الجزیرہ کے علاقوں سے دست بردار ہوا چاہتا ہے، چنانچہ سلطان نے الجزیرہ کے علاقے اپنے بھائی عادل کے حوالے کر دیئے اور اسے کہا کہ افضل کو واپس بھیج دے۔ لہذا ملک عادل الجزیرہ کے علاقوں کی طرف چلا گیا، جاتے ہوئے حلب میں افضل سے ملا اور ان کو واپس بھیج دیا اور خود دریائے فرات عبور کر کے ناصر الدین کے چھوڑے ہوئے علاقوں پر قبضہ کر لیا، اور وہاں اپنے گورنر مقرر کئے اور ناصر الدین اور اس کی فوج کو سلطان کے پاس بیت المقدس بھیج دیا۔

عیسائیوں کی پیش قدمی: انگریز کو جیسے ہی اس بات کا علم ہوا کہ سلطان نے ساری فوج اپنے بھائی اور بیٹے کے درمیان تقسیم کر دی ہے اور اس کے پاس بیت المقدس میں صرف اس کا خصوصی دستہ ہے تو انہوں نے بیت المقدس پر حملہ کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے سلطان کے پاس جانے والے مصری لشکر پر حملہ کر دیا، اس لشکر کا سردار ملک عادل کا ماں شریک بھائی سلیمان تھا، عیسائیوں نے قتل عام شروع کر دیا، بڑی مشکل سے اس فوج نے انجیل کے پہاڑوں میں پہنچ کر جان بچائی۔

بیت المقدس پر حملہ:..... پھر یہ فوج داروم نامی علاقہ پر پہنچی اور اسے تباہ و برباد کر دیا، اس کے بعد ۹ جمادی الاولیٰ ۵۸۸ھ کو بیت المقدس سے دو فرسخ کے فاصلے پر موجود علاقہ بیت مویہ جا پہنچی، سلطان ان سے غافل نہ تھا چنانچہ اس نے فوراً شہر کے مختلف برجوں کو مختلف سرداروں کے حوالے کر دیا دسے تعینات کر دیئے، ادھر انگریز یہ دیکھ کر کہ بیت المقدس پر قبضہ ناممکن ہے واپس یا فافٹ ہوئے، ان کا تمام ساز و سامان اور خوراک پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا، دوسری طرف عیسائیوں کو ملک عادل اور افضل کے ماتحت فوجوں کی دمشق آمد کی اطلاع ملی تو عیسائی لشکر عکا آ گیا، یہاں سے انہوں نے بیروت کا محاصرہ کرنے کی کوشش کی، لیکن سلطان نے فوراً افضل کو حکم دیا کہ مشرقی فوجوں کو لے کر پہنچے۔ لہذا وہ اپنا لشکر لے کر مرج العین نامی جگہ جا پہنچا، اور عیسائی فوجیں عکا سے بھی باہر نہ آ سکیں۔

یافا کی فتح:..... اتنے میں حلب کی فوج بھی سلطان کے پاس پہنچ گئی چنانچہ سلطان نے یافا پر حملہ کر دیا اور محاصرے کے بعد احرار کو یافا فتح ہو گیا، اس کے بعد قلعہ کا محاصرہ کیا گیا، اہل قلعہ نے عکا سے مدد کی امید میں ایک دن کی مہلت مانگی جو انہیں مل گئی، لیکن اگلے دن انگلستان کا بادشاہ عکا سے مدد لے کر آ گیا اور جنگ کے لئے بڑھا لیکن مسلمانوں کو میدان جنگ میں نہ پا کر کھانا کھانے بیٹھ گیا اسی وقت سلطان نے حملے کا حکم دیا، لیکن حمد المشطوب کے بھائی الجناح نے سلطان سے کہا کہ ہم آگے بڑھ کر جنگ کر رہے ہوتے ہیں اور آپ کے غلام پیچھے سے سارا مال سمیٹ لیتے ہیں، یہ سن کر سلطان ناراض ہو گیا، اور میدان جنگ سے اپنے خیمے میں چلا گیا، اور افضل اور ملک عادل کے آتے ہی رملہ اور جنگ کے نتیجہ کا انتظار کرتا رہا جب کہ عیسائی لشکر یافا کے قریب تھے۔

صلح کی درخواست:..... چونکہ برطانوی بادشاہ کافی طویل عرصے سے اپنے ملک سے دور تھا اور پھر وہ ان ساحلی شہروں پر حکومت سے بھی مایوس ہو گیا تھا جن پر مسلمانوں کا قبضہ تھا لہذا اس نے سلطان سے صلح کی درخواست کی، سلطان نے اس کو برطانوی بادشاہ کا دھوکہ سمجھ کر خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا، لیکن دوسری مرتبہ برطانوی بادشاہ نے بہت منت سماجت کی اور اپنی سچائی کے ثبوت میں عسقلان، غزہ، داروم، اور رملہ میں اپنی تعمیرات بھی رکوا دیں اور سلطان کے بھائی ملک عادل کو اپنا سفارتی بنا دیا۔

ملک عادل اور دیگر اراکین کی سفارش:..... لہذا ملک عادل نے برطانوی بادشاہ کی سفارش کی اور کہا کہ اس وقت صلح کرنا بہتر ہے، کیونکہ ہماری فوج بھی مسلسل جنگ سے تنگ آ چکی ہے اور تمام اخراجات، جانور، اسلحہ، ساز و سامان وغیرہ ختم ہوتے جا رہے ہیں اور اس کے علاوہ برطانوی بادشاہ بھی واپس اپنے ملک واپس جا رہا ہے۔ اگر سردیوں سے پہلے صلح نہ ہوئی تو سمندری سفر ناممکن ہو جائیگا اور اسے ایک سال مزید یہاں گزرنا پڑیگا

، سلطان کے راہنما حکومت نے بھی اس کی تائید کی۔

صلح چنانچہ سلطان نے سفارش منظور کر لی اور ۲۰ شعبان ۵۸۸ھ میں ۴۴ مہینوں کے لئے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو، دونوں طرف سے صف ٹھہرایا گیا اور صلح ہو گئی اس کے بعد سلطان نے عیسائیوں کو بیت المقدس کی زیارت کی اجازت دے دی، جب کہ برطانوی بادشاہ ہنری چہم ہنری اپنے ملک واپس چلا گیا جب کہ وہاں موجود ساحلی عیسائیوں کا بادشاہ کندھری بن گیا اور ملکہ سے شادی کر لی، سلطان نے بھی اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا، جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

نئی تعمیر ان معاملات سے فارغ ہو کر سلطان بیت المقدس پہنچا اور یہاں کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہو گیا، شہر کی فصیلوں کو درست کروا، فصیلوں سے باہر موجود صیہون کے چرچ کو بھی شہر میں شامل کر لیا، مدرسے، ہسپتال اور مسافر خانے بنوائے اور ان کی آمدنی اور اخراجات کے لئے وقف مقرر کئے۔

اس کے بعد سلطان نے حج کا ارادہ کیا لیکن مصروفیت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا۔ لہذا ۵۱ ر شوال کو دمشق کی طرف روانہ ہوا، وہاں نور الدین کے زرد کردہ غلام خردیک کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے بعد نابلس، طبریہ اور صغدا سے ہوتا ہوا بیروت جا پہنچا یہاں اس کے پاس اٹھ کیمہ کے حکمران اسمند آیا اور اطاعت کا اظہار کیا، پھر ۲۵ ر شوال کو سلطان دمشق جا پہنچا، دمشق پہنچتے ہی مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

بھائی اور بیٹے سے مشورہ: عیسائیوں کے ساتھ چونکہ جنگ بندی کا معاہدہ ہو چکا تھا اور ان کے حوصلے ویسے بھی پست ہو چکے تھے۔ لہذا سلطان نے دمشق پہنچ کر کچھ عرصہ آرام کیا اور اپنے بھائی عادل اور بیٹے افضل سے دوبارہ مشوروں میں مصروف ہو گیا، عادل سے چونکہ سلطان وعدہ کر چکا تھا کہ خلاط فتح ہوتے ہی اس کے حوالے کر دیگا۔ لہذا ملک عادل نے خلاط کے فتح کا مشورہ دیا، جب کہ افضل نے یہ مشورہ دیا کہ چونکہ رومی علاقوں پر حملہ آسان ہے اور پھر انگریز فوج جب بھی حملہ کرتی ہے تو اسی راستے سے آتی ہے لہذا پہلے قلیج ارسلان کے رومی علاقوں کو فتح کرنا چاہیے۔

سلطان کا فیصلہ: دونوں کے مشورے سن کر سلطان نے ملک عادل سے کہا کہ تم میرے بیٹوں اور لشکر کو لے کر خلاط کی طرف روانہ ہو جاؤ جب کہ میں رومی علاقوں کی طرف جاتا ہوں، وہاں سے فراغت کے بعد میں تمہارے پاس آؤں بائجان آ جاؤں گا اور اس کے بعد ہم بھی علاقوں کی طرف بڑھیں گے، اس کے علاوہ سلطان نے اس کو اس کے علاقے الکرك جا کر تیاری کا حکم دیا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

سلطان صلاح الدین کی وفات: ملک عادل کے روانہ ہوتے ہی سلطان صلاح الدین بیمار ہو گیا اور آخر کار صفر ۵۸۹ھ میں سلطان صلاح الدین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، اگر مصر کی شروع کی حکومت بھی ملائی جائے تو اس نے کل پچیس سال حکومت کی۔

نئے حکمران: سلطان کی وفات کے بعد چونکہ افضل اور اس کی فوج دمشق ہی میں موجود تھی۔ لہذا افضل نے دمشق، شام کے ساحل، بعلبک، صرخہ، بصری، بانیس، شوش اور آس پاس کے علاقوں پر داروم تک قبضہ کر لیا، جب کہ سلطان کا دوسرا بیٹا عثمان العزیز مصر میں تھا لہذا اس نے مصر پر قبضہ کر لیا، جب کہ سلطان کا تیسرا بیٹا غازی الظاہر حلب کا حکمران تھا۔ لہذا اس نے حلب اور اس کے آس پاس کے علاقوں حارم، تل بشار، اعزاز، برزہ اور درہساک وغیرہ پر قبضہ کر لیا، جب کہ حماة کے حکمران ناصر الدین محمد بن محمد بن شیر کوہ نے اس کی اطاعت کا اظہار کیا، یہ حمہ کے علاوہ سہمیہ، امعراہ اور منج کے علاقوں کا حکمران تھا۔

اس کے علاوہ رجب، جمص اور تدمر کا حکمران ابن محمد بن شیر کوہ نے بھی اس کی اطاعت کا اظہار کیا، بعلبک کے حکمران کا نام بہر مشاہد بن فرخ شاہ بن شہنشاہ تھا اور بصری کے حکمران کا نام الظاہر بن صلاح الدین تھا، ان دونوں کا لقب الامجد تھا، ظاہر اپنے بھائی افضل کے ساتھ تھا جب کہ شیر کوہ کا حکمران سابق الدین بن عثمان بن الدایہ تھا۔

عزالدین کا حملہ: ان سب کے علاوہ الکرك اور شوبک کا حکمران سلطان کا بھائی ملک عادل تھا، سلطان کی وفات کی خبر ملتے ہی وہ الکرك میں ہی ٹھہر گیا، افضل نے اسے دمشق بلوایا لیکن ملک عادل خاموش رہا، اسی دوران اس کے بھتیجے اور مصر کے حکمران عثمان العزیز نے اسے اطلاع بھیجی کہ۔

موصل کا حکمران عزالدین آپ کے علاقوں پر حملہ کرنے کے لئے الجزیرہ کی طرف روانہ ہو گیا ہے، اس کے علاوہ اس نے امداد کا بھی وعدہ کیا۔ لیکن قسطنطنیہ نے ملک عادل سے کہا کہ وہ دمشق جائے اور افضل کے ساتھ معاہدہ کر لے کیونکہ وہ عثمان العزیز کے پاس مصر جانے والا ہے۔

دمشق روانگی: چونکہ ملک عادل کو اس موقع پر کچھ شبہ تھا لہذا ملک عادل افضل کے پاس دمشق جا پہنچا، افضل بہت اچھے طریقے سے پیش آیا اور موصل کے حکمران عزالدین کے حملے کو روکنے کے لئے نہ صرف خود فوج تیار کر کے دی بلکہ حمص اور حماہ کے حکمرانوں کو بھی کہا کہ ملک عادل کی مدد کرو، چنانچہ انہوں نے بھی امدادی لشکر بھیجے۔ لہذا ملک عادل یہ تمام افواج لے کر دریاے فرات کو پار کر کے واپس اپنے علاقے میں جا پہنچی اور رہا کے سس پاس پڑاؤ ڈالا۔

نئی اطلاعات: ادھر موصل کے حکمران عزالدین بن مودود نے سلطان صلاح الدین کی وفات کی اطلاع ملتے ہی ملک عادل کے علاقوں حران اور رہا پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن اس کے نائب مجاہد الدین قائمان نے نہ صرف اس کو اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی بلکہ اسے مدد بھی کی، اسی دوران یہ اطلاع آئی کہ ملک عادل کے تعلقات اپنے بھتیجے سے بہت اچھے ہیں، ابھی اس اطلاع پر غور و فکر جاری تھا کہ یہ اطلاع ملی کہ ملک عادل حران پہنچ چکا ہے اور پھر یہ اطلاع ملی کہ سلطان کے بعد ملک افضل بادشاہ بن گیا ہے اور رعایا نے اس کی اطاعت بھی قبول کر دی ہے۔

نصیبین کے حکمران کی وفات: ... چنانچہ عزالدین نے سنجا اور مار دین کے حکمرانوں سے مدد طلب کی، اس کا بھائی نصیبین کا حکمران امدادی لشکر لے کر آیا اور اس کے ساتھ رہا تک گیا لیکن راستے میں بیمار ہو گیا اور واپس موصل آ گیا اور یکم رجب کو اس کا وہاں انتقال ہو گیا، جب کہ دوسری طرف الجزیرہ میں ملک عادل کی حکومت جم گئی اور کسی نے بھی مخالفت نہیں کی۔

عثمان العزیز کی دمشق روانگی: جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ سلطان کا دوسرا بیٹا عثمان العزیز مصر کا حکمران بن گیا تھا، جب کہ سلطان کے آزاد کردہ غلام افضل کے مخالف تھے، اس مخالف گروپ کے سردار چہار کس اور قراجا تھے، چونکہ یہ لوگ افضل کے دشمن اور کردی سردار اور شیر کوہ س کے حمایتی تھے، لہذا یہ مخالف گروپ عثمان العزیز کو نہ صرف افضل کے حمایتیوں کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے بلکہ خود عثمان العزیز کو افضل سے ڈرتے رہتے تھے، اس لئے انہوں نے عثمان کو اس بات پر تیار کیا کہ وہ دمشق پر قبضہ کر لے چنانچہ ۵۹۰ھ میں عثمان دمشق جا پہنچا اور افضل کو لکھا کہ وہ اس وقت اپنے چچا ملک عادل کی مدد کے لئے الجزیرہ پہنچا ہوا تھا۔

عثمان کی ناکامی: چونکہ افضل کے ساتھ حلب کا حکمران غازی الظاہر بن صلاح الدین، حماہ کا حکمران ناصر الدین محمد بن تقی الدین ورمص کا حکمران شیر کوہ بن محمد بن شیر کوہ بھی تھا جب کہ مقابلہ پر موصل کے حکمران عزالدین بن مودود کا لشکر تھا لیکن جب ان کو عثمان کے حملہ کا علم ہوا تو یہ سب افضل کی مدد کے لئے دمشق پہنچے، یہ صورت حال دیکھ کر عثمان اپنا مقصد پورا نہ کر سکا۔

صلح: چنانچہ اس کے بعد ان سب بھائیوں میں صلح ہو گئی اور صلح میں یہ طے پایا کہ بیت المقدس اور فلسطین کی حکومت عثمان العزیز کے ہاتھ میں ہو گی، جب کہ جبلہ اور لاذقیہ پر حلب کا حکمران الظاہر کی حکومت ہوگی، افضل کے پاس دمشق طبریہ اور غور کا علاقہ ہوگا اور ملک عادل مصر میں رہیگا اور عثمان العزیز کی حکومت کا انتظام بھی دیکھے گا، اس کے بعد سب لوگ اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہو گئے۔

دوبارہ حملہ: مصر واپس آنے کے کچھ ہی عرصے بعد مخالف گروپ کے لوگوں نے دوبارہ عثمان العزیز کو بھڑکانا شروع کر دیا چنانچہ ۵۹۱ھ میں وہ دوبارہ دمشق کے محاصرے کے لئے روانہ ہوا۔ اس کی آمد کی اطلاع ملتے ہی افضل قلعہ بھیر ملک عادل کے پاس پہنچا اور مدد حاصل کی، پھر حلب میں الظاہر غازی کے پاس گیا اور مدد حاصل کر کے دمشق آیا جہاں ملک عادل پہنچ چکا تھا، یہاں ان دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ دمشق کے بجائے مصری مدد افضل کے حوالے کر دیا جائے اور دمشق پر عادل کی حکومت ہو۔

افضل کی کامیابی: عثمان العزیز دمشق کے قریب تو پہنچ چکا تھا لیکن اس کی کرفوج اور شیر کوہ کے آزاد کردہ غلام افضل کے حامی تھے، اس گروپ کے



سردار ابو رکوش اور کردوں کا سردار ابو الہیجا تھے۔ یہ خفیہ طریقہ سے افضل کے پاس پہنچے اور اسے عثمان العزیز کا مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنے لگے، لہذا اس طرف سے جب افضل اور عادل اپنا لشکر لے کر نکلے تو کرد اور غلاموں کی فوج اس کے ساتھ مل گئی۔ لہذا عثمان العزیز میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

**ملک عادل کی ناجاتی۔** افضل نے ملک عادل کو بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا اس کے بعد یہ دونوں عثمان العزیز کے پیچھے پیچھے مصر کی طرف روانہ ہوئے، تمام فوجیں چونکہ افضل کے ساتھ تھیں، لہذا ملک عادل کو شک ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ افضل معاہدہ کی خلاف ورزی کرے اور دمشق کی حکومت مجھے نہ دے لہذا اس نے عثمان کو پیغام بھجوایا کہ وہ ثابت قدم رہے اور کسی فوجی چھاؤنی میں قیام کرے، وہ (یعنی ملک عادل) نہ صرف اس کی حمایت کریگا بلکہ افضل کو جنگ سے بھی روکے گا اور بلقیس میں جنگ نہ کرنے دے گا۔ چنانچہ عثمان نے یہاں سلطان کے غلاموں کی فوج کو فخر الدین چہارکس کی سربراہی میں کیا، افضل ان سے مقابلہ کرنے لگا تو عادل نے اسے منع کر دیا اور کہا کہ اگر تم نے لڑ کر مصر فتح کر لیا تو کافروں کے دل سے مسلمانوں کا رعب ختم ہو جائیگا اور دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے گا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپس میں ہی جنگ نہ کی جائے۔

**قاضی فاضل۔** دھرم ملک عادل نے خفیہ طریقہ سے عثمان العزیز کو پیغام بھجوایا کہ معاہدہ کے لئے قاضی فاضل کو بھیجے چونکہ سلطان خود بھی ان کا بہت احترام کرتا تھا، لہذا کوئی ان کے فیصلے کو رد نہیں کرے گا۔ لہذا قاضی فاضل ان کے پاس پہنچے اور یہ معاہدہ طے پایا کہ افضل کی حکومت میں بیت المقدس، صبریہ، فلسطین اور اردن کے علاقے شامل رہیں گے جب کہ عادل بدستور مصر میں رہے اور عثمان کی حکومت کی دیکھ بھال کریگا، چنانچہ دونوں گروپوں نے اس پر صاف ٹھہرایا اور افضل واپس دمشق چلا گیا اور عادل مصر میں عثمان کے پاس چلا گیا۔

سہ بارہ حملہ:۔ اب عثمان العزیز ملک عادل کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں کہ وہ افضل سے دمشق کی حکومت لے کر عثمان کے حوالے کر دے جب کہ صلب کا حکمران انطاکیہ افضل کو عادل کے پاس رہنے سے منع کرتا تھا بلکہ اسے اپنے سے دور رکھنے پر اصرار بھی کرتا تھا۔

بہر حال ملک عادل اور عثمان العزیز دمشق پر تیسری مرتبہ قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور محاصرہ کر لیا اس کے علاوہ انہوں نے افضل سے سردار ابو غالب حمص کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا، یہ افضل کا معتمد بھی تھا اور اس پر افضل کے بہت سارے احسانات بھی تھے لیکن پھر بھی اس نے ۲۷ رجب ۵۹۲ھ کو شرم کے وقت مشرقی سمت کا دروازہ ملک عادل اور عثمان کی فوج کے لئے کھول دیا، چنانچہ عادل دمشق میں داخل ہو گیا جب کہ عثمان العزیز میدان اخضر میں رکا رہا۔ افضل نے اس کے ساتھ ملاقات کی اور پھر شیر کوہ کے گھر گیا، انہوں نے فوج کے ڈر سے صلح کرنی، افضل کو واپس بھیج دیا اور خود شہر سے باہر ٹھہرے رہے۔

**قلعہ پر قبضہ:** افضل برابر ان کے پاس آتا جاتا رہا، آخر بات طے ہونے کے بعد انہوں نے افضل کو حکم دیا کہ وہ دمشق سے نکل جائے اور اپنے تمام علاقے ان کے حوالے کر دے دمشق کے بدلے انہوں نے افضل کو صرخہ کی حکومت دی۔ دھرم عادل کو عثمان العزیز کے دمشق کے ار دے کی اطلاع ملی، لہذا وہ اس کے پاس آیا اور اس کو سمجھایا کہ وہ دمشق کا قلعہ بھی اس کے حوالے کر دے، لہذا عثمان نے قلعہ کی حکومت بھی ملک عادل کو دیدی، جب کہ افضل کچھ عرصہ شہر سے باہر موجود اپنی جائیداد میں ٹھہرا رہا پھر وہاں سے صرخہ چلا گیا، جب کہ عثمان العزیز مصر واپس چلا گیا اور دمشق میں عادل رہنے لگا۔

**معاہدہ کی تجدید:** سلطان کی وفات اور حکومتوں کی تقسیم کے بعد ملک عثمان العزیز نے انگریزوں کے بادشاہ کندھری کے اس معاہدے کی تجدید کی جو سلطان نے اپنی زندگی میں کیا تھا جبکہ ایک اور معاہدہ بھی کیا لیکن پھر بھی بیروت سے امیر اسامہ عیسائیوں پر حملے کیلئے جنگی کشتیاں بھیج کر تا تھا چنانچہ اس بات کی شکایت عیسائیوں نے دمشق میں ملک عادل اور مصر میں ملک عثمان العزیز سے کی لیکن دونوں نے انکی بات نہ سنی۔

**یافا کی تباہی** اس کے بعد عیسائیوں نے دوبارہ اپنے سمندر پار ہم مذہبوں سے مدد مانگی۔ لہذا انہوں نے مددگار شہر بھیجے یہ شہر زیادہ تر جرمنوں پر مشتمل تھا، ان فوجوں نے عکا میں پڑاؤ ڈالا۔ دھرم ملک عادل نے ملک عثمان سے مدد مانگی، اس نے لشکر بھیجے جب کہ الجزیرہ اور موصل سے بھی مددگار لشکر آ پہنچے اور عین جالوت نامی جگہ پر یہ لشکر جمع ہوئے اور آخر کار رمضان کا مہینہ اور چند دن شوال کے وہاں رکنے کے بعد یافا پر حملہ کرے اس شہر کو تباہ

وہر باد کر دیا، یہاں کی حفاظتی فوج قلعہ میں جا چھپی، مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار اس کو فتح کر کے تباہ و برباد کر دیا۔

بیروت پر قبضہ: ادھر عکا سے انگریزی لشکر روانہ ہوئے لیکن قیساریہ میں انہیں کندھری اور مسلمانوں کی صلح کی اطلاع ملی چنانچہ یہ خبر سن کر وہ واپس چھپ گئے، اس کے بعد انہوں نے بیروت پر حملہ کا ارادہ کیا۔ لہذا ان کے ارادے سے آگاہ ہوتے ہی عادل بیروت کو تباہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا تاکہ انگریز اس شہر پر قبضہ نہ کر سکیں لیکن بیروت کے حکمران اسامہ نے بیروت کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی، لہذا عادل واپس آ گیا لیکن عیسائی اسی سال یوم عرفہ کے دن بیروت جا پہنچی اور شہر کو فتح کر لیا جب کہ اسامہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

صیدا اور صور کی تباہی: چنانچہ اس کے بعد ملک عادل نے اپنی فوج کو مختلف علاقوں کی طرف روانہ کر دیا، لہذا سلطان صلاح الدین کی تباہی کے بعد صیدا کا جو حصہ بچ رہا تھا، اس فوج نے وہ بھی تباہ کر دیا، اس کے بعد یہ لوگ صور جا پہنچے اور اس کو بھی تباہ کر دیا چنانچہ عیسائی لشکر صور اور مسلمان لشکر ہونین کی طرف چلا گیا۔

تہننین پر حملہ: لیکن پھر صفر ۵۹۴ھ میں عیسائی فوجوں نے تہننین نامی قلعہ پر حملہ کر دیا، عادل نے قلعہ کی حفاظت کے لئے لشکر بھیج لیا لیکن عیسائیوں نے اس لشکر کو شکست دیدی اور فصیلوں کو کھودنے لگے، چنانچہ ملک عادل نے مصر کے حکمران عثمان العزیز سے مدد کی درخواست کی، عثمان فوراً فوجیں بے کر لکھا اور اسی سال ربیع الاول میں عسقلان تک جا پہنچا اتنے میں تہننین کے مسلمان عیسائیوں کے حملوں سے تنگ آ کر امان طلب کر چکے تھے، لیکن انہی میں سے کسی نے انہیں بتایا کہ عیسائی تم سے وعدہ خلائی کریں گے چنانچہ مسلمان دوبارہ قلعہ بند ہو گئے، اتنے میں عثمان العزیز اپنا لشکر بے کر پہنچی چنانچہ عیسائی لشکر افراتفری اور گھبراہٹ کا شکار ہو گیا۔

نئے بادشاہ کا تقرر:..... اور پھر طرہ یہ کہ عیسائیوں کا اس وقت کوئی بادشاہ بھی ساتھ نہ تھا بلکہ حصکیر نامی ایک بڑا پادری تھا جو جرمنی کے بادشاہ کا دوست بھی تھا اور کندھری کی بیوی بھی انہی کے ساتھ موجود تھی، لہذا انہوں نے قبرص (SYPRUS) کے بادشاہ ہنری کو بلوا کر اپنی ملکہ کا اس کے ساتھ نکاح کروا دیا ہنری اس بادشاہ کا بھائی بھی تھا جو جنگ حطین میں گرفتار ہو گیا تھا۔ بہر حال عثمان عسقلان سے آگے بڑھ کر جبل فیصل تک پہنچی اور یہاں اس نے عیسائیوں سے جنگ بھی شروع کر دی لیکن انہوں نے جنگ کے بجائے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا اور پہلے صور پھر وہاں سے عکا آ گئے۔

سازش اور صلح:..... سمندری علاقے میں رہنے کی وجہ سے عثمان کے امراء اور سردار تنگ آ گئے اور انہوں نے عثمان اور اس کی حکومت کے ناظم نخر الدین چہارکس کے ساتھ غداری کی کوشش کی، یہ گروپ (۱) میمون القصری (۲) قراسنقر (۳) الحجاب (۴) اور ابن المشطوب پر مشتمل تھا۔

عثمان کو جیسے ہی اس سازش کی اطلاع ملی وہ فوراً واپس روانہ ہوا، جب کہ اس کی غیر موجودگی میں ملک عادل اور انگریزوں نے صلح کی کوششیں کیں، چنانچہ اسی سال شعبان کے مہینے میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں صلح ہو گئی، پھر عادل دمشق اور وہاں سے مار دین چلا گیا جیسے کہ ہم آگے تحریر کریں گے۔

سلطان کی حکومت یمن میں: جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ۵۵۸ھ میں سیف الاسلام طغلقین بن ایوب یمن چلا گیا تھا جب کہ اس کا بھائی توران شاہ کا انتقال ہو گیا تھا اور اس کے انتقال کے بعد، اس کے نائبوں میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا، لہذا اس نے یہاں آ کر یمن پر قبضہ کر لیا اور زبید نامی جگہ پر رہائش اختیار کی۔ پھر ۵۹۳ھ میں اس کا انتقال ہو گیا تھا۔

کردار: اس کا کردار اچھا نہ تھا، عوام پر بہت ظلم و ستم کرتا تھا اور مال و دولت جمع کرنے کا شوقین تھا، یمن میں اپنی حکومت قائم ہونے کے بعد اس کا ارادہ مکہ مکرمہ کی فتح کا تھا، لیکن عباسی خلیفہ ناصر نے فوراً اس کے بھائی سلطان صلاح الدین ایوبی سے اسے روکوانے کا پیغام بھیج دیا اور سلطان نے اسے اس ارادے سے روک دیا۔

اسماعیل بن سیف الاسلام: اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل یمن کا بادشاہ بنا۔ یہ عجیب و غریب شخصیت کا مالک تھا، اپنا سلسلہ نسب

نوامیہ سے مدد تھی۔ پھر اس نے خلافت کا دعویٰ بھی کیا اور اپنا لقب الہادی رکھا اور ہر لباس پہننا شروع کر دیا اس کے چچ ملک ماں نے اس کو برا بھلا کہا اور نہ بھرا خط بھی لکھا لیکن وہ نہ مانا۔ اس کے علاوہ اس نے عوام پر بھی ظلم و ستم شروع کر دیا تھا، آخر کار تنگ آ کر اراکین حکومت نے اس کو قتل کر دیا۔ اس حملہ کی رہنمائی اس کے باپ کے آزاد کردہ غلام سیف الدین سقر نے پوری کی۔

ناصر بن سیف الاسلام اس کے بعد سقر نے اس کے بھائی ناصر بن سیف الاسلام کو ۵۹۸ھ میں بادشاہ بنایا۔ ابھی اس کی حکومت کو چار ہی سال ہوئے تھے کہ انتقال ہو گیا۔ سقر کی وفات کے بعد یمن کی حکمرانی کا فریضہ ایک سردار غازی بن جبریل کے ہاتھ آیا، اس نے ناصر کی ماں سے نکاح بھی کر لیا تھا۔ یمن جب ناصر بوز ہر دے کر قتل کیا گیا تو لوگوں نے اس کے قتل کا انتقام اسی غازی بن جبریل سے لیا اور اس کو بھی قتل کر دیا۔

سلیمان کی حکومت چونکہ یمن میں کوئی حکمران نہ رہا تھا لہذا موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طغان اور حضرموت کے بعض عداوت پر محمد بن محمد الحمیری نے قبضہ کر لیا، اور چونکہ الناصر کی ماں بھی خود مختار ہو چکی تھی لہذا اس نے زبید پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ایک آدمی کو بنو ایوب کے گھرانے کے کسی ایسے آدمی کی تدائش کا کام سونپا جسے بادشاہ بنایا جاسکے۔ آخر بڑی دوڑ دھوپ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مظفر تقی الدین عمر بن شہنشاہ کا کوئی بیٹا ہے جسے لوگ اس کے بیٹے سعد الدین شہنشاہ کا بیٹا بھی کہتے ہیں اور اس کا نام سلیمان ہے جس نے راہبانہ زندگی اختیار کر رکھی ہے اور ہاس بھی ایسا ہی استغوا کرتا ہے چنانچہ حج کے دنوں میں ناصر کی ماں کا ایک غلام اسے ملا، اور پھر کچھ عرصے بعد اس نے خود آ کر سلیمان سے نکاح کر لیا اور اسے یمن کا بادشاہ بنا دیا۔

نصیبین پر قطب الدین کا قبضہ... موصول کے حکمران نور الدین ارسلان شاہ اور اس کے چچا زاد بھائی نصیبین خاں اور ررقہ کے حکمران قطب الدین محمد بن عماد الدین زنگی کے درمیان سرحدی معاملات کی وجہ سے اختلافات پیدا ہو رہے تھے، موصول کے حکمران نور الدین کے پنے چچ عماد الدین زنگی سے بھی ایسے ہی اختلافات تھے چنانچہ نور الدین نے حملہ کیا اور نصیبین پر قبضہ کر لیا جبکہ قطب الدین حران اور رہا کی طرف بھاگ گیا اس نے ملک عادل سے مدد مانگی، وہ ان دنوں دمشق میں تھا۔ چنانچہ ملک عادل اسکی مدد کیلئے دمشق سے روانہ ہو گیا، اس کی اطلاع متے ہی نور الدین نصیبین سے موصول کی طرف روانہ ہو گیا اور قطب الدین نے نصیبین پر قبضہ کر لیا۔

ماردین کا محاصرہ: پھر اسی سال ملک عادل نے رمضان المبارک میں ماردین کا محاصرہ کر لیا، ماردین کا حکمران ان دنوں حسام الدین لؤلؤ ارسلان بن ابی الغازی نامی ایک کم عمر لڑکا تھا جو نام نہاد حکمران تھا، اس کا نگران اس کے باپ کا آزاد کردہ غلام نظم بن نقش تھا اصل حکومت اسکی تھی صویل محاصرہ کے بعد ملک عادل نے ماردین کے خارجی جیسے پر قبضہ کر لیا لیکن اگلے سال محاصرہ اٹھا کر واپس چد گیا جیسا کہ ہم زنگی حکومت کے حالات میں تحریر کر چکے ہیں۔

عثمان کی وفات، افضل کی تقرری: ادھر مصر کا حکمران عثمان العزیز کا محرم ۵۹۵ھ میں انتقال ہو گیا، اس کے بعد حکومت کی نگرانی اس کے باپ سلطان صلاح الدین کے آزاد کردہ غلام فخر الدین ایاس چہارکس کے ہاتھ آئی، چنانچہ اس نے ماردین کے محاصرے میں مصروف ملک عادل کو حکومت کرنے کیلئے بلایا۔

جیسا کہ ہم پہلے ہی تحریر کر چکے ہیں کہ چہارکس افضل کا مخالف اور سلطان کے غلاموں کا سردار تھا البتہ کرد اور شیر کوہ کے آزاد کردہ غلام افضل کے حمایتی تھے، بہر حال چہارکس نے سب لوگوں کو جمع کر کے نئے حکمران کے بارے میں مشورہ کیا، اور ملک عثمان العزیز کے بیٹے کو حکمران بنا نا چاہا، لیکن شیر کوہ کے آزاد کردہ غلاموں کے سردار سیف الدین ایاز کوش نے اعتراض کیا کہ یہ ابھی بہت کم عمر لڑکا ہے اور حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں، آخر کار طے شدہ فیصلے کے مطابق سب لوگوں نے افضل کو مصر کا حکمران بنانے کا فیصلہ کیا، پھر وہ قاضی فاضل کے پاس بھی گئے، انھوں نے بھی یہی مشورہ دیا۔

بغاوت اس فیصلے کے بعد ایاز کوش نے افضل کو صرخد کے قلعے سے بلوایا راستے میں آتے ہوئے اس کو اہل بیت المقدس کی حالت زاری کی اطلاع ملی، مصری اراکین نے یلیس پہنچ کر اسکا استقبال کیا، جبکہ اس کے بھائی مسعود المنوید نے مہمان نوازی کی رسم نبھائی فخر الدین چہارکس بھی

یہاں موجود تھا، چہاں کس نے کسی شے کی وجہ سے جانے کی اجازت مانگی تاکہ دو عرب گروپوں میں صلح کروائی جاسکے، افضل نے جرت دیدی چنانچہ وہاں سے نکل کر چہاں کس بیت المقدس پہنچا اور قبضہ کر لیا اس کے پیچھے پیچھے آزاد کردہ غلاموں کا ایک گروپ بھی وہاں پہنچا، اس گروپ میں قراچہ کرمس اور قراسنقر جیسے بڑے سردار شامل تھے، بعد میں میمون القصری بھی انہی کے ساتھ جاملہ لہذا انکی طاقت اور بڑھ گئی اور سب نے مل کر افضل کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا۔

اس کے بعد انہوں نے ملک عادل کو حکومت کیلئے بلوایا لیکن ماردین کی فتح کی امید میں ملک عادل نے انکی دعوت کو منکر کر دیا۔

**افضل کی حکومت۔** چونکہ افضل نے اپنے باپ سلطان مرحوم کے آزاد کردہ غلاموں پر شک کا اظہار کیا تھا لہذا وہ سارے غلام بیت المقدس جا پہنچے، لیکن شقیرہ، ابٹک مطیش اور الکی وہیں رہے، افضل بھی قاہرہ میں ٹھہرا رہا، اپنی حکومت کو درست کیا عثمان العزیز کے بیٹے کو بادشاہ بنایا، جبکہ سیف الدین ایزک کو اعلیٰ افسر بنایا اور خود اس کے بیٹے کی کم عمری کی وجہ سے اس کا نگران بن گیا، چنانچہ اس طرح مصری حکومت کا انتظام ٹھیک ہو گیا۔

**دمشق کا محاصرہ۔** حکومتی انتظام درست کرنے کے بعد اس کو حلب کے حکمران الظاہر غازی اور حمص کے حکمران شیر کوہ بن محمد بن شیر کوہ کا یہ پیغام ملا کہ ملک عادل کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دمشق فتح کر لے، ملک عادل ماردین کی فتح میں مصروف تھا، شیر کوہ اور نطہر نے اسکی فوجی مدد کا بھی وعدہ کیا، چنانچہ درمیان سال میں افضل فوج لے کر روانہ ہوا اور ۵۵۰۰۰ لشکر کے قریب جا پہنچا، ملک عادل ماردین کے محاصرے کو اپنے بیٹے ملک الکامل کی نگرانی میں چھوڑ کر دمشق پہنچ چکا تھا۔

ادھر افضل کے ساتھ عیسیٰ ہکاری کا بھائی امیر مجد الدین بھی تھا، اس نے دمشق کی فوجوں سے باب السلامہ کھولنے کی ساز باز کر رہی تھی۔ چنانچہ وہ افضل کو لے کر اس دروازے سے داخل ہو گیا اور باب البریہ تک جا پہنچا، لیکن چونکہ ملک عادل کی فوجوں کو ان کی فوج کی کمی اور مدد کی غیر موجودگی کا علم تھا لہذا انہوں نے انہیں یہاں سے نکال دیا۔

**پریشانی۔** یہاں سے افضل دوبارہ محاصرے والے میدان میں آ گیا، اس کی فوجی قوت بہت کم ہو گئی تھی، جب کہ کرڈشکر نے بھی سختی شروع کر دی تھی، لہذا باقی فوج کو شک ہو گیا اور وہ ان سے ہٹ کر میدان جنگ کی طرف چلی گئیں۔ جب کہ حمص کے حکمران شیر کوہ اور حبص کے حکمران ظاہر غازی کے لشکر شعبان کے آخر اور رمضان کے شروع میں پہنچے۔

**افضل کی واپسی۔** دوسری طرف ملک عادل نے بیت المقدس میں سے باغی فوجوں کو بھی بلوایا، اور وہ بھی وہاں پہنچ گئیں تھیں چنانچہ ملک عادل کی طاقت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا جب کہ افضل کو مایوسی نے آ گھیرا، انہی دنوں دمشق کی فوج افضل کی فوج پر شب خون مارنے کے لئے نکلی لیکن ان کی فوج بھی چوکنی تھی لہذا یہ لوگ واپس چلے گئے۔

**ملک کامل کی مخالفت۔** جیسے کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں ملک عادل نے ماردین کا محاصرہ کر لیا تھا اور اس کے ساتھ موصل، الجزیرہ اور دیار بکر کے حکمران بھی شامل تھے، لیکن درحقیقت ملک عادل کی کامیابیوں اور پھر ماردین پر حملہ کی وجہ سے یہ سب لوگ ملک عادل سے بہت تنگ تھے لہذا ملک عادل جیسے ہی دمشق کی حفاظت کے لئے اپنے بیٹے ملک کامل کو چھوڑ کر روانہ ہوا تو ان تمام حکمرانوں نے ماردین کے دفاع کا فیصلہ کر لیا، چنانچہ موصل کا حکمران نور الدین ارسلان شاہ، اس کا چچا زاد بھائی قطب الدین محمد بن زنگی، بخارا کا حکمران اور اس کا چچا زاد بھائی قطب الدین سنجر شاہ بن غازی جو جزیرہ ابن عمر کا حکمران تھا۔ یہ حکمران فوجیں لے کر بدلیس نامی جگہ پر جمع ہوئے اور عید الفطر منائی۔ پھر ۶ شوال کو چلے اور ماردین کے پہاڑی علاقے کے قریب جا پہنچے۔

**ملک کامل کی شکست۔** دوسری طرف اہل ماردین نے محاصرے کی سختی سے تنگ آ کر چند شرائط کے ساتھ قلعہ ملک کامل کے حوالے کرنا چاہا اور اس کے لئے ایک مخصوص وقت مقرر کر لیا، ملک کامل نے اس مخصوص وقت کے اندر اندر اہل ماردین کو خوراک لینے کی اجازت دے دی تھی۔ اتنے میں

اسے موصل کے حکمران وراس کے ساتھیوں کے وہاں پہنچنے کی اطلاع ملی تو یہ ان سے ملنے گیا اور اپنا لشکر قلعہ سے باہر ہی چھوڑ دیا، سنجار کے حکمران قطب الدین نے اس کو واپس جانے کا مشورہ دیا لیکن ملک کامل نہ مانا۔ چنانچہ دونوں گروپوں میں جنگ شروع ہو گئی۔ موصل کی فوجوں نے خوب کارنامے انجام دیے یہہذا کامل کو شکست ہوئی۔ جب وہ قلعہ کے باہر واقع ایک ٹیلہ پر چڑھا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کے لشکر کو شکست ہو چکی ہے ورسراسر زوال و سہاں ہو گیا ہے چنانچہ ملک کامل میا فارقین جا پہنچا، پھر مار دین کا حکمران موصل کے ساتھ مل کر واپس اپنے قلعے میں چل گیا۔

معذرت پھر موصل کا حکمران حران اور رہا پر قبضہ کے لئے الجزیرہ کی طرف روانہ ہوا، لیکن وہاں اس کو حلب کے حکمران کا نمائندہ مدد جو اس کے اور خطبے میں اس کا نام شامل کرنے کا مطالبہ کر رہا تھا۔ لہذا اس کو کچھ شک ہوا۔ لہذا یہ موصل واپس چلا گیا حالانکہ وہ ان کی مدد کرنے چاہتا تھا۔ موصل پہنچ کر اس نے فضل اور ظاہر کو اپنی بیماری کی وجہ سے مدد نہ کرنے کا عذر کر دیا وہ دونوں اس وقت دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، دوسری طرف ان کا مل میا فارقین سے ہوتا ہوا اپنا لشکر لے کر دمشق جا پہنچا تو فضل اور ظاہر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مصر پر حملہ: فضل اور ظاہر کے واپس جاتے ہی ملک عادل نے مصر پر حملہ کا ارادہ کر لیا سلطان مرحوم بیہوش کے آزاد کردہ غلاموں کی جماعت نے بھی اس کو بہکایا اور اس بات کا حلف بھی اٹھوایا کہ مصر پر قبضہ کے بعد ملک عثمان العزیز کے بیٹے کو بادشاہ بنایا جائیگا اور وہ اس کی گمرانی کرے گا۔ فضل کو یہ سب میں اس بات کی اطلاع مل گئی وہ وہاں سے روانہ ہوا اور ان سے زبردست جنگ کی، لیکن ۵۹۶ھ رجب الاول میں اس کو شکست ہو گئی۔ وہاں سے فضل راتوں رات قاہرہ پہنچا جہاں قاضی فاضل بیسانی عبدالرحیم کا انتقال ہو گیا۔ فضل نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

مصر کی فتح: ملک عادل، مصر کے محاصرے کے لئے روانہ ہو چکا تھا، اور چونکہ فضل اکیلا رہ گیا تھا لہذا اس نے ملک عادل کے سامنے صلح کی درخواست دی، اس کے ساتھ ساتھ دمشق یا الجزیرہ کی حکومت کی شرط پر فضل مصر کی حکومت چھوڑنے پر تیار تھا، جب کہ ملک عادل اس کے بدلے میا فارقین اور جبل نور دینے پر تیار ہوا۔ لہذا دونوں گروپوں نے حلف اٹھایا چنانچہ اس کے بعد ۱۸ رجب الثانی فضل قاہرہ سے چل کر عادل کے پاس پہنچا اور اس سے مل کر صرخہ چلا گیا، جب کہ ملک عادل اسی دن مصر پر قابض ہو گیا۔

صرخہ پہنچتے ہی فضل نے میا فارقین اور جبل نور وغیرہ کا قبضہ لینے کے لئے نمائندہ بھیجا، ان علاقوں کا حکمران ملک عادل کا بیٹا نجم الدین ایوب تھا اس نے میا فارقین کے علاوہ سب شہروں کی حکومت اس کے حوالے کر دی۔ لہذا فضل نے اپنا نمائندہ ملک عادل کے پاس بھیج دیا، وہ یہ سمجھتا تھا کہ نجم الدین نے باپ کی مخالفت کی ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ملک عادل کا حکم ہی اس طرح تھا۔

عادل کی حکومت: ..... چونکہ ملک عادل کی حکومت مصر میں جم گئی تھی لہذا اس نے وہاں سے منصور بن عثمان العزیز کے نام کا خطبہ بند کروادیا اور عسکری معاملات میں بھی دخل اندازی شروع کر دی، کسی کو برطرف کر دیتا اور کسی کو بحال، چنانچہ ان حرکتوں کی وجہ سے اراکین اس سے ناراض ہو گئے اس کے علاوہ ملک عادل نے چہار کس کو بنیاس کی فتح کے لئے بھیجا لہذا وہ اپنا گروپ لے کر شام کی طرف روانہ ہوا، وہاں کا حکمران ان دونوں امیر بشارت تھا چونکہ ملک عادل اس کی طرف سے بدظن تھا لہذا اس نے چہار کس کی سربراہی میں لشکر بھیجا تھا۔

اراکین کی سازش: ملک عادل کی حرکتوں کی وجہ سے اراکین حکومت اس سے ناراض ہو چکے تھے لہذا انہوں نے حلب کے حکمران الظاہر و صرخہ کے حکمران فضل کو دمشق کے محاصرے کا پیغام بھجوایا اور کہا کہ اگر عادل نے ان کا مقابلہ کیا تو مصر میں ان دونوں کی حمایت کریں گے۔ دوسری طرف یہ اطلاع ملک عادل تک بھی پہنچ چکی تھی، اور یہ اطلاع اسے عزالدین اسامہ نے دی تھی یہ جج کر کے صرخہ کے راستے سے واپس آ رہا تھا اسی دوران اس کی ملاقات فضل سے ہوئی، فضل نے اسے اپنی حمایت پر اکسایا اور مصری اراکین کے خطوط دکھائے لہذا اس نے آ کر سب باتیں ملک عادل کو بتا دیں۔

الظاہر کی روانگی: ملک عادل نے دمشق میں اپنے بیٹے ملک عیسیٰ کو صرخہ کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا اس کے علاوہ اس نے چہار کس کو حکم دیا کہ وہ بنیاس پہنچے اور بنیاس کے حکمران میمون القصری کو فوج لے کر چہار کس کا ساتھ دینے کا حکم دیا صورت حال سے آگاہ ہو کر فضل فرار ہو کر حلب جا پہنچا

وہاں ظہر حملے کی تیاری کر رہا تھا چنانچہ اس نے پہلے ایک افسر کو ملک عادل کے پاس بھیجا لیکن پھر واپس بلا لیا پھر بیچ پر حملہ آور ہوا اور اس کو فتح کر لیا اور اس کے بعد ۳۰۵۹ھ میں قلعہ بیج کو بھی فتح کر لیا۔

آپس کا جھگڑا: جب کہ دوسری طرف المعظم لشکر لے کر صرغ کے محاصرے کے لئے روانہ ہوا اور بصرہ جا پہنچا چنانچہ وہاں اس نے چہار س اور اس کے ساتھیوں کو بویا جو بنیاس کے محاصرے میں مصروف تھے لیکن انہوں نے اسے دھوکہ دیا لہذا یہ دمشق واپس آ گیا اور وہاں اسامہ کو بھیجنا چاہتے تھے لیکن عجب انداز گفتگو کا اختیار کیا جس سے یہ روپڑا، وہ اس پر حملہ آور ہوئے لیکن میمون القصری نے اسے بچا لیا۔

حماة کی فتح: پھر انہوں نے افضل اور ظاہر کو بھی وہاں پہنچنے پر تیار کیا لیکن دیر ہو گئی کیونکہ ظاہر بیج سے پہلے حماة کی طرف گیا تھا اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا، حماة کے حکمران ناصر الدین محمد نے تیس ہزار صوامی دینار دے کر صلح کر لی، پھر وہاں سے ۹۰ رمضان المبارک کو حمص روانہ ہوا اور پھر حلب سے ہوتا ہوا دمشق پہنچا جہاں سلطان مرحوم کے آزاد کردہ غلام اس سے ملے اور انہوں نے یہ طے کر لیا کہ دمشق پر افضل کی حکومت ہوگی لیکن جب وہ مصر فتح کریں گے تو افضل مصر چلا جائیگا اور دمشق ظاہر کے ماتحت ہو جائیگا جب کہ صرغ کو افضل نے اپنے باپ سلطان مرحوم کے آزاد کردہ غلام زین الدین تراجہ کے حوالہ کر دیا تھا لہذا ان دونوں نے وہاں کے باشندوں کو نکال کر شیر کوہ بن محمد بن شیر کوہ کے پاس بھیجوا دیا۔

اختلاف: ... ادھر ملک عادل شام سے نابلس پہنچا اور دمشق کی طرف ایک لشکر روانہ کیا لیکن افضل اور ظاہر پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے لہذا ۱۵۱۸ھ کی القعدہ کو جنگ شروع ہوئی جو دو دن تک جاری رہی، قریب تھا کہ افضل اور ظاہر دمشق فتح کر لیتے لیکن دونوں میں اختلافات پیدا ہو گئے کیونکہ ظاہر نے دمشق پر اپنی حکومت کا پیغام بھیجوا دیا تھا جب کہ افضل نے کہا کہ اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے لہذا وہ مصر کی فتح تک دمشق ہی میں ٹھہرے گا جب کہ ظاہر اپنے مطالبہ پر اڑا رہا لیکن چونکہ آزاد کردہ غلاموں کا گروپ افضل کی حمایتوں میں سے تھا لہذا انہوں نے اسے اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو ان کے پاس رک سکتے ہیں لیکن اگر یہاں سے جانا چاہیں تو جا بھی سکتے ہیں۔

ناکامی اور معاہدہ: ... دوسری طرف فخر الدین چہار کس اور قراجا اپنی اپنی فوج لے کر دمشق کی حفاظت کے لئے آ پہنچے لہذا افضل اور ظاہر کو ناکامی ہوئی لہذا انہوں نے ان شرائط پر عادل سے صلح کر لی کہ الظاہر کی حکومت بیج، اقامیہ، کفر طاب اور المعرہ کے کچھ دیہاتوں پر ہوگی جب کہ افضل کی حکومت سمیساط، سروج، راس عین اور حملین پر ہوگی لہذا یہ معاہدہ مکمل ہوتے ہی سب لوگ محرم ۵۹۸ھ میں اپنے اپنے علاقوں کی طرف چلے گئے، لفظ ہر تو حلب چلا گیا جبکہ افضل اپنے گھربار کے ساتھ حمص چلا گیا اور وہاں قیام کیا، عادل کے دمشق پہنچنے ہی افضل نے دمشق سے باہر عادل سے ملاقات کی اور دوبارہ اپنے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

الجزیرہ کی طرف روانگی: ... افضل اور ظاہر نے بیج سے چلتے ہوئے موصل کے حکمران نور الدین کو یہ پیغام بھیجوا دیا تھا کہ وہ الجزیرہ میں عادل کے علاقوں پر حملہ کرے کیونکہ ملک عادل کے مصر فتح کرتے ہی ظاہر، افضل اور نور الدین نے مار دین کے حکمران کے ساتھ مل کر عادل کے خلاف پروگرام بنا رکھا کیونکہ بعد میں انہیں اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں عادل ان علاقوں پر حملہ آور نہ ہو جائے۔

چنانچہ شعبان میں اپنی فوج، سنجاہ کے حکمران اپنے چچا زاد بھائی قطب الدین اور مار دین کا لشکر لے کر راس عین پہنچا، حران میں ان دنوں ملک عادل کے بیٹے فز کی حکومت تھی وہ نہ صرف یہاں لشکر کی قیادت کر رہا تھا بلکہ الجزیرہ میں موجود اپنے علاقوں کی حفاظت بھی کر رہا تھا لہذا اس نے نور الدین کو صلح کا پیغام بھیجوا دیا، ادھر نور الدین کو یہ اطلاع ملی کہ ظاہر اور افضل نے عادل کے ساتھ صلح کر لی ہے لہذا اس نے بھی فز کے ساتھ صلح کر لی اور حلف اٹھایا اور پھر ارسلان کو ملک عادل کے پاس حلف اٹھوانے کے لئے بھیجا، عادل نے بھی حلف اٹھا لیا لہذا اس کے بعد امن و امان قائم ہو گیا۔

مار دین روانگی: پھر ملک عادل نے اپنے بیٹے اشرف موسیٰ کو مار دین کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا اس نے اپنے ساتھ موصل اور سنجاہ کی فوجیں بھی لیں اور یہ سب لوگ مار دین کے قریب جا پہنچے، یہاں باز علیہ نامی قلعے کی طرف سے ایک دستہ اشرف کی رسد و مکب کے لئے پہنچا لیکن اشرف کی



فوج نے اس دستے کو شکست دے دی لیکن دوسری طرف ترکمان قبائل نے فتنہ پھیلا دیا اور راستے وغیرہ بند کر دیئے جس کی وجہ سے شرف کو بشارت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

ظاہر کی ثالثی۔ اس موقع پر ظاہر نے نمایاں کردار ادا کیا اور دونوں گروپوں میں صلح کرانے کی کوشش شروع کر دیں چنانچہ یہ طے ہو کہ مالدین کا حکمران گیارہ قیراطنی دینار کے حساب سے ملک عادل کو ڈیڑھ لاکھ دینار ادا کرے گا اس کے علاوہ مالدین میں خطبے میں بھی ملک عادل کا نام شامل ہوگا اور اس کی کرنسی پر بھی اس کا نام کندہ کروایا جائیگا اور ملک عادل جب بھی عسکری مدد مانگے تو مالدین کا حکمران فوراً مدد کو پہنچے گا۔ اس معاہدہ کے بعد صلح ہو گئی وراشرف مالدین سے محاصرہ اٹھا کر چلا گیا۔

نجم کا تنازع۔ جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ۵۹۹ھ میں افضل اور ظاہر نے عادل سے صلح کر لی تھی اور اس صلح کے نتیجے میں افضل و سمیسہ، سروج راس عین، حملین اور قلعہ نجم ملے تھے، قلعہ نجم کو ظاہر صلح سے پہلے فتح کر چکا تھا لیکن ۵۹۹ھ میں ملک عادل نے قلعہ نجم اور سمیسہ کے مدوہ افضل سے تمام علاقے واپس چھین لئے تھے، اب ظاہر نے افضل سے قلعہ نجم مانگنا شروع کر دیا اور ملک عادل سے باقی علاقے واپس دلانے کی سفارش کا وعدہ بھی کیا لیکن افضل نہ مانا، ظاہر نے اس کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں آخر طویل بحث اور نمائندوں کی آمد و رفت کے بعد سی سال افضل نے شعبان کے مہینے میں قلعہ نجم ظاہر کے سپرد کر دیا۔

افضل کی بغاوت۔ پھر افضل نے اپنی ماں کو ملک عادل کے پاس سفارش کے لئے بھیجا لیکن اس کی بھی نہ چلی چنانچہ افضل نے روم کے حکمران قلیچ ارسلان سے خط و کتابت کی اور اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوانے کی حامی بھری، لہذا اس نے افضل کو اپنا نائب بنالیا اور حکومت کی ضمت بھیجی اور افضل نے ۶۰۰ھ میں سمیساٹ میں قلیچ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھوانا شروع کر دیا۔

محمود کی جلا وطنی۔ دوسری طرف ۵۹۹ھ میں چونکہ محمود بن عثمان العزیز نے مصر میں ملک عادل کے نام کا خطبہ پڑھوانا بند کر دیا تھا لہذا ملک عادل نے خطرے کے پیش نظر اس کو دمشق بھجوا دیا پھر وہاں سے ۵۹۹ھ ہی میں اسے لشکر اور اس کے گھریار کے ساتھ رہا بھجوا دیا۔

نصیبین کا محاصرہ۔ ادھر موصل کے حکمران نورالدین ارسلان شاہ اور اس کے چچا زاد بھائی سنجار کے حکمران قطب الدین کے درمیان جھگڑا ہو گیا قطب الدین نے اپنی حکومت میں ملک عادل کے نام کا خطبہ پڑھوانا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ مل گیا لہذا نورالدین غضبناک ہو گیا و ر شعبان ۶۰۰ھ میں نصیبین کا محاصرہ کر لیا، قطب الدین نے حران میں موجود عادل کے بیٹے اشرف سے مدد مانگی، اشرف ارمل کے حکمران مظفر الدین ورس کے علاوہ جزیرہ ابن عمر، کیف اور آمد کے حکمرانوں کو ساتھ لیکر قطب الدین کی مدد کے لئے پہنچا تو نورالدین وہاں سے محاصرہ اٹھ کر واپس روانہ ہو گیا۔

نوشراروانگی۔ اتنے میں میافارقین کا حکمران اس کا بھائی نجم الدین، کیف اور الجزیرہ کے حکمران بھی اپنا لشکر لے کر پہنچے اور یہ سب مل کر البتوانی شہر کی طرف روانہ ہوئے، جب کہ نورالدین تل خضر کو کفرمان تک ختم کرنے کے بعد واپس آچکا تھا اب اس کا جنگ کا ارادہ نہ تھا لیکن اس کے ایک آزاد کردہ غلام نے جس کو اس نے ان کی جاسوسی کے لئے بھیجا تھا اسے جنگ پر اکسایا اور ان کی حقارت بیان کی چنانچہ وہ نوشرار کی طرف روانہ ہو گیا۔

آخر کار گھسان کی جنگ شروع ہوئی جس میں موصل کے حکمران نورالدین کو شکست ہوئی لہذا وہ واپس موصل بھاگ گیا جب کہ شرف اور اس کی متحدہ فوج نے کفرمان پہنچ کر قیام کیا اور اس علاقے کو تباہ و برباد کر دیا اس کے بعد صلح کے لئے گفتگو شروع ہوئی اور یہ طے ہو کہ نورالدین اپنے مفتوحہ تل خضر کے قلعے کو قطب الدین کو واپس کر دے۔ اس طرح یہ واقعہ ۶۰۱ھ میں صلح ہوئی۔

عیسائیوں سے دوبارہ جنگ۔ دوسری طرف ۶۰۱ھ میں عیسائیوں نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور اس کو رومی حکمران سے چھین لیا پھر رفتہ رفتہ باقی شہروں پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا ان کا ایک گروپ شام بھی پہنچا اور عکا بھی، چونکہ یہ بیت المقدس پر دوبارہ قبضے کے خواہشمند تھے لہذا اس مقصد کے لئے انہوں نے اردن پر حملہ کیا اور اسے تباہ کر دیا۔

ملک عادل سے صلح: ملک عادل ان دنوں دمشق میں تھا اس نے شام اور مصر سے فوجوں کو جمع کیا اور امطور نامی مقام پر پہنچ کر پڑاؤ ڈالا جو کہ عکا کے قریب ہے، سامنے مرج عکا میں عیسائی موجود تھے لیکن وہ کفر کن پر حملہ آور ہوا اور اسے تباہ و برباد کر دیا، ۶۰۱ھ ختم ہوتے ہی عیسائیوں نے صلح کی درخواست کی آخر کار رملہ اور کچھ اور علاقے عیسائیوں کے حوالہ کرنے کی شرط پر صلح ہو گئی اور عادل مصر واپس آ گیا۔

پھر عیسائیوں نے حماۃ پر حملہ کیا اور وہاں کے حکمران ناصر الدین محمد کو شکست دی، کچھ دن حماۃ میں گزارنے کے بعد عیسائی لشکر واپس چلا گیا۔

ارمن: جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ارمنوں کے بادشاہ ابن لیون ۶۰۲ھ میں حلب پر حملہ کیا اور اس کو تباہ و برباد کر دیا اور پھر مسلسل حملہ کرنے لگا چنانچہ حلب کے حکمران ظاہر نے فوج جمع کی اور حلب سے پانچ فرسخ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا، اس کے ہراول دستے کی قیادت میمون القصری کر رہا تھا جو سلطان صلاح الدین مرحوم کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا، اس کے باپ کا چونکہ مصر کے قصر خلفاء سے گہرا تعلق تھا لہذا اس کی نسبت اس قصر کی طرف بھی کی جاتی ہے۔

ارمنوں کی کامیابی:..... حلب کی نسبت آرمینیا کا راستہ بہت دشوار گزار اور تنگ پہاڑی درروں پر مشتمل تھا جبکہ ابن لیون حلب کے قریب اس کے سرحدی قلعے در بساک کے پاس پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا لہذا ظاہر نے اس قلعے کے لئے بھی کمک بھیجی اور میمون القصری کو بھی وہاں فوج بھیجنے کا حکم دیا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ اکیلا رہ گیا، صورت حال سے آگاہ ہوتے ہی ابن لیون نے میمون القصری کے لشکر پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو زبردست نقصان پہنچایا اور ان کے چھوڑے ہوئے ساز و سامان پر قبضہ کر لیا، واپسی پر قلعہ در بساک کی طرف بھیجی جانے والی کمک بھی دیکھی اور ان پر حملہ کر کے ان کے ساز و سامان پر بھی قبضہ کر کے ارمنوں کی فوج واپس اپنے قلعوں میں جانچنی۔

اوحہ نجم الدین کی فتوحات:..... دوسری طرف عادل نے میافارقین کو فتح کرتے ہی اپنے بیٹے اوحہ نجم الدین کو وہاں کا حکمران بنادیا چنانچہ نجم الدین نے خلاط کے کئی قلعوں کو فتح کر لیا اور پھر ۶۰۳ھ میں خلاط پر حملہ کیا، خلاط کی حکومت اس وقت شاہرین کے آزاد کردہ غلام بلین کے پاس تھی۔

چنانچہ بلین کو شکست دے کر نجم الدین میافارقین واپس آیا اور وہاں بھی انہیں شکست دی، ۶۰۴ھ میں اس نے سوس بھی فتح کر لیا انہی دنوں ملک عادل نے اس کے لئے کمک بھیجی لہذا مددگار فوج کو ساتھ لے کر نجم الدین خلاط کی طرف روانہ ہوا، بلین دوبارہ مقابلہ پر آیا لیکن نجم الدین نے اس کو شکست دے کر خلاط کا محاصرہ کر لیا۔

بلین کا قتل: بلین نے ارزن الروم کے حکمران طغرل شاہ سے مدد طلب کی، لہذا وہ اپنی فوجیں لے کر آیا چنانچہ ان دنوں نے نجم الدین کو شکست دی اس کے بعد تلبوس پہنچے اور محاصرہ کر لیا، لیکن اسی دوران طغرل شاہ نے غداری کا ثبوت دیتے ہوئے بلین کو قتل کر دیا اور خلاط کی طرف روانہ ہوا لیکن اہل خلاط نے اس کو بھگا دیا پھر وہ ملاذ کرد کی طرف گیا لیکن وہ بھی فتح نہ ہو سکا لہذا وہ واپس چلا گیا۔

خلاط کی فتح:..... اوحہ اہل خلاط نے نجم الدین کو حکومت کرنے کے لئے بلایا، لہذا اس نے خلاط پر قبضہ کر لیا اس پاس کے حکمران خوف زدہ ہو گئے اور اس پر حمے کرنے لگے لیکن چونکہ خلاط ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ تھا لہذا یہ ان کے مقابلہ کے لئے باہر نہ آیا جبکہ فوج کے ایک حصہ نے دان نامی قلعہ پر قبضہ کر لیا یہ وہاں کا سب سے طاقتور اور بڑا قلعہ تھا اس قلعے کی فتح کے بعد فوج کے اس حصہ نے بغاوت کر دی، ایک اور بڑا گروپ بھی ان کے ساتھ آ ملا لہذا انہوں نے بڑھ کر ارجیش کو بھی فتح کر لیا۔

نجم الدین نے خلاط کی حفاظت کے لئے فوجی مدد منگوائی جب کہ اس کا بھائی اشرف موسیٰ حران کی طرف چلا گیا پھر ملاذ کرد کے حالات ٹھیک کرنے کے لئے جب نجم الدین ملاذ کرد گیا تو اس کی غیر موجودگی میں اہل خلاط نے اس کی فوجوں کو باہر نکال دیا جب کہ اس کے اراکین کو قلعے میں قید کر دیا اور ہنوش ہرین کے لئے نعرے بازی شروع کر دی۔

اہل خلاط کی گوشمالی: واپسی میں چونکہ اس کو الجزیرہ کی فوج کی مدد بھی حاصل ہو چکی تھی لہذا نجم الدین کی طاقت بڑھ گئی لہذا اس نے دوبارہ

خلاط کا می صرہ کر لیا ادھر اہل خلاط میں اختلاف ہو گیا لہذا اس نے با آسانی خلاط پر حملہ کر دیا اور خوب قتل عام کیا اور ان کے افسران کو گرفتار کیا اس کے بعد اہل خلاط نے اطاعت کا اظہار کیا اور ایوبی گھرانے کی حکومت کے آخر تک اس حکومت کے فرمانبردار رہے۔

انگریزوں کا حملہ: ۶۰۴ھ میں شام کے عیسائیوں نے دوبارہ حملے شروع کر دیئے چونکہ عیسائی قسطنطنیہ کو فتح کر کے وہاں اپنی حکومت کا نہ جہ چکے تھے لہذا انہوں نے طرابلس اور حصن الاکراد سے نکل کر حمص اور آس پاس کے علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی تھی چونکہ حمص کا حکمران شیر کوہ بن محمد بن شیر کوہ ان علاقوں کی تباہی حفاظت نہ کر سکتا تھا لہذا اس نے حلب کے ظاہر سے مدد مانگی چنانچہ ظاہر نے اپنی فوجیں روانہ کیں۔

جبکہ دوسری طرف قبرص کے عیسائیوں نے مصری بیڑے پر حملہ کیا اور اس کے بعض حصوں پر قبضہ کر لیا اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا چنانچہ ملک عادل نے عکا کے حکمران کے پاس احتجاجی خط بھیجا کہ یہ معاہدہ کی خلاف ورزی ہے لیکن اس نے معذرت کی اور کہا کہ چونکہ قبرص کے عیسائی قسطنطنیہ کی حکومت کے ماتحت ہیں لہذا وہ کچھ نہیں کر سکتا۔

ملک عادل کی روانگی: ... لہذا ملک عادل اپنا لشکر لے کر عکا پہنچا، عکا کے حکمران نے مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا اور ملک عادل سے صلح کر لی، اس کے بعد عادل حمص روانہ ہو گیا وہاں اس نے بحیرہ قدس کے قریب واقعہ القلعتین نامی قلعہ پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا جب کہ قلعہ کے حکمران کو رہا کر دیا اور خوب مال غنیمت حاصل کرنے کے بعد اس علاقہ کو تباہ و برباد کر دیا پھر اس نے طرابلس پر حملہ کیا اور بارہ دن مسلسل تباہی پھیدتا رہا پھر بحیرہ قدس واپس آ گیا، انگریزوں نے صلح کی کوشش کی لیکن عادل نہ مانا، اتنے میں سردیوں کا موسم آ گیا لہذا عادل نے الجزیرہ کے لشکر کو واپسی کی اجازت دے دی اور حمص کے حکمران کی مدد کے لئے ایک زبردست فوج چھوڑ کر خود دمشق جا کر سردیاں گذاریں۔

اہل خلاط کی دوبارہ گوشمالی: ... خلاط کی فتح کے بعد نجم الدین نے کرجوں پر حملہ شروع کر دیا، پھر ۶۰۵ھ میں ارجیش کی طرف حملہ آور ہوئے اور اس کا محاصرہ کر لیا اور جنگ کے بعد اس کو فتح کر لیا، نجم الدین اہل خلاط کی بغاوت کے ذریعے ان کے مقابلے پر آنے سے کتراتار ہا سیکن جب تک کہ نجم الدین جیسے ہی خلاط سے باہر نکلتا تو فوراً اہل خلاط نے بغاوت کر دی جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں۔

پھر ۶۰۹ھ میں کرجوں نے خلاط کا محاصرہ کر لیا لیکن نجم الدین نے اس مرتبہ نہ صرف جنگ کی بلکہ انہیں شکست بھی دی اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا لیکن پھر چند شرائط کے ساتھ صلح ہو گئی اور بادشاہ کو رہا کر دیا گیا۔

صلح کی شرائط: ... بادشاہ کی رہائی کے لئے جو شرائط لگائی گئیں تھیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ایک لاکھ دینار فدیہ ادا کرے۔ ۲۔ مسلمانوں کے پانچ ہزار قیدی رہا کر دیئے جائیں۔ ۳۔ جنگ بندی اور صلح کا معاہدہ کیا جائے۔ ۴۔ کرجوں کا بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی نجم الدین کے ساتھ کر دے۔ چنانچہ ان شرائط کے ساتھ صلح ہو گئی۔

سنجار: ... جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ سنجار کے حکمران قطب الدین اور موصل کے حکمران نور الدین کو ایک دوسرے سے سخت نفرت تھی جبکہ ۶۰۵ھ میں موصل کے حکمران نور الدین نے اپنی بیٹی کی شادی ملک عادل کے بیٹے سے کر دی تھی لہذا ان کے تعلقات خوشگوار اور مضبوط ہو گئے تھے لہذا اس کے اراکین نے اس کو بہکا یا کہ جزیرہ ابن عمر اور اس کی حکومت کے حصول کے لئے ملک عادل کی مدد کرے کیونکہ اس علاقہ پر اس کے چچا زاد بھائی سنجار شاہ ابن غازی کی حکومت تھی اور اس کے فتح کے بعد سنجار سارا موصل میں شامل ہو جائیگا اور پھر جیسے ہی عادل سنجار کو فتح کرے گا تو اس کی حکومت بھی اس کے پاس آ جائیگی۔

عادل نے اس رائے کو قبول کیا کیونکہ وہ خود بھی سمجھتا تھا کہ یہ موصل پر قبضہ کا بہترین ذریعہ ہے لیکن اس نے نور الدین سے کہا کہ جب قطب الدین اس علاقے پر قبضہ کرے گا تو یہ علاقہ اس کے بیٹے یعنی قطب الدین کے داماد کی حکومت میں شامل ہوگا۔

خابور کی فتح: پھر ۶۰۶ھ میں عادل روانہ ہوا اور خابور پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اس فتح کے بعد نور الدین کو اس بات کا احساس ہوا کہ وہ عادل کو

نہیں روک سکتا لہذا وہ پچھتا یا اور محاصرے اور مقابلے کی تیاریاں کرنے لگا لیکن اس کے اراکین نے اس کو مشورہ دیا کہ اگر اس نے عادل کے خلاف بغاوت کی تو وہ سب سے پہلے اسی پر حملہ کرنے لگا۔

اس کے بعد عادل نے نصیبین پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا اس کے بعد قطب الدین کے باپ کے آزاد کردہ غلام امیر احمد بن پرقتش نے سنجر کی حفاظت کا انتظام شروع کر دیا جبکہ نور الدین اپنے بیٹے القاہر کی سربراہی میں عادل کی کمک پر لشکر بھیجنے کی تیاریاں کرنے لگا۔

عادل سے قریبی تعلق اور اس کے دربار میں رسوخ کی وجہ سے قطب الدین نے اپنے بیٹے مظفر الدین کو اپنی سفارش کے سبب عادل کے پاس بھیجی لیکن عادل نے اس کی سفارش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

جوابی تیاری: ... سفارش ٹھکرائے جانے کے بعد قطب الدین نے نور الدین کو عادل کے خلاف اتحاد کی دعوت دی، نور الدین نے یہ دعوت قبول کر لی لہذا وہ اپنے لشکروں کے ساتھ موصل پہنچا اور نور الدین سے ملا، پھر اس نے حلب کے حکمران الظاہر اور اس کے علاوہ روم کے حکمران کجسرو سے بھی مدد مانگی چنانچہ انہوں نے عادل کو پیغام بھیجوا یا کہ یا تو عادل صلح کر لے اور سنجر کے حکمران کو ہر طرف نہ کرے یا پھر وہ سب مل کر اس پر حملہ کریں گے، اس کے علاوہ انہوں نے عباسی خلیفہ الناصر کے پاس بھی پیغام بھیجوا یا کہ عادل کو جنگ سے روکیں لہذا خلیفہ نے اپنے استاد اور خاص آزاد کردہ غلام قباش کو اس کام کے لئے عادل کے پاس بھیجا، عادل نے بظاہر تو اس تجویز کو مان لیا لیکن شرائط کے بارے میں ٹال مٹول کرتا رہا۔

صلح: ... لیکن پھر اس نے صرف اس شرط پر جنگ روکی کہ وہ سنجر پر حملہ نہیں کریگا لیکن اس کے علاوہ جتنے علاقے وہ فتح کر چکا ہے وہ سب اس کی حکومت میں باقی رہیں گے چنانچہ صلح ہو گئی حلف اٹھایا گیا اور سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس چلے گئے۔

اسامہ کی گرفتاری: ... پھر ۶۱۰ھ میں معظم عیسیٰ نے اپنے باپ ملک عادل کے حکم پر امیر اسامہ کو گرفتار کر لیا اور اس کے ماتحت قلعوں کو کب اور عجلون پر قبضہ کر لیا ان دونوں اور ان کے علاوہ ایک اردن نامی قلعے کو بھی اس نے تباہ کر دیا اور ان کے بدلے عکا کے قریب جبل الطور پر ایک قلعہ بنوا کر اس میں ساز و سامان اور افواج کو بھر دیا۔

غازی الظاہر کی وفات: ... پھر جمادی الثانی ۶۱۳ھ میں حلب، منج اور شام کے بہت سے علاقوں کا حکمران سلطان صلاح الدین ایوبی کا بیٹا غازی الظاہر وفات پا گیا، یہ انتظامی معاملات میں بہت مہارت رکھتا تھا، قاضیوں سے بہت اچھا سلوک کرتا اور مال و دولت جمع کرنے کا بہت شوقین تھا دشمن سے سخت انتقام سیکرتا تھا اپنے چھوٹے بیٹے محمد بن الظاہر کو تین سال کی عمر میں اپنا ولی عہد بنالیا تھا اس کا بڑا بیٹا چونکہ ملک عادل کی بیٹی کو پسند کرتا تھا لہذا اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد نہ بنایا۔

اس کے علاوہ اس نے اپنے چھوٹے بیٹے اور ولی عہد محمد کا لقب غیاث الدین العزیز رکھا، اس کے نگران کے طور پر طغرل کا تقرر ہوا اور اس کا لقب شہاب الدین رکھا گیا چونکہ شہاب الدین بہت شریف النفس اور نیک آدمی تھا لہذا اس نے ظاہر کے بیٹے کی بہت اچھی طرح تربیت کی اور بہترین طریقے سے ملک کا انتظام سنبھالا۔

یمن: جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ ۵۹۹ھ میں یمن کا حکمران سلیمان بن المظفر نامی ایک شخص بنا تھا اور ناصر کی ماں نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا تھا لہذا یہ اپنی بیوی سے بہت برے طریقے سے پیش آیا اور خود مختار حکمران بن گیا اور رعایا پر ظلم و ستم شروع کر دیے اسی طرح یہ تیرہ سال تک حکومت کرتا رہا لیکن پھر ملک عادل کے ساتھ اس کے تعلقات خراب ہو گئے لہذا یہ اس کا مخالف ہو گیا، یہ اپنے خطوں کی ابتدا اس طرح کیا کرتا تھا جیسے کہ قرآن کریم کی آیت ہے: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** (ترجمہ) یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اللہ کے نام سے شروع ہو رہا ہے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

سلیمان کی گرفتاری: صورتحال سے آگاہ ہو کر عادل نے اپنے بیٹے کامل کو یمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا لہذا اس نے اپنے بیٹے مسعود یوسف کی زیر

نگرانی ۶۱۲ھ میں ایک لشکر یمن کی طرف بھیجا، مسعود نے پہنچتے ہی یمن پر قبضہ کر لیا اور اس حکمران سلیمان شاہ کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا۔ بعد سلیمان وہیں رہا حتیٰ کے عیسائیوں کے خلاف لڑتے ہوئے ۶۱۹ھ میں دمیاط میں شہید ہوا۔

مسعود کی حکومت: جب کہ دوسری طرف مسعود بن کامل بن ملک عادل کافی عرصہ یمن ہی میں رہا پھر ۶۱۹ھ میں حج کے لئے گیا تو اپنے باپ ملک کامل کے جھنڈوں کو خلیفہ کے جھنڈوں سے آگے رکھا خلیفہ نے کامل سے شکایت کی، کامل نے بذریعہ خط اسے انشا اور کہا کہ تمہاری توجہ یمن اور دنیا دونوں سے ہٹ گئی ہے، مسعود نے معافی مانگ لی لہذا کامل نے اسے معاف کر دیا۔

مسعود کی وفات: پھر ۶۲۶ھ میں اس نے بنو حسن کے گھرانے سے تعلق رکھنے والے بنو ادریس بن مطاعن کے سردار حسن بن قنہ پر حملہ کیا اور مکہ مکرمہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنا حکمران مقرر کر کے یمن واپس آ گیا اور اسی سال اس کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد اس کا استاد دار علی بن رسول یمن کا حکمران بنا، اس نے بظاہر مسعود کے بیٹے اشرف موسیٰ کو یمن کا حکمران بنایا تھا لیکن اس کے زیر میں وہ خود حکومت کیا کرتا تھا پھر اس کی وفات کے بعد خود مختار حکمران بن گیا اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا اور یکے بعد دیگرے اس کی اور دس حکومت قائم ہو گئی جیسے کہ ہم آگے چل کر تحریر کریں گے، انشاء اللہ۔

دمیاط کی جنگ:..... شمالی علاقے میں موجود بحیرہ روم کے دوسری طرف سلطنت رومہ کا عیسائی حکمران انگریزوں کا سب سے بڑا بادشاہ تھا تمام عیسائی حکمران اس کے اطاعت گزار تھے اسے جب شامی ساحلوں پر رہنے والے عیسائیوں پر مسلمانوں کے غلبے کی اطلاع ملی تو اس نے عیسائیوں کو ن کی مدد پر ابھرا اور خود بھی فوجیں بھیجنے کا انتظامات کرنے لگا اس کے علاوہ اس نے دوسرے عیسائی بادشاہوں سے بھی کہا کہ یا تو خود لشکر لے کر نکلیں یا اپنی فوجیں بھیجیں، لہذا چاروں طرف سے عیسائی فوجیں عکا کے عیسائیوں کی مدد کے لئے روانہ ہوئیں اور ۶۱۴ھ میں شام کے ساحل پر جا پہنچیں۔

صورتحال کی سنگینی کے پیش نظر ملک عادل مصر سے رملہ کی طرف روانہ ہوا، ادھر عیسائی فوجوں نے بھی اس کو روکنے کے لئے حرکت کی لہذا عادل ناہس کی طرف چلا گیا تاکہ اپنے ماتحت علاقوں میں پہنچ کر ان کے دفاع کا بندوبست کر سکے، لیکن عیسائی فوجیں اس سے پہلے جا پہنچیں لہذا مجبوراً عادل کو اردن میں جیسان نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالنا پڑا۔

عیسائیوں کا حملہ:..... چنانچہ اسی سال شعبان کے مہینے میں عیسائی حملہ آور ہوئے، چونکہ عادل کے پاس فوج بہت کم تھی لہذا یہ جنگ سے دامن بچاتے ہوئے دمشق آ پہنچا اور مرج الصفر میں جنگ کی تیاری کی اور اپنی مدد کے لئے ادھر ادھر سے فوجیں بھی جمع کیں۔

عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں:..... جبکہ اس کے پیچھے عیسائیوں نے بیسان پر حملہ کیا وہ تین دن بیسان میں رہے اور بیسان اور ہانیس کے درمیان کا سارا علاقہ تباہ و برباد کر دیا اور مسلمانوں کو قیدی بنالیا اور پھر عکا واپس چلے گئے پھر صور کی طرف روانہ ہوئے اور صیدا کو لوٹ لیا، ہانیس سے دوفرخ کے فاصلے پر شقیف تھا یہاں بھی لوٹ مار کی اور عید الفطر کے بعد یہ عیسائی لشکر دوبارہ عکا آ پہنچا۔

الطور سے واپسی: اس کے بعد انہوں نے عکا کے قریب پہاڑی کی چوٹی پر واقع الطور نامی قلعے کا محاصرہ کر لیا جسے اس ہی میں عادل نے بنوایا تھا لیکن یہاں کچھ عیسائی مارے گئے چنانچہ یہاں سے عیسائی لشکر واپس چلا گیا، عیسائیوں کے واپس جاتے ہی عادل نے اپنے بیٹے معظم عیسیٰ کو الطور کی طرف بھیجا معظم نے جاتے ہی قلعے کو تباہ و برباد کر دیا تاکہ عیسائیوں کے ہاتھ کچھ نہ آ سکے۔

دمیاط روانگی: اس کے بعد عیسائی لشکر عکا کی طرف سمندری راستے سے روانہ ہوا اور صفر کے مہینے میں دمیاط کے ساحل پر نگرانی کی۔ یہ دمیاط سے پہلے صرف دریائے نیل تھا جہاں ایک بہت بڑا اور مضبوط برج بنا ہوا تھا اس برج سے دمیاط کی فصیل تک لوہے کی زنجیریں لگی ہوئی تھیں تاکہ مدین پانی کے جہاز اور کشتیاں دریائے راستے مصر میں داخل نہ ہو سکیں چنانچہ عیسائیوں نے لشکر انداز ہوتے ہی اپنے چاروں طرف خندق کھود میں ورنہ فسیل بھی بنالیں اور پھر دمیاط کا محاصرہ شروع کر دیا اس میں محاصرے کے لئے استعمال ہونے والے ہر طرح کے آلات استعمال کئے۔

اسلامی فوجوں کی روانگی: ادھر عادل نے اپنے بیٹے کامل کو روانگی کا حکم دیا لہذا وہ مصر سے مسلمانوں کی فوجیں لے کر روانہ ہوا اور دمیاط کے پاس عادلینہ نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالا، عیسائیوں نے برج پر قبضہ کے لئے جنگ شروع کر دی آخر کار چار مہینے کی طویل جنگ کے بعد عیسائیوں نے اس برج پر قبضہ کر لیا، اس طرح انہیں دمیاط پہنچنے کے لئے دریائے نیل میں داخل ہونے کا راستہ ہاتھ آ گیا۔

سمندری مزاحمت: اس کے بعد کامل نے عیسائیوں کی روک تھام کے لئے زنجیروں کے بجائے ایک پل بھی تعمیر کروایا لیکن عیسائی زبردست جنگ کے بعد اس رکاوٹ کو دور کرنے میں کامیاب ہو گئے چنانچہ کامل نے کشتیوں میں پتھر بھرا کر نیچے سوراخ کروا دیئے تاکہ عیسائی جہاز دریائے نیل میں داخل نہ ہو سکیں، یہ دیکھ کر عیسائیوں نے خلیج ارزق کا راستہ اختیار کیا جہاں کبھی پرانے دور میں دریائے نیل بہا کرتا تھا انہوں نے پل کو بھی تباہ کر دیا اور ایسا انتظام کیا کہ دریائے نیل کے پرانے راستے میں بھی سمندر تک پانی آ گیا چنانچہ اسی ذریعہ سے وہ اپنے جہاز جہزہ میں ربوہ نامی جگہ تک لے گئے تاکہ مسلمانوں سے جنگ کر سکیں کیونکہ مسلمان فوج یہاں سے بالکل سامنے تھی لیکن پھر بھی یہ دمیاط تک نہ پہنچ سکے، لہذا انہوں نے اپنے جہازوں سے ہی جنگ شروع کر دی لیکن اس طرح بھی انہیں کامیابی نہ ہوئی کیونکہ مسلمانوں کو مسلسل کمک مل رہی تھی اور بیچ میں دریائے نیل بھی تھا۔

اختلاف: انہی دنوں مسلمانوں کو ملک عادل کے انتقال کی اطلاع ملی اس اطلاع سے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا، فوج کا سپہ سالار عمرو الدین احمد بن سیف الدین علی بن المشطوب الکباری عادل کے چھوٹے بیٹے فائز کو بادشاہ بنانا چاہتا تھا، یہ اطلاع ملتے ہی کامل میدان جنگ کے قریب اشمون طنح نامی مقام پر جا پہنچا اس کی آمد کی اطلاع ملتے ہی مسلمان لشکر میدان جنگ چھوڑ کر کامل کے پاس آ گیا اور وہیں عیسائیوں نے قبضہ کر لیا اور دریائے نیل کو پار کر کے دمیاط کے پاس خشکی میں آ پہنچے اور یہاں سے مصر کی طرف نقل و حرکت کا آغاز کیا، جبکہ دوسری طرف بدوؤں کی راہزنی کی وجہ سے راستے بہت خطرناک تھے سامان رسد اور کمک بھی ختم ہو گئی تھی جبکہ عیسائی بھی سخت جنگ کر رہے تھے۔

دمیاط پر قبضہ: دمیاط میں حفاظتی فوج بہت کم تھی لہذا مسلمان وہاں سے بھاگنے لگے اور جب محاصرے کی طوالت، خوراک اور ساز و سامان کی کمی سے تنگ آ گئے تو شعبان کے آخر میں ۶۱۶ھ میں انہوں نے دمیاط عیسائیوں کے حوالہ کر دیا، عیسائیوں نے آس پاس کے علاقوں میں لشکر بھیج کر تباہی پھیلائی اور پھر دمیاط کی تعمیر اور مضبوطی میں مصروف ہو گئے۔

ملک عادل کی وفات: مصر کی حفاظت کے لئے ان کے قریب ہی کامل نے اپنا میدان جنگ بنایا اور دمیاط کی طرف سے عیسائیوں کی جاری کردہ پانی ختم ہونے پر وہاں منصورہ نامی شہر بنوایا۔

جیسے کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ ۶۱۳ھ میں عیسائی فوجوں نے شام پہنچ کر عکا اور بسان میں عادل سے جنگ کی تھی، لہذا اس جنگ کے بعد ملک عادل مرج الصفر چلا آیا پھر عیسائی فوجوں کے دمیاط جانے پر یہ خائفین کی طرف منتقل ہو گیا اور ۶ جمادی الثانی ۶۱۵ھ میں اس کا انتقال ہو گیا، اس وقت اس کی عمر پچھتر سال تھی اور اس نے کل تیس سال حکومت کی۔

معظم عیسیٰ نابلس سے آ کر اس کو دمشق لے گیا اور وہیں اس کی تدفین ہوئی اس کے بعد اس کے بیٹے معظم عیسیٰ نے حکومت و جائیداد، مال و زر غرض تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے سات لاکھ دینار نقد اپنے ترکہ میں چھوڑے۔

حکومت کی تقسیم: ملک عادل صابر، قناعت پسند، نرم مزاج مفید اور ٹھوس رائے رکھنے والا اور بہترین سیاست دان تھا اپنی زندگی ہی میں اس نے ساری حکومت اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دی تھی چنانچہ مصر کا حکمران کامل کو بنایا، جبکہ دمشق، بیت المقدس، طبرہ اور کرک معظم عیسیٰ کے حصے میں آیا، برہا، بصیہ اور میافارقین میں شہاب الدین غازی تھا جبکہ حمیر کی حکومت خضر ارسلان شاہ کے ہاتھ آئی۔

بغاوت کا خاتمہ: عادل کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اپنے علاقے کا خود مختار بادشاہ بن گیا تھا لہذا اس کی وفات کی اطلاع ملتے ہی دمیاط کے قریب موجود اسلامی لشکر میں اختلاف ہو گیا تھا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں، المشطوب نے اس کے بیٹے فائز کو بادشاہ بنانے کی کوشش کی لیکن اتنے میں معظم عیسیٰ



اس معاملہ سے آگاہ ہو کر مصر پہنچ گیا اور مشطوب کو وہاں سے جلا وطن کر دیا اور مشطوب اشرف موسیٰ کے پاس چلا گیا اور اسکی حکومت میں شامل ہو گیا۔

## ملک کامل کا عہد

ملک کامل کا دور حکومت: مشطوب کے بعد مصر پر کامل مکمل طریقے سے حکومت کرنے لگا اور معظم اسی سال ذو الحجہ کے مہینے میں وہاں بیت المقدس چھو گیا اور صلیبیوں کے خوف سے اس کی فصیلیں تباہ کر دیں، ادھر دمیاط میں صلیبیوں نے قبضہ کیا ہوا تھا اور کامل نے ان کے سامنے فوج کھینچی کر لی تھی۔

تقی الدین کی فتوحات: ... پہلے گزر چکا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے بھتیجے تقی الدین کو حماۃ اور اس کے آس پاس کا علاقہ دے دیا تھا اور پھر اسے ۵۵ھ میں الجزیرہ پہنچ دیا جہاں اس نے حران، رہا، سروج اور میافارقین اور ان سے متعلقہ علاقوں پر قبضہ کر لیا، سلطان نے یہ سب علاقے اسی کے ماتحت کر دیئے۔

اس کے بعد اس نے آرمینیا کی طرف پیش قدمی کی اور خلاط کے حکمران بکتر سے لڑ کر اس کا گھیراؤ کر لیا اور اس کے بعد مدد کر دیا کہ صرہ کی مگر سی ساں وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

ناصر الدین منصور: اس کے بعد اس کا بیٹا ناصر الدین اس کا جانشین بنا، اس کا لقب منصور تھا سلطان نے اس سے الجزیرہ کے علاقے واپس لے کر اپنے بھائی عدس کو ان کا حکمران بنادیا البتہ ناصر کے پاس حماۃ اور اس کے علاقے موجود رہے اور وہ ان پر حکومت کرتا رہا اور پھر صدح الدین اور ملک عدیل کے انتقال کے بعد ۶۱ھ میں اس کی وفات ہوئی، اس نے اٹھائیس سال حکومت کی، اس کا ولی عہد بیٹا مظفر، مصر میں عدیل کے پاس اور دوسرا بیٹا قلیچ ارسلان اپنے ماموں معظم عیسیٰ کے پاس نظر بند تھا چنانچہ حماۃ کے ارکان سلطنت سے معظم نے اسے مانگا تو اس نے زرتاوان کا مطالبہ کر دیا۔

قلیچ ارسلان بن منصور: ... چنانچہ اس کے مطالبہ پر تادوان ادا کر کے اسے حماۃ لایا گیا اور وہاں کا حکمران مقرر کر دیا گیا اور اس کا لقب ناصر رکھا گیا اس کے اصل ولی عہد یعنی اس کا بھائی حماۃ پہنچا تو اہل حماۃ نے اس کو حکومت دینے سے انکار کر دیا اور اس سے جنگ بھی کی چنانچہ وہ معظم کے پاس چھا گیا، وروہاں سے حماۃ میں رابطے کر کے اپنے لئے سازگار ماحول بنانے کی کوشش کرتا رہا مگر جب اسے لفٹ نہیں ملی تو وہ وہاں سے مصر چلا گیا۔

طغرل اور چغخو: پہلے گزر چکا ہے کہ حلب اور ہنج کا حکمران ظاہر بن صلاح الدین کا ۶۱۳ھ میں انتقال ہو گیا تھا اور اس کا چھوٹا بیٹا محمد عزیز غیث الدین حکمران بنا اس کا نگران ظاہر کا آزاد کردہ غلام شہاب الدین طغرل تھا جو کہ ایک نیک اور منصف مزاج شخص تھا وہ رعایا کے مال کا محفظہ اور بکے کانوں کا تھا کسی کی چغخو ری نہیں سنتا تھا مگر وہ بد معاش شخص ملک ظاہر سے چغخو ری کرتے تھے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی تھی اس سے اس نے اپنے دربار سے چغخو روں اور برے لوگوں کو نکالوا دیا اس میں یہ دو شخص بھی تھے اور عوام میں ان کی عزت نہیں رہی تھی اس سے یہ لوگ رومی مذاقوں کی طرف چلے گئے۔

چغخو روں کی شرارت: ... یہ دونوں چغل خور جب روم پہنچے تو وہاں کے حکمران کیاؤس کو بھڑکایا کہ وہ حلب اور اس کے متعلقہ علاقوں کو فتح کر میں مگر کیاؤس کی رائے یہ تھی کہ حلب اس وقت تک اس کے قبضہ میں نہیں آسکتا جب تک کہ بنو ایوب کا کوئی شخص اس کے ساتھ نہ ہو، اس وقت سلطان صلاح الدین کا بیٹا افضل سمینا ط میں تھا اور یہ اپنے چچا عادل اور بھائی ظاہر سے ناراض ہو کر کیاؤس کا فرمانبردار بن گیا تھا کیونکہ ان لوگوں نے اس کے کچھ علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا لہذا کیاؤس نے اسے بلوایا، حلب پر قبضہ کرنے میں مدد کے لئے تیار کیا اور یہ وعدہ کیا کہ حلب میں افضل کے ماتحت حکومت بنے گی مگر خطبہ اور سکھ کیاؤس کا ہوگا اور اس کے بعد ملک اشرف کے علاقوں الجزیرہ حران اور رہا پر قبضہ کریں گے اور وہاں پر بھی اسی طرز کی حکومت ہوگی۔

افضل اور کیکاؤس کا اتحاد: چنانچہ شرائط طے ہونے کے بعد یہ سب لوگ فوج اکٹھی کر کے ۶۱۵ھ میں روانہ ہوئے اور قلعہ رعبان فتح کر لیا اور یہ افضل کے کنٹرول میں آ گیا اس کے بعد قلعہ تل باشر کو اس کا حکمران ابن بدر الدین الباروقی سے چھین لیا اس سے پہلے اس کا محاصرہ یہاں ہوا تھا۔ یہ قلعہ کیکاؤس نے سے اپنے کنٹرول میں رکھا اس وجہ سے افضل اور اس کی فوج میں ایک طرح کی بے چینی پیدا ہو گئی۔

طغرل حلب کے قلعہ میں: ملک افضل کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ کیکاؤس حلب پر اس طرح دھوکہ کریگا، ادھر صوبہ کا حکمران شہاب الدین طغرل حلب کے قلعہ میں مقیم رہا اور اسے ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہیں چھوڑا کیونکہ قلعہ ہاتھ سے جانے کا خطرہ تھا۔

ملک اشرف کی پیش قدمی: اتنے میں یہ خبر الجزیرہ اور خلاط کے حکمران ملک اشرف کے پاس بھی پہنچ گئی کہ حلب وائے کسی دوسرے کی طاعت کرنے والے ہیں اور خطبہ اور سکے بھی اسی قابض کا ہوگا اور وہ اپنے من پسند علاقے پر حاکم بھی بنے گا، یہ سن کر ملک اشرف نے جنگی تیاری کی اور روانہ ہو گیا اس کے ساتھ عرب کے دوسرے قبائل بنو طے وغیرہ کی افواج بھی تھیں امیر لشکر اس کا خادم نافع تھا چنانچہ ملک اشرف نے صوبہ کے باہر پڑاؤ ڈالا۔

ملک اشرف کی فتح مندی: ادھر کیکاؤس اور افضل کی افواج تل باشر سے فوج کی طرف بڑھیں ملک اشرف بھی ان کے مقابلہ پر روانہ ہوا اس کا ہراول دستہ عرب قبائل کی افواج پر مشتمل تھا جس نے کیکاؤس کے ہراول دستہ کو شکست دے دی چنانچہ جب یہ شکست خوردہ افواج کیکاؤس کی طرف بڑھیں تو وہ اپنے ملک بھاگ گیا اس کے بعد ملک اشرف نے پیش قدمی کر کے قلعہ رعبان اور تل باشر پر بھی قبضہ کر لیا اور وہاں جو کیکاؤس کی افواج تھیں انہیں گرفتار کر لیا مگر بعد میں رہا کر دیا پھر جب یہ قیدی کیکاؤس کے پاس گئے تو اس نے انہیں ایک عمارت میں بند کر کے عمارت سمیت زندہ جلا دیا۔

ملک اشرف نے یہ علاقہ شہاب الدین طغرل کے حوالہ کر دیئے، اس نے کیکاؤس کے تعاقب میں بلاد روم جانے کا پروگرام بنایا تھا مگر اسے ملک عادل کے انتقال کی اطلاع ملی تو وہ واپس چلا گیا۔

موصل میں خانہ جنگیوں کے احوال: ہم پہلے زندگی خاندان کے احوال میں تحریر کر چکے ہیں کہ موصل کا حاکم عزالدین مسعود ۶۱۵ھ میں وفات پا گیا تھا اس کا جانشین اس کا بیٹا نورالدین ارسلان بنا، اس کا نگران اس کے والد کا آزاد کردہ غلام نورالدین لؤلؤ بنا اور سلطنت کا انتظام اعلیٰ بھی یہی تھا۔

عماد الدین کی بغاوت: عزالدین کے بھائی عماد الدین کے کنٹرول میں قلعہ صغد اور سوس کے علاقے تھے جو کہ اصل میں موصل کے ماتحت تھے مگر عزالدین کی وصیت کے مطابق اسے دے دیئے گئے تھے چنانچہ عزالدین کی وفات کے بعد اس نے حکومت کا دعویٰ کر کے عماد یہ پر قبضہ کر لیا، اربل کے حکمران مظفر الدین کو کبریٰ نے اس کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

ملک اشرف کی کوشش: یہ صورت حال دیکھ کر نورالدین لؤلؤ نے ملک اشرف سے رابطہ کر کے اطاعت کا پیغام دے دیا اس وقت وہ کیکاؤس کے افواج سے حلب کے نزدیک نبرد آزما تھا چنانچہ ملک اشرف نے اس کی اطاعت قبول کر کے اس سے دشمنوں کے برخلاف مدد کرنے کا وعدہ کر لیا، اس نے مظفر الدین کو لکھا اور معاہدے کی خلاف ورزی پر خوب لعن طعن کی۔

ملک اشرف نے اسے حکم دیا کہ وہ موصل کے مقبوضہ علاقے واپس کر دے ورنہ وہ خود آگے بڑھ کر کارروائی کرے گا، اس نے یہ بھی لکھا کہ وہ آپس کا جھگڑا چھوڑ کر صلیبیوں کے خلاف جہاد میں حصہ لے مگر مظفر الدین نے اس کی ہدایات پر عمل نہیں کیا، ادھر مار دین، سیفا اور آمد کے حکمرانوں نے بھی اس کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

فریقین کی صلح: ادھر نورالدین لؤلؤ نے اپنی افواج عماد الدین کے مقابلہ پر بھیج دیں چنانچہ انہوں نے عماد الدین کو شکست دے دی ورنہ بھاگ کر مظفر کے پاس اربل میں پہنچ گیا اس کے بعد خلیفہ ناصر اور ملک اشرف کے سفیر آئے اور انہوں نے دونوں گروپوں کے درمیان صلح کرادی چنانچہ

وہوں نے پاسداری کی قسمیں کھائیں۔

مظفر الدین کا الائنس۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد عماد الدین نے پیش قدمی کر کے قلعہ کواشی پر قبضہ کر لیا چنانچہ لؤلؤ نے ملک شرف کو صوبہ میں پیغام دیا ورنہ سے فوجی مدد مانگی لہذا وہ دریائے فرات عبور کر کے حران پہنچ گیا، اس دوران مظفر الدین نے آس پاس کے حکمرانوں کو اس بات پر تیار کر لیا کہ وہ ایک دوسرے کی حالت قبول کر لیں اور اس کے نام کا خطبہ پڑھوائیں، مظفر الدین ملک اشرف کا بڑا دشمن تھا منج اس سے چھیننے کے سسے میں اس کا مخفی تھا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

اس نے ملک اشرف کے لشکر میں شامل بعض امراء و حکام کو بھی ورغلا یا اور انہیں ساتھ ملانے کی کوشش کی چنانچہ احمد بن علی مشطوب و عزالدین محمد حمیری ملک اشرف سے علیحدہ ہو گئے اور ماردین کے ماتحت علاقے دیس پہنچ گئے اور یہاں اس فوج میں شامل ہو گئے جو ملک اشرف کے موصل جانے میں رکاوٹ تھی۔

اور ملک شرف نے بھی کیف و آمد کے حکمران کو ساتھ ملا لیا اور اسے جنین کا شیر اور جودی پہاڑ کا علاقہ دے کر یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ دار پر قبضہ کرنے کے بعد دارا بھی اسے دے دیگا لہذا کیفا کا حکمران اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر ملک اشرف کا وفادار بن گیا اور کچھ دوسرے حکام بھی اس کی دیکھ دیکھی اسی کے فرہ نبردار ہو گئے اس طرح ان چھوٹی چھوٹی حکومتوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور سب حکمران اپنے علاقوں کی جانب لوٹ گئے۔

ابن مشطوب کی شکست:۔ چنانچہ مجبوراً ابن مشطوب بھی اپنی فوج لے کر اربل کی طرف روانہ ہو گیا پھر جب وہ نصیبین کے پاس سے گذرا تو وہاں کی افواج نے اس سے جنگ لڑ کر اسے شکست دیدی، شکست کے بعد اس کی فوج بکھر گئی اور یہ خود بھاگ گیا۔ چنانچہ جب یہ سنجر کے پاس سے گذرا جہاں فرخ شاہ عمر بن زنگی حکمران تھا اس نے ایک دستہ بھیج کر اسے گرفتار کر لیا، چونکہ وہ ملک اشرف کے ماتحت تھا اس لئے اس کو قید کر دیا مگر معافی مانگنے پر چھوڑ دیا اس کے بعد ابن مشطوب بد معاشوں کا ایک گروپ لے کر بقاء کی طرف گیا یہ موصل کا علاقہ تھا یہاں پر لوٹ مار کر کے سنجر لوٹ آیا۔

ابن مشطوب کی پٹائی اور محاصرہ:۔ ابن مشطوب دوبارہ غارت گری کے لئے روانہ ہوا تو لؤلؤ نے اس کی گھات میں فوج کو بٹھ دیا چنانچہ وہاں سے گذرنے پر اس کی خوب پٹائی ہوئی اور یہ شکست کھا کر قلعہ تل اخضر پر قابض ہو گیا اور قلعہ بند ہو گیا، لؤلؤ نے ایک ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔

ابن مشطوب کا انتقال:۔ اس کے بعد لؤلؤ نے ۱۵ رجب الآخر ۷۱۷ھ میں قلعہ فتح کر لیا اور ابن مشطوب کو موصل میں قید رکھ پھر سے شرف کے پاس بھیج دیا جس نے اسکو حران میں قید کر دیا اور یہ اسی مہینہ میں ۷۱۷ھ میں قید ہی کے دوران مر گیا۔

ماردین پر حملہ اور صلح:۔ مخالف اتحاد کے خاتمہ کے بعد ملک اشرف ماردین پر قبضہ کے لئے حران سے روانہ ہوا مگر پھر اس نے ماردین کے حکمران سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اس العین کا علاقہ اسے واپس کر دے جو اس نے ہی اس کو دیا تھا اور تیس ہزار دینار تاوان جنگ ادا کرے، اس کے علاوہ نصف کے حکمران کو قلعہ مورد حوالے کر دے۔

سنجار کے حکم کا رابطہ:۔ اس کے بعد ملک اشرف موصل جانے کے لئے دیس سے نصیبین کی جانب آ رہا تھا کہ سنجر کے حکمران کا قصداً اس سے آکر مل اور کہہ کہ وہ سنجر تمہیں دے کر رقبہ لینا چاہتا ہے چنانچہ ملک اشرف نے سنجر کے بدلہ میں اسے رقبہ کا ملکہ دے دیا چنانچہ حکم جمادی الاول ۷۱۷ھ کو سنجر پر اشرف قبض ہو گیا اور فرخ شاہ وہاں سے چلا گیا، تبدیلی کی وجہ یہ تھی کہ جب لؤلؤ نے اس سے قلعہ تل اخضر چھین لیا تو اس کے ساتھیوں سے چھوڑ گئے کیونکہ اپنے سگے بھائی سمیت دوسرے لوگوں سے بدسلوکی کی بناء پر وہ اس سے بدگمان ہو گئے لہذا اب یہ بھی یہاں رہنا نہیں چاہتا تھا۔

اس کے بعد ملک شرف نے سنجر سے موصل کی طرف پیش قدمی کی اور ۱۹ جمادی الاولیٰ ۷۱۷ھ کو وہاں پہنچ گیا وہاں خیفہ و مظفر الدین نے قاصدین صلح کا پیغام لائے انہوں نے مشورہ دیا کہ عمادیہ کے علاوہ موصل کے وہ تمام قلعے جن پر عماد الدین نے قبضہ کیا تھا مود و کو واپس دیں مگر

اس پر بات لمبی ہو گئی اور پھر ملک اشرف نے اربل پر حملہ کرنے کا پروگرام بنالیا مگر کیفا کے حکمران اور دوسرے دوستوں نے سفارش کر کے صبح کر دی لہذا قلعہ حواریہ کرنے کے لئے مدت مقرر ہو گئی۔

اس کے بعد ۲ رمضان کو عماد الدین، اشرف کے ساتھ قلعوں کی واپسی کے لئے روانہ ہوا، ادھر لؤلؤ نے اپنا نائب حکام کو قلعے و پس میں بھیج کر وہاں کی افواج نے قلعے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور مدت مقررہ بھی ختم ہو گئی مگر اس دوران عماد الدین نے اشرف کے بھائی شہاب الدین و سفارش کرنے پر تیار کر لیا اور اسی کی سفارش سے اشرف نے اسے رہا کر دیا اور اس کے قلعہ عقر اور سوس بھی اسے دے دیئے اور لؤلؤ نے بھی قلعہ تل خضر واپس کر دیا کیونکہ سنجار کے ماتحت تھا۔

دمیاط پر قبضہ کے بعد: ..... صلیبیوں نے دمیاط فتح کرنے کے بعد اس کی قلعہ بندی شروع کر دی ادھر ملک کامل مصر لوٹ آیا اور جگہ جگہ فوجی چھوڑیں بنادیں اور صلیبیوں کے بالکل سامنے منصورہ کی تعمیر کرائی کئی سال تک یہی پوزیشن قائم رہی۔  
ادھر سمندر پار صلیبیوں کو جب دمیاط پر قبضہ کی اطلاع ملی تو ان کی سرگرمیاں تیز ہو گئیں اور انکو ہر وقت ان کی طرف سے مسلسل امداد آتی رہی مگر کامل اپنی جگہ پر ڈٹا رہا۔

ملک کامل کی امداد طلبی: ..... پھر وہاں تاتاریوں کے حملوں کی اطلاعات بھی موصل ہونے لگیں اور پتہ چلا کہ وہ لوگ آذربائیجان اور اردان تک پہنچ چکے ہیں چنانچہ مصر و شام کے مسلمانوں کو خوف لاحق ہو گیا لہذا کامل نے اپنے حکمران معظم سے فوجی امداد مانگی چنانچہ معظم اشرف کے پاس پہنچا تا کہ اسے فوراً مصر پہنچنے کی تاکید کرے مگر اس نے اسے مذکورہ فتنے میں پھنسا ہوا دیکھا تو وہ واپس چلا گیا تا کہ فتنہ و فساد دور ہونے کے بعد اس سے ملے۔

مصر کے لئے امداد کی آمد: ..... اس کے بعد صلیبی فوج دمیاط سے مصر کی طرف بڑھی ادھر کامل نے دونوں بھائیوں کو ۶۱۸ھ میں فوجی مدد کے لئے خط لکھ چنانچہ معظم نے اشرف کے پاس جا کر اسے بھی چلنے پر تیار کیا اور اس کے ساتھ دمشق پہنچا اور پھر وہاں سے مصر روانہ ہوا اس کے ساتھ حلب کی افواج بھی تھیں اور حمہ کا حکمران ناصر، حمص کا حاکم شیر کوہ اور بعلبک کا حکمران امجد بھی ان کے ساتھ تھا پھر جب یہ سب وہاں پہنچے تو کامل فوج لئے بحر اشمون پر موجود تھا۔

صلیبیوں سے جنگ: ..... اس وقت صلیبی افواج دمیاط سے پیش قدمی کر رہی تھیں اور انکے سامنے دریائے نیل کے دوسری طرف پڑاؤ ڈالے ہوئے تھیں اور منجیقوں سے حملے کر رہی تھیں ادھر کامل کو مصری علاقوں پر حملے کا خطرہ محسوس ہوا تو وہ وہاں سے روانہ ہو گیا اور ملک اشرف تنہا دشمن کے مقابلہ پر رہا۔

ملک اشرف کے بعد معظم وہاں پہنچا اور اس نے دمیاط کا رخ کیا اور صلیبیوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کی اتنے میں مسلمانوں نے صلیبیوں کی ہچکچہتر فیصد جنگی کشتیاں پکڑ لیں اور ان پر موجود تمام اموال پر قبضہ کر لیا۔

صلح کی بات چیت: اس کے بعد دونوں افواج کے سفیر گشت کرنے لگے اور صلیبیوں کو یہ پیش کش کر دی گئی کہ وہ دمیاط مسلمانوں کو دے دیں ان کے بدلہ صلاح الدین ایوبی مرحوم کے مفتوحہ بیت المقدس، عسقلان، طبریہ، جبلیہ، لاذقیہ وغیرہ دیئے جائیں گے لبتہ قلعہ کرک مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے گا مگر اتنی بڑی پیش کش کے باوجود صلیبی ذہنوں سے خمار نہ اتر اور وہ پیش قدمی کرتے رہے ان کا ارادہ کرک اور شوبک ہتھیانے کا تھا اس کے علاوہ تین لاکھ دینار بھی مانگے تاکہ معظم اور کامل کے ہاتھوں تباہ ہونے والی بیت المقدس کی فصیلوں کی مرمت کرائی جاسکے، اس بہت اھرمی کی وجہ سے مسلمان جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

صلیبیوں کی شامت: اس دوران صلیبیوں کی خوراک ختم ہو گئی وہ اتنی خوراک لے کر چلے تھے جو ان کے گمان کے مطابق فتح تک کے لئے کافی تھی اور اس طرح انہیں مزید خوراک کا ذخیرہ مل جاتا مگر نتیجہ تو فتح کے برخلاف برآمد ہوا پھر ان کی مزید شامت آئی کہ مسلمانوں نے دریائے نیل

سے پانی کا رخ صلیبیوں کی طرف موڑ دیا جس سے وہ سیلاب میں پھنس گئے اور پھر گزرنے کا ایک ہی تنگ راستہ تھا اس پر کال سے قبضہ کر لیا۔ صلیبیوں کے لئے دمیاط جانے کا کوئی راستہ نہیں بچا۔

صلیبیوں کی مجبوری۔ اس دوران ایک صلیبی جہاز خوراک وغیرہ لے کر وہاں پہنچا چنانچہ مسلم جنگی کشتیوں نے اس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد صلیبیوں کی حالت پتلی ہوتی چلی گئی کیونکہ مسلمان ہر طرف سے محاصرہ کر کے ان پر حملہ کر رہے تھے لہذا صلیبیوں نے جان پر کھیں کرڑ جانے کا پروگرام بنایا اور خیمے جلا دیئے مگر پتہ چلا کہ ان کا راستہ بند ہے چنانچہ انہوں نے دمیاط بغیر کسی شرط کے ملک کاٹل اور ملک اشرف کے حوالہ کرنے کا راہ دہ کر لیا۔

دمیاط کی عظیم الشان فتح۔۔۔ ابھی وہ اس طرح کا پروگرام سوچ ہی رہے تھے کہ حاکم دمشق دمیاط کی سمت سے وہاں پہنچے سے دیکھ کر ان کے حوصلے مزید پست ہو گئے اور پھر چپ چاپ ۶۱۸ھ کے درمیانی عرصے میں انہوں نے شہر دمیاط مسلمانوں کے سپرد کر دیا اور اپنے بیس امراء و حکام ریغال کے طور پر دیئے اور پھر اپنے پادری اور راہب شہر مسلمانوں کے حوالہ کرنے کیلئے بھیجے۔

یہ دن مسلمانوں کے لئے بڑا تاریخی اور یادگار دن تھا اس کے بعد صلیبی امداد بھی پہنچی مگر اب سب بیکار تھا کیونکہ دمیاط مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا اور صلیبیوں نے سے بڑا مضبوط اور مستحکم قلعہ یہی ثابت ہوا۔

خانہ جنگیوں کا دور۔۔۔ پہلے گزر چکا ہے کہ اوحد نجم الدین بن عادل میافارقین کا حکمران تھا ۶۰۳ھ میں اسے خلاط اور آرمینیا کی حکومت بھی مل گئی تھی، ۶۰۷ھ میں اس کی وفات کے بعد ملک عادل نے اس کے علاقے اس کے بھائی ملک اشرف کو عطا کر دیئے، اس کے بعد ملک عادل نے اپنے بیٹے غازی ظاہر کو ۶۱۶ھ میں سروج، رہا اور ان کے متعلقہ علاقوں کی حکومت دے دی، چنانچہ عادل کے وفات کے بعد جب ملک اشرف مشرقی علاقوں کا خود مختار حکمران بنا تو اس نے اپنے بھائی غازی ظاہر کو خلاط، اور میافارقین کے علاقے بھی اپنی طرف سے دے دیئے یعنی سروج اور رہا بھی اس کے دائرہ اختیار میں آ گئے، ظاہر کو اس نے اپنا ولی عہد بھی بنادیا کیونکہ اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

پھر ملک اشرف تو اس معاہدہ پر قائم رہا مگر عادل کے بیٹے آپس میں لڑ پڑے تو ظاہر نے ملک اشرف کے خلاف بغوت کر دی جس کے نتیجے میں ملک اشرف نے اس سے اکثر علاقے چھین لئے۔ جسکی تفصیل انشاء اللہ ہم آگے بیان کریں گے۔

عادل کے بیٹوں کے اختلافات۔۔۔ جب ملک عادل کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے اسی کے دیئے ہوئے علاقوں کے حکمران تھے لیکن اشرف اور معظم اپنے اہم معاملات میں کامل سے رابطہ کرتے تھے اور اسی کے مطیع تھے اس کے بعد معظم عیسیٰ نے حماۃ کے حکمران ناصر بن منصور پر فتح حاصل کر لی ۶۱۹ھ میں حماۃ پر فوج کشی کر کے محاصرہ کر لیا مگر محاصرہ کامیاب نہ ہوا تو اس کے دوسرے علاقوں سلمیہ اور معرہ کی طرف بڑھ کر ان پر قبضہ کر لیا۔ اس بات پر کامل کو غصہ آیا اور اس نے معظم کو ڈانٹا اور شہر خالی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ معظم نے اس وقت تو تعمیل حکم میں شہر خالی کر دیا مگر دل میں اس پر بیچ و تاب کھاتا رہا۔ چنانچہ کامل نے سلمیہ کا شہر حاکم حماۃ کے بھائی مظفر بن منصور کو دے دیا۔

معظم کی سازش۔ معظم نے اپنا غصہ یوں نکالا کہ دونوں بھائیوں کے خلاف سازش کر کے مشرق کے حکمرانوں سے رابطہ کیا اور ان سے فوجی مدد مانگی، اسی دوران جلال الدین خوارزم شاہ بھی ہندوستان سے واپس آ گیا تھا جلال الدین خوارزم شاہ، خراسان اور عراق، عجم پر تاتاری قبضے کے بعد ہندوستان چھا گیا تھا اور وہاں سے ۶۲۱ھ میں واپس آیا تو فارس، غزنی، عراق، عجم اور آذربائیجان پر قبضہ کر کے توریز میں مقیم ہو گیا تھا اس طرح ایوبی سلطنت کا پڑوسی بن گیا، معظم نے اس سے رابطہ کر کے اس سے مدد مانگی تو اس نے درخواست قبول کر لی۔

معظم کی دوسری سازش۔ اس نے ایک اور سازش یہی کی کہ اشرف کے بھائی ظاہر غازی کو بغاوت پر تیار کر لیا چنانچہ اس نے اربل سے صہر بن مظفر الدین سے مل کر خلاط و آرمینیا میں ملک اشرف کے خلاف بغاوت کر دی، چنانچہ اشرف نے ۶۲۱ھ میں اس کے خلاف پیش قدمی کی اور خلاط

میں اسے شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا اور حسام الدین ابوعلی کو گورنر بنادیا جو کہ موصل کا رہنے والا اور اس کا ملازم تھا اور اس نے خوب ترقی پائی تھی، ملک اشرف نے ظاہر کو معاف کر کے میا قارقین پر برقرار رکھا۔

دونوں بھائیوں کی صلح اس کے بعد ملک معظم خود فوج لے کر حمص پر حملہ کے لئے چلا، حمص کا حکمران شیعہ کوہ بن محمد، کامل کا مطیع تھا معظم نے حمص کا محاصرہ کیا مگر قبضہ نہ کر سکا چنانچہ ملک اشرف خود معظم کے پاس صلح کی درخواست لے کر گیا مگر اس نے اسے اپنے پاس رکھ دیا تاکہ وہ کامل کی اطاعت سے منحرف ہو جائیں پھر وہ اپنے شہر واپس چلا گیا اور یہی صورت حال برقرار رہی، پھر صورتحال نازک ہوتی چلی گئی، ۱۱ھ کامل کو معظم کی کارروائیوں کا سخت خطرہ تھا کیونکہ اس کی خوارزمی افواج سے ساز باز بھی لہذا اس نے صلیبیوں سے مدد مانگ لی اور ان کے عکا آنے کے بدلے میں بیت المقدس دینے کا وعدہ کر لیا چنانچہ جب معظم کو اس کی اطلاع ملی تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور صلح کے لئے رابطہ کر لیا۔

جلال الدین سے جنگ:۔۔۔ اس دوران جلال الدین نے ۶۲۳ھ میں خلاط پر کئی بار حملے کئے اور کئی بار اس کا محاصرہ کیا چنانچہ اس کے جانے کے بعد خلاط کے نائب حکمران حسام الدین نے اس کے شہروں پر حملہ کر کے کئی قلعے قبضہ کر لئے۔

ناصر بن معظم: ۶۲۳ھ میں دمشق کے حکمران معظم بن عادل کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا داؤد حکمران بنا اور ناصر کا لقب اختیار کیا، سلطنت کا منتظم اعلیٰ اس کے والد کا خادم عز الدین اتابک بنا۔ پہلے تو ناصر اپنے باپ کی طرح کامل کی اطاعت کر کے چتر رہا مگر جب ۶۲۵ھ میں کامل نے اس سے قلعہ شوبک، نکاتویہ انکار کر کے باغی ہو گیا لہذا کامل نے فوج کشی کر دی اور غزہ پہنچ کر جنگ شروع کر دی اور پھر بیت المقدس اور نابلس اس سے چھین کر اپنی طرف سے ایک نائب مقرر کر دیا۔

ناصر کا دمشق میں محاصرہ:۔۔۔ اس پر ناصر نے اپنے چچا ملک اشرف سے مدد مانگی تو وہ پہلے دمشق آیا پھر نابلس گیا اور وہاں سے کامل کے پاس گیا تاکہ اس سے ناصر کی صلح کرادے مگر کامل نے اشرف کو ہدایت کی کہ ناصر سے دمشق چھین کر قبضہ کر لیا جائے لیکن اس تجویز کے خلاف ہو کر دمشق چھوڑا اور اس کا ملک اشرف نے محاصرہ کر لیا۔

بیت المقدس پر صلیبی قبضہ: اس کے بعد کامل نے صلیبیوں سے صلح کر لی تاکہ وہ دمشق کی مہم کی طرف متوجہ ہو جائے اور پھر بیت المقدس کی تفصیل کو تباہ کر کے بیت المقدس صلیبیوں کے حوالے کر دیا، اس کے بعد کامل نے ۶۲۶ھ میں دمشق کی طرف پیش قدمی کی اور اشرف کے ساتھ مل کر اس کا محاصرہ کر لیا چنانچہ ناصر ان سے ڈر گیا اور ان دونوں کے حق میں دمشق سے دست بردار ہو گیا۔

دمشق پر اشرف کا قبضہ:۔۔۔۔۔ اس نے یہ شرط عائد کی کہ کرک، شوبک، بلقاء، غور اور نابلس کا اسے خود مختار حکمران تسلیم کر لیا جائے چنانچہ کامل اور اشرف نے اس شرط کو مان لیا اور ناصر وہاں سے چلا گیا اور پھر دمشق پر اشرف کی حکومت قائم ہو گئی اور کامل اس کے ملائے حرن اور ہاس سے دست بردار ہو گیا اس دوران کامل کو اپنے بیٹے مسعود کی وفات کی اطلاع ملی یہ سُن کا حاکم تھا اس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

حمایہ پر قبضہ: کامل نے دمشق پر قبضے کے بعد مظفر محمود بن منصور کے لئے اس کے بھائی ناصر کے خلاف امداد فرمائی کیونکہ حمایہ کے کچھ لوگوں نے مظفر کو حمایہ پر قبضہ کرنے کی دعوت دی تھی لہذا کامل نے اس کے لئے فوجیں تیار کیں چنانچہ مظفر محمود ان افواج کو لیکر وہاں گیا اور حمایہ کا محاصرہ کر لیا اس نے شہر کے مخبروں کو خفیہ پیغام بھیجا چنانچہ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر وہ رات کے وقت فصیل کے نزدیک پہنچ جائے تو اس کی مدد کی جائے گی چنانچہ وہ وہاں پہنچے اور ان کی مدد سے فصیل پر چڑھ گیا اور اس طرح پورے شہر پر قابض ہو گیا۔

علاقوں میں زرد و بدل: کامل نے مظفر کو حکم دیا کہ وہ ناصر کو ماردین کا قلعہ دے دیں لہذا اس نے اسے دے دیا اور کامل نے اس سے سمیہ کا علاقہ لے کر حمص کے حاکم شیر کوہ کے حوالہ کر دیا اس کے بعد مظفر حمایہ کا مستقل حکمران بن گیا اس نے اپنی حکومت کا منتظم حسام الدین بن علی کو بنادیا جو کہ کام انجام دیتا رہا اس سے اختلاف ہونے کے بعد نجم الدین ایوب کے پاس چلا گیا، قلعہ ماردین ناصر کے پاس ۶۳۰ھ تک تھا۔



ناصر کی موت اس زمانہ میں ناصر نے یہ پروگرام بنایا کہ وہ یہ قلعہ صلیبیوں کو دے دیگا لہذا مظفر نے اطلاع پا کر اس کی خبر کامل کو کہی تو اس نے اس سے قلعہ چھیننے کا حکم دے دیا پھر کامل نے اسے نظر بند کر دیا حتیٰ کہ وہ ۶۳۵ھ میں انتقال کر گیا۔

بعلبک پر قبضہ۔ سلطان صلاح الدین نے عمر تقی الدین کے بھائی امجد بہرام شاہ کو بعلبک کے قلعے کا حاکم بنایا تھا، بصرہ کا مد قہ خضر نے زیر کنشروں تھا اور عادل کے مرنے کے بعد اشرف کے کنشروں میں چلا گیا اور اس کا حکمران اسماعیل بن عادل بنا، لہذا ملک اشرف نے ۶۳۶ھ میں سے فوج دے کر بعلبک روانہ کیا چنانچہ اس نے امجد کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار بعلبک پر قبضہ کر لیا، پھر امجد کو دوسرا علاقہ دے دیا گیا اس کے بعد اسماعیل دمشق منتقل ہوا اور وہیں مقیم ہو گیا، یہاں اسے اس کے آزاد کردہ غلاموں نے مار ڈالا۔

جلال الدین خوارزمی پہلے لکھا جا چکا ہے کہ جلال الدین خوارزمی آذربائیجان پر قبضہ کر کے ایوبی سلطنت کا پروسی بن گیا تھا اور جب ملک اشرف نے اپنے بھائی ظاہر سے ۶۳۴ھ میں خلاط چھینا تھا تو اس کا حاکم حسام الدین کو بنایا تھا اس دوران معظم نے جلال الدین سے صلح کر کے اس کو راضی کر لیا تھا کہ وہ ملک اشرف کے خلاف اس سے مل کر جنگ کرے۔

چنانچہ جلال الدین نے خلاط کا دو مرتبہ محاصرہ کیا اور پھر واپس چلا گیا اس کے بعد حسام الدین نے اس کے کئی قلعے حمہ کر کے فتح کر لئے تھے۔

فتح کی اصل وجہ:۔۔۔ فتح کی اصل وجہ یہ تھی کہ حسام الدین نے جلال الدین کی بیوی سے ساز باز کرتی تھی یہ عورت پہلے زبک بن بہون کی بیوی تھی، جہاں الدین نے بھی اس سے قطع تعلق کیا ہوا تھا کیونکہ اس کا اپنے سابق شوہر سے بھی یہ رویہ رہا تھا کہ سلطنت کے امور میں مداخلت کرتی ورس پر غائب رہنے کی کوشش کرتی تھی اس وقت وہ خوی میں رہ رہی تھی اس نے نائب حکمران حسام الدین کو اپنی اور خوی والوں کی طرف سے یہ پیغام بھجوایا کہ وہ ان علاقوں پر آ کر قبضہ کر لے، چنانچہ حسام الدین نے خوی، اس کے قلعے اور شہر ترمذ فتح کر لئے تھے، پتچوان والوں نے بھی اس سے رابطہ کر کے پناہ شہر اس کے حوالہ کر دیا چنانچہ جب حسام الدین خلاط واپس آیا تو جلال الدین کے زوجہ کو بھی لے گیا جو کہ سلطان طغرل کی بیٹی تھی اس کا جہاں الدین کو بہت رنج ہوا۔

حسام الدین کا قتل:۔ ادھر ملک اشرف کو بھی حسام الدین کی وفاداری میں شک ہو گیا اس لئے اس نے اپنے ایک بڑے امیر عزالدین بیک کو بھیجا، وہ حسام الدین کا سخت دشمن تھا اس لئے اس نے اسے گرفتار کر لیا اور خفیہ طور پر اچانک اسے مروادیا، اس کا آزاد کردہ غلام بھگ کر جلال الدین کے پاس چل گیا۔

جلال الدین کا خلاط پر قبضہ:۔ ماہ شوال ۶۳۶ھ میں جلال الدین نے خلاط کا محاصرہ کر لیا اور محققین نصب کر دیں، آٹھ ماہ تک ان کی رسد بند رکھی اور پھر ایک زبردست جنگ کے بعد جمادی الاولیٰ ۶۳۷ھ میں خلاط کو فتح کر لیا، عزالدین بیک اور فوج قلعہ میں محصور ہو گئے اور جان کی بازی لگا کر لڑتے رہے، جلال الدین نے خلاط کو اتنی بری طرح تباہ کیا کہ تباہی کی مثال اس سے پہلے کبھی نہیں ملتی، اس کے بعد قلعہ فتح ہو گیا اور عزالدین بیک بھی گرفتار ہو گیا جسے حسام الدین کے آزاد کردہ غلام نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔

ملک اشرف اور امدادی فوج:۔ خلاط پر جلال الدین کے قبضہ کے بعد ملک اشرف نے ملک کامل کے پاس پہنچ کر اس سے مدد مانگی چنانچہ ملک کامل لشکر بیکر اس کے ساتھ چلا اور مصر میں اپنے بیٹے عادل کو نائب مقرر کیا، راستے میں کرک کا حاکم ناصر بن معظم، حماة کا حکمران مظفر ورخندان ایوبی کے باقی ماندہ امراء بھی اس لشکر میں شامل ہو گئے چنانچہ جب یہ لوگ سلمیہ پہنچے تو وہاں سب فرمانبردار تھے پھر یہ لوگ آمد پہنچے تو کامل نے آمد کا مد قہ بنو ارتق کے حکمران مسعود بن محمد سے چھین لیا، یہ علاقہ اسے صلاح الدین ایوبی نے ابن نعشان کو شکست دینے کے بعد دیا تھا کامل نے آمد کی فتح کے بعد مسعود کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا اور پھر وہ کامل کے مرنے کے بعد ہی جیل سے نکل سکا اور نکل کر تاتاریوں کے پاس جا پہنچا۔

کامل کی فتوحات اس کے بعد کامل نے ان مشرقی علاقوں پر قبضہ کر لیا یہ وہ علاقے تھے جن سے اشرف نے دمشق کے بدلے دستبرداری کا

اندان کی تھایہ علاقے حران، رہا اور اس سے متعلق علاقے تھے قبضہ ہونے کے بعد اس نے اپنے بیٹے صالح نجم الدین ایوب کو یہاں کا گورنر بنا دیا۔

علاء الدین کی اشرف سے امداد طلبی: جب جلال الدین نے خلاط پر قبضہ کیا تو اسکے ساتھ ارزن روم کا حکمران بھی شامل تھا بلادروم کے حکمران کیقباد علاء الدین کو اسکی شمولیت سے بڑا دکھ ہوا، کیونکہ اس کے اور اس حاکم کے مابین رشتہ داری کے باوجود سخت دشمنی تھی چنانچہ اسے ان دونوں کے اتحاد کی وجہ سے خود پر حملہ ہونے کا خطرہ محسوس ہوا لہذا اس نے کامل اور اشرف سے رابطہ کر کے مدد مانگی اور اشرف کو تیار کیا کہ وہ جلد سے جلد وہاں پہنچے چنانچہ وہ جزیرہ اور شام سے فوج اکٹھی کر کے علاء الدین کے پاس پہنچ گیا ان دونوں کی ملاقات سیواس کے مقام پر ہوئی پھر وہاں سے خلاط روانہ ہو گیا، ادھر جلال الدین بھی ان دونوں سے لڑنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

جلال الدین کی شکست: چنانچہ ارزن نکان کے علاقے میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی مذب سے پہلے حلب کا لشکر آگے بڑھا اس کا کمانڈر عمر بن علی ہکاری تھا جو اس زمانہ میں سب سے بہادر کمانڈر تھا لہذا اس کے سامنے جلال الدین کی فوج ٹھہرنہ سکی اور وہ شکست کھ کر خلاط چلا گیا اور وہاں سے اپنی فوج کو نکال کر ذریاباچون چلا گیا ادھر جب ملک اشرف خلاط پہنچا تو تباہ شدہ شہر اس کے سامنے تھا ارزن روم کے حاکم رفقہ رکر کے بلادروم کے حکمران اور اس کے چچا زاد کے سامنے پیش کیا گیا چنانچہ وہ اس کے ساتھ ارزن روم گیا اور اس نے شہر اور متعلقہ علاقے اس کے حوالہ کر دیئے۔

اس کے بعد اس امدادی اتحادی فوج اور جلال الدین کے درمیان سفیروں کی سطح پر مذاکرات ہوئے اور اس بات پر صلح ہو گئی کہ جس کے قبضہ میں جو علاقہ ہے وہ برقرار رہے گا، پھر انہوں نے معاہدہ کی پاسداری کی قسمیں کھائیں، اس کے بعد اشرف سنجاہ چلا گیا اور اس کا بھائی غازی فوج کے ساتھ گیا اور دیار بکر میں ارزن نامی شہر کا محاصرہ کر لیا۔

چونکہ یہ اشرف کے ساتھ جنگ میں شریک تھا اس لئے اسے جلال الدین نے گرفتار کر لیا اور پھر اس شرط پر رہا کیا کہ وہ اسکا مطیع و فرمانبردار رہے گا، چنانچہ شہاب الدین غازی وہاں پہنچا اور صلح کے بعد ارزن پر قبضہ کر لیا اور اس کے حاکم کو اس کے بدلے دیار بکر کا، چانی، نامی شہر حوالہ کر دیا، اس کا نام حسام الدین تھا نہایت شریف اور اعلیٰ نسب کے خاندان بنوالا حدب سے اس کا تعلق تھا اس خاندان کو یہ علاقہ سلطان ملک شاہ نے دیا تھا۔

شیرز کی فتح: سلطان نور الدین کا ایک امیر سابق الدین عثمان بن الدایہ نامی تھا اسے زنگی کے بیٹے صالح نے نظر بند کر دیا تھا اس پر صلاح الدین کونا گوری ہوئی اس نے دمشق پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور سابق الدین کو شیرز کی حکومت عطا کر دی، چنانچہ حکومت اس کی اولاد میں چلتی رہی پھر شہاب الدین یوسف بن مسعود بن سابق الدین کا دور آیا تو کامل کے حکم پر حلب کے حکمران محمد العزیز نے ۶۳۰ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن العزیز کی وفات: ۶۳۰ھ میں محمد بن العزیز کا انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ اس کا بیٹا ناصر یوسف حلب کا حکمران بنا، اس کی نگرانی اس کی وادی صفیہ خاتون بنت ملک عادل تھی اس کی حکومت میں شمس الدین لؤلؤ ارمنی، عزالدین محلی اور اقبال خاتون اقتدار میں تھیں مگر سب اس کے دادی کے ماتحت تھے۔

کیقباد کی فتح: اس زمانے میں علاء الدین کیقباد بن کیاؤس (شاہ بلاد روم) کی سلطنت بہت پھیل گئی تھی اس لئے اس نے قریب کے علاقوں پر ہاتھ بڑھانا شروع کر دیا تھا چنانچہ اس نے خلاط پر قبضہ کر لیا حالانکہ اس سے پہلے اس نے اس کے دفاع کے لئے جلال الدین سے جنگ لڑی تھی جیسا کہ گذر چکا ہے۔

لہذا ملک اشرف نے اس سے مقابلے کا پروگرام بنایا اور اپنے بھائی سے مدد مانگی چنانچہ ملک کامل مصر سے ۶۳۱ھ میں روانہ ہوا اس کے ساتھ اس کے خاندان کے تمام حکام شریک تھے چنانچہ وہ روم کی سرحد کے قریب ارزق پہنچا تو اس نے اپنے خاندان کے ایک شخص اور حماۃ کے حکمران مظفر کی قیادت میں ہراؤں دستہ کو بھیجا جن کا مقابلہ کیقباد کی فوج سے ہوا، کیقباد نے انہیں شکست دے کر خرت برت میں محصور کر دیا۔

پھر حماۃ کے حکمران مظفر نے کیقباد کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور جان کی امان مانگی، کیقباد انہیں پناہ دے کر خرت برت کے قلعے پر قابض ہو

گیا جو پہلے بنو رقی کے قبضے میں تھا پھر جب کامل اپنا لشکر لے کر ۶۳۲ھ میں مصر واپس گیا تو کیقباد نے اس کا پیچھا کیا پھر وہ حران اور رہا کی طرف روانہ ہوا اور یہ علاقے کامل کے نائب حکام سے چھین لئے اور وہاں اپنی طرف سے حکام مقرر کر دیئے، کامل ۶۳۳ھ میں مصر میں داخل ہوا۔

ملک کی ناراضگی اور وفات: ۶۳۳ھ میں ملک اشرف نے اپنے بھائی ملک کامل سے ناراض ہو کر اسکی احاطت چھوڑ دی اسے نہ فرمانی پر حسب والوں اور بلادروم کے حکمران کنخسرو نے تیار کیا تھا ان کے علاوہ ان کے عزیز اور تمام حکام نے ان کی حمایت کی صرف ناصر بن معظم، ملک کامل کا وفادار یہ کرک کا حکمران تھا یہ مصر بھی گیا تھا جہاں کامل نے انتہائی عزت و احترام سے اس کا خیر مقدم کیا تھا اسی دوران ۶۳۵ھ میں اشرف کا انتقال ہو گیا اس نے اپنا ولی عہد اپنے بھائی صالح اسماعیل کو بنایا لہذا وہ وہاں پہنچ کر حکمران بن گیا۔

کامل کا دمشق پر قبضہ: صالح کے ساتھ مل کر دوسرے شامی حکام نے کامل کے خلاف محاذ بنائے رکھا لیکن حماد کا حکمران بن کو چھوڑ کر دوبارہ کامل کا وفادار بن گیا پھر کامل فوج لے کر دمشق روانہ ہو گیا اور اس نے دمشق کا بہت سخت محاصرہ کر لیا چنانچہ بعد میں مجبور ہو کر صالح اسماعیل نے دمشق کامل کے حوالہ کر دیا پھر کامل نے دمشق کے بدلے میں اسے بلبلک کا حکمران بنادیا اور اشرف کی باقی سلطنت پر خود کامل نے قبضہ کر لیا اس کے بعد خاندان ایوبی کے سارے حکام اس کے فرمانبردار بن گئے۔

کامل کی وفات: .. اشرف کے انتقال کے چھ مہینے بعد ملک کامل بن عادل کا انتقال ہو گیا اس کے سارے حکام اپنے علاقوں میں چلے گئے اور مظفر، حماد اور ناصر کرک چلے گئے۔

شام کی آزاد مملکت: ..... پھر مصر میں اس کے بیٹے عادل ثانی ابو بکر کو حکمران بنادیا گیا اور دمشق میں اس کے چچا زاد بھائی جواد یونس بن مودود کو اس کا نائب مقرر کیا گیا اس دوران ناصر داؤد نے دمشق پر حملہ کیا مگر جواد نے اسے شکست دیدی اس کے بعد وہ خود دمشق کا خود مختار بادشاہ بن گیا اور مصر کے حکمران عادل سے اس ناطہ کو توڑ لیا۔

ملک صالح حاکم دمشق: اس کے بعد صالح ایوب نے اس سے رابطہ کر کے کہا کہ وہ اسے دمشق کی حکومت دے دیں تو وہ اس کے بدلہ میں سے اپنے واد کے دیئے ہوئے علاقوں کی حکومت دے دیگا چنانچہ وہ مان گیا اور صالح نے ۶۳۶ھ میں دمشق کی حکومت سنبھال لی یونس نے جا کر اس کے مشرقی علاقوں پر کنٹرول قائم کر لیا اور موصل کے حاکم لؤلؤ کے یہاں قبضے تک حکمران رہا البتہ ملک صالح مستقل دمشق کا حکمران رہا۔

یونس جواد کی موت: جب یونس جواد سے لؤلؤ نے علاقے چھینے تو وہ جنگل اور ویرانوں سے گذرتا ہوا غزہ پہنچا مگر ملک صالح نے دھم سے روک دیا چنانچہ وہ صلیبی شہر عکا میں داخل ہوا مگر صلیبیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور ملک صالح کے ہاتھ قید کر کے قتل کرادیا۔

جدال ابدین کا قتل اور خوارزمی افواج: اس سے قبل تاتاری آذربائیجان پر قابض ہو کر جلال الدین کو شہید کر چکے تھے اس کی شہادت کے بعد اس کی فوج اور کمانڈر ادھر ادھر بکھر گئے اکثریت بلادروم چلی گئی اور وہاں کے بادشاہ علاؤ الدین کیقباد نے انہیں اپنے علاقے میں آباد کر دیے۔

کیقباد کی وفات کے بعد اس کا بیٹا کنخسرو ان سے بدگمان ہو گیا چنانچہ ان کے کئی کمانڈر گرفتار کر لئے گئے اور باقی وہاں سے بھاگ کر ادھر ادھر لوٹ مار کرنے لگے، یہ صورتحال دیکھ کر صالح نے اپنے والد کامل سے انہیں اپنے پاس ملازم رکھنے کی اجازت مانگی اور پھر انہیں تنخواہ پر ملازم رکھ لیا۔

۶۳۵ھ میں کامل کی وفات کے بعد انہوں نے صلح وامن کی زندگی چھوڑ کر لوٹ مار کا وطیرہ اختیار کر لیا اس پر لؤلؤ نے سنجہ پر حملہ کر کے صالح کا محاصرہ کر لیا، لہذا صالح نے پیار و محبت سے خوارزمی فوج کو قابو کیا اور حران اور رہا کا علاقہ تفویض کر کے صالح کا مقابلہ کیا اور شکست دے کر اس کے خیموں پر قبضہ کر لیا۔

صالح ایوب کی مصر روانگی: کامل کے انتقال کے بعد عادل ثانی حکمران بنا مگر ارکان سلطنت مصر نے اسے ناپسند کر دیا لہذا جب انہیں صالح

کے دمشق کا حکمران بننے کی خبر ملی تو انہوں نے اسے مصر بلوایا چنانچہ صالح نے تیاری کی اور اپنے چچا صالح اسماعیل کو بھی بلبلک سے مصر چنے کے سے بلوایا مگر اس نے معذرت کی چنانچہ یہ اپنے بیٹے مغیث فتح الدین کو اپنا نائب بنا کر مصر روانہ ہو گیا۔

دمشق پر اسماعیل کا قبضہ: . . . ادھر یہ مصر کے لئے نکلا اور دوسری طرف سے صالح اسماعیل فوج لے کر آیا اور دمشق پر قابض ہو گیا اور اس کے بیٹے مغیث کو گرفتار کر لیا چنانچہ نابلس پہنچ کر صالح ایوب کو یہ اطلاع ملی تو اس کی فوج اسے چھوڑ کر بھاگ گئی اور یہ نابلس میں داخل ہو گیا مگر ناصر داؤد نے کرک سے آ کر اسے گرفتار کر لیا، عادل نے ناصر سے اپنے بھائی کو مانگا مگر اس نے انکار کر دیا۔

بیت المقدس پر ناصر کا قبضہ: اس کے بعد ناصر داؤد نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور اسے صلیبیوں کے قبضہ سے آزاد کر لیا اس کے بعد اس نے قلعہ تہہ کر دیا، ادھر ۶۳۶ھ میں شیر کوہ اعظم کا پوتا، شیر کوہ بن محمد بن شیر کوہ کا انتقال ہو گیا یہ ۶۰۱ھ میں حمص کا حکمران بنا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم حکمران بنا اور منصور کے لقب سے مشہور ہوا۔

مصر کی طرف پیش قدمی: بیت المقدس کی فتح کے بعد ناصر نے صالح ایوب کو رہا کر دیا، رہائی کے بعد اس کے آزاد کردہ غلام اس کے پاس پہنچ گئے اس دوران مصر میں عادل ثانی کے خلاف ارکان سلطنت کا اضطراب اور بڑھ گیا تھا تو انہوں نے پھر صالح سے رابطہ کیا اور اسے بادشاہ بنانے کے لئے ہوا۔ لہذا وہ ناصر داؤد کے ساتھ مصر کی طرف بڑھا، جب یہ غزہ پہنچا تو عادل مصر نے بلبلس کی طرف فوج لے کر آیا اس نے چچا اسماعیل کو دمشق پر پیغام پہنچایا کہ وہ اس کی صالح کے خلاف مدد کرے۔

مصر پر صالح ایوب کا قبضہ: . . . چنانچہ دمشق سے صالح اسماعیل فوج لے کر غور پہنچ گیا اور دوسری طرف عادل کے آزاد کردہ غلاموں نے ایک اراکس کی قیادت میں عادل کو گرفتار کر لیا اور ملک صالح ایوب کو فوراً آنے کا پیغام دے دیا چنانچہ صالح ایوب، ناصر کے ساتھ ۶۳۷ھ میں قلعہ مصر پہنچ گیا اور مصر کی حکومت کی ہاگ دوڑ سنبھال لی اس کے بعد ناصر اس سے مشتبہ ہو گیا لہذا وہ کرک بھاگ گیا۔

صالح ایوب اور اس کی حکومت: . . . صالح نے اپنے بھائی عادل کو گرفتار کرنے والے لوگوں سے ناراض ہو کر انہیں بھی گرفتار کر لیا جن میں ایک الاسر بھی شامل تھا، یہ واقعہ ۶۳۸ھ کا ہے اس کے بعد اپنے بھائی عادل کو بھی جیل ہی میں پڑا رہنے دیا چنانچہ وہ جیل ہی میں ۶۴۵ھ میں مر گیا۔ صالح نے دریائے نیل کے کنارے مقیاس کے سامنے ایک قلعہ بنا کر اس میں رہائش اختیار کی اور اس نے اپنے آزاد کردہ غلاموں پر مشتمل ایک فوجی دستہ بھی رکھا جو بعد میں بحریہ کے نام سے مشہور ہوا۔

خوارزمی فتنہ: . . . اس دور میں خوارزمی فوج نے فتنہ برپا کر دیا انہوں نے دریائے فرات عبور کر کے حلب کا رخ کر لیا چنانچہ حلب کی افواج معظم توران شاہ بن صلاح الدین کی کمان میں مقابلہ کرنے آئیں تو خوارزمی افواج نے انہیں شکست دے کر معظم توران شاہ کو گرفتار کر لیا اور سمیساٹ کے حکمران صالح بن افضل کو قتل کر دیا کیونکہ وہ بھی حلب کے افواج کا حصہ تھا پھر انہوں نے منبج پر قبضہ کیا مگر پھر اسے چھوڑ کر چلے گئے اس کے بعد دوبارہ حران سے رقبہ کی طرف روانہ ہوئے دریائے فرات کو عبور کر کے تباہی کا دروازہ کھول دیا۔

خوارزمی اور حلبی افواج: . . . چنانچہ حلب والوں نے پھر فوج جمع کی اور ادھر دمشق سے صالح اسماعیل نے حمص کے حکمران ابراہیم منصور کی کمان میں فوج بھیجی چنانچہ ان سب نے خوارزمی فوج سے مقابلہ کیا تو وہ حران واپس چلی گئیں مگر پھر دوبارہ آئے سامنے ہوئے تو خوارزمی فوج کو شکست ہو گئی اور حلب کی افواج نے حران، رہا، سروج، رقبہ اور اس عین اور ان کے متعلقہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

پھر معظم توران شاہ کی رہائی کے بعد لوگوں نے اسے لشکر حلب سے لڑنے بھیجا حلب کا لشکر آمد کی طرف بڑھا اور توران شاہ کا مقابلہ کیا اور فتح حاصل کر کے آمد پر قبضہ کر لیا، پھر یہ کیفا میں مقیم رہا اور اس کے باپ کی وفات کے بعد اسے بادشاہ بنانے کے لئے بلایا گیا تو یہ اپنے بیٹے موحد عبداللہ کو نائب بنا کر چلا گیا، موحد کیفا پر اس وقت تک حکمران رہا جب تک کہ تاتاری اس پر قابض نہ ہو گئے۔

۶۴۰ھ میں مظفر غازی (حاکم میافارقین) کی کمان میں خوارزم کی افواج، حلب کی حکمران سے لڑنے روانہ ہوئی، اس فوج میں منصور ابراہیم (حمص کا حکمران) بھی تھا مگر اس جنگ میں یہ شکست کھا گئی اور اپنے دیہاتی علاقے بھی لٹا بیٹھی۔

حلب کے حکمرانان: پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ظاہر غازی اپنے والد کی وفات کے بعد حلب کا حکمران بن گیا تھا اور ۶۳۴ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس کے ارکان سلطنت نے اس کے بیٹے ناصر یوسف کو اسکی دادی صفیہ خاتون کی نگرانی میں حکومت کا حکمران بنادیا، لویوزارمنی، اقبال خاتونی، و عزالدین محلی سلطنت کے منتظمین مقرر ہوئے۔

اس کی دادی خوارزمی افواج سے مقابلہ کی تیاری کرتی رہی اور مختلف شہروں میں قبضہ کرتی رہی اور ۶۴۰ھ میں وفات پا گئی اس کے بعد ناصر یوسف خود مختار حکمران بن گیا لیکن وہ انتظام سلطنت کے لئے اقبال خاتونی سے مشورہ لیا کرتا تھا۔

صلیبیوں سے امداد طلبی: ۶۳۶ھ میں صالح اسماعیل نے صالح ایوب کی مصر روانگی پر دمشق پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد صالح یوب کو کرک میں قید کر دیا گیا تھا لیکن وہ رہا ہو کر ۶۳۷ھ میں مصر کا حکمران بن گیا تھا مگر صالح اسماعیل اور صالح ایوب کے درمیان لڑائی برقرار رہی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صالح اسماعیل نے صلیبیوں سے مدد مانگ لی اور مدد کے بدلہ قلعہ شقیف اور قلعہ صعدا نہیں دینے پر تیار ہو گیا اور اس تجویز پر عمل بھی کر دیا۔ مروہاں کے عہد حق نے اس تجویز کی بھرپور مخالفت کی چنانچہ مشہور شافعی عالم عزالدین بن عبدالسلام دمشق احتجاجاً ہجرت کر کے مصر چلے گئے جہاں صالح ایوب نے انہیں مصر کا قاضی مقرر کر دیا، ان کے بعد مالکی فقہ کے عالم جمال الدین بن ابی الحاجب بھی ہجرت کر کے کرک چلے گئے اور وہاں سے اسکندریہ جا پہنچے اور یہیں ان کی وفات بھی ہوئی۔

صالح ایوب کے خلاف متحدہ محاذ: اس کے بعد شامی حکام نے صالح ایوب کے خلاف متحدہ محاذ بنالیا اس اتحاد میں صالح اسماعیل، ناصر یوسف، اور اس کی دادی صفیہ خاتون، ابراہیم المنصور وغیرہ جیسے حکمران شریک تھے مگر حماۃ کا حکمران مظفران کے خلاف تھا کیونکہ وہ نجم الدین ایوب کا حمایتی تھا ان کا یہ اتحاد کچھ عرصہ تو قائم رہا پھر انہوں نے صالح ایوب سے صلح کرنے کی کوشش کی جس کے لئے شرط یہ رکھی گئی کہ صالح، نجم الدین یوب کے بیٹے فتح الدین عمر کو آزاد کر دے جسے دمشق میں قید کر رکھا ہے مگر صالح ایوب نے یہ شرط قبول نہیں کی اس لئے اختلاف دوبارہ شروع ہوا۔

متحدہ افواج کی شکست: لہذا ناصر داؤد نے صالح اسماعیل کے ساتھ مل کر حملے کا پروگرام بنایا صلیبیوں سے بھی مدد لی اور اس کے بدلے میں انہیں بیت المقدس دے دیا، صالح ایوب نے خوارزمی فوج کی مدد حاصل کی چنانچہ یہ سب مل کر غزہ میں اکٹھے ہو گئے ادھر نجم الدین نے اپنے زاد کردہ غلام بھروس کو بھیجو چونکہ وہ بھی اس کے ساتھ قید رہا تھا اس لئے اس کا احسان مند تھا مصری افواج ابراہیم منصور کے ساتھ آئیں اور انہوں نے عکا کے صلیبی جنگجوؤں سے جنگ بھی لڑی جس میں فتح مصری اور خوارزمی فوج کو ہوئی اور انہوں نے دمشق تک دشمن کا پیچھا کیا اور وہاں پہنچ کر صالح اسماعیل کا محاصرہ کر لیا۔

جب وہ محاصرے سے تنگ ہو گئے تو اس نے صلح کی درخواست کی اور اس پر راضی ہو گیا کہ وہ بعلبک بصرہ اور ان کے مضافات کے بدلے دمشق انہیں دے دیگا چنانچہ صالح ایوب نے یہ تجویز مان لی۔

صالح اسماعیل کا دمشق سے اخراج: اس کے بعد صالح اسماعیل ۶۳۸ھ میں دمشق چھوڑ کر بعلبک چلا گیا صالح ایوب نے صلح میں یہ شرط عائد کی تھی کہ صالح اسماعیل، حسام الدین محلی ہد بانی کو رہا کر دے گا چنانچہ اس نے رہا کر دیا اور صالح ایوب نے اسے دمشق میں پناہ دیا ابراہیم المنصور حمص چلا گیا اور حماۃ کے حکمران نے اس سے سلمیہ چھین لیا۔

خوارزمی فوج کا شام سے انخلاء: خوارزمی امراء حسام الدین ہد بانی سے جاگیروں اور عہدوں کے بارے میں لڑتے رہتے تھے اس نے ہد بانی سے ناراض ہو گئے، موقع سے فائدہ اٹھا کر صالح اسماعیل نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور دمشق پر حملہ کرنے کے لیے، ناصر داؤد کو بھی ساتھ لے کر

مگر علی حد بانی نے انکا بھر پور مقابلہ کیا۔

ادھر حسب کے حکمران نجم الدین ایوب نے یوسف ناصر کو خوارزمی فوج کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا اس کے ساتھ شیرکوہ بھی فوج لے کر شریک ہو گیا چنانچہ انہوں نے ۶۴۴ھ میں خوارزمی فوج کو زبردست شکست دے کر ان کے سردار حسام الدین برکت خان کو مار ڈالا باقی سپاہی شلو خان نامی سردار کے ہمراہ بھاگ گئے اور تاتاریوں کے پاس پہنچ کر ان کے لشکر میں شامل ہو گئے اس طرح شام سے خوارزمی فوج کا پتہ صاف ہو گیا۔

صالح اسماعیل کا انجام۔ خوارزمی فوج کے ساتھ صالح اسماعیل بھی تھا اس نے ناصر یوسف سے پناہ مانگی چنانچہ اس نے اس کو نجم الدین کے ہاتھ لگنے سے بچا لیا مگر حسام الدین حد بانی نے حملہ کر کے صالح کے ساتھ بعلبک پر قبضہ کر لیا اور صالح اسماعیل کے اہل و عیال اور وزیر ناصر الدین بنمور کو نجم الدین ایوب کے پاس حلب بھیج دیا جس نے ان سب کو مصر میں قید کر دیا۔

اس کے بعد حلب کے حکمران ناصر یوسف کی افواج الجزائرہ روانہ ہو گئیں جہاں انہوں نے موصل کے حکمران لؤلؤ سے جنگ لڑ کر سے شکست دی، ناصر نے نصیبین، دارا، اور قر قیس فتح کر لیا جس کے بعد اس کی افواج حلب سے چلی گئیں۔

عسقلان اور طبریہ کی آزادی: پھر صالح ایوب نے دمشق سے حسام الدین حد بانی کو بلا کر جمال الدین بن مطروح کو دمشق کا حکمران بنادیا اور پھر خود حسام الدین کو مصر میں اپنا نائب بنا کر دمشق روانہ کر دیا اور دمشق پہنچ کر فخر الدین بن شیخ کی کمان میں عسقلان اور طبریہ کو آزاد کرانے کے لئے فوج بھیجی جس نے دونوں شہر صلیبی قبضے سے آزاد کر لئے۔

وفود سے ملاقاتیں: ..... دمشق کے دوران قیام صالح ایوب سے منصور بن مظفر (حماۃ کا حکمران) وفد کے ساتھ ملنے آیا یہ ۶۳۳ھ میں اپنے باپ مظفر کے بعد حکمران بنا تھا حمص کے حکمران اشرف موسیٰ نے بھی اس سے ملاقات کی یہ ۶۳۴ھ میں اپنے باپ کے بعد حکمران بنا، اس کا باپ صالح ایوب سے ملنے جا رہا تھا کہ راستے میں انتقال ہو گیا اس وقت حمص میں مظفر الدین موسیٰ حکمران تھا اور اس کا لقب اشرف تھا۔

لؤلؤ کا حمص پر قبضہ: ۶۳۶ھ میں لؤلؤ نے حمص پر حملہ کر کے اسے اشرف موسیٰ سے چھین لیا اور اس کے بدلہ میں حلب کا قلعہ تل باشر دے دیا، یہ قلعہ تدمر اور جبہ کے علاوہ تھا کیونکہ پہلے ہی سے اشرف کے کنٹرول میں تھے، اس خبر سے صالح بہت ناراض ہوا لہذا اس نے مصر سے روانہ ہو کر دمشق کی طرف حسام الدین حد بانی اور ابن شیخ کی کمان میں حمص کے لئے فوج بھیجی جس نے کافی دن تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر خیفہ مستعصم کی سفارش پر اس نے فوج کو واپس بلا لیا اور پھر دمشق سے جمال الدین بن مطروح کو معزول کر کے جمال الدین بنمور کو مقرر کر دیا۔

صلیبی جنگوں میں فرانس کی شمولیت: ..... فرانسیسی انگریزوں کی ایک بڑی قوم ہے ایسا لگتا ہے کہ افرنج کا غلط دراصل افرنس تھا جسے عربوں نے جب عربی میں ڈھالا تو سین کو جیم سے بدل دیا ان کے ملک کا حکمران اپنے وقت کا سب سے بڑا بادشاہ تھا اسے ای افرنس کہتے تھے انکی زبان میں، ای، کے معنی بادشاہ کے ہیں۔

شاہ فرانس کا حملہ: ..... شاہ فرانس نے شام کے ساحلی علاقوں پر حملے کا پروگرام بنایا اور جس طرح اس سے پہلے دوسرے انگریز حکمرانوں نے حمص کئے تھے وہ بھی فوج لیکر روانہ ہوا اور پچاس ہزار مسلح جوان لے کر سمندری جہازوں پر سوار ہو کر ۶۴۷ھ میں دریا عبور کر کے دمیاط پہنچا جہاں بنو کنندہ رہتے تھے، انہیں صالح ایوب نے دمیاط کی حفاظت کے لئے وہاں آباد کیا تھا چنانچہ جب انہوں نے اتنا بڑا لشکر دیکھا تو وہاں سے بھاگ گئے اس طرح دمیاط پر شاہ فرانس کا قبضہ ہو گیا۔

صالح ایوب کو یہ اطلاع اس وقت ملی جب یہ دمشق میں تھا اور اس کی فوج محاصرے پر تھی چنانچہ اس نے مصر واپسی کا حکم دیا اور اپنے کمانڈر کو پہلے بھیجا اور بعد میں خود پہنچا اور منصورہ میں مقیم ہو گیا راستہ میں اسے سخت بخار ہو گیا جس کی وجہ سے یہ بستر پر پڑا رہا۔

کرک کا محاصرہ صالح ایوب اور اس کے چچا زاد ناصر بن معظم کے درمیان سخت دشمنی تھی ناصر داؤد نے ایک مرتبہ اسے قلعہ میں قید کر دیا تھا



چنانچہ دمشق کی حکومت صالح یوب کی ہاتھ آئی تو اس نے فخر الدین یوسف بن شیخ کو فوج دے کر کرک پر حملہ کرنے بھیجی اس سے پہلے اس کو اس سے بھائی عادل نے قید کیا ہوا تھا اور صالح نے رہا کر کے اسے خانہ نشین کر دیا تھا، چنانچہ اس نے کرک کا محاصرہ کیا اور ۶۴۴ھ میں اس پر قبضہ کر کے سارا علاقہ تباہ کر دیا۔

**کرک کی فتح** ناصر داؤد نے اپنی ساری دولت اور سامان خلیفہ مستعصم کے پاس بغداد بھیج دیا تھا اور خود حلب میں ناصر یوسف کے پاس رہ رہا تھا، صوبہ جانے سے پہلے اس نے اپنے چھوٹے بیٹے عیسیٰ کو معظم کا لقب دے کر وہاں کا حکمران بنادیا تھا اس پر اس کے دونوں بڑے بھائی مجد حسن اور فخر شاہ ناراض ہو گئے لہذا انہوں نے عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور ۶۴۴ھ میں جب صالح منصورہ میں صلیبی انگریز فوج سے مقابلہ کر رہا تھا تو یہ وہاں گئے اور اسے کرک حوالہ کرنے کی پیش کش کی چنانچہ صالح نے ان سے کرک اور شوبک کے قلعے لے لئے اور دونوں قلعوں کا حکمران بدر اصفوری کو مقرر کیا اور ان دونوں بھائیوں کو مصر میں جاگیریں دے دیں۔

## ایوبی سلطنت کا زوال

**صالح یوب کا انتقال:**..... صالح نجم الدین ایوب بن کامل منصورہ میں انگریز فوجوں کے مقابلہ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اسی دوران وہ نقل کر گیا ارکان سلطنت نے انگریزوں کے خوف کے باعث خبر چھپائے رکھی، اس موقع پر اس کی ام ولد (باندی جو اس کے بیٹے کی ماں تھی) نے سلطنت کا انتظام سنبھالا اور ارکان سلطنت کو جمع کر کے مشورہ کیا اور مصر کے نائب حاکم کو صورتحال سے مطلع کیا چنانچہ اس نے دوسرے امراء اور حکام کو جمع کر کے ان کا حوصلہ بڑھایا اور ان سے وفاداری کا حلف لیا، اس کے بعد اس نے اتابک فخر الدین ابن شیخ کے ذریعے معظم توران شاہ کو اطلاع دی اور اسے قلعہ کیف سے مصر بلوالیا

**انگریزوں کی شکست:**..... اس کے بعد ملک صالح کی وفات کی خبر سب جگہ پھیل گئی اور انگریزوں کو بھی اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ انگریز مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے پر بڑی مستعدی کے ساتھ تیار ہو گئے اور آہستہ آہستہ مسلمانوں کو شکست دے دی، اس جنگ میں اتابک فخر الدین بھی شہید ہوئے مگر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے پلٹ کر حملہ کرنے کی ہمت عطا فرمادی چنانچہ انگریزوں کو شکست ہو گئی۔

**توران شاہ کی مصر آمد:**..... اس دوران معظم توران شاہ مصر وارد ہو گیا اس نے کیف میں تین ماہ حکومت کی تھی چنانچہ مسلمانوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو حکمران تسلیم کر لیا۔

اس کے بعد انگریزوں سے زبردست جنگ ہوئی اور ان کا سمندری بیڑہ دشمن کے جنگی جہازوں پر غالب آ گیا چنانچہ انگریز دنیا سے جانے پر اس شرط کے ساتھ رضامند ہو گئے کہ انہیں بیت المقدس دے دیا جائے مگر مسلمانوں نے یہ شرط نہیں مانی اور ان پر مختلف سمتوں سے حملے کرنے لگے اور جب وہ بھاگنے لگے تو ان کا پیچھا کیا جس پر گھبرا کر انہوں نے اپنی شکست مان لی۔

**شاہ فرانس کی گرفتاری:**..... شاہ فرانس جو کہ فرانس مشہور تھا مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور اس کی فوج کے تیس ہزار سے زائد افراد مارے گئے تھے پھر اسے اس گھر میں قید کیا گیا تھا جو فخر الدین بن لقمان کے گھر کے نام سے مشہور تھا اور اس کی نگرانی صلیبی اعظمی نامی غلام کے ذمہ تھی اس کے بعد توران شاہ مسلمانوں کو لے کر مصر واپس پہنچ گیا۔

**آزاد کردہ غلاموں کی چپقلش:** معظم توران شاہ اپنے ساتھ قلعہ کیف سے آزاد کردہ غلاموں کا ایک گروپ لے لیا تھا جو یہاں موجود ملک صالح کے غلاموں پر حاوی ہو گئے اور انہوں نے ان کی حیثیت بالکل ختم کر کے رکھ دی تھی۔

بحریہ موالی صالح یوب کے آزاد کردہ غلاموں کا ایک گروپ بحریہ کہلاتا تھا اس نے انہیں مہیاس کے سامنے دریا کے نزدیک قائم کردہ قلعے میں آباد کیا تھا، یہ گروپ ملک صالح کا بہت مختص اور وفادار تھا اس کا سردار بھیرس تھا، یہ وہی شخص ہے جسے ملک صالح نے اسماعیل کا ساتھ دینے اور خوارزمی فوج کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔

یہ لوگ پہلے تو دشمن کے ساتھ تھے مگر صالح انہیں پیار و محبت سے اپنے قریب لے آیا اور انہوں نے ہی اس کے افواج کے ساتھ مل کر نگریزوں پر حملہ کر کے شکست دیدی تھی اور دمشق بھی ان ہی کی مدد سے فتح ہوا تھا۔

بھیرس: ملک صالح بھیرس سے ناراض ہو گیا تھا ۶۴۴ھ میں اسے جان کی امان دیدی تو یہ مصر آ گیا، صالح نے اسے کسی وجہ سے قید کر دیا تھا مگر پھر رہا کر دیا۔

صالح کے خاص افراد میں ایک شخص قلاون صالحی بھی تھا یہ عادل کے غلام علاء الدین قراسنقر کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا، قراسنقر ۶۴۵ھ میں مر گیا تو صالح نے قانون شریعت کے مطابق اسے اس کا وارث بنادیا تھا۔

توران شاہ کے خلاف سازش: . . . اقطاعی جاہلدار ایک ترکمانی بھی صالح کے خاص لوگوں میں سے تھے وہ اس بات پر سخت ناراض تھے کہ معظم توران شاہ نے اپنے مخصوص افراد کو ان پر مسلط کر دیا تھا اور وہ ان پر حکم چلاتے تھے لہذا انہوں نے بغاوت کر کے توران شاہ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔

توران شاہ کا قتل: . . . توران شاہ انگریزوں کے خلاف فتح حاصل کر کے جب واپس آ رہا تھا تو اسی باغی گروپ نے اس پر حملہ کر دیا، بھیرس تلوار لے کر اسی کی طرف بڑھا تو یہ برج کی طرف بھاگنے لگا مگر انہوں نے برج کو آگ لگا دی چنانچہ سمندر کی طرف بھاگا تو ان لوگوں نے پیچھے کی طرف سے تیرہ رے چنانچہ یہ سمندر میں کود گیا اور اسی میں جاں بحق ہو گیا، مصر میں صرف دو ماہ اس کی حکومت رہی۔

ملکہ شجرۃ الدر، ام خلیل: . . . توران شاہ کے قاتل گروپ نے ام خلیل شجرۃ الدر کو مصر کی ملکہ مقرر کر دیا، یہ ملک صالح کی بیوہ اور اس کے مرحوم بیٹے خلیل کی والدہ تھی چنانچہ اس کا نام خطبوں میں پڑھا جانے لگا اور سکے پر بھی اس کا نام ڈھلوا یا گیا، سرکاری خطوط میں اس کے نام کی مہر لگائی جانے لگی اور مونوگرام بھی بنادیا گیا، فوج کا کمانڈر عزالدین جاشنکیر ایک ترکمانی کو مقرر کیا گیا

فتح دمياط: . . . جب سلطنت کے سب کام درست چلنے لگے تو شاہ فرانس نے پیش کش کی کہ دمياط کا شہر لے کر مجھے چھوڑ دیا جائے لہذا اس پر عمل ہوا، ۶۴۸ھ میں مسلمان دمياط پر قابض ہو گئے، یہ بہت بڑی فتح تھی جو مسلمانوں کو حاصل ہوئی چنانچہ شعراء کے اس سلسلے میں بڑے مقابلے ہوئے انہوں نے اس فتح کے بارے میں نظمیں لکھیں ان میں سے دمشق کے سابق نائب حاکم جمال الدین بن مطروح کے اشعار اب تک بہت مشہور ہیں۔

ابن مطروح کی نظم:

قل للفرینس اذا جثہ	☆	مقال صدق عن قنول فصیح
آحرك الله على ماجری	☆	من قتل عباد یسوع المسیح
(ترجمہ) جب تم فریٹس کے پاس جاؤ تو اسے ایک فصیح اور خوش کلام شاعر کی یہ بات کہہ دینا کہ اللہ تمہارا بھلا کرے کہ تمہاری وجہ سے یسوع مسیح کو پوجنے والے اتنے سارے لوگ مارے گئے۔		
ایت مصر تبغی ملکھا	☆	تحسب ان الزمر بالطبل ریح
فساقل الحین الی ادم	☆	ضاق بهم فی ناظر یک المسیح
وکل اصی بک او دعتهم	☆	بسوء تدبیرک بطن الضریح

خمسون الفالایری منهم ☆ الاقیل او اسیر جریح

وفقت اللہ لامثالها ☆ لعناء من شرکم نستریح

(ترجمہ) تم مصر کا ملک چھینے آئے تھے اور سمجھے تھے کہ طبلہ میں صرف ہوا بھری ہے تمہاری موت تمہیں ایسے تاریک قید خانہ میں لے آئی جہاں تمہیں وسیع دنیا بھی تنگ لگے گی، تم نے اپنی بے عقلی کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کو قبر میں گرا دیا جو کہ تعداد میں پچاس ہزار تھے جو کہ مارے گئے، زخمی ہوئے یا گرفتار ہو گئے، خدا تمہیں ایسی ہی توفیق اور بھی دے تاکہ ہم تمہارے شر سے مامون ہو جائیں۔

ان کان بابا کم جذارا ضیا ☆ فرب غش قدائی من نصیح

لوکان دار شد علی زعمکم ☆ ماکان يستحسن هذا القبیح

فقل لهم ان اضمرو عودہ ☆ لاخذ ثارا اور لقصد قبیح

دار ابن لقمان علی حالها ☆ والقید باق والطواشی صبیح

(ترجمہ) اگر تمہارا بابا اس سے راضی تھا تو کبھی کبھار دھوکہ خیر خواہ سے بھی سرزد ہو جاتا ہے اگر وہ تمہارے خیال میں ہدایت یافتہ تھے تو اس قبیح فعل کو اچھا نہ سمجھتے تھے، ان انگریزوں سے کہہ دو کہ اگر انکا مصر آنے کا خفیہ ارادہ ہو تو وہ انتقام لینے آنا چاہیں یا کسی برے ارادے سے تو یاد رکھو کہ ابن لقمان کا گھر ابھی تک باقی ہے بیڑیاں بھی موجود ہے اس کی نگرانی پر مقرر خاصی غلام بھی موجود ہے۔ آخری شعر میں لفظ طواشی اہل مشرق کی لغت میں خاصی کو کہتے ہیں اور اسے خادم بھی کہا جاتا ہے۔

فتح الدین عمر: جب توران شاہ کے قتل کے بعد اس کے امراء شجرۃ الدرد کو ملکہ بنایا گیا تو شام میں موجود ایوبی خاندان کو یہ بات ناگوار گزری اس وقت کرک اور شوبک کا حکمران بدرالدین صوابی تھا اسے صالح نے مقرر کر کے اپنے بھتیجے فتح الدین عمر بن عادل کو قید رکھ ہوا تھا، بدر نے اسے رہ کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ناصر کی دمشق میں حکومت: اس دور میں جمال الدین محمود دمشق کا حکمران تھا اس نے وہاں شاہی محل کے امراء کے، تفاق سے حلب کے حاکم ناصر کو بلا کر دمشق کا بادشاہ بنانے کا فیصلہ کیا چنانچہ اس فیصلے کے مطابق ناصر دمشق پہنچا اور حکومت سنبھال لی اور صالح ایوب کے غلاموں کے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا۔

مصر میں موسیٰ اشرف کی حکومت: پھر جب ناصر کی تاج پوشی کی خبر مصر پہنچی تو انہوں نے ملکہ کو معزول کر کے موسیٰ اشرف بن مسعود بن کامل کو مصر کا بادشاہ بنادیا، یہ وہ شخص ہے جس کا بھائی یوسف التمر اپنے باپ مسعود کے بعد یمن کا حکمران بنا تھا، مصریوں نے موسیٰ اشرف کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسے مصر کے شاہی تخت پر بٹھا دیا اور ایک ترکمانی کو اس کا نائب بنادیا۔

ادھر غزہ میں ترکوں نے بغاوت کردی اور کرک کے حاکم مغیث سے وفاداری کا اعلان کر دیا اس پر مصر کے ترکوں نے خیفہ مستعصم کی احاطت کا اعلان کر کے دوبارہ اشرف اور اسی کے اتالیق کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

شامی فوج کا میدان سے فرار: اس صورتحال میں ناصر یوسف دمشق سے اپنی فوج لے کر مصر کی طرف بڑھا تو مصر سے بحریہ روپ کے سربراہ اقطاعی جمدار کی کمین میں مصر کی فوج آئی لہذا شام کی فوج مصر کا لشکر دیکھ کر فرار ہو گئی۔

ایوبی امراء کی میٹنگ: ناصر یوسف کو ناصر داؤد کی کوئی شکایت ملی تھی اس پر اس نے ناصر داؤد کو حمص میں قید کر دیا اور پھر ایوبی خاندان کے امراء کی ایک میٹنگ دمشق میں بلائی چنانچہ حمص سے موسیٰ اشرف، حلب سے صالح اسماعیل معظم توران شاہ بن صلاح لدین، نصر الدین بن صلاح

الدین، امجد حسام الدین ناصر، طاہر شاہ بن ناصر، کرک کا حکمران داؤد، تقی الدین، عباس بن عادل، یہ سب میٹنگ میں شریک ہوئے۔

مصری اور شامی فوج کی جنگ: ... اس کے بعد ناصر یوسف نے اپنی اگلی فوج کو لولؤ ارمنی کی کمان میں مصر کی طرف روانہ کیا، مقابلے پر ایک ترکمانی آیا اور اس دوران صالح اسماعیل کے بیٹے رہا کر دیئے گئے انہیں ہد بانی نے بعلبک سے پکڑا تھا اور انہیں چھوڑا اس لئے گیا تاکہ یہ اپنے باپ کو مجرم قرار دیں اور نوگ اس سے بدگمان ہو جائیں، بہر حال عباسیہ کے مقام پر جنگ ہوئی اور مصری افواج کو شکست ہوئی، شام کی فوج نے پیچھا کیا تو ایک ثابت قدم رہا اور ایسے میں دمشق کی فوج کے کچھ دستے مصری فوج میں شامل ہو گئے پھر ایک نے پلٹ کر حملہ کیا جس سے دمشق کی فوج شکست کھا کر ادھر ادھر بھاگ گئی۔

ایوبی امراء قید میں: پھر شامی کمانڈر نے لولؤ کو گرفتار کر کے ایک کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا، اسماعیل صالح، اشرف موسیٰ، توران شاہ معظم اور اس کے بھائی بھی گرفتار ہو گئے، مصری فوج جو بھاگی تھی واپس آ گئی ان کے تعاقب میں جانے والی شامی فوج کو ناصر کی شکست کا پتہ چلا تو وہ بھی واپس چلی گئی اس کے بعد ایک مصر واپس آ گیا اور ایوبی امراء کو ایک قلعہ میں قید کر دیا۔

صالح اسماعیل کا قتل: اس کے بعد صالح اسماعیل کے وزیر بنمور کا قتل ہو گیا جو کہ اس کے بیٹوں کے ساتھ بعلبک میں قید تھا، صالح اسماعیل کو بھی جیل ہی میں مار دیا گیا اس کے بعد ناصر دوبارہ فوج جمع کر کے غزہ روانہ ہوا جہاں اس کا مقابلہ فارس الدین اقطاعی سے ہوا، ناصر نے اسے شکست دے کر غزہ پر قبضہ کر لیا پھر ناصر اور مصر کے امراء کے سفیروں کی سطح پر مذاکرات ہوئے اور ۶۵۰ھ میں صلح ہو گئی اور دریائے اردن کی سرحد پر مقرر کر دیا گیا۔

ناصر داؤد کا حال: ... اس کے بعد ایک نے حسام الدین ہد بانی کو رہا کر دیا تو وہ دمشق چلا گیا اور وہاں ناصر کے پاس رہنے لگا پھر خلیفہ مستعصم نے ناصر داؤد کے بارے میں رہائی کی سفارش کی چنانچہ ناصر یوسف نے اسے چھوڑ دیا لہذا ناصر داؤد اپنے بیٹوں کے ساتھ خلیفہ کے پاس بغداد گیا مگر خلیفہ نے بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا اس نے خلیفہ سے اپنی امانت مانگی تو اس نے وہ بھی نہیں دی لہذا وہ بغداد کے باہر ہی رکا رہا پھر خلیفہ کی سفارش پر دمشق چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔

اقطاعی کا قتل: پہلے گزر چکا ہے کہ مصر کے ترکمانی حکمرانوں نے اشرف موسیٰ کے ہاتھ بیعت کر لی تھی اور اسی کا خطبہ پڑھا، سلطنت کا منتظم ایک تھا ایک خود مختار بادشاہ بننا چاہتا تھا مگر بحریہ گروپ کا سربراہ اقطاعی جامدار اسے اختلاف رکھتا تھا اور اس کا مرتبہ کم کرنے کی کوشش کرتا تھا اس لئے ایک نے تین غلام اس کے قتل پر مقرر کر دیئے جنہوں نے شاہی محل کی ایک گلی میں اس پر چھپ کر اچانک حملہ کر کے ۶۵۲ھ میں مار ڈالا، چونکہ بحریہ گروپ کا کرتادھرتا یہی تھا اس لئے وہ وہاں سے بھاگ کر ناصر کے پاس چلے گئے۔

ایک کی بادشاہت: ... پھر ایک خود مختار اور بے لگام ہو گیا اس نے اشرف کو بادشاہت سے معزول کر کے خود بادشاہت سنبھال لی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا، اشرف ایوبی خاندان کا آخری بادشاہ ثابت ہوا پھر ایک نے سابقہ ملکہ شجرۃ الدر سے نکاح کر لیا،

ادھر بحریہ گروپ جب ناصر کے پاس پہنچا تو اس کو تیار کیا کہ وہ مصر پر قبضہ کر لے اور اس پر بہت زیادہ اصرار کیا تو وہ تیری کر کے غزہ روانہ ہو گیا ادھر ایک بھی اپنی فوج لے کر عباسیہ پہنچ گیا، کچھ سپاہی اس سے بغاوت پر تیار ہو گئے کیونکہ انہیں بغاوت کی جھوٹی خبر ملی تھی چنانچہ ایک کو بھی ان کے بارے میں شک ہو گیا اور گرفتار کرنے ہی والا تھا کہ وہ لوگ بھاگ کر ناصر کے پاس چلے گئے، اس کے بعد ناصر اور ایک کے سفیروں کی سطح پر مذاکرات ہوئے اور دونوں کی صلح ہو گئی، عریش کو مشترکہ سرحد قرار دیا گیا۔

ناصر اور خلیفہ: پھر ناصر نے اپنے وزیر کمال الدین کے ذریعے خلیفہ کو پیغام بھجوایا کہ وہ اس کے پاس خلعت بھیجے چونکہ اس سے پہلے ایک خلیفہ کو تنہا اور وفاداری کا اقرار نامہ بھیج چکا تھا اس لئے خلیفہ نے ٹال مٹول کی مگر پھر ۶۵۵ھ میں اسے خلعت بھجوا دی۔

ایک کا قتل: ۶۵۵ھ میں ملکہ شجرۃ الدر نے حمام میں ایک کو اچانک قتل کر دیا، کیونکہ ایک موصل کے حکمران لولؤ کی بیٹی سے شادی رچنے کا





وہاں سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیا، یہ سانحہ عظیم قیامت کے آثار میں سے تھا جس کا حال خلافت عباسیہ میں گذر چکا اور آگے تا تاریخوں کے تذکرے میں آئے گا۔

جب دمشق کے حکمران ناصر کو اس کا پتہ چلا تو اس نے ہلاکو خان سے فوراً اچھے تعلقات بنانے کی کوشش شروع کر دی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے العزیز محمد کو سلطان ہلاکو خان کے پاس تحفے دے کر بھیجا مگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہوسکا پھر ہلاکو خان نے میافارقین پر حملہ کر دیا وہاں کا حکمران کامل بن مظفر تھا، تا تاریخوں نے دو سال تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اس کے بعد انہوں نے ۶۵۸ھ میں شہر فتح کر کے حکمران کو قتل کر دیا پھر اس نے اربل کی جانب بھی لشکر روانہ کیا جس نے چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد اسے فتح کر لیا۔

رومی حکام کی اطاعت..... جب ہلاکو خان بغداد فتح کر چکا تو اسکے فوراً بعد کنخرو کے بیٹے جو کہ بلاد روم کے حکمران تھے ہلاکو خان سے ملنے آئے اور اس سے وفاداری اور اطاعت کا وعدہ و اظہار کر کے لوٹ گئے۔

لؤلؤ کی وفات..... جب ہلاکو خان آذربائیجان پہنچا تو موصل کا حاکم لؤلؤ وفد لے کر اس کے پاس آیا اور اس نے ہلاکو خان کا وفادار ہونے کا اعلان کر دیا، واپس آنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد موصل کا حکمران اس کا بیٹا صالح بنا اور سنجار میں اس کا دوسرا بیٹا حکمران بنا۔

ہلاکو خان اور ناصر..... اس کے بعد ناصر نے اپنے بیٹے کو تحفہ دے کر ہلاکو خان کے پاس دوستی کے لئے پیغام بھیجا اور خود نہ آنے کی معذرت کی کہ اسے شام کی ساحلی علاقوں پر انگریزوں سے خطرہ ہے، ہلاکو خان نے اس کے بیٹے کا استقبال کیا اور اس کا عذر قبول کر لیا اور صلح و دوستی کے انداز سے اسے واپس بھیجا۔

ہلاکو خان کے حملے..... اس کے بعد ہلاکو خان حران کی طرف گیا اور اپنے بیٹے کو حلب روانہ کیا جہاں معظم توران بن صلاح الدین جو ناصر کا نائب حکمران تھا فوج لے کر آگے آیا، ادھر تا تاری فوج کمین گاہ میں چھپ گئی اور جب مسلمان فوج ان سے آگے نکلے تو انہوں نے نکل کر اس پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا، ناصر یوسف کو یہ اطلاع اس وقت ملی جب وہ دمشق کے قریب ۶۵۸ھ کی ایک بغاوت فرو کرنے گیا ہوا تھا، حماة کا حکمران مظفر بھی اس کے ساتھ حالات کے رخ کا منتظر تھا۔

غلاموں کی بغاوت..... پھر ناصر کو یہ اطلاع ملی کہ اس کے غلاموں کا ایک گروپ بغاوت پر تلا ہوا ہے چنانچہ یہ واپس آیا تو غلام غزہ بھاگ گئے اس طرح ان کی بری نیت کا علم ہوا اور یہ پتہ چلا کہ وہ اس کے بھائی ظاہر کو بادشاہ بنانا چاہتے ہیں اس پر اسے سخت غصہ آیا اتنے میں ظاہر بھی ان کے پاس غزہ پہنچ گیا اور انہوں نے حکم کھلا بغاوت کر کے اسے بادشاہ بنادیا۔

بیمبرس مصر میں..... ان کے ہمراہ بیمبرس بندقداری بھی تھا مگر اسے ان کی ناکامی کا احساس ہو گیا اس لئے اس نے مصر کے حکمران مظفر قطز سے رابطہ کر کے پناہ حاصل کر لی اور مصر چلا گیا وہاں اس کا پر تپاک خیر مقدم کیا گیا اور قلوب کا پورا علاقہ اسے جاگیر میں دے دیا گیا۔

حماة اور حلب پر ہلاکو خان کا قبضہ..... ہلاکو خان کے دریائے فرات کے اس پار ایک علاقہ فتح کر کے وہاں سے ناصر کے بھائی اسماعیل کو جیل سے رہا کر کے اس کے علاقوں کی جانب حکمران بنا کر بھیج دیا، یہ علاقے بانیاس اور صہبہ تھے اس کے بعد ارزن کا حکمران توران شاہ کے پاس آیا اور اسے ہلاکو کی وفاداری کی ترغیب دی مگر اس نے انکار کر دیا چنانچہ ہلاکو خان نے اس پر حملہ کر کے حلب فتح کر لیا اور وہاں کے لوگوں کو جان کی امان دیدی، اور توران شاہ اور اس کی افواج قلعہ بند ہو گئیں۔ ادھر حماة والوں نے ہلاکو خان کو وفاداری کا پیغام بھیجا اور کہا کہ کوئی حکمران نامزد کر کے بھیج دیں لہذا ہلاکو خان نے ایک کمانڈر کو ان کا حاکم بنا کر بھیج دیا اس کا نام خسرو خان تھا اور اس کا سلسلہ نسب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تک پہنچتا تھا۔

ناصر کا احوال..... ناصر کو یہ اطلاع ملی کہ ہلاکو خان نے حلب فتح کر لیا ہے تو وہ دمشق سے بھی بھاگ گیا اور وہاں ایک نائب مقرر کر دیا پھر یہ غزوہ پہنچا جہاں اس کے غلام اور بھائی بھی موجود تھے اس دوران تا تاری نابلس پر فوجوں کو مار کر قابض ہو گئے، ناصر غزہ سے عریش پہنچ گیا اور اس نے اپنے



قاصد سلطان قنطر کے پاس روانہ کئے اور کہا کہ متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے، چنانچہ ناصر فوج لے کر بڑھا اور پھر مصریوں سے بدگمان ہو گیا تو ظاہر اور صالح اشرف کے ساتھ جنگوں میں نکل گیا، حماۃ کی فوج مصر پہنچ گئیں جہاں قنطر نے ان کا خیر مقدم کیا اور انہیں اپنے ساتھ مصر لے گیا۔

شام پر ہلاکو خان کا قبضہ..... اس کے بعد تاتاری فوج نے دمشق اور شام کے تمام علاقوں پر غزوہ تک قبضہ کر لیا اور ہر علاقے میں اپنا نمائندہ حکام مقرر کر دیئے اس کے بعد حلب پر بھی قبضہ کر لیا وہاں بحریہ گروپ کے کچھ لوگ قید تھے ان میں سنقر اشقر بھی تھا چنانچہ ہلاکو خان نے انہیں اپنے ایک بڑے امیر سلطان حق کے حوالہ کر دیا اس کے بعد ہلاکو خان نے حلب کا حکمران عماد الدین قزوینی کو مقرر کر دیا اس وقت وہ حلب میں تھا تو اس کے پاس اشرف موسیٰ بن منصور (حمص کا سابق حکمران) آیا اس سے ناصر نے حمص چھین لیا تھا، ہلاکو خان نے دوبارہ اسے حمص کا حکمران بنادیا ہلاکو خان شام کے علاقے کے انتظامات کے سلسلے میں اس سے مشورہ لیتا تھا۔

قلعوں اور فصیلوں کی بربادی..... پھر ہلاکو خان نے قلعہ حارم فتح کر کے تباہ کر دیا اور حلب کے فصیلوں اور قلعوں کو بھی اسی طرح تباہ کر کے ڈھاد سینے کا حکم دے دیا، یہی حکم حماۃ اور حمص کے بارے میں بھی دیا اس کے بعد تاتاریوں نے طویل محاصرے کے بعد دمشق کا قلعہ فتح کر کے تباہ کر دیا پھر بعلبک کے قلعے کی باری آئی، اس نے بعد صیہنہ پر حملہ کیا وہاں کا حکمران سعید بن عبدالعزیز بن عادل تھا انہوں نے صلح کے ساتھ اسے فتح کر لیا اور وہ ان کے ساتھ ہی روانہ ہوا اسی زمانہ میں ہلاکو خان کے پاس دمشق کے ایک عالم فخر الدین بن التریکی پہنچے اس نے انہیں قاضی بنادیا۔

ناصر کی گرفتاری..... اس کے بعد ہلاکو خان نے عراق واپسی کا پروگرام بنایا چنانچہ تاتاری دریا عبور کر گئے اس وقت ہلاکو خان نے شام کے پورے علاقے کا حکمران کتبغاء نامی ایک بڑے تاتاری امیر کو بنایا تھا پھر اس نے عماد الدین قزوینی کو معزول کر کے دوسرے شخص کو حلب کا حکمران بنادیا۔

ادھر ناصر جب ہلاکو سے بچ کر جنگوں میں گھسا تو وہاں کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا لہذا اس کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ہلاکو خان کے پاس چلا جائے چنانچہ وہ شام کے نائب حاکم کے پاس اجازت لینے گیا چنانچہ نائب حاکم کتبغاء اسے گرفتار کر کے محبوں لے گیا وہاں اس کے کہنے پر محبوں والوں نے شہر ہلاکو خان کے حوالہ کر دیا۔

ہلاکو خان اور ناصر کی ملاقات..... اس کے بعد ناصر کو ہلاکو خان کے پاس بھیج دیا گیا وہ پہلے دمشق گیا پھر حماۃ پہنچا وہاں حمص کا حکمران اشرف اور نائب خسر دونوں موجود تھے یہ دونوں اس کے استقبال کو نکلے، اس کے بعد ناصر کی ہلاکو سے حلب میں ملاقات ہوئی جہاں اس نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے اس کے وطن واپس بھیجنے کا وعدہ کیا۔

کنیسہ مریم..... اس دوران ایک واقعہ ہوا کہ دمشق کے مسلمانوں نے وہاں کے عیسائیوں پر حملہ کر کے ان کے ایک بڑے گرجہ کنیسہ مریم کو تباہ کر دیا، دمشق کا تاریخی کنیسہ اس حصے میں واقع تھا جسے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دور فاروقی میں فتح کیا تھا ایک اور بڑا گرجا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پناہ دے کر فتح کئے جانے والے علاقے میں تھا چنانچہ حضرت خالد کے دور حکومت میں انہوں نے یہ گرجا خرید کر اسے جامع مسجد میں شامل کرنا چاہا اور بڑی قیمت کی پیشکش کی مگر عیسائی نہ مانے، لہذا انہوں نے زبردستی اسے گرجا جامع مسجد میں شامل کر دیا۔

اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں عیسائیوں نے اپنے اس گرجے کا معاوضہ مانگا تو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے فتح کئے ہوئے علاقے والا گرجا انہیں دے دیا، یہی کنیسہ مریم ہے۔ یہ واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔

تاتاریوں کو شکست..... آخر کار تاتاریوں کے بڑھتے مظالم کے جواب میں مسلمان افواج مصر میں جمع ہوئیں اور سلطان قنطر کی کمان میں تاتاریوں سے جنگ کے لئے شام کی طرف روانہ ہوئیں، اس فوج میں حماۃ کا حکمران منصور اور اس کا بھائی افضل بھی شریک تھا، اسلامی لشکر کے مقابلہ کے لئے شام کا تاتاری نائب حاکم کتبغاء آیا اس کے ساتھ حمص کا حاکم اشرف اور صیہنہ کا حکمران سعید بن عبدالعزیز بھی تھے۔

دونوں فوجوں کی غور کے علاقے جالوت میں زبردست جنگ ہوئی آخر کار تاتاری فوج کو شکست ہو گئی اور ان کا کمانڈر کتبغاء مارا گیا ابن کا حلیف

سعید بن عبدالعزیز گرفتار ہو گیا جسے سلطان قطز نے قتل کر دیا اور اس کے بعد اس نے شام کے پورے علاقے پر قبضہ کر لیا اور حماة کے حکمران منصور کو اس کے عہدے پر برقرار رکھا۔

سلطان قطز کا قتل:..... اس کے بعد راستے میں بھرس بندقداری نے قطز کو قتل کر دیا اور اس کی جگہ خود مصر کے تخت پر بیٹھ گیا اور اپنا لقب الظاہر رکھا جیسا کہ آگے اس کا مستقل تذکرہ آئے گا۔

ناصر کا قتل:..... اس کے بعد تاری افواج نے شام کی طرف پیش قدمی کی مگر ہلا کو خانہ جنگیوں کی بناء پر اس طرف توجہ نہ دے سکا اسے کتبغا کی ہلاکت کا بڑا دکھ تھا اس لئے اس نے ناصر کو بلوایا اور قتل کی ذمہ داری اس پر ڈال دی کہ اس نے شام کا معاملہ آسان کہہ کر اس کی اہمیت سے غافل رکھا تھا اور ہمیں دھوکہ دیا تھا، ناصر نے اس بارے میں عذر معذرت پیش کرنے کی کوشش کی مگر ہلا کو خان نے اسے تیر مار کر قتل کر دیا۔

ایوبی سلطنت کا خاتمہ:..... اس کے بعد ہلا کو نے اس کے بھائی ظاہر اور صالح بن اشرف موسیٰ کو بھی قتل کر دیا البتہ عزیز بن ناصر کے لئے ہلا کو کی بیوی نے سفارش کر دی، چونکہ ہلا کو خود بھی اسے پسند کرتا تھا اس لئے اسے چھوڑ دیا، اس طرح شام کے علاقے سے بنو ایوب کے سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور مصر و شام دونوں میں ترک غلاموں کی حکومت قائم ہو گئی۔

ایوبی کی جزوی حکومت:..... شام میں ایوبی خاندان کی صرف ایک جزوی ریاست باقی رہی تھی یعنی منصور بن مظفر حماة کا حکمران باقی رہا تھا کیونکہ سلطان قطز نے اس کو اپنی طرف سے حکمران برقرار رکھا اور اس کے بعد سلطان ظاہر بھرس نے بھی اس کو برقرار رکھا اور پھر منصور کے بعد اس کی اولاد بھی ترک خاندان کی فرمانبرداری میں حکومت کرتی رہی حتیٰ کہ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کا بھی خاتمہ ہو گیا اور اس علاقہ پر دوسرے لوگوں کا قبضہ ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا۔

## الحمد لله جلد ششم کا حصہ دوم

### ختم ہوا



# اسلامی تاریخ پر چند جدید کتب

## طبقات ابن سعد

اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری

## تاریخ ابن خلدون

مع مقدمہ علامہ عبد الرحمن ابن خلدون

## تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ النہایۃ البدایۃ حافظ عماد الدین ابوالفتح اسماعیل ابن کثیر

## تاریخ اسلام

مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی

## تاریخ ملت

تاریخ قبل از اسلام کے کرمیہ سلطنت آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر ملت اسلامیہ کے ترمو سوانح تاریخی جرنیل ذہین خاں ابن سہیل رومی جناب مفتی نظام اللہ شہیدی اہل ادرانی

## تاریخ طبری

اردو ترجمہ تاریخ الامم والملوک علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری

## سید الصحابة

انبیاء کرام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سرگزشت حیات الحاج مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم

رازِ اِشاعتِ ﴿﴾ اردو بازار ۱۵ ایم ای جٹ رڈ  
کراچی پاکستان ۷۷۱۸۹۱-۲۶۳۱۸۹۱ مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز